مجموعہ بیانات

(مکمل)

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ

مرتب:

حضرت مفتی محمد روشن صاحب قاسمی دامت برکاتہم

باہتمام:

حضرت مولانا محمد امیر علوی صاحب میرٹھی دامت برکاتہم

بلال انٹرپرائزز

bilaldotcom@gmail.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	مجموعہ بیانات مکمل (چھ حصے)
بیانات	:	حضرت محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ
مرتب	:	حضرت مفتی محمد روشن صاحب قاسمی دامت برکاتہم
باہتمام	:	حضرت مولانا محمد امیر علوی صاحب میرٹھی
صفحات	:	536

یہ کتاب فی سبیل اللہ ہے۔

ملنے کا پتہ:

بنگلہ نمبر A-23/3 شاہ فیصل ٹاؤن کراچی، پاکستان۔

فون نمبر 021-34573926

موبائل نمبر: 0300-2202937

بلال انٹرپرائزز

bilaldotcom@gmail.com

(تعارف)

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہیں جس نے یہ تمام کائنات اور کائناتی نقشہ اپنی قدرت کاملہ سے پیدا فرمایا اور درود پاک ہو نبی اخرالزماں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وبابرکات پر اور ان پر کروڑوں رحمتیں نازل ہوں جنکے ہم امتی اور پیروکار ہیں اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر انعام واحسان ہے کہ جس نے ہمیں امت محمدیہ میں پیدا فرمایا اور دعوت الی اللہ والا کام جو انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا وصف خاص ہے ہمیں عطا فرمایا۔

الحمد اللہ گزشتہ سال ۲۰۱۴ء میں سات ماہ کی جماعت رائے ونڈ (ضلع لاہور) پاکستان کے سالانہ اجتماع میں تشکیل پائی جس میں جماعت کو ویسٹ افریقہ (ایوری کوسٹ) کا رخ ملا بندہ بھی شریک جماعت تھا وہاں افریقی نوجوان دین کے پیاسے جوق در جوق ہماری جماعت کے پاس آتے مذاکرے کراتے بیان غور سے سنتے اور ماحول میں آنے کی برکت سے اللہ کے راستے میں نکلنے کے ارادہ کرتے۔ افریقہ کے ممالک میں فرانس کا اثر ہے اس لئے وہ فرینچ بولتے ہیں جبکہ مادری زبان جھولا ہے ہمارے بیانات کے ترجمہ کئی کئی زبانوں میں ہوتے ساڑھے چار ماہ کا طویل عرصہ ان کے ساتھ نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ گزارا ہمیں ترجمان ملتے رہے جو ہماری جماعت کے عربی، اردو، انگریزی بیانات کے ترجمے اپنی زبان میں کر کے عوام کو آگاہ کرتے انہیں ترجمانوں میں ایک نوجوان افریقی ساتھی جو نظام الدین (دہلی انڈیا) کا دوبار سفر کر چکا تھا اس کے پاس مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ کے وہ بیانات جو انڈیا میں چھپے تھے موجود تھے ہم نے اس سے بیانات لیکر وہیں مطالعہ کیا تو مطالعہ کرتے کرتے ایمان میں بڑھوتری اور نشاط محسوس کیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ علمی تاریخی اور تحقیقی کلام بھی سامنے آیا اور ہر بیان کو دوسرے بیان سے مختلف پایا جس سے مزید علم میں اضافہ ہوا اور دعوت کے کام کی اہمیت اور عظمت کو پڑھ کر مزید دعوت کا کام اہتمام سے کرنے کا شوق پیدا ہوا دعوت کے کام کو اصولوں پر ڈالنے کیلئے اصول سامنے آئے دعوت دینے کا ڈھنگ طریقہ اور سلیقہ سامنے آیا حضرت کے بیانات میں حکومت اور حکومتی نقشوں سے ہونے کی نفی سامنے آئی دنیا کی بے بضاعتی اور آخرت کی تیاری سامنے آئی مخلوق سے کچھ نہ ہونے کا یقین اور خالق سے سب کچھ ہونے کا یقین سامنے آیا اللہ رب العزت کے احکامات اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں میں دونوں جہانوں کی کامیابی کا یقین سامنے آیا زندگی میں سدھار پیدا کرنے اور صحیح اصولوں کے ساتھ زندگی گزارنے کا طریقہ سامنے آیا اور اللہ کے راستہ میں مزید ذوق شوق سے آگے سے آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہوا گویا کہ وہ تمام مجموعی اوصاف وکمالات جو ایک عالم ربانی، شیخ

کامل، عارف باللہ اور داعی الی اللہ میں موجود ہونے چاہیئے یہ بیانات اُن تمام اوصاف وکمالات کی عکاسی کرتے ہیں۔

عوام الناس میں جو حضرات ان بیانات کا مطالعہ عقیدت واحترام کے ساتھ ساتھ بغور وخوص اور شوق سے فرمائیں گے وہ انشاء اللہ دعوت کے کام کو صحیح نہج پر سمجھ پائینگے اور دعوت دینے کا طریقہ وسلیقہ سمجھیں گے اور حضرات علماء کرام کو ان بیانات میں وہ وہ علمی جواہر پارے ملیں گیں جو ان کو اسماء الرجال کی کتب اور تواریخ وسیر کی کتابوں کے مطالعہ کے بعد کہیں ملے گیں۔ یہاں صرف مطالعہ ہی سے وہ اپنی علمی تشنگی پوری کرسکیں گے یہ بیانات ایک علمی خزانہ اور بحر ذخار ہے۔

بندہ ناچیز بچپن میں مکی مسجد واقع گارڈن روڈ کراچی میں قرآن کریم حفظ کرتا تھا بندہ نے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی ہے حوض سے وضو کر کے حضرت اترے تو بندہ کو مصافحہ کی سعادت نصیب ہوئی حضرت نہ دراز قد تھے نہ پستہ، درمیانے خوبصورت سیڈول بھرا ہوا جسم نہایت خوبصورت شخصیت کے مالک تھے حضرتؒ کثرت سے پان نوش فرماتے تو کثرت استعمال کی وجہ سے حضرت کے ہونٹ سرخ اور چمکدار نظر آتے تھے حضرت کی زیارت کے ساتھ ساتھ حضرتؒ کا بیان بھی مکی مسجد میں سننے کی سعادت حاصل ہوئی دعا ہے کہ اللہ رب العزت حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے والد گرامی حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور صف اول کا وہ قافلہ اکابرین علماء دعوت وارشاد (ہندوپاک) جو اس دار فانی سے کوچ کر گئے ان سب کو اعلیٰ علیین میں مقام علیا نصیب فرمائے اور جو حیات ہیں ان کی عمروں میں اللہ رب العزت برکت نصیب فرمائے اور ان سے خوب خوب دعوت کا کام لے نام ونمود اور شہرت سے محفوظ رکھے۔

بندہ ناچیز یہ بیانات افریقہ سے ساتھ لایا دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کیوں نہ اس کو چھاپ کر لوجہ اللہ اھل الدعوۃ اور علماء کرام میں تقسیم کروں تا کہ حضرت کے علوم فیوض وبرکات میں خصوصاً اھل الدعوۃ اور عموماً عوام الناس مستفیض ہوں اور جماعت میں کام کرنے والوں کے علم بھی اضافہ ہو اور صحیح نہج پر کام کرنے کا طریقہ نصیب ہو اللہ رب العزت ہمیں صحیح اصولوں سے کام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور یہ بیانات ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔

بندہ فقیر الی اللہ

محمد امیر علوی میرٹھی

۱۰ نومبر ۲۰۱۵ء کراچی پاکستان

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ

☆☆

عرض مرتب

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم!

حق تعالیٰ شانہ کے ان بے شمار احسانات میں سے جو اس ناچیز پر ہمیشہ رہے ایک بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے مجھے بہت کم عمر میں حضرت اقدس الحاج مولانا محمد عمر صاحب پالنپوری مدظلہ العالی کے سایۂ عاطفت میں رکھا اوران کی محبتوں اور عنایتوں کا مورد بنایا حضرت مولانا کی یہ محبتیں اور عنایتیں مختلف زمانوں میں مختلف طریقہ سے میرے ساتھ رہیں۔ خصوصاً حضرت مولانا ہی کی عنایات اور ذرہ نوازیوں کے بل بوتے پر مجھے بزرگان دین کے ملفوظات و مکاتیب بیانات وغیرہ منظر عام پر لانے کا اتفاق ہوا اور ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کے سایۂ عاطفت کو پوری انسانیت پر عافیت کے ساتھ قائم رکھے۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کے بیانات کا حصہ اول منظر عام پر آکر خدا کے فضل سے مقبول عام وخاص ہوا اور کئی خطوط بزرگوں کے اور کام کرنے والے احباب کے دوسرے حصہ کو جلد منظر عام پر لانے کے سلسلہ میں اس ناکارہ کو ملے۔ اب الحمدللہ اس کا یہ دوسرا حصہ بھی خدا نے اپنے فضل سے تیار کروا دیا ہے جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کئی احباب نے اسکی تصحیح و ترتیب میں میرا ساتھ دیا میں ان سب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دارین کی ترقیات کے لئے دعا گوں ہو خصوصاً جناب الحاج محمد صاحب زید مجدھم ماہم بمبئی والے انھوں نے میری مرتب کردہ سبھی کتابوں کو منظر عام پر لانے میں شروع ہی سے توقع سے زیادہ میرا ساتھ دیا اللہ تعالیٰ ان کو اپنی شایان بدلہ عطاء فرمائے۔

ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کی ترتیب و تصحیح میں کوشش کی مگر ہمارا یہ ہرگز دعویٰ نہیں کہ یہ کتاب غلطیوں سے خالی ہے بلکہ بات یہ ہے کہ کسی بھی انسانی کوشش کا غلطی و خطا اور نسیان سے خالی ہونا ناممکن ہے اور اپنی غلطی و خامی کا خود کو محسوس ہو جانا یہ عام طور سے ذرا مشکل بھی ہے اس لئے اس کتاب کے پڑھنے والے احباب سے میری درخواست ہے کہ اس میں واقع غلطیوں سے مجھے مطلع فرمائیں۔ میں ان کا بہت شکرگزار ہوں گا اور اگلے ایڈیشن میں انشاءاللہ اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔ جو احباب ان بیانات سے استفادہ کریں ان سے میری عاجزانہ گزارش ہے کہ صاحب بیانات۔ حضرت جیؒ کے لئے ترقیٔ درجات اور مجھ ناکارہ اور میرے معاونین کے لئے مغفرت کی دعاء فرمائیں۔

محمد روشن شاہ قاسمی سونوری

مہتمم مدرسہ حیات العلوم سونوری ضلع آکولہ، ۱۵/اگست ۱۹۹۷ بروز جمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک ضروری وضاحت

محترم حضرات اس سے قبل دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں اکابر کے ملفوظات مکتوبات اور بیانات وغیرہ کی صورت میں میری چند کتابیں منظر عام پر آئیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی آتی رہیں گی لیکن اس کے ساتھ اس بات کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ دعوت والا مبارک کام صرف کتابوں کے مطالعہ سے سمجھ میں نہیں آئے گا ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ان کتابوں میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سب اس کام کے بڑوں کی باتیں ہیں اس لئے یہ کتابیں کام کے سمجھنے میں کسی درجہ میں معاون تو بن سکتی ہیں لیکن کام کی حقیقت کام کے فائدے اس کام کے ذریعہ پورے انسانیت کا اور خصوصاً اُمت مسلمہ کا دردو فکر دل میں آنا، ایمان و اعمال میں ترقی کا ہونا یہ تو دعوت کے کام میں عملی حصہ لینے سے ہوگا۔ اس لئے اس کام کے بڑوں نے جو باہر کی نقل وحرکت کے ساتھ مقامی کام کی ترتیب بتائی ہے اس میں خوب جم کر حصہ لیا جائے۔ کتابوں کے مطالعہ پر اکتفا نہ کیا جائے۔

اللہ پاک ہم سب کو اخلاص کے ساتھ اپنی اصلاح کی نیت سے زندگی کے آخری سانس تک دین کی خدمت کے لئے قبول فرمائے۔

کام کے اصول کی باتیں ان کتابوں میں بھی ملیں گی، مگر ایک اصول یہ ہے کہ بنگلہ والی مسجد دہلی کی شوریٰ کی جماعت حالات حاضرہ کے اعتبار سے جس اصول کی جو تشریح قرآن وحدیث کی روشنی میں کرے وہ اصول ٹھہرے گا۔ لہٰذا ہمیں برابر بنگلہ والی مسجد کی شوریٰ کی جماعت سے روشنی حاصل کرتے رہنی پڑے گی کہ اس وقت وہاں سے کیا ہدایات مل رہی ہیں وہ مقدم ہوں گی۔

العارض: محمد روشن شاہ قاسمی سونوروی

۱۹؍شوال المکرم ۱۴۱۷ھ۔ ۲۷؍فروری ۱۹۹۷ء بروز جمعرات

حضرت جی کے بیانات کے بارے میں اکابر اُمّت کے تاثرات

صاحب بیانات عارف باللہ، مجاہد فی سبیل اللہ، داعی الی اللہ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف صاحب نوراللہ مرقدہٗ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپ کے مواعظ و بیانات تو اس کے نفع و تاثیر کی شہادت میں ایسے چند اکابر اُمّت کے تاثرات و خیالات جن کا علم و عمل مسلم ہے، نقل کر دینا کافی سمجھتا ہوں۔ یقیناً مندرجہ ذیل اکابر اُمّت کے تاثرات اور شہادتیں ہمارے اطمینان و تصدیق کے لئے کافی و وافی ہیں۔ لہٰذا ان بیانات کا حق یہ ہے کہ ان کا فوری مطالعہ کریں اور ان پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ہمیں اور تمام مسلمانوں کو پڑھنے کی اور عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین۔

اب اکابر اُمّت کے تاثرات ملاحظہ کریں

(محمد روشن شاہ قاسمی، سونوروی)

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں

چچا جان حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے وصال کے بعد ہی ایک پرواز اس نے (یعنی مولانا محمد یوسف علیہ) نے کی جس کے متعلق اس ناکارہ کا اور حضرت اقدس مولانا رائے پوریؒ کا یہ خیال ہوا کہ چچا جان نوراللہ مرقدہٗ کی نسبت خاصہ منتقل ہوئی اور ہر ہر بات میں اس کا خوب مشاہدہ ہوتا رہا۔

حضرت مدنی قدس سرہٗ کے وصال کے بعد سے مرحوم میں ایک جوش کی کیفیت پیدا ہوئی اور کسی بڑے سے بڑے ذی وجاہت شخص کے سامنے بھی اپنی بات کو نہایت جرأت اور بے خوفی سے کہنے کا ظہور ہوا اور وہ بڑھتا ہی رہا۔ اس کے بعد حضرت اقدس رائے پوری نوراللہ مرقدہ کے وصال کے بعد اس کی گفتگو اور تقاریر میں انوار و تجلیات کا ظہور پیدا ہوا، کیا بعید ہے کہ ان دونوں بزرگوں کی خصوصی توجہات اور مرحوم کے ساتھ خاص شفقت اور محبت کا یہ ثمرہ ہو۔

(ماخوذ از حضرت جیؒ کی یادگار تقریریں صفحہ 90)

☆☆

مولانا محمد یوسف مرحوم کے حادثہ کے بعد لوگوں نے عجیب عجیب خواب دیکھے اور لکھے، لیکن ایک عورت کا خواب جو اس ناکارہ کے نزدیک لفظ بہ لفظ واقعہ ہے اس عورت کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ مرحوم کے حادثہ پر ہر وقت روتی تھی کسی وقت وضو کر کے تسبیح لے کر بیٹھی تھی کہ اس کو غنودگی آ گئی، اس نے عزیز مرحوم کو (خواب) میں دیکھا، وہ فرما رہے ہیں کہ کیوں پاگل ہو گئی ہے، مرنا تو سبھی کو ہے، تعلق مالک سے پیدا کریں، بندہ سے نہیں، اس پر عورت نے والہانہ انداز میں یوں کہا۔

حضرت جی یہ ایک دم ہی ہوا؟
مرحوم نے کہا کچھ بھی نہیں، کچھ دنوں سے جب میں تقریر کیا کرتا تھا تو مجھ پر تجلیات الٰہیہ کا خاص ظہور ہوتا تھا۔
اس مرتبہ جب میں رات تقریر کر رہا تھا تو ان تجلیات الٰہیہ کا اتنا ظہور ہوا کہ میرا قلب ان کا تحمل نہ کر سکا اور دورہ پڑ گیا۔
اس کے بعد مجھے ایک بہت بڑا گلاب کا پھول سنگھایا گیا، اس کے ساتھ میری روح نکل گئی۔

(ماخواز، حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار تقریریں صفحہ ۹۰)

☆☆

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کا ارشاد گرامی

مرجع التبلیغ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کام کرنے والے احباب سے اصرار کے ساتھ میری درخواست ہے کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات وارشادات اور دونوں کی سوانح عمریاں اور مکاتیب بہت اہتمام سے مطالعے میں رکھا کریں کہ یہ کام کرنے والوں کے لئے بہت قیمتی ہوتی ہیں اور (ان ملفوظات و ارشادات اور مکاتیب میں جو اصول ہیں) ان کی پابندی کام میں اضافہ ترقی اور برکت کا سبب ہے۔

ماخوذ از جماعت تبلیغ پر اعتراضات کے جوابات صفحہ ۱۲۵

حضرت مولانا مفتی نسیم احمد صاحب فریدیؒ امروہوی لکھتے ہیں

میں نے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے باکمال صاحبزادے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو قریب سے دیکھا، دور سے دیکھا، سفر میں دیکھا، حضر میں دیکھا، خلوت میں دیکھا، جلوت میں دیکھا، عمومی اجتماعوں میں دیکھا، خصوصی محافل ومجالس میں دیکھا، ان کی روح پرور باتیں سنیں ان کی پرشکوہ تقریریں سنیں، ان کی تقریر کی محفل میں بسا اوقات ایک دن میں آدمی کی کایا پلٹ ہوجاتی تھی۔

ماخوذ از تذکرہ مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ص ۴۲ ص ۴۳)۔

مکتوب گرامی عارف باللہ حضرت اقدس

مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ

بانی ومہتمم جامعہ عربیہ ہتورہ (یوپی)

مکرمی جناب مفتی محمد روشن صاحب دام کرمکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حالات کا علم ہوا۔ آپ کی تصنیف کردہ تین کتابیں ا۔ ملفوظات حصہ اول ۲۔ بیانات حصہ اول ۳۔ مکاتیب حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ حصہ اول موصول ہوئی۔ بہت پسند آئیں یہ سلسلہ آپ جاری رکھیں بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔

اللہ پاک تمام موانع دور فرمائیں میرے لئے دعا کراتے رہیں۔

احقر صدیق احمد
۲۰ جمادی الثانی ۱۴۱۶ھ

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی تحریر فرماتے ہیں

مجھے اپنی بے بضاعتی اور تہی دامنی کا پورا احساس ہے لیکن یہ ایک تقدیری بار ہے کہ اس کو ممالک اسلامیہ کی سیاحت اور عالم اسلامی سے واقفیت کے ایسے ذرائع اور مواقع میسر آئے جو (بلاکسی تنقیص وتحقیر کے) ہم وطنوں اور ہم عمروں میں سے بہت کم اشخاص کو میسر آئے ہوں گے۔ دنیاء اسلام اور بالخصوص ممالک عربیہ کے دینی، علمی اور روحانی حلقوں کو بہت قریب سے دیکھنے اور برتنے کا اتفاق ہوا۔ دور حاضر کی مشکل سے کوئی تحریک اور کوئی عظیم شخصیت ہوگی جس سے ملنے اور تعارف حاصل کرنے کی سعادت حاصل نہ ہوئی ہو۔ اس وسیع واقفیت کی بناپر (جو کسی کا ذاتی کمائی اور سرمایۂ فخر نہیں) یہ کہنے کی جرأت کی جاتی ہے کہ۔

اپنی تقاریر و بیانات میں ایمان بالغیب کی دعوت اور تاثیر کی وسعت وقوت میں اس ناکارہ نے اس دور میں مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی مقابل نہیں دیکھا۔

ماخوذ از تذکرہ مولانا یوسف صاحبؒ

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ تحریر فرماتے ہیں

اس عاجز نے پڑھنے کے زمانے میں خدا کے فضل سے محنت سے پڑھا اور پڑھانے کے زمانے میں بھی محنت سے پڑھایا۔ ذہن و حافظہ کی نعمت سے بھی اللہ تعالیٰ نے محروم نہیں رکھا تھا۔ لکھنا پڑھنا اور مطالعہ ہی اصل مشغلہ رہا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اپنے استاد حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کبھی کسی کے علم سے مرعوب و متاثر نہ ہو سکا۔ لیکن حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جب حاضری نصیب ہوئی تو محسوس ہوا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک علم عطاء ہوا جو مدرسہ اور کتب خانہ کا علم نہیں ہے۔ ان کے بعد مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریروں میں بھی صاف محسوس ہوتا تھا کہ وہی علم ان کو عطاء ہوا ہے، قوت بیان مزید برآں آپ کی تقریر سے ایمان میں جان پڑتی تھی اور کھلی ہوئی ترقی محسوس ہوتی تھی اور قرآن مجید کی جن آیتوں میں ایمان کی زیادتی اور اضافہ کا ذکر کیا گیا ہے ان کی صحیح تفسیر سمجھ میں آتی تھی۔ آپ کی تقریروں کو سیدنا عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے مواعظ سے بڑی قریبی مشابہت تھی۔

مکتوب گرامی

استاذی حضرت اقدس مولانا مفتی شبیر احمد صاحب زید مجدہم العالی

استاذ حدیث وصدر مفتی مدرسہ شاہی مراد آباد

خلیفہ ومجاز عارف باللہ حضرت اقدس مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

برادر عزیز حضرت مولانا مفتی محمد روشن شاہ صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

الحمد اللہ ہم تمہاری دلی دعاوں سے بخیر وعافیت ہیں۔ خدا کرے تم بھی بعافیت ہو تمہاری مرتب کردہ تین کتابیں ملفوظات حصہ اول، بیانات حصہ اوّل، مکتوبات حصہ اوّل، حضرت جی مولانا یوسف صاحبؒ موصول ہوئیں۔

یہ تمہاری بہت بڑی خوش قسمتی ہے کہ دنیا کے شہرہ آفاق بزرگوں کے روحانی حالات اور اقوال وآراء پر کام کرنے کی توفیق ہوئی۔ یہ خوش نصیبی ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی مجھے تمہاری اس خوش قسمتی پر کتنی خوشی ہو رہی ہے اس کی انتہا نہیں ہے یہ تمہارے کام کی ابتداء ہے انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ مختلف حوصلے اور تصنیفی کام کیلئے راہ فراہم ہونے والی ہے زِد فزِد۔ ابھی اسی مہینہ میں **ایضاح المسالك** کے نام سے اللہ تعالیٰ نے ایک کتاب تیار کروادی ہے جو منظر عام پر آچکی ہے تمہارے لئے رکھی ہوئی ہے کسی موقع سے ارسال کردیں گے اور دوسری کتاب حج وعمرہ کے موضوع پر بھی اللہ تعالیٰ نے تیار کرادی ہے جو **ایضاح المناسك** کے نام سے طباعت کیلئے جاچکی ہے انشاء اللہ شائع ہو کر آنے پر تمہارے پاس بھیج دی جائے گی۔ تم کو **ایضاح الطحاوی** جلد ثالث ملی ہے یا نہیں ملی، مطلع کردنیا۔ اس خاکسار کی فلاح دارین کے لیے دعا فرمائیں۔ بندہ تمہارے لیے ہر وقت خیریت خواہ ہے۔

والسلام

دعا گو ودعا جو **شبیر احمد** عفا اللہ عنہ

دار الافتاء مدرسہ شاہی مراد آباد،

یکم ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ ۲ رمئی ۱۹۹۵ء

ہم ذکر والے بن گئے تو؟

(بیان نمبر۔1)

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کا ایک خصوصی خطبہ

جمعۃ المبارک مورخہ ۶ رذوالحجہ ۱۳۷۸ھ

بھائیو، دوستو اور بزرگو! اللہ نے انسانوں کو دنیا اور آخرت میں کامیابیوں کے حصول کیلئے اور ناکامیوں سے بچنے کیلئے دین مرحمت فرمایا ہے۔ دین بمعنی کلی ایک معاشرہ ہے جس میں مختلف طبقات کے لوگ مل کر زندگی گزارتے ہیں۔ دین، خدا کی ذات سے استفادہ کا طریقہ ہے، وہ ایک محنت کو چاہتا ہے۔ دین غیر اللہ کے وجود کی بنیاد پر نہیں ہے، بلکہ خدا تعالیٰ کے وجود کی بنیاد پر ہے، غیر کی نفی کی جاتی ہے اور خدا کی ذات کا اثبات کیا جاتا ہے پرورش کرنا، عزت اور ذلت دینے کا تعلق غیر سے نہیں ہے بلکہ خدا کی ذات سے ہے اس لئے یہ رعایت دین میں کی گئی کہ یہ زمین، مکان، روپے پیسے سے بڑھ جاویں بلکہ خدا کے راضی کرنے کی رعایت رکھی گئی ہے۔ مال کو سامنے رکھ کر دین نہیں دیا گیا جو لوگ یوں دیکھیں گے کہ کس صورت سے مال، ملک، مکان ملتا ہے وہ دین پر نہیں چلیں گے۔ صرف ایک بات سامنے رکھ کر دین دیا گیا ہے۔ پیٹ بھرنا، عزت دینا وغیرہ آیا خدا کی ذات پر موقوف ہے یا غیر سے ہوگا۔

لاالٰہ الااللہ کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اگر چاہیں سارے غیروں کے بغیر عزت دے کر دکھلا دیں سیراب کر کے دکھلا دیں اور ہر ایک کا وجود خدا کے دینے سے قائم ہے جس وقت چاہیں ایک شکل وصورت کو دوسری سے تبدیل کر دیں۔ وجود وعدم، عزت وذلت کسی پر موقوف نہیں بلکہ خدا کی ذات پر موقوف ہے۔ اول تو غیر خدا میں کچھ اختیار نہیں۔ جو انسان دیکھ رہا ہے وہ قبضہ خدا میں ہے اور لامحدود ہے۔

لاالٰہ الااللہ کا کام ہے غیر کے وجود کی نفی اور اللہ کی ذات میں اثبات کرنا اور لا انتہا بتلانا اللہ اکبر کا کام ہے۔ حکومت میں جو کچھ دکھائی دے رہا ہے وہ ذاتی نہیں ہے بلکہ خدا کی ذات میں موجود ہے۔ لہٰذا لاالٰہ الااللہ کا مطلب یہ ہوا کہ غیر اللہ سے روابط قائم کرنے کی بجائے تم خدا کی ذات سے رابطہ قائم کرو پھر تمہارے لئے

ایسا انتظام ہو جائے گا جو خدا کی رضا میں ہے۔ لاالہ الااللہ میں وجود کی نفی بھی ہے، اثبات بھی ہے کہ وجود کا تعلق کہاں ہے کہاں نہیں ہے۔ کلمہ غیر اللہ سے ہمارے روابط کو توڑ کر خدا کی ذات سے قائم کرتا ہے۔

دنیا اور آخرت میں سرخروئی کا نسخہ لاالہ الااللہ نے دیا ہے، زمینوں، دریاؤں، ہواؤں پہاڑوں کے تابع تم نہ ہو گے، بلکہ یہ سب تمہارے تابع ہو جائیں گے۔ بشرطیکہ رابطہ صحیح ہو جائے۔ زمیندار کو کہا جا رہا ہے کہ زمین سے دلی رابطہ رکھنے کی بجائے خدا سے رابطہ قائم کر، جس وقت زمین میں محنت کو کہا جائے محنت کر اور جب چھوڑنے کو کہا جائے چھوڑ دے۔ ملازمت سے دلی لگاؤ مت رکھ، حکم خداوندی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ملازمت کے سارے مشغلے چلیں گے۔ صرف یوں دیکھنا پڑے گا کہ اصل وہ چیزیں ہیں یا خدا کی ذات ہے جس نے شکلیں بنائیں اور آئندہ وہ ان پر قبضہ رکھتا ہے اور جس وقت چاہے بدل کر رکھ دے۔

لاالہ الااللہ یہ ہے کہ ہمیں صرف ایک اللہ کو سامنے رکھ کر چلنا ہے۔ وجود کے سارے سلسلے صرف ایک ذات کے اشارے سے چل رہے ہیں۔ ماؤں کے پیٹ میں، زمینوں کے اندر بیج کے اگنے وغیرہ تک میں جو ہو رہا ہے وہ صرف خدا کی ذات کے حکم سے ہو رہا ہے حتیٰ کہ نبیوں تک کا بھی دخل نہیں ہے۔ نبیوں کے ہاتھوں نابیناؤں کا بینا ہونا، کوڑھ والے کا اچھا ہونا، یہ معجزات ہیں۔ معجزات اونچے ہیں یا ہدایت، موضوع نبوت معجزات نہیں ہیں۔ بلکہ موضوع نبوت ہدایت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس لئے نہیں بھیجے گئے کہ وہ مردوں کو زندہ کر کے دکھلا دیں بلکہ وہ خدا کا راستہ دکھلانے آئے جو انسانوں کو منزل مقصود تک پہنچا دے۔ مقصود یہ ہے کہ وہ لوگوں میں مخلوق سے نظر ہٹا کر خالق کی ذات کا یقین پیدا کریں۔ معجزات کے دلائل النبوت سے ثابت کرتے ہیں اور موضوع نبوت خلق خدا کو سیدھا راستہ دکھانا، دارین کی فلاح کا راستہ دکھانا، لوگ عام چیزوں کے حصول کی طرف گامزن ہیں۔ اگر اسی مقصد میں انہوں نے اپنے عمل کو بگاڑ لیا تو انہوں نے دنیا میں فساد کی صورت پیدا کر دی۔

اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے، اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس کو چاہے گا ہدایت دے گا۔ اللہ پاک کا فرمان ہے۔ "انك لاتهدى من احببت ولكن الله يهدى من يشاء وهو اعلم بالمهتدين" یہ آیت اس وقت اتری جب ابو طالب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان نثار کرتے تھے بغیر ایمان مر رہے تھے ابو طالب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا تھا تو کلمہ کا خیال آتا تھا لیکن دوسری طرف ابو جہل وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے وہ ان کا لحاظ کرتا تھا۔ آخر یہ کہتے ہوئے جان دے دی کہ میں عبدالمطلب کے مذہب پر مرتا ہوں۔ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کا سرچشمہ بن کر آئے ہیں۔ اگر ان میں بھی قوت ہدایت نہیں ہے بلکہ خدا کا اس موضوع پر قبضہ ہے تو پھر زمین کا موضوع زمین نہیں ہے اور غلہ کا موضوع غلہ

نہیں، شکلیں صورتیں سب ہیں، لیکن ہر شکل پر خدا کا قبضہ ہے اور خدا کی ذات پر کسی کا قبضہ نہیں ہے۔

خدا کی قدرت مشیت آزاد ہے سب کے بغیر جو چاہیں بنا دیں جس طرح جنت دوزخ فرشتے و آسمان، غلہ اور پھل اور انسان اور جانور جب پہلے نہیں تھے، انہیں خدا نے محض اپنی قوت سے بنایا۔ اب خدا کی قدرت بدل نہیں گئی۔ شکلوں کے وجود مین آنے کی وجہ سے جس طرح اس وقت خدا کی ذات پر موقوف تھیں۔ اسی طرح سے آج بھی وجود میں آجانے کے بعد خدا ہی پر موقوف ہے۔ ہر جنس کا ہر جزو کا وجود رضائے الٰہی پر موقوف ہے۔ ضروری نہیں کہ کھیتی ہوگی تو غلہ پیدا ہوگا۔ اللہ چاہیں تو بغیر کھیتی کے غلے بنا کر دکھلا دیں، بنیاد تو اسی کی ذات ہے جو ساری ذاتوں کو اپنی مشیت کے حصار میں لئے ہوئے ہے۔ لہٰذا دین کی شکلیں اسی وقت زندہ ہوں گی جب اور ذاتوں کو نظر انداز کیا جانے لگے جب جذبہ یہاں آجائے کہ چیزوں کا بننا بگڑنا اور ان کا تغیر و تبدل ایک صف پر آجاویں اور صرف خدا کی رضا ہی رہ جاوے تو دین بہت آسان ہے مقصد کا راستہ آسان ہے اگر راستہ بدلتے ہیں، تو رسائی مشکل بن جاتی ہے، دریا پر پل بنا ہوا ہے تو پل پر گزرنا آسان ہے اور پل چھوڑ کر گذرنا مشکل ہے یہ خیال اگر یوں کروں گا تو پیسے نہیں ملیں گے۔ اس لئے دین کا مقابلہ ابتداء ہی میں مال اور چیزوں سے ڈالا ہے۔ جب امتحان میں پاس ہوجائے یعنی یہ کہ شکلوں کو کتنا مانتے ہیں اور شکلوں کے بنانے والے خدا کو کتنا مانتے ہیں حالانکہ شکلوں اور صورتوں میں کچھ نہیں رکھا۔ حقیقت خدا کی مشیت اور اس کے احکامات ہیں۔ اگر انسان تھوڑے دن میں اس امتحان میں پاس ہوجاوے تو اس کیلئے کامیابی کے راستے کھل جاتے ہیں۔ شخصی طور پر چلتا ہے تو شخص کیلئے، مجموعی طور پر چلتا ہے تو مجمع کیلئے، جو سب کچھ خدا کی قدرت میں مانتا ہے۔ اور خدا کی قدرت کو لینے کیلئے دین کو دیکھ کر چلتا ہے، تو تھوڑی سی محنت کے بعد وہ سرسبز وادیوں میں پہنچ جائے گا۔

حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے دین میں کیا فرق ہے؟ حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کے مقابلے میں نیچے نظر آتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور آپؐ اپنی آخری ساعت میں یہ حکم فرما چکے تھے کہ ملک شام کو لشکر اسامہؓ کی امارت میں روانہ ہوجائے سب لوگ مسجد میں جمع تھے کہ ام ایمنؓ نے کہا جن کی نوعیت ایسی تھی کہ کسی اور کی نہیں تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پانی مانگ لیتی تھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری ماں کے بعد ام ایمن میری ماں ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مزاج پرسی کو جایا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ وہ انہیں دیکھ کر بہت ہی روئیں۔ انہوں نے تسلی دلائی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وہ درجہ ہے جو خدا کے پاس ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اس بات پر نہیں رو رہی، بلکہ

یوں رو رہی ہوں کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور اسامہؓ کو ابھی نہ بھیجئے گا ان سے کچھ ہو نہ سکے گا، حضرت اسامہؓ آئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعاء دی۔ ایک صبح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہشاش بشاش تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے گھر جانے کی اجازت چاہی۔ آپؐ نے اجازت دے دی اور سب بیویاںؓ بھی نہانے دھونے چلی گئیں۔ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں لے کر بیٹھ گئیں۔ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ میری طرف کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دہن مبارک سے ذرا سا لعاب نکالا جس کے پڑنے سے میرے بدن میں سنسنی پھیل گئی۔ لوگ ملک شام کو روانہ ہو رہے تھے ان کے قدم رکابوں میں جا چکے تھے، سب اسی وقت رک گئے۔ اس کے بعد پورے عرب میں سوائے مکہ و مدینہ اور طائف کے۔ ارتداد پھیل گیا اور افراد چھپتے پھر رہے تھے۔ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ جو یمن کے گورنر تھے وہ بھی پریشان تھے۔ وہاں اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تجہیز و تکفین کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت اسامہؓ کے لشکر کو ملک شام جانے کا حکم فرمایا، لوگ حیران تھے کہ مسیلمہ کذاب زبردست لشکر لے کر مدینہ منورہ پر آ رہا تھا۔ شجاع اس کے ساتھ مل کر اپنا لشکر لایا۔ ایسی صورت میں ہم شام میں لشکر بھیجیں یا نہ بھیجیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سب کو جمع کیا سب کی رائے نہ بھیجنے کی تھی۔ لوگوں نے کہا یہ حالات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہیں تھے۔ آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی آتی تھی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لشکر کو ملک شام روانہ ہونے کا حکم فرمایا، اور بقیہ ڈیڑھ سو غازیوں کو لے کر قبیلوں کی طرف بڑھ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ لشکر روکنے پر تیار نہ ہوئے تو حضرت عمرؓ نے امیر بدلنے کی درخواست کی۔ آپؓ نے ان کی داڑھی پکڑ کر کھینچی اور فرمایا کہ اس شخص کو امیر نہ بناویں جس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر بنایا۔ ظاہر کے خلاف چلنے سے یہ ہوا کہ رات دن جو مسافر جا رہے تھے وہ اپنے اپنے علاقوں میں جا کر کہتے کہ ہم نے مسلمانوں کا ایک ایک لشکر فلاں جگہ دیکھا۔ دوسرا کہتا کہ ہم نے فلاں جگہ دیکھا اور جس قافلہ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ لے کر نکلے انہوں نے کہیں صبح کہیں شام اور کہیں شب خون مارا تو لوگوں نے سمجھا کہ مسلمانوں کے پاس زبردست لشکر ہے جب رومیوں کو خبر ملی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد فوراً اتنا بڑا لشکر آ رہا ہے تو وہ سمجھے کہ نہ معلوم مسلمانوں کی کتنی فوج مدینہ منورہ میں ہے۔ اصل مقابلہ تو رومیوں سے بعد میں ہوا ہے۔ اس وقت تو ابتداء ہی ہوئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنی ساری عمر کو نیکیوں کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی چوبیس گھنٹوں کی نیکیوں سے بدلنے کیلئے تیار ہوں وہ دن جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ اور وہ رات جو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں

گذاری۔ اس بات میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سب سے آگئے ہیں کہ ظواہر کے خلاف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نظر انداز کر دیتا تو سارا مدینہ منورہ آگ کی بھٹی بن جاتا۔ شکلیں بنانے والے نے بنائی ہیں۔ اگر وہ چاہے گا تو شکلوں کو ہمارے موافق کر دے گا۔ شکلوں صورتوں کو سامنے رکھ کر دین نہیں دیا گیا ہے۔ انسان کے سامنے شکلیں آویں گی، اور دین ان کے مقابلے میں آوے گا بلکہ شکلوں کو وجود دینے اور ان میں تغیر و تبدل پیدا کرنے والے کو سامنے رکھ کر دین دیا گیا ہے۔ مقابلے کے وقت شکلوں کو نظر انداز کیا جائے اور خدا کے حکم پر پورا عمل کیا جائے۔ شکل تو خالق مالک کے ہاتھ میں ہے کل کو اس نے یہ شکل بگاڑ دی تو تم کیا کر سکو گے۔ اسلام عمل کو شکلوں ہی کا نام دین ہے خدا کی تجویز کردہ شکلیں ایسی ہیں جن میں مجموعہ زندگی کے نفع کو سامنے رکھا گیا ہے، حاکموں، محکوموں، تاجروں ، زراعت والوں کو وہ شکل دی ہے جن سے اجتماعی زندگی کامیاب بنے جب ان شعبوں کو اللہ کی بتلائی ہوئی شکلوں پر لاؤ گے تو وہ ان کے اندر سرسبزی لائیں گے۔ چیزوں کے اعتبار سے مادہ کے اعتبار سے جو شکلیں بن کر آتی ہیں ان کو تو نظر انداز کرنا ہے اور خدا کی بتلائی ہوئی شکلوں کو اختیار کرنا ہے جب ایسا معاشرہ تیار ہو جائے۔ ایک طرف حاکموں کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا جائے اور محکوموں کو ان کی ذمہ داریوں کا تو صحیح زندگی وجود میں آوے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا کہ لکڑی ہاتھ سے ڈال دو تو وہ فوراً اژدہا بن گئی اور جب اژدہا پر ہاتھ ڈالا تو وہ پھر لکڑی بن گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام گھبرا کر ملک مصر سے بھاگے تھے لیکن جب خدا تعالیٰ کا حکم لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام جا رہے تھے تو ان کے ہمراہ زبردست طاقت تھی۔ اللہ رب العزت کا حکم ہوا کہ فرعون کے سامنے اللہ کی توحید پیش کرو اگر وہ مقابلے پر آوے گا تو اللہ پاک اس کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بے دھڑک فرعون کے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ میں رب العالمین کا رسول ہوں وہی موسیٰ علیہ السلام اس کی سی آئی ڈی سے چھپ کر چلے گئے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا مکالمہ شروع ہوا اور بات وہی کہی جس سے وہ آگ بگولہ ہو جائے یعنی یہ کہ تو خدا نہیں ہے۔ خدا وہ ہے جس نے سارے جہانوں کو بنایا ہے اور میں اس کا رسول ہوں۔ اندازہ لگاؤ کہ اس بات سے فرعون کس قدر غصہ میں آیا ہوگا، خدا نے اس یقین کی قوت پر شکلیں توڑ کر دکھائیں، قارون کو زمین میں دھنسا کر دکھا دیا کہ مال کوئی طاقت نہیں ہے۔ معجزات میں خدا کی قدرت کو دکھلایا ہے۔

ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ستایا گیا اور آپ بہت غمزدہ بیٹھے ہوئے تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اس درخت کو بلاؤ۔ وہ درخت گھسٹتا ہوا حاضر ہوا تو آپؐ خوش ہو گئے۔ ساری مخالفت کی شکلوں کو موافقت سے بدل دیا۔ وہ سہیل جو محمد رسول اللہ لکھنے کو تیار نہیں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے، وضو کے پانی کو ہاتھ منہ اور سینہ پر مل رہا تھا اصل شکل نہیں ہے بلکہ وہ خدا اصل ہے جس کی قدرت سے شکلوں کا

وجود ہو رہا ہے جنہوں نے شکلوں کی رعایت نہیں کی اور دین پر چلے اور شکلوں کو توڑا۔ ان کیلئے شکلوں کو وجود مرحمت فرمایا۔ دین شکلوں کو سامنے رکھ کر چلنا نہیں بلکہ اللہ رب العزت کے احکام کو سامنے رکھ کر چلنے کا نام ہے انسان کی نظر صرف اس بات پر جاتی ہے جو خدا کی قدرت سے ظاہر ہو گئی ہے انسان شکلوں سے متاثر ہو کر قدم اٹھاتے ہیں اور عملی غلطیاں کرتے ہیں عمل خراب کرتے ہیں تو شکلیں بد سے بدتر ہوتی چلی جاتی ہیں۔ ساری خرابیاں شکل پرستی سے آتی ہیں اور اگر خدا کی قدرت کو سامنے رکھا جائے گا تو کمالات آئیں گے۔

ایک شخص مکان والا تو بن گیا، لیکن اس نے یتیموں کا مال دبا کر، بیواؤں پر ظلم کر کے بنایا ہے تو اسی مکان کے نقشے میں اللہ رب العزت اس کو ذلیل کر کے دکھلائیں گے اور اگر عمل کی وجہ سے چیزوں کے نقشے خراب ہو گئے تو اللہ رب العزت اپنی قدرت سے چمکا کر دکھلا دیں گے۔

سارے شعبوں میں عملی معیار قائم کیا گیا ہے اسے پیش نظر رکھ کر چلنا دین ہے قدرت مخالف اور موافق دونوں طرح ہو سکتی ہے اگر مخالف، ہو گئی تو چیزوں کے سارے نقشے خراب ہو جائیں گے۔ دنیا کے اندر جتنے شعبے ہیں ان کو چھوڑ کر محنت کا میدان قائم کیا جاوے گا کہ شکلیں خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہم سے راضی ہوں گے تو چیزوں کو ہمارے موافق استعمال کریں گے، اور اگر ناراض ہو گئے تو ہمارے خلاف استعمال کریں گے۔ دعوت اتنی چلے کہ اگر ساتھیوں میں سے جو بھی شکل سے متاثر ہو اس کی جگہ دوسرا داعی بن جائے۔ گھر کے اندر بچے مچل گئے اور بیوی کسی شکل سے متاثر ہو گئی تو ان کو دعوت دے کر تیار کیا جائے پہلے دور میں عورتیں دعوت دیتی تھیں۔ کتنی عورتیں ہیں جن کی دعوت پر مرد مسلمان ہوئے ہیں قرآن ہی تو دعوت ہے پہلے زمانے میں دس سال تک دعوت قرآن ہی دی گئی اس میں اگر پٹائی ہوئی تو اس پر صبر کیا دس سال تک وہ ایک ہی بات کرتے رہے کہ اخلاق اس کا نام ہے کہ اپنی جان و مال سے دوسروں کو فائدہ پہنچایا جائے دوسروں کے حقوق کی ادائیگی جان و مال سے کی جائے۔ اگر نماز ذریعہ یقین بن گئی علم کے حلقے قائم ہونے لگے اور ہم ذکر کرنے والے بن گئے تو ایسے داعیوں کا ذہن سب سے پہلے بدلے گا۔ اور ایسے لوگوں کو دیکھ کر ہزاروں کی زندگیوں کے نقشے بدلیں گے اور پھر جو ٹھوکریں مارنے والے ہیں وہ جوتے اٹھانے والے بن جائیں گے اس محنت کیلئے یہ نظام بنایا ہے کہ ایک دفعہ آدمی عمر میں تین چلے دے اور ہر سال ایک چلہ دیتا رہے، ہر ماہ میں تین دن دیا کریں اور ہر ہفتہ میں دو گشت کیا کریں۔ ایک دفعہ اپنے محلہ میں اور دوسری دفعہ قریبی محلہ میں۔ اگر عمر کے تین چلے کا معمول بن جائے تو سارے ملکوں میں جماعتوں کے جانے کا اہتمام ہو گا جب تم عمل کی ہمت پیدا کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تمہارے لئے کامیابی کے دروازے کھول دیں گے۔

مدینہ منورہ میں حضرت جیؒ کا ایک خطاب

بیان
مورخہ ۳/ اکتوبر ۱۹۵۹ء

اس وقت ساری دنیا میں مسلمان اپنی اپنی مصیبتوں سے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کی کوششوں کا رخ صحیح ہے یا غلط، ہماری اس محنت کا مقصد یہ ہے کہ سارے مسلمانوں کی کوشش صحیح ہو، یہ اپنی مصیبتوں سے نکل جائیں یہ محنت ساری دنیا کے اعتبار سے ایسی ہے جیسی ایک چیونٹی کی حیثیت یا لاکھوں کی نماز میں ایک نمازی کی حیثیت۔ لیکن اللہ نے ایک چیونٹی پر بھی بتا دیا، اور ایک آدمی پر بھی بتایا کہ وہ کیا معاملہ کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بارش کی دعا مانگنے ساری قوم کو لے کر چلے، لیکن راستہ ہی سے واپس آگئے اور فرمایا کہ ایک چیونٹی نے دعا مانگ لی اور اس کی دعا قبول ہوگئی اس چیونٹی نے وہ نوعیت اختیار کی جو اللہ کو پسند آگئی۔ اسی طرح اگر تمہاری محنت کی نوعیت اللہ کو پسند آگئی تو ضروری نہیں کہ سب اس کام میں لگ جائیں تبھی ان کی مصیبت دور ہو، بلکہ صرف تمہاری محنت پر سب کی مصیبت دور ہو جائے گی، اگر تمہاری محنت اللہ کو پسند آگئی۔ اسی طرح لاکھوں کی نماز میں اگر ایک اخلاص والا ہوگا تو سب کی نماز قبول ہو جائے گی جو ایک کو ملے گا وہ سب کو ملے گا۔

تم پوری امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے دروازہ کھلوا سکتے ہو، بشرطیکہ تم قبول ہو گئے اور اگر تمہاری محنت قبول ہوگئی تو اللہ تعالیٰ سب کچھ اس پر دیں گے۔

ایک حاجی نے حج کے بعد خواب دیکھا کہ دو فرشتے آپس میں ایک دوسرے سے کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایک کے بدلے ایک لاکھ کا حج قبول کیا، صرف تمہارا جانا سارے علاقوں کیلئے دفع بلا کا سبب بن سکتا ہے اگر تمہارا جانا اللہ کو پسند آجائے۔ اس راستے میں انسان طبیعت کی چیزوں کو چھوڑ کر جاتا ہے لیکن طبیعت اور نفس کو نہیں چھوڑ سکتا نفس جس طرح اپنی چیزوں میں لگاتا ہے اسی طرح دوسری بھی اپنی اڑی لگائے بغیر نہیں رہے گا نفس ساتھ

ہے شیطان ساتھ ہے خواہ کتنی چیزیں چھوڑ کر جائیں یہ دونوں ساتھ ہیں۔ اور یہی خطرہ کی بات ہے۔ اب یہ مجاہدہ کا کام ہے کہ ہم چوکنے رہیں اور ان دونوں سے بچے رہیں۔

رحمت حق بہانہ می جوید ☆ رحمت حق بہا نمی جوید

اگر مزدوری کرنی ہے تو صبح سے شام تک گھس گھس کر اتنا ہی ملے گا جتنا کام کریں گے، لیکن اگر بہانہ تلاش کرر ہے ہیں تو؟ مجاہدہ کرنا ہوگا نفس اور شیطان کے فریب سے بچنا ہوگا۔ مسجد نبویؐ کی تعمیر کے وقت ترکوں نے اعلان کیا کہ جو مسجد میں ہاتھ بھی لگا دے گا اس کو پورے دن کی اجرت دی جائے گی چنانچہ لوگ اپنے دودھ پیتے بچے کو لے کر اور ان کا ہاتھ لگوا کر پورے دن کی مزدوری لے جاتے تھے۔ یہ تو انسانوں کی مثال ہے۔ انسانوں کو اللہ پاک سے کیا، اللہ تعالیٰ دینا چاہے تو ان کے بہانے کے کیا کہنے، وہ محنت کے واسطے محنت نہیں کراتے بلکہ دینے کیلئے بہانہ بنانے کو محنت کرا رہے ہیں۔ یہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خصوصی معاملہ، حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک شخص نے کچھ مزدوروں کو ظہر تک کام پر لگایا۔ ان کو ان کی مزدوری پوری پوری دے دی، دوسرے مزدوروں کو ظہر سے عصر تک لگا دیا۔ ان کو بھی اتنی ہی مزدوری دے دی، تیسرے مزدوروں کی عصر سے مغرب تک لگایا، ان کو سب سے زیادہ اجرت دی۔ حالانکہ ان کا وقت بہت کم تھا، یہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اللہ پاک ہم کو دینے کیلئے بہانہ بنانے کو کرا رہے ہیں کرنے کیلئے نہیں کرا رہے ہیں، بس اس کام کو کرنے کے تین پہلوؤں کی شباہت پیدا ہو جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رات نماز پڑھی، ٹانگوں پر ورم ہو گیا۔ ہم نے اگر پچھلی رات چار رکعت بھی پڑھ لی، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے شباہت ہوگئی اور ساری رات کی عبادت کا ثواب مل گیا، جب پانچ منٹ ان کی شباہت ہوئی۔

یہ سفر خدا کی دہش والا سفر ہے سارے کام کرنے والوں کیلئے یہ کام ایک بہانہ ہے ہم سے محنت لینا محض دینے کا ایک بہانہ ہے۔ اب اس میں ضروری ہے کہ ان کو خوش کر دیں ہم پر بھی یہ کرم ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پچاسواں حصہ بھی کرلیں تو وہ خوش ہو جائیں گے اور وہ دیں گے جو صحابہؓ کو دیا۔ ہم کو اللہ سے فیصلے کرانے ہیں جیسے صلح حدیبیہ میں فیصلے ہوئے تھے۔ دیکھنے میں یہ کہ ہم دب گئے ہماری ناک کٹ گئی لیکن حقیقت میں وہ فتح مبین تھی کیونکہ خدا کی بات پوری ہوگئی اور اس پر اللہ پاک خوش ہو گئے اور صحابہ کرامؓ نے اپنی طبیعت پر خواہش کے خلاف قابو پالیا پھر بغیر ظاہری اسباب کے اللہ پاک نے اونچے اونچے صحابہؓ کو اسلام میں داخل کیا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے آنے کے بعد چرواہے نے بھی کہا کہ مکہ کی کنجیاں ہمارے ہاتھ میں آگئیں۔

اللہ کے راستے میں نکلنا بغیر طبیعت کو دبائے نہیں ہوتا، ہر موقع پر طبیعت چلے گی بس اس کو دبانا ہے کفر کی شکست کی، اصلی چیز اپنی طبیعت کو دبا جانے پر قادر ہو جائے صرف اسی صفت سے سارے کفار شکست کھا جائیں گے۔

طبیعتیں حضرت خالدؓ کو چاہتی تھیں لیکن ان کو معزول کر دیا صحابہؓ کو ساری عمر اپنی طبیعتوں کو دبانا پڑا ہے جب تک وہ ایسے رہے تو اجتماع باقی رہا اور دوسرا عنصر غالب ہو گیا تو اجتماع ٹوٹ گیا۔ خفیہ دشمن اندر سے مشورے دے گا اور طبیعت کو ابھارے گا طاعت کو بھی طبیعت لگنے سے نہ کرو۔ طاعت اعمال صالحہ کو ان کی ترتیب سے کرنے کا نام ہے۔ طاقت وہ بنے گی کہ اپنی طبیعت کو دبا کر چیز کو اللہ کا حکم ہے اس کو کریں اللہ کو خوش کرنے والی چیز یہ ہے کہ اپنی طبیعت کو دبا کر حکم کی لائن سے کام کیا جائے۔ تم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امراض اور پریشانیوں کا علاج ہو، بشرطیکہ طبیعت کو دبا کر چلو۔ آج عنقا یہ ہے کہ اللہ کے دین کے بلند ہونے کیلئے اپنی طبیعت کو دبا کر آپس میں جڑ جائیں ہم میں یہ اخلاص ہو کہ اللہ کا کام اور دین کا کام سارے عالم میں چل جائے طبیعت کو دبا کر مشوروں سے کام کیا جائے۔ اگر مشورہ نہ کیا جائے یا مشورہ نہ مانا جائے تب بھی طبیعت ابھرے گی حضرت ابوایوب انصاریؓ کے امیر یزید اور عبدالملک بنے تو وہ دین کیلئے نہ نکلے، پھر ساری عمر روتے رہے کہ مجھے امیر سے کیا لینا تھا، میں کیوں اللہ کے راستے میں نہ گیا، امام حسنؓ اور امام حسینؓ اور امام جعفرؒ سب کے سب یزید کی امارت میں نکلے اور عبدالملک کی امارت میں پھرے ہیں۔

جو اللہ کیلئے استعمال ہونے والا بن جائے اور اپنی طبیعت کو توڑنے والا بن جائے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں آئیں گی جو ان میں اول نمبر ہو گا تو اس کی وجہ سے ساری جماعت اللہ کو پیاری ہو گی تم یہ کام کرو گے اللہ تعالیٰ دوسرے نقشوں کو اپنی قدرت سے بدل دیں گے۔

آج مسلمانوں سے یہ شعور نکل گیا کہ کس کام میں ہماری عافیت ہے اور کس میں ہلاکت اللہ تعالیٰ اس شعور کو بدل دیں گے اگر تم اس کا سبب بن گئے تو آخرت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص میں تمہارا شمار ہو گا۔ کیونکہ جو لوگ امت کے فساد کو دور کرنے کیلئے استعمال ہوں گے ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت ہو جائے گی، جتنا تم کر سکتے ہو اگر اتنا کر لو تو اللہ تعالیٰ اس کے دروازے کھولیں گے جو ہم نہیں کر سکتے، وقت اپنا اس طرح گذارو کہ اللہ کو تمہارا نکلنا پسند آ جائے۔ مدینہ منورہ سے نکلنا بہت قیمتی ہے۔

کام کا سارا نقشہ جب قابو میں آئے گا جب ساری جماعت کو مجموعی طور سے اپنی طبیعت دبانی آ جائے۔

ایک بادشاہ کا واقعہ

ایک بادشاہ اپنے محل میں سویا ہوا تھا۔ آدھی رات کے وقت اس کی آنکھ کھلی اور دل میں اپنے خزانوں کو دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی، اسی وقت اٹھ کر چابیاں لے کر خزانے کو کھول کر انہوں نے جب سونے چاندی، لعل وجواہر کو دیکھا جو چمک رہے تھے تو دل میں خیال آیا کہ یہ خزانہ تو میری دس پشتوں تک کیلئے کافی ہے بادشاہ کی یہ بات اللہ کو پسند نہ ہوئی اور بادشاہ کو دکھانے کیلئے بلکہ پورے انسانوں کو سمجھانے کیلئے وزیر کی بھی آدھی رات کو آنکھ کھلی اور خیال ہوا کہ میں نے حساب کیلئے عصر کے وقت خزانے کو کھولا تھا لیکن یاد نہیں کہ میں نے دروازے کو کھلا چھوڑا تھا یا بند کیا تھا۔ اسی وقت چابیاں لے کر جب خزانے کے پاس آیا تو دروازہ کھلا ہوا تھا اندر جائے بغیر ہی دروازے کو بند کیا۔ بادشاہ خزانے کے اندر ہی بند ہو گیا صبح جب بادشاہ دربار کو نہیں آیا تو وزیروں نے محل کے اندر پیغام بھیجا، لیکن محل سے جواب آیا کہ بادشاہ آدھی رات کے وقت محل سے نکلے ہوئے ہیں اور ہمیں کوئی پتہ ہی نہیں کہ کہاں گئے ہیں۔ بہر حال بہت دنوں تک تلاش کیا، مگر کوئی پتہ نہیں چلا۔ پندرہ بیس دنوں بعد جب خزانے کو کھولا تو بادشاہ مردہ حالت میں خزانے کے اندر پڑا ہوا ملا اور ساتھ ایک پرچہ لکھا ہوا پڑا تھا کہ جو دنیا کے سونے چاندی اور جواہرات کے ساتھ دل لگالیتا ہے اس کا حشر میرے جیسا ہوگا۔ جیسا کہ میرا ہوا۔

اللہ پاک کی مدد اتارنے کیلئے تین چیزیں اختیار کرنا ہوں گی: تقویٰ، صبر اور دعاء

☆☆

قربانی تمام پریشانیوں کا علاج ہے

عمومی بیان

ڈھاکہ مشرقی پاکستان میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کی تقریر

میرے بھائیو اور دوستو!

دنیا میں جتنے بھی مسلمان ہیں وہ سب کے سب اپنی جگہوں پر پریشان ہیں اور آج دنیا میں کہیں ایسی اقلیت اور اکثریت نہیں کہ چند سو مسلمان ہوں اور کروڑوں غیر مسلم ہوں، مجموعی طور پر غیر مسلم ساری دنیا کے مسلمانوں سے دوگنے ہیں۔ بہت بڑی اکثریت میں حکومتوں، فوجوں اور اسباب ووسائل کے ساتھ مسلمان ہیں اور مادی طور پر چمکنے کے سارے سامان موجود ہیں لیکن اس کے باوجود ہر جگہ کے ہر طبقہ کے مسلمان پریشان ہیں پریشانی ان سب کیلئے ایک شعار ہوگئی۔ پریشانیوں کے احساس کے طریقے مختلف ہیں کچھ دینی نقطہ نظر سے پریشانیوں کو قیاس کرنے والے ہیں۔

تجارت، زراعت، صنعت، حکومت کے اعتبار سے بھی پریشانیاں سوچی جارہی ہیں اور ہر طبقہ میں پریشانی سے نکلنے کی تدبیریں کی جارہی ہیں۔ رواج کے مطابق جو سمجھ میں آئے اس کا علاج کرنا چاہتے ہیں۔ رواج کے اعتبار سے طریقے اختیار کرتے ہیں جو مزید پریشانی کا سبب بنتے ہیں۔

آج محنتوں کا رخ حق تعالیٰ شانہ کی مدد کے اصولوں پر نہیں، بلکہ ان کو چھوڑ کر رواجی طریقوں پر ہے، حق تعالیٰ شانہ مسلمانوں کی آنکھیں کھول دیں اور وہ رواج پر سے محنتیں ہٹا کر اللہ کی مدد کے اصولوں پر لے آئیں تو یہ وعدہ ہے "کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله" کتنی چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آجائیں اور ان کے مقابل کو گھٹنے ٹیکنے پڑیں۔ چھوٹی جماعت سے جس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اس میں تین سو تیرہ تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بھی تین سو تیرہ تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی تین سو تیرہ تھے حنین میں تعداد اس سے بھی کم ہے۔ سو جو تھے وہ بارہ ہزار پر غالب ہیں، حدیث شریف میں آیا ہے کہ بارہ ہزار اقلیت ہونے کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوں گے اور وجوہات سے بارہ کروڑ بھی مغلوب ہو سکتے ہیں وہ وجوہات جن کی

وجہ سے مغلوب ہوں گے وہ رواجی طریقے ہیں، ہمارا اصلی کام رواج سے نکل کر اسلاف کے طریقے پر قربانی دینا۔ ہم تو ہوں گے قربان اور دوسروں کی زندگی بنے گی۔ ہماری کامیابی ہوگی کہ ہماری قربانی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پریشانیوں سے نکل کر جانے کا سبب بن گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام وحضرت ہاجرہ علیہ السلام وحضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی پر امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہو گیا، یہی ان کی کامیابی ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کیا ہے اور ان کے ساتھیوں کی کامیابی کیا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو کچھ امت کیلئے قربانی دے کر اللہ سے مانگی تھی انہوں نے قربانی دے کر ایسی امت کا وجود کرا لیا۔ جو امت وجود میں تھی ہی نہیں۔

پریشانیوں کے خاتمہ کی صورت کیا ہے؟ اور پریشانیوں کے وجود میں آنے کے اسباب کیا ہیں؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول زندگیوں سے نکل گئے اس واسطے ہم پریشان ہو رہے ہیں نہ زندگی میں اصول، نہ علاج میں اصول جتنی محنت بڑھاتے ہیں اتنی ہی بے اصولیاں کرتے ہیں جتنی ہی بے اصولیاں بڑھیں گی اتنی ہی پریشانیاں بڑھ رہی ہیں آج محنت کرنے سے مسئلہ اور زیادہ الجھ رہا ہے جیسے شکار جال کے اندر جتنا پھڑ پھڑ آتا ہے اور زیادہ پھنستا ہے ہم کو پریشانی سے نکلنے کیلئے زیادہ آدمی نہیں تھوڑے آدمی درکار ہیں۔

قربانیوں کی کچھ سیڑھیاں ہیں ایک آدھ مسئلہ میں قربانی دینا یہ قربانی کا مفہوم نہیں ہے اصل یہ ہے کہ تمام مسئلوں میں قربانی کی تمام سیڑھیوں سے گذر جانا اور اس کی چھت پر پہنچ جانا اگر سویا تین سو تیرہ بھی پہنچ جائیں گے تو تمام امت کی پریشانی دور ہو جائے گی وہ آدمی جو ہر سیڑھی کو پار کر جائیں درکار ہیں۔ ہمارے کام کرنے والے یوں سوچتے ہیں کہ وہ تین چلّے دے دیں حالانکہ تین چلّہ تو قربانی کی پہلی سیڑھی ہے قربانی میں ترقی کیسے ہوگی جو آدمیوں نے قربانی پر قدم اٹھایا ہے ان کا ہر اگلا قدم ان کو مزید قربانی پر ڈال دے۔

جتنی قسم کی پریشانیاں اور مشکلات سامنے آتی ہیں اتنے قسم کے اعتبار سے انتظامات سامنے آتے ہیں قربانی کے بعد قربانی کا مطالبہ اور قربانی کے بعد جو مشکل آئی اس کا حل یہ کہ مزید قربانی دے، یہ ساری دنیا کے مصائب وحوادثات اور پریشانیوں کا حل ہے ہر کام کرنے والا یہ سوچے کہ مجھ کو قربانی کی چوٹی پر پہنچنا ہے وہ امت مسلمہ جن کی پریشانیوں کے تصور سے آپ رُوئے ہیں آج وہ ہمارے سامنے پریشان ہے اور ہمارا قربان ہو جانا، اس امت کی ساری پریشانیوں کا علاج ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چور لایا گیا آپؐ نے فرمایا اس کے ہاتھ کاٹ دو، اور آپ کا چہرہ زرد ہو گیا جیسے خون ہی نہیں ہے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

صحابہؓ نے عرض کیا آپ پریشان ہیں آپؐ نے فرمایا ہاں میرے اوپر یہ کیوں شاق نہ گذرے کہ تم سب کے

درمیان میں میرے ایک امتی کا ہاتھ کاٹا جارہا ہے عرض کیا پھر آپ حکم نہ دیتے۔ فرمایا وہ بدترین حاکم ہے جس کے سامنے خدا کی حد پہنچے اور وہ اس کو پورا نہ کریں۔ تم نے اپنے بھائی کی مدد نہ کی، اسے میرے پاس کیوں لائے، تم نے خود ہی ان کو کیوں نہ سمجھالیا۔ تم نے شیطان کا ساتھ دیا، جس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں امت کے چور کے متعلق یہ خیال ہو، تو پوری امت کے بارے میں کتنا خیال ہوگا، جب چور تک پر یہ رحم ہے تو ان کے دل کے اندر ان کی امت ہر حالت میں گھر کئے ہوئے ہیں وہ اپنی امت کے ہر آدمی کا بھلا چاہتے ہیں فساق کا بھلا چاہتے ہیں زندگی پوری قربانیوں میں گزاردی۔

گویا ان کی زندگی کے سارے مسئلے قربان ہوئے ہیں اپنے متعلقین کے مسئلوں کو قیامت تک کیلئے قربان کردیا، جو ہم سے محبت کرے وہ بلاؤں کیلئے تیار ہو جائے جس طرح کوئی چیز پہاڑ پر سے پھینکی جائے، اس طرح ہر محبت کرنے والے پر بلائیں آتی ہیں، مسلمانوں میں مستقل آمد کی صورت زکوٰۃ ہے اور آج حکومتیں تک اس لالچ میں ہیں کہ زکوٰۃ کو لے کر خرچ کریں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کیلئے اپنے گھر والوں کو اس سے محروم فرما گئے۔

حضرت حارثؓ اور حضرت عباسؓ دونوں کے بچے جوان ہیں اور شادی کیلئے مال کی ضرورت ہے دونوں کے باپوں نے اپنے بیٹوں کو زکوٰۃ کے شعبے میں کام کرنے کیلئے پیش کیا کہ ان کو بھی کام کرنے سے کچھ مل جائے گا۔ بات کان میں پڑتے ہی آپؐ نے چھت پر نگاہ ڈالی، اور چپ چاپ بہت دیر تک سوچتے رہے یوں سوچ رہے ہوں گے کہ یہ امت سیدوں کو تو کیا دے گی ایک زکوٰۃ تھی وہ بھی بند کر کے جارہا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے اتنی خاموشی اختیار کی کہ ہم سمجھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جواب ہی نہ دیں گے۔ وہ جانے لگے تو حضرت ام سلمہؓ نے ان کو روکا اور خمس میں سے ان کو کچھ دے دیا اور وہیں ان کے نکاح کرادیئے۔ ان کی بدولت لوگوں نے مزے کی زندگیاں گذاری ہیں لیکن خود ان کو کچھ نہیں ملا۔

داماد کو کہہ گئے کہ اپنا گلا کٹوا دینا لیکن تیری وجہ سے کسی کا گلا نہ کٹے۔ حضرت عثمانؓ پر فاقہ پڑ رہا ہے پیاس سے برا حال ہے لوگوں نے کہا مقابلہ کر کے دشمنوں کو ختم کردیں آپؓ نے فرمایا میری وجہ سے کسی کا گلا نہ کٹے۔ بیوی کو پانی کیلئے بھیجا خود روزہ کی نیت کرلی، حضرت عثمانؓ کو خواب میں زیارت ہوئی عرض کیا کہ حضورؐ آپ کی امت نے پریشان کیا ہے میں نے بہت تکلیف اٹھائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس اب ہمارے پاس آجاؤ۔ ایک رات کو خواب دیکھا اگلی رات کو شہادت ہوگئی، آپ کو معلوم ہے میری امت امیروں کے ساتھ کیا کرے گی لیکن حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم برابر امت کیلئے قربانیاں کرتے رہے۔

عرفات میں دعا مانگی پہلے نبی آتے رہتے تھے شیطان سے مقابلہ ہوتا رہتا تھا اب نبی نہیں آئے گا شیطان کے پنجہ میں پھنس نہ جائے میری ساری امت کی مغفرت کردے دعاء قبول کرلی، ساری امت کی مغفرت کردی، سوائے ظالم کے۔ آپ پھر دعاء کرتے رہے کہ ظالم کی بھی مغفرت کردے مزدلفہ کی رات وہ دعاء بھی قبول ہوگئی۔

دو مسئلے ہیں ایک میرا گھر، ایک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت، اگر ساری امت کا مسئلہ گھر کے برابر بھی نہیں تو یہ دین کا کام کیا کرے گا۔ اپنے گھر والوں کی بھوک کی وجہ سے مارا مارا پھر رہا ہے۔ اور امت کی کوئی فکر نہیں۔ ایک تو ہے قربانی دینا اور ایک ہے قربانی کو مکمل کرنا اور اپنی زندگی کو تکلیف میں ڈال دینا، جب دین کی محنت کروگے تو ایک تو کام کے تقاضے ہوں گے اور ایک گھر کے تقاضے ہوں گے۔ قربانی یہ ہے کہ محنت کرتے رہیں۔ اپنے جتنے تقاضے آتے رہیں اور اس کیلئے جتنی شکلیں صورتیں سامنے آتی رہیں ان کے اوپر تھوک کر دین کیلئے قربانی دیتے چلے جائیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی اٹھا کر دیکھو، انسان کے اپنے جتنی قسم کے مسئلے ہوتے ہیں اور ان کے اعتبار سے انسان جو کچھ کرنا چاہتا ہے ان سب کو چھوڑ کر وہ کررہے ہیں جو خدا تعالیٰ چاہتے ہیں سوسائٹی اور مقام قربان ہوئے۔ شام کو چھوڑا قوم کو چھوڑا بچے کا اور بچے کی شادی کا مسئلہ بھی قربان ہوا۔

کامیابی کی صورت کیا ہے؟ یہ کہ تم امت کی تمام پریشانیوں کا حل اس کام میں سمجھو افتراق پیدا ہوگا قربانی کی کمی سے اجتماع ٹوٹے گا قربانی کی کمی سے ہر وقت جو ضرورتیں آئیں گی اگر وہ پوری نہ ہوسکیں تو اس کی وجہ نکلے گی، قربانی کی کمی چوٹی پر وہ پہنچے گا جو یہ سوچ کر قربانی کرے گا کہ میرا موضوع ہے کہ میں قربانی کی اس شرط کو پورا کردوں جو اس امت کو مصائب سے نکالنے کیلئے ضروری ہے، اسی پر پورا معاشرہ بدل جائے گا۔

مال والے، حکومتیں، تاجر، امیر یا اکثریت کبھی سبب نہیں بنیں گے۔ امت کی پریشانیوں کے خاتمہ کا سبب وہ بنے گا جس نے اپنے عہدے اپنی عزت اپنے اعزاء واقارب اپنے دوست احباب اپنا مال اپنی جان قربان کرنا آجائے گا۔ یہ سبب بنے گا مال والوں حکومت والوں کی پریشانیوں کے دور ہونے کا۔

قربانی کی بنیاد محنت کے راستے ہیں۔ دوسروں کے مصیبتوں سے نکلنے کیلئے اپنے کو مصیبتوں میں ڈالنے کی بنیاد پر ایک کام ہے اس کی بنیاد قربانی پر ہے مال وجاہ راحت عیش جتنے مسئلے گھر والوں کے ہیں وہ یہاں قربان ہیں صحابہؓ کے اندر بڑے درجہ والے جو ہیں وہ اپنی ہر شق کے اعتبار سے خوب قربانی والے ہیں یہ نبیوں کے شعبوں کے

انسان ہیں جن کی تکلیفیں اٹھانے کی وجہ سے اب تک ہم چل رہے ہیں ہمارا وجود ان کی قربانیوں پر ہے لیکن حق تعالیٰ شانہ قربانیوں کا تسلسل چاہتے ہیں تا کہ امت کی مشکلات دور کرتے جائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام ان سب کی قربانیوں کی طرح قربانی دینے والے ہیں۔ حضرات صحابہ کرامؓ امت کا وجود تو ہے اور قیامت تک چلے گا لیکن اس امت کو مصیبتوں سے نکالنے کیلئے اللہ پاک نے قربانی کو شرط قرار دیا ہے۔

حکومت میں جو احکام ہیں۔ اگر اللہ توفیق دیں اور وہ ان احکام کو پورا کر دیں قربانیاں دے کر تو ان حکومت والوں کی پریشانیاں دور ہو جائیں گی حکومت اور طاقت سے نہیں بلکہ قربانی سے دور ہوں گی قربانی کا ایک ذرہ بھی ہو گا تو اتنا زیادہ ملے گا کہ آپ حیران رہ جائیں گے کہ خدا نے کیا دے دیا۔ لیکن مسائل ذرہ بھر قربانی سے حل نہیں ہوں گے۔ اس کیلئے پوری قربانی دینی ہوگی۔ باطل تو چلتا ہے خواہشات کے پورا کرنے کے ساتھ اور حق چلتا ہے خواہشات کی قربانی کے ساتھ۔

زین للناس حب الشهوات ......بالعبادقل انبئکم ......تحتها الانهار...... انسانوں میں عورتوں کی مالیات کی ساز و سامان کی شہوات ہیں باطل زندگی تو اس سے چلے گی کہ عورتوں کے حاصل کرنے میں خوب محنت کریں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جنت کی عورتوں کو چاہے جتنا کپڑا پہنا دو، ان کا حسن نہیں چھپے گا، ان سے تو یہ نہیں ہوسکا کپڑے پہننے والیاں سنگیاں بنا دیں، باطل تو اس سے چلے گا کہ ایک منٹ کیلئے بھی اس کو ملال نہ پہنچے۔ باطل عورتوں میں لگائے گا ان کی لذات میں لگائے گا۔ باطل تو مال سے عورتوں سے دوکانوں سے جائیدادوں سے بڑھے گا لیکن حق تعالیٰ شانہ ہیں۔

"**ء انبئکم بخیر من ذالکم**" کیا ہیں اس سے بہتر بات نہ بتاؤں وہ یہ کہ دنیا کے عیش کو اور شہوتوں کے پورے ہونے کو تم آخرت پر ڈال دو۔ اور یہاں تھوڑے سے محنتی اور متقی بن جاؤ جس طرح صحابہ کرامؓ نے ساری خواہشات چھوڑ دیں۔ عام لوگ حضرت عمرؓ کے زمانے کو فتوحات اور مال کیلئے یاد کرتے ہیں جب قانون بنتا ہے تو اس کے عیش پر نگاہ جاتی ہے اور ٹیکس لگتا ہے تو حضرت عمرؓ یاد آتے ہیں لیکن وہ اور دوسروں کی شہوتوں کو پورا نہیں کرتے تھے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے ساتھ ایک بات چاہنا اور پوری کرنا تو ہے تقویٰ۔ اور ان کے احکامات کے خلاف اور بات چاہنا فسق ہے، حضرت عمرؓ کے دور میں کیا ہے؟ خود متقی بنے اور جس ہاتھ میں لگام دی

اسے بھی متقی بنا دیا۔ گورنروں کی پٹائیاں ہو رہی ہیں۔ متقی بننے کے پانچ جزو ہیں۔

(۱) **صابرین**: یعنی خواہشات پر صبر کرنے والا۔

(۲) **صادقین**: یعنی پہلوں کے نقشے پر پورے اترنے والے اور ہر وقت کی تکمیل کرنے والا بن جانا اور اس کے مقابل کی خواہشوں کو قربان کرنا۔

(۳) **قانتین**: یعنی جان دینے کے احکام کو بجالانا۔

(۴) **منفقین**: یعنی مال دینے کے احکام پر پورے اترنے والا۔

(۵) **مستغفرین**: یعنی گناہ نہ کرنا اور اپنے کو گناہ گار قرار دے کر معافی مانگنا۔

یہ ہی متقی ہے۔ اس کام کو پھیلاؤ ہے ایک اس کا گہراؤ ہے جنہوں نے اپنے کو اس کام میں لگایا ہے ان کا قربانیوں کے نقشے پر پورا اترنا، جڑوں کے ساتھ پھلوں تک کا رابطہ موجود ہے، قربانیاں رنگ لائیں گی۔ ایک کام ہے اور ایک کام کرنے والوں کی قربانیاں ہیں، لوگ سمجھتے ہیں کہ کام سے اسلام زندہ ہو جائے گا، خواہش کو پورا کرنے والا بنا تو قربانی کہاں ہوئی۔ قربانی نہ ہوئی تو دین کہاں ہے اور دین نہیں تو مصائب کیسے دور ہوں گے۔ راحتوں میں قرب نہیں ہے، تکلیفوں میں قرب ہے اللہ اور اس کے رسول کا۔

ایک قربانی دینا ہے اور ایک قربانی دیتے رہنا۔ قربانی دینے پر داخل جنت ہوگا۔ اور قربانی دیتے رہنے پر اصل فیصلے ہوں گے۔ انفروا خفافا وثقالا کے طرز پر قربانی کرنا میں لاکھوں کروڑوں کو نہیں کہتا ان کے بارے میں تو فیصلے کرانے ہیں فیصلے کرانے کے لئے چند سینکڑوں کی ضرورت ہے۔ ہماری موت قربانی پر آئے، خواہش پر نہ آئے، قربانی ہی سے بنگلہ کی نوعیت صحیح صحیح پیدا ہوگی، قربانی پیدا ہوگی تو اکرام ہوگا جہاں جانا چاہیں وہاں پہنچیں گے چاہے گھر والوں کو جتنی تکلیفیں پہنچیں، ہم پورا وقت دیں گے جتنی ضرورت ہو، قربانیوں کے بغیر رنگ نہیں لائے گا، کام صورت ہے اور اس کی سیرت اس کی طاقت غیبیہ اس کام کے ذیل میں قربانی دینا ہے۔ تعلیم کے وقت میں تعلیم کرنی ہے تسبیح کے وقت تسبیح، گشت کے وقت گشت کرنا ہے، چاہے کچھ ہو جائے جب تم اس کام کے کرنے کے بعد اس کام کے قبولیت کے شرائط کو پورا کرو گے تو فیصلے ہوں گے۔

جن کی کھجوروں پر سارے عرب کی مہمانی ہوئی جن کی زمینوں پر سارے مہاجر آ کر ٹھہرے، جن کے گھروں میں سارے عرب آ کر ٹھہرے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویاں رہیں ان سے یوں کہہ دیا کہ تم کو ملے گا حوض کوثر پر۔

غرور میں آجانا کہ ہم میں طاقت ہے ہم یہ کریں گے موت کا آجانا ہے حنین کے واقعہ میں تربیت ہے حنین میں قبیلہ ہوازن کے ساتھ ٹکر ہوتے ہی سب بھاگے، صرف بارہ رہ گئے ان میں اکابر صحابہؓ ہیں۔اب حضرات عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اونچی آواز سے یامعشر الانصار یامعشر الانصار کہو۔انصار دوڑے اور سو آئے۔بارہ سو کو بھگا دیا سو کے ذریعے سے یہ بتلا دیا کہ کرنے والا میں ہوں، مال بہت سا آیا تقسیم میں سارا مکہ والوں کو دے دیا۔انصار کو کچھ نہیں ملا، اس وقت انصار پر کیا گذری ہوگی کہ کام تو کریں ہم، اور مال دیا جائے دوسروں کو۔

حضرت سعد بن عبادہؓ آئے اور کہا کہ میری قوم کیا کہہ رہی ہے۔کہ جب لڑائی کا وقت آئے تو اے انصار! اے انصار! اور جب تقسیم کا وقت آئے تو آ میری قوم آ میری قوم۔فرمایا کیا کہتے ہو کہا میں بھی قوم کا ایک فرد ہوں یہ فرمایا قوم کو جمع کرو۔چنانچہ قوم کو جمع کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انصار! کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ یہ لوگ اپنے گھروں کو مال لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں کو اللہ کے رسول کو لے کر جاؤ۔آپؐ بھی بہت روئے اور صحابہؓ کو بھی خوب رلایا آپؐ پر کیا گذرتی تھی آپ بہت دیر تک روتے رہے اے انصار! لوگ میرے اوپر کا لباس اور تم میرے اندر کا لباس ہو، اندر کا لباس حفاظت کا ہوتا ہے امت کی حفاظت تم سے ہے اور میرا زیادہ قرب تمہارے ساتھ ہے اگر انصار ایک وادی میں چلیں گے اور لوگ دوسری وادی میں چلیں گے تو میں انصار والی وادی میں چلوں گا۔

آپؐ کے سامنے تھا کہ میرے انصار کے اوپر میرے بعد کیا گزرے گی، احسان کا احساس اور اس کا بدلہ جتنا آپ دے گئے اتنا مخلوق میں کوئی دے نہیں سکتا۔اے اللہ انصار کی مغفرت فرما، ان کے بیٹوں، پوتوں اور غلاموں کی مغفرت فرما۔

غرض خوب کام کرنا اور آخرت میں لینا یہ ان کا مزاج بنادیا تھا۔فرمایا کہ میرے بعد مال میں دوسروں کو تمہارے اوپر ترجیح دی جائے گی۔بنی قریظہ وغیرہ کے مال کی تقسیم آئی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ زمین دوسروں کو دے دو۔تم نے جو دیا ہے وہ واپس لے لیں یا سب میں برابر تقسیم کرلیں۔نہ یہ لیتے ہیں نہ واپس لیتے ہیں ہمارا آپ کا معاملہ جنت پر ہے ہم جو کچھ اللہ کے نام پر دے چکے وہ دے چکے، واپس نہیں لے سکتے اب جو آیا ہے اسے مہاجرین کو دلا دیجئے۔انصار کو اپنے باغوں کیلئے ضرورت تھی نہر نکالنے کیلئے۔حضرتؐ کے پاس مشورہ کرکے آئے واہ واہ انصار آؤ جی جو مانگو گے میں اللہ سے کہوں گا اور جو اللہ سے کہونگا وہ دیدیں گے۔پھر انہوں نے مشورہ کیا اور کہا ہمیں تو آخرت میں چاہئے مغفرت کی دعاء فرما دیجئے جو مسلمانوں کے انتہائی عروج کا وقت تھا۔اس وقت انصار کے گھروں میں فاقے پڑ رہے ہیں۔لوگ دوسروں کی قربانی کرنے کو قربانی کہتے ہیں اور وہ قربانی اپنی ذات پر ہے۔ایمان اور ایمان کے طریقوں کو قائم کر کے دکھلا دو۔اپنے مسائل کی قربانی کے ساتھ قربانی کی لمبی

چوڑی کتاب ہے، ہر موقع پر جو کام کرنا چاہئے وہ کام کرنا اور اپنے مسائل کو قربان کرنا قربانی کی ایک آدھ شق نہیں ہے، اس کام کے بڑے بڑے اصول ہیں بڑی نزاکتیں ہیں اگر دوسرے شعبوں کو یوں کہہ دیں کہ ان کی ضرورت نہیں تو یہ بات عداوتوں کا سبب بنے گی۔ اور اگر یوں کہہ دیں کہ یہ سب ضروری ہیں اللہ سب کو چلا دیں اور جن قربانیوں پر یہ چلتے ہیں ان قربانیوں پر یہ چلتے ہیں ان قربانیوں کی ہمیں توفیق دیں تو یہ بات محبتوں کا سبب بنے گی زبان کی ذرا سی بدعنوانی بڑے بگاڑ کا سبب بن سکتی ہے، اپنی اپنی جگہ کی تھوڑی تھوڑی دینداری پر دھوکے مت کھاؤ۔ لادینی اور الحاد کے طوفان اور جگہوں سے اٹھ رہے ہیں جہاں سے توحید و عرفان کے سمندر چلا کرتے تھے۔ آج شیطان کی معاشرت چل رہی ہے جہاں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت چلی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے شیطان کو دیکھا ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا یہ میرا خلیفہ ہے اسے نوازتا ہوں اسے سجدہ کرو، اس نے اعزاز والا نہیں سمجھا۔ شیطان کے دھتکارے جانے کی وجہ انسان ہے، نوازے ہوئے کے ساتھ مل جائے تو چلو اس کا قصور معاف کردیں نہیں، فرمایا جو تیرے ساتھ مل جائے گا تو تیری طرح دھتکارا ہوا ہو جائے گا، یہ آپ کی حیات کا جان کا مال کا دشمن ہے۔ پہلے ان سیڑھیوں پر لانا ہے کہ آپ کی آخرت بگڑ جائے پھر دنیا بگڑ جائے۔ یہ آپ کی حیات نہیں چاہتا۔ آپ کے گھروں کے اندر آگیں لگوانا چاہتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چوبیس گھنٹے کی معاشرت میں شیطان سے بچنے کے طریقے بتلائے ہیں، پاخانے میں جاؤ یہ بدفعلیاں کرتا ہے، جنگل میں جاؤ یہ لوگوں کی بے پردگی کیلئے لاتا ہے، اس کیلئے فرمایا کہ پردہ کی جگہ جاؤ ورنہ ریت کی منڈیر بنالو اور یہ دعاء پڑھ لو۔ سویا کرو تو آگ اور روشنی کو بجھا کر سویا کرو تا کہ شیطان آگوں کو تمہارے گھروں کے اندر لگانے کا ذریعہ نہ بنائے ۔ (کھانے پر ایک آدمی اور ایک لڑکی کے آنے کا واقعہ) فرمایا خدا کی قسم ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ میں نے شیطان کو بھی پکڑا ہے۔ کئی صحابہؓ کا واقعہ رات کو شیطان کو پکڑ لیا، چوری کر رہا تھا حضرت ابو ہریرہؓ والے واقعہ میں صدقہ کی کھجوریں ہیں۔ اور ابن ابی کعبؓ کے واقعہ میں ذاتی کھجوریں ہیں حضرت ابو ہریرہؓ والے قصہ میں ہے کہ آپؐ نے صبح کو دریافت کیا کہ رات کو تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ کہا حضورؐ عہد کر گیا ہے اب نہیں آئے گا، فرمایا جھوٹ بولتا ہے اب کے پھر آئے گا، پھر پکڑا، کہنے لگا آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو شیطان نہیں آئے گا، فرمایا ہے تو جھوٹا، لیکن بات سچی کہہ گیا ہے، کھانے میں شریک ہوتا ہے کہ شیطنت کا مادہ پیدا ہو جائے اور کھانا تھوڑا ہو جائے گھر کے کیواڑ بسم اللہ کہہ کر لگایا کرو، تو شیطان تمہارے گھر میں داخل نہیں ہوگا۔

ایک قسم انسانوں کی ایسی ہے جو شیطان اور انسان کے مشترک نطفہ سے تیار ہوتی ہے صورتاً انسان اور خصلت

شیطان ۔ شیطان کی ایک معاشرت ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مقابلہ میں اپنی معاشرت کو کھڑا کیا ہے شیطان کی معاشرت کی بنیاد عورت اور مال کے نقشے ہیں عورت عطر وہ لگائے جس کی خوشبو نہ ہو رنگ ملا ہو جو عورت اپنے گھر کے علاوہ سج کر نکلے، وہ عورت زانیہ کے حکم میں ہے۔

صاحب کیا کریں، بیوی نہیں مانتی، نکاح ایسے ہو، مکان ایسا ہو، بیوی اوپر بیٹھی ہوئی ہیں وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جو اپنے مسئلہ پر عورتوں کو غالب کر دے ہر ملکوں میں مختلف جگہوں میں عورتوں کو بٹھانا یہ خود اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنا ہے شیطان چاہتا ہے کہ عورت جس کے ذریعے جنت سے نکالا ہے آگے بھی عورت ہی کو استعمال کرے کہ ایک عورت سے ہزاروں کو دوزخ میں پہنچا دیں۔ فرمایا جو دو مرد و عورت ایک جگہ اکٹھے ہوں تو تیسرا شیطان وہاں ہوگا۔ بھائیوں، بھائیوں خاندانوں، قوموں کی لڑائی کراتا ہے عورت اور مال کے راستے سے لباس میں مقابلہ، غذا میں مقابلہ عورتوں کے ذریعہ سے یہ معاشرت کی جو بے دینی ہے آپ کی نماز روزہ تعلیم کو ختم کر دے گی، شیطان ایسے معاشرہ کو اٹھاتا ہے کہ سارا مال اپنے آپ لگے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مقابلے میں ایک معاشرے لائے ہیں۔ معاشرت کی بے دینی جس جگہ پر آئے گی باقی سارے دین کو لے کر ڈوب جائیں گی، اب مسئلے یہ ہیں کہ قربانی دو تب معاشرہ بدلے گا، حج میں ترک وطن ہے زکوٰۃ میں مال کا خرچ کرنا ہے صوم میں شہوات کو دبانا ہے ۔ نماز میں خواہشات اور تفکرات کو روکنا ہے ان کی بنیاد کا معاشرہ اٹھے گا عناصر اربعہ سے کمائی کا نقشہ تیار کرو، یعنی ایمان اخلاق، علم دھیان کمائی کے نقشے اگر عناصر اربعہ پر نہیں آئے تو ہماری نماز کمزور ہے ہمارا روزہ کمزور ہے ہماری زکوٰۃ کمزور ہے، کتے اور سوروں کی سی معاشرت کی طرز پر چلے جا رہے ہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے خیر خواہ کی معاشرت محبوب نہ ہو اور شیطان کی معاشرت محبوب ہو، جب تک معاشرہ کا مقابلہ کرتا رہا مسلمان پھلتا پھولتا رہا اور جب مقابلہ ختم ہو گیا تو مسلمان بھی ختم ہو گیا، دشمن اصل کون ہے؟ جس کا موحد بننا ممکن نہیں۔ کافر اصلی دشمن نہیں، ان کا ہر وقت امکان ہے کہ کلمہ پڑھ لیں اور موحد ہو جائیں، یہ تو دشمن کے ساتھی ہیں اس واسطے دشمن ہو گئے سانپ اتنا دشمن نہیں جتنا شیطان دشمن ہے، ابھی دشمن کا یقین نہیں، معاشرت کی طرف وہ لئے چلا جا رہا ہے پڑھ لو نماز بہتیری دیکھی نماز، معاشرت کا ایک دھکا آئے گا، تو سب نماز ختم ہو جائے گی، پہلے جو طوفان آیا، بہت کچھ ختم ہو گیا اس سے اگلا طوفان آئے گا، باقی رہا سہا بھی ختم ہو جائے گا۔ شیطان کی معاشرت میں غیبتیں بہتان ہیں، عیبوں کو اچھالنا، ٹھٹھا اڑانا ہے، پھر کدورتوں کے اوپر ڈالنا ہے آخرت میں تو نقصان ہے ہی دنیا میں بھی نقصان ہیں ، معاشرت کے اعتبار سے آج کا دور بدترین دور ہے۔ کتوں سوروں کی طرف معاشرت جا رہی ہے اور یہ نہیں جانتے

کہ چکے کے اندر زہر دیا جا رہا ہے، جو محبوب ہیں خدا کی قسم ان کی معاشرت محبوب ہے۔ اور جو مبغوض ہیں ان کی معاشرت مبغوض ہے آپس کی عداوتیں آپس کی کدورتیں بہت سے راستوں سے آرہی ہیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپس کی محبتیں مودتیں بہت سے راستوں سے چلائی تھیں۔ حیات والی معاشرت تو ختم ہوگئی موت والی معاشرت میں ہم آگئے پھرنے بھی، قربانی ہوگی پھرنے میں، کس طرح پھرو۔ دوسروں کی رعایت کے ساتھ، افہام وتفہیم کے ساتھ پھرو، اس کے اندر حق تعالیٰ شانہ ایسا کریں اور نعمتوں کے دروازے کھول دیں، کوئی آکر پانچ لاکھ روپے دے اسے لگاؤ پھر قربانی دو کہ جی آپ آکر لگانا سیکھ لیجئے پھر خود چلائیے۔

قربانی دیتے ہوئے ملک و مال پر ٹھوکر مارتے ہوئے ایمان کی دعوت کیلئے محنت کرتے ہوئے اپنے جذبات کو قربان کرتے ہوئے ہر وقت نکلو جس طرح اپنے جذبات کو قربان کرنا پڑے گا۔ دوسروں کی خرابی میں وجہ نکال لو، اسلام کی اور اپنی خوبی میں وجہ نکال لو اپنے کچھ نہ ہونگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہہ رہے کہ خالدؓ کو مار دو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نہیں اس نے مسلمان سمجھ کر قتل نہیں کیا ہے، مسلمان قرار نہ دینے میں ان کا فیصلہ غلط ہے اس کی بیوی سے نکاح کیا رحم کر دو۔ اس نے غیر مسلم کی بیوی قرار دے کر نکاح کیا، فیصلہ میں غلطی کی تو یہ دوسری بات ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں خرابی آجائے، تو سب چھوڑ دیتے ہیں اپنے بچے کو پاخانہ کی وجہ سے نہیں چھوڑتے، اخلاص اور اکرام مسلم کا مفہوم اگر اپنا وجود گرامی پر کیا تو خوب جوتا چلے گا۔ جو اپنے کو نیت کے اعتبار سے ٹٹولے گا، اپنی حیثیت کو اپنی نگاہ میں گرالے گا۔ جس کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دعاء مانگتے ہیں۔

اے میرے رب تو مجھے اپنی بارگاہ میں پسند فرمالے، اے میرے رب تو اپنے لئے مجھ کو میری نظروں میں ذلیل رکھ اور دوسروں کی نظروں میں عزت والا کر دے۔ شیطان اسی میں تو مرا، کہ میں نے اتنا کیا اور یہ کل کا بچہ، اس کو مجھ سے سجدہ کرائیں۔

تصحیح نیت کا مطلب صرف اتنا ہی نہیں کہ جب عمل کرو تو نیت صحیح ہو۔ بات یہ ہے کہ شروع میں نیت ٹھیک کی جائے اور آخر میں خود خراب قرار دی جائے۔ جو اپنی نگاہ میں حقیر ہوگا وہ کبھی شہرت نہیں چاہے گا، کرنے میں صحیح نیت کر کے کرنا اور کرنے کے بعد اپنے آپ کو گرا دینا کہ میں نے ٹھیک نہیں کیا جب تم طالب اکرام کے بنو گے تو خدا تمہارا اکرام نہیں کرائیں گے، بلکہ دشمن بنالیں گے اور اگر اکرام کرائیں گے تو القائے شر کے اعتبار سے اکرام کرائیں گے اور اگر تم اکرام کے طالب نہیں بنو گے تو پھر وہ اکرام کرائیں گے۔

میں کچھ نہیں میں خراب ہوں۔ جو میں نے کیا وہ ایسا نہیں کیا جو میری کہیں پوچھ لیں، پوچھنے کے قابل نہیں ہوں۔ وہ اپنے کرم سے پوچھ لیں۔ میں اس کی خدمت کروں۔ تا کہ خدا اس کی وجہ سے غلطیوں کی وجہ سے، بے عنوانیوں کی وجہ سے مسلم کا اکرام کرنا مت چھوڑو، دو نسبتیں ہیں، ایک تو اپنے ایمان کی نسبت ہے اور ایک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی نسبت ہے ضرور جنت میں جائے گا خواہ وہ سزا کے بعد جائے اور چاہے کرم کر کے شروع ہی میں پہنچا دیں میں تو ان کا امتی ہونے کی وجہ سے اس کا اکرام نہیں کرتا تو کیا غصہ نہیں کریں گے۔ نمازی ہونے کی وجہ سے بھی اکرام کرو۔ خوش اخلاق ہونے کی وجہ سے بھی اکرام کرو۔ اور کچھ نہیں تو مسلمان ہونے کی وجہ سے بھی اکرام کرو۔ اور اپنے کو نیت کے اعتبار سے گراؤ اور دوسرے کو امتی ہونے کے اعتبار سے اکرام کر کے اٹھاؤ۔ اپنے کو اپنی نظر میں گرانا صحیح نیت ہے، دوسرے کی غلطی نظر انداز کرنا اکرام مسلم ہے۔

حضرت عمرؓ گشت کیا کرتے تھے، ایک بوڑھا تھا اس کو اس کی باندی شراب پلا رہی تھی حضرت عمرؓ کود کر اندر گئے۔ اس نے کہا میں نے ایک جرم کیا ہے اور آپ نے کئی جرم کئے ہیں۔ ایک یہ کہ حکم ہے کہ بے اجازت کسی کے گھر میں نہ جاؤ، آپ بغیر اجازت آئے دوسرے یہ کہ سلام کر کے جاؤ، آپ بغیر سلام کے آئے ہیں۔ تیسرے یہ کہ دروازے سے آؤ، آپ دیوار پھاند کر آئے، چوتھے یہ کہ تجسس مت کرو۔ آپ نے تجسس کیا۔ حضرت عمرؓ روتے ہوئے چل دیئے۔ دربار میں کئی دن بعد نظر پڑی، تخلیہ میں بتایا کہ میں نے اسی دن سے چھوڑ دی۔ زید بن ارقمؓ کیا پی رہے ہیں؟ یہی تو ہے تجسس میرے سے گناہ ہو گیا اس کا کفارہ کیا ہے؟ اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس بات کے دیکھنے سے پہلے جو وقعت تمہارے دل کے اندر تھی، اس کی وہ وقعت باقی رہے۔ اکرام مسلم کی بات یہ ہے کہ اپنا تو کسی پر ایک ذرہ کے برابر بھی استحقاق مت سمجھو، ایک دوسرے کے کام آنا تو یہود و نصاریٰ میں بھی مل جائے گا۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ نیکیاں کرتے ہیں نیکیاں لینے کیلئے۔ جس بات کی وجہ سے آدمی چاہتا ہے کہ میرا اکرام ہو۔ اس وجہ ہی کو ختم کر دو۔ یہ بھی قربانی ہو گی۔ سب کچھ لگا دیا۔ اور کچھ نہ طلب کیا۔ ایک ایک کی قربانی لاکھوں کی مصیبتوں کے خاتمہ کا سبب بنے گی، یہ چیزوں کا جادو ختم ہو جائے اور باطل ٹوٹ جائے اس کیلئے قربانی کی ضرورت ہے۔ اس کے آگے کا مسئلہ یہ ہے کہ جو جتنی قربانی کا عادی ہو، اس سے آگے کی سطح پر آئے۔

غزوۂ اُحد میں جب مسلمانوں کے پرا کھڑے ہیں۔ صحابہؓ نے کہا، اس میں مرنا ہے لیکن ہمیں یہ نہیں برداشت کرنا کہ جہاں ہمیں ہونا چاہئے تھا، وہاں ہم نہیں۔

مسیلمہ کذاب کا دور چل رہا تھا دو قسمیں ہیں ایک توبہ والے، ایک محنت والے، آج کل تبلیغ والے توبہ میں

زیادہ ہیں۔ یعنی وجوہات پر جو چلا دیں۔ مسیلمہ کذاب سے مقابلہ میں دونوں جمع ہیں۔ توبہ والوں میں جماؤ ہی نہیں ہے۔ مر یہ نہیں سکتے ہیں، قربان یہ نہیں ہو سکتے، مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں دونوں اکٹھے ہو گئے۔ اے ابوبکرؓ ہماری توبہ کیا ہے؟ فرمایا تمہاری توبہ یہ ہے کہ جس نبوت کا تم نے اقرار کیا تھا اس نبوت سے جا کر تم مقابلہ کرو، وہاں مرنے کی وجہ سے توبہ تھی، یہاں موت دکھلائی دی، تو یہاں توبہ ہوگئی۔ جب لوگ میدان سے بھاگنے لگے تو ایک طبقہ پرانوں کا کہنے لگا کہ ہم سے یہ بات دیکھی نہیں جاتی کہ جہاں ہم کو ہونا چاہئے تھا وہاں ہم نہ ہوں اور وہاں ہوں جہاں ہمیں ہونا نہ چاہئے۔ زید بن الخطابؓ اور سالم حذیفہؓ نے اپنے آپ کو گھٹنوں سے اوپر تک زمین میں دبالیا، باقیوں نے سوچا کہ اس طرح مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ آواز لگائی یا معشر الانصار! ابو عقیل انصاری صحابیؓ زخمی پڑے ہوئے تھے کھسکتے ہوئے وہاں تک پہنچے، جہاں سے آواز لگائی گئی تھی۔ اور کہا انصار تم نے کام کر کے دکھلایا تھا۔ جس طرح پہلے کر کے دکھلایا تھا، اب پھر کر کے دکھلاؤ۔

چالیس ہزار دشمن باغ میں محصور ہو گئے۔ ایک پرانے حضرت براء بن مالکؓ نے کہا کہ مجھے اندر پھینک دو، میں دروازہ کھولوں گا۔ پندرہ کو قتل کیا، نوے زخم کھائے اور کیواڑ کھول دیئے۔

ایسے سینکڑوں پوری دنیا کے نقشوں کے بدلنے کی گارنٹی اور ضمانت اپنے اندر لئے ہوئے ہیں اس میں معاشرت بدلے گی۔ ایسے مکان اور ایسے ٹھکانے پھر نہیں رہیں گے، سوائے مرنے کے اور سوائے قربان ہونے کے، سوائے اسلام اور دین کے نقشے قائم ہونے کے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت خالدؓ کے دل کی چاہ بس ایک تھی، شرک والے ذلیل ہو جائیں، اسلام اور اسلام والے چمک جائیں۔

حضرت خالدؓ فرماتے ہیں میں اللہ کی راہ کی نقل و حرکت کی وجہ سے قرآن پاک پورا نہ پڑھ سکا، خدا کے راستے کی تکلیف کی رات میں جس کی صبح کو میں قتل کیا جاؤں وہ مزہ آتا ہے جو اس رات میں نہیں آتا، جس میں ایک نئی دوشیزہ میرے نکاح میں آئی ہو۔

مرتے وقت حضرت خالدؓ دعاء کر گئے، اے اللہ! ان بزدلوں کو رات کو نیند نہ آئے، اب قربانی والے جو دعاء کر گئے تو پھر ہماری پریشانیاں کیسے دور ہوں۔ ہر آدمی کو اپنی سطح بلند کرنی ہے، قربانی پر اسلام چمکتا ہے ایک قربانی دو نقل و حرکت کے اعتبار سے، ایک اصول اختیار کرنے کے اعتبار سے۔

☆☆

دعوت ایمان و عمل

عمومی بیان

(حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کی ایک تقریر)

ضلع بستی کے ایک اجتماع سے واپس ہوتے ہوئے حضرت مولانا ممدوح ۲۹ رمئی ۱۹۶۲ء کو لکھنؤ تشریف لائے اور اس دن یہیں قیام فرمایا۔ صبح آٹھ بجے کے بعد یہاں کے تبلیغی مرکز میں آپ نے ایک عام اجتماع کو خطاب فرمایا۔ اس ناچیز نے مولانا کی اس تقریر کو سننے کے ساتھ ساتھ قلمبند کرنے کی کوشش بھی کی تھی۔ اسی کو میں نے ناظرین 'الفرقان' کیلئے مندرجہ ذیل مضمون کی شکل میں مرتب کر دیا ہے۔ اب یہ جس شکل میں ناظرین کے سامنے ہے حضرت ممدوح کی تقریر تو نہیں ہے، لیکن یہ وہ ضرور ہے جو میں نے سمجھ کر ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جہاں تک مجھ سے بن پڑا، میں نے حضرت مولانا کے انداز کو بھی نباہنے کی کوشش کی ہے۔ بہر حال اب جس صورت میں اس کو اشاعت کیلئے میں دے رہا ہوں، اس کا ذمہ دار میں ہوں۔ (خاکسار محمد تقی فاروقی)

..........خطبہ مسنونہ کے بعد !..........

بزرگو، بھائیو اور دوستو!

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ اس دنیا میں جو کوئی جس مقصد کیلئے بھی اس کے طریقے پر محنت کرے گا، اسے وہ مقصد کسی نہ کسی درجہ میں ضرور حاصل ہوگا۔ اب جو شخص دنیا کی کسی چیز کو مقصد بنا کر دینوی طریقے پر اس کیلئے محنت کرے، اللہ تعالیٰ جس حد تک چاہتے ہیں اس کو وہ چیز عطا فرما دیتے ہیں، اور جو شخص آخرت کو موضوع و مقصد بنا کر اس کیلئے صحیح محنت کرے، اس کو اللہ تعالیٰ آخرت کی نعمتیں بھرپور عنایت فرمائیں گے آخرت کی محنت کے دو درجے ہیں۔ ایک یہ کہ آدمی پوری زندگی تو اس طرح نہ گذارے جس طرح آخرت کے طالب کو گذانی چاہئے اور اپنے آپ کو دین کا پورا پورا تابع تو نہ بنائے مگر کچھ کام اللہ کی رضا والے کرے، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی کارخانے میں تھوڑا سا حصہ ڈال کر شریک ہو جائے، یہ آدمی کارخانہ میں حصہ دار تو ضرور ہو جاتا ہے لیکن اسے اپنے حصے کا نفع

بھی جب ہی ملے گا جب کارخانہ کا حساب ہو اور منافع کی تقسیم کا وقت آئے، درمیان میں اگر اسے ضرورت ہو تب بھی نہیں مل سکتا، حتیٰ کہ اگر اپنی کسی ضرورت کیلئے اپنا سرمایہ ہی اس میں سے نکالنا چاہے تو اس کا نکلوانا بھی اس کے اختیار میں نہیں ہے۔ اسی طرح جو شخص آخرت کے کچھ اعمال کرتا ہے کہ نعمتوں میں حصہ دار تو ضرور بن گیا لیکن اس حساب میں اس کو اسی وقت کچھ ملے گا جب آخرت میں پوری زندگی کا حساب کتاب ہوگا اور جو شخص اپنی پوری زندگی دین کے ماتحت کر دے اور اپنے ہر کام میں اللہ کی رضا اور آخرت کو سامنے رکھے، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اپنے ذاتی سرمایہ سے اپنا کارخانہ قائم کرے، وہ جب چاہے کارخانہ کے منافع میں سے اور اصل سرمایہ میں سے بھی نکال سکتا ہے۔

مومن کامل کا حال یہی ہے وہ اپنے ایمان اور عمل کا پھل آخرت سے پہلے دنیا میں بھی پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو اس دنیا میں بھی "حیات طیبہ" عطا کرتا ہے وہ دعاء کر کے بھی اللہ تعالیٰ سے اپنے مسائل حل کرا لیتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی اصل دعوت اسی درجے کیلئے ہے:

یاایھاالذین امنو اادخلو فی السلم کافه

(اے ایمان والو! پورے پورے اسلام میں آجاؤ اور اپنی پوری زندگی کو خدا کی فرماں برداری میں دے دو)۔

جو لوگ ایسا کریں گے ان کیلئے اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب سے ان کے مسائل حل کرے گا۔ (**ومن یتق الله یجعل له مخرجاویرزقه من لا یحتسب**)

زندگی کے مسائل کیلئے محنت کے دو طریقے ہیں ایک طریقہ یہ ہے کہ اس کائنات کی جن چیزوں سے مسائل حل ہوتے نظر آئیں براہ راست ان چیزوں پر ہی محنت کی جائے جیسے غلہ حاصل کرنے کیلئے زمین پر (یعنی زراعت پر) محنت کی جائے۔ دولت حاصل کرنے کیلئے دکانوں پر (یعنی تجارت پر) محنت کی جائے۔ یعنی جو چیز اس دنیا میں جہاں سے حاصل ہوتی ہوئی نظر آئے، اس کے حاصل کرنے کیلئے بس اسی شے پر محنت کی جائے۔ یہ طریقہ عام انسانوں کا بلکہ حیوانوں کا بھی ہے۔ دنیا کے سارے حیوانات کا یہی حال ہے کہ ان کو جو چیز جہاں سے نکلتی ہوئی دکھائی دیتی ہے اس کو وہیں سے حاصل کرنے کی وہ کوشش کرتے ہیں اس کے آگے پیچھے وہ کچھ نہیں جانتے۔

دوسرا طریقہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کا ہے وہ یہ یقین رکھتے ہیں کہ سب کچھ اللہ کے قبضہ و اختیار میں ہے اور اس کے زیر حکم ہے غلہ جو زمین سے نکلتا ہوا دکھائی دیتا ہے وہ اللہ کے حکم سے نکلتا ہے۔ (**انتم تزرعونه ام نحن الزارعون**)۔

صحت وشفا جو بظاہر دوا سے حاصل ہوئی ہوتی معلوم ہوتی ہے دراصل اللہ کے حکم سے حاصل ہوتی ہے۔(واذامرضت فهويشفين)۔

اسی طرح نفع جو بظاہر تجارت اور دوکان داری سے حاصل ہوتا ہوا نظر آتا ہے وہ اللہ ہی کے حکم سے ملتا ہے،اگر اللہ نہ چاہے تو نہ ملے۔

الغرض اس کائنات کی کسی چیز سے کچھ ہوتا ہوا نظر آتا ہے،انبیاء علیہم السلام نے بتلایا کہ وہ دراصل اس چیز سے نہیں ہوتا، بلکہ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔(قل اللهم مالك الملك تؤتي الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعزمن تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير، انك على كل شئ قدير)

اس لئے ان کا اوران کے ماننے والوں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ تمام مسائل کی کنجی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں یقین کرتے ہوئے ان اعمال واخلاق پر زور دیتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی رضا وابستہ ہے وہ پورے یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ اللہ کی رضا والے اعمال واخلاق اختیار کرو تا کہ ارادہ الٰہیہ تمہارے مسائل کے حل کی طرف متوجہ ہو،اس لئے کبھی تو وہ ظاہری اور دینوی اسباب کو ہاتھ لگائے بغیر ہی بالکل معجزانہ طور پر اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی تبدیلیاں کرالیتے ہیں۔مثلاً حضرت نوح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو جب ان کی قوم نے بہت ستایا اور ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تو انہوں نے بس اللہ کی جناب میں ہاتھ اٹھائے اور پوری قوم کی تباہی مانگی۔(رب انــی مغلوب فانتصر رب لاتزرعلى الارض من الكافرين ديارا)اللہ تعالیٰ نے ایک سخت تباہ کن سیلاب بھیجا جس نے ایک ظالم کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔(فاغرقنا هم اجمعين .وقيل بعداللقوم الظلمين)۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام جب عاجز آ گئے تو انہوں نے فرعون اور اس کی حکومت کا زور توڑنے کیلئے کوئی دینوی اور مادی تدبیر تو نہیں کی، نہ ان کے حالات ایسے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور طاقت پر کامل یقین کرتے ہوئے نمازوں کے بعد دعاء کی کہ: فرعون جس دولت وحکومت کے بل پر مظالم ڈھا رہا ہے،اور تیرے بندوں کو تیری بندگی کے راستہ سے روک رہا ہے،اے اللہ! تو اس مال ودولت اور طاقت وحکومت کو مٹا دے اور جھاڑ و پھیر دے۔(ربنا انك اتيت فرعون وملاه زينة واموالافى الحيوة الدنيا ربنا ليضلوا عن سبيلك ربنا اطمس على اموالهم واشدوا على قلوبهم فلا يومنوحتىٰ يروو العذاب الاليم)اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعاء قبول کی اور فرعون اور فرعونیت کو نیست ونابود کر دیا گیا۔

اسی طرح قوم ثمود،قوم عاد،قوم مدین اور قوم لوط یہ سب بھی براہ راست اللہ تعالیٰ کے حکم سے تباہ ہوئیں،ان کو

ختم کرنے کیلئے دینوی اور مادی کوشش ان میں آنے والے پیغمبروں نے اور ان کے ساتھیوں نے نہیں کی تھی۔

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی بیوی اور نومولود بچے حضرت اسمٰعیلؑ کو اللہ کے حکم سے اس وادی غیر ذی ذرع میں چھوڑا، جس میں انسانی زندگی کا کوئی سامان نہیں تھا، حتیٰ کہ پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا تو ان کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سامان حیات پیدا کرنے کی کوئی دینوی اور اسبابی کوشش بالکل نہیں کی بلکہ بس اپنے مالک اور پروردگار سے دعاء کی **ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیمو الصلوٰۃ فاجعل افئدۃمن الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون** اللہ تعالیٰ نے براہ راست اپنی خاص قدرت سے ان کے لئے زمزم کا چشمہ جاری کیا جس کا پانی آج بھی مشرق ومغرب تک پیا جاتا ہے اور اس بے آب وگیاہ وادی کو ایسا مرکز بنا دیا کہ ہر طرف سے کھانے پینے کی چیزیں وہاں پہنچنے لگیں اور آج تک پہنچ رہی ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کیلئے دعاء کے سوا کوئی اسبابی محنت نہیں کی تھی۔

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین اللہ ہی کے حکم سے اسباب کے راستہ سے بھی محنت کرتے ہیں۔ لیکن اس محنت میں بھی ان کے دل کی نگاہ رب الاسباب ہی پر جمی ہوتی ہے۔ وہ یقین رکھتے ہیں اور زبان سے کہتے بھی ہیں کہ جو کچھ ہم کر سکتے ہیں اور اللہ کے حکم سے کر رہے ہیں اور کریں گے لیکن اصل کرنے والے اللہ ہی ہے وجود میں وہی آئے گا جو اس کا فیصلہ ہو۔

غزوۂ بدر سے لے کر فتح مکہ تک جتنے غزوات ہوئے ان سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امکان بھر اسبابی جدو جہد بھی کی اور جو کچھ اس وقت کر سکتے تھے وہ سب کچھ کیا لیکن ہر لحہ دل اس یقین سے معمور رہا کہ اصل کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے جو کچھ ہوگا اس کے ارادہ اور فیصلہ سے ہوگا چنانچہ تمام غزوات میں جب آپ کو فتح حاصل ہوئی آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وشکر کے ساتھ بار بار اس کا اعلان فرمایا کہ جو کچھ ہوا ہے اللہ کی مدد سے بلکہ صرف اسی کے کرنے سے ہوا ہے۔

بہر حال انبیاء علیہم السلام اور ان کے ساتھیوں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ آخرت اور جنت کی طرح دنیا کی چیزوں کے بارے میں یہ یقین کرتے ہیں کہ ان کا دینا نہ دینا اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے یہاں کی چیزوں کیلئے بھی ان کی اصل اور اور اولین محنت اللہ کی رضا والے اعمال پر ہوتی ہے۔ خدا سے غافل ہو کر وہ دنیا کی کسی چیز پر محنت قطعاً نہیں کرتے انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین کا طریقہ یہی ہے اور اسی طریقے سے اللہ کی مدد کی دروازے

کھلتے ہیں۔

دنیا کی چیزوں کیلئے براہ راست صرف ان چیزوں پر محنت کرنا جیسا کہ میں نے کہا عام انسانوں کا بلکہ عام جانوروں کا طریقہ ہے ان کے پاس اپنے تجربے اور مشاہدے کے سوا علم ویقین کا کوئی ذریعہ نہیں ہے اور ہمارے پاس حقیقی علم اور یقین کا ذریعہ انبیاء علیہم السلام کی اطلاعات ہیں۔ کائنات میں چیزیں کا نکلنا جو ہم کو نظر آتا ہے انبیاء علیہم السلام لا الہ الا اللہ کے ذریعہ اس کی نفی کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ:

''چیزوں کا وجود نظر آنے والی چیزوں سے نہیں ہے، بلکہ اللہ کے حکم سے ہے، جو نظر نہیں آتا۔''

وہ فرماتے ہیں کہ ''اصل وہ نہیں ہے جو آنکھوں کو نظر آرہا ہے بلکہ اللہ کا وہ حکم اور ارادہ ہے جو نظر نہیں آرہا۔ یہی ایمان بالغیب ہے، اس لئے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لائے والوں کا طریقہ قیامت تک کیلئے یہی ہونا چاہئے کہ ان کی نظر میں اصل اہمیت اشیاء والی محنت کی نہ ہو، بلکہ اس سے زیادہ فکر اس ایمان اور ان اعمال واخلاق کی ہو جن پر اللہ تعالیٰ کی مدد ہوتی ہے۔

بدقسمتی سے اس وقت مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ اپنے مسائل کیلئے ان کی ساری محنتیں اس طریقے پر ہو رہی ہیں جو عام انسانوں اور جانوروں کا طریقہ ہے۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ مسلمان اس طرز عمل کو بدلیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کا طریقہ اختیار کریں۔

اس طریقے پر محنت کرنے سے اللہ تعالیٰ کی غیبی طاقتیں ساتھ ہو جاتی ہیں یہ وہ طاقتیں ہیں جو روس یا امریکہ کے ایٹم بموں یا راکٹوں سے بھی شکست نہیں کھا سکتیں بلکہ یہ راکٹ اور ایٹم بم اللہ کی غیبی طاقتوں کے مقابلے میں مچھر اور مکھی کی طرح بے حقیقت ہیں۔ جو لوگ اللہ کو اور اس کی طاقتوں نہیں جانتے ان کو یہ باتیں عجیب سی معلوم ہوں گی لیکن حقیقت بالکل یہی ہے۔(وما قدر واللہ حق قدرۃ والارض جمیعا قبضنہ یوم القیمۃ والسموت مطویات بیمینہ سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون انما امرہ اذاارادشیئا ان یقول لہ کن فیکون)۔

مسلمان جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام والے اس طریقہ کو اختیار کرنے کا فیصلہ کریں گے، تو سب سے پہلا کام یہ ہوگا کہ وہ اپنے اندر کے یقین کو ٹھیک کریں اور چیزوں سے اور مادہ سے کچھ ہونے کے بجائے اللہ کے حکم سے ہونے کا یقین ادا کریں، یہ یقین اس زمانہ کے حالات میں خاص مشق اور مجاہدہ کے بغیر اور دینوی انہاک اور مادیات کی مشغولیات میں کمی کئے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔

اس کے علاوہ بھی زندگی کے نقشے میں بہت بڑی تبدیلیاں کرنی پڑیں گی۔ نفس کی خواہش کے بجائے اللہ کے احکام کے تحت زندگی گذارنی پڑے گی۔ صحابہ کرامؓ کی زندگی کے نقشہ کو سامنے رکھ کر طے کرنا پڑے گا کہ زندگی میں سے کتنا وقت مسلمان کا کمانے میں لگنا چاہئے اور کتنا عبادت اور تعلیم و تعلم میں اور کتنا زندگی کو صحیح کرنے والی مشق ومحنت میں؟ پھر کمائی کو اللہ کے احکام کا پابند کرنا پڑے گا، رشوت چھوڑنی پڑے گی، زیادہ نفع حاصل کرنے کیلئے جھوٹ جس کا اب عام رواج ہوگیا ہے بالکل چھوڑنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ جو ناجائز طور طریقے آج کل کمائی میں عام طور سے رائج ہوگئے ہیں ان سب کو چھوڑنا پڑے گا، پھر اس کی وجہ سے کمائیوں میں کمی آئے گی۔ اس کو بھی برداشت کرنا پڑے گا۔ پھر یہ بھی طے کرنا ہوگا کہ اپنی کمائی میں سے کتنا اپنے اوپر خرچ کیا جائے اور کتنا اللہ کے دوسرے ضرورت مند بندوں پر!

آج حالت یہ ہے کہ جس شخص کی کمائی زیادہ ہے وہ یا تو قارون کی طرح اپنا خزانہ بڑھائے جارہا ہے یا عیاشیوں کی طرح اپنی فضول خرچیوں میں اضافہ کئے جارہا ہے، ایک مکان موجود ہے تو اس سے عالی شان دوسرا مکان بنانا چاہتا ہے سواری کیلئے ایک موٹر موجود ہے تو دوسری اس سے بڑھیا خریدنا چاہتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے ان برائیوں جو مٹانے کیلئے آئے تھے۔ جب مسلمان اپنی زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر لانے کا فیصلہ کریں گے تو انہیں یہ کرنا پڑے گا کہ خود چھوٹے معمولی مکان میں گذارا کریں وہ اپنی فاضل کمائی سے یا اللہ کے بے گھر بندوں کیلئے مکان بنوائیں، خود سادہ اور معمولی کھائیں اور اس طرح جو بچت ہو اس سے ان بھوکوں کی روٹی کا انتظام کریں جن کے پاس پیٹ بھرنے کا سامان نہیں ہے۔ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی شادی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر کم سے کم خرچ کریں۔ اور جن غریبوں کی بیٹیاں ناداری کی وجہ سے گھر بیٹھی ہوئی ہیں اپنی کمائی سے ان کی شادیوں کا بندوبست کریں۔ پھر ان معاملات میں مسلم اور غیر مسلم کی بھی تفریق نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ نے یہ حقوق سب حاجت مندوں کیلئے رکھے ہیں۔ اس لئے یہ سلوک سب کے ساتھ کرنا ہوگا۔

آج مال و دولت کے بارے میں اور کمائی اور اس کے خرچ کے معاملہ میں ہمارا طریقہ حضرت محمد ﷺ والا طریقہ نہیں ہے ابوبکرؓ وعمرؓ والا طریقہ نہیں ہے بلکہ یہودیوں اور مہاجنوں والا طریقہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت اور غضب کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ الغرض حضرت محمد ﷺ کے طریقے پر آنے کیلئے مسلمانوں کو اپنی پوری ظاہری اور باطنی زندگی کا نقشہ بدلنا ہوگا اور اس سب کے ساتھ ایمان وعمل صالح اور اخلاق والی زندگی کو دنیا میں پھیلانے اور فروغ دینے کیلئے محنت ومجاہدہ بھی کرنا پڑے گا اور اس میں نیت صرف اللہ کی رضا اور اس کے بندوں کی خیرخواہی اور

نفع رسانی کی ہوگی جب جاکر زندگی وہ بنے گی جس کو لے کر حضرت محمد ﷺ دنیا میں آئے تھے۔

یہ زندگی اگر کچھ افراد اختیار کرلیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے انفرادی مسئلے اس دنیا میں بھی حل فرمائے گا اور آخرت میں بھی ان کو خاص الخاص نعمتوں سے نوازا جائے گا، اور اگر یہ زندگی مسلمانوں کی اجتماعی زندگی بن جائے اور ان کا معاشرہ اس رنگ میں رنگا جائے تو اللہ تعالیٰ ان کے اجتماعی مسائل بھی اپنی خاص قدرت سے حل کرے گا جن کے دلوں میں ان کی دشمنی ہے یا تو ان کے دوست اور فدائی بنا دیئے جائیں گے، اور جو اس کے بعد بھی دشمنی پر قائم رہے تو یا تو تباہ و برباد کردیئے جائیں گے یا ذلت کا عذاب ان پر مسلط ہوگا یہی اللہ کا وعدہ ہے اور یہی سنت اللہ ہے۔

"فلن تجد لسنة الله تبديلا و لن تجد لسنة الله تحويلا"

ہم مسلمانوں کو اسی زندگی کے حاصل کرنے اور اپنانے کی دعوت دیتے ہیں، نہ صرف اس لئے کہ ان کے موجودہ مسائل و مشکلات حل ہوں بلکہ اس لئے کہ دراصل یہی مقصد تخلیق ہے اور اسی کیلئے تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت ہوئی۔

ہمارا ایمان ہے کہ اگر ہم نے رسول اللہ ﷺ والا یہ راستہ اختیار کیا تو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقتیں ہمارے سامنے جھکنے پر مجبور ہوں گی۔ اور دنیا کا ہر مسئلہ ہمارے مسئلہ کے تابع کردیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے ملک و مال پر نہیں ہیں بلکہ ایمان اور عمل صالح پر ہیں، اس لئے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کے نزدیک سب سے اہم اور مقدم ایمان اور اعمال کی درستی کی فکر اور جدو جہد ہے خاص کو ہماری کامیابی اور فلاح اسی سے وابستہ ہے۔ مسجدوں کے میناروں سے پانچوں وقت رسول اللہ ﷺ کی یہ دعوت اور پکار آج بھی دہرائی جاتی ہے کہ:

حی علی الصلوٰة حی علی الفلاح

(نماز کو آؤ، یہاں تمہاری فلاح کا سامان ہے، اس کو یہاں مسجد میں آکر حاصل کرو)

مسجد دراصل ایمان حاصل کرنے کی جگہ اور ایمانی زندگی کی تعلیم و تربیت کا مرکز تھا وہاں ہر وقت ایمان افروز ماحول اور ایمان آفرین تذکرے رہتے تھے، اور نماز اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق قائم کرنے اور پوری زندگی میں یعنی زندگی کی ہر نقل و حرکت میں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کی مشق و تربیت کا ایک نظام تھا لیکن اب مسجد محلّہ کے سرمایہ داروں کا ایک تابعدار ادارہ ہے کیونکہ مؤذن اور امام صاحب کو وہی تنخواہ دیتے ہیں اور دوسرے انتظامات بھی وہی کرتے ہیں۔ اس لئے وہاں بھی انہیں کی چلتی ہے اور اس لئے قدرتی طور پر مسجدوں میں بھی انہیں کا مزاج اور طریقہ متعدی ہوتا ہے۔ اب مسجدوں اور نمازوں کے ساتھ لوگوں کا تعلق صرف اتنا

ہے کہ گھڑی دیکھ کر چند منٹ کیلئے آتے ہیں اور جن تقاضوں اور مشغلوں سے نکل کر آئے تھے بس جلدی جلدی بے جان قسم کی چند رکعتیں پڑھ کر اپنے انہیں تقاضوں اور مشغلوں میں واپس چلے جاتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ مسجدیں اب مسجدیں نہیں ہیں اور نمازیں نمازیں نہیں ہیں، ہاں یہ کہتا ہوں کہ ان مسجدوں اور نمازوں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق اور وہ ایمانی زندگی حاصل نہیں ہو رہی اور نہیں ہو سکتی جس سے ہماری فلاح وابستہ ہے اور جس کیلئے ہم کو ''حی علی الفلاح'' کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

حضور ﷺ نے ہم کو کسی ملک یا حکومت کے سہارے نہیں چھوڑا تھا بلکہ بتایا تھا کہ تمہاری اصل طاقت ایمان اور اخلاق ہے تمہاری کامیابی انہیں سے وابستہ ہے اور ایمان و اعمال و اخلاق پیدا کرنے اور ان کی تربیت حاصل کرنے کیلئے آپ مسجد کو ایک مرکز بنا گئے تھے اور اپنے عمل سے اس کا ایک خاص ماحول اور نقشہ بھی بنا گئے تھے جو آپؐ کے زمانہ میں مسجد نبویؐ کا ماحول اور نقشہ تھا اور بعد میں حضرت خلفائے راشدینؓ کے زمانہ میں بھی وہی ماحول اور نقشہ رہا۔

ہم اس جدوجہد کے ذریعہ جس کا نام تبلیغ پڑ گیا ہے یہی کوشش کرنا چاہتے ہیں کہ مسجدوں کا پھر وہی ماحول ونقشہ بنے جو مسجد نبویؐ کا تھا۔ وہاں ایمانی تذکرے اور ایمانی مجلس ہوں تعلیم و تعلم کے حلقے ہوں ذکر وعبادت وخشیت و انابت کی فضا ہو، دینی تقاضوں کی فکریں اور ان کے بارے میں مشورے ہوں دینی جدوجہد اور دینی تقاضوں کیلئے نقل وحرکت کا وہ مرکز ہوں۔

الغرض حضور ﷺ کے زمانہ مبارک میں مسجد نبویؐ اور دوسری مسجدوں میں چوبیس گھنٹے جو کچھ ہوتا تھا اور جو نظام چلتا تھا وہی ہماری مسجدوں میں ہوا کرے لیکن یہ جب ہی ہو سکے گا جب مسجدوں والے اس زندگی اور اس نقشے کے عادی بن جائیں گے اور یہ جب ہی ممکن ہے جب لوگ لمبے وقتوں کیلئے اپنے گھروں اور مشغلوں سے نکل کر اس زندگی کی مشق اور تربیت حاصل کریں اور دوسروں پر بھی اس کیلئے محنت کریں۔

ہم بس اسی کی دعوت دیتے ہیں نہ ہم اپنی طرف بلاتے ہیں نہ اپنی قائم کی ہوئے کسی تنظیم اور پارٹی میں شامل ہونے کیلئے کہتے ہیں بلکہ مشق اور مجاہدہ کے ذریعہ حضور ﷺ کی لائی ہوئی ایمانی زندگی حاصل کرنے اور دنیا میں اس کو فروغ دینے کے واسطے محنت کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

فبشر عبا دی الذی یستمعون القول فیتبعون احسنه

اولئک الذین هدا هم الله واو لئک هم اولو الاباب

شادی کی تقریب میں حضرت مولانا محمد یوسفؒ کی ایک اہم تقریر

عمومی بیان

تمل ناڈو کے مشہور مقام ''ڈنڈی گل'' میں جنوری ۱۹۵۸ء میں سہ روزہ بڑا تبلیغی اجتماع ہوا تھا اجتماع کے دوران ہی مقامی حضرات کی طلب پر متعدد نکاح بھی ہوئے اس موقع پر حضرت مولانا نے بیاہ شادی کی اسلامی روح کے متعلق مختصر سی مگر اہم تقریر فرمائی

حضرت مولانا نے فرمایا:

اس وقت چند نکاح ہو رہے ہیں، یہ ایسا عمل ہے جس میں ہم اپنی تمام قوتوں کو خرچ کر دیتے ہیں، مال بھی جان بھی، لیکن وہ خرافات اور ہنگامے جو نکاح میں ہوتے ہیں، وہ ان نکاحوں میں نہیں ہو رہے ہیں۔

حضور ﷺ اور آپ کے مبارک ساتھی بھی انسان تھے۔ انسانی تقاضے وہ بھی پورے فرماتے تھے، مگر ان کا زیادہ مال و جان خدا کی راہ میں خرچ ہوتا تھا، امت کیلئے کچھ اسباب ایسے ہیں جن کو اختیار کرنے سے امت پھلتی پھولتی ہے اور کچھ اسباب ایسے ہیں جن کو اختیار کرنے سے بگاڑ آتے ہیں جن کی ساری دلچسپیاں اپنی زبانی اور نفسانی خواہشوں میں آجاتی ہیں، وہ مٹ جاتے ہیں جن انسانوں کا نظریہ فقط مال حاصل کرنا ہو اور مال کو اپنی نفسانی خواہش اور زبان پر خرچ کرنا ہو وہ مٹا کرتے ہیں، بڑی بڑی حکومتیں اور مالدار انسان ان دونوں چیزوں میں پھنس کر اپنا مال خرچ کرتے ہیں وہ دنیا میں مصیبت اور آخرت میں عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں نیست و نابود ہو جاتے ہیں ان کی جڑیں کٹ جاتی ہیں اور جن کو اللہ رب العزت چمکانے کا ارادہ کرتے ہیں ان کو ان دونوں چیزوں سے نکالتے ہیں۔ وہ ان دونوں چیزوں پر اپنا پیسہ خرچ نہیں کرتے، بلکہ وہ ایمان و اخلاق کی راہ میں اپنے مال اور جان کو خرچ کرتے ہیں۔

حضور ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے بہت نکاح کئے ہیں جب وہ غربت میں تھے اور حکومتیں ان کے قبضہ

میں تھیں، دونوں وقتوں میں نکاح وشادیاں ہو جاتی تھیں۔ حضورﷺ کے گیارہ نکاح ہوئے، ولیمہ میں کوئی خاص انتظام کھانے کا نہیں ہوا، حضورﷺ نے اپنی بیٹی فاطمہؓ کے نکاح میں بہت معمولی خرچ کیا۔ حضرت سلمانؓ جب وہ گورنر تھے نکاح کیا تو سسرال والوں نے مکان سجا رکھا تھا تو فرمایا کہ کیا کعبہ کندہ میں منتقل ہوگیا ہے یا ہمارے مکان کو بخار چڑھ رہا ہے جو تم نے کپڑے پہنا رکھے ہیں؟ جواب ملا آپ کی شادی کیلئے سجایا تھا۔ فرمایا میرے حبیب محمدﷺ نے ایسے مکان میں رہنے سے منع فرمایا ہے جس کو کپڑوں سے سجایا گیا ہو، پہلے مکان کی زینت ساری کی ساری اتار کر رکھی گئی، تب مکان میں داخل ہوئے پھر بہت سے غلام، باندیاں خدمت کیلئے سامنے آئیں اس پر فرمایا سب قیامت میں حساب وکتاب دینے کا ذریعہ بنیں گی۔ اس لئے میں ان کو نہیں لوں گا۔ آگے بہت سا ساز وسامان دیکھا، سب سامان واپس کیا، آگے گئے تو بہت سی عورتیں جمع تھیں جو دلہن کو رخصت کرنے کیلئے آئی تھیں، سب کو اٹھا دیا اور اس کے بعد اپنی بیوی کے پاس گئے۔

حضرت ابن عمر کی شادی میں مکان سجایا گیا، حضرت ابوایوبؓ نے شرکت سے منع فرمایا جس میں مکان شادی کی وجہ سے سجایا جاوے۔

ایک گورنر نے ایک بارات کی رخصتی دیکھی جس میں بہت سے لوگ روشنی میں دلہن کو لئے جا رہے تھے تو آپ نے درہ لے کر سب کو مارنا شروع کیا، سب دلہن کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور اگلے روز خطبہ دیا کہ خدا ایسے لوگوں پر لعنت کرنے جنہوں نے محمدﷺ کے طریقہ کے خلاف شادی کی۔

”یہی وہ لوگ ہیں جو غریبوں پر مال خرچ کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں خرچ کیلئے سارا مال لا کر پیش کر دیا کرتے تھے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری شادیوں میں انبیاء علیہم السلام وصحابہؓ والی اور اولیا والی برکتیں پیدا ہوں اور ہماری اولاد نیک اور صالح ہو تو حضور اکرمﷺ والا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ نکاح میں ایک مرد کو ایک عورت سے ملانا ہوتا ہے اگر خدا کی مخلوق کو خدا سے ملائے تو کتنا ثواب ملے گا۔ نکاح میں نیت یہ ہو کہ گناہ سے بچوں گا۔ بیوی اور اس کے رشتہ داروں کے حقوق ادا کروں گا تو یہ شادی جنت دلائے گی۔“

اس کے بعد حضرت مولانا موصوف نے خطبہ نکاح پڑھ کر ایجاب وقبول کرایا۔

لائل پور میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کا پروانوں سے خطاب

(عمومی بیان) ماہ اپریل ۱۹۶۱ء

حضور اکرمؐ دنیا و آخرت کی بھلائیاں اور کامیابی لینے کیلئے بہت سے اعمال لے کر تشریف لائے ہیں تاجر، حاکم کمانے والے نہ کمانے والے جتنے بھی انسان ہیں ہر ایک کو آپ نے وہ طریقے بتائے ہیں جس پر اگر کوئی چوبیس گھنٹے کی زندگی گذار دے تو ہر طبقہ خوب پھلے پھولے، دنیا میں اور مرنے کے بعد آخرت میں خوب مزے کی زندگی گذارے، اس طریقے کا نام عمل صالح ہے۔ اور اس کا تعلق ایمان سے ہے۔ اب چوبیس گھنٹے کی زندگی کو دین بنانے کیلئے ہر ہر آدمی کو اس کیلئے تیاری کرنے پڑتی ہے۔ جیسے نماز کی جماعت کی تیاری کرنی پڑتی ہے، امام کو بھی تیاری کرنے پڑتی ہے اور مقتدوں کو بھی الگ الگ تیاری کرنی پڑتی ہے۔

ہر ایک کو طہارت کرنی پڑتی ہے ہر ایک کو وضو کرنا پڑتا ہے، ہر ایک کو نیت کرنی پڑتی ہے، پھر ایک آدمی آگے بڑھ کر نماز پڑھاتا ہے اسی طرح ہر ہر آدمی کو دین پر پڑنے کیلئے تیاری کرنی پڑتی ہے۔

اگر امام تیار ہو کر آئے لیکن سارے مقتدی بے وضو ہوں، یا ناپاک کپڑے پہنے ہوئے ہوں، یا کسی کا منہ مشرق کی طرف ہو، کسی کا شمال کی طرف ہو اور امام نماز پڑھاتا ہو تو وہ جماعت کی نماز نہیں ہوگی بلکہ ایک کی نماز ہوگی۔ اسی طرح دین پر چلنے والوں کو اور چلانے والوں کو تیاری کرنی پڑتی ہے۔ مجموعہ میں سے ہر ایک کے اندر علم اخلاق اخلاص لانا ساری امت کا فریضہ ہے جب سارے مل کر سب میں کوشش کریں گے تو سب میں دین قائم ہوگا۔ ایک دوسرے کو سمجھا کر ایک دوسرے کو تعلیم کے حلقوں میں ڈال کر ایک دوسرے کو رضا جوئی کی باتیں بتا کر جب کوشش کریں گے تو سب خوشی خوشی دین پر چلیں گے۔ اسی طرح بے تیاری سب کا دین پر چلنا مشکل اور خام خیالی ہے جس طرح بے وضو کی نماز نہیں ہوتی۔ سارے طبقات میں وہ باتیں چل پڑیں اس لئے دین کی محنت کی جتنی قیمت تجویز ہوئی اتنی کسی اور چیز کی نہیں ہوئی۔ اپنی ذات سے دین پر چلنے والوں کی جنت گھٹیا قسم کی ہے اور دین پر

محنت کرنے والوں کی جنت اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ جیسے دنیا کو اپنے حکم سے بنایا، اور انسان کو اپنے خاص طریقہ سے بنایا۔

اسی طرح جنت کی دو قسمیں ہیں محنت کرنے والوں کی جنت کو اپنی خصوصیت سے بنایا ہے محنت کا حق اگر پورا کر دیا جائے اور محنت کی شکلیں پوری کر دی جائیں فی آدمی پچیس لاکھ حوریں دی جائیں گی۔ اور دنیا میں محنت کرنے والوں کی دعائیں اس طرح قبول کریں گے جس طرح نبیوں کی دعائیں ہوتی ہیں۔ نبیوں کی دعاؤں سے اندھوں کو بینا کر کے دکھلایا، نبیوں کی دعاء سے آگ کو گلزار کر کے دکھلایا ہے۔ وہ جب ہو گا جب ان کی محنت میں کمال پیدا ہو گا۔

ایک آدمی باتیں کر رہا ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں تو جھوٹ بول رہا ہے فرمایا ان سے باز آورنہ میں بددعاء کروں گا، تو اندھا ہو جائے گا، کہا نہیں میں سچ بول رہا ہوں، بددعاء کی اور وہ اندھا ہو گیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ایک آدمی کو کہا کہ تو حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں کو بددعا مت دو، وہ نہ مانا، آپ گئے، وضو کیا، دعاء مانگی کہ اے اللہ! اسے عبرت ناک سزا دیدے، مدینہ منورہ کی گلیوں سے ایک اونٹ آیا اور اس آدمی کو کھوپڑی سے پکڑ کر اٹھا کر اس طرح مارا کہ وہ ختم ہو گیا۔

محنت کرنے والوں کی دعاؤں سے عزت والے ذلت والے بنتے ہیں ان کی دعاؤں سے ذلت والے عزت والے بنتے ہیں ان کی دعاؤں سے بے اختیار با اختیار بنتا ہے۔ ان کی دعائیں ملک والوں پر چلتی ہیں مال والوں پر چلتی ہیں ان کے سب محتاج بنتے ہیں اور یہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ یہ دس بیس پر نہیں ہو گا بلکہ صحابہؓ کے نقشے کو سامنے رکھو کہ اس نقشے کو کیسے بھوک پیاس میں ٹڈیاں کھا کھا کر اور گرم ہواؤں میں اور سردیوں میں اور خوف میں ساری تکلیفیں اپنی جان پر جھیل کر چلایا اور نقل و حرکت کو قائم کیا، سب کچھ چھوڑ کر دین کی محنت کے تقاضوں کو دن رات پورا کیا۔ تب خداوند قدوس نے ان کو دعاؤں کے مقام پر پہنچا دیا۔ ہر طرح کی معذوری میں چلتے رہیں۔ ہاتھ کٹ گیا اور چل رہے ہیں غرض کام کرنے کا ایک نقشہ ہے اگر وہ زندہ ہو جائے تو ان کی دعاؤں پر اللہ پھیر دیں گے پھر فتنوں کے نقشے ختم ہو کر رحمت کے نقشے سامنے آ جائیں گے۔ ان کی دعاؤں پر فتن والوں کے دل طاعت کی طرف پھیریں گے۔ ابھی ہم اپنے دل پلٹوانے کی طرف جا رہے ہیں یہ دل جو بیوی کے ساتھ اٹکا ہوا ہے اور تن پروری کے ساتھ اٹکا ہوا ہے مال میں اٹکا ہوا ہے پہلے تو اپنے لگنے کے واسطے محنت کرنی ہو گی کہ اللہ ہمیں اس طریقے پر محنت کرنے پر ڈال دیں جس پر اللہ دلوں کو پلٹتے ہیں چوبیس گھنٹے کا وقت کیسے گذرے محنت کرنا اور مانگنا کہ تیری طرف جتنا مطالبہ ہے اتنا ہم ابھی میں

تیری آواز اور حضرت محمد ﷺ کی آواز لے کر چپہ چپہ میں پھرنے والے بن جائیں، پہلا قدم یہ ہے۔ یہ مت سمجھو کہ چلہ محنت ہے اور واپس آ کر وہی غلط نقشے چلانے ہیں بلکہ اس محنت کو بڑھانا ہے اور زندگی کے سارے نقشوں کو درست کرنا ہے، اسی طرح چلنے سے اللہ تعالیٰ پوری باطل سے حق کی طرف پھیر دیں گے۔ وقتی طور پر جوش میں تین چلہ دے کر پھر جو کمائی میں لگتے ہیں تو مقامی گشت کا پتہ نہیں جیسے دیمک لکڑی میں لگتی رہتی ہے اسی طرح دن رات اس کام میں لگے رہو جس وقت خدا کی آواز لگے، ہم ساری چیزوں کو چھوڑ کر نکل کھڑے ہوں۔ یمامہ میں پندرہ سو صحابہؓ شہید ہوئے۔ دو طرح کے صحابہ تھے ایک توبہ والے، ایک واقعی کام کرنے والے، توبہ والے کون تھے؟ سارے عرب مرتد ہو گئے اور لوگ بھاگ کر مدینہ منورہ آئے اور بولے اے ابو بکر! ہماری توبہ، فرمایا توبہ تمہاری یہ ہے کہ ان کے مقابلہ میں جاؤ۔ دوسری وہ قسم تھی جو مدینہ منورہ کی تھی۔ جن کو تکلیفیں اٹھانی آتی تھیں اور اللہ پر مرنا آتا تھا، وہ نعمتوں کیلئے کام نہیں کرتے تھے بلکہ نعمتوں کو قربان کرنے کیلئے کام کرتے تھے ان کے جذبے تھے کہ خدا کیلئے ان کے ناک کان کاٹ دیئے جائیں نہ وہ عورتوں کے طالب تھے نہ عہدوں کے نہ ملک کے وہ خدا کیلئے تکلیفیں اٹھانا چاہتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ کسی کو تکلیف پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں وہیں دعاء مانگی اے اللہ بخار دے جو نہ تعلیم سے مجھے روکے، نہ نقل وحرکت سے روکے، وہیں بخار چڑھ گیا۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کو موت آرہی تھی اور وہ دعاء مانگ رہے تھے کہ اللہ میں جانتا ہوں کہ تجھ کو مجھ سے محبت ہے مجھے اور تکلیف پہنچا۔ توبہ والے وہ ہیں جن کو ابو بکرؓ ابھار رہے ہیں کہ وہاں جا کر لڑو۔ یہ تمہاری توبہ ہے توبہ والے چلّے کو چلے جاتے ہیں کہ امتحان میں پاس ہو جائیں مقدمہ جیت جائیں زمین کا قضیہ ٹھیک ہو جائے۔ ایک دفعہ دعاء نہیں مانگتے کہ دین پر مرنا نصیب ہو، چلّہ دے کر مردم شماری کر دیتے ہیں کمائی میں دھیان لگا ہوا ہے خط آ گیا، بیوی پریشان ہے بس بھاگ گئے دیہاتی صحابہؓ بھاگ گئے یہ تمام حالتوں میں دین کی محنت کیلئے نہیں نکلتے تھے، پھر جوڑا، پھر بھاگ گئے، مخلوط کھڑے تھے، توبہ والے بھاگے تو کام کرنے والے بھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ لیکن آواز لگی ان کی جانیں چلی جائیں اور دین کا کام ہو جائے۔

ابن عجزہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک صحابیؓ کے بیس پچیس زخم آئے تھے اور بے ہوش پڑے تھے۔ آواز لگی تو ان کو ہوش آیا، سرکنا شروع کیا۔ پوچھا کہاں جا رہے ہو، کہا آواز پر جا رہا ہوں۔

فرمایا کام کرنے والوں کو بلا رہے ہیں، زخمیوں کو نہیں بلا رہے ہیں۔ فرمایا میری قوم کو آواز لگی ہوئی

ہے۔ ریت پر گھسٹتے ہوئے پہنچ گئے، سہارا لے کر کھڑے ہوئے تین چار جملے کہے پروانوں میں بجلی سی دوڑ گئی۔

اے انصار حنین کی طرح پلٹ کر دکھاؤ اور بدر کی طرح جم کر دکھادو مسیلمہ کذاب کے آدمی بھاگ گئے۔ حضرت براءؓ نے کہا کہ قلعہ میں مجھے پھینک دو میں اندر سے کنڈی کھول دوں گا۔ حضرت براء اندر گئے اور پینتالیس ہزار کا مقابلہ اکیلے کیا غالب آئے اور کیوڑا کھول دیئے، نوے زخم کھائے۔

ہر حالت میں جمو اور جماؤ، محنت کرتے رہو اور بڑھتے رہو، یہاں تک کہ تمہاری غریبی پر کسمپرسی پر خدا کو ترس آجائے۔ دین زور سے زندہ نہیں ہوتا، دین زر سے زندہ نہیں ہوتا، دین زاری سے زندہ ہوتا ہے۔

زندہ دین ملک و مال آنے کے بعد مٹ گیا ابو بکرؓ و عمرؓ جیسے خال خال ملیں گے جنہوں نے ملک و مال آنے کے بعد اپنی پہلی والی قربانی کو باقی رکھا، ان کی قربانیوں پر دین کیلئے تکلیفوں پر خدا کو ترس آتا ہے۔ کھانے کو نہ ہو پھر بھی نکلیں، سواری نہ ہو، پیدل نکلیں۔ پتے کھا کر چلیں دین آج سینکڑوں برس میں جو منزلیں طے نہیں کر سکا، چند سالوں میں طے کرے گا۔

پہلے اپنے آپ کو اسی محنت پر کھڑا کرنے کیلئے جارہے ہیں۔ وہ محنت جس کو کرنے سے قرن اول کا دین زندہ ہوتا ہے، ہر حال میں ضبط کر کے محنت کر کے چلا جائے محنت کے تقاضوں میں کمی نہ آئے، وہ محنت رنگ لائے گی، ان کو محنت کرتے کرتے کیا ملے گا؟ یہ محنت کرتے کرتے فقیر بن جائیں گے لیکن قیامت کے دن حساب سے پہلے اللہ اعلان فرمائیں گے میرے احباب کو میرے قریب کردو، تمام انبیاء و رسل حیران ہوں گے کہ اے اللہ! آپ کے بھی احباب ہیں؟ فرمائیں گے وہ فقراء و مہاجرین جو ایک جگہ سے آئے اور دوسری جگہ روانہ کردیئے گئے، یہاں تک کہ وہ اپنی حاجتوں کو دل میں لے کر مر گئے، موقع نہ ملا چھپر بنانے کا، علاج کرانے کا، وہ میرے احباب ہیں۔ یہ سب سے پہلے جمع کئے جائیں گے اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائیں گے کہ تمہارے میدان محشر میں ہوتے ہوئے مجھے حساب کتاب کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ کبھی ان کو دوسروں کے حساب سے تکلیف نہ پہنچ جائے وہ پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے فرشتے روک لیں گے کہ حساب دو وہ کہیں گے کہ اللہ نے ہم کو دیا کیا تھا جو حساب مانگ رہے ہو۔ وہیں سے اللہ کی آواز آئے گی، یہ سچ کہہ رہے ہیں۔ یہ محبوبیت کی بات ہے، ورنہ پانچ سو برس عبادت کرنے والے عابد سے پانی کے ایک پیالہ کے عوض سوال کر رہے ہیں کہ ہم نے چشمہ چلا رکھا تھا اور انار کا درخت تھا، لیکن ایک پیالہ پانی کے عوض پانچ سو سال کی عبادت دے بیٹھا، باقی پیالوں اور اناروں کی قیمت لا، وہ تھرا اٹھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا

میرے فضل سے جنت میں جا۔

اللہ ہم کو صرف آنکھ کی قیمت پر پکڑ سکتے ہیں۔ جو طبقہ اللہ کے احباب ہیں۔ اگر اللہ ہماری آنکھیں کھولے تو ہم سمجھیں کہ اصلی شرافت اور عزت ہے۔ چوبیس گھنٹے میں جو کچھ کرو، اللہ کو راضی کرنے کیلئے کرو۔ جو کچھ کرو اس میں نیت کی تجدید کرتے رہو۔ لوگ ایسا ایسا کہیں گے، تعریف کریں گے۔ یہ بھی دل میں نہ ہو۔ بس اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اس سے چیز قیمتی بنتی ہے اور دوسرے جو وعدے حضور اقدس ﷺ نے کئے ان ساری باتوں پر یقین کر کے کرو، جو نمازوں پر بتلایا ان پر یقین کر کے نمازیں ہوں۔ یقین کرنا اور چیز ہے جس پر یقین نہ ہو اس کی نیت مت کرو۔ نماز پر جنت کا یقین کرو، نیت کرو۔

اللہ کے راضی کرنے کا یہ انداز اللہ والوں کی باتیں ہیں، کہیں محبت کے زور میں یقین میں فرق نہ آجائے۔ وقت ان میں گزارو، دعوت میں، تعلیم میں، عبادت میں، ذکر میں۔

ہر ایک میں چار چار شکلیں ہیں۔

(۱) خصوصی گشت۔ اس میں سب کو ایک لاٹھی سے مت ہانکو، تمیز بھی کرنی پڑے گی اور موقع محل کے مطابق بات بھی کرنی پڑے گی۔ (۲) عمومی گشت۔ اس میں کلمہ کے مفہوم کی بات کی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ زندگی بناتے ہیں۔

عہد نبوی میں دینی محنت کا نقشہ

عمومی بیان

دینی محنت کرنے والے رفقا سے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کا ایک خطاب

یوں سمجھئے کہ ایک دینی محنت ہے جو حضورؐ اور صحابہ کرامؓ نے ایک خاص نقشے کے ساتھ کی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس محنت کو ان کے طریقے پر سیکھیں اور کریں۔

الحمد للہ احباب نے چند مقامات میں تھوڑا تھوڑا اس محنت کو سیکھنا شروع کیا ہے لیکن کسی جگہ کی محنت کامل نہیں ہے بلکہ ابتدائی درجوں میں ہے۔ اب اگر ہر جگہ کے محنت کرنے والے یہ سمجھیں کہ پوری محنت یہی ہے جو ہو رہی ہے تو اصل شکل پر کوئی نہیں پہنچ پائے گا اب جو انسان بھی محنت شروع کرے وہ یوں سمجھے کہ میری محنت ابتدائی شکل پر ہے اس کو کرتے کرتے اس شکل پر پہنچنا ہے جو حضور ﷺ نے اور آپؐ کے ساتھیوں نے کی تھی، جب وہ اصل محنت ہے تو انسان اپنی محنت کو اس کے مقابلہ میں بالکل ادنی سمجھے۔ لہٰذا اصل محنت کو سامنے رکھ کر نیت کرے کہ انشاء اللہ مجھے ترقی کر کے انتہا تک پہنچانا ہے۔

اب ایک تو یہ سوچنا ہے کہ اس محنت کا فائدہ کیا ہے؟ دوسرے یہ سمجھنا ہے کہ وہ محنت کیا ہے؟

اس محنت کا فائدہ یہ ہے کہ محنت کرنے والوں کو اور ساتھ ہی ساتھ دوسرے انسانوں کو ہدایت مل جائے اور انسان دین پر اتنا ہی چلیں گے جتنی خدا کی طرف سے ہدایت ملے گی۔

تو اب محنت کی سطح جتنی بلند ہوتی جائے گی اتنی ہی خدا کی طرف سے ہدایت کی تقسیم عام ہوتی جائے گی۔ وہ محنت جب ختم ہو جاتی ہے تو ہدایت مسلمانوں میں سے نکلنا شروع ہو جاتی ہے پہلے ہدایت کاروبار اور معاشرت میں سے نکلتی ہے کہ کاروبار میں جو دین کے احکامات ہیں ان کو چھوڑ کر دوسرے طریقوں سے کاروبار چلانے لگتے ہیں پھر فرائض نکلتے ہیں اور پھر مختلف برائیاں داخل ہونے لگتی ہیں حتیٰ کہ مسلمان دین سے نکلنے لگتے ہیں اور جب یہ دین کی محنت کی جاتی ہے تو ہدایت خدا کی طرف سے آنی شروع ہوتی ہے پھر جس درجے میں محنت ترقی کرتی جائے گی

ہدایت پھیلتی جائے گی۔

ہدایت کی ایک سطح یہ ہے کہ نماز پڑھنے لگیں دوسری یہ ہے، کہ روزے زکوۃ حج ادا کرنے لگیں تیسرے یہ کہ مال کمانے اور خرچ کرنے میں احکامات شرعیہ کی تعمیل ہونے لگے اس سے آگے یہ ہوتا ہے کہ خدا تمام انسانوں کو ہدایت دینے لگے۔ ہدایت کے بقدر دین زندہ ہوگا اور ہدایت محنت کے بقدر آئے گی۔ تو اب ہم جو یہ دیکھتے ہیں کہ لوگ دین پر نہیں چل رہے ہیں۔ بلکہ اس سے نکل کر بے دینی میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ محنت نکل چکی ہے اب بھی جہاں کے بندوں نے دین کی محنت شروع کر دی ہے اتنی خدائے پاک نے ہدایت دینی شروع کر دی ہے اور بقدر ہدایت کے دین زندہ ہونا شروع ہو گیا ہے جہاں نمازی نہیں تھے وہاں کچھ نمازی ہو گئے جہاں روزے نہیں تھے وہاں کچھ روزے زندہ ہو گئے جہاں حج نہیں تھا وہاں کچھ حج قائم ہو گئے جہاں تعلیم کا رواج نہ تھا وہاں تعلیم ہونے لگی لیکن ہدایت اس سطح کی ابھی نہیں ملی کہ کمائیوں کے اندر کے احکام پورے کریں اور کھانے پینے مکان بنانے میں اور لین دین میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم والی راہ اختیار کریں، تو ابھی ہم مسلمان بھی اس کے محتاج ہیں کہ محنت کی سطح بلند ہو تا کہ پوری زندگی میں اسلام پر چلنے کی سعادت حاصل ہو اور دوسرے انسانوں کو بھی اسلام کے سمجھنے کی ہدایت ملے۔ اب اس محنت میں دو نوعیتیں ہیں ایک تو محنت کرنے والوں کی تعداد بڑھانا، دوسرے یہ محنت جو لوگ کر رہے ہیں ان کی مقدار محنت کی شکلوں میں بڑھنا۔ یہ دو علیحدہ لائنیں ہیں۔ اگر لاکھوں محنت کرنے والے بن جائیں مگر محنت تھوڑی تھوڑی کریں تو ہدایت تھوڑی تھوڑی آئے گی، اگر خدا ایسی صورت کر دے کہ جو محنت کر رہے ہیں، ان کی مقدار محنت بڑھ جائے تو مسلمانوں کو بھی ہدایت ملے گی اور تمام انسانوں کو بھی ملے گی۔

ابھی تک جو ہماری محنت کی نوعیت ہے وہ یہ ہے کہ مشغول لوگ اپنی مشغولیتوں میں سے تھوڑا تھوڑا وقت اس طرح نکال رہے ہیں کہ ان کے دنیوی مشاغل میں فرق نہ پڑے حق تعالیٰ شانہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں سے دین کیلئے قربانیاں دلوائی ہیں تو اب محنت کرنے والوں میں جتنی حضور والی قربانی پیدا ہوگی محنت کی سطح بلند ہوگی۔ اب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کی محنت بتلانا چاہتا ہوں جس سے ابھی ہم بہت دور ہیں لیکن اگر اس محنت کو سامنے رکھ کر چلتے رہیں گے تو خدا وہاں تک پہنچا دے گا تو ہر کام کرنے والے کو محنت کے اس انتہائی نقشہ کو سامنے رکھ کر وہاں تک پہنچنے کی نیت کرنی چاہئے۔

یہ بات تو آپ لوگ جانتے ہیں کہ سارے عرب میں مدینہ والوں کی محنت سے دین پھیلا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا عرب کا رقبہ چھوٹا نہیں تھا ہندوستان کے برابر نہیں تو اس سے بہت کم بھی نہ تھا۔ اس

وقت دنیا میں کمائیوں کے جو طریقے رواج پذیر تھے وہ بھی نہ تھے پورے ملک میں کوئی حکومت قائم نہ تھی جس کے دفاتر وغیرہ کی نوکریوں کے ذریعہ بھی رزق کی سہولت حاصل نہیں تھی۔ اس زمانے میں بیت اللہ پر آنے والے حجاج سے بھی وہاں کچھ وصول نہیں کیا جاتا تھا بلکہ حجاج کی مدارات میں ہر ایک قبیلہ کچھ خرچ کرتا تھا لہٰذا حج کا شعبہ بھی اس زمانے میں کمائی کا شعبہ نہیں تھا، کھیت اور باغات بھی گویا نہیں تھے تجارتی نظام بھی مکہ معظمہ وغیرہ کے علاوہ نہ تھا کہیں کہیں کھجور، انگور اور انار کے کچھ باغات تھے۔ چند مقامات تھے جہاں چھوٹے پیمانہ پر تجارت ہوتی تھی۔

غرض کہ پورا عرب عام طور پر سے ننگا بھوکا پیاسا عرب تھا نہ سب کے پاس کپڑے تھے نہ مکانات تھے پانی اور کھانا بھی پورے عرب کو نہیں ملتا تھا بھوک کی شدت میں کیڑے مکوڑے بھی کھا جاتے تھے۔ یہاں تک کہ زمین پر پڑا ہوا خون بغیر تحقیق کے کہ کس چیز کا ہے کس جگہ کا ہے چاٹ جاتے تھے اکثر علاقے کمائی سے خالی اور بھوک سے بھرے ہوئے تھے بادشاہوں تک کی ہمت نہیں تھی کہ اس ملک پر حکومت کریں حکومت کرنے کیلئے بھی اخراجات کی ضرورت ہے۔

اس وقت نہ پیٹرول تھا نہ سونا، عرب کے کنارے پر قیصر و کسریٰ کی حکومتیں فوجی نظام رکھتی تھیں کہ عرب ان پر کسی وقت بھی چڑھائی نہ کر دیں ورنہ کوئی نظام حکومت پورے عرب بھر میں نہ تھا، تو جس ملک میں نظام چلانے کیلئے حکومت تک کی ہمت نہ پڑتی ہو، اس ملک میں حضرت محمد ﷺ نے محنت کی یہ جو مقامات تجارت و زراعت کے مراکز تھے وہ سب ہی حضور ﷺ کے مقابلے میں آئے، سوائے مدینہ پاک کے آدمیوں کے، سارے ملک کے خوش حال قبائل مخالف تھے سارا عرب منتظر تھا کہ مکے والے اسلام لائیں تو ہم بھی لائیں۔ اور مکہ والوں نے آپ ﷺ کی زندگی کے آخری دور تک مقابلہ کیا۔ اب ایسے حالات میں جتنا کام ہوا تمام کا تمام مدینہ کی بستی سے ہوا جہاں بھی کوئی ایمان لاتا، اسے مدینہ بلا لیا جاتا تو مدینہ ایسی بستی بن گیا جہاں لوگ خاندان اور برادریاں چھوڑ چھوڑ کر آکر بستے رہے۔ اور جب قوم سے نکل کر آتے تھے تو اپنا مال بھی لے کر نہیں آسکتے تھے، مدینہ والوں کو ان کے رہنے کھانے پینے کا انتظام کرنا پڑتا تھا اب یہ ایسی بستی بن گئی جہاں مہاجر اور مقامی برابر ہو گئے۔

آنے والوں میں کچھ تو تھے ہی فقیر کچھ کے روزگار ٹوٹ گئے کچھ کے اموال مقام والوں نے چھین لئے غرض کہ مدینہ میں آنے والے سب ہی فقیر بن کر آئے۔ ان فقیروں اور مدینہ کے انصار کو لے کر آپ ﷺ نے دین کی محنت کا کام شروع کیا۔ باہر سے آنے والوں کو کاروبار کرنے سے نہیں روکا گیا جب تک کمائی کی شکلیں وجود میں آئیں مقامیوں نے سب کی ضروریات مہیا کیں غرض کہ مدینہ میں بسنے والوں پر اتنا بوجھ پڑ گیا تھا اور ان کے حالات ایسے

ہو گئے تھے کہ کم از کم دس سال تک اپنے کاروبار جمانے یا زیادہ اخراجات مہیا کرنے کے سب ان کو کہیں باہر نہیں نکلنا چاہئے تھا۔ کمائی والے نظام کا یہی تقاضا تھا، انصار پر چونکہ سب آنے والوں کا خرچ بھی پڑ گیا تھا اس لئے کھیتوں اور باغات کے کام میں بھی زیادہ انہماک کی، اور زیادہ وقت لگانے کی ضرورت تھی تا کہ آنے والوں کے اخراجات پورے کر سکیں، کیونکہ مدینہ کے انصار کے بہت سے گھروں پر کئی کئی خاندان ٹھہرے ہوئے تھے الغرض ان ضرورتوں کے اعتبار سے باہر نکلنے کا بالکل موقع نہ تھا لیکن حضرت محمد ﷺ نے مدینہ والوں کو کمائی کی چھٹی دینے کے بجائے دین کی پوری محنت اسی دس سال میں کی اور کرائی اور دین کی محنت کا ایک نقشہ قائم کیا کہ انسانی زندگی میں جو تقاضے ہیں گھر والوں کی پرورش، دیکھ بھال مال و دولت کمانے کا عمل ان دونوں عملوں کو بار بار چھڑا کر دین کی محنت کے عمل کو آگے بڑھایا اور صحابہ کرامؓ کو ایسی تربیت دی کہ جس وقت اللہ کے راستے میں نکلنے کو کہا جائے اور جتنوں کو کہا جائے اور جہاں کیلئے کہا جائے سب تقاضوں کو چھوڑ کر نکل جائیں۔

یہاں تک کہ جن کو مغرب کے وقت نکلنے کو کہا، انہیں مدینہ میں سونے نہیں دیا۔ جس طرح پکے نمازی اذان کی آواز سن کر تمام کام چھوڑ کر نماز کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں اسی طرح مدینہ والے خدا کے راستے میں نکلنے کی آواز پر کھڑے ہو جاتے تھے جس وقت اللہ کے راستے میں ایمان و دین کے تقاضوں پر آواز لگتی یہ آواز سودے خریدتے وقت سنیں یا دوکان کھولتے وقت کان میں آئے، یا خرید و فروخت کے انتہائی انہماک کے وقت سنی جائے، یہ آواز کھجور کے باغوں میں کھجوروں کے توڑنے کے وقت لگے نکاح ہونے کے وقت لگے یا رخصتی ہونے کے وقت لگے، عورتوں کے بچہ پیدا ہونے کے وقت لگے یا بیماری کے وقت لگے یا عزیزوں اور گھر والوں کی موت کے وقت لگے، اس کی مشق کر لی تھی کہ جس وقت آواز سنیں سب چھوڑ چھاڑ کر نکل جائیں جو پاس ہو لے لیں، جہاں ضرورت ہو چلے جائیں جتنے وقت کا تقاضہ ہو وہاں گزاریں جو جان پر بیتے اسے جھیلیں۔ یہ مزاج بن گیا تھا خدا کے راستے میں نکلنے والوں کا۔

مدینہ پاک کے دس سال کے قیام میں ڈیڑھ سو جماعتیں نکالیں جن میں سے پچیس سفروں میں آپ خود تشریف لے گئے۔ کسی میں دس ہزار آدمی نکلے، کسی میں پچاس ہزار نکلے کسی میں تیس یا چالیس ہزار نکلے، کسی میں تین سو تیرہ نکلے، کسی میں دس کسی میں پندرہ کسی میں سات یا آٹھ نکلے، مدت کے اعتبار سے کسی میں دو ماہ خرچ ہوئے، کسی میں تین ماہ، کسی میں بیس دن، کسی میں پندرہ دن خرچ ہوئے، بقیہ سوا سو جماعتیں نکالیں اس میں بھی ہزار نکلے، پانچ سو اور چھ سو بھی کم و پیش سب طرح کے نکلتے رہے، مدت بھی چھ ماہ چار ماہ سب طرح کا وقت لگا۔

اب حساب لگاؤ کہ ہر آدمی کے حصے میں باہر گذارنے کا کتنا وقت پڑا اور سال میں کتنے سفر کیئے، اگر سب سفروں کو جوڑ کر تخمینہ کرو گے تو سال میں چھ ماہ یا سات ماہ ہر آدمی کے حصہ میں آئیں گے۔ اب اس نقل وحرکت کی کوشش سے مختلف مقامات کے انسانوں کو مدینہ آنے کی دعوتیں ملیں کہ اسلام مدینہ میں آکر سیکھو۔ چوں کہ اسلامی زندگی ماحول سے آئے گی۔ اس زندگی کا ماحول صرف مدینہ میں تھا تو باہر نکلنے والوں کو مدینہ منورہ کے قیام کے زمانے میں باہر سے آنے والوں کو دین سیکھانا پڑتا تھا۔ پھر مدینہ والوں کو اپنے لئے بھی علم حاصل کرنے کیلئے وقت نکالنا پڑتا تھا، مدینہ میں قیام کے زمانہ میں مسجدوں کیلئے وقت مانگا جاتا تھا، تاکہ سیکھنے سکھانے کا نظام مسجدوں میں قائم رہے اور آنے والوں کو سنبھالا جاسکے۔

ان لوگوں نے روزانہ کی زندگی ایسی بنالی کہ اگر دو آدمیوں نے مل کر تجارت شروع کی تو باری لگالی ایک ایک دن کی، کوئی کسی وقت کوئی کما کر پہنچ جاتا کوئی شام کو پہنچتا اور رات کو رہتا، عشاء بعد سے عبادت میں لگا رہتا پھر سوتا کچھ عشاء پڑھتے ہی سو جاتے اور پچھلے وقت میں تہجد ادا کرتے۔ اس طرح چوبیس گھنٹے مسجد میں مقامی مسلمان موجود رہتے۔ اب جو باہر سے جس وقت پہنچتے آدمی مسجد میں ان کو سنبھالنے کو موجود ملتے کبھی تعلیم کے حلقے ہو رہے ہیں تو آنے والوں کو اس میں بٹھاتے، نماز ہو رہی ہے تو اس میں شامل کر رہے ہیں۔ ذکر واذکار جس وقت ہو رہا ہے اس میں جوڑ رہے ہیں۔ اس طرح آنے والے بھی اپنے کو خالی کسی وقت نہیں سمجھیں گے۔

اب حساب لگاؤ چھ سات ماہ تو باہر خرچ ہوئے مسجدوں کی باری میں بھی دو ڈھائی ماہ نکل گئے۔ اب دنیاوی ضرورتوں کیلئے کتنا وقت رہ گیا۔ ہر شخص کا وقت بیرونی نقل وحرکت میں بہت سا لگ گیا اور کافی وقت مدینہ آنے والوں کے سنبھالنے میں لگ گیا ذرائع آمدنی تو عام حالات سے بھی کم ہو گئے اور اخراجات کئی گنا زیادہ بڑھ گئے۔ باہر کی نقل وحرکت کا خرچ اپنا اور گھر والوں کا خرچ جو دوسرے باہر سے مدینہ میں آئیں تو ان کا خرچ جو مدینہ کے غرباء باہر نکل رہے ہیں ان کا سفر خرچ سواری لباس کھانا باہر والے خوش حال آئیں، ان کی بھی دعوتیں کرنا، پھر جن علاقوں میں قحط ہوتا وہ بھی مدینہ پاک آتے، ان کی بھی مدد کرنا، غرض کہ خرچ تو نقل وحرکت کے زمانے میں بھی اور قیام کے زمانہ میں بھی بہت بڑھ گیا اور کمائی کی شکلیں ٹوٹ گئیں۔

نتیجہ یہ ہوا کہ باہر بھی اور مقام پر بھی فاقے جھیلنے پڑے۔ سردی بھی سہنی پڑی، گرمی بھی برداشت کرنی پڑی۔ غرض کہ ہر قسم کی تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ اپنا پیٹ کاٹ کاٹ کر مقامی اور بیرونی خاکوں کو چلایا۔ تو جب ایمان کا کام کرنے والوں نے ایمان کے تقاضوں کو کمائیوں اور گھر کے تقاضوں پر مقدم کر دیا تو حق اللہ تعالیٰ شانہ نے اس

نقشہ سے خوش ہو کر تمام عرب کی بسنے والی قوموں کو اسلام میں داخل کر دیا اور حضرت محمد ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کی قربانی کی برکت سے ان تمام انسانوں کی تربیت ہوگئی جن کی تربیت کی حکومتوں کو بھی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ آپ ایسی حالت میں دنیا سے تشریف لے گئے جب سارا عرب اسلام سے منور ہو چکا تھا اور مدینہ کا ایک ایک گھر مال سے خالی ہو چکا تھا پھر حق تعالیٰ شانہ نے قیامت تک آنے والوں کو یہ دکھانے کیلئے کہ اسلام ذات محمدی ﷺ اور آپ کی محنت سے پھیلا ہے۔

آپؐ کے تشریف لے جانے نے اکثر عرب کو پھر مرتد بنا دیا تاکہ قیامت تک کے آنے والوں کو پتہ چل جائے کہ جب بھی ہم اس محنت کو لے کر اٹھیں گے تو سارے عالم کے خاکے درست ہو جائیں گے۔

حضور ﷺ کا وصال ہوتے ہی حضرت صدیق اکبرؓ نے مدینہ منورہ کے مسلمانوں کو بیٹھنے نہیں دیا۔ بلکہ ایک دم سب کو خدا کے راستے میں نکال دیا۔ اسی بھوک اور پیاس میں اسی غم کی حالت میں نکالا۔

یہاں تک کہ تین دن اور تین راتیں مدینہ پر ایسی گذریں کہ ہر وقت حملے کا خطرہ تھا اور مدینہ پاک بالغ مردوں سے گویا بالکل خالی تھا۔ اکثر تو ملک شام کے رخ پر جیش اسامہؓ میں بھیجے گئے۔ بقیہ ڈیڑھ سو قرب و جوار میں نکلے ظاہر کے اعتبار سے نکلنے کا موقع بالکل نہ تھا۔ محض حکم کی تعمیل کے جذبے سے نکلے۔ اللہ رب العزت نے اس محنت کی پوری دنیا کو قیمت دکھائی۔ ایک قلیل عرصہ میں سارا عرب اسی نقشہ پر آ گیا۔ ایک عرب گھرانہ بھی اسلام سے باہر نہیں رہا اور اس میں صرف ایک ماہ لگا صرف یہی نہیں کہ مسلمان بن گئے بلکہ ایمان کی پوری محنت پر لوٹ آئے۔

تو اصل ایمان کی محنت کا نقشہ یہ ہے کہ ایسی فضا پیدا ہو جائے کہ جس کو جس وقت جہاں کیلئے کہا جائے سب مشاغل چھوڑ کر راہ خدا میں چلا جائے، اور جب باہر کے آدمی دین سکھنے کیلئے اس کے مقام پر آئیں تو یہاں بھی ان کے ساتھ لگ جائے تو اب آپ غور کیجئے کہ آج کے محنتوں میں اور اس محنت میں کتنا فرق ہے۔ تو اصل سمجھو اُس نقشے کو اور یہ سمجھو کہ ہماری والی محنتیں ابتدائی ہیں اور ہمیں ان جیسی محنت کرنے والا بننا ہے پوری پوری جان لگانے والا بننا ہے۔

مختصر سی زندگی ہے اس میں تھوڑا سا وقت ضروریات کیلئے کمانے پر لگائیں گے اور بقیہ تمام وقت دین کی محنت پر صرف کریں گے۔

اب ذہن میں یہ رکھیں کہ چوں کہ یہ قربانی حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے اندرون سے نکلی ہے اس لئے ان

کے بدن اور روح کے انوار اس قربانی میں موجود ہیں لہٰذا جتنی قربانیاں کام کرنے والوں میں بڑھیں گی اتنی ہی ہدایت حق تعالیٰ شانہ کی جانب سے آئے گی۔

دین مالوں سے نہیں پھیلے گا بلکہ دین کی محنت سے کمائیوں کے نقشے میں جو نقصانات اور کمیاں آئیں گی اس قربانی سے پھیلے گا اور جب یہ قربانیاں کمال تک پہنچیں گی تو ان قوموں کو آپ کے ذریعہ ہدایت ملے گی جو آسمان پر اڑ رہی ہیں اور ہم غریبوں کی طرف دیکھتی بھی نہیں، اور وہ مسلمان جو زندگی کے کسی شعبے میں اسلام کی بات سننے کو تیار نہیں وہ اپنے تمام کاموں کو اسلام کے احکامات کے موافق بنالے گا۔ اور آپ حضرات کی قربانیوں کا بدلہ حضور اکرم ﷺ حوض کوثر پر کھڑے ہو کر دلوائیں گے، جہاں آپ ؐ نے انصار سے ملنے اور ان کی قربانیوں کا صلہ دلوانے کا وعدہ فرمایا ہے بشرطیکہ یہ طے کرلو کہ خدا جو کچھ ان محنتوں کے بعد دے گا وہ حاصل کر کے دوسروں کو دیں گے اور خود نہ لیں گے۔ ایسا کرنے میں حضور اکرم ﷺ کی جھلک پائی جائے گی کیونکہ آپ قربانیوں کے دور میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ تھے اور جب نعمتیں ملنے کا وقت آیا تو تشریف لے گئے۔

اس طرح جو حضرات اپنی جان و مال کی قربانی کریں گے اور دنیا میں جو کچھ لینا نہیں چاہیں گے اور صرف آخرت پر نگاہ رکھیں گے وہی حضرات آخرت میں حضور ﷺ سے سب سے زیادہ قریب ہوں گے۔ انشاءاللہ۔

راہ خدا میں نکلنے والے قافلوں کیلئے

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کی ہدایات

عمومی بیان

(تبلیغی اجتماعات کا پروگرام عموماً یہ ہوتا ہے کہ پہلے ایک دو دن پورے زور وقوت کے ساتھ حاضرین کو اس کی دعوت اور ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ ایمان و یقین اور ایمان والے اعمال اپنے اندر پیدا کرنے کیلئے کچھ مدت کیلئے اپنے ماحول اور روزمرہ کے مشاغل سے نکلیں اور دوسرے بندگان خدا کو بھی ان کی دعوت دینے کیلئے ایک خاص پروگرام کے مطابق وہ محنت و مجاہدہ کریں۔ اللہ کے جو بندے اس دعوت کو قبول کر لیتے ہیں ان کی جماعتیں ترتیب دے دی جاتی ہیں اور اجتماع کے اختتام پر ان کی ہدایت دے کر اور دعا کر کے رخصت کر دیا جاتا ہے۔ اپریل ۶۲ء میں کلکتہ کے قریب مگراہاٹ میں ایک اجتماع ہوا تھا راقم سطور بھی اس میں شریک تھا۔ پہلے دو دن کی دعوت و ترغیب کے نتیجہ میں ایک ہزار سے کچھ اوپر بندگان خدا نے اپنے نام لکھائے جن کو تقریباً سو جماعتوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ آخری دن حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نے جماعتوں کو رخصت کرتے وقت جو تقریر فرمائی تھی وہ اس عاجز نے اشارات میں قلمبند کر لی تھی۔ وہی ذیل میں درج کی جارہی ہے۔ اس میں جو کچھ ہے وہ مضمون کی حد تک حضرت مولانا مرحوم کا ہے لیکن الفاظ کے بارے میں یہ بات نہیں کہی جاسکتی)

خطبہ مسنونہ کے بعد مولانا نے فرمایا:

آفتاب نورانی ہے، اس کے اندر نور ہے، وہ اپنے اس نور کے ساتھ چکر لگاتا ہے تو دنیا میں نور پھیلاتا ہے اگر بجائے نورانی کے وہ خود ظلماتی ہوتا اور اس میں نور کے بجائے ظلمت ہوتی تو وہ دنیا میں ظلمت پھیلنے کا ذریعہ بنتا۔ آپ لوگ اپنے گھر چھوڑ کر نکل رہے ہیں اور دور قریب کی دنیا میں پھریں گے۔ اگر آپ میں نور ہوگا تو آپ کے ذریعہ نور پھیلے گا اگر آپ کے اندر ظلمت ہوگی تو وہی ظلمت پھیلے گی اس لئے آپ کو کوشش کرنی ہے کہ آپ کے اندر نور ہو اور آپ خود نورانی بنیں۔

کسی انسان کی ذات میں نور نہیں ہے نور والے اعمال سے انسان میں نور آتا ہے اس لئے آپ لوگوں کو نور والے اعمال کرنے ہیں تاکہ آپ کے اندر نور آئے اور آپ کے ذریعہ نور پھیلے اور ظلمت والے اعمال سے اپنے آپ

کو بچانا ہے تاکہ آپ ظلمت پھیلنے کا ذریعہ نہ بنیں۔

نور والے اعمال وہ محمدی اعمال ہیں جو اللہ کی رضا کیلئے کئے جائے ان اعمال کو اتنی کثرت سے اور تسلسل اور یکسوئی کے ساتھ کرنے کی ضرورت ہے کہ آپ ان کے نورانی رنگ میں رنگ جائیں۔ وہ نورانی اعمال یہ ہیں:

(۱) اخلاص کے ساتھ ایمان و یقین حاصل کرنے کی دعوت جو انبیاء علیہم السلام کی خاص میراث اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ سب سے بڑی خیر خواہی ہے۔

(۲) نماز اور جملہ عبادات جس میں ذکر و تلاوت، دعاء استغفار سب شامل ہیں۔

(۳) علم میں مشغولیت، خاص کر وہ علم جس میں انسانوں کے اعمال و افعال کے آخرت میں ظاہر ہونے والے نتائج کا بیان ہو، یعنی ترغیب و ترہیب۔

(۴) اچھے اخلاق جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق تھے اور جن کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم دی۔ جس کا خلاصہ اور حاصل یہ ہے اللہ کی رضا کیلئے اس کی مخلوق کی خدمت اور اس کے ساتھ اچھا برتاؤ۔

یہ ہیں وہ نورانی اعمال جن کے مسلسل اور کثرت سے کرنے سے نور پیدا ہوتا ہے اور زندگی نورانی بنتی ہے آپ کو انہی اعمال میں مشغول رہتے ہوئے پھرنا ہے۔

یاد رکھئے! آپ صرف اپنے گھر، اپنے گھر والوں، اور اپنے خاص ماحول کو چھوڑ کر جا رہے ہیں، نفس اور شیطان کو چھوڑ کر نہیں جا رہے ہیں۔ یہ دونوں دشمن ہر قدم پر اور دن رات آپ کے ساتھ رہیں گے۔ آپ کی بری عادتیں بھی آپ کے ساتھ جا رہی ہیں، یہ سب چیزیں آپ کو ان اعمال کی طرف کھینچیں گی جن سے آپ میں ظلمت آئے اور آپ خدا سے دور اور اس کی رضا سے محروم ہوں، آپ ان دشمنوں کے شر سے صرف اس طرح بچ سکتے ہیں کہ اس بات کا پورا اہتمام کریں کہ سونے کے چھ سات گھنٹوں کے علاوہ دن رات کے تمام اوقات میں اپنے کو ان نورانی اعمال میں مشغول رکھیں، یا آپ ایمان کی اور ایمان والے اعمال کی دعوت دیتے ہوں۔ یا نماز اور ذکر و تلاوت وغیرہ کسی عبادت میں مشغول ہوں، یا تعلیم اور تعلّم میں لگے ہوں، یا کوئی خدمت والا کام انجام دے رہے ہیں۔ نفس اور شیطان کے شر سے بچنے کی صرف یہی صورت ہے کہ آپ کا وقت کاموں سے فارغ اور خالی نہ ہو۔

"خانہ خالی را دیومی گیرند"

پھر یہ اعمال بھی نور حاصل ہونے کا ذریعہ اسی صورت میں بنیں گے جب کہ صرف اللہ کی رضا کیلئے اور آخرت کے ثواب پر نگاہ رکھتے ہوئے کیئے جائیں۔ اگر خدانخواستہ نیت خالص نہ رہی تو یہی اعمال جہنم میں کھینچ لے

جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی مشہور حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت میں سب سے پہلے تین آدمیوں کے بارہ میں جہنم کا فیصلہ کیا جائے گا اور جہنم میں سب سے پہلے انہیں کو پھونکا جائے گا، ان میں ایک وہ عالم دین اور عالم قرآن ہوگا جو عمر بھر قرآن سیکھنے، سکھانے میں مشغول رہا۔ دوسرا ایک دولتمند سخی ہوگا جس کو دنیا میں اللہ نے خوب دولت سے نوازا تھا اور وہ اللہ کی دی ہوئی دولت نیکی کے کاموں میں خوب کشادہ دستی سے خرچ کرتا تھا اور تیسرا شخص ایک شہید ہوگا جو جہاد کے میدان میں دشمن کی تلواروں سے شہید ہوا ہوگا۔

لیکن ان تینوں آدمیوں نے یہ اعمال خالصا لوجہ اللہ نہیں کئے تھے بلکہ دنیا میں ناموری اور شہرت وعزت حاصل کرنے کیلئے کئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب یہ تینوں قسم کے آدمی اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہم دلوں اور نیتوں کا حال جانتے ہیں تم لوگوں نے یہ اچھے اور نورانی اعمال ہماری رضاء کیلئے نہیں کئے تھے۔ بلکہ دنیا میں ناموری اور شہرت کیلئے کئے تھے اور یہ چیز تمہیں دنیا میں مل چکیں، اب تمہارے لئے یہاں کچھ نہیں۔ اس کے بعد ان کو ان کے انہی اعمال کی وجہ سے گھسیٹ کر جہنم میں پھنکوا دیا جائے گا، بلکہ حدیث میں یہ بھی ہے کہ یہ پہلے وہ جہنمی ہوں گے جن کیلئے سب سے پہلے جہنم کا فیصلہ کیا جائے گا۔

سوچئے تو کس قدر لرزا دینے والی ہے یہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ اس حدیث کو روایت فرماتے تو کبھی کبھی مارے خوف کے ان کی چیخیں نکل جاتیں اور ان پر بے ہوشی کا دورہ پڑ جاتا تھا۔

اور ایک دفعہ جب کسی تابعی نے یہی حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے سن کر حضرت معاویہؓ کے سامنے نقل کی تو حضرت امیر معاویہؓ اتنے روئے کہ لوگوں کو ان کی جان کا خطرہ ہو گیا۔ بہت دیر کے بعد ان کی حالت ٹھیک ہوئی اور انہوں نے فرمایا:

"صدق الله ورسوله من كان يريد الحيوة الدنيا وزينتها نوف اليهم اعمالهم فيها وهم فيها لا يبخسون . اولئك الذين ليس لهم في الاخرة الا النار وحبط ما صنعوا فيها وباطل ما كانوا يعملون"

"اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں سچ فرمایا ہے اور اس کے رسول ﷺ نے اللہ کی طرف سے بالکل صحیح پہنچایا ہے کہ جو کوئی اپنے اعمال سے دنیا اور دنیا کی زیب وزینت چاہے گا اس کو اس کے اعمال کا پورا نتیجہ دنیا میں دیدیں گے اور ان کے لئے اس میں بالکل کمی نہیں کی جائے گی ان لوگوں کیلئے آخرت میں سوائے دوزخ کی آگ کے اور کچھ نہ ہوگا، اور جو عمل انہوں نے کئے تھے وہ ضائع جائیں گے اور بے کار ولا حاصل ہوں گے ان کے اعمال۔"

بہر حال نورانی اعمال نور پیدا کرنے کا ذریعہ اسی صورت میں ہو سکتے ہیں جب کہ وہ خالصاً اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اور آخرت کیلئے کئے جائیں، اس لئے آپ کو ایک طرف تو اپنے تمام اوقات انہی اعمال میں مشغول رکھنے ہیں اور دوسری طرف اس کا بھی اہتمام کرنا ہے کہ نیت صحیح رہے شیطان جب کسی بندے کو اچھے عمل سے ہٹا نہیں سکتا تو اس کی نیت میں فساد ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔

اللہ والے عمل اگر غیر اللہ کیلئے کئے جائیں تو ان میں اللہ والی نسبت نہیں رہتی ۔ اور اگر اللہ کی رضا کیلئے وہ اعمال کئے جائیں جو در حقیقت رضا والے اعمال نہیں ہیں تو ان میں اللہ کی نسبت نہیں آتی اور وہ رضائے الٰہی کا وسیلہ نہیں بنتے اس لئے دونوں کوششیں ضروری ہیں۔

ایک اللہ کی رضا والے اعمال میں مشغولیت ہمہ دم ایسی مشغولیت کہ ان کا رنگ چڑھ جائے، اور نیت کی صحت کا اہتمام جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر عمل سے مقصد اللہ کی رضا ہو ساری کامیابی بس اللہ کی رضا میں ہے اور اس کی ناراضی میں تمام ناکامی اور نامرادی ہے۔

میں بتا چکا ہوں کہ اس نکلنے کے زمانہ میں بس چار کاموں میں اپنے آپ کو مشغول رکھنا ہے۔ سب سے پہلی چیز ہے ایمان ویقین کی اور ایمان والے اعمال کی دعوت ۔ اس دعوت کیلئے عمومی گشت ہوں گے ۔ خصوصی گشت ہوں گے جن کے اصول و آداب گشت کیلئے نکلتے وقت بتلائے جائیں گے ۔ ان کو دھیان سے سنا جائے ۔ پھر جب آپ دعوت کیلئے گلیوں اور بازاروں میں نکلیں گے تو شیطان آپ کو وہاں کے نقشوں کی طرف متوجہ کرے گا۔ اس لئے ادب سے پہلے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ شیطان و نفس کے شر سے بچائے اور اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے کی توفیق دے، پورے گشت میں اس کا اہتمام رہے کہ بس اللہ کے جلال اور جمال پر اور اس کی صفات عالیہ پر نظر رہے نگاہیں نیچی رہیں اور اپنا مقصد نگاہ کے سامنے رہے۔

جس طرح جب کسی مریض کو اسپتال لے کر جاتے ہیں تو خود مریض اور اس کے ساتھی اسپتال کی عالی شان عمارتوں کو اور وہاں کے نقشوں کو دلچسپی سے نہیں دیکھتے، بلکہ ان کے سامنے بس مریض کا علاج ہوتا ہے۔

خصوصی گشت میں اگر دیکھا جائے کہ وہ صاحب جن سے آپ ملنے گئے ہیں اس وقت توجہ سے بات سننے کیلئے تیار نہیں ہیں تو مناسب طریقہ سے جلدی بات ختم کر کے ان کے پاس سے اٹھ آنا چاہئے اور ان کیلئے دعاء کرنی چاہئے ۔ اور اگر دیکھا جائے کہ وہ صاحب متوجہ ہیں تو پھر پوری بات ان کے سامنے رکھنی چاہئے اور وقت فارغ کرنے کیلئے بھی کہنا چاہئے۔

خصوصی گشت میں جب دینی اکابر کی خدمت میں حاضری ہو تو ان سے صرف دعاء کی درخواست کی جائے اور

ان کی توجہ دیکھی جائے تو کام کا کچھ ذکر کر دیا جائے، عمومی گشت کر کے لوگوں کو مسجد میں جمع کیا جائے اور ان کے سامنے ایمان ویقین نماز ذکر اللہ علم دین اخلاقی اور دینی جدوجہد کی بات رکھی جائے اور تشکیل کی کوشش کی جائے پھر تشکیل کر کے مطمئن نہ ہو جائیں بلکہ جو لوگوں نے وعدے کئے ہیں اور نام لکھوائے ہیں ان کو اللہ کے راستہ میں نکال دینے کی اور وعدوں کو عمل میں لے آنے کی پوری کوشش کریں اور اپنے امکان بھر اس کا انتظام کریں کہ ان کا وقت اچھی طرح گذرے۔

جو لوگ اس وقت نکلنے کا فیصلہ نہ کر سکیں، ان کو مقامی گشت مقامی اجتماع، تعلیم نماز ذکر کی پابندی پر آمادہ کیا جائے ان کاموں کا نظام بنا دیا جائے۔

جب دعوت کے سلسلہ کی یہ ساری محنت کر چکیں تو اس کسان کی طرح جو زمین میں بیج بکھیر دیتا ہے اور پھر اللہ سے لو لگاتا ہے پورے الحاح کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں وہی مقلب المقلوب ہے وہی جس کو چاہے ایمان اور ایمان والے اعمال دیتا ہے اور جس کیلئے نہیں چاہتا اس کو محروم رکھتا ہے۔

دعوت کے بعد دوسرا کام تعلیم کا ہے جب تعلیم کیلئے بیٹھیں تو ادب سے بیٹھیں، دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے علم کی عظمت سے دبا ہوا ہو فضائل کا مذاکرہ ہو، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم فرمائی ہوئی دعائیں یاد کی جائیں۔

جو وقت دعوت اور تعلیم سے خالی ہو اور کوئی دوسرا ضروری کام بھی اس وقت نہ ہو اس میں نوافل پڑھی جائیں، یا قرآن مجید کی تلاوت کی جائے یا ذکر و تسبیح میں مشغول کیا جائے، یا اللہ کے کسی بندہ کی خدمت کی جائے۔

جس طرح نماز میں آدمی یا قیام میں ہوتا ہے یا رکوع میں یا سجدہ میں یا قعدہ میں اسی طرح اللہ کے راستے میں نکلنے کے بعد آدمی یا دعوت میں لگا ہو، یا تعلیم اور تعلم میں یا: کر و عبادت میں یا اللہ کی کسی مخلوق کی خدمت میں۔ یہ چار کام اس پورے زمانہ میں بطور اصل مقصد کے کئے جائیں گے اور اتنے کئے جائیں گے کہ یہی عادت و مزاج بن جائے۔ یہ اجتماعی بھی کئے جائیں گے اور انفرادی بھی۔ اجتماعی سے مطلب وہ ہے جو جماعتی نظام کے تحت ہو جیسے خصوصی گشت اور عمومی گشت میں دعوت اور جماعت کی تعلیم کے وقت میں تعلیم اور جماعت کے ساتھ فرض نمازیں اور ان کے آگے پیچھے کی سنتیں اور جماعتی تقسیم کار کے مطابق کھانے وغیرہ کے انتظامات کی دوڑ دھوپ یہ سب اعمال اجتماعی ہیں انفرادی دعوت انفرادی تعلیم، انفرادی عبادت، انفرادی خدمت وہ ہوگی جو جماعتی پروگرام کے علاوہ کوئی شخص اپنے اس خالی وقت میں کرے جس میں کوئی اجتماعی کام نہیں ہے، مثلاً دوپہر کے کھانے کے بعد ظہر تک کوئی جماعتی کام دعوت یا تعلیم وغیرہ نہیں ہے ہر شخص کو اجازت ہے کہ وہ اس میں آرام کرے۔

اب اگر کوئی اللہ کا بندہ اپنے اس وقت میں آرام کرنے کے بجائے کسی شخص کے پاس جا کر دعوت ایمان کی

باتیں کرے یا کسی اللہ کے بندہ کو کوئی دعا یاد کرائے یا اس کی نماز صحیح کرائے یا مسجد کے کسی کونے میں کھڑے ہو کر نوافل پڑھنے لگے یا کسی ساتھی کی کوئی خدمت کرنے لگے تو یہ سب صورتیں انفرادی عمل کی ہوں گی۔

بہر حال اللہ کے راستہ میں نکلنے کے زمانہ میں چار کام اصل مقصد کے طور پر کئے جائیں اور حاجات بشری کے علاوہ اپنے کل اوقات ان ہی کاموں میں مشغول رکھے جائیں اس لئے کہ ان کے ذریعہ زندگی میں نور آئے گا اور پھر انشاء اللہ وہ نور معتدی ہوگا اور پھیلے گا۔ ان چار کاموں کے علاوہ چار ہی کام ناگزیر ضرورت کے طور پر کئے جائیں گے اور صرف بقدر ضرورت ہی کئے جائیں گے۔ وہ چار یہ ہیں:

(۱) کھانا، پینا۔ (۲) قضائے حاجت (۳) سونا۔ (۴) باہم بات چیت کرنا۔ یہ ناگزیر ضرورتیں ہیں، ان کو بس اتنا ہی وقت دیا جائے جتنا ضروری اور ناگزیر ہو۔ سونے کیلئے دن رات میں بس چھ گھنٹے کافی ہیں۔

چار باتیں وہ ہیں جن سے پورے اہتمام کے ساتھ بچا جائے:

(۱) کسی سے سوال نہ کیا جائے بلکہ کسی کے سامنے اپنی کوئی ضرورت ظاہر بھی نہ کی جائے یہ بھی ایک طرح کا سوال ہی ہے۔

(۲) اشراف سے بھی بچا جائے۔ اشراف یہ ہے کہ زبان سے تو سوال نہ کرے، لیکن دل میں کسی بندہ سے کچھ حاصل ہونے کی طمع ہو، گویا بجائے زبان کے دل میں سوال ہو۔

(۳) اسراف سے بچا جائے اسراف یعنی فضول خرچی ہر حال میں معیوب اور مضر ہے لیکن اللہ کے راستے میں نکلنے کے زمانہ میں اس کے نتیجے اپنے حق میں بھی بہت برے ہوتے ہیں اور دوسرے ساتھیوں کے حق میں بھی۔

(۴) بغیر اجازت کسی ساتھی کی بھی کوئی چیز استعمال نہ کی جائے بعض اوقات دوسرے آدمی کو اس بڑی ایذا پہنچتی ہے شرعاً یہ قطعاً حرام ہے، ہاں اجازت لے کر استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

بس یہ ہیں ضروری باتیں جن کی پابندی اس راستہ میں نکلنے والوں کیلئے ضروری ہے آپ لوگوں کے چوبیس گھنٹے ان پابندیوں کے ساتھ گذرنے چاہئیں ان اعمال کی پوری پابندی کرتے ہوئے آپ اللہ کی زمین میں اور اللہ کی مخلوق میں پھریں اور اپنے لئے اور پوری امت مسلمہ کیلئے اور عام انسانوں کیلئے اللہ سے ہدایت مانگئے بس یہی آپ کا عمل اور آپ کا وظیفہ ہے، اگر آپ نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ جو ارحم الراحمین ہے ہرگز محروم نہیں رکھے گا۔

صحابہ کرامؓ کی محنت سے سارے عالم میں اسلام پھیلا

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کی ایک اہم تقریر

عمومی بیان

دہلی اور سیلون کے دوستوں سے خطاب

بزرگو اور دوستو!

یوں سمجھئے ایک محنت ہے جو حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے ایک خاص نقشے کے ساتھ کی ہے، ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہم اس محنت کے طریقے سیکھیں۔ اور الحمد للہ دوستوں نے متفرق ملکوں میں کچھ کچھ اس کو سیکھنا شروع بھی کر دیا ہے لیکن کسی جگہ کی محنت انتہا کو پہنچی ہوئی نہیں ہے۔ بلکہ محنت درجوں میں ہے اگر جگہ کی محنت کرنے والے یوں سمجھیں کہ پوری محنت یہی ہے اور اس کی شکل بھی یہی ہے تو محنت کی اصل شکل پر کوئی نہیں پہنچ سکے گا۔ جو بھی محنت کرے وہ یوں سمجھے کہ میں جو محنت کر رہا ہوں یہ ابتدائی محنت ہے اور مجھے محنت کرتے کرتے حضور اقدس ﷺ کی محنت کے نقشے پر پہنچنا ہے، اب جب وہ اسی محنت کو اصل جانیں گے تو انسان سمجھے گا کہ اس کے مقابلے میں یہ محنت چھوٹی سی ہے اصل نہیں ہے اگر وہ اصل محنت سامنے ہو تو پھر انسان سمجھے گا کہ میری محنت اس کے مقابلہ میں بہت چھوٹی ہے لہٰذا اصلی محنت پر پہنچنا ہے اس محنت کو سامنے رکھے اور نیت کرے اور سوچے کہ مجھے ترقی کر کے اصل محنت تک پہنچنا ہے۔

اب ایک طرف تو یہ سوچنا ہے کہ اس محنت کا فائدہ کیا ہے اور دوسری طرف سمجھنا ہے کہ محنت کیا ہے؟ اس محنت کا فائدہ تو یہ ہے کہ محنت کرنے والوں کو اور دوسروں کو ہدایت مل جائے کیونکہ لوگ دین پر اتنا چلیں گے اور دین کو اتنا قبول کریں گے جتنا خدا کی طرف سے ہدایت ملے گی اور خدا کی طرف سے ہدایت اتنی ملے گی جتنی محنت کی سطح بلند ہوتی جائے گی۔ اگر یہ محنت ختم ہو جاتی ہے تو مسلمان سے ہدایت نکلنی شروع ہو جاتی ہے پہلے کاروبار میں سے ہدایت نکلتی ہے یعنی لوگ کاروبار میں حضرت محمد مصطفی ﷺ کے طریقے چھوڑ کر دوسرے طریقے اختیار کرتے ہیں پھر نکلتے نکلتے سارے فرائض نکل جاتے ہیں اور برائیاں داخل ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ مسلمان دین سے نکل جاتے ہیں

اور اگر پھر بھی محنت کی توجہ نہ ہو تو اسلام نکل کر کفر آجاتا ہے اور جب یہ محنت شروع کر دی جاتی ہے تو خدا کی طرف سے ہدایت آنی شروع ہو جاتی ہے پھر جس درجہ محنت بلند ہوتی جائے گی ہدایت عام ہوتی جائے گی اور لوگوں کو ہدایت ملتی جائے گی۔

ہدایت کی ایک سطح تو یہ ہے کہ لوگ نماز پڑھنے لگیں زکوٰۃ دینے لگیں روزے رکھنے لگیں حج کرنے لگیں دوسری یہ ہے کہ اپنی کمائیوں اور اخراجات کو دین کے مطابق کرنے لگیں اور ان کو شریعت کے نقشے کے مطابق لے آئیں اس سے اگلی سطح یہ ہے کہ غیر مسلموں کو خدا ہدایت فرمادیں۔ محنت کے بقدر ہدایت آئے گی اور ہدایت کے بقدر دین زندہ ہوگا ہدایت خدا کی طرف سے محنت کی بقدر آئے گی۔ اب ہم جو یہ دیکھ رہے ہیں کہ مسلمان دین پر نہیں چل رہا ہے اور دین سے نکل کر کفر و شرک اور ضلالت میں جارہا ہے اور اسلام سے نکل کر دوسرے باطل مذہب اختیار کر رہا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ دین کیلئے محنت نکل چکی۔ اب جتنی جہاں لوگوں نے محنت شروع کر دی اتنی ہی خدا نے ہدایت دینی شروع کر دی۔ اور بقدر ہدایت دین زندہ ہونے لگا۔ بہت سی جگہ نماز نہیں تھی نماز پڑھی جانے لگی روزے نہیں تھے روزے رکھے جانے لگے حج نہیں تھا حج کیا جانے لگا تعلیم نہیں تھی تعلیم کرنے لگے لیکن ہدایت ابھی اس سطح کی نہیں ملی کہ کمائیوں کے اندر کے احکام پورے ہونے لگے، اور کھانے پینے مکان بنانے میں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی راہ اور طریقہ کو اختیار کریں تو ابھی ہم مسلمان بھی اس کے محتاج ہیں کہ محنت کی سطح بلند ہو تا کہ پوری زندگی دین اسلام پر چلنے کی ہدایت ملے، اور غیر مسلموں کو بھی دین سمجھنے کی ہدایت ملے۔ ہم مسلمان بھی محتاج ہیں کہ ہدایت اس درجہ کی مل جائے کہ ہم پورے دین پر عمل کرنے والے بنیں اور یہ کہ غیر مسلموں کو بھی خدا ہدایت دے۔

اب اس محنت میں دو محنتیں ہیں ایک تو مقدار میں محنت کو بڑھانا، دوسرے جو لوگ محنت کر رہے ہیں ان کی محنتوں کا صحیح شکل پر پڑنا۔ اب یہ دو علیحدہ علیحدہ لائنیں ہیں اگر ہزاروں لاکھوں آدمی محنت کرنے والے بن جائیں، لیکن تھوڑی تھوڑی کریں تو ہدایت بھی تھوڑی تھوڑی آئے گی اور اگر خدا ایسی صورت کر دے جو تھوڑی محنت کر رہے ہیں وہی محنت کی مقدار کو بڑھادیں تو مسلمانوں کو بھی ہدایت ملے گی اور غیر مسلموں کو بھی۔

ابھی تک ہماری محنت کی نوعیت یہ ہے کہ مشغول آدمی محنت کیلئے تھوڑا تھوڑا وقت اس انداز سے نکالتے ہیں کہ ان کی کمائیوں کے نقشے میں فرق نہ پڑے۔

حق تعالیٰ شانہ نے باطل طریقوں کے پھیلنے کیلئے تو مال کے نقشے دیئے ہیں یعنی حکومت تجارت سامان وغیرہ۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو طریقے ہیں ان کیلئے ساتھیوں سے قربانیاں دلوائیں تو محنت کرنے والوں میں جتنی ان کی والی قربانیاں کرنے والے پیدا ہوں گے تو ان کی محنت کی سطح بلند ہوگی۔

اب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور صحابہ کرامؓ کی محنت کی سطح بتلاتا ہوں جس سے اگرچہ ہم ابھی تک بہت دور ہیں لیکن اگر ہم اس کو سامنے رکھ کر چلتے رہیں تو اللہ رب العزت ہمیں کسی وقت وہاں پہنچا دیں گے۔ ہر کام کرنے والے کو محنت کے اس آخری نقشے کو سامنے رکھ کر وہاں تک محنت کرنی چاہئے۔ یہ سب لوگ جانتے ہیں کہ عرب میں جو اسلام پھیلا ہے وہ مدینہ منورہ والوں کی محنت سے پھیلا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے عرب کا رقبہ ہندوستان سے اگر بڑا نہیں تھا تو چھوٹا بھی نہیں تھا اگرچہ آبادی کے اعتبار سے ہندوستان کے برابر نہیں تھا۔ دنیا کے مختلف علاقوں میں اس وقت کمائی کی جتنی شکلیں نکلی ہوئی تھیں وہ اس عرب کے علاقہ میں نہیں تھیں۔ سارے عرب میں کوئی حکومت نہیں تھی جس کے دفاتر اور شعبے قائم ہوں۔ اس زمانہ میں حاجیوں سے لوگ وصول نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اپنے گھر سے کھلاتے تھے۔ لہٰذا حج کے شعبے میں بھی کمائی کا کوئی شعبہ نہیں تھا۔ کھیتیاں بھی پورے ملک میں نہیں تھیں، باغات بھی نہیں تھے کہیں کہیں کسی علاقہ میں کھجور انگور وغیرہ کے باغات پائے جاتے تھے مگر اکثر علاقہ اس سے خالی تھا مختلف مراکز تھے جہاں چھوٹے پیمانہ پر تجارت ہوئی تھی لیکن سارا ملک عام طور پر تجارتی نہیں تھا۔ سارا عرب بھوکا پیاسا عرب تھا سارے عربوں کے پاس نہ پہننے کیلئے کپڑے تھے نہ رہنے کیلئے مکان تھے نہ پورے عرب کے اندر زندگی گذارنے کیلئے پانی تھا بھوک کی شدت میں کپڑے اور سانپ بھی کھا جاتے تھے یہاں تک کہ اگر کسی جگہ خون پڑا ہو مل جاتا تو بغیر تحقیق کے کہ کس چیز کا ہے اور کس جگہ کا ہے چاٹ جایا کرتے تھے اکثر علاقہ کمائی سے خالی اور بھوک سے بھرا تھا، کہیں کہیں تھوڑی تھوڑی تجارت تھی۔ بڑی حکومتوں تک کی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ اس ملک پر حکومت کریں کیونکہ حکومت کرنے کیلئے بھی حکومتیں یوں سوچتی تھیں کہ ایسے علاقہ میں حکومت ہو جہاں سے آمدنی ہو، اس زمانہ میں نہ پیٹرول ظاہر ہوا تھا نہ سونا نکالا جاتا تھا۔

عرب کے مختلف کناروں پر دوسری حکومتیں اپنا فوجی نظام رکھتی تھیں تاکہ یہ حملہ نہ کر دیں تو جس علاقہ میں اپنا نظام چلانے کی حکومتوں کی ہمت نہ ہو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے علاقے میں محنت کی۔ اور جتنے مراکز تھے کھیتوں تجارتوں باغات اور کمائیوں کے وہ مخالف تھے سارا عرب انتظار کر رہا تھا کہ جس دن مکہ مسلمان ہوگا اسی دن ہم مسلمان ہوں گے اس جگہ جتنا کام ہوا ہے سارا مدینہ منورہ کی بستی سے ہوا ہے اور مکہ والوں نے آخر تک مقابلہ کیا۔ جہاں کوئی کوئی کہیں کہیں مسلمان ہوتا تھا اس کو کہا جاتا تھا کہ وہ اپنے وطن کو چھوڑ کر مدینہ منورہ پہنچ جائے۔

لہٰذا مدینہ منورہ ایسی بستی بن گیا جہاں لوگ گھر اور مکان چھوڑ کر آتے تھے اور اس طرح سے نکل آتے تھے کہ پورا مال لے کر نہیں آسکتے تھے۔ لہٰذا مدینہ منورہ کے رہنے والے انصارؓ کو ان سب کا انتظام کرنا پڑتا تھا اب مدینہ منورہ

ایسی بستی بن گئی کہ جتنے مقامی لوگ تھے اتنے ہی باہر کے آکر بس گئے ان میں بہت سے تو ایسے آئے کہ جن کے گھر میں کچھ تھا ہی نہیں۔ گویا فقیر آکر سر پڑ گئے اور بہت سے وہ آئے جن کی کمائیاں ہوتی تھیں ان کی کمائیاں چھوٹ گئیں اور یہاں فقیر بن گئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان فقیروں اور مدینہ منورہ والوں کو ساتھ لے کر محنت کی۔ ان باہر سے آنے والے فقیر لوگوں کو کمائی سے روکا نہیں بلکہ تجارت میں لگایا لیکن جب تک ان کی کمائی کی شکلیں وجود میں آئیں اس وقت تک مقامیوں سے ان کی ضروریات پوری کرائیں ان کو کھانا کپڑا وغیرہ سب کچھ دلوایا۔ اب کمائی کے اعتبار سے ابتدائی دس سال کا کاروبار کرنے کے تھے اور تقاضا یہ تھا کہ مدینہ منورہ چھوڑ کر کہیں باہر نہ جائیں۔

اور چوں کہ سب کا خرچ انصار پر پڑ گیا تھا تو ان کے کھیتوں کا بھی تقاضہ یہ تھا کہ وہ زیادہ وقت اس میں لگائیں۔ اور زیادہ کمائی کر کے خود بھی کھائیں اور دوسروں کو بھی کھلائیں اس لئے کہ مدینہ منورہ کے ہر گھر پر کئی کئی گھروں کے خرچ پڑ گئے تھے۔ لہٰذا کمائی کے اعتبار سے کہیں جانے کا موقع بالکل نہیں تھا لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ والوں کو چھٹی دینے کی بجائے محنت ان دس سالوں میں کرائی۔ محنت کا ایک نقشہ پیدا کیا کہ انسان کی ضرورت کے دونوں عمل یعنی کمائی کرنا اور بچوں کا پالنا ان دونوں کو نیچے رکھا اور دین کے عمل کو بڑھایا۔ اور صحابہ کرامؓ کو ایسی تربیت دی کہ ان کو جس وقت اللہ کے راستہ میں نکلنے کو کہا جاتا اور جتنوں کو کہا جاتا اور جہاں کو کہا جاتا سب چھوڑ کر نکل جاتے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی مغرب کے بعد نکلنے کو تیار ہوئے، تو ان کو رات مدینہ منورہ میں سونے نہیں دیا، بلکہ باہر نکال دیا اور انہوں نے باہر جنگل میں رات گذاری جس طرح پکے نمازی ہر کام کو اذان کی آواز پر چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں، اسی طرح مدینہ منورہ والے نکلنے کی آواز جب بھی ان کو دین کی آواز لگتی تھی فوراً کھڑے ہو جاتے تھے اور چھوڑ کر چلے جاتے تھے خواہ وہ سودا خریدنے کے وقت لگے یا سودا بیچنے کے وقت لگے یا دوکان کھولنے کے وقت یا کھیتوں میں بیج ڈالنے کے وقت یا باغوں میں کھجوریں اتارنے کے وقت لگے یا کسی کے مرنے کے وقت لگے خواہ وہ آواز رخصتی اور نکاح کے وقت لگے، خواہ بیماری کے وقت لگے، خواہ وہ آواز بچے کے پیدا ہونے کے وقت لگے یا مرنے کے وقت۔ غرض جس وقت وہ آواز لگے فوراً چھوڑ کر نکل جاؤ، جو کچھ پاس ہو لے لو جتنی دور کہیں چلے جاؤ، اور جتنے دن کہیں گذارو، اور جو کچھ تمہاری جان پر پڑے برداشت کرو، یہ مزاج بن گیا نکلنے کا۔

آنحضرتؐ نے دس سال میں ڈیڑھ سو جماعتیں نکالیں

آنحضرتؐ نے دس سال کے اندر ڈیڑھ سو جماعتیں نکالیں جن میں پچس سفر وہ ہیں جن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لے گئے کسی میں دس ہزار نکلے کسی میں پانچ سو کسی میں ہزار کسی میں تیس یا چالیس ہزار، کسی کے اندر تین سو تیرہ۔ کسی کے اندر صرف دس یا پندرہ ہی گئے۔ کسی میں ساٹھ اور کسی میں آٹھ نکلے کسی میں دو مہینے، کسی

میں تین مہینے ، کسی پر بیس دن ، کسی پر پندرہ دن خرچ ہوئے ۔ اپنے علاوہ جو سوا سو جماعتیں نکالیں ان میں ہزار بھی تھے پانچ سو بھی نکلے ، چھ سو اور کم وبیش اسی طرح نکلے چھ چھ ماہ کیلئے بھی اور کم وقت کیلئے بھی نکلے ۔ اب تم حساب لگاؤ کہ ایک ایک آدمی کے حصے میں سال کے اندر کتنے سفر آئے ۔ اگر تم حساب لگاؤ گے تو ہر ایک آدمی کے حساب میں چھ یا سات ماہ نکلیں گے ۔

اب اس کے بعد یہ نقل وحرکت ہوئی پھر جدھر یہ نقل وحرکت کرتے تھے ان سے کہتے تھے کہ جب تم اسلام لے آئے ہو تو اسلام مدینہ منورہ میں آکر سیکھو ، کیونکہ اسلامی زندگی ماحول سے بنے گی اور اسلامی زندگی کا ماحول صرف مدینہ منورہ میں تھا اب اسلام کیلئے اور دوسروں کو اسلام سکھانے کیلئے وقت اور علم کی ضرورت ہے اس لئے مدینہ میں اقامت کے زمانہ میں ان کے اوقات مسجد کیلئے لگے لہٰذا انہوں نے روزانہ کی زندگی ایسی بنائی کہ اگر دو آدمیوں نے تجارت شروع کی ، جیسے حضرت عمرؓ اور ایک انصاری نے تجارت شروع کی تو پابندی لگائی کہ ایک دن ایک کام کرے اور دوسرا دین کی محنت کیلئے مسجد میں وقت لگائے دن کا کچھ حصہ مسجد میں کچھ کمائی میں ، کوئی کچھ صبح کا وقت دیتا ہے پھر کماتا ہے کوئی تھوڑا کر جاتا ہے کوئی صبح کا دیتا ہے کوئی ظہر کا کوئی عصر اور مغرب کے درمیان کوئی مغرب اور عشاء کے درمیان کا کوئی عشاء کے بعد تہجد پڑھتا ہے اور کوئی عشاء کے بعد سوتا ہے اور رات میں تہجد پڑھتا ہے تو چوبیس گھنٹے مسجد میں مقامی آدمی موجود ہیں ۔ اب جو باہر والے آتے ہیں چاہے جس وقت پہنچیں مقامی آدمی ان کے سنبھالنے کیلئے ملتے ہیں کبھی تعلیموں میں ہوں تو ان کو تعلیم میں بٹھائیں گے نمازوں میں ہوں گے تو ان کو نمازوں میں لگائیں گے کبھی تسبیحات میں ہوں گے تو تسبیحات میں لگائیں گے ۔ غرض کوئی آنے والا بھی خالی نہ رہے گا ۔ اب یہ حساب لگاؤ کہ سات ماہ باہر نکل گئے ڈیڑھ دو ماہ مسجد میں نکل گئے تو کمائی کیلئے وقت کتنا رہا ۔ ہر شخص کا بیرونی نقل وحرکت میں وقت لگ گیا یا باقی باہر سے آنے والوں کو سنبھالنے میں لگ گیا ۔ کمائی تو کم اخراجات بے انتہا بڑھ گئے باہر کی نقل وحرکت کا اپنا خرچہ اٹھاؤ جو دوسرے نقل وحرکت والے غریب نکل رہے ہیں ان کا خرچ اٹھاؤ سواری کیلئے بھی کھانے پینے کیلئے بھی لباس کیلئے بھی اس کے علاوہ باہر سے آنے والوں کو کھلانا پلانا ، ضیافتیں کرنا پھر یہ بھی کہ بغیر ہدیہ کوئی نہ جانے پائے ۔ جب کسی کے ہاں قحط پڑے ان کیلئے دلوانا ۔ اب خرچہ چار گنا ہو گیا ، نقل وحرکت کے زمانہ میں بھی قیام کے زمانہ میں بھی فاقے جھیلنے پڑے ، سردی گرمی برداشت کرنی پڑی پیٹ کاٹ کر مقامی اور بیرونی خرچہ کر چلایا ۔ جب ایمان کا کام کرنے والوں نے ایمان کیلئے کمانے کے تقاضوں پر ایمان کے تقاضوں کو مقدم کر دیا تو حق تعالیٰ شانہ نے اس نقشے سے خوش ہو کر اور سارے عرب کے بسنے والی قوم کو اسلام میں داخل فرما کر اور حضرت محمد مصطفی

صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے ساتھیوں کی قربانیوں کی برکت سے ان سارے لوگوں کی تربیت فرمادی جن کی تربیت کی حکومتیں تک ہمت نہ رکھتی تھیں آپؐ اس دنیا سے تشریف لے گئے کہ سارا عرب اسلام سے منور ہو چکا تھا لیکن مدینہ منورہ والوں کے گھر خالی ہو چکے تھے۔ پھر حق تعالیٰ شانہ نے تمام قیامت تک آنے والے آدمیوں کو یہ دکھانے کیلئے کہ اسلام محض حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے نہیں پھیلا بلکہ محنت سے پھیلا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد سارے عرب کو مرتد بنا دیا کہ قیامت تک کے آنے والوں کو پتہ چل جائے کہ جب بھی ہم اس نقشے کو لے کر اٹھیں گے تو سارے عالم کے خاکے درست ہو جائیں گے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہونے کے بعد بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مدینہ منورہ کے مسلمانوں کو بیٹھنے نہیں دیا، ایک دم سب کو نکال دیا ایسی بھوک و پیاس کے حالات میں اور آپ کے وصال کے غم کی حالت میں نکال دیا یہاں تک کہ تین دن اور تین رات مدینہ منورہ میں ایسی حالت میں گذرے کہ ہر وقت حملہ کا خطرہ تھا۔ ایک بالغ بھی مدینہ منورہ میں موجود نہیں تھا۔ ایک سو پچاس تو قرب و جوار میں نکلے باقی ملک شام کو نکل گئے اللہ رب العزت نے اس محنت کی پوری دنیا کو قیمت دکھائی کی قلیل عرصہ میں سارا عرب اس نقشے پر آ گیا جس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر گئے تھے نہ صرف یہ کہ سب مسلمان ہو گئے بلکہ اسی طرح پوری محنت پر آ گئے تو اصل اسلام کا نقشہ یہ ہے کہ ایسی فضا پیدا ہو جائے کہ جس کو جس وقت جہاں کہیں بھی کہا جائے سب کچھ چھوڑ کر ان کے ساتھ لگ جائیں۔ اب آپ ہی بتلائیں کہ آج کی محنتوں اور اس محنت میں کتنا فرق ہے تو اصل سمجھو اس نقشے کو۔ اور یہ سمجھو کہ ہماری محنتیں ابتدائی ہیں اور ہمیں وہ محنت کرنے والا بننا ہے پوری جان لگانے والا بننا ہے پورا مال لگانے والا بننا ہے تھوڑی سی زندگی ہے اس میں تھوڑا سا وقت کمائی کیلئے نکال لیں باقی سب دین کیلئے لگا دیں گے پس یہ ذہن میں رکھیئے کہ اصل محنت کا نقشہ یہ ہے اب جتنی قربانیاں ہم میں پیدا ہوں گی کیونکہ یہ قربانیاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک اور صحابہ کرامؓ کے بدنوں سے نکلی ہیں اس لئے ان کے بدن اور روح کے انوارات اس میں ہوں گے۔

اب جتنی یہ قربانیاں کام کرنے والوں میں ہو گی اتنی ہدایت اللہ کی طرف سے آئے گی دین پیسے سے نہیں پھیلے گا بلکہ اس کام کی مدد سے پھیلے گا جو کمائیوں کے نقشے میں تبدیلیاں کرائے گا اور قربانی سے پھیلے گا جب تمہاری قربانی کمائی کو کھینچے گی ان قوموں تک کو تمہارے ذریعے ہدایت دے گا جو آسمانوں پر جا رہی ہیں اور ہم غریبوں کی طرف دیکھتی بھی نہیں۔ جو مسلمان زندگی کے کسی شعبہ میں اسلام کی بات سننے کیلئے تیار نہیں، یہ قربانی ان کو بھی اپنے سارے شعبوں سمیت اسلام پر لے آئے گی اور تمام قربانیوں کا بدلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر پر کھڑے ہو کر دلوائیں

گے بشرطے کہ یہ طے کرلو کہ خدا جو کچھ ان محنتوں کے بدلہ میں دے گا وہ دوسروں کو دیں گے خود نہ لیں گے کیونکہ ایسا کرنے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک پائی جائے گی قربانی کے دور میں آپ صحابہؓ کے ساتھ تھے جب نعمتیں ملنے کا وقت آیا تو آپ تشریف لے گئے۔

کسریٰ کی تو سلطنت ہی جا چکی تھی جب قیصر و کسریٰ کے محلات میں رہنے والے بنے ان کے لوگوں میں پھرنے والے بنے تو اس عیش میں آپ ان کے ساتھ نہیں تھے۔

اسی طرح جو اپنی جان و مال کو پوی طرح قربان کر جائیں گے اور یہاں نہ لینا چاہیں گے وہ آخرت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہوں گے۔ ان باتوں کا مذاکرہ کرو، اور نیت پورے دین کی کرو۔

جو کچھ کر رہے ہو اس کو ابتدائی سمجھو اور اللہ تعالیٰ سے دعاء کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری قربانیوں کو قبول کرے ،تمہارے یہاں کے آنے، کھانے پینے بیٹھنے وغیرہ کو اور ہر طرح کی تکلیف برداشت کرنے پر اجر دے گا۔

صحابہ کرامؓ نے دوسری قوموں میں زندگی گذاری ہے ملک شام، مصر، عراق، شرق اردن وغیرہ عربی مما لک نہیں تھے۔ وہاں کی زبان دوسری تھی۔ صحابہ کرامؓ ان ملکوں میں پہنچے تکلیفیں برداشت کیں، دوسری زبان میں ترجمان کے ذریعے ایمان کی باتوں کو پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی قربانی پسند آئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام ملکوں کو ان کی زبان سے نوازدیا۔

اسی طرح ہم آج بھی زبان کے اختلاف سے نہ گھبرائیں۔ تو کیا عجب ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہمیں مل جائے اور ہندوستان کے لوگ باہر مما لک میں اور باہر کے لوگ ہندوستان میں پھریں، پھر دونوں ملکوں کے لوگ عرب جائیں۔ اور عرب کے لوگوں کو یہاں لائیں تو کیا عجب ہے کہ تمہاری زبان بھی عربی ہو جائے۔ یہ سب قربانی سے ہوگا، لہٰذا تم یعنی سیلون والے اس چلہ کو بہت قیمتی خیال کرو۔

صحیح محنت کامیابی کی منزل ہے

عمومی بیان

بیان تبلیغی مرکز گوجرانوالہ میں مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ

بروز جمعرات ۱۹۵۸ء

بھائیو! دوستو اور بزرگو!

حق تعالیٰ شانہ نے محنت کی دولت عطا فرمائی ہے اور یہ محنت کی دولت ضائع بھی جاسکتی ہے اور ٹھکانے بھی لگائی جاسکتی ہے مگر جو اپنی محنت کو ضائع کرے گا وہ ناکامی کا منہ دیکھے گا، اور جو صحیح طور پر لگادے گا وہ کامیابی پائے گا۔ بڑی بڑی حکومتیں اپنی نیت کی غلطی پر نیست و نابود ہو جاتی ہیں اور موت کے گھاٹ اتار دی جاتی ہیں۔ جب کہ معمولی معمولی انسان اپنی محنت کی صحت پر بڑی بڑی کامیابیوں پر پہنچ جاتے ہیں ہر ایک کی محنت اس کے بدن سے نکلتی ہے جو بھی صحیح محنت اختیار کرے گا کامیابی کی منزل پر پہنچ جائے گا۔

اور ایک رخ محنت کا غلط ہے اس پر جو قدم اٹھائے گا وہ ناکام ہوگا۔ غلط رخ یہ ہے کہ انسان اپنی انسانیت کی نوعیت سے جو دیکھتا ہے جو اس کی ذاتی تحقیق ہے جب محض اسی کو منزل سمجھے گا تو ٹھوکر کھائے گا اور اس کی یہ محنت صحیح نہیں ہوگی۔ انسان جب اپنے آپ پر غور کرے گا تو انسانیت کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ یہ بات نہیں کہ وجود کا سلسلہ جہاں سے چل رہا ہے انسان کو نظر نہیں آتا۔ وزراء حکام، سائنس داں اور جس قسم کا بھی انسان ہو، اس کو سب کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ بلکہ کچھ دکھائی دیتا ہے۔ اور بہت سا غائب ہے۔ اور مسئلہ کا تعلق غائب یا مشاہدہ سے ہے۔ انسان کو مادہ جسم شکل وصورت دکھائی دیتی ہیں اور یہ بھی پوری نظر نہیں آتیں۔ اس کو مادہ اجسام شکل وصورت نظر آتی ہے لیکن کماحقہ پوری نظر نہیں آتی۔ انسان اپنے احاطہ کے اندر ہے۔ اور جو احاطہ میں ہے اس کو محیط نظر نہیں آتا۔ جو انسان مسجد کے اندر بیٹھا ہوا ہے اس کو پوری مسجد دکھائی نہیں دیتی جو احاطے میں ہے اسے محیط نظر نہیں آتا صرف اندر کے رخ سے نظر آتا ہے اور اندر سے بھی پورا نظر نہیں آتا۔ اندر کے چھ رخ ہیں اس میں سے بھی جدھر

دیکھتا ہے، وہ نظر آتا ہے جب انسان کو چھوٹا سا مکان پورا نظر نہ آئے تو اس کو ساتویں زمین و آسمان جو اس کو گھیرے ہوئے ہیں وہ پورے کس طرح نظر آسکتے ہیں۔

مثال کے طور پر یوں سمجھو، جب تک انسان ماں کے پیٹ ہوتا ہے وہ یوں سمجھا ہوگا کہ کل کائنات ماں کا رحم ہوتا ہے اور باہر کی کسی چیز کی اس کو خبر نہ تھی جب وہ اس احاطے سے باہر آیا، پوری عورت نظر آئی، اس طرح سے موت پر اس کی تحقیقات بدل جاویں گے۔

فرعون جو کہ انا ربکم الاعلی کہتا تھا وہ بھی موت کے وقت کہہ اٹھا کہ میں اس خدا پر ایمان لایا ہوں جو موسیٰ اور ہارون (علیہم السلام) کا خدا ہے۔ انسان جو کچھ دیکھ رہا ہے اس کی تحقیق کر رکھا ہے وہ بھی اس کو پورا نظر نہیں آتا۔ اور روح جو انہیں پوری نظر نہیں آئی اس کا بھی انکار کرتے ہیں اپنے اندر روح کا وجود سارے مانتے ہیں باعتبار انسان ہونے کے روح کی تحقیق یہ ہے کہ دکھائی نہیں دیتی ہے جسم میں ہوتی ہے ہم جسم سے بولتے نظر آتے ہیں لیکن یہ بولنا روح کی طاقت سے ہو رہا ہے اگر روح نکال دی جائے تو سارے اعضاء اپنا کام چھوڑ دیں گے، جو دکھائی دے رہا ہے یہ وجود اصلی نہیں ہے بلکہ وجود تابع ہوتا ہے وجود اصلی بالکل نظر نہیں آتا، وہ غائب ہے۔ اور جو انسان کے جسم میں موجود ہے وہ انسان کے مشاہدے سے غائب ہے۔

آگے چلئے! وہ خدا کی ذات جس سے ارواح اور اجسام چل رہے ہیں اسی نے سب کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اللہ رب العزت نے زمین اور آسمان کا نظام چلایا جس سے غذائیں تیار ہوئیں۔ اور جن کو انہوں نے کھایا اور اس سے خون بنا، خون سے مادہ تیار ہوا، جو رحم مادر تک پہنچا۔ اور اس سے جسم تیار ہوا۔ آگے روح سے جسم پیدا نہیں ہوا، بلکہ روح کو اللہ رب العزت نے براہ راست فرشتے کے ذریعہ رحم مادر میں داخل کیا۔ یہ حقیقت نہ وزیروں کو نہ مالداروں کو اور نہ سائنسدانوں کو نظر آتی ہے اس لئے وہ محنت کی بنیاد ان اجسام کو سامنے رکھ کر اٹھائیں گے۔ اس طرح نفع کی حقیقت کس طرح سامنے آئے گی جس طرح انسان کے جسم میں روح کو استقلال نہیں اسی طرح سے غلہ سے پیٹ بھرنا بھی استقلال نہیں کہلا سکتا۔ سورج کے اندر روشنی اور پانی سے سیرابی حقیقت نہیں ہے جب تک خدا تعالیٰ ان میں یہ خوبی قائم رکھیں گے قائم رہے گی انسان کو ظاہری شکلوں کا پتہ ہے لیکن حقیقت کا پتہ نہیں ہے انسان کو یہ پتہ ہے کہ ایٹم بم سے جاندار مر جائیں گے لیکن انسان کی نظر سے یہ غائب ہے کہ وہ اللہ اس کے اندر سے طاقت کو نکال دے اور ایٹم بم سے چیونٹی بھی نہ مرے۔ مال کی حقیقت معلوم نہیں۔ انسان کو اس کی تحقیق نہیں کہ کب اس سے نفع حاصل ہوگا۔ انبیائے علیہ السلام کا موضوع یہ ہے کہ وہ انسانوں کو حاضر اور غائب دونوں بتا دیں کہ کتنا انسانوں کے سامنے ہے

اور کتنا ان کی نظر سے غائب ہے انسان کا علم اس کے تجربے اور اس کے اعمال کی بنیادیں ناقص ہیں اور جو ناقص پر محنت اٹھاویں گے وہ نقصان اٹھاویں گے۔

انبیاء کرامؑ نے یہی بتلایا کہ یہ جو دکھائی دے رہا ہے یہ حقیقت نہیں ہے یہ معلوم نہیں کہ خدا کس طرح اس کی خاصیت کو بدل سکتے ہیں۔ سب سے زیادہ قرآن، تورات، زبور اور انجیل میں بتلائی۔

لاالہ الااللہ یہ کلمہ صرف دو بول نہیں ہیں بلکہ جتنی لائن سے ہم ناقص ہیں ان سب میں کمال پیدا کرنے کیلئے لاالہ الااللہ جو کامیابی جو ناکامی جو عزت جو ذلت تمہیں مخلوق میں دکھائی دے رہی ہے، بنانے والے کے کرم سے اس میں ہے مخلوق میں ذاتی طور پر کچھ نہیں ہے، بلکہ خدا یعنی بنانے والے کے قبضے میں ہے جب چاہے گا آگ میں جلانا اور پانی میں سے سیرابی نکال کر رکھ دے گا مستقل طور پر کسی میں کچھ نہیں ہے اور خدا کی ذات میں مستقل طور پر ہے خدا نے جو تاثیر کسی چیز میں رکھی ہے، جب چاہے گا وہ اسے بدل دے گا جو تمہیں چاند میں زمین میں ہوا میں دکھائی دیتا ہے وہ ان میں نہیں ہے بلکہ خدا کی ذات میں ہے۔ سب کے وجود کو ختم کرنا ایک خدا کے وجود کو ثابت کرنا انبیاء علیہم السلام نے بتایا ہے کون سی ذات تابع ہے اور کون سی متبوع ہے زمین و آسمان خدا تعالیٰ کی قدرت کے مظہر ہیں۔ اور انسان اپنی غلط فہمی سے انہیں اصل سمجھا ہے حکومت مال وغیرہ سے اپنا مسئلہ طے کرتے ہو، مسئلہ اللہ رب العزت سے طے کرلو تو کامیاب ہو جاؤ گے تابع کا وجود اصل نہیں ہے بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

ہدایت انبیاء علیہم السلام کے ہاتھ میں نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے غرض کہ جتنی بھی چیزیں ہیں ان کا وجود ذاتی نہیں ہے بلکہ خدا کی ذات میں یہ اپنی بڑی تحقیق ہی فوراً لاالہ الااللہ کو سامنے لاؤ خدا تعالیٰ چاہے تو نفع والے میں نقصان، اور نقصان والے میں نفع، عزت والے میں ذلت اور ذلت والے میں عزت لے آویں۔

خدائی نظام

شکلیں بدلنا معمولی بات ہے اور یہ خدا کا کام ہے لکڑی کو اژدہا اور اژدہا کو لکڑی بنادیں خاصیتوں کا بدلنا خدا کی ذات میں ہے چیزوں کے وجود کا سلسلہ براہ راست خدا کی ذات سے چل رہا ہے چیزیں بنانے والے خدا تعالیٰ ہیں ایک جنس سے دوسری جنس بنادیں اگر خدا کا نظام انسان کے مقابلے میں آجاوے گا تو ساری محنت رائیگاں ہو جائے گی خدا کا نظام اصلی نظام ہے وہ نظام انسانی نظام میں تغیر و تبدل کر دے گا اور انسانی نظام بادل کے سائے کی طرح ہے خدا کا اپنا نظام ساتوں آسمانوں اور زمین میں پھیلا ہوا ہے اللہ تعالیٰ چاہیں تو اس پورے نظام کے بغیر جو

چاہیں بنا کر دکھلا دیں۔ حکومتیں اپنا نظام بناتی ہیں اور چھ ماہ کے بعد جب اس کے خلاف ہوتا دیکھتے ہیں تو پھر مشورہ کرنے کیلئے مل بیٹھتے ہیں۔ خدا کا اپنا نظام ہے جو ساتوں آسمانوں اور زمین پر پھیلا ہوا ہے اگر انسانی نظام اس کے مقابلے میں آ جاوے گا تو پاش پاش ہو جاوے گا۔ انسان چیزوں کا وجود اپنی محنت میں دیکھتا ہے ملک تمہاری محنت اور تمہارے نظام کے ماتحت نہیں ملے گا۔ بلکہ خدا کے نظام کے ماتحت کسی کو ملک ملتا ہے کسی سے چھنتا ہے خدا کے اپنے نظام سے چیزوں کا وجود اور چیزوں کی تقسیم ہے، پرورش خدا کی طرف سے ہی ہوگی۔ حالات چیزوں سے مرتب نہیں ہوں گے بلکہ خدا کی طرف سے مرتب کئے جائیں گے چیزوں کے بننے کی محنت اور پرورش کیلئے محنت تو خدا کی طرف سے ہے۔

اب تمہارا ہمارا کیا کام ہوا، ہمارا موضوع چیزوں کے بننے چیزوں کے تقسیم کرنے اور پرورش کو سامنے رکھ کر محنت نہیں کرتا ہے، بلکہ ان کے پیدا کرنے والے اور قابو رکھنے والے خدا کو راضی کرنے کی محنت کی جائے، جب ہم خدا کو راضی کرنے کی محنت کریں گے تو وہ وسائل بھی مرحمت فرمائیں گے۔ اور پرورش بھی اچھی کر کے دکھلائیں گے دنیا بھر کی چیزیں خدا کی قدرت سے بنتی ہیں اور قدرت سے تقسیم ہوں گی۔ اور اللہ جل شانہ ان سے جو چاہیں گے ظاہر فرمادیں گے محنت کی دو بنیادیں ہیں ایک تو چیزوں کو سامنے رکھ کر محنت کرنا اور چیزوں کی شکل پر اعمال کی پرواہ نہ کرنا آج حکومتوں والے تجارت والے زراعت والے اسی پر محنت کی بنیاد اٹھا رہے ہیں کہ چیزیں بن جاویں۔ سڑک اور مکان کی شکل کے پیچھے چلا دیئے اور اس کی پرواہ نہ کی کہ اس میں کسی کا حق تو ضبط نہیں کیا جا رہا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے اپنا مکان بنانے کا حکم دیا۔ پیمائش میں ایک بڑھیا کا مکان آ گیا۔ ابھی بنیاد ہی بھری جا رہی تھی کہ فرشتہ آیا اور اللہ تعالیٰ کا پیغام لایا کہ اے داؤد میری عزت کی قسم اب میں تجھ سے اپنا گھر نہیں بنواؤں گا حضرت داؤد علیہ السلام ڈر گئے اور عرض کیا کہ اے اللہ! اگر مجھ سے نہیں بنواتے تو میرے لڑکے سلیمان سے بنوالیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا زمانہ آیا تو بڑھیا سے زمین کا معاملہ کیا اس نے لاکھوں اشرفیاں مانگیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے سوچا۔ اللہ رب العزت کی طرف سے وحی آئی۔ ہمارے مال سے دیتے ہو یا اپنے مال سے۔ اگر ہمارے مال سے دیتے ہو تو پھر سوچ کس بات کی؟

اعمال کی خرابی سے بڑی بڑی حکومتیں، بڑی بڑی اکثریتیں برباد ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا چیزوں سے شکلوں کو سامنے رکھ کر محنت کی بنیاد نہ رکھی جائے۔ کسی کی زمین دبالی اور یہ کہہ کر اپنے دل کو سمجھالیا کہ اللہ رب العزت غفور الرحیم ہیں۔

اللہ رب العزت کی دوسری صفات بھی ہیں۔ بڑی بڑی قومیں، ملک، انسان مصیبتوں کی بھٹیوں کے

اندر جھونک دیئے جاتے ہیں اپنے اعمال کی خرابی پر یہ دو بنیادیں ہیں یا تو چیزوں کی شکلوں کو حاصل کرنے میں اعمال کی پرواہ نہ کرو گے یا اعمال کی درستگی کیلئے چیزوں کی پرواہ نہ کرو گے۔ لہٰذا سارے شعبوں میں گھسنے سے پہلے جہاں تم گے وہاں تم کو شکلوں سے واسطہ پڑے گا وہاں گھسنے سے پہلے اپنے دل میں عہد کرلو کہ ہم چیزوں کی پرواہ نہ کریں گے بلکہ اعمال کی صحت کا لحاظ کریں گے دین اسلام میں تجارت زراعت وغیرہ کا انکار نہیں، بس ان میں گھسنے سے پہلے اپنے یقین کو درست کرلو۔ ملازمت میں گھسنے سے پہلے عمل کی اہمیت دل میں بٹھالو۔ کروڑوں کی مالیت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے عملوں کو درست رکھا جائے۔ انسان کا اپنا ایک مزاج ہے ایک خدا کی نسبت ہے انسان کی نسبت فائدہ لینے کی ہے اور خدا کی نسبت فائدہ دینے کی ہے۔ تجارت کا ایک طریقہ تو انسان اختیار کرے گا وہ یہ کہ اس کو فائدہ حاصل ہوا۔ اور ایک خدا کا بتلایا ہوا طریقہ ہے۔ جس میں دوسروں کو فائدہ پہنچے گا دین میں اجتماعی فائدہ کو سامنے رکھ کر تجارت کرنے کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔

خدا تعالیٰ تو حاکموں کے اور محکوموں کے بھی خدا ہیں تو وہ ایسا طریقہ بتلاویں گے۔ جس سے دونوں کو فائدہ پہنچے۔

اسلام کی بنیاد تو یہ ہے کہ دوسروں کے مفاد کا لحاظ کرتے ہوئے اعمال کی تشکیل کی گئی ہے اور انسانی مزاج کے اندر دوسروں کو نظر انداز کئے بغیر اپنے فائدہ کیلئے قدم اٹھانا ہے اسلام ایک مجاہدہ والوں کا نقشہ ہے۔ اس میں ظواہر پر نظر ہٹے۔ اپنی ذات پر سے نظر ہٹے۔ بلکہ خدا کی ذات پر نظر کر کے محنت کرنے کی صورت پیدا کی گئی ہے۔

جس طرح تمہیں ہر طرح نظر آنے والی چیز پر یقین ہے اسی طرح سے تم رحم وانصاف پر سچائی پر صدق کامل سے یقین پیدا کرو۔ پہلی آسمانی کتابوں کو اٹھاؤ، وہاں تم کو اعمالوں کی محنت ملے گی۔ خون چوسنے اور خون کی حفاظت کرنے سے کیا ہوگا تمہیں یہ بات انبیاء علیہم السلام بتادیں گے۔ تم چیزوں اور شکلوں میں پرورش نہ سمجھو بلکہ چیزوں کے بنانے والے پر یقین کر کے چلو کبھی اللہ رب العزت چیزوں کو دے کر امتحان لیں گے اور کبھی چھین کر دیکھیں گے محض اپنی آنکھ سے دیکھ کر چلنے میں انسان کو کچھ خصوصیت نہیں ہے ایسا تو سارے کر ہی رہے ہیں پھر انسان ہونے کا کیا فائدہ ہوا۔ اگر صرف جانوروں کی طرح اپنی ذات، اپنے بچوں ہی کا فکر کرنے والا بنے تو انسان اور جانوروں میں کیا فرق رہا۔ بھورے چیونٹوں نے تین چار پتے جوڑ کر ایسا کر لیا، کہ ایک سوراخ میں وہ آجا رہے تھے اگر ہم نے صرف انہی چیزوں کو کیا تو جانوروں کی حد سے نہیں نکلے۔ اللہ رب العزت نے انسانوں کو وہ اعمال دیئے ہیں جن سے ہزاروں، لاکھوں انسانوں کی زندگیاں بنتی ہیں۔

آج یوں کہا جاتا ہے کہ آزادی ہے جس کا جو جی چاہے کرلے چوراہے کا سپاہی کھڑا ہوا ٹریفک کو جو روک رہا ہے اس میں ہزاروں کی حفاظت ہو رہی ہے بچہ آگ کی طرف جاتا ہے چھت سے گرنا چاہتا ہے لیکن ماں اس کو روکتی

ہے جتنی پابندیاں لگا رکھی ہیں ان کا مقصد کامیابی ہے اور جتنے اعمال مقید نہیں رہتے ان کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے یہ تو فکر ہے کہ سواری سڑکیں لباس اور خورد ونوش کا معیار بہتر سے بہتر بنایا جائے جب کہ ضرورت یہ ہے کہ عمل میں بہتری پیدا کی جائے، وسائل خواہ کم ہوں، لیکن عمل کے نقشے صحیح آجائیں۔ جو اچھے اعمال اپنائیں گے ان کو یہ اعمال دنیا وآخرت پل صراط برزخ غرض یہ کہ ہر مقام پر سرخروئی کا ذریعہ ثابت ہوں گے۔ خدا کی عبادت، خدا کا ذکر، اچھے اخلاق ہر جگہ کام دیں گے۔ اعمال کا معیار تمہارے ساتھ جاوے گا جہاں اعضا جائیں گے وہاں ان سے نکلے ہوئے اعمال ساتھ جاویں گے جہاں تم ہوگے وہاں تمہارا عمل ہوگا۔

قرآن کیا کہتا ہے؟

قرآن وحدیث پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ نیک اعمال اپنانے پر ہی اجر ملتا ہے چیزیں زمین سے نکلتی ہیں اور زمین ہی پر رہتی ہیں لیکن اعمال آگے بھی کام آئیں گے دائیں جانب اچھے عمل لکھنے والا اور بائیں جانب برے عمل لکھنے والا فرشتہ مقرر ہے۔ جب انسان اچھا عمل کرتا ہے تو اس کی روح کے اندر خوشبو اور راحت پیدا ہوتی ہے۔ اور جب برے عمل کئے جاتے ہیں تو ان کے اندر بدبو اور ظلمت پیدا ہوتی ہے۔ اگر آسمانوں پر خراب عمل پہنچائے جارہے ہیں تو وہاں سے ہمارے کئے دھرے کا بدلہ ہی ملے گا۔

کلام متکلم میں سے نکلتا ہے اللہ تعالیٰ کی بات اللہ تعالیٰ میں سے نکلتی ہے اسی لئے اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ قرآن مخلوق نہیں ہے جب تم قرآن پر عمل کروگے تو وہ آسمانوں پر جاوے گا اور وہاں سے کامیابی کے احکامات آدیں گے اگر تم سینکڑوں بھی ہوئے اور تمہارے پاس کوڑیاں بھی ہوئیں تو تم چمکو گے۔ ایسے چاہے جتنے بھی نقشے بناؤ بنتے رہیں گے بگڑتے رہیں گے مگر انسانوں کو فلاح نصیب نہ ہوگی۔

جب چیزوں کی محنت کرتے ہیں تو چیزوں کے معیار بڑھتے ہیں جب عمل کا معیار قائم ہوگا تو لوگ معمولی معمولی مکان بنائیں گے جھوٹا موٹا کھائیں گے۔

دنیا میں ایک زبردست محنت کی ضرورت ہے کہ چیزوں کا یقین ہٹے، خدا کی ربوبیت کا یقین جمے اور اس کے جمانے کیلئے محنت کروگے کہ چیزوں کی تمہاری نظروں میں کچھ حیثیت باقی نہیں رہے گی۔ اعمال کی حیثیت ہے، اور اگر اعمال اچھے ہوں گے خدا تعالیٰ زندگی کو کامیاب بنادیں گے۔ پھر نمازوں کی علم کی، ذکر کی، اخلاق کی، مجاہدوں کی مشق کرنی ہوگی۔ اس بات کی تحقیق کرکے چلیں گے کہ خدا کس بات کے کرنے سے خوش ہوں گے۔ جب خدا والے طریقوں کو اختیار کرکے چلوگے تو تمہاری ملازمت، تجارت، زراعت وغیرہ سب دین کا کام شمار ہوگا۔ اس

طرح اپنے خانگی حقوق پورے کرنے میں بھی خدا کی رضامندی حاصل کرو گے۔

آج ہم اپنی محنتوں میں چیزیں سمجھ بیٹھتے ہیں۔ یہ ذہن قارون اور ابولہب کا تھا۔ صحیح ذہن یہ ہے کہ اگر ہمارے اچھے عمل ہوں گے تو ہم کامیاب ہوں گے۔ اس لئے کہا جا رہا ہے کہ زندگی کے شب و روز سے وقت نکالا جائے۔ اس کے اندر ایمان اور عمل کی آواز بلند کی جائے کہ اچھے یقین اور اچھے عمل سے کیا ہوگا۔ چیزوں کی آواز تو رات دن بلند کی جا رہی ہے، اعمال کی آواز بلند کی جائے۔ جس طرح چیزوں پر محنت کی جاتی ہے اسی طرح سے اعمال بھی دنیا میں محنت سے آتے ہیں یہ تو سب کہتے ہیں کہ اچھے عمل سے زندگی بنتی ہے مگر میں یوں کہتا ہوں کہ اچھا عمل محنت سے وجود میں آتا ہے اگر تھوڑے دن اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین کرتے ہوئے اس محنت پر صرف کرتے ہیں تو اس کیلئے تین چلے مانگتے ہیں۔ اور ہر سال چلہ (چالیس دن) دیتے رہو جب اس طرح سے دعوت عمل کا یہ پرچم بلند کرتے رہو گے تو ملک و مال والے بھی تسلیم کریں گے کہ ہاں عملوں کو درست کرنا ضروری ہے۔ حضرت محمد ﷺ کا ایک لطیف معیار تھا۔ اعمال کی درستگی سے روح کے اندر قوت پیدا ہوتی ہے۔ اور اعمال کی خرابی سے روح میں کمزوری آتی ہے۔ روح والی چیزیں اعمال صالحہ ہیں، ان ہی سے روح کے اندر پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔

مدینہ منورہ سے رخصت ہونے والی جماعتوں کو ہدایات

عمومی بیان

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کی ایک یادگار تقریر

مورخہ ۸/ اکتوبر ۱۹۵۹ء

اللہ رب العزت کا بہت بڑا کرم ہے کہ اس نے اپنے فضل و احسان سے بغیر استحقاق کے ہم کو اپنے دین کی محبت میں لگنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور باوجود اس کے کہ ہم نے ایک محنت کو سنا، اور جانا پہچانا، لیکن جو اس کی بڑائی تھی اس کا کبھی خیال نہیں کیا، اور جو کرنا چاہئے تھا وہ نہیں کیا۔ اور اس نعمت کی قدر نہیں کی جیسی کرنی چاہئے تھی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو گستاخی قرار دے کر ہم کو دھکے دے کر نکال نہیں دیا، بلکہ اس میں لگائے رکھا۔ ہم سے لگاتار اس میں کوتاہیاں ہوتی رہیں نیت کے اعتبار سے بھی اور عمل کے اعتبار سے بھی، اصول کے اعتبار سے بھی اور جذبات کے اعتبار سے بھی، لیکن باوجود اس کے وہ ہم بڑھاتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ کام شہروں سے ملکوں میں جا پہنچا۔ اگرچہ کام بڑھ رہا ہے لیکن اب تک ہم اس کو صحیح طریقہ پر اور اس طریقہ پر جیسے اللہ چاہتے ہیں کرنے کے لائق نہیں بنے۔ یہ کام جس طرح ہونا چاہئے نہیں ہو رہا ہے لیکن پھر بھی وہ چلا رہے ہیں اور اس کو بڑھا رہے ہیں یہ اس کا بڑا کرم ہے یہاں تک کہ آج ہم کو اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے دیار سے اپنے راستے میں نکلنے کی توفیق عطا فرمائی۔

دوستو! سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے کام کیلئے حضور اقدس ﷺ کی مسجد سے روانہ ہوا جائے۔ اگر آج ہم کو ساری دنیا کی حکومت دے دی جاتی تو وہ کوئی بڑی بات نہیں ہوتی۔ لیکن یہ ایک بہت بڑے فخر کی بات ہے کہ جہاں سے حضور اقدس ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ جس کام کیلئے جایا کرتے تھے آج اسی جگہ سے اسی عالی مقصد کیلئے ان کی مشابہت میں ہم روانہ ہو رہے ہیں۔

انسان جو عمل کرتا ہے اس کے ثمرات نیت کے اعتبار سے مرتب ہوتے ہیں۔ لہٰذا کام کرنے والا سب سے پہلے اپنی نیت کو درست کر کے قدم اٹھائے، دنیا کی عزت، سربلندی اور کامیابی حاصل کرنے کی نیت کوئی بلند نیت

نہیں ہے بلکہ بڑی اور صحیح نیت یہ ہے کہ ہم حضور اقدس ﷺ والی محنت کو کرتے کرتے اس کی اس سطح پر پہنچادیں جس پر حضور اقدس ﷺ کی محنت تھی۔

ایک منی کے قطرہ سے انسان بنتا ہے وہ انسان نبی بھی ہوتا تھا ولی بھی بنتا ہی صدیق بھی شہید بھی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ ہی بناتے ہیں خود کوئی کچھ نہیں بن سکتا ہم جو کام کرتے ہیں اس کو کام نہ قرار دیا جائے بلکہ اس کو منی کے قطرہ کی طرح گندا سمجھ کر اس کو اس لئے اختیار کیا جائے اور مانگا جائے کہ اس کو بڑھاتے بڑھاتے اللہ تعالیٰ حضور اقدس ﷺ کے مشابہ کردیں، بس ہم اسی محنت پر مرجائیں۔ یہ سب سے بڑی کامیابی ہے۔ ہماری محنت کا نقشہ حضور اقدس ﷺ کی محنت کے مشابہ بن جانا سب سے بڑی کامیابی ہے۔ ہم ہر کام میں ہر چیز میں ان کی مشابہت کی کوشش کریں جب پیشاب پاخانہ میں مشابہت مطلوب ہے تو اس سب سے اونچے کام میں کس قدر زیادہ مطلوب ہوگی دین کی محنت میں سب سے زیادہ حضور اقدس ﷺ کی مشابہت ظاہر اور باطنی ہونی چاہئے یہ ہمارا انتہائی عروج ہے کہ ہماری محنت حضور اقدس ﷺ کے مشابہ قرار دیدی جائے۔ قدم اٹھاتے وقت یہ یقین کریں کہ حضور اقدس ﷺ کے مقابلہ میں میری حیثیت ایک ضد کی نسبت ہے حضور اقدس ﷺ کی نسبت سے کام نہ ہم اس یقین پر کر رہے ہیں جیسے ہمیں کچھ گھر چھوڑنا آتا ہے تو اس گھر چھوڑنے کے اعتبار سے تو کچھ مشابہت ضرور آ گئی لیکن اجزاء کے اعتبار سے شباہت بالکل نہیں آئی، بلکہ اس کے خلاف ہے محنت کرتے کرتے اصلی شباہت پر پہنچنا ہے اگر ہم نے یہ سمجھا کہ ہم کام کرنے والے ہوگئے تو ہم گر گئے اور اگر ہم یہ سمجھیں کہ اللہ ہمیں کام کرنے والا بنادیں تو ترقی ہوگی۔

کام بگاڑنے والا ہی صحیح کام کرنے والا بنتا ہے۔ بشرطیکہ وہ طلب پیدا کرے اور مسلسل محنت کرتا رہے۔ اگر ہمارے دل کی تہوں تک میں یہ بات آجائے تو ہم کو محنت آجائے گی اور ہم جہاں تک پہنچ سکیں گے اس کے آگے اللہ تعالیٰ ہم کو نیت کی حیثیت سے ثواب عطا فرمائیں گے۔ نیت المسلم خیر من عملہ۔

حضور اقدس ﷺ تمام عالم کی نیت لئے ہوئے تھے بلکہ آپ کی نیت عالم دنیا سے نکل کر عالم آخرت تک پہنچی ہوئی تھی یعنی روز محشر گناہ گاروں کی شفاعت کرا کے ان کو جنت میں داخل کرانا۔

ایک تو ہم یہ نیت کرلیں کہ ہم اپنا سب کچھ لگا کر ساری دنیا میں محنت کرنے والے بنیں۔ دوسرے یہ نیت کریں کہ ہم اس لئے نکلتے ہیں کہ محنت کرتے کرتے ہم حضور اقدس ﷺ اور صحابہؓ کے مشابہ ہوتے جائیں اور ہماری محنت کا خاکہ حضور اقدس ﷺ اور صحابہؓ کی محنت کے خاکے مشابہ ہوجائے۔

عالم پر تمہاری محنت کے بقدر اثرات نہیں پڑیں گے، بلکہ نیت کے مطابق اثرات پڑیں گے جہاں جہاں

تمہاری محنت کی نیت ہے اللہ ان سب جگہ اثرات ڈالیں گے اور ہدایت لائیں گے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک آواز لگائی۔ ایک مقام اور ایک وقت پر لیکن آج تک اس کے ثمرات سارے عالم پر مرتب ہورہے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ کی محنت کے نقشے کو سامنے رکھو، اور یہ شوق وولولہ دل میں رکھو کہ وہ محنت حاصل ہو جائے جو حضور اقدس ﷺ کی محنت تھی۔ اور اس کی کوشش بھی کرو، اور دعاء بھی کرو۔

حضور اقدس ﷺ کی محنت سراسر مشقت اور تکلیف اور ساری ہماری سراسر آرام۔ تو ہم کیسے حضور ﷺ کے نقشے پر پہنچ سکتے ہیں۔ لہٰذا نیت کے ساتھ ساتھ دعاء کو ملا لیا جائے اور ہم اللہ تعالیٰ سے بہت دعائیں مانگیں کہ اللہ ہم کو محنت کے ان نقشوں پر پہنچادیں، جس نقشہ پر حضور اقدس ﷺ اور آپ کے صحابہؓ تھے۔

ہم اپنے آپ کو اس طریقہ پر لگادیں جس طریقہ پر دعاء قبول ہوا کرتی ہے اب اس محنت میں اپنی بساط کے مطابق انتہائی کوشش کرنی چاہئے حضور اقدس ﷺ کی محنت کے بہت سے باب ہیں۔ ان میں سے ایک باب وہ ہے جو آپؐ باہر کی زندگی میں کیا کرتے تھے اس کی مشق شروع کردی جائے نکلتے ہی حضور اقدس ﷺ کے نکلنے کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے اگر ہم کو باہر نکلنے کے زمانے میں ان کی محنت کا نقشہ آگیا تو واپس آکر ہم کو محنت کا وہ نقشہ قائم کرنا آسان ہوگا اور باہر نکلنے کے دوران ہی یہ نیت کرنی چاہئے کہ گھر جاکر اسے نقشے کو اختیار کریں گے جو حضور اقدس ﷺ کا نقشہ تھا۔

نیت میں یہ ہو کہ سفر وحضر میں ہم کو حضور اقدس ﷺ کے طریقے پر محنت کرنا ہے۔ اگر نکلنے کے زمانے میں شباہت جاندار ہوگی، تو اپنے مقام پر بھی شباہت کرنا اس کو اختیار کرنا آسان ہوگا۔ اس سے استعداد پیدا ہوگی محنت میں شباہت کی۔

ہمارے پسماندگان اس وقت بہت آرام سے ہیں بہ نسبت صحابہ کرامؓ کے بچوں کے جب وہ گھر سے نکلتے تھے اور ہم اپنے کو ان تکالیف میں نہیں ڈال رہے تھے ان کے گھروں میں تو ان کے نکلنے کے دوران فاقے ہوتے تھے۔

حضور اقدس ﷺ کی محنت کے نقشے کے اعتبار سے ہر ایک کوتاہ ہے ظاہری شکل وصورت کے اعتبار سے کوتاہ اور ناقص ہے تو باطنی احسان یعنی نیت اور اخلاص کا کیا ذکر۔ کیونکہ یہ تو اندرونی چیزیں ہیں ہماری نیت نیت نہیں، بلکہ تصور نیت ہے۔ نیت بہت دیر سے آئے گی۔ بار بار نیت کرتے رہیں تا کہ ہمیں اصلی نیت کرنی آجائے۔

آنحضرت ﷺ کی محنت کیا ہے؟

حضور اقدس ﷺ کی محنت کیا ہے؟ مدینہ منورہ میں بسنے والے تین قسم کے لوگ تھے۔ ایک یہود تھے جو کھلم کھلا دشمن تھے، دوسرے منافقین جو یہود کے مثل حضور اقدس ﷺ کے دشمن تھے اور یہود کی طرح حضور اقدس ﷺ کو شہید کر دینے کے ہر وقت اسکیمیں بناتے رہتے تھے تیسرے پکے مومن منافقین ہمیشہ تکلیف دینے کی غرض سے ساتھ ہوا کرتے تھے جن سے حضور اقدس ﷺ کو سخت تکلیفیں اٹھانی پڑتی تھیں۔ یہود کو تو آپؐ نے پہلے ہی جواب دیا تھا۔ ایک دفعہ ایک وفد آیا کہ ہم آپ کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا کیا تم مومن ہو؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم مشرکین کی استعانت نہیں لیتے۔

حضرت عمرؓ کا ایک غلام تھا جو نصرانی تھا، آپ اس سے کہا کرتے تھے کہ اسلام قبول کر لے تا کہ تجھے مسلمانوں کے کام کیلئے استعمال کروں۔ اب دو قسمیں رہ گئیں۔ ایک مسلمان ایک منافق۔ منافق سے آپ کو ہمیشہ بہت تکلیفیں اٹھانی پڑی ہیں۔ ایک فاقہ اترا، یہ غزوہ عریسہ کا واقعہ ہے۔ دو آدمی پانی کیلئے چلے۔ ایک انصاریؓ ایک مہاجرؓ ان میں اختلاف ہو گیا مہاجرؓ نے انصاریؓ کو تھپڑ مارا تو دونوں نے اپنے اپنے قبیلوں کو بلا لیا، لیکن چند سمجھدار لوگوں نے اس معاملہ کو ختم کر دیا جب یہ خبر عبداللہ بن ابی کے خیمہ میں پہنچی تو اس نے کہا کہ ہم نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ ان کو جگہ مت دو تم نے ان کتوں کو کھلا کھلا کر موٹا کر دیا۔ (نعوذ بالله من ذلك) تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کتے کو موٹا کر دیا اب یہ تمہیں ہی بھونک رہے ہیں۔ مدینہ منورہ پہنچ کر ان ذلیلوں کو نکال دو۔

حضرت زیدؓ ابن ارقم نے یہ خبر حضور اقدس ﷺ کو پہنچائی اور اس کا عبداللہ بن ابی کو پتہ چل گیا، وہ حضور اقدس ﷺ کے پاس آیا، بہت وجیہہ تھا، اور آ کر قسم کھا کر کہا کہ میں نے ایسا نہیں کہا تھا، بڑے بڑے صحابہ کرامؓ نے بھی کہا کہ لڑکے کو سمجھنے میں غلطی ہو سکتی ہے حضور اقدس ﷺ نے فوراً کوچ کا حکم دے دیا۔ ایک صحابہؓ نے کہا کہ حضور اقدس ﷺ آج آپؐ نے اس قدر جلد کیوں حکم دے دیا؟ آپؐ نے فرمایا کہ تم نے سنا نہیں کہ اس نے کیا کہا۔ انہوں نے کہا کہ حضور اب اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے جو چاہے بکتا پھرے۔ سارا دن چلایا، یہاں تک کہ قفل عقل سے لے کر مدینہ منورہ تک تین دن میں آپ نے طے کیا۔ یہاں تک کہ جب صحابہؓ اترے تو اترا نہیں گیا۔ بلکہ گر گئے اور گرتے ہی گرم ریت پر سو گئے۔

پھر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ چلو حتیٰ کہ مدینہ منورہ پہنچ گئے آپؐ نے اس واسطے چلایا کہ تھکن کی وجہ سے کوئی بات ایسی نہ کرے جب مدینہ پہنچے تو عبداللہ بن ابی کا لڑکا تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا کہ تو ذلیل ہے اور حضور

اقدس ﷺ عزت والے ہیں اور تجھے مدینہ منورہ میں جانے کی اجازت نہیں ہے عبداللہ بن ابی حضور اقدس ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میرے لڑکے سے کہہ دیجئے کہ مجھے مدینہ میں جانے دے تو آپؐ نے اس سے اجازت دلوادی یہ کتنی ذلت کہ اپنے بیٹے سے اجازت لینے کیلئے اس ذات کی سفارش کرانی پڑی جس کو ذلیل کہتا تھا وہ مسجد نبویؐ میں خطبہ دیا کرتے تھے اب یہ خطبہ دینے کیلئے کھڑا ہوا تو سب نے اسے پکڑ کر کھینچ لیا۔

حضور اقدس ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اگر پہلے میں اس کو قتل کرنے کیلئے کہتا تو فتنہ کھڑا ہو جاتا لیکن اس کا آج کوئی بھی ساتھی نہیں ہے آج چاہو تو قتل کرا سکتے ہو۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ کی بات آپ کی بات ہے۔ عمر کی بات عمر ہی کی بات ہے۔

سب چیزوں کو حضور اقدس ﷺ خوب برداشت کرتے رہے۔ اب ایک قسم مومن یعنی صحابہ کرامؓ کی رہ گئی۔ ان کو ساتھ لے کر آپؐ نے ایک محنت اٹھائی اس کی اس طرح تربیت فرمائی کہ جس وقت آواز لگائی جائے، یہ جواب نہ آئے کہ میں نہیں جا سکتا خواہ لاکھوں کا نقصان ہو جائے کوئی عذر سامنے نہ آئے، جان اور مال اللہ کے راستے میں خرچ ہونے میں کوئی چیز مانع نہ آئے۔

ایک ادا یہ بھی اور اگر یہ بات آجائے کہ اللہ کا یہ حکم تھا اور ہو نہ سکا تو گھبراہٹ آجائے۔ خندق کی جنگ سے واپسی پر ہتھیار اتار دیئے حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ ہم فرشتوں نے تو ابھی ہتھیار اتارے نہیں آپ نے کیوں اتار دیئے۔ آپؐ گھبرا گئے اور فرمایا کیا بات ہے؟ حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا کہ بنو قریظہ میں بڑھو، صحابہؓ دوڑے حتیٰ کہ آفتاب غروب ہونے لگا۔ اب دو فرقے ہو گئے۔ ایک فرقہ نے عصر کی نماز بنو قریظہ میں پڑھی، دوسرے فریق نے آخر وقت میں راستے میں پڑھی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ باہر سے پہنچیں ہم اندر سے پہنچتے ہیں اور ہم ان کو آپ کے پہنچنے سے پہلے مرعوب کر دیں گے۔ ان کے جانے نے ان کو مرعوب کر دیا اور آپؐ بھی وہاں پہنچ گئے اور بہت جلال کا اظہار کیا کبھی ایسا نہیں کیا تھا اور فرمایا کہ اے بندرو! سورو! اور بہت ذلیل کرنے والے الفاظ سے پکارا جس سے وہ بہت مرعوب ہو گئے انہوں نے کہا کہ ہم نے پہلے آپ سے ایسے الفاظ کبھی نہیں سنے تھے۔ ہم ابولبابہؓ سے پوچھ لیں کیونکہ یہ سب اپنے تھے وہ رونے لگے ابولبابہ بھی رونے لگے جب انہوں نے پوچھا کہ کیا ہوگا تو آپ نے اشارہ سے کہا کہ گلے کٹیں گے پھر ان کو بڑی ندامت ہوئی کہ میں ایک راز فاش کر دیا۔ اس پر آکر مسجد نبوی کے ستون سے اپنے کو باندھ دیا ان کی بیوی آتیں، نماز کے وقتوں پر کھول دیتیں، اور پھر باندھ دیتیں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ میرے پاس آجاتے تو میں ان کی مغفرت کرا دیتا اب جو شکل انہوں نے اپنے لئے خود تجویز کی ہے جب تک اس شکل پر معافی نہیں آئیگی میں ان کیلئے معافی نہیں

مانگوں گا، اور کھولوں گا بھی نہیں۔ غرض بہت دنوں بعد ان کی توبہ قبول ہوئی۔

حضرت سعد بن معاذؓ خندق میں زخمی ہو گئے، ان کے گلے میں تیر لگا اور خون بہنے لگا انہوں نے دعاء کی کہ اے اللہ اگر قریش کا حملہ باقی ہے تو مجھے حملہ تک زندہ رکھ اور اگر نہیں ہے تو مجھے زندگی کی ضرورت نہیں اور کہا کہ اس مدت تک کیلئے زندہ رکھ کر غداروں کا فیصلہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں۔ ان کا خون بہنا بند ہو گیا آپ نے خیمہ صحن مسجد میں ڈلوا دیا اور فرمایا کہ جو تم ان کا فیصلہ کرو گے وہ ہمیں منظور ہے اس کے بعد حضرت سعد بن معاذؓ گئے اور بنو قریظہ سے پوچھا کہ تم کو میرا فیصلہ منظور ہے اس کے بعد پھر ان کی طرف منہ کر کے پوچھا کہ آپ کو میرا فیصلہ منظور ہے۔ راستہ میں صحابہ کرامؓ ان سے کہتے جاتے تھے قول و قرار کے بعد آپ نے فیصلہ دیا کہ میری قوم کے سب بالغ قتل کئے جائیں اور ان عورتوں اور بچوں کو غلام بنا دیا جائے۔ اور مہاجرین میں تقسیم کیا جائے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ تم نے وہ فیصلہ دیا جو ساتوں آسمانوں میں ہو چکا تھا رات کو جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور پوچھا کہ آج کس کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے گھبرا کر فوراً سعدؓ کو دیکھا کہ ان کے گلے کا خون جاری ہو چکا تھا اور آخری سانس لے رہے تھے۔ آپؐ نے ان کے سر کو اپنے زانوؤں کے اوپر رکھ لیا، صحابہ کرامؓ چاہ رہے تھے کہ سعدؓ کا خون حضور اقدس ﷺ پر نہ آئے، بلکہ ان حضرات پر گرے اور اس لئے ان کو حضور اقدس ﷺ سے لینا چاہتے تھے، لیکن حضور اقدس ﷺ اپنے اوپر ہی ان کا خون لے رہے تھے۔

پھر جب حضرت سعدؓ کا انتقال ہو گیا تو فرمایا کہ جلدی ان کا جنازہ تیار کرو کیونکہ فرشتے بڑی تعداد میں آئے ہیں کہیں ہمارے ہاتھ سے حنظلہؓ کی طرح یہ بھی چلے جائیں فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے آپؐ پنجوں کے بل چل رہے تھے اور فرماتے تھے کہ کوئی جگہ فرشتوں سے خالی نہیں۔

ایک طرف جان خرچ کرنے والا بنایا، حکم پورا کرنے سے پہلے نہ اٹھنا۔ اور جب تک حکم پورا نہ ہو نہ ہٹنا، اور جو اپنے اوپر گذرے اس کی پرواہ نہ کرنا۔ اس جان پر خواہ کچھ گذرے فوراً حکم پورا کرنے کیلئے اٹھنا۔ اور جب تک حکم پورا نہ ہو نہ ہٹنا اور مالیات کے اعتبار سے ایسا بن جانا کہ گھر والوں کی رعایت سے پیسے نہ خرچ کرنا، بلکہ نقل و حرکت کی رعایت سے خرچ کرنا، خواہ گھر والوں پر کچھ گذرے۔

حضور اقدس ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ ان نئے مسلمانوں کو اتنی کھجوریں ہدیہ میں دے دو۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ خدا کی قسم ہمارے گھر والوں کے پاس صرف اتنی کھجوریں ہیں جو صرف چھ ماہ چل سکتی ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے سن کر فرمایا کہ اے عمر! حضور اقدس ﷺ کی بات پر ایسے کہتے ہو اور تاویلیں کرتے ہو، ان کو تنبیہ ہوئی اور فرمایا ضرور دوں گا۔ وہ ان مسلمانوں کو اپنے ہمراہ لے گئے اور فرمایا کہ ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق

لے لے۔ وہ کہتے ہیں کہ کھجوریں صرف ایک آدمی کی ضرورت کی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے برکت دی اور سب نے اپنی اپنی حاجت کے مطابق لے لیں اور پھر بھی وہ بچیں رہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں کھجوریں سب کے لینے سے پہلے زیادہ تھیں یا بعد میں زیادہ بچیں۔

ایک دفعہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی قرض دیتا ہے؟ حضرت ابو درداءؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ بھی قرضہ چاہتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں۔ ابو درداءؓ نے اپنا انگوٹھا حضور اقدس ﷺ کی ہتھیلی پر رکھ کر کہا یہ لیجئے میرا باغ اس کے بعد وہاں سے چلے اور باغ کے باہر ہی سے پکارا کہ اے ام درداءؓ یہ باغ میں اللہ تعالیٰ کو قرض دے چکا ہوں۔ اب میرا نہیں رہا، اس لئے تم باہر نکل جاؤ۔

مختلف اوقات میں مختلف تقاضے ہوں گے، اگر اس میں نئے جائیں گے تو کام نہیں ہوگا آپ کو ہی جانا ہے خواہ مکان ہی کیوں نہ بیچنا پڑے۔ جان اور مال کو ہر وقت حکم کی تعمیل میں خرچ کرنا، اور حکم کو اپنی حد تک پہنچانا۔

دعا کرو کہ اے اللہ اس طرح محنت کرنے والا بنادے ہم ابھی بہت دور ہیں، دور جانا ہے خواہ مکان جائیداد کپڑے بیچنا پڑیں، یہ جذبہ پیدا کرو، بیوی بچوں پر کتنی ہی تنگی آجائے بہر حال مجھے جانا ہے اس سطح سے ابھی ہمارا کام بہت دور ہے نیت کرو کہ اللہ ہمیں اس طرح کام کرنے والا بنادے جب اس نیت سے کام ہوگا تو اپنی معاشرت کو بدلنا پڑے گا موٹا جھوٹا تھوڑا کھانے پر قناعت کرو، سادے کپڑے اور طریقوں پر قناعت، دین پر پیسہ لگے حوصلے کے ساتھ اور جان لگے ہر وقت، لیکن اپنے متعلقین پر مال بہت کم۔

صحابہ کرامؓ کے بعض سفر ایسے ہوئے ہیں کہ چمڑا جلا کر اس کے راکھ پھانکی کئی سفروں میں ٹڈیاں کھائیں، کئی میں پتے کھائے، کئی سفروں میں کچھ کھانے کو نہیں ملا۔ گئے اور آگئے بغیر کھائے ہوئے، لیکن حضور اقدسؐ کی دعاء سے قوت میں کمی نہیں آئی۔

حضرت زبیرؓ کی بیوی کو فاقہ، یہودی کے گھر گوشت پکنے کی خوشبو پر کئی مرتبہ آگ لینے کو جانا، لیکن گوشت نہ ملنا، ان کا رونا، پھر یہودی کا ان کے گھر گوشت کا بھجوانا۔ ان کے شوہر وہ ہیں جنہوں نے سب سے اول اسلام کیلئے تلوار سونتی۔

کام کرنے والے اگر فاقے اٹھائیں گے تو یہ دلوں کو ہلا دینے والی چیز ہوگی صحابہؓ باہر جاتے رہے اور باہر والے آتے رہے۔ باہر جانے والے جاتے رہے اور تکلیفیں اٹھاتے رہے، اب مدینہ منورہ میں رہنے والے جو باہر گئے تو باہر والے مدینہ میں آئے، ان کی خدمت ان کے ذمہ رہی جو مدینہ منورہ میں رہنے والے تھے، مدینہ کے اندر تقسیم کار تھی آنے والوں کو لے کر بیٹھنا اور تعلیم کرنا مختلف قسم کے کام کرنا۔ چار سو ایک قبیلہ آیا اسکو ایک قوم کی

طرف لے گیا اور دین سکھایا۔ ایک ہفتہ کے بعد وہ آئے، تو آپ نے ان کا امتحان لیا اور فرمایا کہ ان میں دین کی کچھ کچھ سمجھ پیدا ہوگئی ہے۔ پھر دوسرا محلہ لے گیا دین سکھایا اور پندرہ دن میں وہ دین کے پکے بن گئے۔ آپؐ نے ان سے پوچھا کہ میرے صحابہؓ کو کیسا پایا، کہا اپنے بستر ے ہمارے نیچے بچھا دیئے، اپنے کھانے ہم کو کھلا دیئے اور دن میں ہمیں خوب دین سکھایا۔ تبوک سے یمن تک کے لوگ آتے تھے اور ان سب کو مدینہ منورہ والے لوگ کھلاتے تھے سعد بن عبادہؓ ۸۰ مہمانوں کو اپنے گھر لے جاتے تھے۔ کام کرنے والوں سے تحفے دلواتے تھے لیکن کام کرنے والوں کو باہر سے آنے والوں سے کچھ نہیں لینے دیا۔ سب دینے والے تھے، لینے والا کوئی نہیں تھا۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ارب ہا ارب کا مال آیا، حضرت عمرؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ دونوں نماز میں مشغول ہوگئے، کوئی پہرہ نہیں، کیوں کہ سب دینے والے تھے، لینے والا کوئی نہیں تھا۔

شادی بیاہ کا نقشہ نقل وحرکت کے تابع ہوگیا بات طے ہوگئی بیاہ ہوگیا لباس غذا مکان شادی بیاہ ہر ایک کا مسئلہ ختم ہوگیا کام کے دلچسپی کے راستے سارا معاشرہ بالکل بدل گیا تھا، نکلنے کے زمانے میں اگر ہم نے اپنے دلوں کو حضور اقدس ﷺ کے نقشوں کی طرف موڑ لیا۔ تو ہم اپنی معاشرت کے نقشے کو بدل سکیں گے محنت کو ان کے نقشے پر لاکر ساری زندگی کو ان کے نقشے پر لانا ہے۔

جس طرح نماز میں چار چیزیں ہیں، قیام، رکوع، سجدہ، قاعدہ، اسی طرح باہر نکل کر تبلیغ میں بھی چار چیزیں ہیں، دعوت، تعلیم، نماز، ذکر۔ ان میں سے ہر ایک کی چار شکلیں ہیں (۱) دعوت (۲) خصوصی گشت (۳) اجتماعی دعوت (۴) انفرادی دعوت۔

اجتمائی دعوت میں ایک شخص دعوت دے گا، باقی اس کی دعوت توجہ سے سنیں گے۔ اس سے اس کی دعوت میں قوت ہوگی۔ پوری جماعت ہر دعوت سنتی رہے تو اس کے ایمان میں قوت پیدا ہوگی۔

آج کی بیماری یہ ہے کہ ایمان کی باتیں ہماری زبانوں پر ہیں دل میں نہیں اترتیں کچھ ذرائع ہیں جن سے یہ باتیں دل میں اترتی ہیں اسی کو سوچو اسی کی بات کرو، اسی کو دیکھو، اسی کی طرف چلو، اسی کی بات گنگناؤ، وہ چیز دل میں اتر جائے گی۔ یہ سارے ذرائع ایمان کیلئے استعمال کرو۔

جب بات زبان پر ہو اور دل میں نہ ہو تو یہ نفاق ہے، اس سے ڈرنا چاہئے زبان ہی کو ذریعہ بنایا جائے گا دل کے اندر ایمان کے اتر جانے کا۔ اب دعوت ہی کو اس کا ذریعہ بنایا جائے گا، دل کے اندر ایمان کے اتر جانے کا، ذکر کرنے والوں کو دیکھیں نماز پڑھنے والوں کو دیکھیں، ساری تدبیریں ایمان کی تقویت کیلئے کرنی ہیں۔ ایمان کو سوچنا اور اسی لئے اللہ پاک سے دعاء مانگنا۔ کہنے والے کا اپنے ایمان کی تقویت کی نیت سے دعوت کا دینا۔ سننے والے کو

اس نیت سے سننا کوئی یہ نہ سوچے کہ بات میں کروں، اگر مشورہ میں آپڑی تو اللہ کی مدد ہوگی۔ یہ ہمارے نفس والا داعیہ نہیں رہا۔ دعوت کا وقت ہے اور کوئی نہیں تو اب یہ منجانب اللہ مجھ پر آپڑی۔

(۲) تعلیم: اجتماعی تعلیم میں ترغیبات وترہیبات پہلے ہیں مسائل بعد میں ہیں مکہ مکرمہ میں صرف ترغیبات وترہیبات ہیں۔ مدینہ منورہ میں دونوں جب ترغیبات وترہیبات زندہ ہوں گی، تب مسائل آئیں گے۔ سننے کی اس طرح مشق کریں کہ رغبت کی بات سے شوق اور ترہیب کی بات سے ڈر کی کیفیت پیدا ہو جائے، دوسری شکل سیکھنا تیسرا سکھانا، چوتھا یاد کرنا۔

(۳) عبادات، پچھلے کی ادائیگی، حال کی ادائیگی، سنتوں کی ادائیگی، نفلوں کی ادائیگی

(۴) ذکر، تلاوت قرآن، اذکار و تسبیحات، دعاء مراقبہ ومحاسبہ، ذکر والا نمبر روح کی حیثیت رکھتا ہے، شکل دوسرے نمبروں سے ملے گی لیکن روح ذکر سے بڑھے گی۔

اس کے علاوہ چار خدمتیں آئیں گی۔

اپنے نفس کی ضروری خدمت کرنا، اپنے امیر کی خدمت، اپنی جماعت کی خدمت، ان کے علاوہ جو ملے یعنی خلق خدا کی خدمت۔

اعمال پر جنت ملتی ہے، خدمت پر خدا ملتا ہے، اپنے اندر تذلل کا مادہ جب ہی پیدا ہوگا جب ہم دوسروں کی خدمت کریں گے، مسلم وہ ہے جو ہر ل اعتبار سے دوسروں کو اپنے بڑھیا سمجھ کر خدمت کرے۔

چار چیزوں کو کم کرنا ہے، کھانے پینے کو، سونے کو، پیشاب پاخانے کو، سواری کا اہتمام واشغال کو کم کرنا ہے۔

صرف بقدر ضرورت کھانا پینا، سونا اور سواری کا استعمال کم سے کم ان سب میں وقت لگانا اور استعمال۔

چار چیزیں بالکل بچنے کی ہیں۔ اشراف، سوال، بغیر اجازت استعمال کو۔ اشراف کیا ہے، میلان طبیعت، اگر زبان پر آ گیا تو سوال ہو گیا۔ اندر داعیہ رہا تو اشراف ہے وہ کھانا پاک نہیں رہتا، جس میں اشراف آ گیا، سوال سے تو حرام ہو جاتا ہے لیکن اشراف بھی مکروہ ہے۔ اشراف والا کسی نہ کسی دن سوال میں پڑ جائے گا۔ دوسروں کے مال اور کھانے پر بالکل نظر نہ ہو، اشراف سے سارا کام کرکرارہ جائے گا۔

دوسرے کی چیز کا بغیر اجازت استعمال حرام ہے۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ دوسروں کو اپنی چیزوں کی اجازت دے دے لیکن خود کسی کی چیز استعمال نہ کرے۔

ہر حال میں ہر چیز میں اسراف سے بچنا ہے۔

چاروں طرف نگاہ نہ جائے، چاروں طرف جماعتیں جائیں عسر میں یسر ہے۔

خوب اللہ سے دعائیں مانگو اندھیرے اجالے اکٹھے اکیلے چاروں طرف جماعتیں چاروں حال میں بھیجو، چاروں کے دین میں داخل ہونے کی صورت ہو جائے گی یہود و نصاریٰ مشرکین، ملحدین۔

چاروں حال ٹھیک ہو جائیں گے، دنیا، برزخ، حشر اور عالم استقرار۔

محنت کر کے اللہ سے یہی دعاء مانگو کہ اللہ تو ہماری محنت کو قبول کر لے جیسے تو نے محنت کی توفیق عطا فرمائی ہے، ویسے ہی صحیح محنت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم والی محنت عطا فرمائیں مجھ کو بھی اور سب مسلمانوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے غیر مسلموں کو اسلام میں داخل ہونے کی دعائیں مانگو۔

ان چیزوں سے ہم کو اتنی مناسبت پیدا ہونی چاہیے کہ اپنے مقام پر پہنچ کر ہم کو ان سے رغبت باقی رہے، اور اپنی معاشرت کو اس نقشے پر لے آئیں، آج کے نقشوں اسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشے کا پہچاننا بڑا مشکل کام ہو گیا۔ آج کی مسجد مسجد نبوی کا پہچاننا، ہماری مشقتوں سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مشقتوں کا پہچاننا اپنی معاشرت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت کا پہچاننا مشکل ہو گیا، حقیقت سامنے نہیں آتی الفاظ سامنے آتے ہیں، لفظ اخلاق بولتے ہیں، اخلاق ذہن میں نہیں آتے سادگی بولتے ہیں لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی ذہن میں نہیں آتی، موجودہ معاشرہ حجاب بن رہا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشے کو سمجھنے کا۔ کاش ہمارے اندر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر چلنے کی داعیے پیدا ہو جائیں۔

(۱) محنت اس طرح ہو جائے، جس طرح اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے والی محنت۔

(۲) پھر اللہ سے محنت کی شکل کے صحیح ہونے کی دعاء کی جائے، اپنے لئے، اپنے خاندان والوں کیلئے، اپنے علاقہ والوں کیلئے دعائیں ہوں نماز پڑھ کر دعا مانگو کہ نماز پڑھنی آجائے، سادگی اختیار کر کے مانگو کہ سادگی آجائے، ذکر کر کے مانگو کہ ذکر کرنا آجائے محنت کر کے مانگو کہ محنت کرنی آجائے۔ اللہ سے مانگو کہ جس طرح تو چاہتا ہے ویسا کرنے والا بن جاؤں۔ اپنی محنت کو ان سے مت ملاؤ جس نہیں کر رہے۔ ان سے ملاؤ جنہوں نے پہلے محنت کی ہے، محنت کرو اور پہلوؤں کو دیکھ کر شرمندہ ہوتے رہو، یہ بڑھنے کی چیز ہے، دوسرے کمرنے کی ہے، ہم اپنے کو کرنے والا اقرار نہ دیں، ہم نہ کرنے والے ہیں، اور اللہ سے مانگیں کہ جو حقیقی محنت کرنے والے تھے ان جیسا ہم کو کردے۔

اپنے ساتھیوں کا اکرام کرو۔ اور سوچو کہ اس زمانہ میں اتنا بھی کوئی کرنے والا نہیں، جتنا یہ کر رہا ہے۔

انسانیت کی تمام قسموں میں تعاون و ہمدردی کیسے پیدا ہوا؟

حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب رحمتہ اللہ علیہ

۲۱ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ۔ مطابق ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۵۷ء

بروز بدھ بعد نماز عصر

نحمده نصلی علی رسوله الکریم اما بعد!

میرے بھائیو اور دوستو! جو اہل نسبت کہلاتے ہیں انکو اللہ رب العزت نے زندگی گذارنے کا ایک طریقہ مرحمت فرمایا ہے اور وہ طریقہ ہر کلمہ گو کو ملا ہے۔ وہ طریقہ الفت اور محبت پیدا کرنے والا ہے۔ انسانیت کی جتنی بھی قسمیں ہو سکتی ہیں انکے اندر تعاون اور ہمدردی پیدا ہو اور فرمایا کہ جتنا یہ طریقہ وجود میں آئیگا اسکے بعد کامیابی دوں گا۔ لوگ مال حاصل کرنے کیلیۓ، عزت حاصل کرنے کیلیۓ اپنے انسانی کمالات کے طریقے کو بگاڑتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے انسان میں کچھ تقاضے رکھے ہیں۔

ان کی خاطر وہ اپنے پاکیزہ طریقوں کو قربان کر دیتا ہے جتنے اللہ نے اپنی خلافت کے جوہر رکھے ہیں ان کو اپنے تقاضوں کو پورا کرنے میں ضائع کر دیتا ہے۔ حالانکہ اللہ رب العزت نے ذمہ داری لی ہے کہ تو اپنے طریقہ کی صحت میں قوت پیدا کر میں ذمہ داری لیتا ہوں کہ تیرے سارے تقاضوں کو پورا کروں گا۔ ملک، مال، بڑائی، رزق وغیرہ کے وعدے کئے گئے ہیں۔ یا تو ہم اپنے طریقے ٹھیک کریں اور ان چیزوں کی پرواہ نکال دیں، یا چیزوں کے حاصل کرنے کا فکر کریں اور طریقوں کی صحت کی پرواہ نہ کریں۔ اللہ رب العزت اپنے وعدوں کے پورا کرنے میں سچے ہیں لہذا میں اللہ ورسول کے بتائے ہوئے طریقے کو بنیاد بنا کر اپنی زندگی گزاروں گا، ہوسکتا ہے کہ تھوڑے دن اس طریقہ کے جماؤ میں کچھ تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب میں کسی کے ساتھ احسان کرتا ہوں یا نیکی کرتا ہوں اپنے اور اس کے

درمیان نور محسوس کرتا ہوں۔ اور دوسری شکل میں ظلمت محسوس کرتا ہوں۔ انسان کا مزاج اللہ نے ایسا بنایا ہے کہ ہر ایک کی دوسرے کے ساتھ حاجت اٹکی ہوئی ہوتی ہے۔ اگر ہر ایک دوسرے سے لینے پر آجاوے تو عداوت کی راہ بن جاویگی اور اگر ایک دوسرے کو دینے پر آجائے تو الفت کا راستہ بنے۔ غریب خدمت کو کرنا نہ چاہیں اور مالداروں سے مفاد چاہیں یا اسی طرح سے مالدار خدمت تو لیں اور غریبوں کے مفاد کا لحاظ نہ رکھیں۔ ایسی صورت میں نزاعی رخ پڑجاتا ہے۔ اور یہ نزاعی شکل بن جانے کے بعد جتنا بھی سرمایہ ہوگا وہ مجموعہ کی زندگی کے بننے کیلئے ناکافی ہوگا۔

اصل بگاڑ یہ ہے کہ طبقات کا جوڑ صحیح نہیں ہے۔ لوگ یا تو اپنے طبقہ کو اتنا بڑھانا چاہیں گے کہ کوئی طبقہ نہ رہے یا دوسرے طبقوں کے دبانے کی فکر میں رات دن رہیں۔ یہ تو نزاعی صورت ہے۔ اور اسلام نے ہر ایک کے دوسرے پر حقوق بتلائے ہیں۔ حاکم کے حقوق محکوموں پر اور محکوموں کے حقوق حاکموں پر مالداروں کے غریبوں پر اور غریبوں کے مالداروں پر ہر ایک کو اسکی ذمہ داری کی ادائیگی کیلئے کہا گیا ہے۔ اگر فقیر اپنے فقر میں خدا کے دیئے ہوئے طریقہ کو اختیار کرے تو وہ سب کا محبوب ہوکر زندگی گزارے گا۔

اللہ سے معاوضہ لینے کے لئے اپنی جان کے مفاد کو دوسروں تک پہنچاؤ۔ اسکا سب طبقات سے مطالبہ ہے۔ اور غریب اس وجہ سے آگے بڑھ جاوے گا کہ اس کے اندر دوسروں تک پہنچانے کی استعداد زیادہ ہے۔ مالداروں کو بتلایا گیا ہے کہ یہ مال جو تمہاری ملک میں ہے تھوڑے دنوں کے لئے تمہارے پاس بطور امانت ہے اس میں دوسروں کے حقوق رکھے ہیں۔ یہ خود تو دوسروں کے حقوق محسوس کررہا ہو اور دوسروں کی نظر اسکی طرف نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر یہ چار پیسے بھی دیگا تو دوسرے کو اس سے محبت پیدا ہوگی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مالداروں پر حقوق قائم کر دیے اور فرمایا کہ تو ماعلیہ کی تحقیق کر اور خود ادائیگی کی فکر کر۔ جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بغیر مطالبہ کے احسان کریں گے تو یہی وجہ محبت بن جاوے گی۔

ہر طبقہ کو ضرورت پیش آئی اسلام کی۔ جو طبقے ایک دوسرے کا خون بہانے والے بنتے، اسلام نے انہی کے ایک دوسرے پہ حقوق قائم کر دیئے ہر طبقہ کو اسکی والی زندگی کا نقشہ دیدیا گیا۔ اگر غریب اپنے نقشوں پہ آجاویں اور مالدار اپنے نقشوں پر آویں تو غریب لوگوں کی مدد شروع ہوجائے گی۔ اسی طرح سے جب ہر ایک طبقہ اپنے ماعلیہ پر آجاوے۔ طبقاتی جذبات کے خلاف آدمی سعی کرنے والا بن جائے مثلاً وطنی جذبہ ہے جو بیرونی سے ٹکراتا ہے، غریب کا بھی کوئی جذبہ ہے اور مالدار کا بھی کوئی جذبہ ہے۔ غریب اس بات پر بیٹھا ہوا کڑھتا رہیگا کہ ان مالداروں

کے پاس کتنا کچھ ہے اور وہ مختلف صورتوں سے ان سے حاصل کرنا چاہے گا۔ اس صورت میں جو طاقتیں ایک دوسرے کی سرسبزی کا ذریعہ بنتیں، وہی ایک دوسرے کی تخریب کا ذریعہ بن جاویں گی۔

لا الہ الا اللہ میں غیر خدا کے جذبات کو نکالا گیا ہے۔ اور خدا کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ طبقاتی جذبوں کا نکل جانا اور سارے طبقات کے بارے میں خدا کا بتلایا ہوا جذبہ پیدا ہو جائے اور آگے محمد رسول اللہ یعنی اس جذبہ کو پورا کرنے کے لئے شکل رسول اللہ کی چلائی جائے۔ اور اللہ کا جذبہ پیدا کیا جاوے۔ جذبہ اللہ کا اور شکل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ یہ بہت محنت طلب بات ہے اگر لوگ صرف کلمہ کو پڑھیں لیکن اس پر محنت نہ کی جائے تو اس کے اندر حقیقت نہیں آوے گی۔ جو غیر مسلم کی زندگی ہے۔ اگر مسلم کی زندگی بھی وہی ہے تو غیر مسلم کے اسلام کی طرف آنے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ تبدیلی پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ غیر مسلم تو کسی طریقہ کو اور طرح سے چلاتا ہے اور مسلم دوسرے طریقے سے۔ اگر غیر مسلموں کا معاشرہ مسلم چلا رہا ہو تو غیر مسلم کو اسلام کی طرف آنے کی کوئی کشش باقی نہیں رہتی۔ جتنے نقشے دنیا میں قائم ہوں گے یا بگڑیں گے وہ ایک ذات باری تعالیٰ کے ساتھ لہٰذا ہم خدائی جذبہ پر زندگی اٹھائیں گے، اور ان جذبات سے ہم اپنے کو نکال لیں گے جو جذبے غیر ہیں۔ بنیاد تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا سامنے رکھ کر چلنا نہیں ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اللہ کی ذات کے سوا کسی سے ہوتا نہیں ہے۔ جب اللہ کے جذبہ پر آویں گے تو اللہ پاک ہر ایک سے اپنی نیابت کا کام لیں گے۔ ہر ایک اندر کے جوہر کو سب کے کام آنے کا مطالبہ کریں گے۔ سخاوت، رحم، خوش خلقی وغیرہ غرض یہ کہ جس قسم کے جواہرات رکھے ہیں ان کو دوسروں پر خرچ کرنے کا مطالبہ کریں گے۔ جب ایک آدمی ہزار پر اپنے جواہرات انسانی کو لگاتا ہے تو ہزار کے جواہرت ایک کے کام آویں گے دیکھنے میں تو سب کے جذبات ٹوٹیں گے اس لئے کہ انسان کی طبیعت اپنی نسبت کو اپنے ہی اوپر لگانا چاہتی ہے۔ انسان کا جذبہ تو یہ ہے کہ اپنی جان و مال کے مفاد کو اپنے ہی دائرہ پر لگا دے اس سے دائروں میں ٹکراؤ ہوتا رہتا ہے۔ اور ان کی کامیابی کی کوئی شکل نہیں ہوتی ہم سے مطالبہ ہے کہ اپنی جان اور مال کے مفاد کو اپنے دائروں میں منحصر مت رکھو بلکہ اسلام نے بتلایا ہے کہ تمہارے جان و مال کے مفاد کے حصے دوسروں کے لئے کتنے کتنے ہیں۔ ہر مظلوم کی حمایت پر، بھوکے کے لئے کھانا، ہر ننگے کے لئے کپڑا مہیا کرنا، اپنے اوپر رکھا گیا۔ اللہ رب العزت تو معبود ہیں اور بندہ عبد ہے۔ اللہ رب العزت تو خود نہیں کھائیں گے صرف دوسروں کو کھلاویں گے۔ خود مکانوں میں نہیں رہیں گے لیکن انسان خود مکان میں رہیگا اور دوسروں کیلئے مکان کی فکر کرے گا۔ یہ خلافت خداوندی کہلاوے

گی۔ جب سب کی اجتماعی زندگی اسلام بنے گی تو ایک دوسرے کیلئے اپنے جانی و مالی مفاد کو لگانے والا بنے گا۔ پہلے تعلیم مسجد میں ہوا کرتی تھی۔ عبادت کیلئے مسجدوں میں سب کو جمع کیا جاتا تھا۔ روزہ میں سب کو پتہ چل جاویگا کہ بھوک کی کتنی تکلیف ہوتی ہے اس سے مالداروں کو غریبوں کی بھوک کا احساس پیدا ہوگا۔ نماز روزہ میں جان لگانے سے تمام طبقات میں مساوات کا جذبہ پیدا ہو جاوے گا۔ ایک طرف نماز دے دی، دوسری طرف روزہ اور ہر ایک کو نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ اس سے کوئی مستثنٰی نہیں نکلے گا، آج اگر کوئی نماز نہیں پڑھتا، یا روزہ نہیں رکھتا تو وہ اسلام کی زندگی کو لات مار کر بے نمازی اور بے روزہ والا بنا ہے، اس صورت میں اسلام کی زندگی سے بعد پیدا ہو جاوے گا، نماز کا فائدہ یہ ہے کہ خدا کی اطاعت کا مادّہ پیدا ہو جاوے اور روزہ سے دوسروں کے فاقے کی تکلیف کا احساس ہوگا۔ بعض احکامات ایسے ہیں کہ ان کی فوری طور پر تعمیل کی جائیگی اور اگر ہم اپنے کھانے کے تقاضے اور بیوی کی خواہش کی وجہ سے اس کو پورا کرنے میں تاخیر کرینگے تو نقصان عظیم کا خطرہ ہے لہٰذا روزہ کے ذریعہ ان کے برداشت کا مزاج پیدا کیا گیا ہے بھوک اور پیاس کی برداشت کی مشق کے لئے سال بھر میں ایک ماہ کے روزہ رکھے گئے ہیں اگر پوری امت میں دونوں فریضے عام ہو جائیں تو بہت زیادہ قرب پیدا ہو جاویگا اور دوسرے فریضے مال والے ہیں ایک حد اسلام کی وہ ہے جو مالدار اور غیر مالدار دونوں کے ذمہ ہے اور دوسری حد وہ ہے جو صرف مالداروں پر ہی ہے۔ جانی احکام کو غریبوں کے ساتھ کرنے والے ہونگے۔ اور پھر مال والے احکامات کی تعمیل کرینگے تو اس صورت سے غریبوں کے ساتھ الفت اور محبت پیدا ہو جائے گی طبقہ بدلنے کی زحمت گوارا کرنی نہیں پڑیگی جب ہم انکے ساتھ نماز پڑھنے والے بن جاویں۔ ان کے تعلیم کے حلقے میں بیٹھنے والے بن جاویں یا اگر وہ اپنے گھر کھانے کے لئے بلاویں یا کوئی غریب طبقہ کا مر جاوے اور کوئی مالدار اسکی قبر کھودنے میں ہاتھ لگادے تو اس سے الفت و محبت بڑھ جاوے گی۔

منافست، مال کے اندر نہیں ہے بلکہ تقوی کے اندر ہے ایک حد تو یہ ہے کہ نماز روزہ سب کی جان لگ جاوے اور جب وہ مزید کرنے والے ہونگے مالی مسائل میں تو ان کے اندر خصوص پیدا ہو جاوے گا غریب مالداروں سے محبت کرنے والے بن جاوینگے اسلام میں جانی حدود سے بڑھ کر مالی نقشہ قائم ہوا جس میں غریب پڑوسی اجتماعی زندگی کے سرسبز کرنے والے عمال میں لگنے والوں کے حقوق قائم کئے گئے ہیں پہلی چیز دین کی وہ زندہ ہوگی جو سب طبقوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اس طرح سے دعوت ہر طبقہ میں آئے گی۔ اس میں سب طبقہ جڑیں گے جس طبقہ کا بھی

داعی کھڑا ہوگا سب کو سننا ہوگا۔ ایک چیز تو ایسی ہے جس میں تفریق نہیں ہے بلکہ سب طبقوں کے ذمہ یکساں طور پر ہے اور صحیح زندگی کی طرف پکارنا، نماز روزہ سے بھی مقدم ہے اس سے اسلام کی کامیابی کا ذہن بنے گا۔ طبقات، معاشرت کے فساد نے تمام چیزوں کے مفاد سے روک رکھا ہے۔ جس طرح نماز پر سب لوگ جڑیں گے اسی طرح سے نماز کی تعلیم پر بھی سب جڑیں گے اور اخلاق اور معاشرات کی تعلیم بھی یکساں طور پر سب پر آئے گی اور ہر مسجد میں اس طرح کی تعلیم کو زندہ کیا جاوے اور تعلیم میں بھی ان کو مقدم کیا جاوے جو فضائل کی ہیں۔ آج چونکہ ہم اجتماع کے رخ پر نہیں ہیں، اس وجہ سے مسائل کی تعلیم عمومی حلقوں کے اندر نہیں رکھی گئی سب طبقات کے ذمہ یہ ہے کہ اکٹھے ہو کر تعلیم کریں اور دعوت سے جذبات کو بنا دیں ادھر نماز روزہ عام ہو جائے تو پھر تھوڑی سی کوشش مالداروں اور غریبوں میں مال کے متعلق کی جاوے گی۔ مالداروں کو ان کا ماعلیہ اور غریبوں کو ان کا ماعلیہ بتلایا جاویگا۔

کمانا نمبر دو کا درجہ رکھتا ہے۔ اس لئے کہ مسلمان کی بنیاد کمائی نہیں ہے۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ ہم تم سے کموانا نہیں چاہتے رزق تو ہم خود دینگے۔ تم ذرا طریقوں کو صحیح کرنے کی مشق کرلو۔ اس کے لئے ہی دعوت تعلیم روزہ وغیرہ کے لئے کہتے ہیں۔

حالات کی خرابی کی بنیاد
محل پر محنت نہ کرتے ہوئے غیر محل پر محنت کرنا ہے

(۲) بیان۔ حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۲/ربیع الاول ۱۳۷۷ھ۔ ۱۶/اکتوبر ۱۹۵۷ء بروز بدھ بعد نماز مغرب

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

میرے بھائیو اور دوستو!

تبلیغ کے ذریعہ جس کی طرف متوجہ کیا جارہا ہے اس کا رواج نہیں ہے اس وجہ سے اس کا سمجھنا اور اسکے مطابق محنت کرنا مشکل ہوتا ہے، لہٰذا تمام دوستوں سے عرض ہے کہ دھیان کے ساتھ بات سنیں۔

جتنے عالم میں انسان، یورپ اور ایشیا میں ہیں، وہ سب کامیابی کیلئے محنت کر رہے ہیں لیکن باوجود محنت کے کامیابی کی حقیقت حاصل نہیں ہو رہی اگرچہ بعض کو صورت حاصل ہو جاتی ہے اور کامیابی سے محرومی کی وجہ ماسوا پر محنت کرنا ہے۔ جو کرنے والا ہے اسکی تحقیق نہیں کی جارہی ہے، جو چیزیں آلات کے طور پر ہیں ان پر محنت کی جارہی ہے۔

جب تک فاعل اور مفعول کو نہ پہچانا جائے تو آلات کا حصول انسانوں کو کامیابی پر نہیں پہنچائے گا۔ جس قدر آلات کی کثرت آج ہے پہلے کسی زمانے میں نہیں رہی ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود کامیابی حاصل نہیں ہو رہی ہے۔ ہر چیز کی ایک صورت ہوتی ہے اور ایک حقیقت انار کی صورت بھی ہے اور حقیقت بھی، قلعہ، باغ کی صورت بھی ہے۔ حقیقت بھی ہے، صورت تو مٹی اور کاغذ سے حاصل کی جاتی ہے، لیکن حقیقت تھوڑی سی جان اور تھوڑے سے مال لگانے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے زبردست محنت کرنی اور جان لگانی پڑتی ہے آپ بازار جاویں اور چند کوڑی اور پیسوں میں صورت کو لے آئے لیکن باغ کی حقیقت اور پھولوں کی حقیقت حاصل

کرنے کے لئے زبردست محنت کرنی پڑتی ہے۔ صورت کے ملنے پر خوش فہمی حاصل ہو جاوے گی لیکن حقیقت کے جتنے مفاد ہیں وہ حاصل نہیں ہونگے اس لئے کہ صورتوں سے حقائق کا تعلق نہیں ہے۔ ایک تو کامیابی کی صورت اور ایک اس کی حقیقت ہے۔ سرمایوں کا ہاتھ میں آجانا، باغ مل جانا، ملک و مال مل جانا، یہ کامیابی کی صورت ہے اور حقیقت کامیابی وہ ہے جس کے لئے ہم نے ان چیزوں کو حاصل کیا ہے۔ ضرورتوں کا پورا ہو جانا، امن وعافیت مل جانا، صحت وتندرستی کا مل جانا۔

یہ کامیابی کی حقیقت ہے، اور اگر ہم ایک دوسرے کے دشمن ہیں اور پگڑیاں اچھالتے ہیں اور پریشانی کی زندگی گزار رہے ہیں تو یہ کامیابی نہیں ہے۔ اور وقتی طور پر کسی چیز کا مل جانا بھی کامیابی نہیں ہے۔ عزت نہ ملنا، عزت مل کر چھن جانا، مال نہ ملنا یا مال مل کر چھن جانا، دونوں ناکامیاں۔ عقلمندوں کے نزدیک کامیابی کا معیار یہ ہے کہ چیزیں مل کر چھنتی نہیں اور ہمیشہ چیزوں کا مل جانا کامیابی ہے۔ اگر وقتی طور پر حالات درست ہو جائیں اور مستقل طور پر بگڑ جائیں تو یہ ناکامی ہے۔ کامیابی کی جو حقیقتیں ہیں، ان کا تعلق اللہ پاک کی ذات کے ساتھ ہے۔ اللہ کرنے والے ہیں اور انسان کی ذات وہ ہے جس کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ جب ہم اس دنیا سے چلے جاویں گے تو اس عالم کو توڑ پھوڑ دیا جاوے گا۔ اللہ خود فاعل ہیں اور انسان مفعول، اور آلات بدلتے رہتے ہیں ان کو جس کے لئے استعمال کریں گے وہ استعمال ہو جاویں گے۔

حالات کی خرابی کی جو بنیاد ہے وہ محل پر محنت نہ کرنا اور غیر محل پر محنت کرنا ہے۔ محنت نہ ہونا وجہ ناکامی نہیں ہے بلکہ محل پر محنت نہ ہونا ناکامی کی وجہ ہے۔ غیر محل پر محنت کرنے سے تھوڑی صورتیں حاصل ہو جاتی ہیں جو وقتی ہوتی ہیں اور اس کے بعد فنا ہو جاتی ہے اللہ رب العزت اپنے نظام کو قائم فرمائیں گے۔ چیزوں کی ترتیب دیں گے اور اس سے حالات کو درست فرمائیں گے وہ انسانوں پر نگاہ ڈال کر کریں گے۔ قیامت میں ہر شخص براہ راست خدا کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور اس کی محنت کے صحیح یا غلط ہونے پر اس کے متعلق فیصلہ کیا جاوے گا۔

اس کے اندر کی تحقیق کی جارہی ہوگی اور اس کے لئے حالات کے بگاڑ کا یا حالات کے سدھار کا فیصلہ دیں گے اور اس کے بعد وہ حالات ہمیشہ رہیں گے۔ حالات جب آتے ہیں تو مال، سرمایہ، پارٹی وغیرہ کو نہیں دیکھتے بلکہ انسانیت کے حصے کو دیکھتے ہیں۔ خدا تو مختصر سا حساب لگاتے ہیں کہ انسانوں کے سر سے لیکر پیروں تک اعضا کس صورت سے استعمال ہو رہے ہیں۔ اگر خدا کے ضوابط پر آتا ہے تو بنانے کا فیصلہ کرتے ہیں اور اگر ضوابط کے

خلاف ہوتا ہے تو بگاڑ کا فیصلہ فرماتے ہیں۔ جب وہ بنانا چاہتے ہیں تو مچھلی کے پیٹ میں لے جا کر بناتے ہیں۔ آگ میں ڈال کر بچاتے ہیں۔ ساری کائنات تو تابع ہے مشیت الہی کے، اور اللہ کا ارادہ انسانوں کو دیکھ کر ہو گا۔ اگر انسان ان ضابطوں پر پورا ہو گا جو خدا کے مقرر کردہ ہیں تو اس کی سرسبزی کا فیصلہ آجاوے گا اور سارا عالم اس کے لئے موافقت میں آجاوے گا۔ اور اگر محنت غیر محل پر ہو گی تو پورا عالم خلاف پر آجاوے گا۔

آج زمین سے نکل کر چاند اور سورج پر محنت کی جارہی ہے۔ ایک ایک چیز پر محنت کی جارہی ہے اور اگر محنت نہیں کی جارہی تو انسان پر جو کائنات کی جڑ اور بنیاد ہے (بنیاد کا درجہ رکھتا ہے) آج ملک، مال، لکڑی، لوہے، وغیرہ کی محنت ہو رہی ہے اس لئے کہ آج انسان اللہ کی ربوبیت سے غافل ہو کر محنت کرتا ہے۔

تبلیغ میں اس طرف متوجہ کیا جارہا ہے کہ تھوڑے دن صحیح محنت کرلو پھر دیکھنا کہ اللہ رب العزت کیا کچھ ظاہر فرماتے ہیں جس میں کائنات پر محنت کرنے کے بجائے، انسان کی زمین کو بنانا پڑیگا۔ انسان کی انسانیت کے ساتھ ساری کائنات کو وابستہ کیا ہے۔ کائنات کے سارے ذرے اللہ کی مشیت میں استعمال ہوتی ہے۔ اور انسان اللہ کے حکموں کو توڑنے والا بنتا ہے تو کائنات اس کے خلاف میں استعمال ہوتی ہے۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ دنیا و آخرت میں پھلے پھولے تو اس کو اپنے اور اللہ کے درمیان کے روابط کو مضبوط کرنے کے لئے محنت کرنی پڑے گی اللہ کی ربوبیت کا یقین کر۔ کے انسانیت کو خدا کے احکام کے مطابق کرنے کی محنت کرنی پڑے گی۔

اللہ نے تمام احوال کی درستگی کو دین کے ساتھ جوڑ دیا اور دین کو محنت کے ساتھ

حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۳ ربیع الاوّل ۱۳۷۷ھ ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۷ء

بروز جمعہ بعد نماز فجر

خطبہ ماثورہ کے بعد! لقد کان ......الخ

اللہ رب العزت نے آخرت کی تمام کامیابیوں اور مرنے سے پہلے کے تمام احوال کی درستی کو دین کے ساتھ جوڑ دیا اور دین کو محنت کے ساتھ جوڑ دیا۔ ایک طرف تو آخرت کو اور دوسری طرف دنیا کو جوڑ دیا۔ دونوں جہاں کے تمام احوال تو دین کے ساتھ وابستہ اور دین محنت کے ساتھ وابستہ۔ جتنا کوئی دیندار بنتا چلا جاوے گا اسی کے بقدر دنیا کے احوال بھی درست ہوتے رہیں گے۔ پہلا درجہ محنت کا ہے، پھر دین کا، پھر کامیابیاں ہیں جتنے اونچے پیمانہ پر محنت کو اٹھاتا جائیگا۔ اور جتنی یہ محنت اللہ کے ہاں پیاری ہوگی اس کے بقدر عالم میں دین آویگا اور پھر کامیابی کی صورتیں پیدا ہوں گی۔ محنت کے نقشے میں تمام انبیاء نے محنتیں کی ہیں۔ کسی سے اس کے گھر کے اندر، کسی سے بستی کے اندر، کسی سے قوم کے اندر کسی سے علاقہ میں محنت کرائی۔ مدین والوں کی طرف اللہ نے حضرت شعیبؑ کو بھیجا۔ حضرت صالحؑ کو قوم ہود کی طرف بھیج۔ جتنا دائرہ محنت بڑا ہے اسی کے بقدر دین بڑا نکلے گا اور پھر اسی کے حساب اور پیمانہ پر کامیابی ہوگی۔ پہلے انبیاء کی محنت مٹی تو ایک قوم مٹی اور چمکی تو ایک قومی چمکی لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ محنت دی گئی جس کا اثر پورے عالم پر پڑے گا۔ سارے انبیاء میں وہ باتیں نہیں ملیں گی جو حضورؐ میں مجموعی طور پر دی گئی ہیں۔ اس اعتبار سے آپ کو محنت کے وہ سارے شعبے ملے جو آپ سے پہلے انبیاء کو ملے تھے۔ اپنے گھر میں اپنے

شہر میں اپنی قوم میں، مختلف شعبوں والوں میں بھی محنت کرنا ملا اور ایک آپ کی خصوصی نوعیت ہے محنت کی۔

تجارت میں آوے، اس کی بنیاد ہے تاجروں میں دین کے زندہ ہونے کے لئے محنت کرنا۔ ہر قوم، ہر شہر، ہر گھر، ہر شعبہ میں محنت ہونے لگے۔ یہ چالو کس طرح ہوگی، وہ آپ کی خاص محنت ہے۔ جس کے ذریعہ یہ وجود میں آوے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری قوموں، ساری زبان والوں اور سارے زمانوں کے نبی بنا کر بھیجے گئے۔ جس محنت پر پہلے انبیاء اٹھا کرتے تھے وہ آپ کی خصوصی محنت ہے اور ہر قوم، ہر گھر، ہر علاقہ اور ہر شعبہ میں محنت کرنا آپؐ کے ذمہ ہے۔ جتنی دائرہ میں وسعت ہوگی اتنی ہی عملہ میں وسعت کی جاتی ہے۔ جب آپ کو قیامت تک محنت کرنے والا قرار دیا گیا تو پھر آپ کی امت کو یہ ذمہ داری دے دی گئی۔ آپ کا جو بھی اتباع کرے اس کے اوپر ساری دنیا میں دین کے لئے محنت کرنا آجاتا ہے۔ جو ان کے اتباع میں کامیابی دیکھتا ہے آپ کی خاص محنت گھر میں بیٹھ کر یا قوم میں رہ کر یا علاقہ میں پھر کر نہیں ہے بلکہ آپ کی محنت نقل وحرکت کے ساتھ ہے جو ہر ملک اور علاقہ میں پہنچ رہی ہے۔

محنت میں اجتماع اور محنت نقل وحرکت آپ کی خصوصیت ہے۔ دعوت الی اللہ میں آپؐ کے ساتھ پوری امت کو شریک کردیا گیا۔ اللہ کا کسی کو یہ فرمانا کہ تو کسی کو جا کر دعوت دے، یہ بہت بڑی طاقت ہے۔ اتنی طاقت کا کوئی امر ہے ہی نہیں۔ اگر یہ دعوت والا امر پورا کیا جائے اور اس انداز سے پورا ہوجاوے جو پورا ہونے کا حق ہے تو اس کے نور سے پوری کی پوری حکومت نیست ونابود ہوسکتی ہے جو اس کے مقابلہ میں آجاوے۔ پہلے یہ امر خاص نبی کو ملا کرتا تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے یہ امر مستثنیٰ کرایا۔ جب اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ کو امر واحد دیا کہ جا فرعون کے پاس وہ سرکش ہوگیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے بڑی تمہید کے بعد اللہ کی جناب میں درخواست کی کہ میرے والے اس امر میں میرے بھائی ہارونؑ کو بھی شامل کردیجئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایسی حکومت ملی جواب سے پہلے کسی آدمی کو نہیں ملی تھی۔ اس کے لئے تو صرف اتنی دعا کی گئی ہے کہ اللہ مجھے ایسا ملک مرحمت فرما جواب سے پہلے کسی کو نہ ملا ہو لیکن دعوت میں واحد مثنیٰ بنانے کے لئے ایک لمبی چوڑی دعا کرنی پڑی۔ حضرت سلیمانؑ کی دعا پر تو صرف ایک جملہ ارشاد فرمایا کہ فسخرنا (☆) الخ لیکن حضرت موسیٰؑ کی درخواست پر اللہ تعالیٰ نے احسانات گنوانے شروع کئے اور پیدا ہونے کے وقت سے اب تک کے جتنے احسانات تھے سب گنوائے۔ اس لئے کہ یہ معمولی بات نہ تھی، حکومت مل جانا، مال مل جانا، معمولی بات ہے لیکن کسی کو دعوت امر مل جانا بہت اونچی بات ہے۔ مانگنے والا بہت بڑی چیز سمجھ کر بہت تمہیدات کے بعد مانگ رہا ہے اور اللہ رب العزت بھی بہت بڑی تمہید کے بعد اس کا جواب ارشاد فرما رہے

ہیں۔ ایک صورت تو یہ بھی کہ حضرت موسیٰ، حضرت ہارونؑ کو اس کی شرکت کیلئے فرما دیتے، لیکن دعوت والی طاقت ایک ہی رہتی لیکن جب اللہ رب العزت نے حضرت ہارونؑ کو بھی اس میں شامل کر دیا تو اب طاقت دوہری ہوگئی۔ دعوت میں عین طاقت باری تعالیٰ ہے اور دنیا کی ساری طاقتیں تو کائنات سے لی ہوئی ہیں۔ وہ اللہ کی طاقت کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔

حضورؐ نے حضرت جبرائیلؑ کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا ہے، وہ یہ کہ ان کا سر عرشِ الٰہی تک اور پر ساتوں زمینوں کے نیچے اور ان کے چھ سو پر زمین و آسمان کے درمیان کو گھیر لیتے ہیں۔ اتنا بڑا جسم اللہ رب العزت کی ہیبت سے سکڑتے سکڑتے ایک چھوٹی چڑیا کے برابر رہ جاتا ہے۔ اللہ کی ذات کی طاقت امر کے ساتھ فرشتے علیحدہ سرنگوں ہوتے ہیں۔ کائنات علیحدہ جھکتی ہے اللہ کی ذات کے ساتھ ہو جانے پر۔ اوامر الٰہیہ غیبی طاقت باری تعالیٰ کو لینے کے لئے ہیں۔ وہ طاقت جس کو آپ یوں کہتے ہیں کہ وہ مخلوق نہیں بلکہ خالق ہے۔ وہ طاقت ظاہر صفات کے ساتھ ہو جاتی ہے دعوت کے اوامر کے امتثال پر اور اس کے اندر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم والی شکل پر دعوت آ جائے گی۔ آپ کا موضوع بعثت ہے ان سب میں کام کریں۔ جب آپؐ والی خصوصی محنت کی جاوے گی تو باطل میں زلزلہ آوے گا۔ باطل نقشوں میں کامیابیاں ملنی بند ہو جاویں گی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو جنات آسمانوں پر چلے جاتے تھے اور وہاں سے خبر لیکر آتے، لوگوں کو سناتے۔ لیکن حضورؐ کے تشریف لانے پر ان کا آسمان پر جانا موقوف کر دیا گیا۔ اب اگر وہ جاتے ہیں تو ان کے کوڑے مارے جاتے ہیں اور ان کو آسمان پر چڑھنے سے روک دیا جاتا ہے۔ جب حضورؐ تشریف لائے تو وہ آگ جو ہزاروں برس سے جل رہی تھی ایک دم بجھ گئی اور دریا ایک دم خشک سا ہو گیا۔ جب آپؐ کی ذات نے عالم میں ایسا تغیر کرایا تو پھر جس محنت کو لے کر آپؐ تشریف لائے، اگر وہ دنیا میں زندہ ہو تو پھر کتنی زبردست کامیابیاں وجود میں آسکتی ہیں اور غیر کس درجہ ناکام ہو سکتے ہیں۔ تمام دنیا کے سر کردہ مل کر جتنی اسکیمیں بنائیں گے وہ ساری رکھی رہ جائیں گی اگر حضورؐ کے نقشے پر محنت کو اٹھایا جائے گا۔ آپؐ کے اندر جامعیت اور کمال ہے اسی واسطے آپ کی امت کے لئے زبردست میدان مل گیا۔ عالم کے نقشے میں مشرکین، یہود و نصاریٰ کی ذلت کے ساتھ تبدیلی ہو جانا خالی اس محنت سے نہیں ہوگا۔ بلکہ عالم میں خواہشات اور مظالم کا جو معاشرہ قائم ہے وہ خالی وسعت پر عمل کرنے سے نہیں ہوگی اگر چہ وسعت کے مطابق جو محنت ہوتی ہے اس کے اثرات بھی اللہ کے ہاتھ میں ہیں لیکن آپ کے والے اعتبار سے لینا ہے تو اس کے لئے وسعت سے کام نہیں چلے گا۔ لوگ کہتے ہیں دین میں تو وسعت بہت ہے تم اتنی تنگی کیوں کرتے ہو حالانکہ وسعت پر عمل کرتے رہنے میں جو

مصیبتیں آتی ہیں وہ بھی بیان کی گئی ہیں وسعت والا دائرہ تو اتنا ہے کہ جس نے بھی ایک مرتبہ کلمہ پڑھ لیا وہ ایک نہ ایک دن جنت میں چلا جاوے گا۔ لیکن ہم جتنا محنت کو بڑھاوا دیں گے دین وجود میں آویگا۔ پہلا درجہ محنت کے زندہ ہونے کا ہے۔ آپ والی خاص محنت وہ ہے جو ہر زبان، ہر قوم، ہر شہر میں محنت اٹھا رہی ہو، وہ محنت بنیادی محنت ہوگی، اس سے دوسری محنتیں پیدا ہوں گی، قوم وار، علاقہ وار، زبان وار، شعبہ وار محنتیں اٹھیں گی اور جب وہ مختلف لائن کی محنتیں اٹھیں گی تو سب میں دین آوے گا، پہلے نبیوں کی محنت زیادہ دن نہیں چلتی تھی بلکہ تھوڑے دن کی محنت پر بگڑنے والے بگڑ جاتے تھے اور بننے والے بن جایا کرتے تھے لیکن حضورؐ کی امت میں ایسی شکلیں تو نہیں ہوں گی کہ پتھر برسا کر پوری قوم کو ہلاک اور برباد کر دیا جائے مگر نظام میں تبدیلی کی صورتیں ضرور پیدا ہوتی رہیں گی۔ آج ایک قوم کو عزت اور نعمتیں ملی ہوئی ہیں کل اس سے چھین کر دوسری قوم کو دے دی گئیں۔ نقشے ہر اعتبار سے بدلتے ہیں۔ حضورؐ نے تشریف لا کر محنت کے جس نہج کو اٹھایا ہے وہ محنت کو سارے شعبوں میں قائم کرنے کیلئے ہے۔ اور وہ محنت سارے دین کو سارے شعبوں میں قائم کرنے والی ہے۔ اگر ہم خالی اپنے گھر میں بیٹھے یا خالی اپنے شہر میں پھر کر محنت کرتے رہے تو اس سے سارے عالم میں کس طرح سے دین وجود میں آجاوے گا۔ گھر پر محنت کرنے والے اس ترتیب سے محنت نہیں کرتے بلکہ اپنے مشاغل کی ترتیب پر محنت کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کی محنت بہت ناقص ہوگی۔ تاجر، ملازم وغیرہ اپنی ترتیب پر محنت کرتے ہیں یعنی جب اپنے سارے مشاغل سے فارغ ہو جاتے ہیں تو کچھ دین کیلئے بھی محنت کر لیتے ہیں۔ حضرات انبیاء کرام محنت کے اندر پتھر کھاتے تھے، مصیبتیں اٹھاتے تھے۔ بھوک پیاس برداشت کرتے تھے تو پھر اس محنت کے اندر طاقت تھی لیکن چونکہ ہماری محنت ہماری اپنی ترتیب پر ہے، تین دن بتا دیں گے، اصل میں ایک دن ہوگا، ایک آدھی چھٹی کا دن آجاتا ہے ایک آدھے دن آکر وہ اپنے گھربار کو دیکھ لیتے ہیں ایسی صورت میں چونکہ کوئی خاص قربانی نہیں ہے اس لئے اللہ رب العزت کی طرف سے بھی کوئی خصوصی امداد نہیں ہوتی۔ ایک لائن کے مفاد کو قربان کرنا پڑتا ہے دوسری لائن کے وجود میں لانے کیلئے۔ پہلے درجہ میں تو شیطانؒ اس بات کی کوشش کرے گا کہ محنت ہی نہ ہونے پائے اور اگر محنت پر آ ہی جاوے تو اس طرح سے محنت کرنا ہے کہ تصور میں تو یوں آجاوے کہ بہت محنت کر رہے ہیں لیکن حقیقت میں وہ محنت محنت ہی شمار نہ کی جاوے۔ اصل محنت وہ ہے جس سے شیطان کی ساری طاقتیں ختم ہو جائیں، شیطان ایسی پٹی پڑھاتا ہے کہ محنت ایسی صورت سے کر لی جاوے کہ اپنے نقشے کے اندر کوئی نقصان اور تبدیلی پیدا نہ ہو جاوے۔

جس محنت کے ہونے پر آپ یوں چاہتے ہیں کہ قدسی طاقتیں آجاویں تو اس کے لئے زبردست قربانی دینی پڑے گی۔ صبح کے آنے جانے نے بچوں کو جوان اور جوان کو بوڑھا بنا دیا۔ سردی ضد ہے گرمی کی اور گرمی ضد ہے سردی کی۔ اندھیرا اور چاند اضداد ہیں۔ اگر چاندنی میں سونا چاہیں گے تو بھی اندھیرا کرنا پڑے گا یا اندھیرے میں کوئی مشغلہ کرنا چاہیں گے تو اجالا کرنا پڑے گا۔ جس طرح رات دن کی آمد ورفت ہے اسی طرح انسانوں پر احوال کی آمد ورفت ہے اگر کوئی انسان یوں چاہے کی قدسی طاقت اس کے ساتھ ہو جائے تو وہ ہر حال میں کرنے والا بن جاوے جب کھانے کو ملے تب بھی کرے اور جب کھانے کو نہ ملے اس وقت بھی کرتا رہے۔ نماز، روزہ، ذکر اور سارے اوامر کا یہی حال ہے۔ جب ان کو ہر حال میں بجالایا جارہا ہوگا تو قدسی طاقت پیدا ہو جائے گی۔

ہر امر کے اثرات علیحدہ علیحدہ ہیں، بعض تو شخصی زندگی کے ساتھ، بعض قومی زندگی کے ساتھ، بعض علاقے اور ملک کی زندگی کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں۔ اللہ کے راستہ کی محنت جب اضداد میں کو نکل جاوے تو اس کے اندر زبردست طاقت ہو جاوے گی۔ شیطان اس کو اچھی طرح دیکھ رہا ہے اور یہ نقل وحرکت تو چالو ہو گئی اس سے بچانے کی صورت یہ ہے کہ ایک ایک ذہن میں یوں ڈالے کہ اب کرنے والے بہت ہو گئے ہیں اگر میں نہ جاؤں گا تو کیا ہرج ہوگا۔ اگر یہ شخص اپنی فرصت کی ترتیب بٹھالے تو غیبی طاقت پیدا نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ ایک رخ کی بات ہوگی یعنی تندرستی میں کرتے ہوں، بیماری میں نہ کرتے ہوں، فراغت میں کرتے ہوں، مشغولی میں نہ کرتے ہوں، تو وہ خاص بات پیدا نہیں ہوگی۔ خواہ ہزاروں محنت کرنے والے بن جاویں۔ محنت میں کمال اس وقت پیدا ہوگا جو ہر حال میں نکلنے والے ہوں۔ یہ صورت کے اعتبار سے ہے۔ محنت کا خاکہ تو یہ ہے کہ ہر حال میں نکلا جائے اگر کوئی بیمار ہے تو بیماری نہ روکے اگر کھیتی کا وقت ہے تو اس کو نہ دیکھے بلکہ اس حال میں بھی اللہ کے دین کی محنت کے لئے نکلنے والا بن جائے۔ جو صرف ایک حال میں کرنے والا بنے گا اس کو اجر وثواب تو مل جاوے گا لیکن قدسی طاقتیں شامل حال نہ ہوں گی۔ اندھیروں میں بہت نکلنے والوں کو قیامت کے دن روشنی کی خبر سنا دو یوں تو مسجد میں ویسے بھی جانے کا ثواب ہے۔ مکارہ پر وضو میں مبالغہ کا بہت زیادہ اجر وثواب بتلایا گیا ہے۔ اللہ کے کچھ بندے ہر حال میں نکلنے والے بن جاویں تو یہ مختلف شعبوں میں محنتوں کو زندہ کرا دیں گی اور ان محنتوں سے دنیا میں دین آوے گا۔ اور پھر اللہ کی مددوں سے مؤید ہو جاویں گے۔ ہر شخص کو اپنی ذات کے بارے میں یہ فکر ہو کہ حالت جیسے بھی ہو، اسی میں دین کیلئے نکلنے والے بن جاویں۔ اگر حضرت ابو بکرؓ حالات ناموافقہ میں کام کرنے والے نہ ہوتے تو زبردست خرابی پیدا

ہو جاتی۔ حضرت ابو بکرؓ نے نزع کی حالت میں سارا کام کرایا ہے۔ مشورہ لیا حضرت عمرؓ کو بلایا اور خوب وصیتیں کیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عثمانؓ سے وصیت نامہ لکھوانا شروع کیا تو بے ہوشی ہو گئی۔ اور انی استخلفتکم علیکم تک لکھوانے پائے تھے حضرت عثمانؓ نے اس سے آگے عمرؓ لکھ دیا۔

ایک وفد آیا کہ آپؓ امت کی گردن عمرؓ کے ہاتھ میں دے کر جا رہے ہو، تم اللہ کو کیا جواب دو گے قیامت کے دن، اسی حالت میں جواب دینے کیلئے اٹھے اور ارشاد فرمایا: کہ اللہ کو اور عمرؓ کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ اگر اللہ نے سوال فرمایا تو عرض کروں گا کہ اے اللہ میں سب سے بہتر شخص کے حوالے امت کو کر کے آ گیا ہوں۔ بہت دیر تک مختلف آیتیں تلاوت فرماتے رہے اور دعا فرماتے رہے کہ اے اللہ میں نے تو عمرؓ کو بہتر ہی جان کر خلیفہ بنایا ہے اگر یہ آئندہ چل کر بگڑ جاوے تو تو خود ہی جاننے والا ہے۔ مثنیٰ بن حارثہؓ آئے اور ایک علاقہ کے ارتداد کی خبر سنائی تو ارشاد فرمایا کہ اے عمرؓ اگر میں رات میں مر جاؤں تو صبح ہونے سے پہلے اور دن کو مر جاؤں تو شام ہونے سے پہلے لشکر کو روانہ کر دیا جائے اور ارشاد فرمایا کہ اگر میں حضورؐ کے انتقال کے وقت اسامہؓ کے لشکر کو روانہ نہ کرتا تو مدینہ آگ کی بھٹی بن جاتا۔ جو ایک حال میں کرنے والے ہوں گے ان کی طرف کا ہر وقت ڈر ہے کہ نہ معلوم وہ کس وقت پت جھڑ کی صورت سے کام سے جاتے رہیں۔ ہاں اگر ہر حال میں محنت کی جائے گی تو دین وجود میں آئے گا۔ اور اس سے سارے عالم کا معاشرہ بدل جاوے گا۔

دنیا کے کاروبار میں بھی بہت سی تبدیلیاں آتی ہیں۔ بگڑتی ہیں، ٹوٹتی ہیں، نقصان آتا ہے اسی طرح دین کی محنت میں بھی ایسی شکلیں آئیں گی لیکن مر کر کرتے چلے گئے تو پھر اللہ کی مدد آ جائے گی۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے فرمان کے مطابق لشکر روانہ کرنے کا ارادہ فرمالیا سب کو جمع کر کے بہت ترغیب دی لیکن کوئی نہیں بولا۔ آخر تین دن کے بعد ایک صحابی نے اپنا نام پیش کیا۔ انہی کو امیر بنایا گیا۔ مزاج تو بدریوں کو امیر بنانے کا تھا لیکن خفگی کی وجہ سے آپؓ نے ایک ادنیٰ درجے کے صحابی کو امیر بنایا۔ ابو عبیدؓ آواز لگا رہے تھے کہ پل یہاں ہے لیکن مسلمانوں پر خوف کا ایسا نقشہ طاری تھا کہ سمندر میں گر گر کر مر رہے تھے اور وجہ اس کی یہ ہوئی پہلے دن کے چاند نے میں جن کو روانہ ہو جانا تھا، وہ چوتھے دن روانہ ہو سکے۔

اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ اے اللہ تو یہ شرف مرحمت فرمادے کہ ہم دین کا کام کرنے والے بن جائیں۔ تو ہمیں ہر حال میں اس کی سعی کرنی ہے۔ جو ہر حال میں کوشش کرنے والے بن جاویں گے۔ تو پھر شیطان اس کی سعی کرے گا کہ ان کی نیتیں خراب ہو جاویں ایک دوسرے کا اکرام کرنے والے نہ رہیں وغیرہ جس سے اپنا عمل خراب ہو

جاوے۔ دوسروں کے بارے میں مسلمان ہونے کے اعتبار سے اچھا گمان ہو، لہٰذا اپنے اوپر طرح طرح کی تہمتیں لگا کر نقص نکال رہا ہو۔

نماز، ذکر وغیرہ کی کثرت کرتا رہا اور عمومی گشتوں کی شرکت کرتا رہا تو اللہ رب العزت کی کامیابی کی شکل مرحمت فرماویں گے بعض مشائخ کو جب آخر میں تسبیح لئے دیکھا تو پوچھا کہ حضرت اب تسبیح کی کیا ضرورت ہے تو فرمایا کہ اس کی برکت سے ہی تو اللہ رب العزت نے یہ مرتبہ دکھایا ہے (مرحمت فرمایا ہے) اب اس کو کیسے چھوڑ دیا جائے۔ دنیا کے شعبے تو کبر پر، نخوت پر، چل رہے ہیں لیکن خدا کا کام کبر و نخوت اور بڑائے کے ساتھ نہیں چلتا، اس واسطے اپنے لئے یہ ہے کہ عمومی کام میں ہم برابر حصہ لیتے رہیں۔ اگر ہم غریب ترین انسانوں کا اکرام کرنے والے بنیں گے تو پھر ہر ایک کا اکرام کرنا آجاوے گا اور اس کی ایک ترتیب ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے کسمپرس لوگوں میں تلاش کرو۔ عمومی، خصوصی تعلیمات کا اہتمام رکھا جائے۔ ذکر تسبیحات کا اہتمام ہو۔ دوسروں کو اکرام اور اخلاق کے ساتھ اصول کی طرف متوجہ کرتے رہیں۔ یہ حرکت جس درجہ ملکوں اور علاقوں میں چالو ہوگی تو دین کی محنت وجود میں آئے گی۔ اور جب یہ محنت عام ہوگی تو سارے عالم میں دین آوے گا۔ اور دین پر جو انعامات ملتے ہیں وا ا صل ہوں گے۔

بااصول قربانی ترقی کا زینہ ہے

حضرت جی مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ پرانوں کے مجمع میں
۲۷؍شوال ۱۳۷۹ھ ۔ ۲۴؍اپریل ۱۹۶۰ بروز اتوار چاشت کے وقت

نحمده نصلی علی رسوله الکریم اما بعد!

بھائیو دوستو دیکھو بات یہ ہے یہ تبلیغ کا کام بہت نازک ہے اتنا نازک کہ کوئی حد وحساب نہیں اس کام کے کرنے سے آدمی بن بھی سکتا ہے اس سے بنے تو ایسا بنے کہ ایسا ملنا مشکل، اور اس سے بگڑے تو ایسا بگڑے کہ ایسا ملنا مشکل۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا مقولہ یہ ہے کہ ساری دنیا کی امتیں اپنے اپنے ظالم کو لاکر پیش کریں اور ہم حجاج کو پیش کریں تو ہمارا پلہ بھاری ہو جائے گا اور ان کے بعد والوں نے یہ کہا کہ اگر ساری امتیں اپنے عادلوں کو لائیں اور ہم عمر بن عبدالعزیزؒ کو لائیں تو ہمارا پلڑا بھاری ہو جائے گا حجاج کا کام یہ ہے کہ اصلاح ہو جائے اس کے باوجود اس کام کے کرنے والے کا شمار ساری امتوں میں سب سے بڑے ظالموں میں ہے ایک عمر بن عبدالعزیزؒ ہیں جن کو کہتے ہیں ساری امتیں مل کر ایسا عادل نہیں پیش کرسکتیں۔ حجاج کے سامنے یہ بات تھی کہ اختلاف وانتشار کو ختم کیا جائے وہ صاف صاف کہتا تھا اگر میں تم کو یوں کہوں کہ اس دروازہ میں سے نکل جاؤ اور تم اس پاس والے دروازے سے نکلو تو میرے نزدیک تمہارا خون بہانا جائز ہے۔ مانتے کیوں نہیں باوجود اس کے کہ جہاد کا شعبہ ان کے زمانے میں قائم تھا دنیا میں سب سے زیادہ ظالم شمار ہوا۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے تمام ممالک عربیہ اور اس سے بھی آگے بڑھ کر کام کیا ایسی اصلاح کی کہ ان کو خلفائے راشدین میں شمار کرنے لگے یوں کہتے ہیں کہ اس زمانے میں اول نمبر آدمی عمر ہیں ایک نے اصلاح کا کام، دوسروں کے سارے نفعوں کو قربان کیا۔ ایک نے اپنے سارے نفعوں کو قربان کیا کام کرنے والا ہمیشہ بہتر نہیں بنا کرتا۔ اگر کام کرنے والا بہتر بن گیا تو امت پریشانی سے نکل جائے گی،

اور اگر ہماری اصلاح نہ ہوئی تو امت ہماری وجہ سے پریشان ہو جائے گی۔ حضرت مولانا الیاسؒ کا مقولہ ہے یہی کام خیروں کا بھی اور فتنوں کا بھی لانے والا ہے اس کام کے جو دو رخ ہوں گے کام کرنے والوں کے اعتبار سے ہوں گے۔ یہ کام اپنی اصلاح کا ہے اصلاح کا مفہوم جتنا بلند ہوگا اتنا تو ہم دل سے یہ سمجھیں گے کہ ہماری اصلاح کیلئے یہ ضرورت ہے اور جتنا اصلاح کا مفہوم چھوٹا ہوگا اتنا جلد ہم فارغ ہو جائیں گے اگر اصلاح کا مفہوم یہ ہے کہ التحیات آ جائے، نماز آ جائے، جماعت لے جانی آ جائے وغیرہ اگر یہ مفہوم ہے تو پھر جلدی سے سمجھ کر اصلاح ہماری ہوگئی دوسروں کی فکر میں لگ جاویں گے۔

قربانی کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ اس وقت کوئی نہ کوئی آدمی آ کر اس کام کو کر دے بلکہ قربانی کا مفہوم یہ ہے کہ اس وقت میں جس آدمی کے آنے سے یہاں کام اصول سے ہو وہ آدمی آ کر کام کرے۔ ایک طبقہ ایسا ہوگا وہ طبقہ اگر قربانی دے دے تو یہ سب اصول کے مطابق ہو کر امت میں صلاح آ جائے اور اگر نہ دے تو صلاح نہ آئے جو کچھ ہم کر رہے ہیں اس کے واسطے آدمی مل جائے ان دونوں میں فرق ہے، ہر کام کرنے والے کو یہ بتانے کیلئے واقعات صحابہ ہیں کہ ہم صلاح میں ناقص ہیں یہ عزائم پیدا کرو کہ ہم محنت کریں اللہ ہماری اصلاح کر دے اس کام کو جب اٹھایا گیا ہے تو اٹھانے والوں نے اپنے اصول سوچ سوچ کر نہیں دیئے۔ حضورؐ کی پاک سیرت اور مبارک زندگی اس کام کے اصول ہیں ایسی حکومت سے آئے کہ وہ قبول کر لی جائے ٹھکرائی نہ جائے یہ بھی اصول میں ہے۔ حضرت عمرؓ کے پاس بات پہنچی کہ عراق و ایران نے مل کر بغاوت کر دی۔ آپؓ نے تیاری کا حکم فرمایا سب تیار کسی کو پتہ نہیں کہ کہاں جا رہے ہیں یہ اصول ملے گا آپؐ نے تربیت فرمائی تھی ایک جماعت روانہ فرمائی تھی ایک جماعت روانہ فرمائی اس کو پرچہ دیا کہ تین دن تک چلو اور پھر پرچہ کھولو پھر جیسا لکھا ہو ویسا کرو۔ عبداللہ بن جحشؓ نے پرچہ پڑھا یا آنکھوں سے لگا لیا اور چوما اس میں لکھا ہوا تھا کہ قریش کے فلاں قبیلہ کے حالات معلوم کرو اگر کوئی نہ جائے تمہارے ساتھ تو تم ہی چلے جاؤ۔ مرنے کیلئے تیار ہو کر سب ساتھ ہو گئے آٹھ نو آدمی تھے کچھ آدمی ملے ان سے لڑائی ہوگئی دو تین علاحدہ ہو گئے اختلاف پیدا ہو گیا واپس آئے ڈانٹ پڑی، اللہ پاک نے آیت نازل فرما کر تسلی دی۔ ہم بالکل کام کرنے والے نہیں بنے جب کام کرنے کو کہا جاوے، جس وقت آواز لگے اس وقت جتنی بھی تمہاری وسعت ہو اس کے مطابق لے کر چل دو۔ مکان بیچ کر چل دو، قربانی اصول کے ساتھ دو۔ حضرت عمرؓ کی آواز پر سب چل دیئے اتنا ارباب حل وعقد کا۔ احترام بھی اصول میں داخل ہے۔ کسی کی یوں ہمت نہیں ہوئی یوں کہ دے صاحب کہاں لے

جار ہے ہو یہ تو بتادو۔ بہت چلنے کے بعد حضرت عثمانؓ نے امیر المومنین سے چپکے سے پوچھا کہاں جار ہے ہو؟ سب کو ٹھہرالیا پھر جونظام قائم کیا تھا اس میں تغیر کیا ایک آدمی مدینہ منورہ بھیجا حضرت علیؓ کو وہاں سے بلا کرلاؤ، مشورہ کریں گے دوآدمی میمنہ بھیجے اور دو میسرہ پر بھیجے دو مقدمہ پر بھیج کر مشورہ والوں کو بلایا ہمارا کام کا وقت اور مشورہ لے کر بیٹھ گئے کام کا وقت نکل گیا وہاں کام کو لے کر چل دیے اور پھر مشورہ کرر ہے ہیں سب کی رائے حضرت عمرؓ کو ساتھ لے کر چلنے کی تھی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا میری بزدلی قرار دے لو، عمرؓ کو لے کر نہ جاؤ لوگوں کو ڈھارس رہے گی حضرت عمرؓ نے کھڑے ہوکر کہا سب امیر کے تابع اور امیر مشورہ والوں کے تابع نعمان ابن مقرن کو روانہ کیا اتنا زبردست مرحلہ اور جس میں ظواہر کے اعتبار سے حضرت عمرؓ کی ضرورت تھی۔

ماننے والے تھے مشورہ طے ہوگیا یہ کہنا مناسب نہیں کہ میری رائے یہ تھی حضرت عمرؓ کی رائے حضرت خالدؓ کو معزول سے آگے قتل کرنے کی تھی۔ قتل کی رائے نہیں پھر ان کو امیر نہ رکھو ان کی تلوار میں تیزی ہے خون زیادہ کرتے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق نہیں مانے شروع میں دو چار بار کہنے کے بعد حضرت عمرؓ نے اتنا کیا کہ حضرت خالدؓ کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے کیلئے میدان سے بلایا۔ حضرت ابوبکرؓ اپنے حجرے میں اور حضرت عمرؓ نے خالدؓ کو خوب ڈانٹ ڈپٹ کی پچاسوں تیز باتوں میں سے ایک کا بھی جواب حضرت خالدؓ نے نہ دیا۔ اکابر صحابہ حضرت خالدؓ کے ساتھ تھے اندر گئے حضرت خالد کی صفائیاں صحابہ نے دیں دو ایک باتیں تنقید کی تھیں۔ مسلمان تو دفن بھی نہ ہوئے انہوں نے بیاہ رچالیا۔ باہر نکل کر حضرت خالدؓ برس رہے تھے عمرؓ چپ پہلے خالدؓ کے ذہن میں یہ تھا کہ امیر کے ذہن میں یہ بات تھی اور پھر عمرؓ یہ سمجھ رہے تھے کہ امیر راضی ہوگیا۔ پہلے وہ سننے والے تھے یہ بولنے والے تھے اب وہ بولنے والے تھے یہ سننے والے تھے۔ یہ اصول نہیں آسکے۔ پورے کام کرنے والوں میں کسی کا ذہن یہ نہیں تھا کہ میں کام کرنے والا ہوں اگر نہ مانی تو معاش جائے گی۔ یہ بات بالکل نہ تھی یہ مسئلہ تو یہاں تک پہنچا ہوا تھا۔ ابوبکرؓ کو عام آدمی نے جھلا کر جواب دیا مغیرہ بن شعبہ نے چھوٹتے ہی یہ پوچھا کہ اجازت دیجئے میں اس کا گلا کاٹ دوں۔ آپ نے منع فرمادیا۔ تنہائی میں بلا کر پوچھا کہ بالکل ماردیتا توبہ توبہ یہ حضور کا مقام ہے حضرت ابوبکرؓ کو گالی دینے والا نہیں مارا جاسکتا تو اور کسی کو کیوں مارا جائے گا۔ پھر سنتے ہیں کام کرنے والے ہیں۔ نعمان لے کر چلے اخروٹ وخروٹ کے قصے ان صحابی کے ہیں حضرت مغیرہ ابن شعبہؓ جو عرب کے چار عاقلوں میں سے ایک ہیں۔ اگر قلعہ ایک ہزار دروازوں کا ہے اور ہر دروازہ ایسا ہو کہ بغیر نئی ترکیب کے نہ نکلا جاسکتا ہو تو مغیرہ سب میں سے نکل جائیں گے ایسے

آدمی اور بالکل بچے بنے ہوئے ہیں۔ واقعہ ایسا اہم ہے کہ حضرت عمرؓ تشریف لا رہے ہیں اور نائب ایسا بنا کہ زمین و آسمان کے نظام میں تغیر کو اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہے۔ تدبیر کے علاوہ کوئی اور بات ہے جسے نعمان جانتے تھے وہ وقت آ گیا تو یوں ارشاد فرمایا کہ میں تین تکبیریں کہوں گا پہلی پر وضو کر لینا، دوسری پر تیار ہو جانا اور تیسری پر حملہ کر دینا۔ دعا مانگ رہا ہوں، آمین کہنا۔ اے اللہ مسلمانوں کو فتح عطا فرما، نعمان کی شہادت کے ساتھ جو کام کرنے میں اپنے آپ کو قربان کرے گا، اور اصول اختیار کرے گا۔ تفرقہ ختم ہوگا اور واعتصموا پر جو اللہ کی مددیں ہیں وہ آئیں گی اور اس دنیا میں ہدایت آئیگی۔ یہ قربانی کی بیرونی نوعیت ہے۔ جس پر خدا ہم کو پہنچائے۔ قربانی کی نوعیت یہ ہوگی کہ ایک طبقہ کو ایسا بننا پڑے گا کہ اس کام کی جتنی نوعتیں اور سطحیں ہیں وہ ہر ایک میں ہوں۔ ایک قربانی سے تو قربانی کا چبوترہ تیار ہوگا۔ تین چلے اس نے دے دیے اور اس نے دے دیے اب اس کا موقع نہیں۔

ایک قربانی کی کیا نوعیت ہے خدا نے زمین و آسمان کا نظام طے کیا اور وہی اس نظام کو چلانے والے ہیں نیچے کے جتنے نظام ہیں وہ خدا کے اصلی نظام کا سایہ ہیں خدا کے اصلی نظام سے ان نیچے والوں میں طاعت و معصیت آتی ہے۔ اگر کوئی طبقہ اس پر آ جائے کہ امت کی اصلاح ہو جائے تو وہ اس جگہ پہنچ جائے قربانی کی سیڑھی پہ چڑھتے چڑھتے۔ کہ اللہ کے ہاں اس کی سنوائی ہو جائے۔ اپنی اصلاح کے واسطے دو باتیں ہیں قربانی کے متعلقین کی وہ قربانی جو ان کی صلاح کو کامل قرار دے رہی ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کی وہ قربانی جو ان کی صلاح کو کامل قرار دے رہی ہے۔ اس سے امت کا وجود ہوا ہے اب تم اٹھو گے تو قربانی میں کمال ان کی لائن سے حاصل ہوں گے، ایک طرف تو قربانی میں تسلسل ہو، اور ایک وہ اصول قائم ہوں جن سے صلاح آ جائے۔ قربانی بغیر اصول کے بھی ہو جائے گی۔ خدا کے ہاں جو قبول ہوگی وہ صلاح والی ہوگی۔ خدا تعالیٰ کے ہاں ایسے مجمع کی دعا قبول ہوگی۔ ساری مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی امت کی صلاح سینکڑوں سے ہو جائے گی۔ کام کرنے والے تو لاکھوں ہوں گے کرتے کرتے وہاں پہنچ جائیں کہ خدا کے ہاں ان کی سنی جائے۔ صلح حدیبیہ کو بڑی فتح کیوں کہا۔ وہ اصول صحابہ کرام سے حدیبیہ میں استعمال کرائے گئے جن پر صحابہؓ کو اپنے جذبات کی قربانی دینی پڑی۔ ۱۴۰۰ صحابہ نے قربانی دی فتح مکہ میں خون بہا اس کی وجہ صحابہ ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ جتنی بڑی فتح صلح حدیبیہ ہے اتنی بری فتح اسلام میں کہیں نہیں ہے، ہم مار کر مکہ فتح کرنا چاہتے تھے وہاں مسئلہ یہ چل رہا تھا آج تم ان کی مان لو اور ساری عمر کو وہ تمہاری مانیں گے۔

حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ سہیل جو رسول اللہ لکھنے نہیں دیتا تھا تو اب وہ ایسے ہیں کہ جب آپ ناک صاف کرتے ہیں تو منہ پر ملتے ہیں، تھوک کو منہ پر ملتے ہیں یہ بڑی فتح ہے قتل کر دینا بڑی فتح نہیں ہے، ہر شخص اپنے سامنے یہ رکھے کہ میں قربانی اصول کے ساتھ دیتا ہوا چھت پر پہنچ جاؤں اپنی خامیاں تلاش کرو ہم اپنے کو کام کا پائیں گے جب تک خامیاں سامنے رہیں گی اس وقت تک فساد والی بات پیدا نہ ہوگی عجب پیدا نہ ہوگا اپنی رائے پر اصرار پیدا نہ ہوگا۔

اس پوری امت پر قربانی دینی ہے اپنے لئے یہ طے کرو کہ خدا مجھے قربانی کے کمال پر پہنچائے۔ جس قربانی پر اصول کے ساتھ انسان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں یہ کام اس اعتبار پر نہیں ہے زیادہ کام کرنے والے بن جائیں گے صلاح ہو جائے گی بلکہ اس لئے ڈال رہے ہیں کہ کمال کو پہنچ جائیں جن کی درد بھری قبولیت والی دعائیں خدا کے ہاں صلاح کے فیصلے کرائیں گی پھر اللہ ہر شعبہ والوں میں یہ بات پیدا کریں گے کہ یہ صحیح ہے یہ کرو، سیڑھی مکان کے ایک کونے میں پڑی رہتی ضرورت ہوئی استعمال کر لی ہر وقت سامنے نہیں رہتی تم چھپے رہو گے جس صلاح کو کھو بیٹھے یہ واپس آسکتی ہے۔

ہمارا یہ دعوت کا کام ہے ہمیں یہ کام کرنا ہے یہ ذہن بنانے کا کام ہے چیزوں سے نکلئے قدرت پر جائیے اور خدا سے کامیابیاں لینے کے جو اصول بتائے ہیں ادھر ہمارا خرچ جائے اس کی دعوت ہے اور اپنے آپ کو ان عملوں پر ڈالنا ہے جن پر پڑنے سے ہمارا یہ ذہن بن جائے جس ذریعہ پر دوسروں کو ڈالنا چاہتے ہیں دعوت بھی اس کی دی جائے گی۔ تعلیم، ذکر، دعائیں کی جائیں گی اور رو رو کر مانگا جائے گا کہ یا اللہ پہلے میرے دل میں اتار، پھر یہ بات تمہارے دل میں آئے گی سچ سے انصاف سے یہ ہوگا آج ہمارا رخ آدمیوں کی طرف جاتا ہے خدا کی طرف اور اعمال کی طرف نہیں جاتا۔ حضرت عثمانؓ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں اللہ سے مانگ کر دو رکعت نماز پڑھ کر کہہ آیا ہوں اب تم سے کہتا ہوں اگر تم نے کر دیا تو میں سمجھوں گا اللہ نے ارادہ فرمالیا اصول میں خرابیاں آسکتی ہیں کسی آدمی کے بارے میں ہم اصول پر نہ سمجھیں اس کے یہ معانی ہے کہ ہم آدمی سے ہونے والا سمجھ رہے ہیں اگر ہم خدا سے سمجھیں گے وہاں تک آدمی کی بات مانیں گے جہاں تک اصول کے خلاف نہ پڑ جائے ذہن کا بنانا ہے ذہن ہمارے بنانے سے نہ بنے گا ذہن بنانے والے خدا ہیں ہمارا ذہن بن جاوے کہ خدا کے راستے میں پھریں گے صحت ملے گی دین کی محنت کرنے سے غذا ملے گی اعمال پر نکالو گے تو قرآن پاک اور حدیث میں بہت ملے گا دعوت تو اس کی ہے امت کا ذہن عمل پر بن جائے موقوف آپ پر ہے ذہن دعوت دینے والوں کا بن جائے تو امت کا بھی بن جائے گا اور اگر دعوت دینے والوں کا ذہن نہیں بنا تو امت کا بھی نہیں بنے گا ذہن قربانی سے ہمارا بنے گا اگر قربانی

اخلاص کے ساتھ ۲۴ گھنٹوں کے اصولوں کے ساتھ ہو رہی ہے تو پھر تمہارا ذہن بننے کے بعد تمہاری بات سے ان کا ذہن بنے گا اور ذہن بننے سے پہلے تمہاری بات ان تک پہنچے گی پہلی آیت سے لے کر آخر آیت تک اور حدیث کے پہلے ورق سے لے کر آخری ورق تک ہمارا ذہن ہر عمل کا بن جاوے اگر ذہن بنے گا تو ہم مسلمان کی برائیوں کو چھپا بھی لیں گے اور استخفاف سے بھی بچیں گے ساری دنیا سے متعلق مسئلہ نہیں ہے یہ چند سو سے تعلق رکھتا ہے اس واسطے آسانی ہے ایک کام ہے اس میں ان اپنے کی شان پیدا ہو تم امت میں کام کرنے والے بن جاؤ امت ایسے طبقہ کا نام ہے جو ساری زبانوں کے سارے ملکوں کے ساری قوموں کے لوگ ہیں جو کچھ بنیادوں کے قائل ہیں ان سب کا خدا کی طرف سے ایک ہی ضابطہ ہے دو ضابطے بھی نہیں عرب و عجم تک دو ضابطے نہیں چہ جائے کہ تم سینکڑوں بنالو امت کے مسئلے میں یہ سمجھ لو کہ سب پر ایک فیصلہ ہو گا خدا کا اور وہ سب پر چالو ہو گا جب عیسائیوں کو حضورؐ نے مباہلہ کا چیلنج دیا اور وہ دوسرے دن مباہلہ کیلئے تیار ہو کر آئے اور آپؐ اپنے خاندان والوں کو لے کر آئے اور غیظ وغضب سے بھرے ہوئے تھے نجران کے عیسائیوں کے سردار نے کہا ان کے چہرے بچوں کے معلوم ہوتے ہیں صلح کرلو بعد میں آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ میرے ساتھ مباہلہ کر لیتے تو آج روئے زمین کے جتنے عیسائی ہیں وہ سارے مسخ ہو جاتے امتی ضوابط اور ہیں اور امتی ضوابط ٹوٹتے ہیں اب اس اعتبار سے یوں سوچو کہ کام کرنا ہے اس طرح امت کے اعتبار سے تم پر قربانی آ کر پڑتی ہے اس وقت میں اپنے سارے مسئلوں کو چھوڑ کر لگانا قربانی کی سینکڑوں سیڑھیوں میں سے ایک سیڑھی یہ بنتی ہے اس امت کے کام کے اعتبار سے عزائم اور نیتوں کے اعتبار سے ساری دنیا میں پہنچ کر کام کرنا اور جہاں تک وسعت ہو، وہاں تک کرنا وسعت جان اور تمہارے کرنے تک ہے پیسہ نہیں عالم میں کام، ملک میں کام، علاقہ میں کام، شہر میں کام، محلہ میں کام یہ ہمارے کام کا دائرہ ہے اس کی ایک صورت اگر یہ نکال لو کہ کچھ وہاں لگ جاویں، کچھ وہاں لگ جاویں اجتماع پیدا نہ ہو گا نہ جذبات کا نہ ذہنوں کا اجتماع۔ یہ ہو سکتا ہے کہ کچھ کچھ ان میں کچھ آ جائیں لیکن اصل وہ ہوں گے جو ہر جگہ کام کرنے والے ہوں گے جن کو میں سینکڑوں کے اعتبار سے کہہ رہا ہوں کچھ طبقے ایسے ہوں گے جو کہیں کہیں ہوں گے وہ ساتھ لگنے والے ہیں تم باہر نکلے، اور ذہن بنانے کا کام دعوت دی اپنے آپ کو محتاج سمجھ کر کام کیا دعوت تعلیم ذکر و نمازوں کے ذریعہ اپنے ذہن بنانا اور رو کر یہ دعا مانگنا کہ اے اللہ جن عملوں میں تو نے یہ بتایا وہ ہمارے ذہن میں بیٹھ جائے اب اگر تم بیٹھ جاؤ کہ ہم امریکہ افریقہ میں پھر آئے ایسا ایسا کام ہوا اب ہم تو چار ماہ لگا کر آئے ہیں اور اب تم جا کر کام کرو کچھ آدمی ملک میں پھر رہے ہیں ان کو شہر میں فرصت نہیں کچھ شہر میں کام کر رہے ہیں ان کو اس سے فرصت نہیں کچھ اپنے ماحول میں کام کر رہے ہیں ہم

تو اپنا مسئلہ سلجھا رہے ہیں خدا تم کو توفیق دے تم امریکہ کی ایک جماعت اور بنالو اسی طرح آنے کے بعد میں وہ بھی خارج ہو گئے جلسوں میں آگے نام لکھنے کھڑے ہو گئے اس طرح جتنے جتنے بنتے رہیں گے تو وہ ایک چبوترہ بنتا رہے گا یعنی قربانی ایک ہی سطح کی ہے جو پھیل رہی ہے حالانکہ زمین پر پھیل رہی ہے قربانی پہنچانی وہاں تھی جہاں سے فیصلے آئے ملک کے کام میں ہو گیا انحطاط جن کو اصول آتے ہیں اور دعوت دینی آتی تھی اور ضیافتوں سے بچنا آتا تھا وہ ساری نقل وحرکت کے نقشوں سے نکل گئے تو کام نہج سے ہٹ گیا جو چیز اوپر چلنے کے واسطے ہے وہ اوپر نہیں جائے گی تو خرابی پیدا ہو جائے گی ہوائی جہاز کو اوپر اڑانے کی بجائے زمین پر چلا دیا۔

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ تم باہر ہو آئے باہر کا کام ایسا نازک ہے کہ نئے آدمیوں کو تم باہر بھیجتے نہیں جن کو تم نے مختلف نوعیتوں کے اعتبار سے کام سکھایا وہ آدمی باہر گئے یہ آدمی ہیں جو قربانی کے کمال پر پہنچ سکتے ہیں ان کی نوعیت یہ ہو گی پہلی دفعہ یہ گئے اب واپس آکر ان کو مقام کا کام کرنا ہے جہاں جہاں تم گئے ہو وہاں سے لوگ آئیں گے ایک وقت طلب کا آیا کرتا ہے۔ اور ایک وقت قربانی کا ہوتا ہے طلب کے بعد وہ لوگ خود آئیں گے تم سے سیکھنے کیلئے دوسرا مسئلہ باہر کے علاقہ میں جتنا پھرو گے ایک رخ کی زندگی آئے گی۔ کوئی آدمی ملک میں تمہارے ساتھ زندگی گزارتا ہے وہ تمہارے ساتھ مقام کا دین کا نقشہ نہیں سیکھتا وہ تم سے معاملات لین دین گھر کا بیوی بچوں کا نقشہ تم سے نہیں سیکھتا۔

کسی علاقہ میں جماعتوں کے پھرنے سے پورے علاقہ میں سارا دین نہیں آئے گا۔ تمہارے علاقہ میں پوری دین کی زندگی ہونے چاہیئے۔ تانگہ والے کی بات سے ذہن بنا ایک بہت بڑے آدمی کا بے شک ہمیں اس علاقہ میں دین سیکھنے کیلئے آنا چاہیئے اگر تمہارے علاقے میں نہ ہوا تو وہ چلے جائیں گے اور پورا دین سیکھ کر نہیں جائیں گے۔ حضورؐ نے دین اسی طرح سکھایا تھا نقل وحرکت والا دین نقل وحرکت سے سکھایا اور ایک سال ایسا کہ عرب کی جماعتیں آئیں سنۃ الوفود آج جو دین چار سال میں نہیں آتا اس زمانے میں وہ دین بیس دن میں آجاتا تھا۔ اگر کتابوں سے دین زندہ کرو تو دس سال میں نہیں زندہ ہو گا۔ اگر ایک معاشرہ بنا کر وہاں لا کر ڈال دو تو بیس پچیس دن میں دین سیکھ جائے گا۔

تمام ملکوں میں دین کی زندگی کیلئے ان کو رجوع کرنا پڑے گا۔ ان کی طرف جنہوں نے سمجھایا تھا کہ دین کے بغیر کامیاب نہیں ہوں گے۔ ایک کام سیکھنے والا طبقہ ہے وہ بہت کم ملے گا دین سیکھنے والا طبقہ بہت آسکتا ہے ہمارے

ساتھ چوبیس گھنٹے کی زندگی میں رہ کر دین سیکھیں۔ بیرونی نقل وحرکت سے دین کا ایک رخ آتا ہے نکلنے کے زمانہ کا جو دین ہے وہ آتا ہے تفصیلی معاشرہ بالکل نہیں آتا ہے جو آدمی تم میں کا باہر جا کر کام کرنے والا ہے وہ یہ طے کرے کہ مجھے محنت کر کے اپنے ملک میں معاشرہ بنانا ہے جس سے یہاں کے لوگ آکر دین سیکھیں لہٰذا اب ملک میں علاقہ میں شہروں میں محلہ میں دعوت دینے والے بنو۔

اب آپ اپنے ذمہ ان سب کو سوچو تو کیا بنتا ہے۔ ہر آدمی کی اپنی قربانی کا کمال ابھی تو ہم یہ سوچتے کہ یہ فعال ہو جائے، کوئی کرے کوئی کرتا ہے اتنی قربانی نہیں بنتی، وہ تو قربانی ایسی بنتی کہ منقسم ہوگی۔ جس جگہ قربانی دینے میں پہلے قربانی دینے والے خود موجود ہوں گے وہ ترقی بنے گی ایک آدمی باہر پھر کر آیا ہے اور مسائل حالات بگڑے ہوئے ہیں اب اس کے ذمہ ملک کا کام آئے گا لوگ تمہاری بات کو زیادہ اثر سے قبول کریں گے مقام کے کام کو جس طرح تم چھوڑ کر گئے وہاں سے آکر اسی نوعیت سے لگ جانا ہے جماعتیں بنا بنا کر علاقوں میں بھی روانہ کرنی ہیں ملک میں بھی پھرنا ہے علاقہ میں ایسی محنت بڑھانا کہ دین کا عمومی رخ پیدا ہو اور باہر جانے والے دعوت کیلئے تیار کرنا ،یقین جانو یہ قربانی اس سے بڑی ہوگی۔ مسئلے زیادہ الجھنے کے باوجود کام کر رہا ہے وہاں جا کر ہر چیز منتشر ہے تو ان کا پہلے نہج کا بقا اور ملک میں کام کا اٹھنا اور باہر جانے کا تعدیہ، یہ سب اس بات کو چاہتا ہے کہ یہ واپس آکر اسی نوعیت سے کام کرے۔ یہ بڑی قربانی ہوگی دوسری سیڑھی ہوگئی۔

اب تیسری سیڑھی کیا ہوگی دوبارہ ملک میں جانا نئے لوگوں کو بھیج دو اگلی دفعہ جائے گا تو اعزاز واکرام ہوگا اب یہ مجاہدے میں باقی رہے ان کے رجوع کو کام کے اندر لگالیں وہ چیز اور سطح بلند پر آئے گی دوبارہ جانے میں کام زیادہ ہوگا۔ زیادہ وقت لگانا چاہئے اب کے جانے میں قربانی اور بڑھانی پڑے گی۔ اب کے اثر زیادہ بڑھے گا واپس آئے ہیں ان کو فکر دامن گیر ہوا کہ باہر سے سینکڑوں آنے لگے تو موجودہ آدمی سنبھال نہیں سکتے۔ اب ملک میں خوب کام ہو جو بار بار استعمال ہوں گے۔ عالم کے مسلوں میں ملک کے علاقوں کے شہروں کے محلوں کے مسئلہ میں بار بار استعمال ہوں گے۔ کام کرنے والے بنو، تو وہاں کے اعتبار سے یہاں آدمی تیار ہو سکتے ہیں ایک طبقہ ایسا ضرور ہو جائے گا جس کی قربانی اوپر تک پہنچ جائے یہ ہیں وہ جن کے بارے میں حدیثوں میں آیا ہے کہ وہ اپنی حاجتوں کو سینے میں لئے ہوئے چلے گئے۔ یہ وہاں کے سلاطین کا درجہ رکھیں گے اور حساب کتاب کا دفتر کھولنے سے پہلے کہہ دیا جائے گا کہ جنت میں جاؤ۔ دعوتیں ہیں، تعلیم ہیں۔ یہ مت سمجھو کہ جو ہو رہی ہے بس یہی ہے تعلیم، تعلیم سے پتہ چل جائے گا کہ

سیکھنے کا مادہ پیدا ہوا یا نہیں۔ ایک تو یہ کہ جو اردو پڑھا ہوا ہو وہ تعلیم کرا دے اور ایک یہ کہ تعلیم کرانے والا سیکھنے کا ذہن بنا دے کہ بھائی نماز جب بنے گی جب یہ یہ ہو۔ فضائل قرآن کا اثر کیا ہے کہ جو قرآن پڑھے ہوئے ہیں وہ تلاوت کرنے والے بن جاویں اور جو نہ پڑھے ہوئے ہوں تو سیکھنے والے بن جائیں۔ فضائل نماز، نماز پر، فضائل قرآن، قرآن پر ڈالنے لگے تو اب تو تعلیم آگے بڑھاؤ گے۔ مثلاً پورا محلہ آنے لگا پورے شہر میں تعلیم چل گئیں۔ تبلیغ بھی چل گئی تین چلہ، تین دن، گشت سب چل گئے اور ان کے ذہن میں آ گیا۔ اب اللہ تم کو توفیق دیں معاشرے کے فضائل کسب کے فضائل تجارت کے فضائل زراعت کے فضائل لکھواؤ اور پھر یوں کہو کہ یہ ثواب جب ہے جب تم مسائل سیکھو۔ یہ چیز ابھی نہیں کتابوں کے سننے والوں میں ان چیزوں کا کرنا شروع ہو جائے جن کے واسطے تم کتابیں سنوار رہے ہو۔ یہ جس کو چاہے کتاب دے کر بٹھا دو، اس سے یہ بات پیدا نہ ہوگی۔

مشق کا اگر خیال بھی آوے تو نماز میں کھڑے ہو کر ہی آوے پہلے کیا سیکھنا ہے سیکھنے پڑیں گے یہ مسائل اور یہ کتاب پڑھنے والوں کی خوبی سمجھداری ہوگی یا ناسمجھداری ہوگی ذکر کے فضائل سنائے ہیں تو تسبیحات پڑھنا ہے ہر چیز اس کے اہل سے سیکھی جائے تو کام چلے گا۔ سنانے میں دو چار بات ایسی کہہ دیں کہ ذہن بن گیا کہ بھئی ہمیں کرنی چاہئے۔ تقریر نہیں کرنی ورنہ لوگ اکتا جائیں گے۔

گشتوں میں بھی بندھے ہوئے تین دن میں بندھے ہوئے ملک کے اندر کے نقل وحرکت کے اعتبار سے بھی بندھے ہوئے ہیں تو پھر وقت آئے گا کہ شعبوں کے اعتبار سے فضائل لے آؤ۔ اللہ توفیق دے کہ ہم مسجدوں کو بھر دیں۔ بے نمازی خال خال ہو یا نہ ہوں ذہن بنا دو اور اسے کہہ دو کہ اہل سے سیکھ۔ تھوڑے سے دنوں میں دین زندہ ہو جائے گا۔ باہر کے ملکوں میں جن کو لاؤ ان کا دعوت سے ذہن بنا کر لاؤ سیکھنے کا اور تعلیم سے نقشے قائم ہوں گے۔

اب پرانوں پر تم کو کتنا رحم آئے گا اور یہ سوچو اللہ کو کتنا رحم آئے گا۔ اگر تم تقسیم کار پر آؤ گے تو قربانی تمہاری جزوی ہوگی۔ اور اگر کلیہ میں آؤ گے تو قربانی تمہاری کلی ہوگی۔ ساری دنیا کی جس طرح نماز ایک ہے ساری دنیا میں محنت کا نقشہ ایک کہاں رہا۔ اسی طرح ساری دنیا میں چیزیں اٹھتی ہیں اور آگے جا کر منتشر ہو جاتی ہیں۔

یہ تو قربانی ہوئی اور اللہ کے ہاں قبول کیسے ہو۔ اصول کیا ہیں ہر طرح کی پریشانیوں کے ساتھ ان تمام چیزوں میں اپنے کو لگائے رکھے جیسے نمازوں میں الٹ پلٹ کر کبھی کدھر کبھی کدھر۔ جو ایک طبقہ تمہارا ان میں آئے گا وہ

ذریعہ بنے گا ان سب کی قربانیوں کے درست ہونے کا اور قربانیوں کے ٹھکانے لگنے کا۔ یہاں کے لوگ اٹھیں گے تمہاری آواز پر اور تم آتے جاتے رہے تو ان کی جان و مال صحیح لگ جائے گی اور اگر ایسا نہ ہوا تو نقشے بڑے بڑے ہو جائیں گے اور اسلام ساری دنیا میں نہیں ہوگا۔ کام میں حیثیت کیا ہے مسئلہ تو مال سے ہٹا کر جان پر لانا ہے۔ وہ قربانی دے سکے مذہب کیلئے، تم دے جاؤ وہ دیں گے تو اصول پر نہیں ہوگی اور اصل پر نہیں ہوگی تو (نتیجہ خیز نہ ہوگی) میں تبادلہ کا قائل ہوں لیکن سو فیصد کا قائل نہیں ہوں۔

متبادل وفود میں جو کڑیاں ہوں گی جو ملیں گی ان کے وجود کیلئے ان قربانیوں میں تسلسل ہوگا اور ان کی قربانیاں ابراہیمؑ، صحابہ کرامؓ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح بنیں گی۔ اگر ذرہ کے برابر مشابہت ہوگی تو حق تعالیٰ شانہ سورج کے برابر کام کر کے دکھائیں گے جب آدمی کام کرنے پہ آتا ہے تو شیطان عجب لاتا ہے برائی لاتا ہے اور بنا بنایا کام بگاڑتا ہے اکرام مسلم کا نمبر ہر ایک کا اپنی ذات کے واسطے نہیں ہے بلکہ تمام مسلمانوں کے واسطے ہے دوسرے کے اکرام کی مشق ہر حال میں نکال سکتے ہیں دوسرا بن گیا اکرام والا چاہئے وہ نئے سے نیا آئے اپنے کو متہم کر کے اپنی شق خرابی کی نکال کر اپنے لئے تذلل کی صورت اختیار کرلو۔ وہ شق اختیار کرنی ہے اپنے لئے کہ ہم اپنے کو باوجود ان سارے کاموں کے حقیر کر دیں۔ ہزاروں کام کئے لیکن وہ نہ کیا تو کام ہی کہاں کیا اصول جو میں کہہ رہا ہوں وہ یہی ہے کہ عجب پیدا نہ ہو، ریا شہرت حسد دوسرے کی تحقیر استخفاف نہ ہو اعزاز و اکرام میں فرق پیدا نہ ہو۔

اپنی بڑائی پیدا نہ ہو دعویٰ نہ ہو اور عمل ہو۔ حضرت امام اعظمؒ جا رہے تھے کسی نے کہا کہ یہ ساری رات سوتے نہیں ہیں اس روز سے عہد کیا اور چالیس سال تک رات کو نہ سوئے۔

ہر کام کی کچھ خصوصیات ہوا کرتی ہیں جب تک وہ خصوصیات ہوتی ہیں وہ کام زور سے چلے گا اور جب وہ خصوصات ختم ہو جائیں تو کام ملیامیٹ ہو جائے گا اپنا دوسروں پر لگا دو اور دوسروں کا کچھ نہ لگنے دو۔ آپ نے فرمایا میرے دو وزیر ہیں فرشتوں میں اور دو انسانوں میں اس واقعہ سے یہ نکلا کہ وزیر ایسے ہیں کہ مشورہ کرلو کام کا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا جبریل تین دن سے روٹی نہ کھائی ایک کھڑکا ہوا قیامت تو نہیں آ گئی۔

میرے پاس دونوں کی طرح کی نوبتیں ہیں اب مشورہ کا مسئلہ آ گیا بولنے کی ہمت نہ پڑی ایسے دیکھا جیسے مشورہ مانگتے ہوں انہوں نے ہاتھ نیچے کر دیا میں نبیاً عبداً بنتا ہوں دوسرے سے نہیں لینا اپنوں سے بھی اپنا حال نہ کہنا اپنوں سے بھی نہ کہنا کھانوں میں سواری میں جائے قیام میں احتیاط کرنی پڑے گی۔ بہتر یہ ہے کہ ہم نہ لے

رہے ہوں اور چاہ رہا ہو۔ اپنی خوبی میں خرابی نکالنا بہت آسان ہے کہ تو تو اخلاص سے نہیں کر رہا۔ اخلاص کا محور ہر ایک کی اپنی ذات ہے دوسرے کے اندر وجوہ خیر نکالنا یہ ہے اکرام مسلم اپنے مقام کے کام کو بالکل پیسے پر نہ اٹھاؤ کوئی دے تو شرائط کے ساتھ لو وہ کام میں لگنے والا ہو ایسا کہ پیسے دینے سے کام کی سطح میں فرق نہ پڑ جائے اس کا پیسہ اکرام کے ساتھ واپس کیا جائے۔ مجھے اس طرح لینا نہیں آتا کہ میں اس کی جان کو بھی خدا کے راستہ میں لگاؤں۔

لیجئے تو وہ کام میں بڑھے اور احسان مانے مالیات کے مسئلے آئیں گے اس میں یہ آئے گا کہ ہم جماعت والوں سے یہ کہہ دیں اپنا پکا کر کھا لو یہ مسئلہ آسان ہے معاشرت میں بھی آئے گی معاشرت میں دو باتیں آئیں گی جب ہم اپنے آپ کو زیادہ کام کرتے ہوئے پائیں تو یوں بات پیدا ہو کہ ہمارا اکرام کریں نئے آنے والوں کا پورا اکرام سب کے ذمہ ضروری ہے اس کے اندر بہت کمی دیکھ رہے ہیں بڑے لطیف اصول ہیں یہ ذہن بہت مصیبت کا ذہن ہے کہ ہم کام کریں تو مستحق ہم ہیں ساری باتوں میں دوسرے بڑوں کو نئے آنے والوں کو بڑھانا ہے کام کرنے والوں کے کام کرنے کی قبولیت کی علامات میں سے ہے جو نئے آگئے ان کا اکرام کرے جو کچھ خدا تمہارے پاس دے اس کے اعتبار سے آنے والو کا پہلے اکرام کر لو اب آپس کا اکرام ہے کھانے کا اکرام پینے کا اکرام آپس میں کر لیں اگر یہ ذہن ہمارا بن گیا کہ ہم نے کام کیا ہے تو تمام چیزوں میں کپڑے پہن کھانے میں استحقاق ہمارا ہے ذہن میں آئے گا۔

نزاکت والا دور صحیح محنت سے چمک سکتا ہے

حضرت جی مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ

۲۲/ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ ۱۴/ اکتوبر ۱۹۶۰ء بروز جمعہ، دن میں دس بجے بمقام تجارہ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم !

میرے بھائیو اور دوستو! من لم یشکر الناس لم یشکر الله. حدیث ہے اس وقت معاملہ ہم لوگوں کا نازک ہے نزاکت کا دور ہے اگر محنت کی صحیح نوعیت پیدا ہو جائے تو کوئی دور نزاکت ایسا نہیں ہے کہ صحیح محنت سے نہ چمکا ہو آپ کی زندگی نازک دور سے شروع ہوئی ہمدرد نہ تھا مارے والے تھے بچانے والا نہ تھا۔ اللہ کو اللہ کہنے والا نہ تھا۔ پوری دنیا حیوانیت کا شکار تھی محنت اٹھائی تو جس زمین میں ایک بھی خدا کہنے والا نہ تھا وہاں ایک بھی خدا نہ کہنے والا رہا۔ ایک نقشہ محنت تھا جس سے نقشے بدلے۔ رات دن جنگیں تھیں، وہاں جزیرۂ عرب میں باوجود مختلف قبائل لغات نوعیت کے گویا ایک ماں باپ کے بچے ہوں ایک آدمی سلمان فارسیؓ کے پاس آیا کہا فلاں ملک سے چلا مختلف قبائل دیہاتوں سے گزرا لوگ باپ بھائی کی طرح لپکتے تھے ہر ایک ٹھیرانا چاہتا تھا روپے سواری دینا چاہتا گویا سب ایک ماں باپ کے بچے ہیں۔ کہاں سے مسئلہ چلا کہاں پہنچا۔ یہ آپ ؐ کے طریقہ محنت کی برکت تھی۔ اللہ والے اور سکون و محبت والے تھے آپ کے بعد پھر نقشہ بدلا قیامت تک زبان بند کرنے کیلئے بدلا کہ آپ کی وجہ سے دین زندہ ہوا امت سے نہ ہو گا اس کے جواب کیلئے کیا ارتداد پھیلا مدینہ منورہ سے ۵ میل تک کا گاؤں مرتد تھا کہیں اعتقادی کہیں عملی کہیں لسانی ارتداد تھا۔ مسلمان مٹھی بھر رہ گئے کہ اپنا بھی تحفظ مشکل تھا حضرت عائشہؓ و ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ سردی کی رات میں بھیگی بکریاں جیسے جمع ہوتی ہیں مسلمان سمٹ کر مدینہ میں جمع ہوئے۔

آپ ؐ نے جو محنت چالو کی وہ محنت طاقتور محنت ہے ہر حال میں نقشہ بدل سکتا ہے سارے عرب کو ارتداد میں جھونک کر صدیق اکبر کے ہاتھ محنت اٹھائی باتی ساتھ دینے والے ہیں فرمایا جس نے آپ کو خدا مانا وہ مر گیا آپ کو رسول مانا خدا اب بھی ہے قرآن اور محنت ان کے زمانہ میں تھی اب بھی ہے اسی طرح ہم کام کریں گے خدائی

مدد آئیں گی قیامت تک کیلئے بتایا آپ کی محنت کا طریقہ اختیا ہو وہ بات کہی اس کے مطابق محنت کی ایک لاکھ مسلمہ دس ہزار سجاح لئے آرہی ہے۔ ۱۰ لاکھ آدمی مدینہ آنے والے تھے ابوبکرؓ نے فرمایا جیش اسامہ کو شام بھیج دو سب اگر ختم ہو جائیں امہات المومنین کی لاشوں کو کتے گھسیٹتے پھریں پرواہ نہیں محنت کا میدان قائم کیا بالغوں کو نکال دیا مدینہ میں تین راتیں ایسی تھیں کہ بالغ مرد نہ تھا جبکہ دن کو حملہ کی خبر تھی ایک دو ماہ میں ساروں نے اللہ کو مانا آپ کے طریقے پر دل سے آگئے تلوار سے نہیں ندامت ملی تو بہ کی ابوبکرؓ نے فرمایا خالدؓ سے مل کر مسلمہ سے لڑو کام میں لگو یہ تو بہ ہے اتنے نازک وقت میں جان خطرے میں ڈال کر ایک تو عرب کے ساتھ مصر شام افغانستان میں اسلام آیا اسی سلسلہ میں ہندوستان میں بھی اسلام آیا۔ باہر والے یہاں آئے اس حرکت سے تھا پانی میں زور سے حرکت دی دور تک پہنچی گئی۔ اسی حرکت کے سلسلہ میں خواجہ اجمیری تشریف لائے پہلے امت حرکت میں آئی تھی پھر افراد حرکت میں آئے اسی سے علم دین مسلم کی بقاہے صحابہ بحیثیت امت کے ہیں دوری ہوئی امت پنے کی شان نکل کر افراد پنے پر آئی۔ علم افراد کی محنت کے نتیجہ میں باقی ہے علم دین مدارس کی وجہ سے باقی ہے۔ افراد کی برکت ہے امت کی نہیں۔ انہی افراد سے ذکر علم خانقاہ مدارس قائم رہے اب غور کرو اس وقت کی صورت حال کیا ہے کہ افراد لگے اور امت دوسرا کام کرے آج افراد کی محنت سے امت بچے؟ یہ غور کرو امت لگے۔ صورت حال یہ ہے کہ مسلمان نے بحیثیت مجموعی موضوع زندگی جانا کہ کمانا کھانا ہے اور دین کے کام پر مال لگا دیں گے زارع حاکم فوج کا ذہن ہے کہ روپیہ لو گزارہ کرو مسلم بحیثیت امت کے دین کے پھیلانے سیکھنے والے نہ رہے بلکہ روڑہ جانا۔ افراد مدرسہ خانقاہ والے ہیں افراد ہر جگہ ہیں اس وقت کی صورت حال کونسی ہے کتنی محنت سے امت میں دین آوے۔ اس وقت کی صورت حال جانو دوارتداد سے امت گزری تیسرے پہ آرہی ہے تھوڑے سے نقشے کو نہ دیکھو ستر کروڑ مسلم کو سامنے رکھو پہلے عملی ارتداد آیا تجارت زراعت مقدمے میں حکومت لین دین میں آپؐ کے عمل کو چھوڑ کر دوسرے عمل لینا ارتداد عملی ہے اس کا لازمی نتیجہ ارتداد اعتقادی ہے یقین کا ارتداد یہ ہے کہ صدقہ خیرات غرباء پروری علم ذکر نماز سے یوں ہوگا اس کا یقین نہ رہے اگر اس ارتداد کا علاج نہ کرو عقل سے اوپر والی عقیدہ کی باتوں میں شک کرتا ہے پھر زبان سے عیسائی سکھ ہندو بنتا ہے کہ اسلام سے کیا ہوتا ہے زمانہ کا قائل ہوں اب یورپ میں جتنے مسلمان ہیں افریقہ ممالک عربیہ ہند میں شہروں دیہاتوں میں ارتداد عمل مکمل ہے ارتداد اعتقادی آدھے میں ہے اگر ارتداد لسانی کا رخ پڑا تو لاکھوں مرتد ہوں گے۔ اس وقت سو سال میں جو سر جوڑ کر کوشش کی گئی کہ مسلمان کے لباس کھانے پینے تجارت زراعت میں غیر کے طریقے آجائیں اسلام کے خلاف معاشرہ جان بوجھ کر چالو کیا۔ تصوف اور سیرت کو سامنے رکھا کہ مدد خداوندی

کس وجہ سے آتی تھی۔ اسے مثاؤ تقویٰ مساوات ذکر اکل حلال سے مدد ہوئی سیرت سے یہ پتہ چلے گا ہر غزوہ میں یہ گا ہم نے تو سیرت نہ دیکھی اپنی زندگی بنانی نہ تھی دنیا کی باطل قومیں اسلام کو اپنی معاشرت کے مقابلے میں سمجھتی ہیں وہ عورتوں میں کھانے پینے میں آزادی لاتی ہیں یہاں پابندی ہے وہاں تفرقہ یہاں محبت ہے ساری چیزوں کے مالک حکومت بن کر چلاوے یا افراد مل کر معاشرت سے چلاویں ان کی معاشرت کا آپس کے مذہبوں میں اختلاف نہیں ہے اسلامی معاشرے سے اختلاف ہے شادی معاملات قوانین میں اختلاف اسلام وغیر اسلام میں اختلاف ہے دنیا میں تعیش کی معاشرت بن گئی اس معاشرت میں زندگی چلی جائے تو ساری قسم کے ارتداد آ گئے۔ ارتداد عملی آیا تو اعتقادی بھی آیا وہیں سے لسانی بھی ہوگا۔ عہدہ لالچ مال عیش عورت دو تو زبان سے کہلوا دو۔ آج امت بحیثیت امت کے دو ارتداد کو پار کر چکی ہے تیسرا باقی رہا ہے ملکوں میں دیکھو سو سال ہوئے کہ افراد دین کی محنت کر رہے ہیں اور بحیثیت امت کے معاشرت لے رہے ہیں یورپ مصر سے پڑھ کر آ کر آپ کا نقشہ چلاتے ہیں اپنا نقشہ ذبح کرنا ہے امت میں غیروں کے نقشے آ رہے ہیں آپؐ کے نقشے گھسانے کا رخ نہیں ہے دوسروں میں جذب ہونے کا رخ ہے یہ دور ہے یا تو اس کے بعد زبان کا اقرار اور جمع ہونا ختم ہوگا اللہ بچائے یا محنت کا میدان قائم کر دیں تو پھر کوئی دور انحطاط ایسا نہیں ہے کہ اسلام زندہ نہ ہو تاریخ دیکھو۔ امام مہدی تک تحقیق کرو پھر اسلام چمکا خاص محنت سے ایسا ہوا۔ اب تبلیغ میں اس محنت کی طرف لا رہے ہیں جو آپؐ نے بحیثیت امت کے سکھائی۔ خیر کے سارے کام ضروری ہیں ان شعبوں میں زیادتی کی ضرورت ہے۔ مدرسہ علم ذکر خانقاہ اس سے زیادہ ہو اجتماعی اصلاح سب سے زیادہ ہو اور زیادہ اس وقت ہوگا جبکہ مسلم بحیثیت مجموعی کرنے والے ہوں سب مل کر کریں تو زیادہ ہو افراد کریں گے وہ تھوڑی ہوگی امت کرے تو زیادہ ہوگی۔ یہ مقصد نہیں کہ مدرسہ علم خانقاہ نہ رہے بلکہ ارتداد آ رہا ہے لہذا ہم سب دین کی محنت میں لگ جاویں۔ مزدوروں کی اپنی زندگی ہے عیسائی مشرک دہریہ مسلم مزدور ہے ایک معاشرت ہے مزدوروں کی وہ معاشرت الگ ہے۔

ایک سیاسی معاشرت ہے فوجی معاشرت ہے زراعتی ثقافتی معاشرت ہے تجارتی معاشرت ہے ہر ایک آپس میں جڑیں گے حاکموں مزدوروں کا اختلاط نہیں ہر شعبہ کا الگ ماحول بن رہا ہے صرف مسلم کا نہیں ہے ساری قسمیں مل کر بن رہا ہے آپؐ نے سب شعبوں میں مسلم کو ایک بنایا تھا۔ مزدور آپس میں ملتے ہیں اسلام کا خیال بھی نہیں آتا ہے دوسرا مزدور خدا کا منکر ہے تو مسلم مزدور بھی منکر بنے گا۔ مسلم کر رہا ہے یہ نہیں ہے بلکہ مزدور کر رہا ہے۔ اسٹرائک میں سب ساتھ ہیں آپس میں ہم سب متفرق ہیں ہماری ہر قسم دوسروں سے مل کر الگ امت بنی مزدور تاجر الگ الگ

امت بنی ایک ٹوٹ گئی بہت سی بنیں اسلام ختم ہوا آپؐ نے کیا کیا، اس وقت متفرق طبقوں میں زندگی گزر رہی ہے آپؐ کے زمانے میں چار قسمیں ہیں۔ ا۔ کمائی کا کوئی نقشہ نہیں ہے۔ ۲۔ مزدور ہے خواہ کم کمائی ہو۔ نہ کمانے والے بھوکے پیاسے تھے سانپ گدھے کتے بجو کھاتے تھے یہ اکثریت تھی۔ ۳۔ آگے کمائی میں تاجر تھا بڑی تجارت یہودیوں کے ہاتھ میں تھی اس سے بڑی باہر تجارت تھی۔ ۴۔ کھیتی باڑی تھی۔ اب بھی حجاز میں دیکھو بدر وغیرہ میں باغات ملیں گے۔ معمولی کھیتی وغیرہ ہے ان دونوں شعبوں میں مزدوری ہے تاجر زارع مزدور اب دین کی محنت سے نکلے آپؐ نے چاروں سے محنت کرائی آپؐ کے سارے خلفاء تاجر ہیں۔ اب جانو کہ آپ کے کام کا نہج کیا ہے۔ محنت سب نے کی لیکن خلفاء تاجر خلیفہ ہیں خالی تجارت نہ تھی آپؐ والا کام کرے تو خلیفہ ہے بزرگ بیٹا بننے کی وجہ سے خلافت نہیں دیتا ہے تو آپؐ نے تجارت کی وجہ سے خلافت نہ دی تھی داعی مجاہد مہاجر زاہد خائف ہیں اللہ کا خلیفہ ویسا ہی ہوگا لہذا آپ کی خلافت تاجروں کے پاس آئی کہ تجارت کی نوعیت یہ تھی۔ آپ کے دایاں بایاں بازو تاجر تھے ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں دائیں بائیں بیٹھتے تھے فرمایا ھکذا ابعث یوم القیامۃ (میں اسی طرح قیامت میں اٹھایا جاؤں گا) اب دیکھو وہ تجارت کیسی تھی آج کیسی ہے ایک تاجر کو قیامت میں اپنے ساتھ اٹھائیں گے آپؐ نے نبوت کے بعد تجارت چھوڑی آپ کی محنت انہوں نے اتنی کی ہے کہ تجارت میں جوڑ نہ تھا دعوت علم معاشرت میں آپؐ کے ساتھ اتنا جڑے کہ زندگی میں فرق نہ رہا۔ ایسی تجارت نہ تھی جو آپ کی زندگی میں تزاحم ڈالے بلکہ جڑ جائے ازدواد وفتن کے وقت آپ نے سارے طبقوں کو مسجد میں جوڑا۔ ایک تو بازار میں سب یکساں نہ ہوں گے۔ یہ لاکھ والا ہزار والا ہے اور یہ مزدور ہے بازار میں چیزوں کی ترتیب ہے مسجد میں بلا مال آگے بڑھ سکتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ امام کے پیچھے سب سے اعلیٰ مزدور تاجر عالم ذاکر جو بیٹھے وہ اعلیٰ ہے امام کے پیچھے سب سے پہلے والا ہوگا۔ اوروں سے پہلے آئے گا لہذا جو نماز میں زیادہ وقت لگائے وہ اعلیٰ۔ مسجد جس مقصد کیلئے بنائی علم دعوت ذکر دعا نقل وحرکت خدمت خلق عبادت کیلئے مسجد بناتے ہیں اس میں جو زیادہ لگے وہ اعلیٰ ہے فلاں کیوں نہ آیا تین دن فاقہ تھا۔ نہ اس کے گھر جا کر آٹا دیا مسجد کے کاموں میں جوڑا جو اس کام میں زیادہ وقت لگائے وہ اوپر ہے باقی نیچے ہے۔ دوسرا دروازہ دوڑنے کا کھلا حاکم محکوم مزدور سرمایہ دار ایک دوسرے سے آگے بڑھ سکتا ہے پیسہ لگانے میں بھی آگے بڑھ سکتا ہے۔ لاکھوں والے نے لاکھ خرچ کیا مسکین کے پاس نہ تھا، آہ ہوتا تو لگاتا اسے بھی اتنا ہی ملا۔ چار لاکھ والے نے ایک لاکھ دیا چار آنے والے نے سب دیا حوصلہ دیکھو پیسے پر نہیں۔ چار آنے والا جنت لاکھ والے نے پاؤ جنت لی۔ عالم ذاکر تاجر سب کو مسجد میں بلایا مسجد والے کام کرائے اس پر سب کو جمع کیا۔ نماز تعلیم تسبیح خدمت قبر

کھودنے شادی سب جمع ہو جاؤ تاکہ تمہارا آپس کا معاشرہ ہو تو تمہارا غریب مزدور تاجر کسی دوسری جگہ نہ جائے۔ آدمی مجلس میں مجبور ہے اگر اپنوں کو نہ جوڑا تو دوسرے جوڑیں گے۔ ہمارے اٹھنے بیٹھنے کیلئے مساجد ہیں آج مالدار مزدور کا الگ معاشرہ ہے آپؐ نے مال لباس غذا مکان میں مساوات نہ رکھی معاشرت و اعمال میں مساوات رکھی سب کو تعلیم دعوت ذکر نماز کی کہی۔ جب تک عمل کا معیار تھا امیر غریب میں جھگڑا نہ تھا۔ زبانی قومی تجارت میں لڑائی نہ تھی۔ بلکہ اللہ کرنے والے ہیں عمل والا آگے اس معاشرہ میں احتیاط تھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک شخص عراق سے آیا پوچھا کہ تمہاری مسجد میں حلقے جڑتے ہیں؟ متفرق تو نہیں جڑتے بلکہ جونسا حلقہ ملا بیٹھ گئے بلا تعلق کے علم کے حلقے میں بیٹھے رہو گے تو خیر ہے گجرات والا گجرات میں بیٹھا یہ نہیں ہے سارے مسئلے ختم کرو آپ کی آواز لگے گی اگر کوئی قوم کی طرف سے آواز آئے تو قوم کی آواز والوں پر تلوار سے گلے کاٹو۔ وجوہ تفریق کو مسجد والے راستہ سے نکالا قومی لسانی تفریق نہ تھی۔ سمجھ میں نہ آیا تو بعد میں پوچھا۔ قومی طبقاتی جھگڑے دوسروں میں تھے ہم سب ایک تھے دوسرے جن بنیادوں پر لڑتے تھے اسے جاہلیت کہہ کر ختم کیا۔ ہم سب ایک قرآن معاشرہ والے ہیں یہ نہ تھا کہ مزدوروں کا فائدہ اس ؐ ں ہے بلکہ تاجر مزدوروں کو فائدہ اللہ دے گا۔ مسجد میں نماز تعلیم ذکر پر جمع کیا تھا اس سے سب کی معاشرت میں اجتماع تھا۔ دو قصے ہیں کعب بن مالک تبوک نہ گئے تو سزا یہ تھی کہ اپنی معاشرت سے نکالو اور نہ بولے بیوی بچے بھائی نہ بولے اس وقت شام کے بادشاہ غسان نے قبیلہ انصار سے رشتہ تھا خط لکھا کہ تمہارے ساتھی نے تم سے نامناسب بات کی بائیکاٹ کیا تم ذلیل نہیں ہو بال کی طرح نہ نکالے جاؤ ہمارے پاس آؤ آنکھ کا تارا بنا دیں۔ غلام تک بیوی تک نہ بولے ایسی معاشرت تنگ وہاں عیسائی نے سبز باغ دکھایا۔ فرمایا کہ اس پرچہ سے پہلے غم نہ تھا معاف ہوگا عیسائی نے بلایا تو صدمہ ہے معاشرت میں جانا تھا عیسائی نہ بننا تھا۔ پرچہ تنور میں ڈالا اور کہا یہی جواب ہے۔ اس پر روئے کہ بادشاہ بلا رہا ہے گورنر بنا تا باغ ملتا لیکن روتے ہیں کہ مسلمانوں کی معاشرت میں رہنے کے لائق نہ رہا۔ ایک ماحول تعلیم دعوت ذکر نصیحت کا ماحول تھا عمرؓ نے فرمایا کہ تم ہمیشہ چمکو گے یہ جبکہ آپس میں ماحول بنا رہے اگر غیروں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا جڑے گا تو تنزل آئے گا۔ مال والا زمانہ تھا وظائف تھے اس زمانہ کی معاشرت دیکھو اس سے نعمت ملی۔ اپنی معاشرت ماحول ایسا تھا کہ ہمارے اندر کے آدمی کو کوئی کھینچ نہ سکتا تھا امیر غریب حاکم محکوم کا جوڑ تھا۔ غریب مالدار کی خدمت کرتا تھا پہرہ دیا بوجھ اٹھایا رات کو جاگا اللہ کیلئے مال والے نے پیسہ لگایا غریب نے مال والے کو روٹی کھلائی۔ اس معاشرت کا نام اسلام ہے وہ مٹ گئی۔ اب تو کچھ عمل ہے نماز کتنے پڑھتے ہیں پھر تعلیم اور تسبیح والے کتنے ہیں۔ وہاں سو فیصد تعلیم خدمت نماز والے تھے اس نے دنیا میں اسلام

پھیلایا۔ اسے پسند کرتے تھے۔ قومی طبقاتی رنگ لسانی تفرقے دوسروں میں تھے۔ یہاں عرب پر فارسی والا رومی میر ہے تین دن دعوت دی چوتھے دن لڑائی کی سلمان فارسیؓ امیر تھے فارس والوں کو دعوت دی کہا کہ میں تمہارے میں کا ہوں میں ان سے ملا بس ان کا امیر ہوں باوجود کہ اکثریت ان کی ہے اگر تم بھی آؤ تو سروں پر بٹھائیں گے۔ جرجاہ نے یرموک میں خالدؓ سے پوچھا کہ اگر آج مسلم ہو جاؤں تو کیا مقام ملے گا فرمایا اعلیٰ ہوگا کیونکہ نبی و معجزہ کو دیکھے بغیر ایمان لایا۔ عمرؓ نے عیسائی سے کہا کہ اگر اسلام لائے تو بیت المال کا خزانچی بناؤں کنجی دوں۔ اس نے کلمہ نہ پڑھا انتقال کے بعد کلمہ پڑھا۔ ہمارے طبقات مسجدوں کی معاشرت سے نکل کر دوسری معاشرے میں گھسے۔ کالج کی اور مزدور کی الگ معاشرت ہے اگر جلسہ کرو تو مسجد والے تاجر مزدور آویں گے اور باقی میں شرک الحاد پھیلے گا اب سب پر قابو کیسے پاؤ گے ہر جگہ زندگی بکھری ہوئی ہے حجاز مصر یورپ ہر ایک میں تفرقہ ہے یعنی امتی وجود ہمارا ختم ہے مسلم پنے کی نوعیت ختم ہے۔ طبقاتی علاقائی قومی زندگی میں بکھر کر لڑنے والے بن گئے اب وہ وقت ہے کہ وقت نکال کر ان جتھوں میں اور شعبوں میں گھس کر مسجد میں لاکر جمع کرو جہاں سے جا کر متفرق ہوئے ہیں وہیں لاکر جمع کر کے نماز ذکر نقل وحرکت میں جوڑیں اس نقل وحرکت میں کیا ہوگا۔ ۱۔ دین کی زندگی پیدا کرنے والی چیز۔ ۲۔ دین بننے والی چیز مثلاً زراعت تجارت معاشرت مقدمہ شادی یہ سب دین بنے گا۔ انسانی زندگی دین بنے گی اب دعوت تعلیم اطاعت سے یہ سب دین بنے گا وہ اور کرو گے تو یہ سب دین بنے گا یقین میں امتیاز نہ ہو تو انسانی زندگی دین نہ بنے گا۔ کچھ عمل ایسے ہیں اگر وہ زندہ ہوں تو زندگی دین بنے گی۔ تجارت زراعت دین کیسے بنے علم اخلاص محبت الٰہی یقین آخرت نہ ہو تو انسانی زندگی دین نہ بنے گی۔ کچھ عمل ایسے ہیں اگر وہ زندہ ہوں تو زندگی دین بنے گی۔ تجارت کو دین بنانا ہے تو خدا کا دھیان ہوا خلاص ہو علم کی شکل ایمان کی قوت نیت کا اخلاص یہ تجارت زراعت میں آجاوے تو دین بن جائے گی۔ یہ چار باتیں ہوں خدا کا یقین دھیان رضا، آپ کا طریقہ۔ مجاہدے سے یہ چار باتیں پیدا ہوں گی لہذا ایک محنت آئی کہ یقین تعلیم کے عموم کی محنت کرو علم کا نقشہ ساری امت پر آیا۔ علم یقین دھیان اخلاص کے دو درجہ ہیں۔ بنیادی کمالی۔ بنیادی سب پر فرض ہے اتنا تو کل ہر مسلم پر فرض ہے کہ اسے حرام سے روک دے دوسرا علم کمالی ہے۔ بنیادی علم سب کے ذمہ فرض ہے مزدور تاجر سب کے ذمہ علم فرض ہے آگے مسائل وقتاً فوقتاً پڑیں گے۔ دو لاکھ روپے ملے مولوی صاحب سے پوچھو اور کرو۔ پورے علم والے ہوں اور تھوڑے علم والے نہ ہوں۔ تجارت کا علم تاجر کو نہیں ہے تو یہ تجارت دین کیسے بنے گی عالم کے علم سے تاجر کی تجارت دین نہ بنے گی لہذا ابتدائی علم ہر ایک پر فرض ہے روزمرہ کا کام سیکھ کر کرے۔ ایک طرف پورے علم والے چاہیں دوسرے

ابتدائی والے سب ہوں۔نماز پڑھتا ہے سورہ فاتحہ وضو وغیرہ نہ سیکھا پورے علم والا امام ہے اس کے پورے علم سے اس کی نماز نہ بنے گی۔ہمارے پاس ابتدائی علم بھی ہو اور ہمارے پاس پورا علم بھی ہو۔

وقتاً فوقتاً والا علم پورا عالم دے۔چار کروڑ میں لہذا ہر گاؤں میں پورے علم والے ہوں تمہیں کلکتہ میں سیکڑوں عالم چاہئیں اپنے بچوں کو دے کر تیار کریں یہ وقتاً فوقتاً کیلئے ہے لیکن روزمرہ کا علم مولوی صاحب کے پاس بیٹھ کر سیکھنا ہوگا۔پوری زندگی کا علم لیں۔یقین کی محنت علم کی محبت ہو کمال علم والے ہوں پوری امت علم والی ہو کالج کے بچوں زمیندار کاشت کار سب کو علم والا بنادیں دونوں محنتیں ہمارے ذمہ ہیں آپؐ کے زمانہ میں سب پر محنت آج علم کا بقا افراد کی محنت پر ہے علم کی کمی ہماری محنت چھوڑنے کی وجہ سے ہے مساجد میں جڑتے نہیں ہے گشت کر کے لاکر سکھاتے نہیں ہیں شہر دیہاتوں میں کام چلاتے ملکوں میں جاتے مسجد کا نقشہ تھا۔دعوت تعلیم عبادت تعاون کا تھا۔سارے ملکوں میں چلادیں۔اگر سب وقت لگادیں تو ساری مسجدیں آباد ہوں۔ابھی تک ایک فیصد بھی نہیں ہے باہر کے ملکوں میں جانے والے ایک فیصد بھی نہیں ہیں۔لندن میں امریکہ جاپان مصر میں بھی کام ہو رہا ہے۔مولوی محمد عمر کی جماعت گئی تو مصر میں سیکڑوں آدمی لگے۔

اگر ہم میں سے سب لگادیں تو ہر ایک کے حصے میں زندگی میں چار ماہ سالانہ چلہ وغیرہ دیں تو ساری دنیا صوبوں ضلعوں میں کام ہو جائے۔مساجد آباد ہوں۔جب گشت کرو گے تاجر فقیر مال والا دفتر والا باہر ملک کا بھی آ گیا۔گشت کرو گے تو مسجدیں بھر جائیں گی۔آپؐ بازار بھرتے نہ آئے تھے بازار سے کھینچ کر مسجد بھرنے کیلئے آئے۔جب موجودہ دین کا بقا افراد کی محنت پر ہے اور ارتداد دور کرنے کیلئے سب کو محنت کرنی ہوگی۔خدمت خلق جفاکشی وغیرہ میں لگنا ہوگا۔سب مل کر مشق کریں تھوڑی سے محنت پر استقبال پیدا ہوگا۔ارتداد کا وقت ہے سب محنت کریں۔شباہت آپؐ سے ہو، تاجر ہر زبان علاقہ کے لوگ ہوں مجموعی نوعیت سے ہو پھر دعا سے دل پھریں گے اب دیکھو مسئلے کتنے ہیں۔باہر کے ملکوں کیلئے بولو صوبوں کیلئے بولو کلکتہ کے دہلی وغیرہ جاویں۔

آپس کا جوڑ کتنا ضروری ہے اور وہ کیسے باقی رہے گا

حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب رحمتہ اللہ علیہ پرانوں کا مشرقی و مغربی مخلوط مجمع تھا

۱۴/شوال المکرم ۱۳۸۴ھ ۔۱۷/فروری ۱۹۶۵ء بروز بدھ بعد مغرب مسجد مال والی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم !

اسلام تمام طبقات انسانیہ کیلئے رحمت کا طریقہ ہے۔ جب وہ ختم ہوتا ہے تو دنیا مصائب کا گھر بنتی ہے وہ آتا ہے تو دنیا امن کا گہوارہ ہوتی ہے۔ غیر مسلم تک امن کی مزے کی زندگی گذارتا ہے کھانے پینے کی کثرت، خون کی حفاظت ہوتی ہے۔ مرکز دائرہ اسلام والے مزے کریں گے۔ غیر مسلم ہمیشہ مصیبت اٹھائیں گے۔ تاہم حیات اسلام سے غیر مسلم کی زندگی بھی بنتی ہے خداوند قدوس اسلام کو زندہ کرتے ہیں قائم کرتے ہیں اور حالات بنا دیتے ہیں وہی حالات کو بگاڑنے کیلئے اسلام کو ختم کرتے ہیں۔ محنت کرنا سبب بنایا اسلام کی حیات کیلئے۔ سب سے پہلا مسئلہ محنت کا اس شکل پر آتا ہے جس پر خدا دین کو زندہ کرتے ہیں۔ چاہے ساری دنیا میں مسلمانوں کی حکومت ہو سارے راکٹ، ایٹم منڈیاں ان کے پاس ہوں دفاتر ان کے پاس ہوں زندگیوں میں اسلام نہ آوے گا وہی مصیبتیں آتی رہیں گی جو خالی ہاتھ ہونے کی صورت میں آتی تھیں۔ اگر محنت صحیح ہو جاوے تو ایک راکٹ پر بھی قبضہ نہ ہوا ایک پیسہ خرچ کا نہ ہو تو بھی اسلام چمکے گا۔ دنیا اس کی طرف جھکے گی۔ اسلام کی موت و حیات کو ملک و مال کے ساتھ نہیں جوڑا ہے بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقہ محنت سے جوڑا ہے۔ اسلام کا ملک و مال سے چلنا سمجھنا غلط ہے آخرت کا یقین اتباع محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبہ وغیرہ سے چیزوں کے ہونے کے بعد بھی چلتا ہے۔ حکومت عمر بن خطابؓ و عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس بھی تھی۔ دیگر حکام مسلمین کے پاس بھی تھی۔ لیکن ان کے ہاں چلا ان کے ہاں نہ چلا۔ اللہ نے دور صحابہؓ کو سمجھانے کیلئے قیامت تک کیلئے نمونہ بنایا ہے۔ ساری شکلیں دور صحابہ میں بتا دی ہیں۔ ابوبکرؓ و عمرؓ کا علیؓ و عثمانؓ کا، حسنؓ و حسینؓ کا دور بھی سمجھانے کے مختلف رخ ہیں۔ بنوامیہ دور صحابہ میں حاکم تھے۔ وہ بھی سمجھانے کا ایک رخ ہے۔ حکومت ابن عبدالعزیزؒ بھی ایک رخ سمجھانے کا ہے۔ کہ یہ رخ ہوگا تو یوں

ہوگا۔ جس رخ سے اٹھیں گے اس کے اعتبار سے ہوگا۔ سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد خدا نے 23 سال کی محنت سے بننے والے اسلام کے نقشہ کو کلیتاً توڑ دیا۔ عبادات و تہجد نوافل اخلاقیات، حفاظت خون مودت محبت کا سارا نقشہ توڑ دیا۔ کیوں توڑا؟ یہ سمجھانے کے واسطے کہ یہ نقشہ اسلام کا بار بار ٹوٹے گا اور بنے گا۔ اسی طرح محنت کرنے سے جیسے ابوبکرؓ نے محنت کرائی سب سے کہا گھروں میں نہ بیٹھو۔ باہر نکلو۔ ان کی طرح خدا پہ بھروسہ کروانے کی طرح جان و مال کی پرواہ نہ کرو۔ کاروبار کو مت دیکھو۔

ارشادات نبویؐ پر یقین پیدا کرو نقل و حرکت کا میدان قائم کرو۔ اصل مطمح نظر محنت ہو۔ مقدس عورتوں کا تحفظ بھی سامنے نہ ہو۔ ابوبکرؓ نے فرمایا تھا ہم سب شہید ہو جائیں ازواج نبوی بھی شہید ہو جائیں دفن کرنے والے باقی نہ رہیں۔ ہمیں اور ازواج مطہرات کو کتے کھا جاویں تب بھی خدا کے راستے میں نکلنے سے باز نہ آویں گے۔ محنت کو مقدم کرنا حوائج پر کمائیوں پر تمام انسانی مسائل پر یہ ایک چیز ملی کہ سارا نقشہ ٹوٹا ہوا ہو تو اس کے سوا نقشہ نہ آسکے گا۔ جو لوگ اپنے کھانے پینے میں لگے رہیں کاروبار کریں اور نعرہ اسلام کا لگاتے رہیں تو اسلام زندہ نہ ہوگا بلکہ جان جھونک دینے اور مال کی بازی لگا دینے سے اسلام اپنے پہلے نقشہ پر ایک ماہ میں واپس آئے گا۔ نہ جان کی مقدس ترین ہستیوں کی نہ عشرہ مبشرہ کی نہ بدریوں کی پرواہ ہے مریں تو مر جاویں یا اسلام کو دیکھیں گے یا اپنی لاشوں کو، ہم ہوں اسلام نہ ہو یہ نہ ہوگا۔

اسلام ایک خاص محنت سے آوے گا۔ محنت والوں میں جوڑ کا طریقہ ابوبکرؓ کے دور سے ملے گا کام ہے کیا؟ یہ بتانا چاہتا ہوں۔ جو دور صدیقی میں ہوا تھا وہ آج بھی ہو رہا ہے۔ دوسروں کو نبی تو نہیں بنایا لیکن بعض کو مقتدا بنا دیا ہے مسلمہ کے مقتدا بنانے کی طرح۔ یہ سب کچھ کر رہے ہیں نماز و فرائض میں تغیر اسلام کے علاوہ دوسری بنا دیں قائم کرنا یہ سب مسلمان کر رہا ہے۔ اسلام نہ لے کر۔ وہاں لفظ ارتداد تھا۔ سو فیصد دور صدیقی سے شباہت ہے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر محنت کر کے دعائیں مانگی جاتی ہیں تو خداوند قدوس دل کا رخ پھیر دیتے ہیں غلط محنت کرنے والے حاکم، زارع، تاجر کل کو اسلام مٹانے کے بجائے اسلام پر لگنے والا ہوگا۔

رخ اس وقت پھرے گا جب محنت ابوبکرؓ کی طرح ہو۔ اس دور میں اسوہ صرف ابوبکرؓ ہیں عمرؓ چیز اٹھنے کے نہیں اٹھنے کے بعد چلانے کے دور کے ہیں عمرؓ اور ابوبکرؓ ۱۹، ۲۰ ہیں، دایاں بایاں بازو ہیں۔ بعض جگہ ایک درجہ کی کمی سے بھی اثر پڑتا ہے۔ جس نے ۱۹ منٹ پر قتل ہونا ہو اس کی رہائی کا حکم ۲۰ منٹ پر آئے تو بیکار۔ ۱۹ پر گاڑی چھوٹ گئی تو

۲۰ پر نہ ملے گی۔ اگر اس وقت عمرؓ ہوتے ابو بکرؓ کی جگہ آج اسلام بالکل نہ ہوتا۔ یہ بات ابو بکرؓ و عائشہؓ نے قسم کھا کر کہی کہ ایک سجدہ کرنے والا نہ ہوتا۔ اگر ابو بکرؓ کی جگہ عمرؓ بھی آجاتے۔ آج بیس نمبر کا دور ہے اگر انیس نمبر بنے تو بھی اسلام نہ چمکے گا۔ دونوں خلیفہ ہیں دونوں متبع محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیکن ابو بکرؓ کا اتباع عمرؓ سے اونچا ہے۔ امیر بنتے ہی پہلا حکم ابو بکرؓ نے دیا کہ جیش اسامہؓ کو روانہ کرو، سارے مرتد قبائل ایک لاکھ مسلمہ کے ساتھی و دیگر قبائل ارادہ کر رہے تھے مدینہ پر حملہ کا مدینہ میں تین چار ہزار ہی آدمی تھے۔

عمرؓ نے کہا اس موقع پر اس قلیل تعداد کو منتشر کرنا عقل کا کام نہیں ان کے ذریعہ دفاع کرنا چاہئے مقام کا تحفظ باہر کے پھرنے سے مقدم ہے ابو بکرؓ نے فرمایا کہ حضورؐ فرما گئے ہیں اس لئے شام کو روانہ کرنا ہے مقام کا چاہے کچھ ہو عمرؓ نے کہا، حالات بدل گئے ابو بکرؓ نے کہا حضورؐ نے اس وقت حکم دیا تھا جب آسمان سے وحی آتی تھی خدا ان حالات کو جانتے تھے ہو سکتا ہے کہ ان حالات کا سدھار اسی عمل میں ہو فہم صدیقی اور ہے فہم فاروقی اور عمرؓ نے کہا کہ مشورہ تو کرو اور ابو بکرؓ کا مشورہ میں کوئی ساتھی نہ تھا ابو بکرؓ نے کہا نصوص میں کوئی مشورہ نہیں۔ لہٰذا ظواہر پر نہ اٹھیں گے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر اٹھیں گے ہم دیکھ کر قدم نہ اٹھاویں گے۔ بلکہ صحیح قدم اٹھا کر پھر تجربہ کر لیں گے ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مانیں گے تو خدا اپنی قدرت سے بنا دیں گے۔ تربیت عالم بدل دیں گے یہ سب ہم نہ کریں گے حضورؐ کی ترغیبات کی طرف رغبت ان پر اقدام اور خدا کے کرنے کا یقین ہو یہ کام پیسہ عہدہ وغیرہ پر نہ اٹھے گا بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم والی تربیت پر قدم اٹھنے سے حالات کے بننے کے یقین پر اٹھے گا۔ عمرؓ نے کہا سارا لشکر تبدیلئ امیر کا خواہاں ہے۔ ابو بکرؓ نے سینہ عمرؓ پر تھپڑ مارا۔ تجھے شرم نہیں آتی حضورؐ جسے امیر بنا دیں اسے ابو بکرؓ بدل دے۔ کوئی مانے نہ مانے یہی امیر ہے۔ حضورؐ والی نہج نہ بدلے گا۔ مصالح یا لوگوں کے جذبات کے اعتبار سے نہج نہ بنے گا۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم والے نہج پر ہی خدا دلوں کے موڑ کی ہوا چلائیں گے۔ دوسری بات بھی صرف ابو بکرؓ میں تھی۔ تیسری بات ہے کہ مخالفین سے بھی تعرض نہ کیا جاوے ان کا اعزاز و اکرام کیا جاوے۔ جو کام میں نہیں لگے ۔ ہم سے کٹتے ہیں ان کا اکرام کرنا ہوگا۔ یہ بات عمرؓ میں نہیں ہے، سارے ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے یہ بھی ابو بکرؓ میں ہے کہ اپنے زور سے بات نہ کرنا، زور والے لہجے سے بولنا عمرؓ میں تھا۔ ابو بکرؓ کا دل لبھانے والے لہجہ کے رخ سے بولنا تھا۔ یہ کام بنا رہا ہوں کہ تمہیں کرنا کیا ہے چنانچہ علیؓ و زبیرؓ نے بیعت نہ کی مجمع میں نہ تھے بلایا، فرمایا کیوں جی علیؓ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہو کر اجتماع امت کے توڑنے کا ارادہ کیا، علیؓ نے کہا تم سے افضل کوئی نہیں۔ مجھ کو

مشورہ میں نہ لیا اس کا رنج ہے۔ اس کی صفائی کردی گئی۔ خالد اموی چھ ماہ تک ان سے بیعت نہ ہوئے۔ ابو بکرؓ روزانہ ان کے گھر جا کر زیارت کر کے آتے ایک دن بھی بیعت ہوتے کو نہ کہا۔ نیاز مندی کے ساتھ ان کے پاس جاتے رہے۔ حضور والے نہج پر چلنا ہے تو چہرہ پر بل لائے بغیر ایسے کے ساتھ سلوک کرنا ہوگا۔ چھ ماہ بعد خالدؓ نے کہا تم یہ چاہتے ہو کہ تم سے بیعت ہو جاؤں یوں نہ کہا کہ مجھ سے ہو جاؤ یوں فرمایا کہ جس میں سارے مسلمان جڑے ہیں اس میں تم بھی جڑ جاؤ عنوان مختلف ہے مگر بات ایک ہے عنوان کی خوبی سے مخالف جڑ جاتا ہے۔ عنوان کی خرابی سے مخالف کٹ جاتا ہے جس سے کہہ رہے ہو اس کی دل جوئی کا عنوان اختیار کرو خالدؓ نے کہا جب مسلمانوں کے ساتھ جڑنا ہے تو ان سب کے سامنے ہی جڑوں گا۔ چنانچہ اگلے دن مسجد میں سب کے سامنے بیعت ہوئے۔ یہ مخالفت اس پر ختم ہوئی کہ صرف صحابی ہونے کی نسبت پر ملتے رہے، بیعت ہونے پر راضی بھی نہ کیا۔

اس کام کو اپنے اصولوں پر نہیں اٹھانا ہے بلکہ سیرت والے اصولوں پر اٹھانا ہے کہ ہماری نسبت گندی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پاک سعد بنؓ عبادہ بھی بیعت نہ ہوئے۔ سارے انصار ان کے ہاتھ پر بیعت ہونا چاہتے تھے۔ عمرؓ تقریر تیار کر کے لے گئے۔ ابو بکرؓ نے کہا نہیں میں کروں گا۔ انصار کے سارے فضائل بیان کئے انصار ہر خیر میں مہاجرین کے شریک ہیں لیکن حضورؐ کا نائب ان کی قوم میں سے ہوگا۔ حضورؐ کے قبیلہ پر سب جڑ جائیں گے۔ ورنہ ہر قبیلہ اپنے شخص کو کھڑا کر کے افتراق کردے گا۔ عمرؓ والی ساری تقریر کردی مگر سلیقہ سے لوگ حق کہنا چاہتے ہیں (حق بات کڑوی ہوتی ہے) جس کو کڑوا لگے۔ وہ اسے قبول ہی کرے۔ کہنے والے کو ہدایت ہے کہ اس طرح سے کہو کہ کسی کو کڑوا نہ لگے۔

آج کڑوی گولیوں پر مٹھائی چڑھا کے کھا جاتے ہیں۔ حق کو اخلاص و دل جوئی کی مٹھاس ملا کر کہو۔ ورنہ خالی حق کو منہ پر مار کر پھینک دے گا۔ ایک بے سلیقہ لوگ حق کے زور میں آکر ہی فرقہ بنا لیتے ہیں۔ میں اصول کی کہہ رہا ہوں دوسرا کہتا ہے نہیں اصول یہ ہے ہو سکتا ہے دونوں ہی تقوی کے اصول ہوں، کہنے کا سلیقہ دل جوڑے گا یا توڑے گا۔ انصار نے کہا ہم نے جنت کے واسطے کیا تھا چھوڑ دنیا کو ان کیلئے جوڑ سے یہ کام بنے گا۔ جوڑ اس وقت تک نہیں بنے گا جب تک ایک متعدبہ طبقہ یوں نہ طے کرلے کہ ہمیں صرف آخرت میں لینا ہے۔ امت میں اقتدار مال عزت لینے والے بہت ہیں آخرت میں لینے کا جذبہ انصار میں بھی تھا اور ابو بکرؓ میں بھی۔ اقتدار کا جذبہ آج ایسا گھس گیا ہے کہ اپنی چلانے کے واسطے کام کرتے ہیں۔ آج مسلمان بھی اسلام کے مٹانے پر لگ گیا ہے اس لئے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم والے اصولوں پر محنت کی ضرورت ہے بڑائی چاہنے والوں کو اول تو بڑائی ملتی ہی نہیں اس کے مقابلے پر بہت ہوں گے۔ اگر بڑائی مل گئی تو خدا کی مدد سے محروم ہوگا۔ یہ مضمون حدیث میں آیا ہے کہ جسے زبردستی امیر بنایا جاوے اس کی مدد کیلئے فرشتہ مقرر ہوتا ہے جو غلط سے صحیح کی طرف اسے کھینچتا ہے۔ ابو بکرؓ نے کہا میں نے سراً و علانیۃً کسی طرح بھی جانشینی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہا، نہ خدا سے مانگا۔ میں بیعت کو واپس لیتا ہوں۔ سوچ سمجھ کر کسی کو بنالو۔ علیؓ نے کہا کہ تم کو خلافت دینے دیں گے نہ کسی کو لینے دیں گے۔ تین دن تک یہ اعلان ابو بکرؓ ہر نماز کے بعد کرتے رہے۔ صحابہؓ کہتے کہ کسی اور کو امیر نہ بننے دیں گے۔

مشورہ میں اپنی چلانا، بیان خود کرنا، مقام اعزاز چاہنا ہی اس کام والوں کا تکبر ہے گورنری چاہنا ہی ان کیلئے بڑی نہیں بلکہ اس کام میں اپنی بڑائی چاہیں گے۔ اپنی بڑائی کی ہوس نہ ہو خود کو پیچھے ہر موقع پر ہٹادیں۔ دوسرے انہیں آگے لاویں۔ ایک دفعہ دور نبوی میں ابو بکرؓ سفر پر گئے۔ راوی نے مجمع میں دیکھا تو ابو بکرؓ پسند آئے۔ سارے سفر میں ان کے ساتھ رہا۔ سفر سے واپسی پر میں نے وصیت چاہی تو ابو بکرؓ نے فرمایا دو کا بھی امیر نہ بننا۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ امیر المومنین خود بن گئے۔ میں فوراً اونٹنی سے مدینہ پہنچا۔ ان کا نام غالباً رافع طائی ہے جا کر کہا اے ابو بکرؓ مجھے پہنچانا؟ کہا ہاں۔ وصیت یاد ہے؟ کہاں ہاں۔ ابو بکرؓ نے پھر معذوریاں گنوائیں اتنی گنوائیں کہ میرا دل مان گیا کہ یہ زبردستی امیر بنائے گئے ہیں۔ ابو بکرؓ نے اس بدوی کو دھتکارا نہیں بلکہ سمجھایا۔

دلوں کے جوڑ و تغیر کا سبب نہ تقریر ز ور دار ہے نہ کچھ اور بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے اصول ہیں۔ ابو بکرؓ نے کہا کہ ابو عبیدہؓ کے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤ یا عمرؓ کے لوگ ابو عبیدہؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کے پاس ہو گئے۔ سب نے کہا، ابو بکرؓ کے ہوتے ہوئے میں کیسے بن جاؤں؟ جو امیر ہوتا ہے وہی امام بنتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ کو امام بنا گئے۔ میرے امیر بننے کا مطلب؟ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے کیے ہوئے کو مصلے سے صف میں لاؤں۔ عمرؓ نے کہا کہ سوچ بچار کا وقت نہیں ہے انتشار کا خطرہ ہے اپنی بڑائی اپنی حیثیت نہ چاہنا۔ بہت بڑی چیز ہے اس صفت والوں سے دنیا جڑے گی۔ سعد بن عبادہؓ مریض کے علاوہ سارے بیعت ہو گئے۔ سعدؓ کے اوپر سے لوگ گزرنے لگے کسی نے کہا اسے مارو گے؟ ابو بکرؓ خاموش رہے عمرؓ نے بھڑکانے والا جملہ کہا قتلہ اللہ۔ سعد بن عبادہؓ آخر تک بیعت نہ ہوئے۔ عمرؓ ان پر تشدد کرنے کو کہتے۔ ایک انصاری نے سنا تو کہا ابو بکرؓ سے کہ سعدؓ اکیلی زندگی گزار رہا ہے سارے انصار تمہارے ساتھ ہیں۔ اگر مسئلہ چھڑا تو قوم شاید اس کے ساتھ ہو جائے۔ جوڑ کا ایک اصول یہ بھی نکلا کہ

ایک مخالف کو نہ چھیڑا جاوے۔ ورنہ مجمع اس کے ساتھ ہو جائے گا۔ ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ نے زبانی تعرض ان سے کیا۔ سعدؓ نے کسی سے کہلوایا کہ تمہارا ساتھی تم سے اچھا تھا۔ عمرؓ نے کہلوایا جس کو پڑوس برا لگے وہ پڑوس بدل دے۔ چنانچہ حوران چلے گئے اور وہاں پیشاب کر رہے تھے جنوں نے قتل کر دیا۔ یہ ہیں سیکھنے کی عمل کی چیزیں۔ اس سے اسلام چلتا ہے دلوں میں جوڑ ہو تو سختیوں اور تکلیفوں میں بھی مزا آتا ہے۔ ورنہ راحت میں بھی مزہ کرکرا ہو جاتا ہے ابوبکرؓ کے اصولوں سے اجتماع بنا جو عرصہ تک چلتا رہا۔

ساتھیوں کی برداشت: طلحہؓ نے ایک سردار کو ابوبکرؓ سے زمین دلوادی۔ اس سردار کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی دیتے تھے۔ پرچہ پر سب گواہوں نے گواہی کر دی۔ عمرؓ کے پاس پرچہ آیا تو فرمایا کہ پہلے اسلام غریب تھا۔ تالیف قلوب کی وجہ سے حضورؐ دیتے تھے اب قوی ہے تمہیں دینے کی ضرورت نہیں ہے اور ابوبکرؓ کے اس پرچہ پر تھوکا اور پھینک دیا۔ وہ سردار غصے میں آکر کہنے لگا تم امیر ہو یا عمرؓ؟ جواب وہ دیا کہ جس سے دل جڑے فرمایا کہ وہ چاہتا تو وہ ہی امیر ہو جاتا۔ میں کیا امیر اتنے میں عمرؓ آگئے۔ زمین آپ کی ہے یا مسلمانوں کی؟ ابوبکرؓ نے کہا کہ سب مسلمانوں کی۔ عمرؓ نے کہا پھر کیسے دے دی؟ ابوبکرؓ نے کہا کہ ان سے مشورہ کر لیا۔ عمرؓ نے کہا کہ سب سے مشورہ کر لیا؟ حالانکہ صاف تھا کہ سب سے مشورہ ممکن نہیں اہل حل وعقد سے ہی ہوگا۔ عمرؓ سے کہا کہ میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ تم امیر بن جاؤ۔ تم قوی ہو۔ ان اصولوں کے اپنانے سے اجتماع پیدا ہوتا ہے۔

کام کی نوعیت اجتماع والے اصول کے ساتھ چلے تو یہ محنت دنیا کو پلٹوا کر دکھائیگی۔ کلمہ والا یقین، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر اعتماد تجربوں رواج کے خلاف ان پر حوصلہ سے قدم اٹھانا مال وجان کی پرواہ نہ کرنا۔ اس طرح تو کام اٹھتا ہے جب کام اٹھے گا تو رجوع ہونا شروع ہوگا۔ اگر اس رجوع میں یہ صفات بدل گئیں۔ جوڑ کے اصول ٹوٹنے لگے تو یہ کام ختم ہو جائے گا۔ ذاتیات مفادات کا ٹکراؤ پیدا ہوگا۔ جب رجوع پیدا ہو تو پہلے والی معاشرت کھانے پینے باقی رکھو۔ جب تک تم بڑے بننے سے محفوظ رہے تو ہر اگلا دن پہلے دنوں سے محبوبیت ومرجعیت کو قائم کرائے گا۔ نفس ہونے والے سے اپنا حصہ لینا چاہے گا۔ تم اپنا سب کچھ اسلام کی ترویج میں لگاتے رہو۔ اسلام چلے گا چیزیں آویں گی۔ نقشوں، لباس، کھانے کی رغبت کا نہ ہونا معمولی سی زندگی کھانے کی سابقہ تکلیف والی ترتیب کو باقی رکھو۔ سطح نہ بڑلو جب تمہیں کوئی نہ پوچھتا تھا اس وقت جو سطح تھی وہ پوچھ میں بدل نہ جاوے۔ دور صدیقی اٹھنے کا ہے ناگواریوں پر بھی جوڑ ہے خالدؓ کو معزول کیا گیا۔ عمرؓ کے خلیفہ بننے کی اطلاع خالدؓ کو ملی، تو خالدؓ نے کہا۔ ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ اللہ نے اس ابوبکرؓ کو اٹھالیا جو سب سے زیادہ محبوب تھا اور اسے امیر بنا دیا جس کی محبت مجھ پر

لازم کردی ہے ابوبکرؓ نے آپس کے جوڑ کو باقی رکھا۔ وعدوں پر یقین سے کام اٹھایا۔ تحمل سے اٹھایا۔ پھر خالدؓ کو عمرؓ نے معزول کیا۔ ناک والے خاندان بنی مخزوم کے ناک کے بال جو خالدؓ تھے۔ ان خالدؓ کی معزولی کیلئے بلال حبشیؓ بھیجے گئے۔ بلالؓ نے اپنے ہاتھ سے ان کا عمامہ اتار کر گلے میں ڈال کر ہلا کر کہا ''مالیات کا حساب دو'' شاعروں کو بیت المال سے دیا تو خیانت کی اپنے پاس سے دیا تو اسراف کیا۔ بلالؓ نے ممبر سے اتر کر پھر خالدؓ کو عمامہ باندھ کر گلے لگایا کہ وہ حکم تھا یہ محبت ہے۔ بہت سوں کو یہ معزولی ناگوار گزری لیکن انہوں نے ناگواریوں کے ساتھ جڑنا سیکھا تھا۔ جب تک یہ رہا اسلام کا عروج رہا۔

علقمہ بن امامہ لیثی نے رات کو عمرؓ کو دیکھا خالدؓ عمرؓ کے شبیہ تھے وہ سمجھے یہ خالدؓ ہیں۔ علقمہ نے کہا ارے خالدؓ اس آدمی نے بہت برا کیا۔ عمرؓ نے کرید کر پوچھا کہ پھر کیا ارادہ ہے علقمہ نے کہا ناگوار لگ رہی ہے لیکن ماننا ہی ہے۔ صبح کو جب جمع ہوئے، عمرؓ نے کہا اے خالدؓ! رات تمہاری علقمہ سے کیا بات ہوئی تھی۔ خالدؓ نے کہا کہ کچھ نہیں۔ علقمہ بگڑنے لگے کہ اتنا بڑا آدمی کیا انکار کرتا ہے۔ خالدؓ قسم کھانے کو تیار ہوئے۔ عمرؓ نے کہا نہیں وہ میں تھا۔ پھر فرمایا کہ مجھے علقمہ جیسے آدمیوں کی ضرورت ہے۔ ناگواری ہوا کرتی ہے رائے کا خلاف ہوا کرتا ہے لیکن اس کے باوجود جوڑ کر باقی رکھا جاتا ہے۔ یعنی امیر کو رائے دے دو، پھر ناگواری کے ساتھ بھی جڑے رہو۔ خالدؓ کو امیر بنانا یہ عمرؓ کو ناگوار تھا۔ عمرؓ نے کہا کہ خالدؓ کو معزول کردو۔ اس کی تلوار کی تیزی سے قتل بہت ہوگا ابوبکرؓ نے کہا کہ اللہ نے اس تلوار کو سونتا ہے کیسے ہٹادوں، عمرؓ نے کہا اسے کم از کم بلا کر باز پرس تو کرلو۔ خالدؓ آئے عمرؓ فوراً برا بھلا یا سنایا خالدؓ خاموش رہے کہ شاید امیر کی رضامندی سے کر رہا ہے۔ ابوبکرؓ کے پاس بدری و کبار صحابہ کرام نے سفارش کی تو ابوبکرؓ نے امیر ہی برقرار رکھا۔ باہر نکل کر اب وہ سارا خالدؓ نے عمرؓ کو سنایا جو عمرؓ نے خالدؓ کو کہا تھا۔ عمرؓ بکے بکے سنتے رہے یعنی جس کے ساتھ امیر ہو اس کی ہر طرح کی سننی پڑے گی۔ اپنا پتا مارنا پڑے گا اس سے ہی جوڑ ہوگا۔ جو میں بتارہا ہوں اس سے نفس پر مشقت ہوگی لیکن اس سے اجتماع ہوگا۔ جوڑ والی محنت مشابہ ہوگی نبوی محنت کے۔

کام ہر دور میں ہوا دور معاویہ دور یزید تک میں ہوا۔ فرق یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صاحب ٹہل رہے تھے دوسرے نے سواری کی چیز کھولی مذاق کے طور پر وہ چونکے، مسجد نبوی میں اونگھنے والے کے تیر کو چھیڑا تو چونک گئے۔ ایک صاحب مسجد سے گئے دوسرے نے جوتی ران کے نیچے چھپالی، واپس آئے تو وہ صاحب پریشان ہوئے۔ ان تینوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلم کیلئے حلال نہیں کہ مسلم کو خوفزدہ کرے۔ مسلم کے عیب کا تذکرہ غیبت ہے جو حرام ہے غیبت آج بہت چل رہی ہے غیبت کے اجزا بھی کچھ باہر رہ

گئے غیبت کی سزا دلوں کا پھٹنا ہے دل پھٹے تو نہ تم مشورہ کر سکے گے، نہ جماعتیں لے کے چل سکو گے۔ اپنی موافقت کرنے والوں کو ڈھونڈو گے۔

خدا نے دکھا دیا کہ صحیح چلنے سے تمہارے سینکڑوں کروڑوں پر جیت گئے۔ بعد میں چیزیں بدلنی شروع ہوئیں۔ سب سے پہلے اکرام مسلم میں کمی آئی۔ حضورؐ نے ساری صوبائی لسانی قومی رگیں کاٹیں۔ اگر ہم لوگوں کی رعایت کر کے چلتے رہے تو ہمارا کام محمد صلی اللہ علیہ وسلم والا بنے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ دار کٹوائے قوم سے لڑوایا گیا، وطن والوں کو مروایا گیا، بدر میں قوم کا قوم سے مقابلہ ہے قریشی قریشی سے لڑ رہے ہیں، ابو عبیدہؓ نے اپنے باپ کو بدر میں مارا حضورؐ نے ہم میں قومی خاندانی طبقاتی رگیں کاٹیں۔ ذاتی تعلقات وطن قوم خاندان کے ختم کرائے رشتہ کام کرنے والوں میں توڑ پیدا نہ کر سکتا تھا وطن کی نسبت انہیں توڑ نہ سکتی تھی کہ وہ یہ رگیں کاٹ چکے تھے مکہ ان کا وطن تھا مکہ والی معاشرت رہن سہن بول چال تھا مکہ والوں کو مکہ والوں سے لڑوایا گیا۔ علیؓ حمزہؓ عبیدہؓ مسلمانوں میں سے باہر نکلے بدر میں مقابلہ میں مکہ والے آئے۔

رشتہ دار رشتہ دار کو مار رہا تھا، سعیدؓ بن العاص کو (ایک صاحب) نے کہا شاید تم مجھ سے اس لئے ناراض رہتے ہو کہ میں نے تمہارے باپ عاص کو مارا ہے جو میرا ماموں تھا۔ تمہارے باپ عاص کو علیؓ نے مارا ہے وہی ان سے قریب تھے یہود نصاریٰ کی کوشش رہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے کاٹا، اسے یہ جوڑ دیں حضورؐ نے سب سے کاٹا۔ اپنے سے خدا سے جوڑا، پھر جوڑ کر اپنی نسبت سے چلایا، میری بیویاں میرے صحابہ میرے خلیفہ ہیں، ان سے جوڑ کرو اگر کام کرنے والے ان محمدی نسبتوں میں نہ رنگے گئے تو دوسرے طبقات کیسے جڑیں گے۔ حضرت ابو بکرؓ سے عبد الرحمٰنؓ نے کہا کہ ایک دن تلوار تلے آ گئے تھے باپ کر کے چھوڑ دیا ابو بکرؓ نے کہا میں تو بیٹا کر کے ہر گز نہ چھوڑتا کام کو اس طرح کرنا کہ وہ رگیں کٹیں جن کے ہوتے ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں بنتا ہے۔ اگر وہ رگیں نہ کٹیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت ہمارے کام میں نہ آویں گی۔ اپنا باپ مر گیا، تو علیؓ نے کہا کہ آپ کا بھٹکا ہوا چچا مر گیا۔ علیؓ نے رونا دھونا نہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ جڑا تو کیا باپ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مٹی میں چھپا دے۔ سعدؓ بن معاذ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پر ہیں ان کے زخموں کا خون حضورؐ کے سینہ پر گر رہا ہے۔ صحابہؓ نے لینا چاہا تو حضورؐ نے اپنے اوپر اور کر لیا حضورؐ کی گود میں ہی مرے قوم میں مختلف لیکن یہ دعوت و جہاد کا تعلیم و تربیت کا جوڑ رہا ہے، عائشہؓ کہتی ہیں کہ ابو بکرؓ و عمرؓ ہچکیوں سے رو رہے تھے میں دونوں

لی آواز پہچان رہی تھی لیکن ایسا رونا دوسرے رشتہ داروں کے مرنے پر ان سے ثابت نہیں کہ وہ حضورؐ کے علاوہ کی نسبتیں کاٹ چکے تھے عائشہؓ نے بتایا کہ شدت غم کی حالت میں حضورؐ رونے کی بجائے داڑھی پکڑ لیتے تھے۔ چنانچہ حضورؐ نے اس وقت داڑھی پکڑ رکھی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلدی کر رہے ہیں کہ فرشتے کہیں ان کو غسل دینے کیلئے آسمان پر نہ لے جائیں ہم ان کے غسل سے محروم نہ ہو جائیں۔ غسل میں حضورؐ شریک تھے قبر خود کھدوائی، پھاوڑے کی مار سے مٹی اڑتی تو مشک کی خوشبو پھیلتی حضورؐ فرما رہے تھے کہ مومن کی خوشبو کا کیا کہنا ہم پر سب سے پہلے حضورؐ کی پھر اہل بیت کی پھر صحابہ کی پھر ہوتے ہوتے اعمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت قائم ہو۔ سمجھ میں آ گئی بات اس سے بھی اجتماع پیدا ہوگا اگر پھاڑنے والی رگیں ختم ہو گئیں کام کے اعتبار سے کام والوں کی محبت وعظمت بیٹھ گئی امت کا اکرام کرنے لگے ساری صفات آ گئیں تو پھر خدا کی مہربانی متوجہ ہو گی پھر خدا مصریوں شامیوں افریقیوں ہندیوں پاکیوں میں جوڑ لاویں گے حضرت جیؒ مولانا الیاس فرمایا کرتے تھے کہ کبھی زور سے ہوا چلے گی یہ ہے محنت کا طریقہ اسے بدلا تو پھر جو قائم ہوا ہے وہ زوال پذیر ہو جاوے گا۔

دور عثمانی میں اکرام مسلم کمزور پڑا ہے سارا معاشرہ ہی پڑا سب سے پہلی بات یہاں سے چلی کہ امیر پر اعتراض اور خود امیر بنانا غیبی نظام پر اجتماع افتراق کا اثر پڑتا ہے۔ دور صدیقی میں جب شیر وشکر تھے حضورؐ کی نسبت کے علاوہ سب نسبتیں ختم تھیں۔ اس وقت ترکوں کے دلوں میں خدا نے یہ بات ڈالی کہ مسلمان مرتے نہیں مر جاویں تو دوبارہ زندہ ہو کر آ جاتے ہیں ترک بھاگ گئے اور بغیر لڑے وہ علاقہ مل گیا دور عثمانی تک ترکوں کا یہی ذہن مرعوبیت والا رہا۔ پھر پانچ سو مسلمان حکام کے سامنے سارے جھکے ہوئے تھے تاریخ کی کتابوں میں یہ لفظ ہیں کہ جب دور عثمانی میں امراء پر اعتراض چلے تو خدا نے ترکوں کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ مسلمان کو مار کر تو دیکھو یہ زندہ ہوتا ہے یا نہیں چنانچہ انہوں نے ایک مسلم کو پکڑ کر ذبح کیا پھر چھپ کر چوبیس گھنٹے پہرے سے حفاظت کی اور پہلا ذہن مرعوبیت والا ختم ہو گیا بس پھر یہ ترک اٹھے اور مسلمان مطمئن تھے اس وجہ سے دو چھاؤنیوں میں صرف پانچ پانچ سو تھے سلمان باہلی امیر ساتھیوں کو لے کر مقابلہ پر آئے تو آواز آسمان سے سنی صبراً یعنی اب تم کو تو نہ جتایا جاوے گا شہادت پر جنت ملے گی۔ سب سے پہلے امیر کے خلاف ہوتے ہیں پھر ساتھیوں کی غیبتیں پھر پارٹیاں بنتی ہیں، پانچ سو ہیں شہید ہوئے دوسری جگہ سے بھی آواز آئی شہید ہو گئے؟ حالانکہ ان ہزار نے ملک سنبھال رکھا تھا آج ہم پر روس، امریکہ، چین، غیر مسلموں کا رعب ہے ہمارا کسی پر نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ رعب خدا

سے ڈالوانے والا جوڑ ختم ہو گیا۔ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم آج مسلمان کی ہوا اکھڑی ہوئی ہے جمے گی اگر اصول جوڑ والے چلیں جب جوڑ ٹوٹا ہے تو لاکھوں لاکھ میں گھسنے والے زبیرؓ بن العوام کو ایک نے مار دیا طلحہؓ بن عویم تیمی کو ۹۸۰ بڑے زخم حضور کی حفاظت میں ختم نہ کر سکے دل پھٹے آپس میں تو علیؓ سے لڑنے خیر نہ سمجھنے پر طلحہؓ کے پیچھے ہٹنے پر مروان نے پیچھے سے تیر مار کر مار دیا۔ ایسے اساطین مارے گئے اجتماع کے نہ رہنے پر اگرچہ کیسے کیسے کمالات والے تھے تم اختلافات کے ساتھ کیا کام کر سکو گے اختلاف کے ساتھ تو بڑے بڑے مارے گئے اور کچھ کام نہ کر سکے۔

کام تو ایسے ہوگا جیسے پہلے دیکھا ہے کام کے چلنے اور ختم ہونے کا دور دیکھو دور صحابہؓ کی تمام جنگوں میں ۵۰ ہزار شہادت سے نہ مرے لیکن دل پھٹنے پر جب آفتیں آئیں تو ایک لڑائی ''صفین'' میں ایک لاکھ مارے گئے۔ علیؓ کے ۴۰ ہزار اور معاویہؓ کے ۶۰ ہزار، تیس ہزار کی جنگوں میں مرنے والوں سے دگنے ایک جنگ میں مارے گئے آپس میں لڑنے والوں کو چمکاتے نہیں مر کر حق والے پالیں گے۔ یہ حضور کی زندگی کا دور تھا پھر ملوکیت کا دور چلا۔ ملکی بنیاد خود مسلم پر قائم ہوئی خلافت میں دوسروں کی بنانے کیلئے اپنا خون دیا جاتا ہے ملوکیت میں دوسروں کا خون اپنے لئے بہایا جاتا ہے ملوکیت انحطاط کا دور ہے خون کے بہنے کو بند کرنے کیلئے ملکی مفاد دوسروں کو دے کر اپنا خون دو۔ حسینؓ میں دکھایا کہ افتراق پر حسین جیسی شخصیت ٹکر لے کر نظام نہ بدلوا سکی، یزیدی نظام چلا، ملوکیت چھا گئی حکومت میں سے دین نکل گیا پھر عمر بن عبدالعزیزؒ ہیں ان کے نکاح میں ایسی تاریخی عورت تھی کہ اس کا باپ اس کا خاوند اس کے پانچ چھ بھائی بادشاہ بنے سب کی لاڈلی عمر بن عبدالعزیزؒ گورنر حجاز کے تھے شان وشوکت ہے مزے ہیں خواب میں حضورؐ نے کہا اے عمر بن عبدالعزیزؒ تجھے حکومت ملی تو ان دو کے طریقوں پر چلنا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کی طرف اشارہ کیا حضرت عمرؓ نے کہا تھا کہ میری اولاد میں ایک آدمی ہوگا جو دنیا میں انصاف بھر دے گا حضرت عمرؓ ان کے دادا پردادا تھے عمر بن عبدالعزیزؒ نے بادشاہت طلب نہ کی اور ترتیب میں ان کا حصہ بادشاہت میں نہ تھا سلیمان جب مرنے لگا تو قاضی کے پوچھنے پر کہا آخرت کیلئے کچھ کرنا ہے تو عمرؒ کو بناؤ۔ سلیمان نے ایک ڈبیہ میں لکھ کر اس ڈبیہ پر سب سے بیعت کرائی کہ جس کا نام اس میں ہے اسے مانو گے عمر بن عبدالعزیزؒ نے قاضی سے کہا کہ اگر اس میں میرا نام ہے تو اس کو نکال دو اور جس ولید کا نمبر بادشاہت سے موخر کیا گیا تھا اس نے قاضی سے کہا کہ کس کا نام ہے میرا نام نہ ہو تو بادشاہ سے میں اپنا نام کرا لوں گا۔ عمر بن عبدالعزیزؒ بادشاہ بنے تو کہا اے بیوی اب زندگی بدلنی ہے دل چاہے تو مجھ

سے طلاق لے کر کسی مالدار سے نکاح کر لے اس نے کہا جو تمہارا خدا ہے وہ میرا بھی ہے ساری باندیوں کو چھوڑ دیا وہ سب روپڑیں سارا مال بیت المال میں، دربار میں جا کر کہا کہ جاہ و منصب کے خواہاں پیچھے ہو جاویں اور دین خالص چاہنے والے پیچھے سے آگے آجاویں۔ ان سے مشورہ لے کر چلتے اوپر سے محل بن جاوے تو پھر اسلام چلے گا اور اگر اوپر نہ بدلے تو پھر کتنا کریں، اسلام نہ چلے گا کسی حکومت کا بدلنا بھی دل کے پھیرنے سے ہوگا ایسا آج بھی ہوسکتا ہے ہم محنت کر کے خدا سے مانگیں گے خدا جس ملک کی حکومت یا عوام کو بدل دیں میں نے جو بتایا ہے وہ سب ہونے والا ہے بشرطیکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر محنت کریں۔

ایک بات اور سمجھ لو، اور اس پر بات ختم کر دوں گا پانچ باتیں کام کرنے والوں میں آجائیں پھر خدا دل پلٹیں گے۔ خدا نے بہت سے کام خواب سے لئے ہیں خوابوں کے ذریعہ یا ویسے ہی تبدیل کر دیں۔ پبلک کا یا کسی حاکم یا سرغنہ کا دل پلٹ دیں۔ یہ خدا کی طرف سے ہی ہوگا ہم تم نہ کریں گے نبیوں نے جیسا ذاتی طور سے کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا مجموعہ بنایا ذاتی بننے سے دنیا نہ پلٹے گی۔ انبیاء کا نائب کوئی ایک شخص نہ بنے گا۔ بلکہ مجموعہ بنے گا "واعتصموا بحبل الله جميعا" مٹھی بھر مجموعہ پانچ باتوں پر آجائے تو غیب سے ان کی دعاؤں پر تبدیلی کریں گے۔ ہم سب کا جذبہ یہ ہو کہ اس مجموعہ میں میں آجاؤں۔

پہلی صفت یہ ہے کہ جس وقت نکلنے کو کہا جائے اسی وقت نکل جائے۔ موسیٰؑ آگ لینے گئے وہاں سے فرعون کی طرف سیدھا حکم ملنے پر چلے گئے۔ بیمار بیوی دس سال کی کمائی کی طرف نہ لوٹے۔ "انفروا خفافاً وثقالاً" ہر حال میں نکلنا آجاوے دوسری صفت یہ ہے کہ جان کی، مال کی، گھر کی پرواہ کئے بغیر نکل جاوے۔ ان کی پرواہ کی وجہ سے ہی فوری قدم نہیں اٹھتا ہے۔

پانچویں بات ہے "وما اسئلكم عليه من اجر" یعنی ہم اس محنت کا آخرت میں لینا چاہتے ہیں خدا سے لینے پر کام ہو جن میں کام کر رہے ہو ان سے لے لیا تو آخرت میں نہ ملے گا ایک ہوتا ہے فائدہ لینا یا چاہنا، دوسرا فائدہ بڑھ کر دے تو اس کی دلجوئی کو لے لو۔ ہم نے اپنے کئے کا سب کچھ آخرت میں لینا ہے جس مجموعہ میں محنت ان پانچ باتوں پر آئے گی تو اس مجموعہ کی دعائیں قبول ہوں گی اور کس کس کے دل پلٹ جاویں گے اس قربانی واصولوں والوں کی دعائیں انبیاء کی طرح قبول ہوں گی انبیاء کی دعا سے ظاہر کے خلاف تصور کے خلاف ہوا اسلام ظاہر کے خلاف ہے کہ بہت ہی مٹ گیا چند اعمال ہیں اسلام کے یا نام ہے اس کا خدا رخ پھیریں گے دل پلٹیں گے آئندہ کے سارے چلنے والے دین کا اجرا سے ملے گا جس کی محنت سے دل پھرے تھے

اس کے برابر کوئی مشرف نہیں صدیوں تک کے اسلام کا اجر ہے ایک اور بھی بات ہے ہمیں سود سے منع کیا۔ خدا سود در سود چلاویں گے تم سے جتنے اٹھے ان کے برابر تم کو ملے گا ان سے جتنے اٹھیں گے ان کے برابر پہلوں کو اور تم کو ملے گا تمہارا حساب قیامت تک چل سکتا ہے یہ سلسلہ حضورؐ تک جا پہنچتا ہے سب سے زیادہ صحابہ کرام کا ہوگا اور ساری امت کے برابر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا آئندہ والوں کا تم کو ملے گا تمہارا تم سے پہلوں کو ملے گا سب سے زیادہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے گا۔

کم سے کم تم پرانے آدمی کام کرنے والے یہ ترتیب قائم کرلو کہ سال میں چار ماہ باہر اور مقام پر آکر آدھا وقت مسجد میں اور آدھا وقت گھر اور کمائی میں موجود چار ماہ کا اثر زبانی ومکانی ہے۔ رمضان میں نماز وروزہ ہے حج میں حج ونماز ہے باقی مہینوں میں نماز ہے حج سے صرف ایک حج بنتا ہے مکہ ایک ماہ کے قیام سے ۳۰ لاکھ ظہر، ۳۰ لاکھ فجر رمضان میں ایک روزہ رکھ کر کے روزے لئے رات کو روزہ ممکن نہیں ہے دن میں ایک دو بنانے لگے تو ایک بھی نہیں رہے گا۔ چوبیس گھنٹے میں صرف ایک روزہ نمازیں دن کی ۲۱۰ رات میں ۱۴۰ کل ۳۵۰ جتنے نفل اتنے فرض رمضان وحج میں نماز ہی زیادہ بنتی ہے یہ سب سے بڑی ہے اس وجہ سے یہ چار ماہ اونچے ہیں یہ دو عبادتوں کا سنگم ہیں خدا ان چار ماہ کی توفیق دے دیں تو یہ ڈاکٹر کا کان میں لگانے والا آلہ ہے جس سے وہ سارے جسم، پیٹ کمر سینہ کو دیکھتے ہیں ۳۶ سال میں سارے ہی مسئلوں سے نکل جاویں گے سارے ہی موسم آجاویں گے کبھی بونے کے موسم میں یقین کا امتحان ہوگا کبھی دفتر کا موسم یہ چار ماہ لگادے تو نمبر اول کا یقین۔ دوسرا نمبر ہے کوئی سے چار ماہ سب سے کم نصاب یہود ونصاریٰ حج کو بگاڑنے کیلئے مکہ ومدینہ میں وہ ماحول بنا رہے ہیں کہ دیندار بھی دین کو چھوڑ کر آتا ہے اس کا توڑ یہ ہے کہ دنیا بھر سے آنے والے حاجیوں میں ایسی محنت کریں کہ ہر حاجی صرف مسجد کے اعمال میں اوقات لگا کر واپس ہو تو عیسائیت کا توڑ ہوگا۔ اگر پرانے ان چار مہینوں کو طے کرلیں تو یہ اصل ہیں یہ نہ ہوں تو پھر کوئی سے چار ماہ پھر ساری عمر میں چار ماہ ہر سال چلہ، یہ ترتیب ہے کام کی۔ یہ وقت ہے قربانی دینے کا۔ ماشاء اللہ آپ لوگوں نے اوقات دئے اللہ قبول فرمائے۔ اب جس نے اعلیٰ درجہ کے چاہ ماہ رمضان شوال، ذی قعدہ وذی الحجہ لکھوائے تو گزر جانے والے وقت کی قضا نہیں مانگتے اگرچہ ایک روز کی قضا دو ماہ ہے۔

یہ وقت تبلیغ کا ہے گھر کا نہیں یہ جماعتیں نکلی ہیں انہیں سنبھالنے والے ہوں تو یہ نکلنے والے مستقل کرنے والے بن جاویں گے ورنہ نہیں۔ لہذا اس وقت ان کے ساتھ محنت کرنا حج پر اثر انداز زمانہ کے اعتبار سے ہوگا ہر جگہ حج پر جانے والوں کو اس کام پر تیار کرلیں کہ وہ مسجد والی زندگی کی وجہ سے مکہ مدینہ جار ہے ہیں بازار کی وجہ سے نہیں

مسجد والا وہ بن گیا تو تم نے یہود و نصاریٰ سے اسے بچالیا ورنہ کوئی تصویر والے کپڑے، صلیب والی گھڑی، ریڈیو ٹیلی ویژن لاوے گا۔ مکہ مدینہ سے غلط زندگی لاوے گا حاجی کو داعی محنتی بنا کر بھیجو، اس امت کی محنت یہودیت اور نصرانیت کو مکہ مدینہ میں گھسنے سے روکنا ہے، وہ پورا پیسہ بہا کر یورپ والا ماحول مکہ مدینہ میں بنا رہے ہیں اور حاجی وہ زندگی لے کر آیا کریں گے جسے لوگ امریکہ و یوروپ سے لے کر آ رہے ہیں ساری جگہوں پر اپنی تہذیب پھیلا چکے لیکن ہندو پاک کے اکثر مسلم اس تہذیب سے محفوظ ہیں۔ ایک امریکی سفیر نے دوسرے سفیر سے کہا ہم بیت اللہ دس سال میں لے جاویں گے اس نے کہا ہنگامہ کھڑا ہو جائے گا اس نے کہا ہم اس کی عظمت وہیبت کو لے کر جاویں گے کیونکہ ہمارے ہاں چار ہزار سعودی بچے پڑھ رہے ہیں وہ واپس جا کر وہ کریں گے جو ہم کہیں گے وہ نہ کریں گے جو اللہ اور رسول کہیں گے بہر حال حاجی غلط وقت گزار کر وہ زندگی لے کر آ رہے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو دکھانے والی ہے اب جتنا وقت دے دیا ہے اس کی قدر کرو۔ ایک بازار کی چیزیں لینے نہیں جا رہے ہو بلکہ انوارات باطنی لینے جا رہے ہو، گشتوں، تعلیموں اور اجتماعوں کیلئے تیار کر کے بھیجے جاویں پھر صحیح محنت کے وجود پر اللہ باطل والوں کو فیل کر دیں گے ابرہہ نے بیت اللہ پر ہاتھ ڈالنا چاہا، عیسائیوں نے جسد مبارک کو لے جانا چاہا، خدا نے غیبی نظام سے بچایا۔ اب عیسائیت کے زوال کا وقت ہے کہ وہ مکہ مدینہ پر ہاتھ ڈال رہے ہیں اس پر ہاتھ ڈالنے سے رحمت الٰہی جوش میں آ جاتی ہے بس ہم محنت کر کے سبب پیدا کر دیں۔ محمد صلی اللہ وسلم کے دل میں جگہ ملے گی کیونکہ جگر میں ان کا دین گرایا جا رہا ہے۔ اگلے سال پر نہ چھوڑو ورنہ جذبہ ختم ہو جاوے گا، ابھی سے لگاؤ، جنہوں نے ہر سال تین چلے کو کہا ہے وہ ابھی سے اس کا وقت طے کر لیں ورنہ شیطان لگانے نہ دے گا اور جو وقت طے کر لو اس سے ایک دن پہلے ہی چل پڑو۔

خود بخود جیسے عید کی تیاری میں گوشت ۲۹ ررمضان کو ہی لے آتے ہیں، شاید کل کو عید ہو جائے، ایسے ہی بغیر خط لکھائے اپنے وقت پر آ جاؤ، ویسے بھی اس وقت کا چلہ سارے عالم پر اثر انداز ہے وہ نمبر اول کھڑے ہو جاویں جو اس سال نقد دیویں۔

میاں بیوی اور بچہ کے جذبات کی قربانی پر مکمل دین پھیلتا ہے

حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۶ ر شوال المکرم ۱۳۸۴ھ بکم مارچ ۱۹۶۵ء

بروز پیر دن میں دس بجے بمقام میمن سنگھ

(میمن سنگھ میں ریل گاڑی کو پکڑنے نترکونہ سے ریل میں اسٹیشن تک آئے۔ دوسری گاڑی کیلئے ۴ گھنٹے ٹھہرنا پڑا۔اس لئے شہر کی جامع مسجد میں آئے حضرت جی مولانا یوسف صاحبؒ نے بیان فرمایا۔) پرانے ساتھی جو سفر کررہے تھے انہیں خطاب فرمایا۔

نحمدہ نصلی علی رسولہ الکریم!

بھائیو اور دوستو! ایک تو انسان کی خواہشات کے نفس کے طریقے ہیں یہ پریشان کرتے ہیں ایک خدا کے حکموں پر چلنے کے طریقے ہیں۔ خواہشات پر چلا جائے تو جتنی خواہشات اتنی زندگیاں بنتی ہیں۔ ہر آدمی میں خواہشات اپنے لئے ہیں۔ عزت کیلئے اپنی خواہش، جاہ کیلئے اپنی خواہش، تفوق بھی انسان کی اپنی خواہش ہے۔ جو تفوق کیلئے محنت کرتا ہے تو اس سے ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے۔ خاندانی وطنی ٹکراؤ تو ہوتا ہے پھر چلتے چلتے گھر میں بھی ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے۔ ساس بہو کی نہیں بنتی یہاں تک کہ والدین اور اولاد کی نہیں بنتی۔ آج خواہشات کا نقشہ ہے یورپ سے اٹھا اور سارے عالم میں چھا گیا۔ بعض کی زندگی کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ کوئی محلّہ کوئی گھر کوئی محکمہ ایسا نہیں جس میں بعض کو بعضوں سے نقصان نہ پہنچ رہا ہو۔

دوسری زندگی احکامات کی زندگی ہے۔ اسی طرح چوبیس گھنٹے کی زندگی میں احکامات چھائے ہوئے ہیں ہر ہر شخص کی خواہش مقابلہ احکامات سے پڑتا ہے۔ جب نفس اور خواہش کی قربانی آجائے تو ہر شخص کو فائدے پہنچتے ہیں۔ اس میں تذلل ہوگا۔ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین. تواضع ہوگی تفوق کے مقابلے

میں۔خواہشات والی زندگی تفوق پر خرچ ہوتی ہے۔اس کے بگاڑنے کیلئے باقی مجموعہ مقابلہ میں ہوتا ہے۔مجموعہ کی طاقت ایک ایک کی زندگی کو توڑنے پر لگتی ہے۔احکامات والی زندگی میں تو آدمی خواہشات کو قربان کرے گا۔جو مجموعہ اس کی زندگی بنانے پر آئے گا تو اس کا ہر فرد راحت قربان کرے گا پھر باقی مجموعہ اسے راحت دے گا۔مجموعہ اگر ایسا تیار ہو جائے جو اس پر آجائے کہ اس کا ہر شخص اپنی خواہش کو قربان کرنا ہو پھر اس مجموعے کو اللہ تعالیٰ حاوی رکھے گا۔اس سے اجتماعی زندگی بنتی ہے انفرادی زندگی والے اجتماعی زندگی والوں پر راکٹوں سے بھی قابو نہیں پاسکتے۔اجتماعی زندگی والے پھلیں گے، پھولیں گے، چمکیں گے، بڑھیں گے۔اس میں عورتوں کو بھی قربانی دینی پڑتی ہے اور بچوں کو بھی۔نمونہ کیلئے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی دیکھو۔میاں، بیوی، بچے، ان کے جذبات قربان ہوئے۔یہ داغ بیل لگائی گئی اسلام کی۔اپنے جذبے بیویوں کے جذبے بچوں کے جذبے قربان کرنے ہوں گے۔جو حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نفس کا تقاضا ہوتا وہ سو فیصد توڑا گیا۔حضرت ہاجرہؓ حضرت ابراہیمؑ کے نفس کے جو تقاضے ہو سکتے تھے سب تڑوائے گئے۔اولاد کے ماں کے بارے میں سب تقاضے ٹوٹے۔نہ مکان نہ کچھ اور اجتماعی زندگی بنانے کیلئے نمونہ دیا گیا۔ہر ایک نے اپنی اپنی نفس کی خواہشات پر چھری چلا کر اجتماعی زندگی بنائی۔امت مسلمہ تو میدان بنتی ہے اس محنت اور زندگی کو زندہ کرنے کیلئے۔

محنت کرنے والا طبقہ دوسروں کو قربانی پر لائے گا۔لیکن اگر خود قربانی پر نہ آئے تو دوسروں کو کیسے لائے گا۔نفس کے مطابق جیسی عمارتیں بن رہی ہیں ایسی نہ بنیں۔مسجدیں بھی نفس کے مطابق جس طرح بن رہی ہیں ویسے نہ بنیں۔بلکہ جیسے حکم میں بتایا گیا ہے ویسے بنیں۔حکموں کو توڑ توڑ کر چیزوں کے اسراف کے ذاتی عیش کے نقشے پبلک زندگی کو توڑ کر بنائے جا رہے ہیں۔سب سے پہلے مسجد میں جس نے اپنا جذبہ پورا کیا وہ ولید ہے۔شاندار مسجد بنائی۔کہا کہ اللہ تعالیٰ کا گھر بنا رہا ہوں خوب شاندار ہو۔حکم کے مطابق اللہ کے گھر بنے ہیں تو ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوا تھا۔حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔اسماعیل علیہ السلام اور ہاجرہ علیہ السلام پتھر اٹھا کر لاتے تھے اور اللہ کا گھر بنالیا تھا۔اپنے جذبات کو توڑا تھا۔ہر ایک اپنے اپنے نفس کو توڑنے والا تھا۔تین ہاتھ لگے اللہ کے گھر میں۔لیکن وہ جو اپنے نفس کو توڑنے والے تھے فرمایا خواب میں ذبح کر رہا ہوں بتاؤ۔کہتے ہیں بجالاؤ۔سیدھے نہ لٹانا تاکہ کہیں محبت کا جذبہ نہ ابھر آئے۔الٹا کر کے پھر ذبح کرنا۔حضرت ہاجرہؓ کے پاس بوڑھی عورت کی شکل میں شیطان آیا کہا کہ باپ ذبح کرنے کیلئے لے جا رہے ہیں۔جب کہا کہ خدا کے حکم سے لے جا رہے ہیں تو پتھر لے کر

مارا اور کہا کہ خدا کے حکم پر سب قربان ہے۔ پتھر کے نیچے سمینٹ نہ بچھائی گئی بلکہ ان ہاتھوں سے گارا پتھر رکھے گئے جو نفس کو توڑنے والے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کے بعد تین دفعہ تعمیر بدلی گئی اوپر کا صرف بدلا لیکن اصل میں وہی کچا گارا اور پتھر چل رہے ہیں جب ایک مرتبہ ان کو اکھاڑنے کی کوشش کی گئی تو اندھیرا ہوگیا۔ اور بجلی کی کڑک نمودار ہوگئی چھوڑ دیا تو منظر صاف تین مرتبہ ایسا کیا ایسا ہی ہوا۔ آخر چھوڑ دیا خدا کو ابراہیمؑ اسماعیلؑ اور ہاجرہؓ کے لگے ہوئے پتھروں میں تغیر منظور نہیں۔ اللہ کے گھر کی عظمت وعزت چونے پتھر سے نہیں بنتی۔ ساری دنیا کی قیمت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔ خدا کا گھر بالکل سیدھا سادہ اس میں نفس کو پورا نہ کیا جاوے گا۔ پھر اپنے مکانوں کو بھی سادہ رکھیں گے۔ اب نفس کے قربانی کے طریقے ختم ہوگئے نفس کے تقاضوں کو دبانا دنیا سے ختم ہوگیا۔ اس لئے اسلام دنیا میں ختم ہوچکا ہے۔ لوگ اسلام کے نام پر عہدے لے رہے ہیں۔ اتنا پیسہ جمع ہو جائے۔ اسلام چل جائے گا۔ اس لئے کہ مسلمانوں کو چکر میں لینے کیلئے اسلام کی آواز کے بغیر کوئی آواز نہیں۔ اس لئے اسلام کے نام پر بلڈنگیں بن رہی ہیں یورپ کے نقشوں والی جب نفس پر بات آگئی تو نفس کی بات پر غیر مسلم زیادہ پختہ ہوتا ہے لہذا جب نفس کے نظام پر زندگی آئے گی تو زندگی یہود ونصاریٰ چلائیں گے۔ نفس کی قربانی دو تو امام بنو گے اس لئے اللہ مسلمانوں میں بھی نظام ان کے ہاتھ میں دے رہے ہیں جو یہود ونصاریٰ کے منشا یا طریقہ پر چلنے والے ہوں۔ انس بن مالکؓ نے کہا تھا یزید حاکم اگر جاتا رہا تو تم پر سور اور کتوں کے ہاتھ یعنی کفار کے ہاتھ میں نظام آئے گا بقایا کافروں کے ساتھ میں جائے گا۔ جب مسلمان کہہ کر زندگی نفس کی چلا رہے ہیں اگر یہی حال رہا تو کافروں کے پاس آئیں گی اس لئے یزید کو غنیمت جانو اس کو کہا جس نے امام حسینؓ کو شہید کرایا۔ مسجد نبوی میں جس نے گھوڑے باندھے۔ تین دن تک مسجد نبوی میں اذان نماز نہ ہوئی۔ مزاج نبوت کو جاننے والا صحابی کہہ رہا ہے کہ یزید سے اگر گاڑی سرکی تو کافروں کے پاس جائے گی اس سے پتہ چلتا ہے کہ قیامت تک اگر اپنے ہاں کے فاسقوں سے نظام ہٹایا تو کافروں کو جائے گا۔ تم کو نہ ملے گا جب تم نفس والے بن گئے اقتدار چاہنے والے غیبتوں والے آخرت سے بے فکر بن گئے۔ دنیا کے طالب بن گئے تو پھر جو نفس کے تقاضوں پر بہت چلتا ہوگا اس کے پاس نظام ہوگا اگر تم نفس کے قربان کرنے والے ہو جاؤ گے تو نفس کے بہت قربانی کرنے والے بن جاؤ اگر تم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم والی سادہ زندگی پسند ہے اگر ان کی عبادات اخلاقیات معاشرت تم کو پسند ہے تو پھر اس کے لانے کے بارے میں نفس کی قربانی پیش کرو۔ اگر چلیں نفس پر اور کہیں کہ اسلام پھیل جائے تو جب وہ وجود میں ہی نہیں تو پھیلے گا کیا؟ اگر تو اسلام اس کو کہتا ہے کہ میں غالب

ہو جاؤں تو پھر یہ تو پھیلا ہوا ہے۔ اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین اسلام ہے تو اس کو پیدا کر۔

اب ہماری تمہاری نگاہیں اس پر پڑتی ہیں کہ سارے سو فیصد لگ جاویں تو اسلام پھیل جاوے گا۔ یوں نہیں پھیلے گا اسلام بلکہ تم اپنے کو سو فیصد قربان کرو تو پھیل جاوے گا اسلام۔ حضرت ابراہیمؑ نے سو فیصد قربانی دی تو اسلام وجود میں آ گیا۔ اگر تمہیں نفس کا قربان کرنا آ گیا تو اسلام پھیل جاوے گا۔ اول تو باہر نکل کر چلے جائیں تو اسی کو قربانی سمجھ رہے ہیں گھر کا وہی نقشہ وہی مکان کا کھانا وانا اسی طریقہ پر۔ بہت سے بہت اگر زندگی بنتی بھی ہے تو ایک کی۔ بچوں اور بیویوں کی قربانیاں جذبات کی قربانیاں اگر نہیں کریں گے تو ۲ ثلث اسلام تو یوں گیا۔ اپنے بچوں کو حضورؐ کے بچوں کی طرف موڑنا ہے۔ اچھے اچھے مبلغ دیکھو ان کے بچے کس طرف جا رہے ہیں۔ خطبہ میں بیان کئے جاویں پہلے خلفاء بیان کئے جاویں۔ تو کام میں پہلے حضورؐ کو سامنے رکھو پھر دوست ایسے بناؤ۔ پھر سسرالی رشتہ آدمی سسرال کی رعایت کر کے چلتا ہے۔ دو خلیفے حضورؐ کے خسر اور دو کے آپ خسرؐ، آپؐ نے ان کی زندگیوں کو قربان کر کے اپنے جیسی بنائی پھر اپنی اولاد ان تینوں کو قربان کیا گیا ہے۔ اولاد کے جذبات تو بے حد پورے کئے جاتے ہیں حضرت فاطمہؓ کا نکاح دیکھو چاہا اتنی کہ یہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو تکلیف پہنچائی تو مجھے پہنچائی۔ بیٹی کا بیاہ سب سے زیادہ غریب علیؓ سے ہوا بڑے بڑے مالدار پیغام دینے کو تیار لیکن حضرت علیؓ کو جب کہا گیا کہ پیغام دیکر تو دیکھو گئے تو جا کر چپ۔ پوچھا کیوں تو چپ کہا فاطمہؓ سے نکاح کرنے آئے ہو کہا ہاں۔ کچھ ہے۔ کہا۔ نہیں۔ بیٹی کا نکاح کر دیا جہیز مختصر دیا دونوں کی زندگی تکلیفوں میں گزری۔ تین دن کا فاقہ کہا کہ حضور فاقہ ہے فرمایا میں بھی فاقے سے ہوں۔ غلام مانگا تو ڈانٹا کہ غلام مسلمانوں کیلئے ہیں ہمارا گھرانہ تو تکلیف کیلئے ہے امام حسینؓ کے دودھ پینے کے زمانے میں فاقے اور روتے دیکھا تو زبان چسا چسا کر برکت بھری گئی۔ برکت کے طریقہ بھرے گئے لیکن نفس ایک ایک کا قربان کیا گیا۔ جو جتنا قریب تھا اس کی اتنی زیادہ قربانی دی گئی۔

خلافت کے دو کونے تھے ایک اس کا اٹھنا پھلنا پھولنا۔ ایک ختم ہونے کا دونوں میں اپنے قریب ترین کو رکھا۔ علیؓ داداپر ملتے ہیں فرمایا اے علیؓ تو شہید ہوگا۔ دنیا میں قربانی دینی ہے اس لئے خبر دی شہادت کی۔ لیکن حکم کی وجہ سے علیؓ لڑے۔ حضرت عثمانؓ کو فرمایا کہ نہ خلافت چھوڑنی ہے نہ مسلمانوں کا خون بہانا ہے اپنے قریبی رشتہ داروں کو قربان کرایا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح قربانی پر اپنوں کو تیار کرو اسلام کے پھیلنے کی یہ ترتیب ہے اپنا کھانا شادی بیاہ کے جو نچلے مکان نفس کے تقاضوں کو سارے مسلم کو غیر مسلم کر رہے ہیں۔ تم میں دیں گے تو ایسوں کو دیں

گے جو حج سے منع کریں۔ اگر تم سے چھینیں گے تو ایسوں کو دیں گے جو تمہارا خون بہائیں۔ لیکن اگر نفس کی قربانی نے دے دی تو تمہاری قربانی تمہارے بعد بھی اسلام کو چمکائے گی۔ عروج کے نقشے حضورؐ کے وصال کے بعد ہوئے۔ اگر جنگل بیابان قبضے میں آجائے تو اس کو سرمایہ نہیں کہتے۔ سرمائے آئے قیصر وکسریٰ سے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ہوا۔ اب دنیا سے اسلام ختم ہو چکا ہے اس راستہ سے اسلام کی زندگی مانگنا ایسا ہے جیسے آگ سے پانی تلاش کرنا اسلام کا جنازہ نکل چکا ہے اس راستہ سے تو آئے گا نہیں جس سے ختم ہوا ہے اگر دوبارہ اسلام کی حیات چاہتے ہو تو نفس کی قربانی دو جس طرح مہاجرین وانصار نے سب کی قربانی دی۔ سواری نہیں تو پیدل پھرے۔ پتے چاب کر پھرے پیسہ پاس آیا تو محنت کے تقاضوں پر لگا دیا۔ نفس کی شکلیں نہیں بنائیں۔ حتیٰ کہ قیصر وکسریٰ کی شوکتیں آئیں تب بھی اپنے لئے نہیں بنائی۔ ملک آتے تھے تو ہچکیوں سے روتے تھے فرماتے تھے جب ملک ومال آتے ہیں تو دل پھٹتے ہیں اب ہمارے دل پھٹنے کا وقت آگیا ہے ملک ومال جب آیا تو ملکوں کو فتح کرنے والے اور چلانے والے ایک دوسرے کو دیکھ کر ایسے روتے تھے جیسے کوئی مرجاوے۔ فرماتے تھے اس سے محبت ختم ہو جاتی ہے جن کو نفس کے مقابلے میں زندگی گزارنی آگئی تھی۔ ان کے پیچھے ڈنڈا لے کر پھرتے تھے کہ تبدیلی نہ آجائے۔ دروازہ لگایا تو ایک نے گھر جلا دیا۔ حضرت ابی بن کعبؓ جیسے استاد جن کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف کی تھی شاگرد پیچھے چل رہے تھے حضرت عمرؓ نے پیٹنا شروع کیا عجمیوں والا طریقہ کہاں سے اختیار کیا جس دن یہ ڈنڈا ہٹا اس دن سے ہمارے اندر جوتیاں چلنی شروع ہوئیں۔ ہمارا زوال شروع ہوا عمرؓ کی زندگی کا ہر دن عزت بڑھنے کا دن تھا اب ہر دن ذلت بڑھنے کا دن ہے حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ نے سنبھالا لیکن رخ پھر گیا ادھر کی طرف ملک ومال جائیداد کی طلب اسلام نہیں ان کی قربانی اسلام ہے اجتماعی کو بنانا ذاتی کو قربانی کر کے تمہاری تھوڑی قربانی پر یہ کام یہاں تک پہنچا۔ لوگ ملکوں تک جانے لگے پہلے گھر والی ایک دن کیلئے اجازت نہیں دیتی تھی جمعہ کی شب میں مسجد میں سونے کیلئے ایک گھر والی اجازت نہیں دیتی تھی۔ بیوی کہتی ہے کہ آجانا ورنہ خیر نہیں ڈنڈے سے بیوی خبر لے گی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے رخ پہ آگئی ہے یا تو یہ کہ آگے چل کر صحیح رخ پہ آجائے گی۔ جو روس امریکہ کو بدل سکتا ہے یا خدا نخواستہ دوسرے رخ پر آگئی تو ہمارے ہاتھوں سے دین مٹے گا اگر نبیوں والی قربانی آگئی تو خدا تعالیٰ رخ کو صحیح طور پر بدلیں اپنی لذت کی بیوی بچوں کے مفادات کی قربانی ایک ہماری ذات سے قربانی میں قائم رہنا اور بڑھنا۔

پہلا اجتماع کام کرنے والوں میں ہوگا اگر ہر ایک کھانے کی اچھائی چاہے تو نفس آگیا ہر ایک اپنی حیثیت

چاہے اس سے اجتماع ٹوٹ جائے گا قربانی کیا ہے تمہارا مسجد والے عملوں کے بدلے نفس والی چیزوں کو چھوڑ کر آنا تعلیم کے حلقوں میں جماعت تعلیم کی ہوئی تم دعوت میں جا رہے ہو تو دعوت کی ہوئی ایک ملک کے دوسرے ملک جاؤ تو قربانی کی شکل بنی پھر نکل کر قربانی ہے ایک دوسرے کا احترام دلجوئی جیسے گھر سے نکلنے میں نفس کو قربان کیا ہے اسی طرح خدا کیلئے ۲۴ گھنٹے اپنے کو ایسا کر دو۔ جیسے تم کچھ بھی نہیں ہو جہاں تمہیں کہا جائے وہاں ہی جاؤ نفس حیثیت چاہتا ہے کھانے پر بات پر مشورہ پر ابھارتا ہے میرا مشورہ ماننا چاہئے یہ بھی نفس کا ابھارنا ہے جیسے خدا نے تم کو توفیق دی ہے تو اب یہ قدم اٹھاؤ اپنی حیثیت نہ چاہو کوئی تمہاری رائے لے اس کی بھی چاہت نہ ہو رائے قبول نہ ہو تو کہو ہماری کوئی حیثیت نہیں نفس کہلائے گا دوسروں کو کہ ہماری کوئی حیثیت نہیں ہماری رائے کوئی لیتا ہی نہیں اوروں سے کہو گے تو نفس ابھارے گا پارٹیاں بنیں گی۔

اجتماع کو توڑے گا اپنے نفس کو کہو دوسروں کو مت کہو میری حیثیت واقعی نہیں ہے مجھ سے رائے لی یہ ان کا اکرام ہے میری حقیقت میں کوئی حیثیت نہیں ایک قربانی وہ جو گھر سے نکلنے کے بعد وہی ایثار دوسروں کی خاطر نفس کی قربانی اپنی شہرت کی قربانی دینا جو جتنی زیادہ قربانی میں بڑھے گا۔ اس کے حساب میں اسلام پھیلے گا وہ اسلام کی حیات کا سبب بنے گا اس کیلئے ہمیں تمہیں کہنے کی ضرورت نہیں ہے خدا تعالیٰ خود دیکھ رہا ہے کون کس سطح کی قربانی دے رہا ہے اسلام دنیا سے مٹ گیا خدا ہمیں قربانی کی توفیق دے کر ہمیں سبب قرار دے کر اسلام کو حیات دیگا دل کو بغیر اللہ تعالیٰ کے کون دیکھ سکتا ہے اپنی شق کی قربانی کو بڑھانا نکلنے کی مقدار کو بڑھانا ایک چلہ دیتے ہو تو تین چلے تین چلے دیتے ہو تو سال کے چھ مہینے پھر نکلنے کے بعد قربانی یہ ہے کہ دوسروں کو لگانا پھر گھر میں جا کر نفس کے تقاضوں کو قربان کرنا کیونکہ جس طرح مکان کھانا شادی چاہتے ہیں ان کی قربانی گھر لوٹ کر بیوی بچوں اور سسرال کی چاہت پر تم کرو گے تو پھر بتلاؤ ایسے کمزوروں سے اسلام کیسے چلے گا نکل کر تو آپ اسلام پر اور گھر پر گھر والی اور بچوں کا ذہن نہیں بنا رہے ہے جب تک سب کا ذہن نہیں بنایا جائے گا تب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم والی زندگی کیسے چلے گی مجموعی زندگی جب چلے گی جب گھر والوں کے جذبات بھی موڑ دو۔

ایک دم تو ساری چیزیں نہیں آئیں گی۔ جتنا موجودہ زندگی پر خرچ ہے اس کو سو چو سنت طریقے پر خرچ کرو۔ گھر میں دعوت تعلیم چلائی جائے بچوں کے لباس کی کوشش کرو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ گزر چکا بالذات

اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے بعض نے لکھا ہے بڑے مشائخ نے لکھا ہے اصلاح کے جو طریقے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہیں تھے بعد میں جو طریقے چلے بطور تحفظ کہ وہ بالکل صحیح ہیں لیکن ان میں وہ نور نہیں ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاخانہ پھرنے کے سنت میں ہے۔

خیر کی بقاء کیلئے جو صورتیں بعد میں چلی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس کی سنت میں اتنا نور ہوگا جو بڑے بڑے اصلاحی اعمال میں وہ نور نہ ہوگا۔ پاخانہ کی سنت کا نور جب ایسا ہے تو لباس والا نور صورت والا نور کیسا ہوگا۔ اس کے مقابلے میں ظلمت ہے یہود و نصاریٰ کے طریقے ہیں چھ نمبر دین پر پڑنے کیلئے چھ بنیادیں ہیں باقی سارا دین ہے اس پر پڑتا ہے گھروں میں ہم ضعیف ہیں باہر نکل کر قوت حاصل کریں اور باہر والوں کو بدلنے کی کوشش کریں۔ لیکن اس میں تب قوت آئے گی جب گھر والوں کی زندگی بدلنے کا ارادہ کریں جب نفس تمہارا ٹوٹ جائے گا بیوی بچہ خسر نہیں مانتا اس کا مطلب یہ ہے کہ دین کے بارے میں نفس کچلنا ہوگا۔

ایک خوبصورت حسین و جمیل واقعی حسین اپنے اندر حسن کو چھپا کر رکھتی تھی خاوند نے فرمایا تجھ پر حوریں نہیں چھوڑی جاسکیں گی تجھ کو حوروں پر قربان کیا جاسکتا ہے ہمارا نفس مرا ہوا نہیں بیوی بچے نہیں مانتے یہ غلط ہے اصل میں تیرا نفس نہیں مانتا ہمارا نفس مغلوب ہوتا تو بیوی بچوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چھوڑنے کو آمادہ ہو جاتے یا ہم ان کو بدلنے کی کوشش کرتے اللہ ہم کو توفیق دے۔

نفس کی تباہ کاری

حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بعد نماز فجر بروز بدھ بمقام رائے ونڈ، حضرت جیؒ نے رائے ونڈ کے مدرسے کے مدرسین وطلباء اور دعوت کا کام کرنے والے احباب کو جمع فرمایا اور ایک آہ بھر کر یہ بیان شروع کیا۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد.

میرے بھائیو اور دوستو! انسان کا سب سے بڑا دشمن نفس ہے جب تک آدمی نفس کے مقابلے میں نہ پڑ جائے۔ اس وقت تک وہ چاہے جس راستے سے چلے خطرہ میں ہے چاہے تعلیم کے راستے سے، چاہے تبلیغ کے راستہ سے، چاہے ذکر کے راستے سے، چلے پکڑ میں ہے۔ جب تک کہ نفس کے مقابلہ میں نہ پڑ جائے نفس کی مطابقت کے ساتھ مسجدیں، مدرسہ تبلیغ چلانے والے دوزخ میں جاتے ہیں۔ تجارت، زراعت سے بال بچوں کے پالنے سے نفس کے مقابلہ میں آکر کرے تو جنت میں جائے۔

سب سے بڑا دشمن انسان کے دو پہلوؤں کے درمیان ہے۔ مشورہ دیتا ہے، اپنا حصہ ڈالتا ہے، صورت کے اعتبار سے انسان دھوکے میں آجاتا ہے کیونکہ یہ دیکھتا ہے کہ اللہ کی چیز ہے زیادہ خطرہ میں وہ ہیں جو لگ رہے ہیں اللہ کی چیز میں قرآن پڑھانے میں تعلیم دینے میں مدرسہ چلانے میں تبلیغ کرنے میں ہم تو دین والے ہیں اس لئے وہ رووے گا کیسے جو دینی کام کرتا ہے یہ نفس پہ آجائے تو اس سے زیادہ خطرہ میں ہے یہ طبقہ جو زنا کرتا ہے کیونکہ زنا والا روسکتا ہے توبہ کرسکتا ہے لیکن جو اللہ کی چیز میں نفس سے لگا ہوا ہے وہ سمجھتا ہے کہ میں نیکی پر ہوں بدعتی کی توبہ قبول نہیں ہوتی، اسی لئے حالانکہ کافر کی توبہ قبول ہوتی ہے بدعتی عبادت سمجھ کر کرتا ہے وہ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا حقیقت میں وہ عبادتیں نہیں ہیں۔ اور وہ سمجھ کر رہا ہے اس لئے توبہ کرے گا ہی نہیں وحی تو نہ آوے گی تبلیغ تعلیم ذکر کرنے والوں پر اور ان پر پیسہ خرچ کرنے والوں پر پھر بات سمجھتا ہے کہ اللہ کے واسطے کر رہا ہوں اور کر رہا ہے غیر اللہ کے واسطے اس لئے توبہ نہیں کرے گا نفس کیلئے کر رہا ہے۔ اور سمجھ رہا ہے اللہ کیلئے اندر کے اعتبار سے وہ گنہگار ہے

اور باہر کے اعتبار سے عبادت گزار ہے وہ اپنا پیسہ خرچ کرنے پر روئے گا نہیں موت کے بعد پکڑ ہوگی کہ تم نے قرآن اس لئے حدیث اس لئے تعلیم اس لئے تبلیغ اس لئے کہ تھی عبادت اس لئے کی تھی ایک حدیث میں آیا ہے ایک صاحب کہتے ہیں کہ میں ایک گھر میں گیا ابو ہریرہؓ حدیث بیان کرر ہے تھے اصبعی نام تھا جب سارا مجمع چلا گیا تو میں نے ابو ہریرہؓ سے کہا کہ مجھے وہ حدیث سنا دو جس کو تم نے کانوں سے سنا ہو اور پوری طرح سمجھا ہو جو تمہیں پوری طرح یاد ہو، کہنے لگے ہاں، میں ایسی حدیث سناؤں گا تجھے، پھر فرمایا، میں نے اس گھر میں حضورؐ نے سنا، حضورؐ نے فرمایا اتنا کہتے ہی کپکپی آگئی اور بے ہوش ہو گئے میں نے سہارا دیا افاقہ ہوا فرمایا وہ حدیث سناؤں گا جو حضورؐ سے سنی، دیکھی سنانا شروع کی اس کے بعد پھر بے ہوش ہو گئے گرنے لگے سہارا دیا، پھر ہوش بعد میں آیا پھر فرمایا کہ میں وہ حدیث سناؤں گا جو حضورؐ نے فرمائی، پھر لمبی بے ہوشی آئی میں نے سینے سے لگا لیا بہت دیر بعد ہوش آیا فرمایا حضورؐ نے، ابو ہریرہ سب سے پہلے جو تین آدمی دوزخ میں ڈالے جائیں گے تعلیم قرآن پڑھانے والا، جہاد کرنے والا شہید، مال خرچ کرنے والا یہ تین سب سے پہلے خدا کے سامنے بلائے جائیں گے۔

اللہ کا علم لے کر سونے والے کو نہیں لیا بلکہ اللہ کا علم لے کر سارا دن روزہ رکھنے اور نمازیں پڑھنے والے کو لیا خدا بلا کر پوچھے گا کتنا عمل کیا عرض کرے گا ساری رات نماز پڑھی قرآن پڑھا دن کو روزے رکھے قرآن پڑھا تہجد میں قرآن پڑھا اور سب آپ کے راضی کرنے کے واسطے کیا اللہ فرمائیں گے جھوٹ بولتا ہے سارے فرشتے حشر میں بولیں گے جھوٹ بولتا ہے پھر اللہ فرمائیں گے تو نے اس لئے پڑھا تھا کہ لوگ کہیں گے عابد ہے یہ نفس کا حصہ ہو گیا اب ساری عبادت اس پر آگئی کہ لوگ اچھا کہیں تجھے لوگوں نے اچھا کہہ دیا اب ہم سے کیا لیتا ہے فرمائیں گے کہ لے جاؤ قاری صاحب حافظ صاحب کو دوزخ میں فرشتے پیروں سے پکڑیں گے اور جہنم میں ڈال دیں گے۔ ہم نے جان دی تھی کیا کیا؟ عرض کرے گا میں نے یوں محنت کی اور جان دے دی آپ کے واسطے اللہ فرمائیں گے جھوٹ بولتا ہے سارے فرشتے بولیں گے جھوٹ بولتا ہے۔ تو نے اس لئے کیا تھا کہ لوگ بہادر کہیں یہ نفس ہے اللہ کے سوا کسی اور وجہ سے کرنا یہ نفس ہے مال بڑھ جائے لوگ اچھا کہیں اللہ کی رضا کے علاوہ جو ہے وہ نفس ہے فرشتوں سے کہیں گے کہ اس کو لے جاؤ دوزخ میں پیر سے پکڑ کر گھسیٹ کر لے جائیں گے دوزخ میں۔

اب مال والے کو پکڑا جائے گا پوچھیں گے مال دیا تھا کیا کیا؟ عرض کرے گا آپ کی راہ میں آپ کی رضا کے واسطے مال خرچ کیا اللہ فرمائیں گے جھوٹ بولتا ہے سارے فرشتے شور کریں گے جھوٹ بولتا ہے تو لوگوں سے سخی

کھلانے کو خرچ کرنا تھا فرشتے اس کو بھی گھسیٹ کر دوزخ میں ڈالیں گے۔ حضورؐ نے میرے گھٹنے پکڑے اور فرمایا یہ تین آدمی ہوں گے جو سب سے پہلے دوزخ میں ڈالے جائیں گے منافق بعد میں ڈالے جائیں گے اور یہ سب سے پہلے ڈالے جائیں گے۔ حضرت معاویہؓ کو جا کر یہ حدیث سنائی تو معاویہؓ اتنا روئے کہ لوگ سمجھے کہ کہیں انتقال نہ ہو جائے روتے روتے یہ آدمی کیا خبر لایا ایسی فرمایا جب کرنے والوں کا یہ ہوا تو نہ کرنے والوں کا کیا ہوگا۔ بے دینوں کو دیندار بنانے کے یہی تین راستے ہیں تعلیم سے، عبادت سے، تبلیغ سے مال خرچ کرنے کی مدد سے لوگ دین پر چلیں گے جن سے دین پھیلتا تعلیم تبلیغ مال سے دین پھیلاؤ، لیکن ان تین کی نیت میں خرابی آ گئی کیونکہ دین کا کام کرنے والوں پر دھبہ آ گیا جب اس تعلیم تبلیغ مال پر نفس آ گیا تو لوگ دین کی تعلیم پر بچوں کو نہ بھیجیں گے ان کے نفس کی وجہ مسجد میں تعلیم کے حلقے لگے نیت میں آ گئی شہرت تو اس سے تو لوگ دین پر نہیں پڑیں گے اب باہر کا آدمی تعلیم پر کیوں آئے۔ تعلیم کے حلقے کرنے والوں میں شہرت حرص اور نفس آ گیا تو باہر کی صورت سے دین نہیں آئے گا تعلیم سے دین نہیں آتا، دین تو اخلاص سے آوے ہے۔ اب اخلاص جب تعلیم دینے والوں، جہاد کرنے والوں تبلیغ کرنے والوں اور مال خرچ کرنے والوں میں نہ تھا جیسے مردہ جانور سے نسل نہیں چلتی اسی طرح مردہ نمازوں مردہ تعلیم مردہ تبلیغ سے مردہ مال کے خرچ کرنے سے اسلام نہیں چمکے گا بلکہ بعضے مال کا خرچ اسلام کو ڈبو دے گا۔

مدرسہ کی شرائط میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے رکھا تھا کہ حکومت والوں سے پیسہ نہیں لیا جائے گا اخلاص سے جو پیسہ آئے اس سے مدرسہ چلے گا۔ جو سو رہے ہیں وہ کان کھول لو سوؤں تو میں جیسے رات نیند نہیں آئی مجھے رات نیند نہ آئی ہم پر غفلت طاری ہے نفس کے مقابلہ پر جب کوئی آوے جب بھی اپنے کو خطرہ میں سمجھے گا۔ ابو بکرؓ عمرؓ اول نمبر ہیں۔

یہ ہمیشہ اپنے انسان ہونے پر رویا کرتے تھے۔ چڑیا کو دیکھ کر ابو بکرؓ نے کہا تو بڑے مزے میں ہے کھائے پیئے کاش میں چڑیا ہوتا انسان نہ ہوتا اے کاش میں کسی مومن کے بغل کا بال ہوتا کاش میں اپنے گھر والوں کا جانور ہوتا وہ کھلا کر موٹا کرتے پھر مہمانوں کیلئے کاٹتے اور کھلاتے اور پھر مہمان پاخانہ کر کے مجھے جنگل میں ڈالتے کاش کہ میں وہ جانور ہوتا یہ ابو بکرؓ وہ ہیں جن کو حضورؐ نے سینکڑوں مرتبہ جنت کی خوشخبری دی تھی تنہائی میں اپنی زبان کو ایسا مروڑتے (کہ عمرؓ نے دیکھ لیا) جیسے زبان کو آج توڑ کر پھینک دیں گے۔

وقت میری چل جاوے اس چلنے پر میں دوزخ میں جاؤں گا یا جنت میں یہ ہمارے سامنے نہیں ہے اس وقت

میری عزت ہو جائے تو پھر چاہے جو ہو ہمارے سامنے انجام نہیں ہے عقیدہ میں لا کر آخرت لگائی گئی اس لئے کہ سوچیں کہ اس عمل کا آخر میں کیا ہو گا تین دن کے فاقوں پر مسجد میں آ کر ابو بکرؓ بیٹھے عمرؓ آئے اسی واسطے حضور بھی تشریف لائے تو فرمایا میں نے بھی تین دن سے کچھ نہیں کھایا اس لئے نکل کر آیا دو مرتبہ یہ واقعہ ہوا ایک مرتبہ ابو ایوب انصاری دوسری مرتبہ ابو الہیثم صحابی کے ہاں گئے یہ دونوں انصار روزانہ حضورؐ کیلئے کھانا پکا آتے تھے۔ جب حضور نہیں آتے تھے تب وہ کھاتے آج ابو بکرؓ و عمرؓ کی خاطر حضورؐ چلے گئے وہ دوڑ کر آئے اور کھجوریں توڑ کر لائے بکری کا بچہ ذبح کیا بیوی پیسنے میں لگی آٹا سالن پکا لیا اب حضورؐ نے فرمایا ایک دستر خوان پر پانچ چیزیں گوشت روٹی کھجور کی دو قسمیں تھیں تو دو تناول فرمائیں، فرمایا کل کو قیامت میں اسی کا سوال کیا جاوے گا حضرت عمرؓ نے پوچھا حضورؐ تین دن کے فاقے کے بعد ملا پھر بھی سوال ہو گا فرمایا ہاں سوال ہو گا۔

اسی لئے آخرت کے دن کو عقیدہ میں شامل کیا گیا ہر وقت جس طرح اللہ سامنے رکھتے ہیں اسی طرح اللہ کے سامنے پیش ہونے کو سامنے رکھنا ابو بکرؓ انسان ہونے پہ بہت روئے تقریباً یہی حالات عمرؓ کے ہیں اندر کے ایک تاثر کی وہ آہ ہے انتقال ہوا حضرت عمرؓ وہ ہیں جن کے داخلہ اسلام پر مسلمانوں نے عزت حاصل کی تھی اور ان کے انتقال کے بعد عزت گرنی شروع ہوئی آج تک وہ عزت ویسی ہی بن سکی۔ نعمتوں کی بارشیں ہوتی تھیں ان کے ہاتھوں ملکوں میں اسلامی زندگی قائم ہوئی شام قسطنطنیہ، یمن سو فیصد ملکوں میں مسجدوں کا بننا، کفر کا ختم ہونا، مسجدوں میں تعلیم، ذکر کے حلقے، جب انتقال کا وقت آیا۔ ایسی زندگی گزاری حضرت عمرؓ نے آج بلاد عربیہ جو کہلا رہے ہیں ان سارے ملکوں میں حضورؐ کی مسجد کا نقشہ حضرت عمرؓ نے چلایا تقوے کی زندگی عدل وانصاف کھلانا پلانا قرآن کی اول نمبر کی زندگی حضرت عمرؓ کے ذریعہ چلی جب خود کو خرچ کی ضرورت ہوئی تو بیت المال سے قرضہ نہیں لیا۔ عبد الرحمٰن بن عوفؓ سے کہا کہ مجھے ضرورت ہے بیت المال سے نہیں لینے کا اگر ادائیگی سے پہلے مر گیا تو گردن میں قیامت کو لٹکا رہے گا۔

فرمایا تیرے جیسے بخیل سے لوں گا جو میری نسلوں سے بھی وصول کر لے پیٹ پر انگلی رکھ کر۔ جو مسجدوں کو مدرسوں کو چلاتے ہیں یہ پیسہ ان کا نہیں ہوتا۔ اگر اپنا سمجھ کر خرچ کریں گے تو ایک ایک پائی دوزخ میں لے جائے گی۔ یہ پیسہ براہ راست اللہ کا ہے۔ تبلیغ میں کسی نے دیا تو اپنی ذات پر اگر خرچ کیا تو قیامت میں پوچھ ہوگی۔ پیسہ لینے میں اگر اصول توڑے تو پکڑ اور اگر خرچ کرنے میں اصل توڑے تو پکڑ ہوگی۔ ذاتی مال پر بھی یہ ہے لیکن اس کا جواب اتنا

مشکل نہیں جتنا اس کا مشکل ہے جو اللہ کیلئے ملتا ہے۔مشک آیا اس کے تولنے ناپنے کی ضرورت ہوئی۔تا کہ تقسیم کر سکیں فرمایا یوں جی چاہتا ہے کوئی اس مشک کو ناپ دیتا بیوی جو حسن اور حسین کی بہن تھی جس سے نکاح ہی نجات کی خاطر کیا تھا۔نواسی حضورؐ کی اس لئے بہت محبت تھی کہنے لگی کہ امیر المومنین میں ناپ دوں گی فرمایا ہاں تو ناپے گی تو انگلی میں لگ جائے گا پھر کھجاتے ہوئے بالوں کو لگا لے گی تو اس کا جواب خدا کو کیا دوں گا تجھ سے نہیں نپواؤں گا محلہ کی اور عورت کو بلوا کر نپوایا اتنی احتیاط تھی اللہ کے مال کے استعمال میں اتنی احتیاط ٹوٹا جوتا......جبکہ روزانہ لاکھوں اشرفیاں ان کے ہاتھوں تقسیم ہو رہی تھیں گھر والے الگ پیچھے پڑتے اصحاب شوریٰ پیچھے پڑے کہ تم تنگ زندگی گزارتے ہو سب نے بدل لی تم بھی بدل لو۔

حضرت حفصہؓ سے کہا اٹھ کر چلی جا تو مجھے حضورؐ کے راستے سے بچلانے آئی ہے ان کے نام بتا جنہوں نے مجھے زندگی بدلنے کو کہا ہے عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعدؓ بن ابی وقاص تھے۔انہوں نے کہہ دیا تھا کہ حضرت عمرؓ جب تک مان نہ جائیں ہمارا نام نہ بتانا یا نام نہیں بتائے تو فرمایا جا کر کہدے کہ میرے سامنے ایک سڑک ہے اس پر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چلتے دیکھا اگر میں نے بدل لیا تو کہیں اور پہنچوں گا دنیا سامنے رکھ کر چلنے والا کبھی چل نہیں سکتا مجھے عزت مل جائے تو یہ احمق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر کیسے چل سکتا ہے۔آخرت کے تصور والا چل سکتا ہے اسلام ان کے حساب میں پھیلے گا حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں سخت گرمی ہو رہی تھی جلتا ریت اڑ رہا تھا ہم باغ میں بیٹھے تھے دیکھا کوئی پردیسی دھوپ میں آ رہا ہے جب قریب آیا تو دیکھا کہ وہ عمرؓ تھے ہم باہر نکل نہ سکے ان سے کہا کہ اندر آ جائیے فرمایا کہ صدقہ کا اونٹ کھو گیا، اس کی تلاش میں پھر رہا ہوں اللہ کو کیا جواب دوں گا عثمانؓ نے فرمایا کہ میں غلاموں کو بھیج دیتا ہوں آپ آ جائیے فرمایا کہ اللہ کو غلام جواب نہ دیں گے مجھے جواب دینا ہے حضرت عمرؓ کے دل میں جو بات آتی اس پر وحی نازل ہوا کرتی تھی جیسے پردہ کی آیت۔

حضورؐ کی بیویاں جب استنجا جانے لگیں تو عمرؓ نے جا کر آواز لگائی کہ حضورؐ کی بیویاں ہیں وہ سودہ ہے جو لمبی ہے اب حضورؐ سے آ کر جب بیویوں نے کہا تو حضورؐ کے دل پر چوٹ آئی تو وحی نازل ہو گئی جو عمرؓ کے دل میں آئی ایسی زندگی تھی انتقال کے وقت میرے سر کو زمین پر ڈال دے ابن عمرؓ نے پنڈلی پر رکھ لیا تو جھلا کر کہا زمین پر ڈال دے آنسوؤں سے زمین کو تر کر دیا۔خون سے بھی زمین رنگین ہو رہی تھی رو کر فرماتے تھے اے کاش کہ مجھے میری ماں نہ جنتی انسان نہ ہوتا اگر خدا نے میری مغفرت نہ کی تو میرا کیا حال ہو گا اگر پوری دنیا کو فدیہ میں لے کر مجھے نسیاً منسیاً

کردیں، مجھے بالکل ختم کردیں میں جنت کا مطالبہ نہیں کرتا مجھے بس ختم کردیں رو رہے تھے حضرت علیؓ نے تسلی دی تو فرمایا خدا کو بھی بول دوگے کہا ہاں میں کہوں گا حسن حسین اٹھو گواہی دو کہ حضورؐ نے فرمایا تھا کہ عمرؓ جنت میں جائے گا ابن عباسؓ سے کہا کہ میں اللہ سے کہوں گا اور یوں فرمایا کہ میرے پاس اللہ کیلئے کچھ ہے نہیں جو لے جاؤں بس یہ کہہ دوں گا کہ حضورؐ کے بھائی سے پوچھ لو بڑی احتیاط سے دنیا سے چلے، روتے پیٹتے چلے گئے۔

مسئلہ تو یہ ہے کہ یہ چار ذریعے ہیں دعوت تعلیم ذکر نماز اگر یہ اخلاص پر آویں اس کے کرنے والوں میں اخلاص ہو تو ان سے اسلام چلے گا۔ یہ جب ہوگا جبکہ یہ چاروں اللہ کے راستے بن جاویں۔ اللہ کا راستہ تو تجارت اور گھر کی زندگی بھی بنے گی لیکن ایک ہیں بننے والے ایک ہیں بنانے والے تجارت، مکان، بیوی بچے دوا دارو ل کر چلانا اللہ کا راستہ بنے گا۔ ایک تو ہے بننا اللہ کا راستہ یہ تو پوری زندگی ہے اللہ سے لینے کا راستہ بننا ہے۔ اللہ کو راضی کرنے کا نعمتیں لینے کا مدد لینے کا کامیابی لینے کا راستہ تو انسان کی چوبیس گھنٹہ کی زندگی ہے لیکن یہ بنے گی کس سے؟ ایمان سے، تعلیم، ذکر، نماز سے، اس لئے اس کو سب سے پہلے اللہ کا راستہ کہا جاتا ہے۔

یہ علم سے ہی تو ہوگا طریقے بعد میں ہوں گے جہل سے اللہ کا راستہ نہیں بنے گا علم نہیں تو اللہ کا راستہ گھر کی زندگی نہیں بنے گی تبلیغ میں ان چار کاموں کیلئے نکلتے ہیں دعوت تعلیم ذکر نماز کیلئے چلو ان کو محلوں شہر و ماحول مل کر دنیا میں پھیلانے کیلئے چلو پہلے اللہ کا راستہ یہ ہے اگر یہ نہیں اللہ کا راستہ بنتا تو پھر کوئی بھی اللہ کا راستہ نہ بنے گا۔ تبلیغ کے اصول آ گئے سمجھے کہ ساری زندگی حضورؐ والی آ گئی جس طرح چاہا پیسہ لے لیا دے دیا مدرسہ چلانے لگے جیسے چاہے زندگی چلالی ارے احمق اگر تجھے کچھ علم آ گیا تو یہ کیسے سمجھ لیں کہ ساری زندگی آ گئی معاشرت یہ اللہ کا راستہ بنے گی اگر اللہ کا راستہ نہیں ہے تو وہ نفس کا راستہ ہے جو علم نماز تبلیغ پیسہ کا خرچ اللہ کا راستہ نہیں ہے تر وہ نفس کا راستہ ہے (حضرت جی کھڑے ہو گئے) سب سے پہلے نفس و شیطان مل کر ان عملوں پر ڈاکہ ڈالتے ہیں دعوت تعلیم ذکر نماز مکتبوں میں پڑھانا یہ جو پوری زندگی کو اللہ کا راستہ بنانے والی چیزیں ہیں نفس کی کوشش ہے کہ ان کو اللہ کا راستہ بننے نہ دو۔

تبلیغ میں لگ کر جب کچھ چلنے لگے تو نفس کی کوشش یہ ہے کہ یہ تعلیم میں نہ بیٹھے نفس کہے گا کہ ہم تو نظام والے ہیں ان عملوں سے ہٹا کے لے جاوے گا۔ تعلیم کے ذریعہ اللہ کا راستہ بننا ہے تو نفس اسی سے ہٹاوے گا ان تعلیم تبلیغ والوں کو پہلے نفس ہٹائے گا اب صلاح مشورہ کرنے لگے مزاج بنا تعلیم اور کرنے لگے ہم مشورہ کرلیں یوں تو تعلیم سے ہٹے ہم جگہ کا انتظام کرلیں یہ ذکر کرلیں یہ انتظام نفس کا راستہ بھی بنے گا اگر تعلیم اللہ کا راستہ بن گئی تو یہ انتظام بھی بنے

گا لوگوں کو کھلانا پلانا بھی بن جاوے گا دعوت تعلیم پر اور نمازیں اگر اللہ کا راستہ بن گئیں تو انتظام بھی راستہ بنے گا انتظام والے تعلیم میں نہیں بیٹھتے ذکر میں نہیں بیٹھتے لکڑی لینے کیلئے بھاگا جا رہا ہے جب وہ عمل ہی چھوڑ دے جس سے یہ اللہ کا راستہ بنتا تو یہ انتظام تو ہوٹل والے سیاست والے سب کرتے ہیں (ایک پرانے بغیر اجازت کے چل دیے تو حضرت جی بہت ناراض ہوئے فرمایا) پوچھ کر جا اور بہت ہی غصہ میں فرمایا کہ بغیر اجازت جانا منافق کی نشانی ہے۔

اللہ کا راستہ تو اللہ کے راضی کرنے کا نام ہے اب جس تعلیم میں نفس کے خلاف باتیں آئیں گی جب وہ نہ رہا تو اب نفس کا راستہ بنا کر رہے گا کوئی طاقت اس کو اللہ کا راستہ نہیں بنائے کام میں لگ جاویں تو مفہوم بدل دے اگر نفس نے مفہوم بدل دیا اس کے علاوہ کوئی اور چیز کام بن گئی تو خدمتوں کو کون اللہ کا راستہ بنائے گا تعلیم سے ریا کا نقصان سامنے آتا جب تعلیم میں نہ رہا اور ہر وقت چکر میں ہے سارا بگاڑ فقط انتظام والوں سے آتا ہے جو دعوت تعلیم ذکر نمازوں میں نہیں آتے وہ چائے پکانے میں نفس کا کام کریں گے نفس کے ساتھ اب قرآن پڑھ کر بھی تبلیغ کر کے بھی اور مال خرچ کر کے بھی بیوی کی صحبت تک اور بچوں کو پیار کرنا اللہ کا راستہ بنتا ہے اور یہ نفس سے بھی ہوتا ہے۔

جتنا اسلام والا نہج اور اس کے عمل کے طریقے وجود میں آئیں گے دوسرے طریقے خود بخود مضمحل ہوں گے

حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

میرے بھائیو دوستو! آج دنیا محنت کا میدان بنی ہوئی ہے۔ سینکڑوں طریقے زندگی گزارنے کے رائج ہیں ہر طریقہ میں اس طریقہ کو اختیار کرنے والوں کو کامیابیاں نظر آتی ہیں اور گویا وہ کامیابیوں کو اپنے اپنے طریقہ میں منحصر سمجھ رہے ہیں اور دوسرے طریقوں کو اپنے طریقہ میں جذب کر لینے یا دوسرے طریقوں کو ختم کر دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ ان سب طریقوں کی اساس ان کائناتی نقشوں پر ہے جو ان کے اپنے تجربہ اور اپنے مشاہدہ میں ہیں اسلام بھی ایک طریقہ ہے زندگی گزارنے کا جس کا تعلق ہر انسان کے ہر شعبہ کے عمل سے ہے اور ہر حالت اور صورت میں اس کے عمل موثر اور فائدہ مند ہیں۔ جتنا اسلام والا نہج اور اس کے عمل کے طریقے وجود میں آئیں گے دوسرے طریقے خود بخود مضمحل ہوں گے اور ان طریقوں والے اسلام کو اپنا لیں اور اسلام میں داخل ہوتے چلے جائیں گے اور کسی بھی طریقے والے اور نقشوں والے عام انسانوں کو اس سے روک نہیں سکیں گے۔ اسلام کی اساس کائنات کے نقشوں پر نہیں بلکہ ان کے مقابلہ میں خداوند قدوس کی طاقت اور قدرت تصرفات کے تسلیم کر لینے اور دل میں بٹھا لینے پر ہے۔ کائنات والے نقشوں میں ان نقشوں کے اعتبار سے پابند نہ بننا بلکہ اللہ رب العزت کے طریقوں کے اعتبار سے پابند بن کر کائنات کے نقشوں کو چلانا اور استعمال کرنا کائنات کے ان ظاہری نقشوں سے یقین ہٹا لینے اور اللہ رب العزت کی ذات اور صفات کا یقین جما لینے پر منحصر ہے۔ اس عالی اساس یعنی ایمان کی طاقت وجود میں آنے کیلئے سب سے زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے حق تعالیٰ شانہ نے اس ایمان کی اساس کے قائم ہونے کیلئے محنت کا میدان انبیاء کرام کے ہاتھوں فرمایا اور جتنی قسم کی کائناتی اساس قائم ہوئی تھیں اور انسانوں کو قیامت تک کیلئے جن اساس کائنات پر محنت کے میدان قائم کرنے تھے ان سب کے مقابلہ میں ان پر کا یقین نکالنے اور خداوند قدوس کی

قوت کا یقین پیدا کرنے کیلئے مختلف زمانوں میں مختلف انبیاء کرام مبعوث فرما کر شکلوں کے مقابلہ میں اللہ رب العزت کی ذات عالی سے سب کچھ ہو جانے کا اثبات اور شکلوں سے کچھ نہ ہونے کی آوازیں لگ وائی گئیں اور شکلوں کے مقابلہ میں اللہ رب العزت سے استفادہ کیلئے اعمال دیے گئے جن میں کائنات میں مشاہدہ کرنے والوں کو فائدے نظر نہیں آتے تھے۔ مگر انبیاء کرام سارے فائدے اپنے متبعین کو ہی اعمال خداوندی میں بتاتے تھے اب جتنا ان آوازوں کی مقدار اور ان اعمال کا انہاک بڑھتا چلا گیا ماننے والوں میں اس یقین کی حقیقت جزر قلوب میں پیوست ہو کر اعمال میں جاذبیت اور قبولیت پیدا ہوئی اور حق تعالیٰ شانہ نے کائنات کے نقشوں ہی میں اس یقین کے نہ ماننے والوں کو ہلاک اور برباد کر کے اور ماننے والوں کو بغیر ان کائنات کے نقشوں کے آباد و سرسبز کر کے ان کائنات کے نقشوں کی حیثیت قیامت تک کیلئے ختم کر دی۔ اور اللہ رب العزت کی ذات و صفات سے سب کچھ ہو جانے کا یقین اعمال نبویہ کے ذریعہ استفادہ کی اہمیت قیامت تک کیلئے آنے والے انسانوں کیلئے قائم کر دی۔ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام پر ہی افتتاح انسانیت میں اول اعزاز و اکرام کر کے اور سب کچھ نعمتیں دے کر ثانیاً ایک بات کی خلاف ورزی پر سب کچھ چھین کر اور دنیا کے مصائب میں ڈال کر یہ بتایا کہ نعمتوں اور اپنی انسانی ترکیبوں سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ منعم حقیقی کے ماننے ہی سے نعمتیں باقی رہتی ہیں۔ اور انسان پھلتا پھولتا ہے اور نہ ماننے سے نعمتیں چھنتی ہیں اور مصائب و بلایا کا شکار ہونا پڑتا ہے حضرت نوح علیہ السلام کو اکثریت کے نقشوں میں اکیلا کھڑا کر کے اکثریت کے نقشوں کے مقابلہ میں صرف ایک اللہ رب العزت سے ہونے کی آواز لگوائی اور نہ ماننے کی صورت میں ان کو مع ان کی کائنات سے حاصل شدہ نقشوں کے ڈبو کر اس اساس اور اس سے متعلقہ عملوں کی حیثیت کو ختم کر دیا اور حضرت نوح علیہ السلام سے نسل انسانی اور شکل کائنات کو دوبارہ قائم کر کے ایمان کی قوت اور اعمال نبویہ کی اہمیت کو قیامت تک کیلئے قائم کر دیا حضرت ہود علیہ السلام کو قومی نعروں قومی قوتوں کے مقابلے میں اسی آواز پر اکیلے کو اٹھا کر قوم کی قوت کی شکلوں سے نہ ہونے اور اللہ رب العزت سے قوم کیلئے قوم کی قوت والی شکلوں میں سب کچھ ہو جانے کا اعلان کرا کر نہ ماننے کی صورت میں پوری قوم کو غیبی طاقت بظاہر کر کے اس سے ہلاک و برباد کر کے اس اساس کی حیثیت و عمل کو قیامت تک کیلئے ختم کر دیا اور حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے چند رفقاء کو بچا کر ایمان اور ایمان والے عمل کی اہمیت پیدا کی حضرت صالح علیہ السلام کو صنعتوں کے نقشوں میں ان سے سرسبز اور کامیاب نہ ہونے اور اللہ رب العزت سے کامیاب ہونے کی آواز لگوا کر اور اللہ رب العزت سے استفادہ والے عمل دے کر نہ ماننے کی صورت میں صنعت کے نقشوں میں ہلاک کر کے صنعت کی حیثیت کو ختم کیا اور چند مٹھی بھر ایمان و عمل والوں کو بچا کر

صنعت کے مقابلہ میں ایمان وعمل کی اہمیت قائم کی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکومت کے نقشوں کے مقابلہ میں حکومت کے نقشوں سے نہ ہونے اور اللہ رب العزت سے سب کچھ ہو جانے اور ہر طرح ہو جانے کی آواز لگوائی۔ حکومت نمرود یہ کے سارے نقشے کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش روکنے پر لگا کر نقشہ حکومت کے مقابلہ میں پیدا کر کے دکھلایا اور پھر پیدا کر کے باوجود نقشہ حکومت کے ان کے مارنے پر متوجہ ہونے کے پال کر دکھا دیا اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ اس جگہ سے جہاں ایک گھر کے پلنے کا نقشہ بھی نہیں تھا ساری دنیا میں ان کی قربانیوں اور دعا پر امت مسلمہ کو وجود دے کر اور ساری دنیا سے حج کا سلسلہ اپنے گھر کی طرف قائم کر کے قیامت تک کیلئے یہ بنیاد قائم کر دی کہ اگر حق تعالیٰ شانہ نہ چاہیں تو پوری حکومت کے سارے نقشوں کے متحرک ہونے کے باوجود ایک گھرانے کو بھی گزند نہ پہنچے اور اتنے تھوڑے سے مسئلے میں حکومت کا پورا نقشہ فیل ہو جائے اور اگر وہ کسی بات کو چاہ لیں تو بغیر کسی ظاہری اسباب وسائل کے پوری دنیا میں ہزاروں برس کیلئے بڑی سے بڑی چیز کو چلا کر دکھلا دیں۔

حضرت یوسفؑ کے ذریعہ وزارت کے نقشے میں وزیر کے گھر کے سارے اسباب ووسائل کے استعمال کے باوجود وزارت کی خطا کو ظاہر کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کو بغیر ظاہری اسباب ووسائل کے وزارت دے کر ملک گیر قحط کے خوفناک منظر میں بہترین نظم کر کے وزارت کے نقشے سے نہ ہونے اور اللہ رب العزت کی مشیت سے سب کچھ ہو جانے کی بنیاد کو مضبوط کر دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ضعفاء ارض قوم میں کھڑا کر کے اور ہر طرح کے اسباب ووسائل سے محروم کر کے اور حکومت فرعونیہ کو سارے اسباب ووسائل دے کر وہی آواز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ اٹھائی اور بہت طریقوں سے افہام وتفہیم کے بعد نہ ماننے کی صورت میں حکومت کو مع تمام چاہنے والوں کے اسباب ووسائل ہی میں غرق اور نیست ونابود کر کے اور ضعفاء ارض کو بلندیاں سرسبزیاں ہر طرح ارضی وفلکی سفلی وعلوی عطا فرما کر ایمان وعمل کے راہ سے بغیر اسباب ووسائل کے کامیاب ہو جانے کی بنیاد کو موکد کیا اور قارون کو مع مال کے دھنسا کر مال کے نقشوں سے کامیاب نہ ہونے اور ایمان کی قوت سے مال کے مقابلہ میں کامیاب ہونے کو ثابت کیا اور حضرت شعیب علیہ السلام کے ذریعہ تجارت کے نقشے میں نہ ماننے والوں کو ہلاک کر کے تجارت کے نقشوں سے نہ ہونے کی بنیاد کو قائم کیا آل اسماعیلؑ کو وادی غیر ذی زرع میں پرورش فرما کر سبا کو زبردست باغات اور کھیتوں اور نہروں کے نقشوں میں ہلاک کر کے اس بنیاد انسانی کی بھی حیثیت ختم کی۔

معاشرہ کی خرابی پر حضرت لوط علیہ السلام کے ذریعہ یہی آواز اٹھا کر نہ ماننے کی صورت میں پورے نقشوں مع نقشہ والوں کے ہلاک و برباد کر کے انسانی تعمیر کے نقشوں کی حیثیت ختم کر دی گئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طرح طرح کی ایجادات کے زمانے میں بھیج کر ان کے ذریعہ بغیر ایجادات کے ان سے زیادہ کرا کے دکھا دیا۔ مثلاً اندھوں کو بینا کر دینا مردوں کو زندہ کر دینا مٹی کا پرندہ بنا کر اڑا دینا وغیرہ اور زندہ آسمانوں میں اٹھا کر ساری ایجادات کی بنیادوں کی حیثیت ختم کر دی۔

الغرض سارے انبیاء کرام کلمہ طیبہ کی آواز کو لے کر اٹھے ماسوا خداوند قدوس سے ہونے کا سب نے ہی انکار کیا اور اللہ رب العزت سے سب کچھ اور ہر طرح سے ان کی قدرت سے ہو جانے کو سب نے ہی بتلایا اور قدرت سے فائدہ حاصل کرنے کیلئے سب ہی نے عملی طریقے بتلائے نقشے جن کے ہاتھوں میں تھے ان کو بھی بتلایا سمجھایا جن کے ہاتھوں میں نہیں تھے ان کو بھی سمجھانے کی کوشش کی اب جنہوں نے نقشوں کے مقابلے میں قدرت خداوندیہ کا یقین کیا اور ان کے دیئے ہوئے اعمال سے وابستگی حاصل کی وہ پھلے پھولے چمکے چاہے وہ نقشہ کائنات کے حامل تھے یا غیر حامل اور جنہوں نے اس یقین و اعمال کی تردید کی جو اللہ رب العزت نے عطا فرمائے تھے حق تعالیٰ شانہ نے انہیں ہلاک و برباد کیا چاہے وہ نقشہ زندگی رکھنے والے تھے یا نہ رکھنے والے سب کے آخر میں سب کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے اسی کلمہ والی بنیاد پر اٹھایا جس پر مختلف انبیاء کرام مختلف زمانوں میں مختلف شکلوں میں اٹھائے گئے تھے اور آپ کو ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ساری شکلوں کے مقابلہ میں اٹھایا گیا۔ اور قیامت تک کیلئے اٹھایا گیا آپ ؐ اکثریت سے نہ ہونے کے یقین کو بھی لائے قوموں سے نہ ہونے کو بھی حکومت وزارت تجارت زراعت ایجادات وغیرہ جیسے اور جتنے کامیاب ہونے کے کائنات سے حاصل شدہ نقشوں پر انسانیت اپنی کامیابیوں والی محنت اٹھاتی ہے آپ ؐ ان سب سے کامیاب نہ ہونے کا یقین اور ان کے مقابلہ میں حق تعالیٰ شانہ کی قدرت سے ہر طرح کامیاب ہو جانے کا یقین لائے اور ہر طبقہ اور ہر شکل اختیار کرنے والوں کیلئے اسی بنیاد پر عمل کے طریقے بھی لائے آپ ؐ نے اکثریت کا یقین نکال کر اللہ رب العزت سے فائدہ حاصل کرنے کیلئے اکثریت اور اقلیت کو عمل کے طریقے بتلائے قومیت کا یقین نکال کر قوی اور ضعیف کو عمل کے طریقے بتائے حکومت کے نقشوں کا یقین نکال کر اللہ تعالیٰ کا یقین پیدا کر کے ہر ایک کو اپنے اپنے نقشوں میں اللہ تعالیٰ سے فائدہ حاصل کرنے کیلئے ہر نقشہ کے اعتبار سے اعمال عطا فرمائے غرض کسی بھی نقشہ والے بغیر نقشہ والے کو آپ ؐ نے ایسا نہیں چھوڑا کہ جس کو نقشوں سے یقین ہٹانے کی طرف نہ پکارا ہو۔ اور اللہ رب العزت کی ذات عالی سے فائدہ حاصل کرنے کے عمل نہ

بتلائے ہوں۔ اب یہ یقین سارے شعبوں والوں کے درمیان اور ساری شکلوں میں گھسے ہوئے اور شکلوں سے محروم انسانوں میں پیدا ہو اور ہر شکل والا اور محرومی کی نوعیت میں ان اعمال کو اختیار کر کے دارین کی ترقیات اور کامیابی حاصل کر کے اطمینان و سرور و سکون حاصل کر لے اور جو اس اساس یقین اور اعمال کی شکلوں سے محروم ہوں ان پر فوقیت و بلندی کے مناظر قائم ہوں اس کے لئے سارے ہی شعبوں اور شکلوں کو اختیار کرنے والوں کو بھی محنت و مجاہدہ کی دعوت دی گئی۔ اور جو کائنات کی شکلوں میں زندگی بنانے سے محروم ہیں انہیں بھی محنت کرنے پر اٹھایا گیا آپؐ نے سارے ہی طبقات کے انسانوں کو اس آواز کا لگانے والا بنایا اگر اس دنیا کے اموال نہ ہوں تو صرف جان جھونک دینے اور تکلیف برداشت کرنے کی دعوت دی اور اگر مال بھی رکھتے ہوں تو اس آواز کے پھیلانے پر مال لگانے کی بھی جان لگانے کے ساتھ دعوت دی جنھوں نے مانا انہیں ان کے نقشوں میں سے نکال کر مختلف طبقات اور مختلف نوعیت والوں اور مختلف صنعت والوں اور مختلف مالیت والوں کو کلمہ گو ہونے کے اعتبار سے جمع کر کے اس آواز کے پھیلانے کیلئے نقل و حرکت پر ڈالا اور اللہ رب العزت سے فائدہ حاصل کرنے والے اعمال بتلا کر اس کے سیکھنے سکھانے کی عمومی فضائیں قائم کیں ان اعمال کے اپنی زندگی میں پیوست ہونے کیلئے محنت کے مناظر قائم کئے جتنے بھی کائنات کے نظام سے قائم شدہ زندگی بنانے کے نقشے قائم تھے اور ان نقشوں سے وابستہ جتنے بھی انسان موجود تھے ان میں پہنچ کر انبیاء کرامؑ کی اس مشترک آواز کو پہنچایا گیا اور انبیاء والے اعمال اللہ رب العزت سے استفادہ کیلئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے ان کے سامنے رکھے گئے خود کو ان اعمال سے آراستہ کیا گیا اور اس بنیاد کے یقین کو اپنے قلوب میں پیوست کیا گیا دوسروں کو کامیابی کی بنیادیں سمجھائی گئیں اور ان بنیادوں کے راستے سے دونوں جہان میں ترقیات حاصل کرنے اور بلایا عذاب و مصائب سے بچنے کی طرف متوجہ کیا اپنے اپنے مقام پر مساجد کے ذریعہ نماز پر جمع کر کے ایمان کی مجلسیں بھی قائم کیں علم کے حلقے بھی جوڑے۔ اذکار و دعوت کی فضائیں قائم کیں ہر ہر عمل کے طریقے سیکھنے سکھانے کا نظم بھی کیا اور ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گزارنے کیلئے اللہ رب العزت کی خوشنودی اور رضا والے اخلاق کی مشق کی۔ عبادات کی بھی یقین کی قوت کے ساتھ کامیابیوں کے یقین کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے ساتھ ظاہری اور باطنی اتباع کی مشق کرتے ہوئے عادت ڈالی اور دعاؤں کے ذریعہ اللہ رب العزت سے کامیابی حاصل کرنے کیلئے کائنات کے نقشوں کے مقابلہ میں وہ یقین حاصل کیا کہ کامیابیاں اللہ رب العزت نے عطا فرمائی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسائل انسانیہ کے اجتماعیہ و انفرادیہ، وقتیہ اور ابدیہ کے حل کیلئے جتنی بھی دعائیں عطا فرمائیں تھیں سب کو یقین کی مشق کے ساتھ سیکھ کر اور سکھا کر

اختیار کرنے والے بنیں اور اپنی اپنی شکلوں اور شعبوں کو چلانے کیلئے ان اعمال کو بھی مشق کی اور معلومات حاصل کیں جن کی پابندی کے ساتھ شعبوں کو چلانے میں دعائیں قبول ہوں گی۔ اور اللہ رب العزت کی مددوں سے اپنے اپنے شعبوں اور شکلوں میں وہ ترقیات حاصل ہوں گی جو شکلوں کے بڑھانے کی محنت میں رات دن منہمک ہونے والوں کو بوجہ خرابی یقین وعمل حاصل نہیں اگرچہ شکلیں کائنات کے نقشوں کی بڑی سے بڑی ان کو حاصل ہے۔

جب اپنے نقشہ زندگی میں سے ہر شخص نے وقت نکالا مساجد کی تعلیم وتربیت میں بھی اپنی اپنی جانوں سے لگنے کا معیار قائم کیا بیرونی نقل وحرکت میں بھی ہر شخص نے اپنی اپنی جان اور مال سے حصہ لیا تو کلمہ والا یقین ایک حقیقت بن کر دلوں میں پیوست ہو گیا اور زندگی کے سارے شعبے ان اعمال سے آراستہ ہوئے جن پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شعبوں والوں اور دوسروں کی کامیابی کا انحصار بتلایا تھا اور ان کی خلاف ورزی میں زندگی کے بگڑنے کی دھمکی دی تھی دنیا کے نقشوں کے اندر لگنے والوں کا نقشوں کے اندر لگنے کا وقت اگرچہ کم ہو گیا اور آمد میں کمی ہوئی بوجہ بیرونی نقل وحرکت کے اور مساجد کے اندر کی اپنی اور دوسروں کی تعلیم وتربیت کے اور ایک دوسرے کی زندگی کی ضروریات کی خیر خبر لینے کے اور دنیا کے نقشوں سے محروم انسانوں کی اگرچہ تکالیف کے برداشت کی مقدار بڑھی انہی اعمال کے اشتغال کی وجہ سے مگر قرآنی الفاظ ایمان واعمال صالح زبان کے بول نہیں رہے بلکہ دل کے یقین کی ایک ایسی حقیقت بن گئے جس کے سامنے کوئی بھی شکل ٹھیر نہیں سکتی تھی اور اعمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم زندگی میں ایسے پیوست ہو گئے کہ زندگی کے ہولناک سے ہولناک مناظر یا خوشنما سے خوشنما مناظر ان اعمال سے روک نہیں سکتے تھے۔ جب تک امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں تعلیم وتربیت کے دعوت اور نقل وحرکت کے آپ والے طریقے قائم رہے دنیا میں ان کا وجود بڑھتا رہا اور جتنا جتنا کائنات کے نقشوں میں لگنے کی تعداد بڑھتی چلی گئی اور آپؐ کے والے اعمال دعوت تربیت زندگیوں میں سے نکلتے چلے گئے یقین کا معیار بھی کلمہ سے ہٹتا چلا گیا اور زندگی کے اعمال بھی کلمے والے طریقے سے ہٹتے چلے گئے یہاں تک کہ ایمان ویقین ایک بول رہ گیا اور اعمال بحث ومباحثہ اور جھگڑے کی بنیادیں بن گئے اور وہ سارے مسائل ان پر آپڑے جو پچھلی قوموں پر کلمہ کے لفظ کے اقرار کے بعد یقین وعمل کے ضیاع پر آئے تھے جن سے چھٹکارا اس وقت تک نصیب نہیں ہوا جب تک دوسرے نبی نے آکر کلمہ کی حقیقت کے ان میں زندہ ہونے اور اللہ والے اعمال کے ان میں زندہ ہونے کیلئے محنت نہیں کی جیسے بنی اسرائیل پر حضرت موسیٰؑ نے ایمان کیلئے بھی ان میں محنت کی اور ایمان والی نمازیں ان میں زندہ ہو جانے کیلئے بھی محنت کی جب ایمان اور اس کے والے اعمال ان میں زندہ ہوئے حق تعالیٰ شانہ نے ان کے بلند کرنے کیلئے نقشوں کے مقابلہ میں پھر اپنی قدرت کاملہ کو ظاہر فرمایا۔

اب اس امت میں ایمان کی حقیقت کے زندہ ہونے اور اعمال کا معیار قائم کرنے کی محنت کیلئے انبیاء کرام

مبعوث نہیں کیئے جائیں گے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ محنت امت کے ذمہ عائد ہوگا ہر شخص کو اپنا یقین ٹھیک کرنے اور اپنے اپنے عمل درست کرنے اور دوسروں کے سینوں کو بدلنے اور ان میں اعمال کا معیار قائم کرنے کیلئے آپ کے والے تعلیم و تعلم اور تربیت و دعوت اور نقل و حرکت کے اعمال کے وجود میں لانے کیلئے جان بھی جھونکنی پڑے گی اور مال بھی خرچ کرنا پڑے گا اور اس کے چالو ہونے کیلئے ہر طرح کی تکالیف بھی برداشت کرنی پڑیں گی اگر اللہ رب العزت کی توفیق سے امت کے طبقات میں اس مبارک و عالی محنت کیلئے جان جھونکنے سمجھنے سمجھانے سیکھنے سکھانے عمل کرنے کرانے کا رخ عمومی صورت اختیار کر جائے گا تو پھر کلمہ طیبہ کی وہ حقیقت ان میں زندہ ہوگی جس کو سارے انبیاء کرام مع حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لے کر تشریف لائے اور اعمال کا معیار زندگیوں میں قائم ہوگا جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم لے کر اٹھے اور جس نے سارے انبیاء کرام کے اعمال کے طریقوں سے بے نیاز کر دیا اور وہ ساری مدد کی شکلیں جو کبھی دنیا میں ظہور پذیر ہوئی ہیں ظاہر ہوں گی اور وہ کھویا ہوا امت کا امتیاز حاصل ہوگا جس پر پچھلوں تک نے رشک ظاہر کیا ہے ورنہ ملک مال کے نقشوں سے نہ کبھی ایمان و عمل زندہ ہوا نہ کبھی ہوگا۔

تبلیغ کا مقصد اپنی تربیت زندگی کے بگڑے سے جو یقین و عمل میں بگاڑ پیدا ہوا ہے اس زندگی کی تربیت بدلنے کیلئے اپنی بساط کے مطابق ہاتھ پیر مارنا اور کوشش کرنا ہے تاکہ مرنے کے بعد ان مجرموں میں ہمارا شمار نہ ہو جو کائنات کے نقشوں میں جذب ہو کر کلمہ کی حقیقت اور اعمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بگاڑ اور تخریب و اضیاع کا باعث بنے بوجہ اس طرف توجہ نہ کرنے اور اپنا وقت لگا کر اس کو نہ سیکھنے اور دوسرون کو سمجھا بجھا کر نہ سکھانے کی صورت اس کے اپنے دماغ و عقل و تجربہ سے گھڑ کر نہیں بلکہ جس طرح ابتدائے اسلام میں جب اس کے قایل کہیں موجود نہیں تھے اس کی حقیقت زندہ کرنے کیلئے کمر ہمت باندھ کر اپنے مشغلوں سے وقت نکالا گیا تھا اور جن جن صورتون میں وقت نکالا گیا تھا وقت آج بھی ان سارے مشغلوں سے نکالا جائے جن سے یقین کی بنیادیں نقشوں سے ہٹ کر اللہ رب العزت کے ساتھ قائم ہون اور اعمال کے طریقے خواہشات سے ہٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستہ ہون تبلیغ کا مقصد اپنے اپنے نقشوں کو چھوڑ دینا نہیں بلکہ اپنے یقین و عمل کی درستگی کیلئے دوسروں میں اس کا رخ قائم ہونے کیلئے ان اعمال کی تربیت اپنی زندگی میں قائم کر لینا ہے جن کے اشتغال سے یقین بدلتے ہیں نعمتیں بدلتی ہیں اعمال کے طریقے بدلتے ہیں معاشرہ بدلتا ہے اخلاق حمیدہ اور اعمال صالحہ وجود میں آتے ہیں۔

سب سے پہلے ایمان کی دعوت دینا ہے یعنی جن جن نقشوں میں ہم مشغول ہیں ان سے نہ ہونے کا اور اللہ رب العزت کے قبضہ قدرت میں ان نقشوں کے ہونے کا یقین چاہے وہ ان نقشوں کے مطابق ان سے کامیاب کر کے دکھلا دیں اور چاہے ان نقشوں کو ختم کر دیں یا ان نقشوں میں زندگیوں کو بگاڑ کر یا ناکام کر کے دکھلا دیں۔ یاں

ان نقشوں کے بغیر بھی کامیاب کردیں یا چھوٹے سے نقشے سے بڑی کامیابی دے کر دکھلاوے یا بڑے بڑے نقشوں سے چھوٹی چھوٹی کامیابیاں ظاہر فرمادیں۔ غرض نقشے سارے کے سارے ان کے پابند ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو طریقے زندگی گزارنے کے لائے ہیں اگر ہم ان کو سیکھیں گے اور ان کے مطابق اپنی پوری زندگی گزاریں گے تو حق تعالیٰ شانہ بغیر ان نقشوں کے یا چھوٹے چھوٹے نقشوں میں بڑی بڑی کامیابیاں اپنی قدرت کاملہ سے عطا فرمائیں گے پوری کائنات کی وہ قیمت نہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے پوری کائنات کے نقشے وہ حیثیت نہیں رکھتے جو آپ کی ذات گرامی میں سے صادر ہونے والے اعمال میں سے ایک ایک عمل حیثیت رکھتا ہے آپ کے والے ایک عمل میں جو کامیابیاں ہیں وہ ساری دنیا کے نقشوں میں نہیں اب جتنا اس دعوت کو دیں گے سنیں گے سوچیں گے اس کی ترویج کیلئے کوشش کریں گے اس کے اشتغال میں نقشوں سے جدائی کریں گے تکالیف برداشت کریں گے یہ حقیقت دلوں میں پیوست ہوگئی اپنے سے متعلقہ نقشوں کی اہمیت وحیثیت کم ہوکر ان سے متعلقہ اعمال کی اہمیت وعظمت پیدا ہوکر سارے اعمال کا اختیار کرنا جان سے بھی آسان ہوگا مال سے بھی آسان ہوگا۔

۲۔اس بنیاد پر زندگی کے نقشوں کو لانے کیلئے اور ان سے متعلق اعمال کا پابند بننے کیلئے نماز پر محنت کرنی ہے جو اعمال میں سے سب سے پہلا اور سب سے اہم عمل ہے جو در حقیقت زندگی کے نقشوں سے نکل کر اپنے استعمال میں اللہ رب العزت کے احکامات کی تعمیل کی مشق ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی اتباع کے ساتھ اور اس میں اس یقین کی بھی مشق ہے کہ جتنا میرا نماز میں استعمال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے ساتھ ہوگا ظاہراً باطناً اتنا ہی بارگاہ خداوندیہ میں میری دعائیں مقبول ہوں گی اور حق تعالیٰ شانہ میرے والے نقشوں میں قدرت کاملہ سے وہ کامیابیاں ظاہر فرمائیں گے جو میرے تصور میں نہیں آسکتیں۔ اب جتنا اپنی نماز میں مشابہت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیدا ہوگی اور یقین کامیابیوں کا نماز کے ذریعہ اللہ رب العزت کی ذات وصفات کے ساتھ قائم ہوگا زندگی کے تمام شعبوں میں بلا چوں وچرا ان کے والے اعمال کے ساتھ پابند ہوکر استعمال ہونا آجائے گا۔ اس نماز کی دعوت دینی ہے تاکہ اس کی مشق کی رغبت اپنے میں اور دوسروں میں پیدا ہوکر نمازوں کی مشق کا رخ اپنے اور دوسروں میں پڑے۔

۳۔ایمان کی قوت اور نمازوں کی مشق کیلئے تعلیم کی دعوت دینی ہے سب سے پہلے ان فضائل کی تعلیم کا عادی بننا ہے جس سے ایمان سیکھنے اور نماز کی مشق پر پڑنے کی رغبت اور شوق اپنے اور دوسروں میں پیدا ہوکر دعوت ایمان اللہ رب العزت کے ذکر کا اہتمام اور ادعیہ مسنونہ کا انہماک اور قرآن پاک کی تلاوت کی خود بھی پابندی کرنی ہے اور

دوسروں کو بھی دعوت دینی ہے اس یقین کے ساتھ جتنا ان اعمال کا اشتغال بڑھے گا اتنا ہی دلوں کی قساوت دور ہو کر اعمال الٰہیہ کے اشتغال کی سعادت نصیب ہوگی اور خود ان اعمال کی برکات سے بھی مصائب دور ہوں گے۔ رحمت ہائے خداوندیہ کے دروازے بھی کیلئے کھلیں گے۔

۴۔ آپس کی معاشرت والے اعمال جن کی درستگی کے بغیر رحمت ہائے خداوندیہ متوجہ نہیں ہوتی اور دارین کی ترقیات اور نعمتوں کے دروازے نہیں کھلتے۔ اپنی ذاتوں سے ان کی اس طرح مشق کی جائے کہ ہر مسلمان کا مسلم ہونے کے اعتبار سے اکرام کیا جائے۔ اس کی بے عنوانیوں اور خرابیوں پر معاملہ کرنے کی بجائے مسلم ہونے پر جو معاملہ کرنا ہم پر عائد ہے اس کو اختیار کیا جائے اس یقین کے ساتھ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ آپس کی معاشرت میں جتنے زندہ ہوں گے زندگیوں میں ابھار من جانب اللہ پیدا ہوگا۔ اگرچہ نقشوں کے اعتبار سے پست ہوں، اور اگر خدانخواستہ وہ طریقے اختیار نہ کئے تو پستی میں مبتلا ہونا پڑے گا۔ اگرچہ چیزوں کے نقشے بلند سے بلندتر حاصل کر لئے جائیں۔ دوسروں میں اس کی دعوت قوت سے دی جائے تا کہ اپنے میں مشق کی قوت پیدا ہو اور دوسروں میں اس مشق کا سلسلہ جان اور مال سے قائم ہو۔

۵۔ ان بنیادی اعمال کی مشق اور دعوت کیلئے زندگی کے رواجی نقشوں میں سے ان کی درستگی کی نیت کر کے وقت فارغ کیا جائے۔ انہی اعمال کی دوسروں کو دعوت دی جائے انہی کی اپنے میں آنے کی مشق کی جائے۔ روزانہ کچھ وقت مسجد میں خرچ کیا جائے۔ علم کے حلقوں میں بیٹھا جائے، سیکھا جائے، سکھایا جائے، اچھی اچھی سنوار سنوار کے نمازیں پڑھی جائیں۔ اللہ رب العزت کا ذکر کیا جائے اور دعا کی کثرت کی جائے اس یقین کے ساتھ کہ اللہ رب العزت کی رحمتیں ان اعمال سے متوجہ ہوں گی۔ ہفتہ میں دو مرتبہ ایک گشت اپنے محلہ میں اور ایک گشت دوسرے محلہ میں انہی اعمال کے زندہ ہونے کی نیت سے کر کے اور لوگوں کو جمع کر کے ایمان و یقین کی دعوت دی جائے اور ان اعمال مساجد میں کرنے پر ابھارا جائے تا کہ دوسرے اس کو اختیار کریں اور مشق میں یقین بڑھے۔ ہفتہ میں ایک شب گزارنے کیلئے سب جمع کئے جائیں اور اس دعوت اور اس ایمان کی مشق کو اور اعمال کی مشق کو دنیا میں پھیلانے کیلئے وقت فارغ کر کے باہر نکلنے پر آمادہ کیا جائے ہر مہینہ میں تین دن کیلئے ہر سال ایک چلہ کیلئے ساری عمر میں تین چلے کیلئے اپنا خرچ لے کر نکلنے پر آمادہ کیا جائے۔ دوسروں علاقوں میں جماعتیں بنا بنا کر پھرنے کے ذریعہ تمام روئے زمین کی مساجد میں یہ دعوت زندہ ہو۔ اور ان اعمال کی مشق پر پڑنے کیلئے محنت کا میدان قائم کرنے کی کوشش کی جائے اور جو لوگ جتنے وقت کیلئے فارغ ہو جائیں انہیں اپنے خرچ کے ساتھ اس دعوت ایمان عمل کی مشق اور ترویج کیلئے روانہ کیا جائے۔ اور جب اپنے علاقہ میں مشق اچھی طرز ہو جائے تو دوسرے

ملکوں میں اپنے ہی خرچ کے ساتھ اپنی ہی مشق بڑھانے کیلئے اس دعوت کی ترویج کیلئے روانہ کیا جائے۔

ہر علاقہ میں مسلمانوں کو اس ترتیب پر اٹھانے پر پوری پوری محنتیں کی جائے۔ جتنے اس ترتیب میں لگ جاویں ان کے ساتھ ان میں کوشش بڑھاتے چلے جاویں جو ابھی تک اس محنت اور ترتیب میں نہیں لگے یہاں تک کہ حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف وفضل سے عام مسلمانوں کو اس دعوت ایمان وعمل کی مشق پر کھڑا کر دیں۔ انہی سے ان کے بگڑے ہوئے اعمال کی درستگی ہوگی اس سے ان کی زندگیوں کے نقشے ایمان کی قوت اور اعمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آراستہ ہوں گے۔ اس سے ان کی پستی وذلت، عروج وبلندی سے بدلے گی۔ اس سے ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے نقشوں پر سرسبز شاداب ہوگا۔

٦۔ یہ جتنی بھی محنت کی جائے اس میں دنیاوی غرض شامل نہ کی جائے نہ اقتدار وعزت سامنے ہو نہ ملک ومال کی ہوس ہو، نہ عیش وعشرت کی ہوس وطلب ہو بلکہ محض اللہ رب العزت کو راضی کرنے کیلئے یہ ساری دوڑ دھوپ اور محنت کی جائے۔ کیونکہ یہ شعار انبیاء ہے۔ رضائے الٰہی کا جذبہ یہی ہے۔ ان اعمال کے انہاک واشتغال پر اور اس راہ کی قربانیوں پر خوش ہو کر اللہ رب العزت انعام کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ اور نقشوں کے پست ہونے کے باوجود یا بغیر نقشوں کے بڑے بڑے نقشوں والوں کے مقابلہ میں اپنی قدرت کاملہ سے بلند کر کے دکھلا دیتے ہیں۔ جتنا مسلمانوں میں ایمان وعمل کی دعوت جان ومال کے خرچ کی مقدار اپنا فریضہ سمجھ کر بڑھے گی اور اس کیلئے نقل وحرکت کے میدان میں عملی نقشے قائم ہوں گے اور تعلیم وتعلم ان کا شعار بنے گا۔ اور دوسروں کی زندگیوں میں اپنی جان ومال لگا کر بگڑی زندگیاں بنانی آئے گی اور اخلاق محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آراستگی ہوگی خود بخود ان کو دیکھ کر اور ان کے مسائل کا حل ان کی اپنی زندگیوں کے طریقہ میں مطالعہ کر کے قوموں کی قومیں، ملک کے ملک اسلام میں داخل ہوں گے۔

اور تھوڑی سی ان میں محنتیں کر کے ان کی زندگی کے غلط طریقے بدل کر صحیح طریقے پر ان کی زندگیوں کا لے آنا مسلم معاشرہ کو آسان ہوگا۔

حق تعالیٰ شانہ محض اپنے فضل وکرم سے ہم مسلمانوں کے قلوب کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ محنت کی طرف مبدل فرمائیں...... الھم آمین.

دعوت و تبلیغ کا مختصر خاکہ

حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد!

میرے بھائیو اور دوستو! مقصد یہ ہے کہ محنت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ زندہ ہو اور زندگی کے شعبوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے چالو ہوں۔ جس کی صورت یقینوں کا زندہ کرنا اور عبادت کا صحیح نہج پر قائم کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی مشق کرنا اور ان ساری چیزوں کے وجود میں آنے کیلئے علم و ذکر کی عام فضائیں قائم کرنا ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اعمال جن میں بظاہر انسان کو اس دنیا کی کامیابیاں ملتی ہوئی دکھائی نہیں دیتیں اور اللہ نے اللہ کے رسول نے ان میں کامیابیاں بتلائی ہیں۔ مثلاً عبادات و اخلاق اور ان کو ان کی حقیقت پہ لانے کیلئے محنت کرنا اس یقین کی مشق کے ساتھ کہ اگر ہماری یہ عبادات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم والی پابندیوں کے ساتھ ہم میں زندہ ہو جائیں گی تو حق تعالیٰ شانہ اپنی قدرت سے ہمیں کامیاب فرمائیں گے۔ اور خدا کے بندوں کے ساتھ اگر ہمیں ان کے طریقہ پر پابند بن کر چلنا آ جائے گا تو اللہ کی مددیں متوجہ ہوں گی۔ اب ان عبادات و اخلاق کے ان کی حقیقت پر آنے کیلئے ان کے وعدہ وعید کا علم حاصل کر کے اس کے اوپر اس یقین کے ساتھ عبادات و اخلاق اختیار کئے جاویں گے جتنا زندگی کے سارے شعبوں میں یقین کی جھلک پیدا ہو گی اور پھر ان عبادات و اخلاق کے جو طریقے بتلائے گئے ہیں ان کے سیکھنے سکھانے کی شکلیں اختیار کر کے ان کی ظاہری شکل کو بہتر بنایا جائے گا۔ اور اللہ رب العزت کے ذکر کے ذریعہ ان عبادات میں خشوع کی مشق کی جائے گی اور ان عبادات کو اللہ رب العزت کے راضی کرنے کے جذبے سے کیا جائے گا۔ تو ان عبادات والے وعدے وجود میں آئیں گے۔ خلاصہ کلام یہ کہ پانچ چیزوں پر جب اعمال آ جائیں گے تو دین کا نقشہ وجود میں آ جائے گا۔

۱۔ یقین کی خصوصیت ۔۲۔ علم کی شکل ۔۳۔ خدا کا دھیان ۔۴۔ رضاءِ الٰہی کا جذبہ۔

۵۔ نفس کا مجاہدہ۔ پہلے درجہ میں یہ عبادات میں مطلوب ہیں دوسرے درجہ میں اخلاق میں اور تیسرے درجہ

میں معاشرہ میں۔

اب عبادات کو ان پانچ پر لانے کیلئے سب سے پہلے محنت کی جائے گی اور ان پانچ کو عبادات میں زندہ کیا جائے گا۔ عبادات ان پانچ باتوں پر زندہ ہوں گی بقیہ شعبوں میں یہ پانچوں چیزیں چل جائیں گی اور جب زندگی کے شعبے ان پانچ باتوں پر چلنے لگیں گے تو عبادات کی طرح باقی شعبے بھی خدا کی مددوں کے نزول کا باعث بنیں گے۔ بس تبلیغ کا طریقہ کار اپنی عبادات کو ان پانچ باتوں کے ساتھ عبادات کی مشق کی طرف کھینچنا ہے۔ اس کیلئے مقام پر محنتیں کرنی ہیں اور اسی کی محنت کیلئے علاقوں میں پھرنا ہے اور ملکوں میں جانا ہے۔ طریق کار میں کچھ آدمی اکٹھے ہو کر محلوں میں ہفتہ میں دو دفعہ گشت کر کے لوگوں کو اکٹھا کر کے اس مقصد کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اور مشق کیلئے باہر نکلنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جس میں ہر شخص سے ساری عمر میں تو چار مہینے مانگتے ہیں اور ہر سال میں چالیس دن ہر مہینہ میں تین دن اپنی اپنی وسعت کے مطابق خرچہ لے کر نکلنے پر آمادہ کرتے ہیں۔ جو لوگ تیار ہو جاتے ہیں ان کو جماعتیں بنا کر روانہ کر دیتے ہیں۔ اور جن جگہوں پر اس کام کے جاننے والے ہیں ان کی زیر نگرانی اس مشق کے طریقے سیکھنے کیلئے روانہ کر دیتے ہیں۔ جو لوگ سیکھ جاتے ہیں ان کو دوسرے علاقوں اور ملکوں میں اس مقصد اور طریقہ کار پھیلانے کیلئے ان کے اپنے خرچوں کے ساتھ روانہ کر دیا جاتا ہے۔ باہر نکلنے کے زمانہ میں اپنے چوبیس گھنٹوں کو علاوہ سونے کھانے وغیرہ کی ضروریات کے وقت چار چیزوں میں وقت کو مشغول رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کچھ وقت اس کام کی دعوت میں خرچ کیا جاتا ہے جس کیلئے خصوصی افراد سے بات چیت کرنے کیلئے دو تین افراد بھیج دیئے جاتے ہیں جو سلیقہ سے انہیں اس بات کو سمجھائیں اور اپنے ساتھ محنت میں شریک ہونے پر آمادہ کریں۔ کچھ وقت پوری جماعت پورے محلّہ یا بازار میں گشت کرے مسجدوں میں جمع کر کے عام مجمع کو اس بات کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جو جتنے وقت کیلئے تیار ہو جائے اللہ رب العزت کی توفیق سے انہیں پھر دوسری جگہ اسی مشق کیلئے روانہ کر دیا جاتا ہے۔ اس سے فراغت پر تعلیم کے حلقے قائم کئے جاتے ہیں جن میں دین کے جذبات پیدا کرنے والی کتابوں کی تعلیم ہوتی ہے۔ یعنی ایک آدمی سناتا ہے اور سب غور سے بیٹھ کر سنتے ہیں اور کچھ وقت نماز کی چیزوں کے سیکھنے سکھانے میں خرچ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ نمازوں کی خشوع وخضوع کی مشق کے ساتھ کثرت کرنے کو کہتے ہیں۔ اور بقیہ وقت قرآن پاک کی تلاوت میں اور تسبیحات واذکار میں مشغول رکھنے کی تاکید کی جاتی ہے اس کے علاوہ معاشرت میں اپنی طبیعت کے خلاف ایک دوسرے کی خدمت گزاری قدر ومنزلت اکرام واعزاز کی مشق کی

طرف متوجہ کیا جاتا ہے۔ کھانا پکانا، بوجھ اٹھانا ضروریات کی فراہمی نوبت بہ نوبت جماعت کے افراد کرتے ہیں۔اور آپس کی ہمدردی غم گساری کا مادہ پیدا کرنے کی مشق کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے۔

نکلنے کے زمانہ میں سوائے ان بنیادی مشق کی باتوں اور کاموں کے اور کسی بھی کام اور بات کی طرف متوجہ نہ ہوں تاکہ پوری توجہ کے ساتھ یہ مشق کرنے سے یہ راستہ زندہ ہو۔ جب جماعتوں سے مقام پر واپس ہو جائیں تو ان سارے عملوں کی اپنے مقام پر کرنے کی کوشش اگرچہ تھوڑی مقدار میں ہو جن کی مشق کیلئے نکلے تھے جس کا کم سے کم ضابطہ یہ ہے کہ ہفتہ میں دوگشت کر لیا کریں، روزانہ گھنٹہ بھر تعلیم کرتے رہیں۔ کسی ایک شب میں جمع ہو کر اس محنت کے وجود میں آنے کیلئے محنت کر لیا کریں اور نوافل اور تسبیحات کا کوئی نہ کوئی معیار قائم کر لیں۔اور اس کی پابندی کرتے رہیں آخری بات یہ ہے کہ مقامی اور بیرونی جتنی قسم کی بھی محنتیں کی جائیں، دعوت کی، تعلیم کی، عبادات کی، اخلاق کی، اس میں جان و مال لگانا مقصود ہو محض اس لئے کہ اللہ رب العزت راضی ہوں اور امت میں اللہ رب العزت کے راضی کرنے کیلئے محنت کا جان و مال کے خرچ کا رواج پڑے۔ کیونکہ اخلاص کے بغیر کسی عمل کا ثمرہ مرتب ہوتا۔ حب جاہ، شہرت، ریا، لالچ وغیرہ خبیث و مہلک صفات سے احتراز کی پوری کوشش کی جائے۔ یہاں تک کہ اگر کسی کے کھانے کی بھی دعوت قبول کی جاوے تو ان کا لالچ قبول کی وجہ نہ ہو بلکہ کام کیلئے مفید ہونا اس کے قبول کرنے میں مطمح نظر ہو یہ امت کے ہر فرد کیلئے اپنی جان و مال کے خرچ کی ایک مخصوص طریقہ مشق اس لئے ایسی صورتوں سے احتراز کیا جائے گا جو اس مشق میں جان و مال کے خرچ کی باعث ہوں یا نام و نمود اور شہرت و جاہ کی طرف مشق کرنے والوں کو کھینچنے والی مثلاً اپنے اپنے خرچ پر اٹھایا جاوے گا۔ دوسروں کے خرچ پر نہیں اور اخبار اشتہار ہر قسم کے رواجی پروپیگنڈے سے احتراز کیا جائے گا اور بحث مباحثہ واختلافی اس سے اور وقت کے متنازعہ صورتوں سے احتراز کیا جائے اور جہاں تک ہو سکے نئی سادگی تواضع اور انکساری خواہشات نفسانیہ کی قربانی کے ساتھ اس مشق کو جائے اور پھیلایا جائے۔ یہی اس کام کا مزاج ہے۔ جس کی وجہ سے اس کام میں اللہ کے فضل و کرم سے بڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے مبارک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طرز کی محنت کو رکھا گیا ہے۔ اب جتنا ان کی شباہت میں قدم بڑھیں گے اتنے ان کے اثرات بڑھیں گے جتنی اس میں کمی آئے گی اثرات کم ہوتے جائیں گے۔

ایک محنت کا نقشہ ہے اگر وہ نقشہ وجود میں آجائے تو قومیں اسلام میں داخل ہو جائیں گی اگر وہ نقشہ قابو میں نہ آئے تو پھر مسلمان دوسرے مذاہب میں داخل ہوتا ہے۔ اگر اس نقشہ کے بغیر ہم دنیا کے ملکوں میں دعوت دیں تو وہ

اسلام میں آکر بھی اسلام سے نکل جائیں گے۔ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز، روزہ، حج دیا اسی طرح محنت کا طریقہ بھی دیا۔ نبیوں کی دعوت مسلمان کو ملی۔ یہ مسلمان یہ سمجھ رہا ہے کہ لوگ کمائیں، کھائیں، اپنا موجودہ نقشہ چلائیں، دعوت کے نقشے کے ساتھ غیر مسلم اسلام میں آتا ہے دعوت کا کامل نقشہ یہ ہے دعوت دینا اور اس کے مطابق زندگی بنانا۔ دعوت کی نقل وحرکت شخصی نہ تھی بلکہ مجموعی تھی اور لوگ مذہب جو قبول کیا کرتے ہیں شخصوں سے نہیں کیا کرتے بلکہ مجمع سے کیا کرتے ہیں مذہب مجموعہ کو ایسا بنانے والا ہے۔ عملی زندگی ہے افراد ان (غیر مسلموں) کے ہاں بھی ریاضت ومجاہدہ والے ملتے ہیں۔ اگر ہمارے یہاں سے متاثر ہو کر ہائیں اور اپنے مجمع سے بات کریں تو وہ کہیں گے کہ اگر ان مسلمانوں کے ہاں افراد ایسے ہیں تو ہمارے ہاں بھی ہیں وہ بھی اپنے افراد کی تاریخ نکالیں گے چاہے وہ واقعہ میں نہ ہوں۔ دعوت جو چلے گی وہ ایک آدمی کے دینے سے نہ چلے گی۔ اجتماع زندگی لائیں گے اس میں کھانا، پینا، عبادات، نظریات، تخیلات، حاکموں اور غریبوں کے ساتھ کو دیکھیں گے۔ اپنی مدد خود کرنے کو دیکھیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو دعوت ہے ایک تو اس میں نقل وحرکت ہے اور نقل وحرکت اجتماعی ہے اپنا پیسہ خرچ کر رہا ہے اور آخر میں خیر خواہی مقصود ہے۔ ملک اور اقتدار مقصد نہیں صرف یہ جذبہ کہ ان سے راضی ہو جائے۔ تمہارے ملک مال کیلئے نہیں آئے بلکہ اس لئے آئے ہیں کہ جب تم ان اعمال پر آؤ گے تو خدا تم کو چمکائیں گے۔ پھر وہ تمہاری اجتماعی زندگی مساوات معاشرت محبت کی زندگی دیکھیں گے تو وہ مسلمان ہوں گے۔ ایک وقتی طور پر جماعت کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا لیکن وہ مقامی آدمیوں کے ساتھ لگ گیا۔ جو مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوتے تھے وہ مدینہ منورہ آتے تھے تو مدینہ کے لوگ ان کو دین سکھاتے کھانا کھلاتے تھے تحفے بھی دیتے تھے۔ جب وہ واپس گئے تو ان کے قبیلوں نے دیکھا کہ مدینہ منورہ سے جو لوگ دین سیکھ کر آئے ان کو دیکھا کہ وہ خوشحال ہو کر آئے آپس کا تعاون سیکھ کر آئے تو ان کو دیکھ کر تمام قبیلہ مسلمان ہو جاتا تھا۔

اب بات یہ ہے کہ دعوت دی جاتی ہے اور لوگ مسلمان ہو جاتے ہیں جب اس کے مطابق اپنے ہاں دوسروں کی زندگی نہیں دیکھتے تو وہ مضبوط نہیں رہتے تو اب اگر ہم اسلام کی دعوت دنیا میں اٹھائیں تو مسلمان کو داعی بنانا ہے کھانا کھلانا ہے تو غیر مسلم ہماری زندگی کو دیکھ کر مسلمان ہوں گے۔ ہم غیر مسلم کو دعوت دیں گے تو ہم پر اس کے فریضے آکر پڑیں گے۔ ان کو بھی دین کا سکھانا، کھانا کھلانا، زکوۃ ادا کرنا، غریبوں پر خرچ کرنا، غریبوں پر خرچ کرنا ہم پر آئے گا اگر ہماری ایسی فضا نہ ہوگی تو اگر ایک فیصد مسلمان ہو بھی ہو گیا تو زندگی دیکھ کر اپنے مذہب میں واپس لوٹ جائے گا۔

آج مسلمان مزدور مزدوری کے اعتبار سے باتیں کرتا ہے آپس میں مسلم اور غیر مسلم کی تفریق کے یونینیں

ہیں زارعین کی مزدوروں کی تاجروں کی یونینیں اب کاموں کے کرنے کے طریقے غیر مسلموں کے آ گئے۔ ایسی صورت میں اگر کمیونسٹ کوئی تحریک اٹھائیں تو وہ یونین والے آئیں گے اور ان کے کہنے پر سب ان کی طرف ہو جائیں گے اسی طرح سرمایہ دار کو گولی لگے تو جو اس کی مدد کو آئے گا تو یہ معلوم ہو جائے گا کہ امریکہ کے کتنے ساتھی ہیں اور کمیونسٹ کتنے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا نقشہ بنایا گیا تھا کہ دعوت، تعلیم، عبادت سب کا مزاج بن گیا تھا اب تو دعوت دی اور اس کو نظام الدین، رائے ونڈ جا کر سیکھ آؤ کہہ دیتے ہیں۔ جب اُمت کا مزاج ایسا بن جاوے تو ہر جگہ کے لوگ سکھانے والے بن جاویں گے۔

دعوت آج کے مفہوم میں خالی دوسرے کو قائل کر دینا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم والا جو نقشہ ہے کہ دعوت کا ایسا ہو جا کہ اگر وہ مرتد ہو جائے تو اس کو سمجھائے بجھائے اگر نہ سمجھے تو اس کو قتل کر دے لیکن جب قتل کریں تو کوئی ہاتھ نہ اٹھا سکے۔ جب تک کفر کی چالیں چلیں گی اس وقت تک چالیں چلائیں گے اور جب چالیں نہ چلیں گی تو تشدد پر آئیں گے۔ ہم داعی تیار کر رہے ہیں پیسہ سے کب تک دعوت چلائیں گے کب تک پیسہ سے تعلیم چلائیں گے بغیر ٹریننگ کے اپنے ہی کو ماریں گے۔

پہلے سے کیونکہ کام نظام الدین سے ہو رہا ہے اس لئے ان سے مشورہ کرنے کیلئے ان کو بلاتے ہیں۔ اور اس کام کو جنہوں نے ابتدا میں کیا ہے کچھ یہاں ہیں اور کچھ وہاں ہیں اور کچھ مکہ میں ہیں۔ اب وہ کام کرنے والے آپس میں مذاکرہ کرتے ہیں اس کام کے اصولوں پر جمانے کیلئے کیونکہ وہ کام کرنے والے ہیں اس لئے ان کو مشورہ کیلئے بلاتے ہیں۔ خرچہ کی نوعیت یہ ہے کہ جان و مال دونوں کا خرچ قرآن و حدیث نے بتلایا ہے آپس ہی میں خرچ کر لیا جاتا ہے جو کام میں شریک ہوتے ہیں۔

کام کی اہمیت جن کے ذہن میں آتی جاتی ہے وہ اس میں شامل ہوتا جاتا ہے۔ علماء بھی ہیں عوام بھی ہیں اور علماء کے دوسرے دینی کام بھی ذمہ ہیں اس لئے اسی میں کم شرکت کر پاتے ہیں۔ آپ جو آدمی بھیجنا چاہیں گے ہم ان کو سکھانے میں سمجھانے میں آپ کی مدد کریں گے۔

شریعت میں جو حکم ہے ہم اس کو مانتے ہیں۔ یہ جزئیات کلیات پر متفرع ہیں پہلے کلیات سمجھ لیتے ہیں جس سے جزئیات سمجھ میں آ جائیں۔ ان کلیات پر محنت کرنا ہے ہم جزئیات نہیں چھیڑتے ہماری جماعت میں ہر طرح کے آدمی ہیں وہ سب ایک طرح مشق کرتے ہیں مقصد یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے طریقے زندگی کے ہر شعبہ میں پیدا ہوں اور عام مسلمانوں میں حق تعالیٰ شانہ کی مرضی کے مطابق معاشرہ کی اصلاح وجود میں آئے۔ اور اس کی صورت اس وقت تک ممکن نہیں کہ معاشرہ کی جو اساس ہیں وہ وجود میں نہ آ جائیں۔ یعنی

کامیابیوں کے خدا کے ہاتھ میں ہونے یقین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے اللہ رب العزت سے کامیابیاں لینے کے انحصار کا یقین اور اس کے سیکھنے سکھانے کی عمومی فضائیں جب تک قائم نہ ہوں گی معاشرہ قائم نہ ہوگا۔ ان طریقوں کے ضیاع پر جو مصیبتیں آ رہی ہیں وہ ختم ہوں اور ان طریقوں کے وجود پر جو دارین کی نعمتیں وعدہ کی گئی ہیں وہ دارین میں حاصل ہوں۔

ہمارا کام ہے پبلک کے جان و مال کو اسلام کے پھیلانے میں لگانا۔ اسلام طریقوں کا ہے اور جب خصوصیت پیدا ہو جب چیز پھیلا کرتی ہے اور جب پبلک میں اسلام کی خصوصیات پیدا ہوں گی تو لوگوں کو بدلنا خود اسلام کی دعوت ہے۔ جب غیروں میں اسلام کی دعوت دی جاتی ہے لیکن جب وہ طریقوں میں کوئی فرق نہیں دیکھتے تو اسلام نہیں پھیلتا۔ جب پبلک اسلام کے پھیلانے والی بنائی جائے گی تو یہ اپنی زندگی کے طریقے بھی بدلے گی۔ اسلامی زندگی کی حقانیت بتانے کو بھی سیکھے گی اور اپنی زندگی کے طریقوں کو بھی بدلے گی اس کے مطابق اس سے اسلام پھیلے گا۔ ہمارا مطمح نظر ہے کہ یوروپ اور ایشیا کی قومیں اسلام میں آئیں۔ لیکن اس کام کو نہ کوئی حکومت کر سکتی ہے نہ کوئی سرمایہ دار کر سکتا ہے۔ پبلک کو پبلک ہی کے پیسہ سے نکالنا۔ پبلک کا ذہن ہو کہ پیسہ لگانا ہے۔ اب پبلک کے طور پر کام کو اٹھائیں گے تو اس کام کا ذہن بنے گا۔ اس پبلک میں سرمایہ دار، غریب، تاجر، زارع عہدیدار سب ہی آئیں گے۔

اعمالِ مسجد ہی کو زندگی کا اصل مقصد اور کام بنالیں

بعد فجر ۲۸ر مارچ ۱۹۶۲ء مطابق ۲۱ر شوال ۱۳۸۲ھ

بعد خطبہ ارشاد فرمایا کہ:

میرے بھائیو اور دوستو!

اللہ نے انسانوں میں خواہشات رکھی ہیں اور ان کی محبت بھی رکھی ہے گویا انسان اپنی خواہش پر محبت سے محنت کرتا ہے، لہٰذا جتنی خواہش پر محنت بڑھائے گا اس کی محبت اتنی ہی بڑھے گی، خواہش کے اعتبار سے جتنا انسان کا استعمال ہوگا وہ نقصان اٹھائے گا کہ خواہش توڑی جائے گی، خواہش اولاد، ساز و سامان، مکان، سواری نقدی، کنبہ برادری، وطن، رشتہ داری کی ہوتی ہے، یا یہ کہ خواہشات کا انسان کے جسم سے تعلق ہے، یہ ان تمام چیزوں کو چاہتا ہے جن سے خود پیدا ہوا ہے، یہ پیدا ہوا غذا سے، غذا بنی آسمان، زمین، بادل، بارش، بیل، گائے، کسان، ماں، باپ وغیرہ سے، اب یہ جتنی محنت ان اجسام پر کرے گا ان کی محبت بڑھتی جائے گی یہاں تک کہ جتنی بھی خواہشات ہیں یہ اجسام ہے ان پر جتنی محنت ہوگی ان سے اتنی محبت ہوگی پھر خود کو اس طرح استعمال کرے گا جس سے ان اجسام میں زیادتی ہو یا نہ ہو اللہ کا تجویز کردہ طریقہ اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا بلکہ ہر وقت ان اجسام کی اچھائی کی فکر کرے گا اوصاف حسنہ نہ رہیں گے، جس کی بناء پر خدا ناراض ہو کر ناکام کردیں گے۔ اگرچہ ان اجسام پر محنت کرتے وقت کامیاب نظر آئے گا لیکن بعد میں ناکام کردیں گے مثلاً اس کی محنت سے زمین برابر ہوگئی پھر اس میں ہل چلے پھر بیج اُگے، پودے بنے، وہ خوش ہو رہا ہے چھ ماہ سے کہ ایک دم ٹڈی یا بارش، زلزلے سے جب وہ کھیتی ختم ہو جائے گی تو روتا رہے گا اور پھر ہر جگہ اپنی کمزوری کا اعلان کرتا رہے گا یہ خواہشات کا کتا ہے، اس کے روح سے تعلق نہیں ہے، نماز بھی ان چیزوں کی درستگی کے واسطے پڑھتا ہے اس طریقۂ محنت کا پس منظر بہت ہی ہولناک ہے۔

اس دنیا میں بھی مصائب ملیں گے لیکن ان سے زیادہ سخت مصائب موت کے بعد سے شروع ہوں گے اس

دنیا کی مصیبت یا تو خود ہٹ جاتی ہے، یا وہ مصیبت والا ہی ختم ہو جاتا ہے، اصل مصیبت آخرت کی ہے کہ نہ آگ ختم ہو اور نہ بھوک ختم ہو، نہ پیاس، دنیا کی مصیبت ہر اعتبار سے ہلکی ہے، دنیا کی مصیبتوں کی تکلیف اصالۃً جسم کو ہوتی ہے روح کو نہیں ہوتی، بھوک یا ضرب کا تعلق تو جسم سے ہوگا البتہ اس کی تکلیف کا اثر روح پر جا رہا ہے، اس دنیا کی راحت اور تکلیف کا اصالۃً تعلق جسم کے ساتھ ہے، اثر روح پر پڑتا ہے، برزخ میں روح سے ہی اصالۃً تعلق ہے اور اس جسم پر اس روح کا اثر پڑتا ہے جسم قبر میں روح دوسری جگہ، جنت میں تمام راحتیں جسم و روح کے ساتھ، جہنم میں تمام تکلیف جسم اور روح کے ساتھ متعلق ہیں، دوزخ کی مصیبت قبر کی مصیبت سے بھی زیادہ ہوتی ہے، لہٰذا جو مسلمان اپنی خواہشات پر محنت کو طریقہ زندگی بنائے کہ پانچ منٹ کے کھانے میں بے صبری ہوگئی، انہیں ہمیشہ کی بھوک دی جائے گی ان کی سزا یہی ہے کہ ان کی خواہشات کا تقاضہ بڑھ جائے گا، لیکن پوری نہ ہوگی، دوسرا راستہ کامیابی کا ہے کہ اپنی خواہشات کو دباؤ جیسے قرآن میں " **واصبروا** " کہا گیا، خواہشات پر محنت کم کرو، عورت، بچے، مکان، زراعت وغیرہ پر محنت کم کرو، اور اللہ نے جو اعمال محنت کے لئے متعین کئے ہیں ان پر عمل کرو، لہٰذا جتنا اپنی خواہشات کو چھوڑ کر اعمال پر محنت بڑھاؤ گے اتنا ہی خدا سے تعلق بڑھے گا، جب خدا سے تعلق ہو گیا پھر اس کے اعتبار سے انسان استعمال ہوگا، ہر ہر عمل اس کے اعتبار سے ہوتا ہے جس سے تعلق ہے جس میں زیادتی اجسام ہوگی اسے ہی اختیار کرے گا، برات میں جائے گا، وزیر کے ساتھ کھانا کھائے گا اگرچہ حرام ہی کا مرتکب کیوں نہ ہونا پڑے، اگر ان اعمال پر اچھی طرح محنت کرے جو خدا نے دیئے ہیں تو خدا سے تعلق ہوگا، جس کا نام دین ہے۔ لہٰذا اعمال انسانی دین ہیں، اگر خدا کے راستے پر ہوں یا دنیا میں اگر خواہشات طریقہ پر ہوں، کمائی میں انسان خدا کے اعتبار سے استعمال ہو تو کامیاب ہے اور یہ دین ہے کمائی میں اگر کمائی کے اعتبار سے استعمال ہو تو ناکام ہے اور یہ بے دینی ہے ایسے ہی ہر عمل میں دونوں پہلو ہیں، پاخانہ پیشاب، کھانا پینا اور دوست و دشمن وغیرہ وغیرہ خدا کے اعتبار سے بے دینی ہے خدا کے اعتبار سے استعمال دین ہے، حضور اکرم ﷺ سارے مسلمانوں کو تعلق بدلنے کے لئے کچھ اعمال دے گئے ہیں خواہشات کی محبت پہلے ہی سے موجود ہے اس محبت سے نکل کر، محنت سے نکل کر، محنت کے ذریعہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت لینی ہے۔

محنت کے ذریعہ سے تعلق ہوتا ہے، تعلق پیدا کرنے کے لئے ذرائع دیئے ہیں کہ ان اعمال پر محنت کرو، ایمان، نماز، تلاوت، ذکر، خدمت دوسروں میں ان چیزوں کو لائیں اور خود میں بھی پیدا کریں جس کے بعد ان اعمال کے بھیجنے والے اور امر لانے والے سے تعلق پیدا ہو جائے گا، حضور ﷺ خدا کے اعتبار سے استعمال ہوئے اپنے

اعتبار سے نہیں ان کے اعتبار سے استعمال خدا کے اعتبار سے ہی استعمال ہے(ما ینطق عن الھوی الخ) اللہ نے جن باتوں سے منع کیا، ان سے بچتے ہیں جتنی وحی آئی اتنی ہی بتلاتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے ہر عمل شادی، غمی، کھانے پینے سونے وغیرہ میں خدا کے اعتبار استعمال ہوئے، اپنی ذات کے اعتبار سے نہیں۔اب دونوں سے تعلق اعمال پر محنت سے ہوگا، اس محنت کا مرکز مسجد ہے آج کل اگرچہ نہیں ہے نماز کے اختتام پر جلدی نکل جانے والوں کی مثال ان بھیڑوں کی سی ہے جو ساری رات باڑے میں رہی ہوں صبح سویرے ہی وہ سب باہر نکلنے کی کوشش کریں گی اور باہر نکلتے ہی کھانے میں مشغول ہو جائیں گی، ایسے ہی مسلمان ان بھیڑوں کی طرح ہو گیا ہے وہ بھی مسجد سے اسی طرح نکلتا ہے، سگریٹ، پان، چائے میں مشغول ہو جائے گا، صحابہؓ کے زمانے میں یہ بات نہیں تھی، نماز کے بعد لوگ رہتے تھے مسجد میں، دو نمازوں کے درمیان صرف بیٹھنا بھی باعث ثواب ہے، ثواب کو تو ہم چڑیا کا بچہ سمجھتے ہیں، ملے یا نہ ملے، سو دس روپے تو ضرور ہی ملیں، ایسے ہی ممبر ہزار خرچ اور بھائیوں سے لڑائی کے بعد بنا اور پروانے جو چاہیں گے وہی ان سے کرائیں گے ممبری کے بغیر وہ بڑے اس سے کوئی کام نہ کروا سکتے تھے اسے اعزازی ڈگری کی طرح ثواب کو سمجھ لیا ہے، ثواب کا سب سے آخری درجہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، جنت کا ایک ٹکڑا ہے دنیا و مافیہا نہیں بلکہ ساتوں زمین اور آسمان سے زیادہ ہے اور اعمال مسجد میں کرنے سے ان کا اجر اور ثواب علیحدہ ملے گا، اعمال اس وقت کرے گا جب مسجد میں بیٹھے گا پہلے قدم یعنی صرف بیٹھنے پر ساتوں زمین اور آسمان سے زیادہ ثواب ملے گا، لہٰذا ان اعمال دعوت، نماز، امر و نہی، ذکر و دعا و تعزیت، خدمت ان بیٹھنے کے انعامات سے زیادہ ہوں گے لہٰذا حضور علیہ السلام ان مسجدوں کو بنا گئے کہ ان میں اعمال کو کرو اور ان کو تمام عالم میں پھیلاؤ، لوگ بازار و ملک و مال، دولت، زراعت کے لحاظ سے محنت کرتے ہیں تم مسجد کے اعتبار سے محنت کرو جس کے بعد تمہارا تعلق خدا سے پیدا ہو جائے گا اور جس سے دین حقیقی مل جائے گا اگر محنت زیادہ کر کے خدا اور رسول سے عشق پیدا کر لیا تو اس کو جنت میں بھیج دیا جائے گا، جہاں حضور علیہ السلام ہیں، (المرء مع من احب......الحدیث) شان نزول اس حدیث کا یہ ہے کہ ایک صحابیؓ نے کہا رات کو مجھے بہت فکر ہوئی میری حالت یہ ہے مجھے آپ سے بہت محبت ہے سوتے ہوئے اگر آپ کا خیال آجاوے اٹھ کر مکان کے قریب آکر دیدار کر نہ لوں یا سودا تولتے ہوئے خیال آجاوے تو جب تک خود آکر زیارت نہ کر لوں چین نہیں آتا اور نیند نہیں آتی اور سودا نہیں تلتا، آپ تو اعلیٰ درجہ جنت میں ہوں گے آپؐ کے بغیر جنت میں کیسے گزر ہوگی، اس پر آپؐ نے فرمایا:

المرء مع من احب

تمام صحابہؓ کو دخول اسلام کے بعد اس بات سے سب سے زیادہ خوشی ہوئی تھی، ہمیں خوشی نہیں ہوتی، ہمیں خوشی ہوتی ہے دودھ، گھی کے مل جانے سے، اعمال پر حضور ﷺ کے ساتھ ہونے کو چاہے کتنا ہی سن لیں مگر بھنیں کی طرح ٹس سے مس نہیں ہوں گے اور اگر یہ کہدیں کہ پانچ سو یا آٹھ سو والا گھوڑا مل جائے گا یا اولاد مل جائے گی یا سسر کے گھر بیٹھی ہوئی بیوی تمہارے گھر آجاوے گی تو فوراً چلا جائے گا، خدا کے نام پر نہیں ہے، غیر خدا سے ہے خواہشات سے ہے ان کے اعتبار سے استعمال بے دینی ہے، خدا سے تعلق دین ہے جس پر سب سے بڑی جنت ملے گی، عشق و محبت کی جنت اعمال کی جنت سے زیادہ بڑی ہے اور اچھی ہے۔

حضورؐ نے محبت پر جو دعا دی ہے وہ کسی پر نہیں دی، طلحہ بن براء نے آکر کہا کہ حضور ﷺ آپ سے مجھے بہت محبت ہے جو حکم دیں بجالاؤں، فرمایا اپنی ماں کا گلا کاٹ کرلا۔ امتحان تھا فوراً تلوار اٹھا کر ماں کی طرف چلا، حضورؐ نے واپس بلا کر کہا کہ میں رشتے کاٹنے کے واسطے نہیں آیا، تیری محبت کا امتحان ہے تیری ماں نہیں مروانی اس سے تعلق ذاتی مروانا ہے۔ ماں سے ملو کہ خدا نے کہا ہے، نہ کہ اپنے ذاتی تعلق کی وجہ سے۔ لہٰذا اب سب ہم اپنے ذاتی تعلق کی وجہ سے ملتے ہیں، ورنہ جہاں اللہ نے چھوڑنے کو کہا وہاں چھوڑتے کیوں نہیں، اگر بیوی، بچے، زراعت، ماں باپ سے ملنے کو ایک مرتبہ کہا تو قرآن نے ہزاروں جگہ چھوڑنے کو کہا، جنگ بدر میں باپ نے بیٹے کو رشتہ دار نے دوسرے رشتہ دار کو قتل کر کے دکھایا اس واقعہ کے بعد طلحہؓ بیمار ہو گئے حضورؐ انہیں پوچھنے آئے تعلق والوں کی پوچھ ہوا کرتی ہے جب حضورؐ پہنچے تو طلحہؓ بے ہوش تھے تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد فرمایا کہ چل دینے والا ہے اس کے مرنے کی اطلاع مجھے کرنا یہ کہہ کر آپؐ تشریف لے گئے، تشریف لے جاتے ہی انہیں ہوش آگیا کہنے لگے حضورؐ مجھے پوچھنے نہیں آئے کہا گیا آئے تھے کہنے لگے جب مرجاؤں خود ہی دفن کر دینا حضورؐ کو اطلاع نہ کرنا کہ میرے محلے میں یہودی رہتے ہیں اگر حضورؐ میری وجہ سے رات یہاں تشریف لائیں تو ممکن ہے کہ انہیں کسی یہودی سے تکلیف پہنچے، میرے نام پر حبیب کو ایک ذرہ کی تکلیف برداشت نہیں ہے، چنانچہ انتقال ہوا، رشتے داروں نے نہلا دھلا کر کفن پہنا کر دفن کر دیا، اس زمانے میں مرنے والے کو رشتہ داروں کا بمبئی، کلکتہ سے آنے کا انتظار کرتے ہیں اور یہاں حضور ﷺ جیسے کا بھی انتظار نہیں۔ مرنے اور دفن میں یوں وقت نہیں لگتا تھا، ارے وہاں تو حکم ہے کہ میت کو جلدی لے کر چلو اگر اچھا آدمی ہے تو اسے تاخیر کر کے اس کی نعمتوں سے کیوں محروم کر رہے ہو اور اگر برا آدمی ہے پھر اسے اپنے کندھوں پر کیوں اٹھا رکھا ہے جلدی اس وجہ سے کروائی کہ اس کا عذاب گھر ہی میں شروع نہ ہو جائے تاریخ اس کی شاہد ہے عبداللہ بن زیاد جس کے حکم پر حضرت حسینؓ شہید ہوئے، قتل ہوا سر رکھا ہوا تھا ایک اژدہا آیا ناک میں گھس کر منہ سے

نکل آیا دو مرتبہ ایسا ہی کیا سلیمان بن عبدالملک عمر بن عبدالعزیز سے پہلے والے بادشاہ کی میت کو جب کو قبر میں رکھا جانے لگا میت ہلی لڑکے نے کہا میرا باپ زندہ ہو گیا عمر نے کہا جلدی کرو دفن میں، خدا کی پکڑ نے آلیا ہے جس ذات کی نماز نجات کی گارنٹی ہے (ان سکن لھم) اس گارنٹی کی وجہ سے بھی تاخیر نہ ہوتی تھی، صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی، سبب معلوم ہوا، قبر پر گئے دعا میں یہ بھی کہا اے اللہ تو اس سے ایسے مل کہ تو اسے دیکھ کر ہنس رہا ہو، یہ آپ کو دیکھ کر ہنس رہا ہو، یہ محبت کا انعام ہے۔ جس میں انسان کو محبوب کے علاوہ اور کچھ نہیں بھاتا، محبت اگر آ گئی تو سارے عمل آجائیں گے۔

اس محبت کے واسطے اعمال پر محنت مانگی جاتی ہے کہ تمام اجسام سے وقت نکالو تاکہ ان کی محبت نکل جائے جس کی محبت کو نکالنا ہے اس سے دور ہو جاؤ جتنا اس میں لگو گے محبت زیادہ بڑھے گی، چنانچہ نماز میں اسی وقت جان پڑتی ہے جب باہر کا خیال نہ آئے یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ اس سے قبل مسجد میں بیٹھ کر دیگر اعمال کو کیا گیا ہو۔ تعلیم، ذکر، نماز، نفل، دعا وغیرہ کی جائیں۔ اگر تم حدیث کو دیکھو صبح و شام کی دعائیں ایک ایک صرف چند رکعتوں سے انسان کا تعلق نہیں بدلتا بلکہ ان تمام اعمال کو ادا کرنا نماز میں اثر ڈالتا ہے، روزانہ کی محنت ہے جو نماز کے عنوان پر دی گئی، پھر روزہ دیا گیا کہ تم روزانہ والی محنت پوری پابندی سے نہیں کر رہے ہو، تقاضے بھی پورے کر رہے ہو اور ان اعمال کو بھی کر رہے ہو کسی حسین سے ملاقات ہو جائے اس کے لئے کھانا پینا سونا پیشاب پاخانہ چھوڑ دو گے، دن میں صحبت، اکل و شرب کے تقاضوں کو دبا کر ان اعمالِ مسجد کو کرو، اور رات کو سونا چھوڑ کر پھر تعلق زیادہ پیدا ہو گا۔ جب تک محبوب کو چومے نہ چاٹے اس کی گلیوں کا چکر نہ لگائے پوری محبت نہیں آتی، اللہ تعالیٰ ان تمام صفات سے مبرا ہیں، ان تمام اعمال کو کرتے ہوئے چلو، عاشقوں کا سا لباس پہن کر بغیر عطر کے گرد آلودہ ہو کر داخل ہو، پھر ملتزم سے چمٹو، حجر اسود کے بوسے لو اور بقیہ تمام اعمال مسجد کے وہاں بھی کرو جس سے محبت کاملہ ملے گی۔

بات تو سمجھ میں آ گئی لیکن کرے کون، گھنٹی کون باندھے، سو فیصد مسلمانوں کے ذمہ دین ہے دین کے بنیادی اعمال مسجد والے ہیں جن میں اصل کام بنانا پڑے گا اور بقیہ اعمالِ زندگی تجارت وزراعت، پرورش اولاد دوسرے درجہ کے کام ہیں، دین پر سب سے زیادہ چلنے والے وہی انسان ہوں گے جو اعمال مسجد ہی کو زندگی کا اصل مقصد اور اصل کام بنالیں، سارا سال محنت کریں رمضان میں اس محنت کو بڑھا دیں پھر حج میں حاجیوں میں محنت کی جاوے ہماری مسجدیں ویران ہیں اور تمام مواقع جن میں غیروں نے ضیاع کے لئے بنائے ہیں آباد ہیں، کسی کو یاد آیا تو نماز پڑھ لی اور جن گاؤں میں یہ مواقع ہوٹل، سینما، پارک نہ ہوں تو وہاں چوپال ہیں۔

چند رکعتوں سے تعلق نہیں بدلتا ہے رکعتوں کے ساتھ تو ان اعمال کا ہونا ضروری ہے اور آج کل بھی کام خاص موقعہ ہے جن علاقوں کے لوگ تمام آداب کی رعایت کرتے ہوئے بھیجیں گے وہ دین زیادہ سمجھیں گے ورنہ یا تو دین کی محنت نہیں ہے یا کم ہے یا غلط طرح سے ہے اور اگر علاقے سے لوگ دین والے بنا کر بھیجیں تو اللہ کے فیصلے موافقت میں ہو جائیں گے ان کے غیروں کو ہلاک کر دیا جائے گا وہاں کون خدا کو کچھ کہہ سکتا ہے، بازار کے اندر کی دلچسپیاں بھی دیکھی جائیں گی اور مسجد کے اندر کی بھی، جہاں رہتے ہیں وہاں کی گفتگو کو بھی اور راتوں کو بھی، اگر اچھے نمبر مل گئے تو علاقہ والوں کی پریشانیاں دور کر دی جائیں گی ورنہ بڑھا دی جائیں گی لہٰذا یہ وقت گھروں میں رہنے کا نہیں ہے حاجیوں کا ذہن چیزوں سے ہٹاؤ، اعمال کا بناؤ، پھر عشرہ ذی الحجہ، راتیں رمضان کی افضل ہیں اور عشرہ کے دن افضل ہیں، پوری محنت کرنی چاہئے محنت کے بعد دعائیں مانگنی ہیں کہ حاجیوں کا حج قبول ہو، صحیح طور پر حج مقبول کے نتائج ظاہر ہوں۔

فضائل حج میں ہے ایک صاحب نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتوں نے آپس میں کہا صرف چار آدمیوں کا حج قبول ہوا، اٹھ کر بہت فکر ہوئی سب کا کیا بنے گا دوبارہ آواز سنی کہ ان چار کی وجہ سے بقیہ حاجی ہیں سب کا حج قبول فرمالیا ہے کسی کے روزے سے بھی کام چل جاتا ہے، اعمال مسجد کو زندہ کرو، ان اعمال کی دیکھ بھال نہ کرنے کی وجہ سے ہم مسجد حرام اور مسجد نبوی میں بے ادب بن گئے ہیں، وہاں بھی نماز سے فراغت پر باہر بھاگ آتے ہیں اگر دیکھ بھال کی عادت بڑھ گئی پھر وہاں بھی ان اعمال میں لگیں گے، اس وقت وقت لگانا ان اعمال کی ترویج کے لئے سارے عالم میں دین کے زندہ کرنے کے مترادف ہے، مکہ مدینہ کے بازار آج مسلمانوں کے امتحان گاہ بن گئے ہیں۔

انسان اپنی انسانیت کو مدِّ نظر رکھ کر چلے گا تو کامیاب ہوگا

جمعرات بعد عصر ۵/اپریل ۱۹۶۲ء مطابق ۲۹/شوال ۱۳۸۲ھ

بعد خطبہ مسنونہ ارشاد فرمایا کہ:

میرے محترم دوستو اور بزرگو!

ایک مغالطہ نے پوری دنیا کو پریشانیوں میں ڈال رکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان کی زندگی بننے کا سبب دینی محنت نہیں بلکہ وہ چیزیں ہیں جو آسمان و زمین کے درمیان ہیں، محنت سے دو کا رابطہ قائم ہوتا ہے، ملک اور ملک والے ، مال اور مال والے میں، زمین اور زمینداروں میں دکھائی دیتا ہے کہ انسان کا رابطہ جس میں انسان لگ رہا ہے وہ اصل ہے، ملک اصل ہے، ملک چلانے والے نہیں، مال اصل ہے مالدار نہیں، زمین اصل ہے زمیندار نہیں۔ لہٰذا انسان کا اپنی کامیابی ناکامی کے اسباب اس میں نہیں ہے بلکہ دوسری چیزوں میں ہے یہ دوسروں کے سہارے ہے اس مغالطہ سے انسان خود اپنے طریقہ زندگی میں آزاد ہو گیا ہے اس وجہ سے کہ اپنا استعمال ذریعۂ کامیابی نہیں سمجھتا ہے اور پابندی اس کی دوسری چیزوں کے لحاظ سے ہے ڈرائیور کی پابندی کار کے لحاظ سے، زمیندار کی پابندی کھیتی حاصل ہونے کے لحاظ سے، ملک والے کی پابندی ملک بڑھنے چلنے کے لحاظ سے، لیکن اگر وہ انسان کے لحاظ سے استعمال ہو رہا ہے دوسروں کے لحاظ سے نہیں تو جس شکل میں ہو وہ کامیاب ہوگا اگر طریقۂ زندگی کامیابی والا ہو ورنہ ناکام ہوگا، انسان سے رات دن اعمال صادر ہو رہے ہیں دکان دار دکان میں، ملک والا ملک میں، ملازم ملازمت میں استعمال ہو رہا ہے۔ اب یہ استعمال چیز کے لحاظ سے ہو رہا ہے تو ناکام ہو جائے گا اور کامیابی اپنے اعتبار سے استعمال ہونے میں ہے، گورنر، مالدار، وزراء اگر اپنے کاموں کے لحاظ سے استعمال ہوں گے ناکام ہو جائیں گے اور اگر اپنی ذاتوں کے لحاظ سے ہو تو انسان کامیاب۔ انسان مٹی سے بنا ہے اس میں تعمیری و تخریبی دونوں مادے ہیں آندھیاں، برف باری، سیلاب، قحط سالی، زلزلے تعمیری مادہ کے نکلنے سے ہے وہاں کی بستیوں کو ہلاکت وغیرہ تخریبی

مادّے سے ہے اور وہ چیزیں جو اس میں ہیں جن سے انسان کی تعمیر ہے غلّہ، گندم، سونا، چاندی، تعمیری مادّے کے لئے محنت ضروری ہے، تخریبی مادّے کے ظہور کے لئے محنت ضروری نہیں ہے، خالی بارش سے وہ چیزیں پیدا ہوں گی جو جانور کھائیں یا آگ میں جلنے والی لکڑی، تخریبی مادہ یا جس سے تعمیر نہ ہو ظہور کے لئے محنت کی ضرورت نہیں ہے، ہر انسان زمین کی طرح تعمیر و تخریب کے مادّے رکھتا ہے، حیا، بے حیائی، ظلم و انصاف، چوری وڈاکہ، جان و مال کی حفاظت، غرباء پروری وغیرہ سارے مادّے ہیں اور زمین سے زیادہ ہیں، کائنات کے تخریبی مادّے استعمال ہونے والے ہیں اور انسان کے مادے استعمال کرنے والے ہیں زمین کے مادے مفعول اور انسان فاعل، اگر انسان میں سے مادے تخریب کے نکلیں اور زمین سے مادہ تعمیر بھی نکلے تو عالم میں فساد ہی ہوگا یہی آج ہو رہا ہے زمین کے مادّۂ تعمیر سے تعمیر نہیں ہے جب تک انسان سے مادۂ تعمیر نہ نکلے اگر مادہ تخریب زمین سے نکلے اور انسان سے مادہ تعمیر ہی ہوگی آج کے لوگ سارے ملک والے سرمایہ دار اسی دلدل میں گرفتار ہیں کہ ان سے مادہ تخریب نکل رہا ہے اگر چہ عالم سے مادہ تعمیر نکل رہا ہے آج غلّہ جمع کرتے ہیں تا کہ مہنگا کر کے بیچیں کپڑے بہت ہیں لیکن کپڑے والا اسے ننگے کو نہیں دے رہا ہے، انسان کو بنانے والے نے انسان کو اپنے اوپر محنت کرنے میں لگا دیا کہ تخریب سے لے کر اعمال تعمیر پر لائے، تخریب کو پہچان کر ان سے رخ تعمیر والے اعمال کی طرف کرو، حاکم و محکوم، مالدار، زمیندار غریب ہر شخص کو اسی محنت پر لگا دیا اپنے پر محنت کرا کر خدا کا پسندیدہ انسان بن جائے تو پھر اللہ تعالیٰ ایک دن ساری نعمتیں ان کے قدموں میں ڈال دیں گے اور اگر تخریب والے مادہ کے مطابق استعمال ہو تو پھر ایک دن اس سے ساری نعمتیں چھین لیں گے، اللہ انسان کی زندگی بنانا چاہتے ہیں حتیٰ کہ غیر مسلم کی زندگی آخرت میں اگر چہ معاملہ دوسرا ہوگا اس دنیا میں بناتے ہیں لہٰذا جو انسان مادۂ تخریب سے ہٹ کر مادہ تعمیر پر آئے ان کو اللہ نوازیں گے اور جس کے کام مادہ تخریب والے ہوں ان سے نعمتیں چھین لی جائیں گی تا کہ دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے، مادۂ تعمیر کیسے ابھرتا ہے اور مادۂ تخریب کیسے ابھرتا ہے اس کا کیا قانون ہے انسان جب چیزوں پر محنت کرے تو مادۂ تخریب ابھرتا ہے اور مادۂ تعمیر دب جاتا ہے، انسان مال و ملک کے لحاظ سے عمل کرے جس طرح یہ مطلوب چیزیں مل جائیں اس طرح عمل کرو اس سے مادۂ تعمیر اور تنافس بلکہ مادۂ تخریب ظلم، حسد جھوٹ، لڑائی، لوٹ کھسوٹ، اس سے بعض کی زندگیاں بعض سے بگڑیں گی، محکوم موقعہ پر حاکم کو گولی ماریں گے اور محکوم کو حاکم جیل میں ڈال دے گا، مالدار غریبوں کا خون چوسیں گے اور ایک دن یہ زمیندار مالداروں کی کوٹھیوں میں گھس کر قتل عام کریں گے، آج تخریب کی ہر شق ابھری ہوئی ہے تعمیر کی

ہر شئی دبی ہوئی ہے اور توفیق الٰہی سے انسان کی محنت اس کے اپنے اوپر آجائے چاہے چیزیں ملیں یا نہ ملیں، اس سے مادۂ تخریب دب کر مادۂ تعمیر ابھرتا ہے اس سے محبت، خدمت خلق، تعاون آتا ہے، پھر ایک ایک شخص سے ہزاروں زندگیاں بنتی ہیں، اس وجہ سے انبیاء و حضورﷺ امت کو خالصۃً چیزوں پر نہ چھوڑ کر گئے اور آج تفریح، حاکموں سے گفتگو، آپس کی گفتگو، ساری مال و چیزوں کی بنیاد پر آگئی ہے جس سے مادۂ تخریب ابھرتا ہے اب سب سے پہلی چیز یقین کی ہے کہ تمام چیزوں سے یقین ہٹا کر اسے لے آؤ ان چیزوں سے کچھ نہیں ہوتا ہے یہ پہلی مشق ہے جس چیز میں جو کچھ نظر آرہا ہے وہ ہمارے اور اس چیز کے رابطے کے اعتبار سے ہے اور اس جز والے رابطے کے اعتبار سے نہیں ہے، پہلے رابطہ کے اعتبار سے چیزوں میں وجود نہیں آتا بلکہ دوسرے رابطہ کے اعتبار سے ہے، تمام شکلوں میں وجود براہ راست نہیں ہے بلکہ ارادۂ الٰہی سے وجود ہے تعمیر مال، تفریق ماء، تفریق نار براہ راست نہیں ہے بلکہ ارادۂ الٰہی سے ہے اگر ارادہ بدل جائے تو پھر وہ چیز نہ رہے تمہاری ساری محنت چیزوں والوں میں صرف پہلے رابطے سے ہے اور دوسرا رابطہ نکلوایا ہے، جیسے انسان سے جس وقت چاہے روح نکال دیں وہ جسم بیکار ہے ایسے ہی دواؤں سے، صورت نار سے تفریق بحر سے جب چاہے نکال سکتے ہیں موجودات کا وجود ذاتی نہیں ہے جیسے عصاء موسیٰ کی اور صفات بھی ذاتی نہیں ہیں جیسے سکین اسماعیل و نار ابراہیم، اب لوگ سمجھ رہے ہیں کہ بند باندھنے سے پانی رک گیا اور اس پانی سے غلے کا وجود ہے خدا جب چاہے اس بند کی زمین سے سیلاب لے آئے۔ بس پہلی چیز یہی ہے کہ ان چیزوں سے یقین ہٹا لو خدا پر جوڑ لو، اب محمد رسول اللہ آگئے ہیں وہ جنس انسانی میں سب سے اونچے انسان ہیں، وہ خدا کو دیکھ رہے ہیں بلکہ ہر چیز اور خدا کے درمیان کے واسطے ان کے سامنے ہیں چونکہ حضورﷺ کے اسوہ سے عمل بنتا ہے، اس وجہ سے کہ وہ جنس انسان میں سے ہیں۔

مشرکین کو اپنی قسم انسانیت میں سے دیکھ کر اعتراض ہوا، (مالھذا الرسول) جواب یہ ہے کہ اگر وہ کسی اور قسم میں سے ہوتے تو تم کیسے مان لیتے کہ انھیں تمہارے والے تقاضے نہیں ہیں اگر ہم اپنا چیزوں والا رابطہ ہی رکھیں تو ایک طرفہ بات رہے گی اور چیزوں والے رابطہ میں دو طرفہ بات ہے۔

قلعہ سے پہلے رابطہ کے لحاظ سے صرف حفاظت ہے دوسرے رابطے کے لحاظ سے حفاظت و عدم حفاظت ہے، اب حضورﷺ کے سارے عمل لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد پر ہیں کہ مکان کا وہ نقشہ ہے، جس سے خدا پالتے ہیں کھاتے ہیں اس طریقہ پر جس سے خدا پیٹ بھرتے ہیں اب تمام چیزیں دو طرف ہیں مالداری سے زندگی بنتی ہے بگڑ

بھی سکتی ہے، ایسے ہی جائیداد والا اور فقیر بادشاہ، صدر وغیرہ بھی دو طرفہ ہیں خدا کے کرنے سے ان کی زندگی بنے گی اور بگڑے گی بھی، اولیاء اللہ نے دنیا پر لات ماری تو اللہ نے ان کے قدموں میں بادشاہوں کو ڈالا، ملک و مال کے نقشوں کو ٹھکرادیا کہ حضور ﷺ والے طریقہ سے کامیابی حاصل کروں گا اور جتنے اولیاء کو ہم جانتے ہیں ان سے وہ زیادہ ہیں جن کو ہم نہیں جانتے، اب انسان جس خانے میں ہو انسان ہے اکثریت، اقلیت، ذلت، عزت، حاکمیت محکومیت وغیرہ میں انسان انسان ہے، بدلتا نہیں ہے، اسی وجہ سے ۲۴ گھنٹے میں پانچ وقت اذان ہے کہ اللہ ہر چیز سے بڑے، خدا کے ہاتھ میں سب کچھ ہے اور خدا صرف حضور ﷺ والے طریقہ پر دیں گے پھر تمام جذبات کو چھوڑ کر نماز کے لئے مسجد میں آجاؤ، جو جتنا کسی محنت میں مسلسل رہتا ہے اس کی محبت بڑھتی ہے، اسی وجہ سے چیزوں سے ہٹا کر بار بار بلوا رہے ہیں تا کہ ان لوگوں کو چیزوں سے تعلق نہ ہو چیزوں پر یقین نہ ہو اعمال پر یقین ہو کامیابی کے ملنے کی مشق کرنے کے لئے مسجد میں بلاتے ہیں جیسے نماز کی آخری چیز قعدہ ہے ایسے ہی ان اعمال کی آخری چیز نماز ہے، جس سے زندگیاں بدلیں گی، سب سے پہلے یقین چیزوں سے ہٹ کر اللہ پر پھر حضورؐ پر پھر اپنے بدن کے اعمال پر، اس کی دعوت، تعلیم وذکر، خدمت، اس وجہ سے جھاڑو دو مسجد کی خدمت کا حکم ہے کہ اذان مفت دو امامت کی طرح، ان تمام اعمال کو بناؤ اس سے مادۂ تعمیر ابھرے گا، جس سے اللہ تعالیٰ کھیتی میں کامیابی دے گا، چاہے جس خانے میں بھی ہو۔

چیزوں سے نکل کر اعمالِ مسجد کو صرف ہدایت لینے کے واسطے کریں اور اغراض ساتھ نہ ہوں

عمومی بیان

سنیچر بعد فجر ۷ ر اپریل ۱۹۶۲ء مطابق یکم ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ

بعد خطبہ مسنونہ ارشاد فرمایا کہ:

میرے بھائیو اور دوستو!

محنت کے دو ذریعے ہیں دینی و دنیوی، دونوں لائن ہیں، پہلی محنت انسان کی ہے کہ سرمایہ ہاتھ آجائے جس سے زندگی کے نقشے درست ہوں مثلاً تجارت، مزدوری، ملازمت، زراعت سے پیسہ حاصل کرے پھر پیسے سے چیزیں حاصل کرے، پھر مکان بنے گا، کھانا تیار ہوگا، لباس، بستر تیار ہوں گے۔ گھر والوں کی ترتیب سے یہ دو محنتیں ہیں، پہلی محنت سے مال ملا، دوسری محنت سے چیزیں ملیں جس سے زندگی کے نقشے بنیں گے اس طرح دین میں پہلی محنت ہے ہدایت حاصل کرنے کی اور پھر صحت اعمال کے لئے محنت ہے جس کے بعد زندگی ہمیشہ کے لئے بن جائے گی آج ہم دنیا کی دونوں محنتیں کر رہے ہیں اور دین کی پہلی محنت چھوڑ رکھی ہے دین کی محنتیں دونوں کو بھی اکٹھا ہی کرنا ہے، ہدایت یہ ہے کہ آنکھوں کے سامنے کے نقشوں سے کچھ نہیں ہوتا ہے بلکہ حضور ﷺ والے اعمال سے سب کچھ ہوتا ہے مال چیزوں کا ذریعہ اور چیزیں پرورشِ انسانی کا ذریعہ تو اصل مقصود پرورش ہے، علم، عزت، اختیارات میں وسعت سکون وغیرہ، اگر چیزوں سے انسان کی پرورش نہ ہو تو انسان ان چیزوں کو بیچ کر دوسری چیز حاصل کرے گا، بھوکا ہونے کے وقت کوٹھی بیچ کر انسان روٹی لائے گا، پرورش خدا کے ہاتھ میں ہے، نہ محنت سے مال ملتا ہے، نہ مال سے چیزیں ملتی ہیں اور نہ چیزوں سے پرورش ہوتی ہے، دنیا کی محنتوں میں سے کسی میں مشغول تھے، تو اللہ اکبر کہہ کر بلوالیا، الحمد للہ کہہ کر بتایا کہ ہم تو اپنے کسی عمل سے پل نہیں سکتے، اللہ کے پالنے سے پلیں گے، نہ پالنے سے

پلیں گے، (ایاك نعبدو ایاك نستعین) اور پلنے کا ذریعہ کہا کہ ماننا ہی ہے، ہم تو پلنے کا ذریعہ مال چیزوں کا اکٹھا کرنا کہتے ہیں۔ یہ غلط ہے، جب کہا ماننے سے پالتے ہیں تو میرے اس امتثال امرِ صلوۃ والقیام فی الصلوۃ والقعود سے میری پرورش ہوگی لیکن اس وقت ہوگی جب کہ دنیا بھر کی چیزوں سے پلنا نکل کر اعمال کے امتثال سے پلنا دل میں گڑ جائے (لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا) کے قانون سے انسان دعا مانگتا ہے انسان صرف سورت بنا سکتا ہے، حقیقت صرف خدا ڈالتے ہے (اھدنا الصراط المستقیم، صراط الذین انعمت علیھم) انبیاء کا ذہن تھا کہ امتثال اور امر سے فرعون غرق ہوگا ہم اونچے ہوں گے، نماز کے بعد کی دعا سے تخت سلیمانی ملا اور یحییٰ کو بیٹا مل سکتا ہے، جو تخیل چیزوں پر ہے کہ ان سے پلیں گے وہ اعمال پر آجائے کہ ان سے پلیں گے اگر یہ تخیل اعمال والا ہو تو پھر اسے صرف اچھوں کی نقالی والے انعامات ملیں گے محبوب خدا محمد ﷺ کی معمولی سی جھلک بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگی، مجنون کتے کو اپنے گلے سے لگا کر جذبے سے آنکھوں کو پیار کر رہا تھا لوگوں نے اعتراض کیا مجنون عفیف تھا زانی نہیں تھا، ابن عمرؓ نے اس سے پوچھا کہ مسلمان ہو کر یہ کیا قصہ ہے تو مجنون نے کہا میں نے اس کے ساتھ حرام نہیں کیا، چنانچہ مجنون نے کہا کہ اس کتے کی آنکھ میں لیلیٰ کی آنکھ کی جھلک ہے، آخرت میں اعلیٰ درجات ملنا دنیا میں پلنا اسی وقت ہے جب کہ نقالی سے آگے حقیقت تک پہنچ جائیں، صورت میرے پاس ہے سیرت نہیں ہے اسی کی دعا اھدنا الصراط سے کرتا ہے، یہ سیدھا راستہ تمام درست حالات دلوائے گا، چیزیں کچھ نہ کر سکیں انھیں درمیان میں لائیں گے تو ٹیڑھا راستہ ہوگا، سیدھا راستہ یہ ہے کہ جس کے ہاتھ میں ہے اسی سے مانگا جائے المنعم علیھم چار طرح کے لوگ ہیں انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین۔

صدیقین: نبی والی وحی پر نبی جیسی محنت کرنے والے، **شھداء:** چاہے کیسے ہوں جان دینے والے **۔صالحین:** اپنی ذات سے اچھے عمل کرنے والے، قیام کے بعد رکوع میں سبحان ربی الغظیم کہے کہ رکوع کرنے پر اور استقبال قبلہ پر اللہ پالیں گے، رکوع سے اٹھ کر سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لك الحمد سے بھی وہی مشق ہے، سجدہ میں جانا اور سجدہ کی تسبیح میں سبحان ربی الاعلی بھی اسی تخیل کی مشق ہے میرا خدا بہت بڑا ہے لہٰذا اعلیٰ طرح سے پالے گا، اگر چیزوں سے پلنا نہیں ہے صرف خدا سے پلنا ذہن میں ہے تو یہ اصل ہے اور نقل یہ ہے کہ چیزوں سے پلنا ذہن میں ہے، اصل کی حقیقت اعلیٰ ہوگی اور نقل کی ادنیٰ اور اصل کے سارے دنیوی امور صرف دعا سے حل ہو جائیں گے اور نقل کے دنیوی امور بھی پورے نہ ہوں گے، نماز ایک محنت ہے (والذین جاھدوا) مجاہدہ کر کے دعا مانگنے سے ہدایت ملے گی۔ اب نماز مجاہدہ کیسے بنے آج کی مروجہ نماز مجاہدہ نہیں ہے مجاہدہ صرف

رضائے الٰہی کی وجہ سے خواہش چھوڑ کر حکم پورا کرنا ہے۔ مثلاً کسی کو کہا جائے کہ نماز پڑھو پچاس روپے دیں گے اور تعلیم کرانے پر جھوٹے مقدمے سے برأت ہو جائے گی، ذکر سے لڑکا مل جائے گا، ڈھائی سو مرتبہ کلمہ طیبہ حوض میں کھڑا ہو کر کہنے سے مطلوبہ عورت مل جائے گی۔ یہ ذکر، تعلیم، نماز، کلمہ طیبہ چونکہ اپنے مسائل کے حل کے لئے ہیں اس وجہ سے مجاہدہ نہیں ہے، خواہش کا توڑنا مجاہدہ ہے، اب مسجد کا چھوٹا سا نقشہ ہے، تمام اغراض سے دور ہو کر صرف رضائے الٰہی کے لئے اعمال مسجد، ایمان کی مجلسیں، جنت، دوزخ، انبیاء والے اعمال سے زندگی بننے اعمال کی جزا ،سزا سے مقصود صرف رضائے الٰہی ہی اصل کامیابی ہے ان اعمال سے مقصود کوئی اور چیز نہ ہو اب ان اعمال کی خواہش توڑ کر کر رہا ہے تو یہ مجاہدہ ہوا، ڈپٹی صاحب کی خدمت میں جو مسجد میں تعلیم میں آتے ہیں اخلاص نہ ہوگا کیوں کہ اس خدمت سے یہ مقدمے میں کام کروادیا کریں گے ان اعمال کے بعد ہدایت طلب کرے دعا سے اب ہدایت کا ایک درجہ مل گیا، اب ان اعمال پر یقین لانا ہے کہ ان ہی سے میں پلوں گا دوسری اشیاء و چیزوں سے نہیں سب سے پہلے اعمال مسجد شروع کرو ساتھ دعا بھی مانگتے رہو، ان کے شروع کرنے سے زندگی کی ترتیب بدل جائے گی، حقہ کی مجلسیں سیر و تفریح یار دوستوں کی محفلیں ختم ہوں گی، کمائی سے سیدھے مسجد میں آنا ہوگا۔ عادی زندگی اور نفس کے مواقع سے ہٹ کر اعمال مسجد میں صرف رضائے الٰہی کی وجہ سے مشغول ہو، مسجد میں آنے سے اولاً تو یہ خیال آئے گا کہ یار دوست وہاں مزے کر رہے ہیں اور میں یہاں، پھر ان یار دوستوں کے طعنے سننے پڑیں گے، اب مجاہدہ پہلے سے زیادہ ہوگا، مجاہدہ کامل نہیں ہوا، سود لینا دینا حرام ہے اس کے ایک لقمہ پیٹ میں چلے جانے سے چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی یہ سن کر دکان پر گیا اور سود لینا دینا بند کر دیا، ایک تو دکان کے نقشے میں کمی آئے گی جس سے گھر میں شور آئے گا، مرغن غذائیں نہ ملیں گی، اس پر رشتہ داروں، بیوی اور دوستوں کے طعنے علیحدہ اب بھی،

تعلیم و اعمال میں مشغول رہ کر یہ ذہن بنا رہا ہے کہ صرف ان اعمال مسجد ہی سے پلوں گا باہر کی زندگی سے حرام نکال دیا۔ کمائی کی کوئی شکل فرض نہیں ہے، کمائی فرض ہے، پہلے تو بڑی دکان تھی آج لکڑیاں کاٹ کر بیچ رہا ہے تا کہ حرام سے بچ جائے اور اعمال مسجد پر ملنے لگ جائے، اب اپنی کمائی سے حرام نکالنا شروع کر دے گا تو اب مجاہدہ ہوگا کہ جب کمائی میں آمدنی کم ہوئی تو گھر کے نقشوں میں کمی کرنی پڑے گی جس سے بیوی بچے سب منہ چڑھائیں گے دوست رشتے دار (ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکہ) پڑھیں گے رائج نقشہ کے چھوڑنے کا نام تہلکہ رکھ دیا۔ چاہے اس نقشے کے کرنے سے حرام کا ارتکاب ہو رہا ہو اور چھوڑنے سے امتثال امر ہو رہا ہو بس خالی دکان میں دین کی وجہ سے کمی ڈال دینے کا نام تہلکہ رکھ دیا ہے، حالانکہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ قسطنطنیہ کے موقع پر ایک

شخص نے اکیلے سارے لشکر پر حملہ کر دیا اس پر نو مسلموں نے یہ آیت پڑھی اس پر ابوایوبؓ نے کہا تم کیا مطلب بتا رہے ہو ہم انصار کے متعلق یہ آیت ہے ہم نے ہجرت کے دس سال خوب مال جان لگائی جس سے اسلام چمکنے لگ گیا۔ اعمال پھیلنے لگ گئے اور اپنی کھیتی باڑی کی طرف بالکل توجہ نہ دے سکے، انصار نے پنچایت کر کے حضورؐ سے چھ ماہ کی اجازت لینی چاہی کہ اس عرصے میں بیرونی نقل وحرکت نہ کریں گے اور مقامی کام واعمال مسجد سارے کریں گے اور کھیتی باڑی کی دیکھ بھال کریں گے ادھر یہ بات ہو رہی تھی ادھر اللہ نے یہ آیت اتاری (وانفقوا في سبيل الله) جان مال اللہ کے راستہ میں خرچ کرو (ولا تلقوا بايديكم الى التهلكه) اس پر حضرت ابوایوبؓ فرماتے ہیں "وانما كانت التهلكة في الا قامته في الا هل والمال والو لد وترك الجهاد" چاہے تم بالکل گھر وکمائی کو سنت کے موافق بناؤ تو لوگ قرآن کے الفاظ کو اس سے ہٹائیں گے چاہے اس سنت میں سراسر کامیابی کیوں نہ ہو بیگم کو ہزار لا کر دیا، بیگم نے انھیں زیور لباس غذا میں خرچ کر دیا، دوسری صورت یہ ہے کہ تم معمولی حاجات لباس غذا وغیرہ کے پیسے دے دو تو سارے کہیں گے کہ بیوی بچوں کا بھی تو حق ہے "انّ لزوجك عليك حقا" اس حدیث کا شان نزول یہ ہے کہ عمرو بن العاصؓ نے حضرت عبداللہ کو خوبصورت بیوی لا کر دی اور آپ حوروں کے چکر میں سارا دن روزہ ساری رات نماز میں مشغول رہتے ہیں اس میں آپ ہر رات ایک قرآن پڑھتے تھے، باپ نے بیوی سے آکر بیٹے کا حال پوچھا انھوں نے کہا وہ دن میں صائم رات میں قائم برتن کو کھول کر ہی نہ دیکھا کہ اس میں کیا ہے، بیٹے پر ناراض ہو کر حضور ﷺ کے پاس گئے، حضور ﷺ نے آکر بات کی۔ فرمایا مہینے میں ایک قرآن اور تین روزے، کہا زیادہ طاقت ہے، آخر بات اس پر ٹھہری ہر روز ایک منزل قرآن شریف کی اور ایک دن روزہ اور ایک دن افطار، بس ایسے شخص کے متعلق یہ حدیث شریف آئی ہے اور اب حق یہ بنا کہ سال بھر روزہ نہ رکھیں ساری رات بیوی کے پاس رہیں، ایک منٹ کو جدا نہ ہوں تو بس رواج بن گیا۔ حق یہ نہیں ہے حق وہ ہے جسے حضور ﷺ وصحابہؓ کر کے گئے، معاشرہ ہزاروں کا بن گیا ہے تو اس سطح کی زندگی چلانے میں حق سمجھ لیا گیا ہے چاہے اس میں سود، رشوت جیسی حرام چیزیں آجائیں یعنی پہلے تو فرائض ہی چھوڑے لیکن اب تو ارتکاب حرام شکل حاضر کے چلانے کے لئے کرنے لگ گئے فاسق کی تعریف سے عرش الٰہی تھرا جاتا ہے، ہم نے حضور ﷺ کے نقشوں کو توڑ کر کمایا، تو دین ہی کو مٹا یا۔ اب اس سارے مجاہدے کے ساتھ اعمال مسجد کو پوری طرح زندہ کرے توفیق کی دعا مانگے، نبیوں کے زمانے میں نقشوں کے بغیر امت کا ابھرنا صرف انہی اعمال مسجد ایمان کی دعوت، ذکر، نماز، تعلیم واخلاق کی وجہ سے ہے فرعون انہی اعمال کے ترک سے ہلاک ہوا، ایسے ہی قوم فرعون کی ہلاکت کا یہی سبب تھا، حضرت موسیٰؑ

صرف انہی اعمال کی وجہ سے کامیاب ہوئے یہ اعمال مسجد ہی انبیاء کے معجزات وخوارق کے اسباب حقیقی ہیں اور آج بھی ان اعمال کی وجہ سے وہی ہوسکتا ہے، جو ان پر ہوا ہے۔ جس مسجد والے ان اعمال کو ان کی حقیقت کے ساتھ مجاہدے والی لائن سے زندہ کریں گے تو وہ مسجد فسادات سیلاب، بمباری، ہلاکت وہر مصیبت سے محفوظ رہے گی، یہ اعمال مسجد کو زندہ کرنا چھوٹا مجاہدہ ہے ان اعمال کو کرنا کمائیوں کو بدلنا گھریلو نقشوں میں کمی لانی ہدایت مانگنا، کسی مصیبت کے آنے پر ذہن دو رکعت نماز حصن حصین ذکر کی طرف متوجہ ہوگا، ہدایت نہ ہونے کی وجہ سے ہم مصیبت کے وقت حکام ولیڈر کی طرف ہی دوڑتے ہیں ان کی طرف جانا صورت ہے اور دعا مانگنا نماز کے بعد اصل وحقیقت ہے، ان کی طرف جانے میں بھی حدود شرعیہ کی پابندی لازمی ہے، کمائی کے نقشوں گھر کے نقشوں میں اعمال مسجد کا ظہور کرے گا تو پھر ان اعمال پر اللہ دینے کے دروازے کھول دیں گے بڑے سے بڑے مسئلے آجائیں تو بھی اسے چین اطمینان ہوگا، روس، امریکہ، جرمنی، فرانس سب اکٹھے ہو جائیں تو یہ مجاہدے والا انسان بالکل اطمینان سے رہے گا، اب تو صرف ایک ملک کی ایک دھمکی سے پیشاب خطا ہو جاتا ہے، یہ اس چھوٹے سے مجاہدے پر ملے گا، آج تو سب بیوقوف کہیں گے لیکن کل مصیبت آنے پر صالحین کا فرق ظاہر ہوگا جب تک ہم اس مجاہدے کی گاڑی کو چلاتے رہیں گے اسلامی زندگی بڑھتی جائے گی اور جہاں اسلامی زندگی میں کمی آجائے گی، اب بڑا مجاہدہ یہ ہے کہ اس چھوٹے مجاہدے کو سارے عالم میں زندہ کرنے کے لئے کوشش کرنا۔ انبیاء انھی اعمال کا ذہن بنانے کے واسطے داعی بنتے تھے، اس قوم کے لئے جس میں مبعوث ہوئے، بنی اسرائیل میں سے ہر ایک اپنی ذات پر محنت کر رہا ہے اور حضرت موسیٰؑ سارے مجموعہ، انبیاء کا کام یہ ہے کہ مجموعہ کو عادی ملکی، مالی نقشوں سے کھینچ کر اعمال پر ڈالنا، نبیوں والی دعوت کی محنت ہے اور انبیاء ایک مقام پر رہ کر محنت کرتے تھے اپنے شہر یا قوم یا ملک میں چونکہ دائرہ محنت کم تھا اس وجہ سے عملہ بھی ان کا کم تھا، اسی وجہ سے خود انبیاء نے محنت کی ہے حضرت موسیٰؑ کی خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے اپنی محنت میں ایک شخص کو بڑھوایا ہے تو اسے تخت سلیمانی سے زیادہ حیثیت دی۔ حضرت سلیمان نے تخت سلیمانی مانگا، ایسی حکومت کسی کو نہ ملے ساری دنیا پر، انھوں نے ایک سطر میں دعا مانگی بغیر احسان جتلائے کے دو سطروں میں جواب دیا ہے کہ ساری دنیا کی حیثیت ایک مچھر کے پر کے برابر ہے اور حضرت موسیٰؑ کو اللہ نے دعوت دی اور اسی دعوت کے ساتھ حضرت موسیٰؑ کو فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا۔ اب انھوں نے دعا مانگی کہ ان کے بھائی ہارون کو بھی دعوت والا حکم مل جائے یہاں بڑی چیز کی دعا، بڑی ہے، چار سطروں کی، اللہ نے جواب میں پہلے احسانات گنوانے کے بعد ہارون کو حکم ملا ہے اذھب کے بعد اذھبا الی فرعون صرف ایک فرد بڑھانے کے لئے پندرہ

سطریں ہیں یعنی ہدایت کے لئے محنت کرنا سارے تخت سلیمانی سے زیادہ قیمتی ہے، حضرت سلیمان کی بڑائی اس وجہ سے ہے کہ وہ نبی داعی ہیں جو تخت سلیمانی سے زیادہ قیمتی ہے، تخت سلیمانی کی وجہ سے نہیں ہے، دعوت کا تعدیہ بڑی چیز ہے اگر موسیٰ ہارونؑ سے ساتھ چلنے کو کہتے تو وہ ساتھ چل پڑتے لیکن دعوت کی طاقت صرف موسیٰ کے ساتھ ہوتی، اگر حکومت ایک کو بھیجتی ہے صرف اسی کو خرچ دیتی ہے دوسرے کو اگر حکومت بھیجے گی تب اسے بھی خرچ دے گی۔ اب حضور ﷺ قیامت تک ہر انسان کے نبی ہیں ہر قوم ہر انسان پر۔ آپ کا انتقال ۶۳ سال بعد ہو گیا اب اسے قیامت تک چلانے کے لئے عملہ دیا گیا، حضور ﷺ صدر مجلس اور امت مجلس ہیں جو بات موسیٰ نے ہارونؑ کے لئے اپنی دعا میں مانگی تھی وہ ہمیں بغیر طلب اور دعا کے مل گئی ہے اب بڑی محنت یہ کہ لوگوں کا ذہن یہ بناؤ کہ وہ چیزوں سے نکل کر اعمال مسجد کو صرف ہدایت لینے کے واسطے کریں اور اغراض ساتھ نہ ہوں۔ جس سے ان کا ذہن اعمال سے ہی پلنے اور چیزوں سے نہ پلنے کا بنے گا اور اس بڑی محنت کے ساتھ یہ دعا ہو، اے اللہ ہدایت نہ ہم خود کو دے سکتے ہیں نہ کسی اور کو تو ہدایت دے دے جیسے دوا کھانے میں شفاء نہیں ہے، خدا کے کرنے سے شفا ہوتی ہے، ایسے ہی اس محنت میں بنفسہ ہدایت نہیں ہے، خدا اس میں عموماً ڈال دیتے ہیں، ان اعمال مسجد ہدایت والا، دوسروں کی دنیا کے معاملے میں خوشامد نہ کرے گا بلکہ وہ سارے اس کی خوشامدیں کریں گے کہ اسے اپنے تمام مسائل کا حل صرف اپنے اعمال مسجد میں نظر آئے، آج چیزوں سے اس وجہ سے مل رہا ہے کہ ان سے ملنے کا یقین ہے ایسے ہی اگر اعمال سے ملنے کا یقین آجائے تو ان سے ہی ضرور ملے گا آج اعمال ہیں ہدایت نہیں ہے، خوب ایمان کی باتیں کرتا ہے تقریریں کرتا ہے اور دل میں یہ ہے کہ فلاں شخص متاثر ہو جائے گا تو وہ میری خبر گیری کرے گا اسے ہدایت نہیں ملی ہے ضلالت پر مرے گا، آج اسی وجہ سے ہم کفر سے متاثر ہیں اور ڈرتے ہیں، ہر ملک و شخص کہتا ہے کہ روس وامریکہ ساتھ ہو، دین تو مال سے ہی چلے گا، اعمال سے یقین ہٹ گیا ہے۔ قرآن میں سب سے پہلے سورہ فاتحہ ہے اور نماز میں بھی اس میں ہدایت کی دعا ہے اگر یہ پہلے قبول ہوگئی تو بعد میں قرآن میں آنے والی تمام دعائیں اور انبیاء والے معجزے حاصل ہو جائیں گے ورنہ نہیں، ہم میں تو ہدایت کا تصور ہی نہیں آتا ہے اس دعا کے مانگنے کے وقت، اگر دوسروں کو سمجھاتے رہے خود اعمال پر نہ آئے تو نقالی رہے گی، چھوٹے مجاہدے سے صرف شخصی زندگی بنتی ہے کہ اس میں مجاہدے کو اس طرح کیا جائے کہ ہم خود کو بھی اس ہدایت کا طالب بنائیں بڑے حضرتؒ جھاڑ پھونک کرتے تھے اور بڑی مؤثر تھی اور حضرتؒ تعویذ بھی شاگردوں سے لکھواتے تھے اس کی وجہ سے پندرہ بیس تانگے دہلی سے آتے مٹھائی پھل چیزیں اور پیسے لے کر جب قرآن وحدیث کے تعویذ میں یہ اثر ہے تو خود قرآن پر عمل کرنے سے کتنا ملے

گا، اب حضرت نے تبلیغ شروع کر دی اور دہلی والے آہستہ آہستہ کم ہو گئے اب مہینے میں ایک دہلی والا نہیں آیا، مال دینے والے کو دھتکارا کہ مال نہیں چاہئے تبلیغ میں چلو، تبلیغ میں، کیوں لگتے نہیں پھر آتے کیوں ہو اس سے مال وچندہ مدرسہ میں آنا بند ہو گیا اور حضرت ایسے ہی چلے گئے، شیخ رشید احمد حضرت شیخ نے اس کنویں کے پاس بیٹھ کر رجسٹر دیکھا تو جتنی آمدنی اتنا خرچ، برابر۔ ان بزرگوں نے کہا ان اصولوں پر چلتے رہنا مولانا احتشام الحسن صاحب نے فرمایا کہ فکر مت کرو قریشی کچھ پیسے لگائیں گے یہ بت سامنے کھڑا ہو گیا، قریشی صاحب باہر چلے گئے تھے ملک صاحب صرف ان کی وجہ سے ان کے ساتھ آتے تھے اور ہر جمعرات کو قریشی صاحب عمدہ کھانے کی دیگیں لے کر آتے تھے پرچہ بھجوا دیا جان پہلے لگاؤ اب نہیں تو اب مال، دیگ مت بھیجنا مجھ سے کہا کہ بڑے حضرت بزرگ تھے ان کا اصول وتشدد چل گیا تم بزرگ نہیں ان کی نقل نہ کرو میں نے کہا کہ جس بات کو حضرت چلا کر گئے اسے اگر کہتے رہے تو وہ چلتی رہے گی۔ اب اگر چھوڑ دیا تو پھر اسے دوبارہ شروع کرانا مشکل ہو گا ہاں بات یہ ہے کہ حضرت اس بات کو پہاڑ کی چوٹی سے کھڑے ہو کر کہتے تھے اور میں پہاڑ کے نیچے سے ہی کہوں گا اور اب اگر میں ایک خط بھیج دوں تو قریشی صاحب وملک صاحب اپنے سارے لمبے چوڑے کاروبار چھوڑ کر مسجد میں بیٹھ جائیں گے مجھے بالکل یقین ہے، ہمیں آتا نہیں ہے، خصوصی گشت، عمومی گشت، تعلیم، ذکر میں ہماری اپنی مشق ہے۔ دعوت اس طرح دو کہ شکلوں سے متاثر نہ ہو کہ یہ لگ جائے گا۔ تو دین میں ترقی ہو جائے گی، بلکہ محنت کرنے سے جو ہدایت ملے گی اس سے اسلام پھیلے گا، اب جو مجموعہ کے اس ذہن کو بنانے کی محنت کریں گے تو قربانی کرنی ہو گی لوگوں سے کہو کہ ہم بھی بیمار تم بھی بیمار ہو چلو نکلیں تندرست ہو جائیں گے جس شخص کو اس کام سے ہدایت نہ ملے وہ مالدار کے پیچھے کتے کی طرح پھرے گا اور اگر ہدایت مل گئی تو مالدار کتے کی طرح اس کے پیچھے پھریں گے۔ اس تبلیغ سے دونوں طرح کے لوگ بنیں گے۔ رضائے الٰہی کے ساتھ اس بڑی وچھوٹی محنت کے بعد دعا کی قبولیت کا مقام حاصل ہو گا، اے اللہ میرے پاس صرف نقالی ہے تو اس کی جگہ ہدایت حقیقی دے دے۔ قرآن ہمارے دل میں آجائے، اس طرح کہ جب قرآن کی بات سنیں تو فوراً کہہ دیں کہ میرے دل کی بات کہہ دی، یہ الفاظ زبان پر جلد آئیں گے لیکن دل میں ۲۴ گھنٹے کی محنت سے آئیں گے، کھانے پینے سونے میں وقت کم کرو، ان اعمال اربعہ یا خمسہ میں مزے لے کر بیٹھو حضرت مجدد الف ثانیؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص طباق سونے چاندی کے فقیروں میں تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا کسی کو ایک بات مسئلہ فضیلت کا سنا دے، تو دوسرا پہلے سے زیادہ قیمتی ہے کہ حضور ﷺ کا موضوع مالداری نہیں ہیں بلکہ دعوت ہے ان اعمال کی عظمت دل میں لے کر بیٹھو، کہ وزارت عظمیٰ اور تعلیم کرانے میں تمھیں اختیار دیا جائے تو تعلیم ہی کو ترجیح دو،

ذکر سے مال ہٹا نہ دے، ایک صحابی بوڑھے ہو گئے تو تعلیم میں مشغول ہو گئے ایک دن دوران تعلیم میں دو شخصوں کو آپس میں ہنستے دیکھا، تو ناراض ہو گئے فرمایا تمھیں حضور ﷺ کی بات کی قدر نہیں ہے اب سے تمھیں نہیں سناؤں گا۔ سبق بند، کیا کریں گے آپ؟ اللہ کے راستے میں جاؤں گا۔ اسی بڑھاپے میں نکل گئے اور شہید ہو گئے ان اعمال میں رغبت وخوشی وجذبے سے بیٹھو۔ پیاس کی وجہ سے تعلیم سے نہ اٹھو، گشت بے حسی سے نہ کرو بلکہ جذبے سے کرو، اس میں جانے کو خدا کے محبوب ہونے کی علامت سمجھو، عورتوں، بچوں، مردوں، کوٹھیوں، دکانوں پر نگاہ نہ پڑے، زمین دیکھو تو قبر یاد کرو، جہاں یہ عمل تو کام دے گا، یہ مکانات نہیں، جب کسی سے بات کرو تو یہ سمجھو یہ بات قبر میں روشنی بنے گی اور ساز وسامان مٹی بن جائے گا، خوب جماعتیں نکالو۔ اگر ۲۴ گھنٹے تم نے صحیح وقت گزارا تو پھر دعا قبول ہوگی، انبیاء کی طرح جیسے انبیاء کی دعا پر اللہ نے خرق عادت فرمایا ہے تو پھر تمھاری دعا سے خلاف ظاہر اسلام چمکے گا جن کا اسلام میں آنا مشکل نظر آ رہا ہے انھیں بھی اللہ ہدایت دیں گے ہدایت کی دعا مستقل مانگتے رہو اپنے لئے ہدایت کی دعا مانگو کہ ان اعمال پر ہی سارے حالات درست ہوں گے۔ اس کا یقین پیدا کرو، پیچھے سے ذرا ڈور ہلی بیوی یا بچے کی بیماری، مقدمے کی تاریخ پر فوراً وہاں سے بھاگ گئے یہ نقلی ہوئی، اصلی والوں نے جہاں یہ محسوس کیا کہ شائد ہم پیچھے ہٹ جائیں تو خود کو گڑھوں میں آدھا آدھا دبا دیا تھا، اپنے لئے تمام مسلمانوں کے لئے ہدایت کو مانگو، حضور ﷺ رحمت اللعالمین ہیں تم ان کے نائب لہٰذا اس ہدایت وکامیابی کو تمام انسانوں کے لئے مانگو اور اس ساری محنت میں مقصود محض رضائے الٰہی ہو اگر کوئی بھی غرض ہو تو مجاہدہ نہ رہے گا۔

توکل یہ ہے کہ اللہ جو کہے اسے کر کے پھر اس پر بھروسہ کریں

عمومی بیان

بدھ بعد فجر ۱۱/اپریل ۱۹۶۲ء مطابق ۵/ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ

بعد خطبہ مسنونہ ارشاد فرمایا کہ:

دوستو اور بزرگو!

آدمی کی نگاہ، عقل، سمجھ، محنت ہر چیز چھوٹی ہے اور اللہ بہت بڑے عقلوں کو بنانے والے اور لامحدود دیکھنے وجاننے والے، اللہ ہر اعتبار سے لامحدود، انسان ہر اعتبار سے محدود، اب انسان اپنے علم وعقل پر زندگی اٹھائے تو اس کی لامحدود زندگی کا انتظام نہیں ہوتا کہ موت کے بعد بھی حیات ثانیہ ہے اور وہاں اپنی محنت سے کچھ نہیں کر سکتے دنیا کی محنت پر اس کا انحصار ہے، ۶۰/۵۰ سال کو۔ صرف ۵۰ سال بنانے کے لئے اپنی عقل وبصیرت سے لگا دیا، تو مرنے کے بعد والی لامحدود زندگی بگڑ جائے گی جہنم میں آگ، بچھو، سانپ ہوں گے، زنجیروں میں بندھا ہوا ہوگا، بھوکا پیاسا اور حق تعالیٰ شانہ اس دنیا میں بھی زندگی کامیاب نہ ہونے دیں گے، تنبیہ کے لئے قدم قدم پر مشکلات لاتے رہیں گے، کبھی ملک میں آفت کبھی زلزلے کبھی سیلاب وزلزلے آفت سے کچھ دن تو کام کو چھوڑ دیا، پھر انہیں کرنے لگ گیا اور ان سیلاب وغیرہ کو اتفاقی چیز سمجھا اور یہ نہ خیال کیا کہ کوئی سمجھا رہا ہے تو دنیا بھی خراب اور آخرت بھی، حدیث میں ہے کہ مومن جب بیمار ہوتا ہے تو اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور اپنی زندگی کے شعبوں میں خلاف شرع کو تلاش کرتا ہے اور بیمار غیر مومن اس اونٹ کی طرح ہے جسے باندھا تھا پھر کھول دیا، اسے پتہ نہیں یہ باندھنا کیوں، ظاہر پر یقین کرنے والے کے تجربہ وعلم وعقل کے خلاف ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ جہاں سے تمہیں ہوتا نظر آرہا ہے وہاں سے نہیں ہو رہا ہے، جیسے ہندو پاک میں خوب نادھ بن رہے ہیں تا کہ کھیتیاں تباہ زیادہ ہوں دو چار سال میں دس بیس بندھ ضرور ٹوٹتے ہیں جس سے ساری کھیتیاں تباہ، بستیاں تباہ یہ بتانے کے لئے ہے کہ کرنے والے کوئی اور ہیں،

کمارہا ہے دن رات لیکن خرچہ زیادہ، آمدنی کم، دوا کرنے سے بیماری بڑھ رہی ہے یعنی کمانے و دوا سے جو نظر آرہا ہے وہ غلط جو سمجھ کے خلاف کر کے لگا رہے اسے بجھوا اگر نہ سمجھنا تو قبر، حشر، جہنم میں مصیبتیں ملیں گی کہ اگر اللہ توفیق دے کہ انسان سمجھ لے کہ مجھ میں کچھ نہیں کہ میرا بولنا سمجھ، دیکھنا عقل و علم کچھ نہیں ہے، سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے، جیسے وہ کہہ رہے ہیں ویسے کرلے تو پھر زندگی اللہ بنادے، اسی دنیا میں اس کی کھیتی گھر بار بیوی بچوں کی حفاظت کریں گے، قبر کی میٹھی نیند، حشر کا اعزاز، جنت کے مرتبے مرنے کے بعد ملیں گے، سارا مدار اس پر ہے کہ پلنے وصحت، غنا ،نعمت، مال، عزت، بلند، حفاظت، پریشانیوں سے نکلنے کے لئے محنت خدا کے علم پر ہے یا اپنے اعتبار سے جتنی محنت خدا کے اعتبار سے ہے اتنا کامیاب، اور جتنی اپنے اعتبار سے اتنا ناکام، کامیابی و ناکامی کا معیار ملک و مال کے نقشوں میں نہیں ہے بلکہ تمھاری محنت کے اعتبار سے ہے کہ اگر خدا کے اعتبار سے ہو تو کامیاب ورنہ ناکام، فرعون نے بہت کچھ بنایا اپنے اعتبار سے اسے نتیجے میں ہلاک کردیا، دنیا میں فوج پولیس خاص ممبران، چیلے چپاٹوں کو غرق کردیا۔ موسیٰ کی محنت خدا کے اعتبار سے تھی، فرعون کہتا (اليس لى ملك مصر) موسیٰؑ کہتے ہیں اگر تم ایمان لے آئے ہو تو اللہ پر توکل کرو اور آج کل ہم کہہ دیتے ہیں کہ اللہ پر توکل ہے، ارے توکل یہ نہیں ہے کہ زبان سے کہہ دیں، توکل یہ ہے کے اللہ جو کہے اسے کر کے پھر اس پر بھروسہ کریں قوم موسیٰؑ نے ہماری تمھاری طرح سے کہہ دیا، محنتیں ان کی اور تھیں اور زبان سے توکل کہہ دیا، زندگی اپنی مرضی کے مطابق گزاری جب آفت آئی تو پیروں کے پاس پہنچ گئے، ہمارا تو اللہ پر ہی بھروسہ ہے، یہ غلط ہے، توکل سے آسمان سے کھانے اترتے ہیں، انبیاء کے زمانے میں جو کچھ ہوا ہے وہ خدا پر توکل سے ہوا ہے، چیز سمیٹنے کو توکل سمجھتے ہیں، یہ نہیں ہے، چیز میں خدا کے حکم کو پورا کرو، سود ورشوت ،جھوٹ چھوڑنے سے کمائی میں کمی آئی، اب خدا پر بھروسہ کرو کہ حکم ان کا ماننا ہے لہٰذا وہی کوئی صورت نکالیں گے، جتنا حکم ذکر کا یا تعلیم میں بیٹھنے یا تبلیغ میں نکلنے کا ہے، اسے پورا کرو دوا اور کمائی کو ان تمام چیزوں کی وجہ سے چھوڑ و جتنے کا حکم ہے اپنی نگاہ والا اس کے ہاتھ سے گیا، ذکر نماز تبلیغ تعلیم کو چھوڑ کر جو کما سکتا تھا وہ ہاتھ سے گیا، ایسے ہی کچھ گشت تسبیح کے صدقے میں چلا گیا، واپس جا کر جتنی آفت آئی سہہ لیا دھوکہ خیانت وغیرہ نہ کی چاہے کتنا نفع آیا، میں نے حکم مانا کائنات کے خدا پر توکل ہے اور عمل نہ ہو تو ایسے توکل کو خدا نہیں مانتا، جیسے کہ آج کل کہتے ہیں کہ ہند میں ہم اکثریت والوں کے نرغہ میں ہیں، ہمارا توکل کرتے ہی مل جانا ضروری نہیں ہے، پہلے کچھ جائے گا ان تمام کاموں کا جو اپنے علم کے اعتبار سے کر رہا، اس کے جانے میں یہ سمجھے کہ یہ خراب جا رہا ہے حکم پورا کر کے توکل کر رہا ہوں سود لینے سے ۵ ہزار ماہانہ آتے ہیں اب چھوڑنے پر ۵۰۰ بھی نہیں آتے لیکن سود نہیں لیا، توکل یہ ہے کہ اپنی محنت و سمجھ

کے اعتبار سے کھانے خرچ کرنے کے طریقے چھوڑے اور کمانے اور خرچ کرنے کے خدا والے طریقے اختیار کرنا ہے، لوگ سمجھتے ہیں کہ اپنے طور پر محنت کریں اور خدا پر توکل کریں قوم موسیٰ نے کہا (علی اللہ توکلنا) اور دعا مانگی، اس دعا کا اللہ نے جواب قبول ونفی کا نہ دیا بلکہ یہ کہا (و اوحینا الی موسی ان تبوا) نماز پڑھنے کے ٹھکانے بناؤ، اپنے اعتبار سے استعمال نہ ہوں بلکہ خدا کے اعتبار سے ہوں اس کے بعد توکل پر ملے گا، صلوٰۃ یہی ہے کہ اپنے اعتبار سے استعمال نہ ہو، بلکہ خدا کے اعتبار سے ہو، بھوک لگنے پر خدا کے اعتبار سے کہ نماز پڑھ کر دعا کر کے بیماری سے شفا و بھوک کی دوری مانگ لی۔ اپنی نسبت اپنے استعمال کے مواقع سے نکالا اور چیزوں پر سے یقین ہٹالیا اور اپنے اعمال پر یقین کر لیا خدا کے ذریعے استعمال ہونے پر کامیابی کا یقین اور اپنے اعتبار سے ناکام ہونے کا یقین ہو جائے، جن میں یہ یقین پیدا ہوا انھیں خوشخبری سناؤ، تمام مسائل میں اپنے طریقے چھوڑ کر خدا سے مانگنا، بنی اسرائیل کا موسیٰ سے قبل یہ طریقہ تھا کہ فرعون وغیرہ کی خوشامد کرتے، موسیٰ نے کہا کہ تمام پریشانیوں کے باوجود صرف خدا کی خوشامد کرو، یہ گھاٹی صبر والی ہے تکلیفیں اٹھا کر احکام والے طریقے پر آتا ہے ان گھاٹیوں میں سے درمیانی گھاٹی یہ ہے کہ فرعونی اعلان ہوں تو کہا (ولنصبرن علی اذیتمونا) یعنی یہ نہیں کہ اب فرعون کی خوشامد کرنے لگ جائیں، بلکہ تمام مصائب برداشت کر کے صرف اسی خدا سے کہو جس کی یہ زمین ہے (یورثھا من یشاء من عبادہ) غیب سے صورت پیدا ہوگی، ملکی و مالی طور پر یہ قوم استعمال نہیں ہو رہی ہے، سمجھے تھے کہ نبی کے آنے کے بعد مصائب دور ہوں گی (قالوا اوذینا فی اللہ من قبل ومن بعد ما جئتنا) اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ظاہر میں کچھ نہیں دکھائی دے رہا ہے، فرعونی دندناتے پھر رہے ہیں اور بنی اسرائیل ان کے سامنے ایسے جیسے چوہا بلی کے سامنے، لیکن کہہ رہے ہیں وقت قریب ہے، پہلے دعا بہت چھوٹی تھی اور یہ دعا بہت بڑی ہے سخت دشمن کے ختم کرنے جواب اس وقت ملا کہ جب خدا کے اعتبار سے استعمال ہونے پر استقامت ہوئی اور سینکڑوں سال والے طریقے اپنے چھوڑے، فرعون کی عمر ۶/۷ سو سال ہوئی ہے، جب اس قوم نے تمام تکالیف کو برداشت کر کے اپنی سمجھ کے مطابق استعمال نہیں ہوئے بلکہ خدا کے اعتبار سے ہوئے تو اللہ نے قدرت دکھائی کہ ادھر سمندر ادھر سونتی ہوئی تلواریں آگے غرق پیچھے قتل کا ڈر، اب قوم گھبرا گئی، کہا پکڑے گئے، موسیٰ نے جھلا کر کیا کلا وہی کامیابی کا راستہ دکھائے گا، حالات چاہے کتنے تنگ سے تنگ ہو جائیں، خدا پر ہی یقین رہے اللہ نے کہا سمندر پر عصا مارو، اب اس میں سوائے اس کے کہ اللہ کے لئے استعمال ہوئے، عقل کی بات نہیں عقلاً تو یہ ہے کہ بڑھ کر عصا فرعونیوں پر مارو، یا عصا کو سانپ بنا کر فرعونیوں کے پیچھے لگا دو، اللہ نے دیکھایا کہ ہماری طرف سے دروازے اسی وقت

کھولتے ہیں جب بے چوں چرا بات مان لو، اگر عقل کو دخل دیا تو پھر نہیں، یہاں دکھانا یہ ہے کہ جب تم خدا کے لئے بغیر عقل کے استعمال ہو گے پھر خدا تمھارے لئے استعمال ہوگا، حکم ملتے ہی حضرت موسیٰ نے لکڑی زور سے ماری، اب یہ مارنا اس وقت اللہ کے لحاظ سے استعمال ہے، ان پر جان لگاؤ، اس سے خدا سے تعلق ہوگا، ماں کے پیٹ میں میرے کیسے اچھے اعضاء بنائے، اب تعلیم کے حلقے ہیں جو دعوت میں ہوگا وہ مجمل ہوگا، یہاں تفصیل ہے، دعوت میں جنت جہنم، صفات ہوں گے، ذات وصفات، فرشتے، نظام غیبی، اچھے برے عمل کے نتیجوں کے تذکرے ہوں گے اور اس کے ساتھ ذکر ونماز، خدمت خلق چلے، ان پانچ پر محنت کرنے سے انسان کا تعلق خدا سے بنتا ہے اور اپنی چیزوں کو چھوڑ چھوڑ کر کرو گے اتنا خدا سے تعلق زیادہ بڑھے گا، ہم میں ہے خواہشات ہر چیز کی، ان خواہش والی چیزوں پر زیادہ محنت کرو گے ان سے محبت زیادہ بڑھے گی، ان سے نکلنا وہٹنا اور مسجد والے اعمال پر محنت کرنا تعلق بدلنے کے لئے ہے، جب خدا سے تعلق ہوگا تو ہر عمل میں خود ہی پوچھے گا کہ اس میں حکم خدا کیا ہے؟ اب تو لوگ بتاتے ہیں اور ہمارے ذہن میں نہیں رہے کہ تعلق نہیں ہے ان اعمال خمسہ پر جس پر حضورؐ ساری امت کو ڈال گئے، جتنی ہم نے پہلے زمانے میں ان پر محنت کی تھی خدا کا تعلق آ گیا تھا، اپنا تعلق ختم ہو گیا تو صحابہ فاقے سے خوش ہوتے کہ اللہ نے بھیجا ہے، اپنے جسم پر کیا ہو رہا ہے اسے نہیں دیکھتے، معاذ بن جبلؓ بار بار طاعون کی پھنسی کو پیار کرتے، حالانکہ اس سے بہت سخت تکلیف تھی، پہلے وہ چھوٹی سی تھی لوگوں نے کہا گھبراؤ مت چھوٹی ہے فرمایا اللہ اس میں برکت ڈالیں گے یعنی اسے بڑھا کر کے مار ڈالیں گے، یہ سب کچھ اس وجہ سے تھا کی خدا سے تعلق تھا، جتنی محنت ان اعمال خمسہ پر کرے گا اتنا تعلق بدلے گا ہر عمل میں ان کا لحاظ ہوگا، اس کے بعد آگ زلزلے سیلاب میں چمکا کر دکھائیں گے اپنی قدرت سے، ہمارا قدرت سے استفادہ ضروری ہے، اس کے لئے محنت ضروری ہے، مسجد بنا کر اعمال دے دیئے اور اعمال کی محنت دے دی، کم درجہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ سال میں چار ماہ چلو، مہینے میں تین دن الگ، دن سارا کا سارا باہر ضائع مت کرو بیرونی ومقامی محنت ہے خدا سے جب تعلق پیدا ہو جائے گا گاڑی چل جائے گی جیسے انبیاء کی چلی۔

تمام مسائل کا حل اعمالِ نبوت میں ہے

عمومی بیان

بعد عصر جمعرات ۱۲/اپریل ۱۹۶۲ء مطابق ۶/ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ

بعد خطبہ مسنونہ ارشاد فرمایا کہ:

میرے بھائیو اور دوستو!

ابتداء انسانیت سے دو راستے محنتوں کے چلے آرہے ہیں اور انتہاء انسانیت تک چلتے رہیں گے، کبھی کوئی غالب کبھی کوئی غالب، ایک یہ ہے تمام مسائل کو اعمال کے راستہ سے حل کرنا، مال، روٹی، کپڑا ملک اطمینان سکون اپنے اعمال سے حاصل کرنا، دوسرا راستہ ہے تمام مسائل کا حل مال کے راستہ سے ہو، ملک، عہدے غذائیں، صحت وسکون مال کے راستہ سے حاصل کرنا، پہلا یہ ہے کہ اچھے اعمال بنائیں، خدا زمین ملک وقوت غلبہ دیں گے، یہ بات نہیں کہ اس راستہ سے مسائل کا حل نہیں ہے جیسے تجارت، زراعت، دکان وملازمت سے مسائل حل کرائے ایسے ہی صالح اعمال سے مسائل حل کروائے، ایک یہ ہے کہ اپنی مایا محنت کو چیزوں کے اعتبار سے خرچ کرنا اور اسی سے حل چیزوں کے راستہ سے ہو، دوسرا یہ ہے کہ یہ مایہ اعمال پر لگے، اپنے اور خدا کے درمیان کے اعمال درست کریں پھر دعا کریں، اور کہیں کہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے آپ نے ان اعمال پر جو وعدہ کیا ہے انھیں آپ پورا کریں اور حفاظت کریں، صحت دیں پیٹ بھریں، سیراب کریں۔ خواہ ان میں آپ چیزیں استعمال کریں یا نہ کریں، اس لئے کہ آپ ہر چیز پر قادر ہیں، ہم تو اخلاق واعمال درست کر چکے تمام لائنوں کو درست کرنا پڑے گا، دوسری میں ایک لائن پر کفایت ہوسکتی ہے

تجارت کے ذریعے زراعت کے مفاد حاصل کر سکتے ہیں، ہم ایسے ہی ملازمت میں دوسرے شعبوں کے مفاد حاصل کر سکتے ہیں اور پہلی لائن میں ہر ہر عمل میں شعبہ والا درست کرنا ہوگا ایک لائن سے مفاد حاصل نہیں ہوسکتا ہے آج ہم صرف نماز اور ذکر کے مسائل کا حل چاہتے ہیں، اس لائن سے نماز سے حل اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب

تک اخلاق، معالات و دیگر عبادات درست نہ ہوں، گھریلو زندگی کا طریقہ بھی غلط ہے اور صرف نماز پڑھتا ہے اور پھر دعا کرتا ہے نماز پڑھنے سے جیسے آپ نے انبیاء کے ساتھ کیا ویسا میرے بھی ساتھ کرنا بے شک نماز سے ہوتا ہے لیکن اس وقت جب کہ بقیہ تمام شعبے بھی درست ہوں، صرف نماز ہی ایک عمل نہیں ہے جیسے نماز میں آنکھ کان پاؤں، زبان کے اعمال ہیں، ایسے ہی بقیہ زندگی میں بھی ان اعضاء کے اعمال ہیں، نماز دروازہ کھلوانے کا راستہ ہے اعمال سے کامیابی ملے گی تبھی " لا اِلا الله " تمام انبیاء کا مشترک رشتہ ہے، ہر نبی کے زمانے میں جو کچھ ہوا ہے وہ اس " لا اِله اِلا الله " کی وجہ سے ہوا ہے جب کہ اس پر محنت کی گئی اور جو محنت نبی کرتا اس زمانے میں اس نبی کا نام لگ جاتا، ابراہیمؑ کے زمانے میں ابراہیم خلیل اللہ موسیٰؑ کے زمانے میں موسیٰؑ کلیم اللہ حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں عیسیٰ روح اللہ اور حضور ﷺ کے زمانے میں محمد رسول اللہ لگا، یعنی اس کلمہ سے فائدہ اس وقت ملے گا جب کہ اس مذکور نبی کے طریقے پر اعمال ہوں یہ مطلب نہیں ہے کہ نبی کا نام لگنے سے وہ بھی کرنے میں خدا کا شریک ہو گیا ہے جیسے یہودی عزیر اور عیسائی عیسیٰؑ کے بارے میں کہتے ہیں بلکہ یہ تھا اپنے اخلاق، اعمال، رہن سہن، عبادات اس نبی کے طریقہ پر ہوں پھر " لا اِله اِلا الله "والی بنیاد سے کامیابی ملے گی۔

اس بنیاد کا مطلب یہ ہے کہ جہاں تک انسان کو انسان ہونے کے اعتبار سے دکھائی دیتا ہے یہ کلمہ اس کا انکار ہے تو ان چاند و سورج سے یہ ہوگا یہ کلمہ اس کا انکار ہے، ان سے کچھ نہیں ہوتا، معدنیات، آسمان، زمین، ہوا، پانی، زراعات میں تحقیق کرلو، کلمہ اس کا انکار ہے کہ یہ اس کا ذاتی نہیں ہے، اگرچہ اس میں ہے اللہ چاہیں گے اس سے یہی ہوگا ورنہ نہ ہوگا، ہر نبی کے زمانے میں مثال قائم کی گئی آگ سے وہ نہیں ہوتا ہے جو روز دیکھتے ہیں بلکہ اس سے وہ ہو گا جو خدا چاہتے ہیں، تحقیق و تجربہ و فہم انسانی کا انکار ہے جس کا لا اِله سے انکار ہے اس کا اِلا الله سے اللہ کے لئے اقرار ہے جتنی شکلیں صورتیں انسان کے سامنے ہیں ان کا انکار لا اِله الا ﷲ سے ہے، ۲۰ سال کی محنت میں دکان سے پلتا نظر آتا ہے اس کے مقابلے کا یقین لا اِله الا الله ہے اس سے نہیں پلتا بلکہ خدا کے پالنے سے پلتا ہے، ہر چیز کے مقابلے کا یقین ہے اور مقابلہ کے بعد وہی کیا جو پہلے کیا تھا پھر فائدہ کیا ہوا جیسے انگریز کے جانے کے بعد بھی وہی گرانی ظلم تلخیاں باقی ہیں، تو اس کے جانے کا کیا فائدہ تو یہ ہے کہ مقابلہ کے بعد دوسری چیز آئے زمین سے کچھ نہیں، تاجر بھی زمین میں پہلی طرح لگا ہوا ہے، اصل مقابلہ محمد رسول اللہ سے آئے گا لا اِله اِلا الله زبان کا دعویٰ ہے، مال سے مکان سے، دکان سے نہیں ہوتا، کیا دلیل ہے؟ خالی خولی بلا دلیل مانا جاتا ہے، اب دلیل یہ ہے کہ ہمارے اعمال حضور ﷺ جیسے ہوں تو پھر کامیابیاں ان سے نکال کر دکھاؤں گا، اگر عمل پر مسئلہ آجائے تو تمام

ممالک سے مسائل حل ہو جائیں کہ اعمال کے ذرائع سب انسانوں میں مشترک ہیں اور مال کے ذرائع تجارت زراعت وغیرہ ایک جیسے نہیں ہیں اس سے کامیابیاں نہیں ملتی ہیں، نقشے بڑھنے سے عمل کی خرابی، عمل کی خرابی سے نقشے اور بڑھے، آج چیزیں اور شعبے اور بڑھتے جا رہے ہیں ان کی وجہ ترقی نہیں ہے بلکہ شکست انسانی ہے کہ پہلے نقشے سے کامیابی نہ ملی، مسائل حل نہ ہوئے پھر غور و فکر کر کے اور شعبے قائم کئے، ان سے مسائل حل نہ ہوئے تو اس پر اور شعبہ قائم کر دیا، بحیثیت مجموعی چیزوں کی کثرت ہے اور کامیابی کی قلت ہے بس اصل بنیاد یہ ہے کہ اعمال سے کامیابی ملتی ہے اور اعمال کے ذرائع دل و اعضاء سب کے پاس ہیں، اس میں تفریق نہیں ہے مل والے سرمایہ دار اور محکوم و غریب ترین سب کے پاس ذرائع اعمال یکساں و مشترک ہے اگر کوئی عضو نہ ہو تو اس کا ذریعہ یہ ہے کہ اس عضو کے نہ ہونے پر صبر کرنا، وزیر کی کامیابی وزارت سے، غریب کی کامیابی مال کے نقشے سے نہیں ہے، جب نقشے کا انکار ہے تو دو پیسے، دو لاکھ، دو کروڑ، دو ارب کا بھی انکار ہو گا، جب جھونپڑے کا انکار ہے تو صدر کی کوٹھی کا بھی انکار، جنس کا انکار ہے جزء کا نہیں، بس کامیابی صرف اعمال میں ہے اسی سے تمام جھگڑے ختم، غریب مالدار بننے کی کوشش نہ کرے گا، محکوم حاکم بننے کی کوشش نہ کرے گا، ایک زبان والا اور کوئی زبان لینے کی کوشش نہ کرے گا، بلکہ سب اپنے اعمال درست کریں گے کہ کامیابی صرف اعمال میں ہے، چیزوں کے نقشے میں کامیابی نہیں ہے یہی انبیاء کا صحیح راستہ ہے جسے ہم ہر نماز میں کئی مرتبہ مانگتے ہے منعم علیھم صرف صالح اعمال والے ہیں، ضال و مغضوب صرف وہ ہیں جنھوں نے مال ملک کھیتوں پر محنت کر کے بربادی لی۔ اب ہم ہر نماز میں دعا کر رہے ہیں اچھی طرح یعنی مال کے راستے پر چلنے مت دینا اعمال پر چلنے دو، اب یہ باہر آ کر تم محنت صرف مال کی بنیاد پر اٹھا رہے ہو اب یا تو تمہاری دعا مردود یا تمہارا نقشہ مال والا توڑا جائے گا۔

بہت سی مصیبتیں صرف اس وجہ سے ہیں کہ دعاؤں میں جو مانگتے ہیں ان کے خلاف کرنے پر غضب والوں کے راستے پر نہ چلنے کی دعا مانگ رہا ہے۔ اب زلزلہ اس واسطے آیا کہ ہم نے دعا مانگی ہے مغضوب کے طریقے پر نہ چلنے کی اللہ نے اسے قبول کر لیا اور جب ہم ان کے طریقے پر چلنے لگے تو اس کے روکنے کے لئے زلزلے آئے، اب کے ساتھ محنت بھی رکھی گئی ہے اور ساتھ ساتھ اعمال بھی ہیں تمام چیزوں کا یقین اعمال پر لانا اس کے لئے سب سے پہلے آیت دی (الحمد لله رب العالمين) کہ اطاعت کرنے والوں، عاصیوں، چیونٹی سانپ سب کا نظام وہیں سے ہو رہا ہے، اپنی قدرت سے جو کچھ دیا کرتے ہیں اور جب یہ جان لیا کہ قدرت سے ہوتا ہے ملک و مال کے نقشے سے نہیں تو پھر (اياك نعبدو اياك نستعين) کہا مانیں گے ہر عمل میں معاملات، اقتصادیات و معاشرت کھانے

پکانے میں ہر لائن میں چیز دیکھ کر نہ چلیں گے بلکہ عمل دیکھ کر چلیں گے چاہے مکان رہے یا نہ رہے کپڑے رہیں یا نہ رہیں، آپ سے مانگتے رہیں گے آپ دیتے رہیں گے ملازمت میں اعمال کو درست کرنا ہوگا، ملازمت چھوٹ جائے چاہے تجارت ٹھپ ہو جائے، صرف رخ موڑنا ہے کہ ان چیزوں سے نہ ہونے بلکہ قدرت سے ہونے کا یقین کر کے چلنا ہے لہٰذا قدرت کے بتائے ہوئے اعمال لینے ہیں جس پر قدرت سے کامیاب کریں گے، کہ دنیا و آسمان کے نقشے قدرت کے تحت ہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ کرتے تو خدا ہیں لیکن کوئی ذریعہ تو ہو یعنی ان قدرت اشکال میں محدود ہے، ارے یہ شکل بھی اس وقت بنے گی جب کہ وہ چاہیں گے، اب اعمال والا راستہ یہ ہے کہ صرف خدا کا اعتبار کرو کسی بھی لائن کا خیال نہ کرو شیطان کا کام یہ ہے کہ انسان جس لائن میں ہے اسے اس لائن کے طریقے بتاتا ہے کہ فلاں عمل سے تجارت بڑھے گی فلاں سے گھٹے گی (ان الشیطان یعد کم الفقر) ظلم وجھوٹ سے لائن بڑھ جائے گی نفس مادۂ سفلی ہے جو صرف لائنوں کو دیکھتا ہے قدرت انسان میں علوی نگاہ ہے، شیطان بھی سفلی ہے کہ جیسے میں نے حکم توڑا ہے ایسے ہی ان خلفاء اللہ کو لائنوں میں پھنسا کر ان سے احکام تڑوانے ہیں اب تمام لائنوں میں چلنے کے لئے اعمال سے پہلے یقین کا رخ جمانا ہوگا چاہے جس لائن میں چلیں اس لائن میں خدا کے کرنے سے ہوگا لہٰذا میں خدا کے لحاظ سے کروں گا، تمام لائن چھلکے ہیں اور عمل مغز گودے کی طرح ہے انڈے میں یا بچہ ہوگا یا وہ گندا ہو گا، اگر بچہ بن گیا تو وہ بڑھے گا اور اس میں رکھے ہوئے منافع ملیں گے اور اگر گندا ہو جائے تو بھی ٹوٹے گا لیکن بھلی صورت میں کامیاب ورنہ ناکام، ایسے ہی تمام لائنیں چھلکے کی طرح ہیں اور اعمال مغز کی طرح ہیں چھلکے کو ہر صورت میں ٹوٹنا ہے، اعمال اچھے تو کامیاب ورنہ ناکام، جب سارے انڈے گندے ہو جائیں گے کوئی بھی انڈ اچھے عمل والا نہ رہے گا تو آسمان زمین کا نقشہ بھی توڑ دیں گے، اب حضور ﷺ محنت دے گئے ہیں اعمال کی کیوں کہ لائن میں رہنا بھی لائن ہی کا اثر ڈالتا ہے اس وجہ سے لائن سے نکلنا رکھا ہے اپنی تمام لائنوں تجارت زراعت اور گھریلو زندگی سے نماز روزے اور حج کے لئے نکل اور یہ چاروں محنتیں ہیں صرف نماز سے، روزہ رکھنے سے صرف حج وزکوٰۃ دینے سے محنت نہیں بنتی ہے ان میں سے ہر ایک محنت بنے گی جب کہ ان کو ان چار پر لایا جائے، ایمان طریقہ دھیان اور نیت کے ساتھ نماز ان تمام پابندیوں کے ساتھ ہو جو حضورؐ نے بتائی ہے اس کے لئے تعلیم کے حلقے ہوں نماز میں خدا کے علاوہ کسی کا دھیان نہ آوے اس کے لئے ذکر کی ضرورت ہے ایمان حاصل کرنے کے لئے مستقل محنت ہے ایسے ہی ہر عمل کا مقصود صرف رضائے الٰہی ہو اس کے لئے مستقل محنت ہے، ان چاروں محنتوں کے بعد ہم میں نماز کا مزاج ملے گا، اگر ہم یہ چاروں محنتیں نہ کریں تو پھر نماز سے اس کا مزاج نہ پیدا ہوگا اور نماز کا مزاج یہ ہے کہ

اللہ کے حکم کے آگے جان کے تقاضے کو دبالیں چیزوں کے اعتبار سے جان کا کوئی عمل نہ ہو بلکہ صرف اعمال کے لحاظ سے جان کا استعمال ہو، بیوی پر جو چاہے ہو رہا ہو کاروبار میں جو چاہے ہو رہا ہو پیٹ میں ہاتھ میں درد ہو ہر حال میں اسے کرنا ہے اور نماز کا مزاج اس وقت ملے گا جب کہ اس نماز سے پہلے ان چاروں چیزوں کو حاصل کرے، نماز کے ہر جز میں ایک خاص مزاج ہے مثلاً تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھائے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا اقرار ہے لفظ اللہ اکبر سے اور ہاتھ اٹھانے سے غیر اللہ کا انکار ہے، ایسے ہی پہلے سجدے میں جانا گویا پہلے خاک میں ہونے کا اقرار ہے پہلے سجدے سے اٹھنا گویا دین سے بندھنا، دوبارہ سجدے میں جانا قبر میں جانا ہے دوسرے سجدے سے اٹھنا قیامت کے دن کا اٹھنا ہے اور ہر ہر عمل کا ایک خاص مزاج ہے اور یہ اس وقت ملیں گے کہ اس نماز سے پہلے چاروں محنتیں ہوں، ہم تو پانچ منٹ میں آکر اس نماز کو ادا کر لیتے ہیں بھاگے آئے اور بھاگے گئے کیونکہ ہمیں کامیابی تو چیزوں میں نظر آتی ہے آج اسی بنیاد کے عام ہو جانے کی وجہ سے ساری انسانیت بربادی کے کنارے پر پڑی ہے اگر عمل درست نہ ہوئے تو نہ معلوم کتنی مصیبتیں آئیں گی نماز کی طرح پر عبادت، ایمان طریقہ دھیان نیت کے لحاظ سے درست ہو تو روزے سے جان کے تقاضے دبانے، زکوٰۃ سے دوسروں پر مال لگانے، حج سے مال و جان عالمی طریقہ پر دوسروں پر لگانے، نماز سے جان و مال پر خاص طور سے استعمال کرنے کے مزاج ملیں گے، چاروں عناصر اربعہ ہیں، جیسے دنیا میں عناصر اربعہ ہیں۔

ہدایت یہ ہے کہ جو کچھ قرآن میں ہے وہی دل کا وجدان ہو

عمومی بیان

بعد فجر جمعہ ۱۳/اپریل ۱۹۶۲ء مطابق ۷/ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ

بعد خطبہ مسنونہ ارشاد فرمایا کہ:

میرے بھائیو اور دوستو!

دنیا میں دو طرح کی محنتیں ہیں پہلی محنت اصلاحِ اعمال والی دوسری محنت یہ ہے کہ محنت سے مال حاصل کیا جائے پھر اس مال پر دوبارہ محنت کر کے چیزیں حاصل کر لیں، پھر گھر والے وغیرہ سب مل کر ان چیزوں سے زندگی درست کرتے چلے جائیں، دوسری محنت سرمایہ سے نقشہ بنانا، پہلی محنت سے ہدایت ملے گی، وہاں سرمایہ مال ہے، یہاں ہدایت ہے، آگے کا نظام اسی سے چلے گا، پہلی محنت ہے اصلاح اعمال کی محنت، دونوں محنتوں کے بعد کامیابی ملے گی، اب اگر پہلی محنت ختم ہو جائے جس سے ہدایت ملتی ہے تو ہدایت ملنی ختم ہو جائے گی، پھر دوسری محنت خود ختم، کہ تمام اعمال کو درست کیا جائے جیسے آٹے کے نہ ہونے کی صورت میں آٹے والی محنت کیسے ہوگی، کپڑے نہ ہونے میں سلائی دھلائی کی محنت بھی ختم اعمال کی محنت بھی ختم ہو جاتی ہے، جب ہدایت دنیا میں نہ رہے۔ آج یہی بات ہے کہ پہلی محنت ختم کر دی ہے جس سے دوسری محنت بھی ختم ہوتی جا رہی ہے آج ہم صرف مال والے رہ گئے ہیں، اسلام صرف انبیاء کی قربانی پر آیا ہے، ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ و ہاجرہ کو جنگل و بیابان میں ڈالا، اس یقین پر کہ خدا پالتے ہیں، بغیر پانی و آدمی وظاہری اسباب کے، اور یہی دعا مانگی اے ہمارے رب یعنی ترتیب کرنے والے زندگی چلانے والے میں اپنے بیوی بچوں کو اس میدان میں اس واسطے ڈال رہا ہوں، مال حاصل کرنے کے لئے نہیں، اگر یہ مقصود ہوتا تو پھر میں مال کے نقشوں والے علاقے میں ڈالتا بلکہ اس واسطے کہ نماز قائم کریں، نماز اعمال کا مجموعہ ہے، بیک وقت اس کے تمام اعضاء کام کر رہے ہوتے ہیں، میں ملک و مال کے نقشوں سے نکال کر یہاں ڈال رہا ہوں اور جب

یہ دونوں میرے مقصود کو پورا کردیں، تو پھر لوگوں کے دل ان کی طرف پھیر دے، خوب رزق دے ان کی دعا پر محمد ﷺ عشرہ مبشرہ خلفائے راشدین مہاجرین وانصار دنیا میں آئے، ان سب نے قربانی پیش کی نقل وحرکت میں پتے چابے، ۲۴ گھنٹے میں ایک کھجور کھائی زخمی پیروں سے پیدل چل رہے ہیں، پیروں پر کپڑے باندھ رہے ہیں خوب پیاس لگی کہ اونٹ کی اوجھڑی کو نچوڑ کر اس کا پانی پیا اور راستے کو سر اور جگر پر رکھا، قلت ماء وقلت طعام میں یہ کام کیا، سخت سردی میں پھر رہے ہیں اوڑھنے کے سامان نہ ہونے کی وجہ سے رات ایک گڑھے میں گزارتے ہیں، لمبا سفر ہے اور دس کے پاس ایک اونٹ ہے اسی طرح دعوت دی تو لوگوں نے اپنی دنیا نقشوں مکانوں کو چھوڑ کر ان کا ساتھ اختیار کیا جیسے ابراہیم نے اسماعیلؑ ہاجرہ کو وہاں ڈالا۔ جہاں پلنے کا نقشہ نہ تھا ایسے ہی صحابہ نے اسلام وہاں سے چلایا جہاں پھیلنے کے نقشے نہ تھے، ملک ومال والے اسلام میں بعد میں آئے، ملک ومال کے زور پر اسلام نہیں پھیلا جس بنیاد پر مسلمانوں کا وجود ہے اگر اسے چھوڑ کر وہ کسی اور بنیاد پر محنت کریں گے تو ختم، ملک یا مال کی بنیاد پر انبیاء نے محنت نہیں اٹھائی ہے، جیسے دوسرے راستے میں مال سے روٹی، پانی زمین سے نکلنا، کپڑے صحت حفاظت ملتی ہے، یہاں اعمال سے بھی تمام کام ہوتے ہیں اعمال والوں کو مال وملک وقلعہ کی ضرورت نہیں ہے ان کی حفاظت آگ اور بطن حوت میں بھی ہو جائے گی، عمل سے ملنے والی کامیابی بڑی اور دونوں جہان میں ہوگی، مال سے ملنے والی کامیابی چھوٹی اور صرف موت تک کے لئے، آج مال سے پلنے والے موت کے بعد خون کے آنسو روئیں گے، جب نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں ملے گا تو اس زور سے گھبرائے گا کہ انگلیاں ہتھیلیاں کہنیاں منہ سے چبا کر ختم کردے گا پھر آنکھ سے آنسوں نکلیں گے کہ ان کے آنسو میں کشتیاں چل سکتی ہیں پھر خون اتنی ہی مقدار میں پیپ بھی اتنی مقدار میں نکلے گی، کہ اس میں خون کی طرح کشتیاں بہہ سکیں مال کی لائن لمبی نہیں ہے بہت سے، بہت مرنے تک ہوسکتی ہے موت سے پہلے بھی ختم ہو جاتی ہے بہت سے مال والے ملک والے ان چیزوں سے موت سے پہلے ہی محروم ہو جاتے ہیں، اگر اللہ توفیق دے کہ اعمال سے کامیابی لیں تو دنیا میں بھی اونچی کامیابی اور آخرت میں بھی، اعمال کے ذریعے مصیبتوں سے خلاصی حفاظت حاصل کریں، اعمال چوبیس گھنٹے والے درست ہوں، جان ومال دونوں کے، اس میں سخت محنت کرنی ہوگی، جیسے دھوکہ، سود، خیانت، زنا کا چسکہ ہو، اسے ان سے نکلنے میں محنت کرنی پڑے گی، ایسے ہی تمام اوصاف حسنہ حیاء، حلال، خشوع، صلوٰۃ، ذکر کی جان بھی محنت سے ہی حاصل ہوگی، ۲۴ گھنٹے کے ہر کام میں دونوں طریقے ہیں، عمل کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہم تمام کام چھوڑ دیں عمل کے معنی یہ ہیں کہ انھیں ہم خدا کے طریقے

پر کریں گے نہ کہ مال کی بنیاد پر، زراعت، تجارت، مزدوری سے مقصود رضائے الٰہی ہو نہ کہ مال حاصل ہو جائے، اگر مال کا حصول مقصود ہوگا تو پھر اس میں جھوٹ، سود سب کچھ چلے گا، اگر خدا والی بنیاد پر یہ کام ہوں گے کہ خدا خود کامیاب کریں گے تو پھر تمام کاموں میں صرف ان والے ہی اعمال لانے ہوں گے اور ایسے ہی مال خرچ کرنے کی ترتیب بھی ان سے ہی لینی ہوگی، مال والی بنیاد میں مال کا خرچ دوسری ترتیب پر ہوگا سارا مال ہی اس کی جان پر لگا اور پہلی صورت میں اپنے پر کم اور دوسروں پر زیادہ، جہاں مال والے راستے میں ہزار خرچ ہوں وہاں دس خرچ کرنے ہوں گے عمل والوں کے آگے مال والے سائنس والے مشینوں والے حکومت والے چاند پر جانے والے سب کو جھکا دیں گے، یہ اعمال سارے ٹھیک ہوں، ہر جگہ کے، مال، پیسے، کپڑے نہیں لینے ہوں گے، صرف عمل ٹھیک کرنے ہوں گے اور اس سے پہلے سرمایہ ہدایت کا ہونا ضروری ہے ہدایت یہ ہے کہ جو کچھ آنکھیں چیزوں میں دیکھتی ہیں وہ سب اعمال میں نظر آئے، قرآن میں ایک طرف ہدایت کی دعا (ھدی للمتقین) خود قرآن ہدایت ہے یعنی یہ قرآن تمہارے دل میں آجائے، قرآن ہدایت ہے لیکن ہمیں نہ ملے تو پھر قرآن سے کیا فائدہ حاصل کر رہے ہیں، سارے قرآن میں مال پر زندگیاں بگاڑ کر دکھائی ہیں اور اعمال پر بنا کر دکھائی ہیں، قارون کے اعمال خراب تھے مال سمیت دھنس گیا، فرعون کے پاس حکومت مال و دولت نہریں ہیں، اس میں خود ہی جہاز بھی بنا دیا تھا کہ اس کے پرزے ایک پہاڑ کے نیچے سے ملے ہیں، اس زمانے میں سب عقلمند تھے کہ ہر چیز بنا کر اسے دنیا میں عام کر دیں تا کہ لوگوں سے ان کے پیسے وصول کر لیں اور کار کے استعمال سے انسان سے محنت و مشقت کا مادّہ نکل جائے گا اور اس زمانے میں ایسی چیزوں کو عام نہ کرتے تھے کہ عام اقتصادی حالت کا کیا ہو گیا، کتنے قوی و صلاحیتیں ختم ہو جائیں گی، مثلاً جس زمانے میں موٹر و ریلیں نہ تھیں وہ زمانہ پست تھا اقتصادی حالت اچھی تھی، ایک شخص کے یہاں گھوڑا ہے اور وہ لکھنؤ سے دہلی ۲۴ گھنٹے میں پہنچ رہے ہیں، گھوڑے سے گھوڑے پیدا ہو رہے ہیں، اونٹ والوں کے یہاں اونٹ بڑھ رہے ہیں گدھے والوں کے یہاں گدھے، اپنی ضرورت سے زائد دوسروں کے پاس پہنچ رہے ہیں اور اب جتنا مال پٹرول پر لگ جاتا ہے اور سال بھر میں مرمت پر خرچ ہوتا ہے وہ سارا مال غریبوں پر خرچ ہو جاتا، اب پہلی موٹر خراب ہے تو ۲۵ ہزار کہاں سے لائیں گے نئی موٹر کے لئے، فرعون نے ہوائی جہاز بنایا تھا، اب فرعون کے اعمال خراب تھے اس وجہ سے اس کی حکومت خراب کر دی۔ نمرود کی اسکیم فیل کر دی اس کی اسکیم یہ تھی کہ ابراہیمؑ پیدا نہ ہوں، پیدا ہو گئے تو مر جائیں، پل گئے تو اب جل جائیں، لیکن ساری اسکیم فیل ہو رہی ہے، کہیں صنعت والوں کی

صنعت میں بعض کی تجارت میں بعض کی اکثریت میں، بعض کے باغات میں زندگی تباہ کردی ہے، اگر دل پر مہر نہ لگی ہوتو قرآن کا ہر صفحہ کہے گا کہ عمل سے زندگی بنتی ہے مال سے نہیں، دوسری طرف دیکھو یوسفؑ پہلے کنویں میں، پھر وہاں سے غلامی، پھر جیل میں اور پھر حکومت کے تخت پر ابراہیمؑ کی اسکیم چل پڑی، محمدؐ پیدا ہوں حج پر لوگ آئیں، ان کے زمانے کی حکومت کی اسکیم فیل ہوگئی کہ ایک ابراہیمؑ کو سارے مل کر ماردیں، بنی اسرائیل کے عمل اچھے بنے، من وسلویٰ اتار دیا جیسے کہ صالح اعمال پر عیسیٰؑ کو فائدہ دیا، اوپر نیچے سے موسلا دھار پانی ہے، اکثریت کو ڈبوکر صرف قوم نوح کے ۸۰/افراد کو صالح اعمال پر بچالیتے ہیں، اب قرآن ٹھیک ہے، چاہے سارے اسے غلط کہتے ہوں، ہم سے صرف وہ یہ مطالبہ کرتا ہے کہ تم ہدایت حاصل کرلو، جو کچھ چیزوں میں نظر آرہا ہے وہ سب کچھ اعمال میں نظر آجائے، بغیر کمائے مل سکتا ہے، قرآن میں کئی جگہ کہا ہے کہ مل سکتا ہے، بلکہ کمائی سے ملتا نہیں ان کے دینے سے ملتا ہے جو مقدر میں لکھا جاچکا ہے وہ ضرور ملے گا، اب ہدایت نہیں ہے، اس وجہ سے سب کے دل ودماغ پر چھا گیا ہے کہ محنت سے مال، مال سے چیزیں وکامیابیاں، حضور ﷺ والے عمل پر چلوں گا، اللہ مال بھی دیں گے، چیزیں بھی، کامیابی بھی، جیسے یہ وجدان ہے کہ آگ جلاتی ہے حضور ﷺ والے عمل سے آگ نہیں جلائے گی جیب میں پیسہ ہوتو اطمینان وبے فکری ہوگی کہ جہاں چاہیں گے کھانا کھالیں گے، اب جیب میں ہوں یا نہ ہوں دل میں یہ ہو کہ نماز پاس ہے جب چاہے مانگ لیں گے، اللہ نے اس دنیا میں ہر ایک کو پالا ہے لیکن ہر ایک کو ہمیشہ کے لئے نہیں ملتا ہے، بعض کو آخر میں جہنم میں جلادیں گے اگر مال والے طریقے سے پلے گا تو تیری محبت لوگوں کے دل سے نکال دیں گے ابراہیمؑ ونمرود، ابوجہل ومحمد ﷺ کو پالا ہے۔ نمرود، ابوجہل، فرعون کا پلنا ختم ہوگیا اور محمد ﷺ وابراہیم کا پلنا چلتا رہے گا، مال کے راستے سے پلنا ہے تو پل لو لیکن کچھ دنوں کے بعد پلنا نہیں ہے، مال کے راستے میں پلنے کا وقت مقرر ہے جس کے بعد مصیبت کا شکار ہے، جیسے بیوی میں مزہ ہے لیکن جہاں دوتین بچے ہوئے، رحم میں بیماری ہوئی تو بیاہ سے پہلے سنا تھا یہ کہے گا، وقت پورا ہوجانے کے بعد کہے گا کہ اے کاش ایسا نہ ہوتا، جیسے بہت سے کہتے ہیں کہ تقسیم نہ ہوتی کہ تقسیم سے مسئلے نہ یہاں حل ہوئے نہ پاکستان میں، ایک محنت ہے ہدایت ملنے کی جب ہدایت مل جائے گی، تو ہدایت کی مثال روشنی کی ہے، جیسے روشنی میں انسان کو چیز کا پتہ لگ جاتا ہے حوض، کپڑا، سانپ، بچھو، قاتل، سیڑھی، چاقو، تلوار، اندھیرے میں قاتل کو دوست سمجھے گا، کپڑے کو شیر، بچھو کو شربت کی بوتل، جب ہدایت ملتی ہے، تو پھر اعمال صالحہ وطالحہ کا فرق فوراً محسوس ہوجائے گا، اسی دنیا میں دکھائی دے گا کہ فلاں قلعہ، محل، وزارت کے باوجود

مصیبت میں ہے کہ فلاں اپنے جھونپڑے میں امن سے ہے، صاف نظر آئے گا کہ فلاں کے سچ بولنے سے یہ ہو گیا، غلامی کی مصیبت دعا سے ختم ہو گئی، ہدایت کے بعد ان اعمال میں دکھائی دے گا، تو جیسے آج چیزوں میں دیکھ کر ان میں لگ رہا ہے ایسے ہی ہدایت سے دیکھ کر اعمال کو درست کرے گا، پس ہدایت یہ ہے کہ جو کچھ قرآن میں ہے وہی دل کا وجدان ہو، عمل پر نعمتیں ملتی ہیں چیزوں سے نہیں، یہی دل کا وجدان ہو، قرآن کہتا ہے کمائی سے نہیں ملتا، مال سے نہیں پلتے، اور اس کے علاوہ دل کا وجدان ہے تو ضلالت ہے اور ضلالت کے بعد صالح اعمال کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی ہے، پہلا سلسلہ ہدایت لینے کا ہے تو پھر دوسرا سلسلہ اعمال کی اصلاح ہے، آج پہلا سلسلہ نہیں ہے اسی وجہ سے ہزاروں قرآن کے ترجمے ہیں تصانیف و تقاریر ہیں لیکن ۲۵ سال سننے کے بعد بھی سود نہیں چھوڑا، وجہ یہ ہے کہ ہدایت نہیں ہے، صرف قرآن سننے سے عمل نہیں ہوتا، پہلے مقابلہ ہوگا مال کمانے کی محنت میں اور ہدایت لینے کی محنت میں، مقابلہ یہاں سے شروع ہوگا اور آخر تک رہے گا مال کی محنت سے وقت نکال کر اسے کم کرو اور دوسرے محنت میں جان کا حصہ ڈالو اور ایمان کی دعوت شروع کر دو کہ آنکھ دیکھ رہی ہے اس کی تردید کرو اور جو نہیں دیکھ رہی ہے اسے ثابت کرو، آنکھ دیکھتی ہے کمائی سے ملتا ہے اس کی تردید کرو، دعوت سے ایک ماحول بنے گا جس میں فرشتوں، ذات وصفات اور عمال کے نتائج کے تذکرے ہوں گے، بجائے چیزوں کے ذکر کے سیکھنے سکھانے کا ماحول ہوگا، پھر تعلیم و ذکر و نماز و ایک دوسرے کا تعاون کرنا ہوگا، ان چیزوں کے پھیلانے کی محنت کرو، محنت کر کے دعا مانگو اے اللہ ہدایت دے ان اعمال متفرقہ میں سے صرف ایک کافی نہ ہوگا بلکہ تمام اعمال کرنے کے بعد ہدایت ملے گی، دعوت جذبہ ابھارے گی تعلیم سے اچھے اعمال کے نتائج معلوم ہوں گے دعوت میں آنکھ سے دیکھنے کا انکار، صرف قرآن وحدیث کا اثبات ہوگا، تعلیم اعمال کے نتائج سامنے لائے گی، پھر ذکر پر محنت ہوگی آدمی جو شکل دیکھتا ہے اس کا دھیان دل میں آتا ہے، پراٹھے دیکھنے سے دل میں دھیان آئے گا اس کا زبان پر ذکر ہوگا اور دل میں اس کی شکل بھی اور جب اس کا دھیان بھی تو اس کے مطابق عمل کرے گا اگر ایک مرتبہ پراٹھے کھلا دئے تو دوسری مرتبہ پھر جانے کا خیال ہوگا، اگر ایک دو مرتبہ کھلا دئے تو ہر مرتبہ کہے گا یہاں سے چلتے جاؤ اس سے مل لیں گے یعنی پراٹھے کھائیں گے جنگل میں شیر دیکھا اس سے اثر لے کر کوئی بیہوش ہوگا کوئی بھاگے گا، دہلی کا وزیر دیکھا تو اس سے فوراً معلوم ہوگا کہ دہلی میں ہر کام کر سکتا ہے اس کے آگے پیچھے پھرے گا اب انسان کا وجود ہی نہیں ہے فوراً جس کو دیکھا ویسا ہی کرنے والا بن گیا اس کے لئے ذکر خدا ہے کہ اللہ کا دھیان اتنا دل میں ہو کہ دوسرا آ ہی نہ سکے وزیر صاحب ہیں دل میں اس کا خیال ہی

آئے گا، جنت، حور و غلمان کا دھیان ان کے ذکر سے نہیں آتا ہے سوچ کر کہے تو آئے گا، اب اللہ کے دھیان کی مشق کی جائے گی اللہ کا دھیان دل میں آئے گا تو وہ تمام چیزیں تمہارے قدموں میں ہوں گی جن کا دل میں نہ ہو، وزیر یا شیر نظر آئے تو اس کا دھیان دل میں نہ آئے اور حضور ﷺ والے علم کے مطابق کرتے چلے جائیں بس دل میں خدا کا دھیان ہوگا، اب آپ اس وزیر سے نہ ڈریں گے، اس شیر سے نہ ڈریں گے، دعوت تعلیم و ذکر کے بعد اب نماز پڑھیں، ایمان دھیان و طریقے کے بعد اس نماز پر دروازے ملنے کے کھلیں گے اور آخری چیز یہ ہے کہ جان کو اسی ترتیب سے خرچ کرنا جو ترتیب حضور ﷺ لائے ہیں شروع میں ان اعمال پر چلنے سے دعوت، تعلیم، ذکر، نماز، خدمت کی شکل بنے گی، اصل اس وقت ملے گی جب کہ یہ چیزیں دل میں اتر جائیں پہلی صورت میں پہلوں کے ساتھ شباہت ہوگی اس خدا کو جتنا دینا ہوگا دے دیں گے لیکن اگر اصل آجائے تو وہی آپ کے ساتھ ہوگا جو پہلوں کے ساتھ ہوا ہے، شباہت ہے، کل نہیں جیسے اقتدا ہے، تکبیر میں امام پر مسابقت سے تکبیر نہ ہوگی اس پر اتفاق ہے، اب ہم مقتدی ہیں حضور ﷺ امام ہیں ظاہری اقتدا صرف عمل کر لینا ہے اور حقیقت و باطن یہ ہے کہ اس عمل کے وقت جو حضور ﷺ کے دل میں کیفیت تھی وہی تمہارے دل میں ہو، اس پر تمہیں وہی ملے گا جو ان کو ملا تھا پہلا مقابلہ یہ ہوا کہ کمائی کے مقابلے میں ہدایت حاصل کریں کہ خدا کے دینے سے ملتا ہے کمائی سے نہیں اعمال حسنہ پر اور مال دیں گے، انھیں اعمال کی وجہ سے انبیاء کے زمانے میں خرق عادت ہوا لیکن اس وقت ہوا جب کہ ان کا یقین تھا کہ ان ہی اعمال پر سب کچھ ہوگا الیکشن میں جس کے آپ ورکر بنیں گے اس کی طرف دعوت دینے پر وہ اس ورکر کا سارا خرچ اٹھاتا ہے، تو جب ہم خدا کی طرف بلائیں گے وہ ہمارا خرچ نہ اٹھائیں گے ورکر کے ذمے صرف دعوت دینا ہے اس شخص کی طرف چاہے لوگ ووٹ دیں یا نہ دیں اور اگر دیں تو یہ شخص کامیاب ہو یا نہ ہو، کامیاب ہو تو اس کی چلے یا نہ چلے، چلے تو میرا کام کرے یہ نہ کرے اور کام کرتے ہوئے ان تمام احتمالات کے باوجود، ورکر کے ذہن میں یہ ہوگا کہ میرے کام کرے گا ایسے ہی دعوت دیں گے، اللہ کی طرف خدا تمام حالات کو درست کریں گے، دعوت دیتے ہوئے پورا یقین اس دعوت سے ملنے پر ہو، دعوت کے عمل کو کرنا یقین کو غیر سے ان کی طرف موڑنا ہے، اگر کمانا بالکل شریعت کے موافق ہو تو اس سے کروڑ درجہ اچھا ہے خدا کی طرف بلانا خدا نے دعوت دی، تمام انبیاء صحابہ نے دعوت دی، دعوت بہت اونچی چیز ہے اس کی قیمت خدا کے یہاں بہت ہے، ساری دنیا کی بادشاہت خدا کے راستے میں خرچ کر دیں، اس سے زیادہ قیمتی ہے، ایک انسان کو صرف ایک منٹ دعوت دیدیں، پھر تعلیم پر مشق کرو کہ دینے سے

ملتا ہے کمانے سے نہیں اور کمائی پر جتنا دیتے ہیں اس سے زیادہ تعلیم پر دیں گے، ذکر کرنے پر بھی اللہ دیں گے، نماز کے بعد مانگنے پر بھی دیں گے، خدمت خلق سے بھی دیں گے، ہر چیز دیں گے، جتنا وقت کمائی گھریلو زندگی اور نقشوں سے اس طرف آتا چلا جائے گا، دعا کی قبولیت بڑھتی جائے گی، ابھی ان اعمال سے ہدایت نہیں ملی ہے، ہدایت ملنے کا ڈھانچہ بنا ہے، ہدایت ملنے کی دعا کریں، ہدایت جب مل جائے گی تو ہر ضرورت کے وقت سیدھے مسجد میں جا کر دو رکعت کے بعد دعا مانگنے پر دل کو اطمینان ہو جائے گا کہ اللہ کر دیں گے اور ابھی تو یہ ہے کہ تعلیم و دعوت ذکر و بقیہ اعمال کو ہم چھوڑ دیتے ہیں، اپنے دنیاوی امور کی وجہ سے، یہ نقالی ہوئی، اس پر جتنا ملنا ہے مل جائے گا ان اعمال پر خود چلنا بھی ہے اسے پھیلانا بھی ہے اس ساری محنت کے بعد ہدایت ملنے کی خدا سے دعا مانگیں ایک طرف یقین ہو پھر دعا کریں محنت کرتے رہیں، مانگتے رہیں، مسائل آئیں گے دعوت تعلیم کرتے رہیں کہ ان اعمال کے ذریعے ہی وہ حل ہونگے کہ اے اللہ میں تیرا کام کرتا ہوں لہٰذا ان مسائل کو حل کر، کسی اور طرف نہیں جانا ہے، اس محنت کے بعد جب ہدایت ملے گی، تو دیکھیں گے کہ نماز پڑھ کر دعا مانگی لیکن بات پوری نہ ہوئی، حالانکہ دعوت ذکر تعلیم خدمت کر رہا ہے تو سمجھ میں آیا کہ دو پیسے لینے پر سات سو پچاس نمازیں جاتی ہیں، اب پیسے واپس کر کے دعا مانگی پھر بھی قبول نہ ہوئی تو معلوم ہوا کہ غیبت کرتا ہے، تمام سے معافی مانگ کر آکر اس کام کو کرے گا پھر نہ ہونے پر سود کمائی میں ملے گا، نماز سے نہ ہونے کے عمل خود تلاش کر کے انھیں دور کرے گا، ان اعمال خمسہ سے سب کچھ ہوتا ہے لیکن یہ اعمال بقیہ تمام اعمال سے جڑے ہوئے ہیں جیسے پاخانہ کرنے کے بعد اس جگہ کو نہ دھویا کہ کسے نظر آتا ہے تو ساری نماز قبول نہ ہوگی یا استنجا کر لیا لیکن کشف عورت ہو گیا نماز میں تو پھر نماز نہ ہوگی، ایسے ہی تمام اعمال کو درست کرنا ہوگا، نماز سے ہم درندوں جیسے انسانوں، سانپوں جیسے انسانوں سے بچیں گے۔ آج ہدایت نہیں ہے لہٰذا اعمال خراب ہو گئے اور سوء اعمال سے مصیبتیں آرہی ہیں، ضلالت ہونے کی وجہ سے ان مصیبتوں کو دوسروں پر لگائیں گے، وہ ممبر بن گیا، لہٰذا مصیبتوں میں آگئے، منڈی پر ان کا قبضہ ہو گیا۔ ارے یہ مصیبتیں تمھارے اعمال کی خرابی کی وجہ سے ہیں تم اعمال درست کر دو، تو نعمتیں اس طرح آکر گھیریں گی جیسے خرابی اعمال پر مصیبتوں نے آگھیرا تھا، ان اعمال خمسہ کے بعد خدا سے دعا کرو، ہدایت کی یعنی ان اعمال سے ہونے کا ذہن دے دے چیزوں سے نہ ہونے کو دل میں پیدا فرما، ہم آج آپ سے کمائی گھریلو زندگی بدلنے کو نہیں زندگی کی ترتیب بدلنے کو کہتے ہیں جس سے ہدایت ملے گی اور پھر آپ خود کمائی و گھریلو زندگی کو بدلیں گے، یہی اعمال ہیں جن کے آنے سے اس قوم ملک والے بنتے ہیں اور ان کے نکلنے

سے اس قوم ملک والے مرجاتے ہیں اب ان اعمال سے ہونے کا دل میں یقین آجائے گا تو پھر جس عمل کے متعلق سنو گے کہ اس سے نماز قبول نہ ہوگی تو پھر اس عمل کو خود ہی چھوڑ دے گا نماز کے نماز بننے کے لئے دعوت سے ایمان سے، دھیان سے علم سے طریقہ خدمت سے اخلاق کا لینا ضروری ہے پھر نماز کے بعد دعا قبول نہ ہونے پر کمائی گھریلو زندگی میں سے برے اعمال نکالنے پڑیں گے، جیسے ہر روز ہر ماہ کماتے ہیں، موت تک ان اعمال خمسہ کو کرنا ہے مرتے دم تک کا نظام بنانا ہوگا، اتنا وقت شہر سے باہر ان اعمال کے پھیلانے کے لئے اور مقام پر رہتے ہوئے آدھا وقت مسجد میں، آدھا مسجد سے باہر صحابہ کا اوسط تھا اور صحابہ سال میں چار ماہ لگاتے تھے ان عمر سے کم سے کم چار ماہ ایک مرتبہ دے دو، باہر نکل کر ان اعمال خمسہ کی عادت ڈالو، پھر اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے مرتبہ ہدایت مانگو، ہدایت جب مل گئی تو بقیہ اعمال خود بخود زندہ ہو جائیں گے، اگر صحابہ جیسے دروازے کھلوانا چاہتے ہو تو ان جیسی ترتیب پیدا کرلو، اب اگر ایسا نہ کرسکو تو ایک مرتبہ چار ماہ دے دو، سال میں چار ماہ کی جگہ چالیس دن سہی اور مقامی کام میں آدھا وقت نہ سہی تو چوتھائی دیدو، اب حج کا وقت آرہا ہے عشرہ ذی الحجہ کے دن افضل ہیں ان دنوں میں نکلنے سے حاجیوں میں محنت ہوگی اس سے ان کے حج صحیح ہوں گے اور محنت کرنے والوں کی دعاؤں سے وہاں کے حاجیوں کا حج صحیح رنگ والا ہوگا، یہ ساری دنیا اس محنت کی محتاج ہے اسی سے عالمی حالات درست ہوں گے۔

اگر پورے اسلام والے بنے تو پورا نفع ملے گا

عمومی بیان

بعد فجر جمعرات ۱۹؍اپریل ۱۹۶۲ء مطابق ۱۳؍ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ

بعد خطبہ مسنونہ ارشاد فرمایا کہ:

میرے بھائیو اور دوستو!

کسی راستے میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ایک تو حصّہ ڈالنے کی ضرورت ہے ایک پورا نفع حاصل کرے اگر حصّہ ڈالا تو حصّے کے اعتبار سے نفع اور پورے کا مالک ہے تو پورے مال جان لگا کر پورا نفع حاصل کرے گا، اختتام سال کا انتظار ہوگا، روزانہ کا نفع اپنے استعمال میں لا سکتے ہیں، حصّہ کی نوعیت میں وقت معین التقسیم پر ہی نفع ملے گا، چاہے گھر میں فاقے پڑ جائیں، دونوں صورتوں میں حصّہ ڈالنے سے صرف مال ڈالتا ہے کہ دوسرے جان لگا کر نفع حاصل کریں، پورے کے مالک ہونے پر پوری جان و مال لگانی پڑے گی دونوں صورتوں میں قواعد وضوابط مختلف ہوئے، اسی طرح اسلام کی یہی قصّہ ہے ایک ہے اسلام میں حصّہ ڈالنا اور ایک ہے پورے اسلام والا بننا، اگر حصّہ دار بنا جائے تو حصّوں کی تقسیم قیامت کو ہے وہاں حصّہ کی جنت مل جائے گی، اگر پورے اسلام والے بنے تو آخرت و دنیا میں پورے نفع ملیں گے، آج ہم میں اسلام میں صرف حصہ ڈالنے کا رواج ہے اور جتنے کا حصّہ نہیں ڈالا اس کی وجہ سے مصیبتیں آئیں، بہت سی حدیثوں میں جوڑ بٹھانے کو کہا ہے (ظھر الفسا د فی البر و البحر) یہ تمام بدعملیوں کی وجہ سے اس دنیا میں مصیبتیں آتی ہیں اگر پوری مصیبتیں بقدر حصّہ ہیں تو قبر سے مزے شروع، اگر مصائب حصّہ سے کم ہیں تو عذاب قبر ہوگا اگر اس عذاب سے بھی سزا پوری نہ ہوئی تو قیامت میں مصیبت میں گرفتار ہوگا پھر جنت میں، اگر قیامت کی مصیبت سے بھی بداعمالیاں زیادہ ہوں تو پھر جہنم میں ڈال دیا جائے گا اس کے بعد جنت میں اگر ہم دنیا و آخرت میں اسلام کے تمام منافع حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ۲۴ گھنٹے اسلام پر چلنا ہوگا جس سے

دنیا میں بھی نافع علم، غلبہ، عزت، چین وسکون، امن وغیرہ ملے گا اگر پورے اسلام پر نہ چلے تو حصہ متروک کے بقدر عذاب ومصائب، اسلام پر ملتا کیوں نہیں؟ کہ اسے تکلیف اٹھانی پڑتی ہے لیکن اسلام پر چلنے سے جو تکلیف آتی ہے وہ بہت کم ہے اس تکلیف کے اعتبار سے جو ترک اسلام پر ملے گی، اب مسلمانوں پر بلا ومصائب صرف اس وجہ سے ہیں کہ ذہن پورے اسلام والے بن کر جھکنے کا نہیں ہے اب ذہن یہ ہے کہ اسلام آخرت کے لئے اور کمانا کھانا اس دنیا میں اور مزاج انسانی ہے (تحبون العاجلة وتذرون الاخرة) غیر اسلام مقدم ہو گیا اسلام سے کہ غیر اسلام کا تعلق موجودہ وقت سے ہے اور اسلام کا آئندہ بعد الموت سے ہے اگر تم سودا کرو اور نفع ہزار من وسیر ہوگا لیکن بولتے وقت صرف من بولیں گے سیر نہیں، ایسے ہی قرآن وحدیث میں بہت سی جگہ اسلام کے فوائد میں صرف آخرت کو بیان کیا کہ دنیاوی فوائد اس اخروی فوائد کے آگے منوں کے آگے ماشوں کی بھی حیثیت نہیں رکھتے، کامیابی دنیا کی اسلام پر موقوف ہونا نکل کر صرف اخروی نجات سامنے رہ گئی تو ہمارا موضوع زندگی غیر اللہ ہو گیا کہ ملحدین یہود ونصاریٰ مشرکین کا طریقہ اختیار کرے گا، نہ کرے گا تو حضور والا طریقہ اختیار نہ کرے گا، اس میں کامیابی نہیں ہے جو اسلام صحابہ کے پاس تھا وہ مسلمانوں کے پاس نہیں ہے، ہم زندگی بنا سیاست ممبری زراعت تجارت سے بنے گی سمجھتے ہیں اسلامی زندگی یہ ہے کہ سارے احکام ماننے پر بدر میں فرشتوں سے امداد ملی، ایک حکم توڑنے پر احد میں ساری فتح شکست سے بدلی، احکام پر کامیابی کا مدار ہے، لہٰذا یہ ذہن بنانا ضروری ہے کہ کمانے سے پرورش، حفاظت مکان دکان، لباس طعام نہیں ملے گا بلکہ حضور ﷺ والے طریقے سے ہر مطلوب چیز ملے گی، جب تک یہ ذہن نہ بنے اسلام نہیں آئے گا اس ذہن کے نہ ہونے کی وجہ سے مصائب آئیں گے کہ سود لیا، ذہن نرغے میں آ گیا، مقدمہ کھڑا کیا، وکیل کے کہنے پر جھوٹا گواہ پیش کیا، کفار ومشرکین وفساق کی تعریفیں کیں کلمہ شرک، آپ کے ہاتھ میں مسئلہ ہے استعمال کیا، اللہ کے ہاتھ میں ہر چیز ہے اس سے مصیبتوں کا چکر اور بڑھے گا، زمین ہاتھ سے نکل گئی پھر مانگنا شروع کیا، یا خیانت کی اس سے مصیبت بڑھی جیل خانہ میں پہنچ گیا، وہاں وہ تکلیف زدہ ہے اور یہاں اس کے بیوی بچے مصیبت میں گرفتار، آج ہماری زندگی کا ہر قدم اسلام کو توڑتا ہے جس سے مصائب میں اضافہ ہوتا رہتا ہے بے شک جب تک ہماری رفتار زندگی یہی رہی تو اللہ کو بھی پرواہ نہیں، عذاب قبر، شدائد قیامت وعذاب جہنم ہوگا، ہمارا طرز زندگی خراب ہو چکا ہے، جس چیز کو مسائل کا حل سمجھتے ہیں درحقیقت وہ خلاف اسلام ہونے کی وجہ سے مسائل کو اور الجھا رہا ہے کہ ہر عمل اسلام کے خلاف ہو گیا ہے، زمانے کی تمام محنتیں ہماری زندگی کے بگڑنے کا سبب بن رہی

ہیں، لہٰذا جتنا ہم ان محنتوں میں استعمال بڑھائیں گے، مصائب روز بروز بڑھتے جائیں گے اس کا علاج یہ ہے کہ ہم اسلام سیکھنے کا ارادہ کرلیں اس میں تکالیف نظر آئیں گی، لیکن یہ ایسی ہیں جیسے علاج میں تکلیف آپریشن، کڑوی دوا، انجکشن وغیرہ کی اٹھانی پڑتی ہے تاکہ اصل تکلیف ختم ہوجائے، یہ تکالیف تکلیف کو ختم کریں گی، ایسے ہی اسلام پر چلنے میں تکالیف تمام تکالیف کو ختم کریں گی، اب اسلام سے بچنا کہ تکلیف ہوتی ہے وہ ایسا ہی ہے کہ علاج کی تکالیف سے خود کو بچائے، پھر تو مصیبت و تکلیف روز ہی بڑھتی جائے گی اسلامی زندگی صرف سر سے پیر تک کے طریقہ استعمال کا نام ہے کہ جس جگہ بھی تمھارا استعمال ہو، حضورؐ کے طریقے سے ہو، رکوب، جلوس، طعام، کسب مال، پیشاب یا پاخانہ، خرچہ کمائی وغیرہ، حضور ﷺ کے طریقہ سے کسی عمل میں ہٹ جانا غیر اسلامی زندگی ہے اگر حضور ﷺ کے طریقے سے سویا اور جاگا تو یہ سونا اور جاگنا اسلامی زندگی ہوا ۲۴ گھنٹے میں ۴ مرتبہ پاخانہ پیشاب کے لئے، گئے اور دو گھنٹے لگے تو یہ غیر اسلامی زندگی ہے اور حضور ﷺ کے طریقے پر نہ ہوا اور اسلامی زندگی ہوگی اگر ان کے طریقے پر ہو، ایسے ہی شادی کے پانچ دن اسلامی زندگی ہے اگر ان کے طریقے پر ہوں ورنہ نہیں اسلامی زندگی حضور ﷺ کے طریقے پر کرنا ہے حضور ﷺ کے طریقے پر اسی وقت آئے گا جب یہ یقین ہو کہ جان و مال و دولت، ملک و تجارت و زراعت سے کچھ نہیں ہوتا ہے بلکہ حضور ﷺ کے طریقے پر چلنے سے خدا میرے تمام کام کردیں گے، جن نقشوں سے زینت پرورش پلنا دکھائی دے رہا ہے یہ ان نقشوں میں دکھائی نہ دے بلکہ حضور ﷺ کے طریقوں میں دکھائی دے پھر ہر مسئلہ کے حل میں طریقہ نبویؐ اختیار کرتا ہی جائے گا اور اس سلسلہ میں کاروباری گھریلو تکلیف اس امید پر اٹھاتا رہے گا، جب میری زندگی اسلامی ہوجائے گی تو اللہ میری زندگی اس طرح بنائیں گے، جیسی ایوبؑ کی سخت مرض میں، یوسفؑ کی جیل خانے میں اسماعیلؑ کی وادی غیر ذی زرع میں، ابراہیمؑ کی آگ میں، نوحؑ کی اقلیت میں، بنی اسرائیل کی ظلم و ستم سہنے میں، صحابہؓ کی بھوک و پیاس میں بنائی ہے ایوبؑ کے تمام بچے مکانات کپڑے زمین جانور چھن گئے جسم میں کیڑے پڑ گئے، ایک چشمہ میں غوطہ لگانے سے بیماری دور ہوگئی، سارے مرے ہوئے زندہ کروائے، کھیتیاں باغات سرسبز کردئے، اس پر آسمان سے سونا برسا کر گھروں کو بھی مال سے بھر کر زندگی بنادی، یوسفؑ جیل کی تکلیف اٹھا رہے ہیں پھر بادشاہت کا تخت ملا، بھائیوں نے آکر معافی مانگی، ماں باپ پاس آگئے، موسیٰ کے زمانے میں فرعون کی حکومت کو مع اس کے عملہ کے سمندر میں غرق کردیا اور نماز و توکل و ایمان پر بنی اسرائیل کو چمکا دیا، سارا معاشرہ جگ سنسار گویا مر گیا ہے، ہم کو تو اسلامی زندگی لینی ہے، ساری دنیا سے منہ

موڑ لیں اور اسلامی زندگی لیں تو اپنے اسلاف کی طرح چمکیں گے، جیسے کہ اولیاء وصحابہؓ چمکے، کرامات ان کی ذات پرنہیں بلکہ ان کی اسلامی زندگی کی وجہ سے ہے، کہ کسی اور طریقہ سے چمکتے تو پھران کی ذات کا کمال ہوتا اسلام سے عمرؓ بنے ہیں ابوبکرؓ بنے ہیں، ابوبکرؓ، عمرؓ سے اسلام نہیں چمکا، ان کی ذات میں اسلام کے علاوہ بات ہی نہ تھی ورنہ بزرگ وولی نہ ہوتے ان میں پوری اسلامی زندگی تھی، اس وجہ سے چمکے اور ہم اس زندگی کے نہ ہونے کی وجہ سے مٹ رہے ہیں، ہم بھی چمک سکتے ہیں اور وہ بھی مٹ سکتے تھے، ابوبکرؓ نے انتقال کے وقت کہا کہ اے عمرؓ میں تجھے خلیفہ بنا کر جارہا ہوں، قرآن وحدیث سامنے رکھو، اگر ان میں سے نہ ملے تو میری زندگی لینا کہ میرا کوئی عمل حضور ﷺ کے خلاف نہ ہوگا، ابوبکرؓ اپنی تدبیر وسیاست وترکیبوں کی وجہ سے ابوبکرؓ نہ بنے ایسے ہی عمرؓ، فتح مکہ کے موقع پر ابوسفیان کے سامنے سے تمام مسلم لشکر گزرا کہ وہ مرعوب ہو کر لڑائی کا ارادہ چھوڑ دے، ان کے سامنے سے جب حضورؐ والا سب سے بڑا دستہ آیا تو اس کی کمان عمرؓ، کررہے تھے، ابوسفیان کے پوچھنے پر عباسؓ نے بتایا کہ یہ کمان کرنے والا ابن خطاب ہے کہنے لگا کہ بنوعدی کا لونڈا، اچھا اب اس کی یہ حیثیت ہوگئی کہ کمان کرے کہ بنوعدی سب سے گھٹیا قوم ہے، سب سے اونچے بنوہاشم وبنوامیہ وغیرہ، عباسؓ نے کہا کہ اسلام نے اسے عزت بخشی ہے، عمر کو اسلام نے عمرؓ بنایا ہے، اسلام کے لئے انھوں نے بہت سخت تکالیف اٹھائیں، نہ ہونے کے زمانے میں تو تکالیف اٹھاتے ہیں ہی، خلافت کے بعد ان کے ہاتھ سے روزانہ ہزاروں کروڑوں اشرفیاں خرچ ہوئیں لیکن اپنا جھونپڑا نہ بدلا کہ حضور ﷺ والا بھی ایسا ہی تھا، کپڑے وجوتی نہ بدلی غربت وامارت میں ایک لباس وفعل ہے، اونٹ کے قد سے اونچے سونے چاندی کے ڈھیر کے باوجود وہی غربت والی زندگی ہے کہ حضور ﷺ والی اسلامی زندگی کو مال سے خراب نہ کریں گے ہر ایک نے کچھ فرق کرلیا تھا، سہولت پیدا کرلی تھی، لیکن عمرؓ وعلیؓ، ابودرداؓ، سلمانؓ، ابوعبیدہؓ نے حضور ﷺ والے نقشہ پر جم کر دکھایا، علیؓ عراق میں چار سال رہے، چار سال تک عراق کی پیداوار کا ایک دانہ ان کے پیٹ میں نہ گیا، مدینہ کے کھجور وستو کھاتے وپیتے اور اتنی احتیاط کرتے کہ برتن میں ستو اس کا منہ کپڑے سے باندھ کر وہ برتن کسی اور میں رکھتے کہ عراق کی مٹی کہیں ستو میں نہ مل جائے اور حضور ﷺ والی زندگی نہ بدل جائے، فالودہ ہاتھ میں لے کر کہا تیرا رنگ دل کش، تیرا مزا بہت اچھا، لیکن تجھے نہ کھاؤں گا حضورؐ نے نہیں کھایا ہے۔ تجھے، ابوبکرؓ وعثمانؓ بھی ایسے ہی ہیں، عمرؓ نے غذا، لباس وطعام ومکان میں فرق نہ ڈالا، ۴۸ پیوند والا کرتا، فوجوں کے جرنیل، سب سرادار عمر کے پیچھے پیچھے جارہے ہیں، مدینہ میں لوگوں نے آپس میں کہا کہ اس عمرؓ کا زہد دیکھو کہ ہر شخص نے تبدیلی کرلی اس میں فرق

نہیں آیا، اس پر بڑی مشقت پڑتی ہے کہ ان کا سفید رنگ تکالیف کی وجہ سے کالا پڑ گیا تھا، کوئی ان سے کہے کہ زندگی میں نرمی کرلیں کہ اللہ تعالیٰ نے بہت دے دیا، تنخواہ بڑھالیں، غیر ملکی وفود نہ مسلم وفود نہ عمرؓ کے کھانے کو کھا سکتے ہیں اور نہ ان کے بستر پر سو سکتے ہیں سب نے عثمانؓ کو آگے کرنا چاہا تو عثمانؓ نے انکار کردیا کہ علیؓ کہیں، علیؓ نے انکار کر کے حفصہؓ وعائشہؓ کی طرف بات کردی کہ وہ کرسکتی ہیں کہ عمرؓ کے پاس صحابہؓ گئے کہ ایک بات کرنی ہے، جب تک عمرؓ مان نہ جائیں ہمارا نام نہ بتانا ورنہ پٹائی ہوجائے گی، حفصہؓ نے کہا مانیں گے نہیں، عائشہؓ نے کہا مان جائیں گے۔ لوگ نکلے اتنے میں عمرؓ سلام کرنے آگئے، عائشہؓ نے بات کرنی شروع کی، عائشہؓ خطابت و بلاغت و سمجھ وفقہ دین میں کوئی جواب نہیں رکھتی تھیں، عائشہؓ نے شروع سے سارے دور گنوائے ان کی تعریف اور ان کے نقشوں کی تعریف کی کہ تمہاری برکت سے جزیرۃ العرب میں کوئی گھر فقیر نہیں، کوئی گھر فاقہ میں نہیں، لہٰذا آپ بھی اپنے گھر میں کچھ لے آیئے، عمرؓ نے کہا نام بتاؤ کہ کس نے بھیجا آپ کو، عائشہ نے کہا پہلے ہاں کرلو، عمرؓ نے کہا نام بتادو، تو ایسی پٹائی کروں کہ لوگوں کے ہوش ٹھکانے آجائیں ایک شخص جلد منزل کو پہنچا دوسرا جلد منزل کو پہنچا، تیسرا ابھی اگر اس طرح چلا تو منزل تک پہنچے گا ورنہ نہیں، تکالیف کو اٹھایا، جس سے اگر دائیں طرف ابوبکرؓ ہیں تو بائیں طرف عمرؓ ہوں گے، بہت سے مرنے والے لیڈر ہندوستانی، یوپی کہہ گئے کہ اگر عمرؓ ہوتے تو اسلام میں آجاتے، کہ عمرؓ کے پاس اسلامی زندگی تھی، اسلام کو عمرؓ نے چمکایا ہے ہم اس کا عکس سمجھتے ہیں، عمرؓ نے قربانی دی، اسلام نے انھیں چمکایا، ہم بھی قربانی کریں ، اسلام ہمیں بھی چمکائے گا، عمرؓ نے سارا مدینہ جمع کیا، مدینہ اس وقت جمع ہوتا جب کسی ملک پر چڑھائی کرنی ہو یا خمس کا مال تقسیم کرنا ہو، اس دفعہ کہا کہ میں بتاؤں میں کون ہوں میں ابن خطاب ہوں، بچپن میں خالہ کے لئے اونٹ چرایا کرتا تھا معمولی سے داموں پر، شام کو جب واپس آتا تو خالہ ڈانٹتیں کہ جب تو اونٹ نہیں چرا سکتا تو بڑا ہوکر کیا کرے گا، عبدالرحمٰن بن عوفؓ آئے کہ سارا مدینہ جمع کیا صرف اس وجہ سے، عمرؓ نے کہا میرا نفس آج بگڑ گیا تھا کہ امیر المومنین خلیفہ رسول اللہ، اپنے نفس کا جواب سب کے سامنے دیا، عمرؓ ایسے اسلام کی زندگی بنے اور یہ زندگی ذلیل کو عزیز، بے اختیار کو با اختیار، چوروں کو عفیف، ظالم کو عادل بنانے کیلئے ہے اس سے دنیا و آخرت بنتی ہے اور یہ زندگی اسی وقت آئے گی، جب رائج نقشوں کو لات مارو اور اللہ کے طالب بن کر محنت کرو، کسی چیز صحت، حکومت، ممبری، مکان، جائیداد، پیسہ، کھانے، پرورش، بیوی بچے کی مجھے ضرورت نہیں ہے صرف اسلامی زندگی چاہئے جس کے بعد میں چمکوں گا، مزدور سے لے کر صدر تک کے تمام نقشے، ذلت غربت افلاس خرابی زندگی کے نقشے ہیں، وزیر اعظم کا

نقشہ صدر کی طرح سرمایہ داروں کے نقشوں کے ساتھ زندگی بگڑنے ذلت کا نقشہ ہے، ان نقشوں سے نہیں بلکہ حضور ﷺ کے طریقوں کی مشق سے زندگی بنے گی، حضور ﷺ قیمتی ہیں، آپ کا ایک قدم ایک آنکھ ایک زبان کی وہ قیمت ہے جو آسمان زمین کی نہیں ہے، اسلامی زندگی کا حکم اللہ سے چلا، عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلا پوری دنیا کی بادشاہت سے زیادہ قیمتی حضور ﷺ کا ایک طریقہ لے لینا ہے، اسلامی زندگی کے اگر ارب ہا ارب اجزاء ہوں تو بھی ایک جز اس مچھر کے پر سے زیادہ قیمتی ہوگی اور اگر دل میں خواہشات بھری ہوئی ہوں تو پھر اسلامی زندگی آنے کا سوال نہیں ہے، جب یہ زندگی نہیں ہے تو پھر تم صرف چیزوں، قبروں و اوقاف کو حاصل کروگے، اگر ہم کو سارا ملک دے دیا جائے تو اسلام کی شکست ہے، تمام عہدوں، دکانوں، مکانوں، زراعتوں سے ہمیں نکال دیا جائے تو اسلام کی فتح ہے، ملک چھن جانا اسلام کی موت نہیں ہے، ہم سے حضور ﷺ کے طریقوں کا نکل جانا اسلام کی موت ہے اور ہم میں ان کا آجانا اسلام کی حیات ہے یہ طریقہ بہت اونچا ہے کہ ہر عضو کا حضور ﷺ کے طریقے پر آجانا حضور ﷺ کی طرح اونچا ہے، جیسے آپ زمین آسمان کے حساب میں نہیں ہیں، زمین و آسمان آپ کے حساب میں ہیں، سلسلہ وجود اس طرح سے نہیں ہے کہ آسمان زمین بنایا تو انسان بھی بنا دیئے، انسان بنائے تو ایمان والے بنا دیئے، ایمان والے بنائے تو انبیاء کرام بھی مبعوث فرما دیئے اور جب انبیا مبعوث فرمائے تو حضور ﷺ کو ان کا سردار بھی بنا دیا، اصل آسمان زمین نہیں ہیں بلکہ سلسلہ وجود یہ ہے کہ چونکہ حضور ﷺ کو بنانا تھا اس سے انبیاء کو بنایا، انبیاء کو بنانا تھا اس لئے اس سے انسان کو بنایا انسان بنائے تھے تو زمین و آسمان کے نقشے بنائے اب یہ سارا نظر آنے والا آسمان و زمین کا نقشہ آخری درجہ میں ہیں اور حضور ﷺ کے حساب میں ہی ہے اب آسمان زمین سے بننے والے نقشوں کی کیا قیمت ہو سکتی ہے جب کہ سارے آسمان و زمین کی کوئی قیمت نہیں، یہ بات مرنے کے بعد بالکل واضح ہو سکتی ہے، جنت کی تمام چیزیں حضور ﷺ کے دین کے اعتبار سے قیمتی ہیں۔ قیمتی طریقے پر قیمتی انعامات ملیں گے، جنت کی ایک ہاتھ زمین کی قیمت دنیا و مافیہا نہیں بن سکتی، جنت کے ایک جوڑے یا ایک پھل کی قیمت پوری دنیا کی مالیت نہیں ہے، یہ دنیا حضور ﷺ والی زندگی کی قیمت نہیں ہے، یہاں کی حکومت جائیدادیں، زمین اسلامی زندگی کی قیمت نہیں ہے، قیمت تو صرف جنت ہے اسلامی زندگی دنیا کی کسی چیز پر موقوف نہیں ہے، بلکہ آپ کی مشق پر موقوف ہے اس سے ہر عمل طریقے پر آجائے گا جیسے تیرنا صرف مشق سے آتا ہے بغیر پیسہ خرچ کئے اگر تیرنے کی مشق نہ کریں، لیکن امریکہ سے کروڑوں کا سامان طیارے اسلحہ منگوالو اور کہو کہ تیرنا آئے گا نہیں لیکن یہ بالکل بیوقوفی

ہے ایسے ہی چیزوں سے اسلام نہیں آتا ہے۔ عمدہ مسجد کو ہم اسلام کی شان کہتے ہیں تو یہ اسلام کے ہی خلاف ہے قطب مینار، جامع مسجد، لال قلعہ، تاج محل اسلام کی شان نہیں ہے یہ اسلام کی شان نہیں ہے تمہارے ذوق بد کی اطلاع ہے کہ تم نے اسلام کو ان پتھروں میں سمجھ لیا، عمرؓ نے آنے والا مال عرب کے ہر گھر میں پہنچا دیا یہ ہے مال کا خرچ، وہ تو کہتے ہیں کہ خدا جب کسی کے مال کو برباد کرتے ہیں، مٹی کے گارے میں لگا دیتے ہیں حضورﷺ کے زمانے میں چھوٹا سا قبہ پکا بن گیا حضورﷺ وہاں سے گزرے، پوچھنے پر مالک مکان کا نام معلوم ہوا، وہ مالک آئے سلام کیا، جواب نہیں، دوبارہ سلام کیا جواب ندارد، سمجھ کر علیحدہ ہو کر بیٹھ گئے، حضور ﷺ کے جانے کے بعد وہ ناراضگی معلوم ہوئی، سارا مکان جڑ سمیت گرا دیا، آ کر حضورﷺ کو بھی اطلاع نہ دی، حضور ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا معلوم کرنے پر عرض کیا گیا کہ اسی دن گرا دیا تھا اس پر حضورﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ بہت برا کیا مال کا نقصان ہوا بلکہ یہ تعمیر اپنے صاحب پر وبال ہے، مال کے بھوکے ننگے یتیم بیوہ محتاج بیماروں پر لگانے کے لئے ہے اسلام کی شان آج کل کی حقیقتاً اسلام کے خلاف ہے پکی مسجد ممبری میں جا کر جھوٹ بولے گا یہ اسلام کی شان نہیں ہے، ہم نے چیزوں کا نام اسلام رکھا ہے، اسلام چیزوں کا نام نہیں ہے عمر بن عبد العزیز سے پہلے بادشاہ

ان کے سالے نے ایک شاندار مسجد اموی دمشق میں بنائی جسے دیکھ کر عیسائی پوپ بیہوش ہو گیا، پوپ کے سامنے اس زمانے میں بادشاہ بھی جھکتے تھے، بیہوشی کی وجہ پوچھی تو کہا کہ سو سال میں ان عرب بدوؤں نے اتنی ترقی کی لی، عمر بن عبد العزیز نے خلیفہ بنتے ہی سب سے پہلے یہ حکم جاری کیا، اس مسجد کو گرا کر سارا مال نیلام کر کے حضور ﷺ والے طریقے پر خرچ ہو، اخیر میں رشتہ داروں نے کاغذات سے ثابت کیا کہ بادشاہ نے اپنی ذاتی رقم سے بنوائی تھی، عمرؒ بن عبد العزیز خلیفہ تھے، مسجد بنانے والے بادشاہ تھے، ہمارا مزاج بھی شاہانہ ہو گیا غلامانہ نہیں، جیسی مسجد حضور ﷺ نے بنائی تھی اگر ویسی مسجد بنائی جائے تو سارے گاؤں والے مل کر بنا سکتے ہیں لیکن اس کے مٹی گارے کے لئے پیسے جمع کئے جائیں گے، گاؤں کے بیماروں فقیروں ناداروں کی مطلق فکر نہیں مدرسہ کی شاندار عمارت اسلام کی شان نہیں ہے، خرابیٔ اسلام ہے، بقول حضورﷺ ہمارا ذوق اسلامی زندگی سے بدل چکا ہے، آج ہم ملک و مال والے کے پیچھے ہاتھ جوڑ رہے ہیں، اسلامی زندگی تو ہمارے سامنے تمام بادشاہوں و سرمایہ داروں کو جھکوا سکتی ہے، اب اسے محنت کر کے حاصل کر لو، ہر عمل میں حضورﷺ کے طریقے پر مال و جان خرچ کرو محنت اسلامی زندگی والی اس وقت ملے گی جب ہدایت مل جائے کہ اسلامی زندگی قیمتی ہے اس سے پرورش و صحت و قوت ملے گی، بلندی و ترقی آل

واولاد ملے گی چیزوں و مال سے کچھ نہیں ہوسکتا، مال سے اسلام کا چمکنا ہی ضلالت ہے وہ اسلام ہی کیا جو مال پر چمکے، اسلام ایسا ناقص نہیں کہ مال نہ ہونے پر نہ چمکے اسلام بالکل کامل ہے پیسے نہ ہونے پر طریقہ ہی اسلام ہے، قرضہ لے کر حضورﷺ نے ہجرت کا سفر کیا تمہارے پاس اگر پیسے نہ ہوں تو حضورﷺ کی طرح قرض لے لو، کسی سے لینا یا نہ نکلنا حضورﷺ والا طریقہ نہیں ہے، ابوبکر سے اونٹنی بھی صدقے میں نہ لی بلکہ قیمت سے لی، قرض پر خریدی، مانگو مت نکلنے سے رکومت، جب تم اسلامی زندگی لے لوگے تو عالم جھکے گا، کائنات جھکے گی، ہدایت ہے چیزوں و مال سے نہ ہونے کا وجدان اور حضورﷺ کے طریقہ پر خدا کریں گے کا وجدان، حضور ﷺ کے طریقہ پر ایمان وتوکل نماز دعا سے سب کچھ ہوجائے گا، چیزوں سے مال پر زندگی بننے کا ذہن ضلالت کے ساتھ اسلام نہیں ہے، اللہ پالنے والا ہے الحمد للہ پیسہ کمائی سے نہیں ملتا پیسہ سے چیزیں ملتی نہیں چیزوں سے کامیابی نہیں ملی جب کہ پیسے چیزیں کامیابیاں خدا خود دیتے ہیں، قلعہ سے حفاظت نہیں، بندوق پولیس فوج سے حفاظت نہیں ہے صرف خدا کے طریقے پر چلنے سے خدا حفاظت کریں گے حضورﷺ کے طریقے پر خدا ابوبکرؓ وعمرؓ وصحابہ کی طرح ہمیں بھی پالیں گے ان تمام باتوں پر یقین حاصل کرنا ہدایت ہے نماز میں پہلے دن کی طہارت وضو ہے اس پانی سے بدن پاک ہوتا ہے ان چیزوں کے استعمال سے دل پاک نہیں ہوتا ہے، ہر چیز ضلالت والی سے دل کو پاک کرو کہ چیزوں سے نہیں پلتے اس پر محنت کریں گے تو ہدایت ملے گی جیسے نماز میں پہلے وضو ہے ایسے ہی اسلامی زندگی میں سب سے پہلے دل کی صفائی ہے کہ اللہ کرنے والے ہیں، چیزوں پر وہ نہیں کرتے حضورﷺ والے اعمال پر کرتے ہیں ان کے اعمال پر میرے سامنے ساری دنیا کو جھکا دیں گے ورنہ مجھے دنیا کے سامنے جھکا دیں گے، اگر ہدایت مل جائے تو درستگی اعمال جلدی جلدی ہوتی جائے گی جیسے محنت سے مال حاصل کرنے میں بہت دیر لگتی ہے، چھ ماہ بعد کھیتی سے مال ملتا ہے لیکن مال سے چیزیں کپڑے برتن جلدی مل جاتے ہیں ایک گھنٹے میں محنت سے ہدایت ملتی ہے پھر جلدی جلدی تمام اعمال اچھے ہوتے جاتے ہیں کہ چیزوں سے کچھ نہیں ہوتا ہے صرف رضائے الٰہی سے ہوتا ہے اور وہ اسی وقت راضی ہوں گے جب حضور ﷺ والے اعمال ہوں اور اگر خدانخواستہ رات دن چیزوں کے چکر میں لگے رہے تو اس محنت سے ہدایت ملنی ایسی ہے جیسے آگ سے ٹھنڈک لینی، ابراہیم بن ادہم اپنی بادشاہت میں اللہ لینا چاہتے تھے رات کو چھت پر کھٹکا سنا، کہا کون ہے، کہا میں ہوں، کہا کیا کررہے ہو، آپ کی محل کی چھت پر اونٹ ڈھونڈ رہا ہوں، ارے احمق یہاں اونٹ کیسے آئے گا، اس سے زیادہ حماقت اس کی ہے جو ان چیزوں میں اللہ کو حاصل کرنے، اونٹ چھت پر چڑھ سکتا ہے لیکن اللہ ان

چیزوں میں نہیں ملتا ہے اس پر ابراہیم دنیا کو چھوڑ کر نکل گئے اور اعمال مسجد میں خوب مشغول رہے اور ضرب المثل بن گئے تھے صلاح وتقویٰ میں، عادت یہ تھی کہ ظاہری سبب میں مشغول رہتے، لوگوں کو معلوم ہو جاتا تو آگے چل پڑتے ایک دفعہ ایک باغ میں بارہ سال کام کرتے، بارہ سال بعد مالک نے آکر انار مانگے، سارے کھٹے نکلے تو پوچھنے پر کہا کہ اتنے عرصے میں یہ بھی پتہ نہ چلا کہ کونسا میٹھا کونسا کھٹا ہے، کہنے لگے مجھے باغ کی رکھوالی پر ملازم رکھا ہے نہ کی انار کھانے پر، اس پر اس مالک نے زور سے تھپڑ مارا کہ ایسی بات کہتے ہو جسے ابراہیم کے سوا اور کوئی نہیں کہہ سکتا، کچھ عرصہ بعد لوگوں سے معلوم ہوا کہ یہی ابراہیم ہیں تو آکر معافی مانگی، قدم چومے، ایک مرتبہ بیٹھے ہوئے دریا کے کنارے کپڑے سی رہے تھے کہ بادشاہ کے ساتھیوں نے آکر کہا کہ حکومت سنبھالو آپ کے بغیر مزا نہیں آتا حکومت کرنے میں، کہنے لگے مجھے تو تمہارے بغیر بہت مزے ہیں، زیادہ اصرار پر سوئی سمندر میں پھینک کر کہا کہ اگر حکومت ہے تو اس سوئی کی سمندر میں سے نکال دو، انہوں نے کہا ایسی لاکھوں لا سکتے ہیں لیکن اس سوئی کو نہیں لا سکتے کہنے لگے میں لا سکتا ہوں، اے مچھلیوں میری سوئی دو، ایک مچھلی اپنے منہ میں سوئی لے کر آئی اس کے پیچھے اور بھی مچھلی تھی آپ نے لے لی، ایسے ہی خادم بنی، ابو ردکانہ کی سوئی ایک بڑے سمندر میں گر گئی، اے مچھلیوں میری سوئی مجھے لا دو لہٰذا فوراً مچھلی سوئی لے آئی، اب ہدایت لینے کے لئے مجاہدہ ہے، ہدایت کپڑوں، دکان، پیسہ سے نہیں ملتی ہدایت کے لئے اعمال رکھے گئے ہیں اور مجاہدہ یہ ہے کہ ان اعمال کے لئے ہر حال میں نکل جائے چاہے کچھ پاس ہو یا نہ ہو کہ ہم اللہ کے راستے میں نکلیں گے اللہ بنا دیں گے اسی کی آواز دعوت میں لگاؤ اور اس دعوت سے حضور صلی اللہ کی طرح بن جانے پر یقین ہو، تعلیم و دین سیکھنے پر مشغول ہو کہ اس سے اللہ پالیں گے اس پھیلانے کے لئے اٹھ مال جان لے کر اٹھ، اپنے مسائل میں تعلیم و ذکر و نماز کے بعد صرف خدا سے کہتے رہو ان کے راستے میں چلتے رہو ہدایت مانگتے رہو کہ ان اعمال خمسہ سے زندگی بنے گی کی یہ حضور ﷺ کے طریقے ہیں اس طرح محنت کرتے رہو کسی طرح ایک دن دل کی گرہ کھل جائیگی، تو یہ سارے نقشے مردار ہیں ان کے اندر سے کچھ نہیں حضور ﷺ والے طریقے زندہ ہیں اندر سے بہت کچھ ہے باہر سے کچھ نظر نہیں آتا پھر تم ان تمام اعمال کو چھوڑو گے جو ان کے طریقے کے خلاف ہو اسلامی زندگی آجائے گی اور رو رو کر محنت کرو دارین میں چمکنے کے لئے ہدایت لینا بہت ضروری ہے اس کے حصول کے لئے اگر کاروبار یا گھر بگڑا تو صرف تمہاری چیز بگڑی حضور ﷺ کی کونسی چیز اس سے بگڑ گئی تمہارے سارے اعمال غیر اسلامی ہیں ساری چیز میں غیر اسلام ہے، اگر تم صرف نام کے مسلم ہو لہٰذا اپنے اعمال و چیزوں کے لٹنے پر میں

رونے کو نہیں کہوں گا بلکہ شکر کرنے کو کہوں گا کہ غیر اسلام ٹوٹا ہدایت کے لئے محنت کرو، دعوت نماز ذکر دعا خدمت کے بعد دعا کرو کہ اے اللہ صورت تو کر لی لیکن ہدایت تو ہی دے گا صرف ہدایت کے طالب بنے رہو کسی اور چیز کے نہیں، تخت سلیمانی ہدایت کے آگے ایک پر کے برابر نہیں ہے، ہدایت لینے کے بعد تم خود ہی اعمال صالحہ کی تفصیل معلوم کرتے رہو گے، آج جو تبلیغ میں صرف ہدایت لینے کو کہتے ہیں جب ہدایت مل گئی تب تفصیل و مسائل تبلیغ میں آئیں گے مالیات زندگی چیزیں، اپنی محنتوں سے زندگی بننے کا گوبر بھرا ہوا ہے اس ہدایت کے لئے ہے چار ماہ، چار ماہ کے بعد ہدایت ملی ہے یا نہیں اگر آتے ہی کہا منشی جی مجھے جلدی رخصت کرو بیوی بچے تنگی میں ہوں گے میں تو ملنے آیا تھا سو تین چلہ لے لیا اسے ہدایت بھی نہ ملی، اس نے اعمال میں کسی عمل میں کمی کی ہوگی اور ایک وہ ہے جو واپس آکر اس بات کی فکر میں ہے کہ گھر واپس جا کر کیا کروں کہ حاصل کردہ مایہ کہیں ضائع نہ ہو جائے اسے محفوظ رکھنے کی مقامی کام میں تدابیر معلوم کرے گا، گھر جا کر جہاں اس مایہ میں کمی آئی فوراً باہر نکل کر اس کمی کو دور کر دے گا اس سے اپنی زندگی درست کرنے میں امتحان ہوگا جس سے اسے اپنی تمام آرام و آسائش و راحت میں کمی کرنی پڑے گی، لیکن یہ کہتے جاؤ مجھے قورموں کھانوں آرام و راحت سے زیادہ محبوب اسلام والی زندگی ہے۔

مادّی لائن والوں کو خالق سے استفادہ والی لائن کا علم نہیں ہے

عمومی بیان

بعد عصر جمعرات ۱۹/اپریل ۱۹۶۲ء مطابق ۱۳/ذی قعدہ ۱۳۸۲ھ

بعد خطبہ مسنونہ ارشاد فرمایا:

میرے بھائیو اور دوستو!

انسان کی محنت جہاں لگتی ہے وہ اس پر کھلتی ہے اور جہاں سے ہٹتی ہے وہ نہیں کھلتی ہے، جو زراعت پر محنت کرے تو زراعت بجمیع اجزاء کھلتی جائے گی، لیکن تجارت نہیں کھلے گی تجارت پر محنت سے زراعت نہیں کھلے گی، انسان پر انکشاف اس کی محنت سے ہوتا ہے۔ جس طرح دنیا میں زندگی کامیاب بنانے کی بہت سی شکلیں ہیں اور صرف اس پر وہی شکل کھلتی ہے جس پر محنت کرتا ہے، ڈاکٹر صرف ایک لائن کو لے رہا ہے مسائل زندگی میں سے، پھر ڈاکٹروں کی بھی خصوصیات ہیں، آنت والے ڈاکٹر سے دانت کا علاج نہیں ہو سکے گا، اسے تو صرف آنت کی تفصیلات معلوم ہیں جو ڈاکٹر دانت پر محنت کرے گا اسے صرف دانت کا انکشاف ہوگا آنت کا نہیں، ساری لائن پر محنت کرنے سے صرف اسی کا علم تفصیل سے ہوتا ہے، تمام مادّی لائن میں قدر مشترک یہ ہے کہ یہ مخلوق سے متعلق ہیں جیسے ان مادّی لائنوں میں ایک کو دوسری لائن کا علم نہیں ہے اسی طرح سے ان تمام مخلوق مادی لائن والوں کو خالق سے استفادہ والی لائن کا علم نہیں ہے اور جب خالق سے استفادے کا علم نہ ہوگا تو خود بھی نہ پہچانے گا کہ خالق سے استفادہ والی لائن ہی میں انسان خود پر محنت کر کے خود کو پہچانتا ہے ایمان کے لحاظ سے خدا کو اعمال کے لحاظ سے حضور ﷺ کو سامنے رکھو مادّی لائنوں سے زندگی نہیں بنتی ہے، کامیابیوں کا منبع و سرچشمہ خدا ہیں، لہٰذا خدا سے استفادہ کے لئے حضور ﷺ کا طریقہ لو تو پھر ایمان و اعمال کی جگہ اپنا جسم ہی بنے گا ہمارا جسم حضور کی نقالی کے لئے بنایا گیا ہے

حضور ﷺ نے کامیابی اعلیٰ درجے کی حاصل کی ہے اور انبیاء بھی دنیا و آخرت میں اس کامیابی کو نہ پہنچ سکے اور ہمیں ان کے اتباع کا حکم ہے۔ اتبعوا ھذا النبی الامی اب حضور ﷺ والے راستے پر چل کر ہم بھی ضرور کامیاب ہوں گے، حضور ﷺ والے طریقے چیزوں والے نہیں ہیں، صرف اپنے اعضا کے اعمال پر ہے اس لحاظ سے آسان ہے کہ اس میں فلاح موجود ہے ہر انسان کے پاس، چار ہزار لگانا مشکل ہے یہ نسبت اپنی جان محض لگانے سے حقیقت میں زراعت، تجارت، ملازمت، مزدوری سب مشکل ہے دین کے مقابلے میں کہ ان تمام لائنوں میں ہزاروں چیزوں کے بعد کامیابی کی شکل بن سکے گی، لیکن دین کا مطالبہ صرف آپ کے اعضاء سے پورا ہو جائے گا آپ کے علاوہ کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے حضور ﷺ یتیم و غریب بن کر آئے باپ نہیں ہے، باپ اگر ہوتے تو اپنے اکلوتے بیٹے کی وجہ سے وہ اس کی زندگی بنانے کے لئے خوب محنت کرتے دادا اتنی محنت نہ کر سکتا ہے کہ خود اس کے بیٹے ہیں اور پوتے ہیں، اسی وجہ سے تمام دائیوں نے لے جانے سے انکار کر دیا کہ یہاں دادا کیا دے گا، حلیمہ نے سوچا کہ خالی گود بد شگونی ہے اس سے بچنے کے لئے محمد کو لے ہی لو کہ دادا سو نہ دیگا تو دس تو دیگا، لیتے ہی برکتوں کا ظہور ہوا پہلے حضور ﷺ کا رضاعی بھائی ثوبان قلتِ دودھ کی وجہ سے دن رات روتا رہتا تھا اب حضور ﷺ کے آتے ہی اتنا دودھ آ گیا کہ حضور ﷺ کے پینے کے بعد بھی اس نے خوب پیا پہلے حلیمہ کی گدھی سب سے پیچھے رہ جاتی تھی اور وہ آگے والوں کو آوازیں دیتی رہ جاتی لیکن جب حضور ﷺ کو اپنی گود میں لے کر گدھی پر بیٹھی تو وہی گدھی سب سے آگے چلی گئی، سب حیران ہو کر کہتے حلیمہ ٹھہر وہ کہتی یہ تو رکتی نہیں تم ہی آگے آ جاؤ، غور کرنے کی بات ہے کہ حضور ﷺ کے کسی کی گود میں آ جانے سے غیر مسلم کو اتنی برکات و اثرات ملی ہیں اور جانور پر بھی اثر پڑتا ہے اگر ہم مسلمان حضور ﷺ والے اعمال لیں گے تو نہ معلوم کتنی برکت ملے گی، اعمال آپ کے اندر سے باہر آئے ہیں، حضور ﷺ کے دل والا یقین کتنا اونچا ہوگا، یہ اس وقت کی باتیں ہیں جب کہ نبی نہ تھے نبی بنانے کے ارادے تھے نبی بننے کے بعد تو برکت کتنی بڑھ گئی ہوں گی، اندر سے آنے والے اعمال میں کتنی برکت ہوگی، اللہ سے فائدہ لینے کے لئے اعمال جیسے حضور ﷺ والے بنالو، لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اسی کا نام ہے کہ جتنی لائنیں دنیا میں کامیابی کے لئے مروج ہیں ان کو چھوڑ کر خدا سے براہ راست فائدہ حاصل کرنے کے لئے حضور ﷺ والے اعمال ۲۴ گھنٹے کے لے لو، خدا کو پہچانو، ان کو بھی اسی وقت پہچانو گے جب حضور ﷺ والے طریقے پر محنت کرو گے ہر لائن میں محنت کرنے کے بعد اس لائن کا تفصیلی علم ہوتا ہے محنت سے پہلے نہیں میری بات سننے سے

بغیر محنت کے نہیں کھلتا ہے تبھی تو اعذار رہ جاتے ہیں، اگر اپنی محنت کریں تو اعذار بھی باقی نہ رہیں چنانچہ جب کفار نے حضور ﷺ سے مطالبہ کیا کہ پہلے اللہ فرشتے، احیاء موتیٰ دکھاؤ تو اسلام لے آئیں گے، حضور ﷺ نے صاف کہہ دیا میں اس واسطے نہیں بھیجا گیا ہوں صرف کلمے کے واسطے بھیجا گیا ہوں اس پر محنت کرلو جب چاہیں گے دکھا دیں گے تیرہ سال تک یہی بات ہوتی رہی خلاف دیکھتے رہے کہا جارہا ہے لیکن دھواں دار پٹائی ہورہی ہے، ہم دہلی میں دولاکھ ہیں اور پندرہ برس میں وہ سب کچھ بولتے رہے جو ہم سے بلوایا گیا کہ نہ کہا تو مارے جائیں گے لیکن مکہ میں سو سے کم نے تیرہ سال تک صرف ایک کلمہ حق ہی کہا چاہے کتنی تکلیفیں دی گئیں، ریت پر لٹانا سینے پر پتھر رکھنا، آگ پر لٹانا، یہاں تک کہ وطن چھوڑ کر حبشہ اور مدینہ منورہ چلے گئے، اب پندرہ سال بعد اللہ نے دکھایا اور جتنی چیزوں کا مطالبہ اہل مکہ نے کیا تھا وہ سب دکھایا، لکڑی تلوار بن گئی ہمارے مارے بغیر فرشتوں نے مارا ہمارے باندھے بغیر فرشتوں نے باندھا پندرہ برس تک اپنی آنکھ سے کچھ نہیں دیکھا معراج کا واقعہ آناً فاناً ہوا، لحاف کی گرمی نہ ختم ہوئی کنڈی واپسی میں ہل رہی تھی اور کام اتنا لمبا چوڑا، سفر شام، امامت انبیاء، سیر آسمان وغیرہ وغیرہ، اٹھ کر اُم ہانی سے کہا کہ آج اللہ نے کیا قدرت دکھائی تھوڑی دیر میں یہ ہوا حضور ﷺ اس کے بعد باہر اہل مکہ کو سنانے کے لئے جانے لگے تو اُم ہانی حضور ﷺ کا پلہ زور سے پکڑ کر کہا کہ مت جائیں کہ اہل مکہ اس انہونی بات پر بے حد مذاق اڑائیں گے، حضور ﷺ کو کسی قسم کا فکر نہ تھا مکہ چھوڑ کر سرداروں کی محفل میں پہنچ گئے، انھیں مخاطب کر کے سارے حالات سنائے جس پر وہ بے حد ہنسے کہ گر گر پڑتے ایک دوسرے کو تھپڑ مارتے کچھ کچے اس واقعہ پر مرتد ہو گئے، کچھ صدیق کے پاس گئے اور کہا اس ساری کہانی کے بعد بھی انھیں سچا مانو گے جواب ملا کہ اگر حضور ﷺ نے کہا ہے تو حق ہے اس میں تعجب کی کیا بات ہے میں تو اس کا قائل ہوں کہ ادھر سے جبریل پلک جھپکنے میں ہر وقت آتے رہتے ہیں ان کی قدرت ہے، تو اسی قدرت سے اُدھر بھی جاسکتے ہیں حضور ﷺ پر اتنا اعتماد تھا اس پندرہ سال میں کچھ نہ دیکھا الا ماشاء اللہ، ایک عورت کے اسلام لاتے ہی اس کی بینائی چلی گئی اس نے کہا اے اللہ ہر چیز تیرے اختیار میں ہے تو نے ہی بینائی لی ہے پس واپس کردے ورنہ یہ کفار مجھ پر، رسول پر، اسلام پر باتیں کریں گے چنانچہ بینائی واپس مل گئی جزوی واقعات مل جائیں گے حضور کی بات کے اعتماد پر سب کچھ ہو رہا ہے، حضور ﷺ کے علاوہ کا تصور نہ کرسکتے تھے لیکن فتح مکہ پر زبیر و علی کو ایک عورت سے خط لانے بھیجا، پوری تلاش کے بعد بھی نہ ملا کہا کہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ تیرے پاس خط نہ ہو نکال دے ورنہ ننگا کر کے آگے پیچھے انگلیاں ڈالی جائیں گی اس نے لاچار ہو کر

اپنے سرکی مینڈھی کھول کراس میں سے خط نکالا، ہم حضور ﷺ کے طریقہ پر چلیں گے تو کامیابی ہمیں ہی ملے گی، جس دن چاہیں گے موجودہ نقشے کو بدل دیں گے تو ہمارے اعمال خدا کے پسندیدہ حضور ﷺ والے ہیں، موجودہ تمام ترتیبیں بدلی جائیں گی، کرتے کرتے بعد میں مکاشفات ہوئے کفار مکہ کے تمام مطالبات پورے ہوئے تابعین کی دعا پر مردہ زندہ ہوئے ہیں آسمان سے کھانے اترتے ہیں پانی برسے، افریقہ کے ٹیلے پر آواز لگائی چھاؤنی بنانے کے لئے ایک جگہ طے کی گئی علاقوں والوں نے کہا کہ چھاؤنی ۱۰ سال نہ بن سکے گی یہ اسمیں اتنے اتنے جانور ہیں کہ انھیں اتنے دن میں پکڑا جاسکے گا صحابہ نے کہا کہ چوتھے دن یہاں چھاؤنی پڑے گی، ایک ٹیلے پر امیر نے کھڑے ہوکر کہا کہ ہم حضور ﷺ کے خدام دین کے لئے آئے ہیں تم یہاں سے تین دن کے اندر نکل جاؤ اس کے بعد جو ملے گا ماردیں گے قوم بربر کے لاکھوں انسانوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ہر جانور ہزاروں کی تعداد میں جارہے ہیں تین دن کی بجائے ۲۴ گھنٹے میں جنگل خالی ہوگیا اسے دیکھ کر لاکھوں آدمی اسلام لے آئے جب تم غیب پر یقین کرتے جاؤ گے استقامت کے ساتھ، پختگی یقین کے بعد اللہ کریں گے، آج ہم دو رکعت پڑھ کر ایک تسبیح پڑھ کر فرشتوں رحمتوں کے منتظر رہتے ہیں اس طرح سے نہیں بلکہ سارے اعمال کو حضور ﷺ والی لائن یقین و ایمان کے ساتھ، موٹر جب بار بار رکے تو اسے ہر بار کھول کر ٹھیک کرتے جائیں گے اسی طرح جب تک زندگی بن نہ جائے اپنے اعمال کو دیکھتے رہو، کہ معاشرہ نماز تجارت گھر کے ہر عمل کو دیکھتے رہو گے، ذہن ہر وقت عمل ہی کی طرف جائے یہ تو بعد کی بات ہے آج ہماری زندگی کے سارے اعمال خراب ہیں پہلے ایمان و یقین کامل حاصل کیا جائے قدرت کے تحت تمام نقشے ہیں قدرت ان سے آزاد ہے، تمام نقشے مشیت ایزدی میں جڑے ہیں، ایٹم، ملک، فوج ہتھیار، جہاز کھیتی ہر نقشے کا یہی حال ہے مشیت ایزدی کسی نقشے کی پابند نہیں ہے اس کے سب پابند ہیں اس کی مشیت کے ارادے پر ہم بغیر چیزوں کے کامیاب ہوں گے، حکومت والے فرعون کی طرح مال والے قارون کی طرح قوت والے عاد کی طرح ہلاک ہوں گے جب کہ محنت کر کے تمام اعمال ویسے بناؤ جس سے قدرت موافقت میں آجائے، جب کسی سے نکلنے کو کہا جائے تو پیسہ کا عذر کردیتا یعنی یہ لائن پیسہ پر موقوف ہے اس سے یہ لائن نہیں چل سکتی ہے جس حالات میں ہوں عمل پر کھڑے ہوجاؤ قدرت پر یقین کر کے، عمل کی شکل صحیح ہو، اپنی وسعت کے مطابق خدا پر یقین کرکے، اگر مال پر یقین ہو تو صورت عمل ہے، حقیقت نہیں حضور ﷺ والے اعمال کی طاقت صرف قدرت خدا

ہے بقیہ تمام لائنوں کی طاقت مخلوق مادہ ہے اگر حضور ﷺ والی لائن پیسے پر چلے تو پیسہ اصل ہوا نہ کہ حضور ﷺ

والے اعمال، آج پیسہ پر یقین کے ساتھ دین ہے تبھی تو دین سے ہوتا نظر نہیں آتا، اس دین سے تو کچھ ہو بھی نہیں سکتا اسی دین سے کچھ ہو سکتا ہے اور ہوگا جس کی بنیاد صرف یقین قدرت خدا پر ہو صلاح پر وراثت ارض کا وعدہ ہے نہ کہ نقشے بنانے پر، تقویٰ پر رزق صرف قدرت کی وجہ سے ہے نہ کہ مال کے نقشوں پر اس کے لئے موجودہ زندگی کی ترتیب کو بدلو، اس محنت میں نہ پیسے کا زوال چاہیے نہ پیسے کا وجود، اگر پیسہ یا مال ہے تو اس کا زوال مطلوب نہیں اگر نہیں ہے تو اس کا وجود بھی مطلوب نہ ہو، ہو نہ ہو اس کا یقین ہٹنا ضروری ہے مکان اپنی ترکیب وتدبیر، دکان تجارت سے یقین ہٹ کر حضور ﷺ والے اعمال پر آ جائے یہ ضروری ہے، اس کی مشق بھی ضروری ہے، ہمارا یقین پیسوں چیزوں پر ہے کہ پیسہ ہوگا تب جاؤں گا، اگر پیسہ نہ ہو تو بھی چلو، فاقہ آئے گا تو حضور ﷺ اور صحابہ نے بھی فاقہ کیا تھا اور اگر پیسہ ہے تو اس سے ہونے کا یقین نکالو تو دعوت عبادات ذکر کا اور ان کے پھیلانے کی محنتیں سب اس پر ہوں کہ اعمال پر خدا بہت کچھ کریں گے اور وہ مبارک دن لائیں گے جس دن حضور ﷺ والے اعمال کی قیمت کا پتہ لگ جائے گا جیسے حضور ﷺ ساری کائنات سے قیمتی ہیں آپ کے اعمال بھی کائنات سے زیادہ قیمتی ہیں اس وجہ سے اعمال کے بدلے میں جنت مستقل طور پر بنائی ہے حضور ﷺ کے جس عمل پر یہ دنیا قیمت بنا کر دی جائے تو وہ عمل قبول نہیں ہوا، اگر دنیا عمل پر صرف ایسے ہو، جیسے کھانے میں چٹنی کی حیثیت تو یہ عمل قبول ہوا اسی وجہ سے حضرت عمرؓ مال وملک کے بڑھنے پر اتنا روتے کہ جان کا خطرہ ہو جاتا حضور ﷺ جامع خیر تھے ان کے پاس یہ ملک ومال نہیں تھا لہٰذا اس میں خیر ہے ہی نہیں، خدا نے کتنا بڑا بنایا مجھے یہ ملک ومال دیتے جا رہے ہیں لہٰذا اس محنت میں آگے بڑھ لیکن ملک ومال سامنے نہ ہو ان کی رضا اپنے سامنے رکھو۔

اشکال سے زندگی کا بننا یا بگڑنا اللہ تعالیٰ کے ارادہ پر منحصر ہے

(عمومی بیان

بعد فجر جمعہ ۲۰/اپریل ۱۹۶۲ء مطابق ۱۴/ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ

بعد خطبہ مسنونہ ارشاد فرمایا کہ:

میرے بھائیو اور دوستو!

انسان کی محنت سے اس کو ہدایت یا ضلالت ملتی ہے، ہدایت وضلالت سے پھر انسان کے اشکال اعمال بنتے ہیں جس سے کامیابی یا ناکامیابی ملتی ہے، اگر محنت ضلالت والی ہو تو ناکامیابی بڑھتی جائے گی اور محنت سے ہدایت ملتی ہو تو کامیابی ملتی جائے گی، کامیابی یا ناکامی کا انحصار ہر شخص کی محنت پر ہے ظاہر میں انسان کو اپنی محنت سے ملتا دکھائی دیتا ہے، ایسے ہی محنت سے دل میں ہدایت کی روشنی جاتی ہے یا ضلالت کا اندھیرا، ہدایت ملتی ہو تو اعمال اچھے ہیں، ضلالت سے اعمال روز بروز بگڑتے جاتے ہیں، قرآن حدیث میں جو بات بتائی گی ہے ہمیں وہ اس طرح نظر آئے، ضمیر کی آواز قرآن وحدیث کے خلاف ہو ضلالت ہے اور دل کی ظلمت ہے اگر ہدایت ہو تو اپنے ہر ہر عمل سے کامیاب بنے گا، اگر ضلالت ہے تو اپنے ہر ہر عمل سے مصائب میں گرفتار ہوتا جائے گا، قرآن وحدیث میں کیا ہے اس سے ہمیں دلوں کا حال معلوم ہو جائے گا کہ ہدایت ہے یا ضلالت، قرآن وحدیث میں بتایا گیا ہے تمام اشکال، فلکی، سفلی علوی، پہاڑی، بحری، بری، ریگستانی وغیرہ سے کچھ نہیں ملتا، خود یہ اشکال، خدا کے بنانے سے بنتے ہیں، اشکال سے زندگی کا بننا یا بگڑنا ان کے ارادہ پر منحصر ہے، تمام اشکال سرمایہ داری غربت، فقر، زرودولت، تجارت، زراعت، ملازمت وغیرہ سے کچھ نہیں ہوتا ہے، پہلے رحم مادر میں صرف جسم تھا، روح کہیں علیحدہ تھی، دونوں کو ملایا پھر دونوں کو جدا کرتے ہیں اور علیحدہ علیحدہ رکھ کر قیامت کو دوبارہ جمع کریں گے، ایسے ہی جب تک وہ چاہیں شئی کی خاصیت جمع رکھیں، جب چاہیں شئی کی خاصیت علیحدہ کر دیں، قلعہ سے جب چاہیں حفاظت نکال لیں، بحر

سے تغریق، نار سے تحریق نکال لیں، کھانے میں سے بھوک مٹانا نکال لیں کھانے کے بعد پینے میں سے پیاس بجھانا نکال لیں پینے کے بعد تمام مسائل کا تعلق ظواہر سے نہیں ہے، پیدائش کا تعلق ایک شکل سے ہے جب چاہے اس کے بغیر پیدا کر دے، یا شکل میں پیدا نہ کرے، ایسے ہی شکل مال ملنے کی ہو لیکن نہ ملے، اشکال دینے کے بعد ان میں جو چاہے وہی ہوگا، پرورش یا بگاڑ، خالق اشکال کے ذاتی تصرف سے ہر انسان کی پرورش ہوتی ہے، تمام اشکال ظاہرہ سے تمہاری تربیت نہیں ہوتی ہے وہی تمہیں بناتے ہیں، سیراب کرتے ہیں، بھوکا کرتے، بیمار کرتے، تندرست کرتے، مارتے زندہ کرتے ہیں، ہر شئے کا انتظام اگرچہ شکل کے راستہ سے ہو رہا ہے لیکن حقیقتاً خدا کر رہا ہے، الحمدللہ رب العالمین، جہاں پلنا دکھائی دے رہا، خدا سے ہو رہا ہے، صحت دوا سے نہیں، درستگی حالات، مکانات کارخانوں سے نہیں، خدا کے ہاتھ میں ہے، پانی میں سورج نہیں ہے، دکھائی دیتا ہے، ایسے ہی اشکال میں پلنا دکھائی دیتا ہے، لیکن ہے نہیں، پانی میں کتنا ہی ہاتھ مارو سورج ہاتھ نہیں آئے گا، ایسے ہی اشکال میں جتنا گھسیں پلنا نہیں ملے گا اب ہمیں یہ دکھائی دے کہ اشکال سے ہو رہا ہے یہ ضلالت ہے اور اگر دل میں اشکال سے نہ ہوتا خدا سے ہوتا دکھائی دے رہا ہے، قرآن میں بہت سے واقعات ہیں کہ ظواہر کے خلاف اشکال سے مسائل نکلے فرعون کے پاس حکومت کا نقشہ ہے لیکن موسیٰ علیہ السلام کو نہ مار سکا، بلکہ اپنی گود میں رکھ کر پالا ہے کہ پالنے والے کا ارادہ، پالنے وعزت دینے اور نبی بنانے کا ارادہ تھا، پوری حکومت فرعونیہ خود ختم ہوگئی، نمرودی حکومت نے ابراہیم علیہ السلام کا نہ پیدا ہونا چاہا لیکن پیدا ہوئے، مارنا چاہا لیکن نہ مرے، ملک سے باہر کیا لیکن نہ اجڑے، آل اسحاق سے انبیاء چلائے، اور آل اسماعیلؑ سے سید الانبیاء اور حج کا سلسلہ چلایا، قارون میں یہ بات دکھائی کہ مال سے نہیں ہوتا، اگرچہ اس نے اپنے مال سے موسیٰؑ پر تہمت زنا کی کوشش کی تھی لیکن وہ قیامت تک کے لئے ذلیل ہو گیا کہ مال کی شکل سے نہیں ہوتا قوم سبا کو باغات میں ہلاک کیا کہ باغات سے کامیابی نہیں ہے، قوم عاد کو اس کی قوی قوت میں ہلاک کیا، نوحؑ کی قوم کو اکثریت میں قارون کو مال میں نمرود اور فرعون کو ملک و مال کے نقشے میں، ہمیں یہ دکھایا کہ شکلوں سے نہیں ہوتا ہے وزیر صاحب کی سفارش سے یہ کام ہو جائے گا، محنت سے مال مل رہا ہے ممبری سے میں کامیاب ہو جاؤں گا کھانے سے پیٹ میرا بھر جائے گا، اگر واقعی دل میں بھی ہو تو خدا کی قسم ضلالت ہے، یوسفؑ کو مشکل سے ہٹایا، خواب دکھایا۔ چاند، سورج، ستارے مجھے سجدہ کر رہے ہیں، باپ سے بیان کیا ماں سوتیلی نے سن کر اپنے بیٹوں سے کہا ان کو حسد ہوا چونکہ یہ اس چھوٹے کو چاہتے ہیں اس وجہ سے وہ اپنی دعا سے اسے نبی بنوا رہے ہیں ہم بڑے

ہیں ہمیں بنواتے، حالانکہ ان کے نبی ہونے کی وجہ سے انہیں محبت تھی اب اس کے بعد ذلت بنائی، کنوئیں میں پھینکنا، قافلہ کے غلام بننا، مصر میں بکنا پھر تہمت زنا، پھر جیل یہ تمام اشکال چھوٹے بننے کی ہیں، آخری شکل یہ تھی کی تہمت نہ لگتی اور زلیخا کے محبوب بن کر ملک پر چھا جاتے، لیکن اسے بھی توڑا، آخر میں جیل میں ایک شخص کو دعوت دی اس کے ایمان پر اس سے کہا کہ بادشاہ کے یہاں میرا ذکر کرنا، اس رجوع والی شکل پر جیل اور بڑھادی اب شکل بالکل ختم ہو گئی عزت کی، بادشاہ نے خواب دیکھا صبح کہ درباریوں کی ناواقفیت پر وہی شخص نے بادشاہ سے اجازت لے کر یوسفؑ سے تعبیر پوچھی بادشاہ کو پسند آگئی، جس پر بادشاہ نے جیل سے بلوایا، انکار کر دیا کہ پہلے عورتوں سے پوچھو کہ انہوں نے ہاتھ کیوں کاٹے، یوسف شکل سے متاثر نہ ہوتے تھے جب میں مجموعۂ حسن سے متاثر نہ ہوا تو اکیلی زلیخا سے کیسے متاثر ہو جاتا، لہٰذا زلیخا نے ہاتھ ڈالا بادشاہ نے عورتوں کو جمع کر کے ان سے پوچھا جس پر زلیخا نے اپنی غلطی کا اقرار کیا اس سے پہلے بھی یہ ہوا تھا کہ جب کمرہ سے باہر بھاگے اور وزیر مل گیا تو یوسفؑ نے عیب زلیخا کا چھپایا، زلیخا بعد میں آئی اس نے آتے ہی کہا وزیر سے تمہاری کیا رائے ہے اس شخص کے بارے میں جو تمہاری بیوی پر بری نیت سے ہاتھ ڈالے کیا کوئی دلیل نہیں، یوسفؑ نے کہا تمہارا گواہ بچہ دودھ پینے والا، بچہ نے کہا کہ اگر آگے سے قمیص پھٹی ہے تو عورت سچی اور اگر پیچھے سے پھٹی ہو تو عورت جھوٹی (**یا یوسف اعرض عن هذا**) آخر کار جیل میں (**انك كنت من الخاطئين**) انہیں جیل میں ڈالنا انہیں مجرم ظاہر کرنے کے لئے تھا اور یوسف اس میں کئی سال رہے کوئی لشکر یا فوج تیار نہ کی صرف ایک رات میں تخت وزارت پر اللہ نے بٹھا دیا یہاں شکل سے نہیں ملا پھر بھائی آئے ماں باپ بھی آئے اور سب نے سجدہ کیا یہ خواب کی تعبیر ہوئی، یہ بڑائی شکل سے نہیں ملی پہلے شکلیں ٹوٹتی رہیں، پھر ایک دم بن گئیں ایسے ہی ایوبؑ کے ساتھ ہوا ہر روز شکل بگڑتی جاتی، باغات ختم، جانور ختم، بچے ختم، سامان، جائیداد ختم گاؤں والوں نے بیماری کے بعد گاؤں سے نکال دیا، پھر اللہ نے اپنی قدرت سے ساری بیماری دور کر دی، سارے بچے واپس کئے، سامان جائیداد، باغات، جانور وغیرہ واپس ہوئے ایسے ہی ابراہیمؑ کی ولادت سے پہلے کوشش کی کہ صحبت نہ ہو نا کام، پیدا نہ ہو، ناکام، جلاد ڈالیں ناکام، نمرودی حکومت ناکام ہوتی رہی، ابراہیمؑ نے صداقت کے لئے نعرۂ توحید لگایا اور عید کے دن سارے بت توڑ کر کلہاڑا بڑے کے سر پر رکھ دیا، اب خلاف میں حکومت اکثریت اور پبلک ہے، سب نے پوچھا کہ قاتل کون ہے جواب دیا تمہارا قانون ہے جس کے پاس ہتھیار ہو وہی قاتل، اب بڑا بت حامل کلہاڑا ہے اس سے پوچھ لو، سب نے کہا ابراہیمؑ تو بھی جانتا ہے کہ یہ بولتا نہیں اب

اکیلے ابراہیمؑ سب کو ڈانٹ رہے ہیں، ابراہیم اگر اکثریت حکومت سے متاثر ہوتے تو یہ بت کیسے توڑتے، آگ جمع ہوئی تمام آسمانوں میں کھلبلی مچ گئی جس سے زیادہ محبت ہے اسے تکالیف زیادہ اب حکم ہو تو ان کی مدد کریں، ابراہیم شکلوں کو توڑتے جا رہے ہیں، ملک الجبال نے آ کر کہا کہ حکم ہو تو پہاڑ سے اس قوم کو تباہ کر دوں (اما الیك فلا) شکل کی طرف مائل نہ ہوئے دوسرے فرشتہ نے کہا حکم ہو تو سارے آگ کے سمندر کو بارش کے پانی سے بجھا دوں (اما الیك فلا (حسبنا الله ونعم الوکیل) بڑھتے ہوئے آگ میں گرائے گئے (یانار کونی برداً وسلاما علی ابراهیم) شکل کو ہی بدل دیا شکل خود نہیں کرتی خدا کرتے ہیں، ضلالت والی شکل بچاؤ ڈالا، پہلے "کونی بردا" کا حکم ملا، جس سے بہت ٹھنڈک ہوگئی، ابراہیم نے کہا سردی نے مار دیا پھر "سلاما" کہا یہاں سے حکومت نمرودیہ کے مناظرے ختم اب نمرود کی بیٹی رعضہ نے دیکھا کہ ابراہیم تو بڑے آرام و راحت سے ہیں جلنے کی بجائے بیٹی نے کہا میں بھی آ جاؤں کہا ہاں کلمہ کہتے ہوئے آ جاؤ، وہ بھی آ گئی اور نہ جلی، سب نے اکٹھے ہو کر مشورہ دیا، اگر ایسی ہی حالت رہی تو سارے لوگ ایمان لا کر آگ میں کودتے جائیں گے اور سارے اسلام میں داخل ہو جائیں گے لہٰذا انہیں آگ سے نکال کر ملک سے باہر بھجوا دو، چنانچہ شاہی فرمان جاری ہوا، اے ابراہیم اس ملک سے چلے جاؤ چلے گئے یہاں تک یہ تھا کہ شکلوں سے نہیں ہوتا اب یہ ہے کہ بغیر شکلوں سے کیا ہوتا ہے چلتے چلتے ظالم بادشاہ کے یہاں سے گزر ہوا، عادت یہ تھی کہ ہر حسین عورت پر زبردستی کرتا، سائرہ کو بھی پکڑ لیا، تین مرتبہ آگے بڑھنے کا ارادہ کیا لیکن ہر مرتبہ مصیبت میں آ جاتا کہتے ہیں کہ جب بیوی کسی دوسرے کے پاس جائے چاہے کچھ بھی نہ ہو، دل میں آتا ہی ہے دل صاف نہیں رہتا لیکن جب سائرہ کو سپاہی لے گئے تو حضرت ابراہیم اور اس بادشاہ کے درمیان کی سب چیزوں میں سے جو آڑ بنے اللہ تعالیٰ شانہ، نے نکال دیا، وہاں دو بیویاں ایک بچہ کھانے پینے کا انتظام بھی اچھا، اب شکل توڑنے کا حکم ملا بیوی کو جنگل میں ڈال آؤ ہم پالیں گے، ڈال آئے بغیر شکل کے زمین پھاڑ کر پانی نکالا اور صرف پانی سے دونوں کو پالا، ابراہیم نے اونٹ سے اتار کر انہیں تھوڑا سا پانی اور کھجوریں دیں، کس پر چھوڑ کر جا رہے ہو، اللہ پر کس کے حکم سے اللہ کے، جاؤ وہ ہمیں ضائع نہ کرے گا، پھر دعا مانگی، یہاں کوئی شکل کسی قسم کی نہیں ہے صرف اس واسطے ڈالتا ہوں کہ نماز عبادت کو چل پھر کر قائم کریں، کھیتی باڑی یا اور کسی قسم کی شکل بڑھانے کے لئے نہیں ڈالا، شکلوں کے لئے تو ملک شام ہی کافی تھا، آپ اپنی قدرت سے پالیں، اسی وجہ سے حضورؐ نے فرمایا میں تجارت وزراعت لے کر نہیں آیا، میں امت کے پاس دین کی محنت لے کر آیا ہوں، یعنی شکلوں کو چھوڑ کر اعمال کے پھیلنے کا

ذریعہ بنے، اپنی قدرت سے پالیں بھی، دوسری جگہ ارشاد ہے کہ جب یہ امت کھیتوں اور تجارتوں میں لگ کر دین کی محنت سے ہٹ جائے تو ایسی ذلت مسلط کریں گے جس کو اللہ اس وقت تک واپس نہ لیں گے جب تک اپنے کام محنت دین پر واپس نہ آجائے، مکان، پانی، دوکان وغیرہ کوئی شکل نہیں ہے لیکن ابراہیمؑ اتنی لمبی چوڑی دعا مانگ رہے ہیں، تمام مسائل قربان کیئے، بیوی بچہ کے لئے تیمارداری، مکان، کھانا، پینا اور بچہ کی تربیت اور تعلیم بچہ کی شادی بیاہ جنازہ یعنی کسی بھی مسئلہ میں اپنا ہاتھ نہ ڈال سکے، اب حکم ملا ابراہیم جا گھر بنا کر آواز لگا دے باپ بیٹے بنا رہے ہیں جب عمارت قد آدم بن گئی تو پتھر اوپر ہوتا جاتا جب چھت کا وقت آیا تو پتھر اوراوپر ہو گیا بناتے بناتے دعا بھی مانگتے جارہے ہیں، محنت قبول فرما ایسی امت تیار کر جو مصلح ہو ایسے نبی بھیج جو طہارت اور کتاب وحکمت سکھائے پھر ساری دنیا کو آواز لگادی کہ آجاؤ ایک مرتبہ یہاں پر قیامت تک کے نقشے بنوار ہے ہیں، نبوت بھی بہت بڑی ہے کہ قیامت تک کے نبی ہوں گے امت بھی بہت بڑی ہے بس اب ذاتی مسائل قربان کر کے شکلوں کے مقابلے میں دعا مانگ لی، ابراہیمؑ تو خوش ہو جا تیری ہر بات پوری ہوگی، نمرود کے پاس ہزاروں شکلیں ہیں، لیکن ایک بچہ کے پیدا ہونے سے روک نہ سکا حتی کہ والدین ابراہیمؑ بھی صحبت کے نہ ہونے میں کوشاں تھے، والد ابراہیمؑ بھی وزیر تھے انہیں بھی فکر تھی اور والدہ ابراہیمؑ بھی متفکر کہ کہیں بچہ نہ پیدا ہو جائے ورنہ ہماری وزارت وآرام سب ختم ہو جائے گا، چنانچہ تمام مرد عورت مکانات سے باہر نکل کر میدان میں آگئے، مرد ایک طرف، عورتیں ایک طرف، نمرود خود اپنے ہاتھ میں جھنڈا لئے قدرت کے مقابلہ میں آگیا، رات کے بارہ ایک بجے نمرود کو نیند آگئی، بادشاہ سو گیا اور جھنڈا وزیر کے ہاتھ میں دے گیا، وزیر نے اس کو سلا دیا، عورتوں کی نگہبانی پر والدہ ابراہیمؑ تھی وہ حفاظت کے سارے انتظامات مکمل کر کے وزیر کے پاس ملنے آئی کہ عورتوں کی حفاظت مکمل طور سے ہو رہی ہے تم مردوں کی حفاظت کے انتظام مکمل طور پر کرلو، کہیں کمی نہ ہو ایسا نہ ہو کہ کہیں صحبت ہو جائے اور بچہ پیدا ہو جائے جس سے ہماری وزارت کا زوال ہوگا صحبت نہ ہونی چاہیے اور آپس میں صحبت شروع کر دی کہتے بھی جائیں اور کرتے بھی جائیں، صبح کو سب کی پٹائی ہوئی، کہ کیسے ہوئی، کہ کس کس نے صحبت کی لیکن معلوم نہ ہوا کہ اپنا جرم تھا جسے چھپایا جارہا تھا حکومتی زور سے پیدا ہوئے، بڑھے نہ جلے نمرود ہلاک ہوا، پورے قرآن کا ہر صفحہ وآیت کہے گی کہ خدا ہی کرے گا یہ دل میں بیٹھ جائے ہم بھی شکل سے ہونے کے اس وقت قائل ہیں جب کہ وہ زندہ ہو اگر مردود ہو تو فکر نہیں ہوتی، شیر کا نام سنتے ہی سب گھبرا کر ادھر اُدھر بھاگنے لگے اور جب اس کا مردہ ہونا معلوم ہوا تو فوراً سب جگہوں سے نکل کر ہم شیر کی طرف جائیں گے کہ جا کر

دیکھیں اس کا جبڑا کیسا اس کے دانت کیسے، ذہن میں ہے کہ یہ مردہ شیر کچھ نہیں کر سکتا زندہ کر سکتا ہے، ایسے ہی مخلوق ایک وجود ہے جس سے ہوتا نہیں ہے، صرف خدا کے چاہنے سے ہوتا ہے اسے دل میں پہنچانا ہے جس کے بعد ہدایت ملی گی اور بقیہ سارے قرآن میں ہے کہ خدا سے فائدہ لینے کے لئے شکلوں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اعمال کی اور حکومت، مال و دولت چیزیں مکانات سے نہیں ابراہیم کو پسندیدگی اعمال کے وجہ سے کامیابی دی تھی ابراہیم کی اسکیم کی کامیابی اعمال کی شکل سے ہے جیسے صحابہ حضورؐ والے اعمال سے کامیاب ہوئے ہیں، کامیابی ناکامی کا تعلق اعمال سے ہے ہدایت اس روشنی کا نام ہے جس سے اپنے تمام مسائل کا حل اعمال میں نظر آئے اور تمام لائنوں کی تمام شکلیں مردہ نظر آئیں، زندہ حقیقت میں مردہ ہیں جیسے مردہ نہیں کر سکتا، ویسے ہی زندہ بھی نہیں کر سکتا، دونوں مخلوق ہیں اب ہدایت کے لئے محنت ہے جو روز کرنی پڑے گی، ہدایت کے حصول کے بعد صلاح اعمال پر محنت ہوگی اور وہ دو دولتیں ہیں اور محنتیں ہیں پہلی دولت سرمایہ، دنیا میں پہلے محنت سے مال حاصل کیا جاتا ہے دوسری محنت ہے اس مال سے چیزیں بنانا ہر چیز کے مطالبہ کو پیسے ملنے کے وقت تک روکا جا رہا ہے، پھر گھر میں محنت ہے چیزوں سے شکلیں بنانے کی اپنے پلنے کا نمبر آیا ہے مال سے پیٹ نہیں بھرتا، مال حاصل کرنے کی محنت سے بھی نہیں بھرتا مال سے آنے والی چیز گوشت سے پیٹ نہیں بھرتا، پہلی محنت کمائی ہے دوسری محنت گھریلو زندگی سے نکل کر اسی کی برائی ہوگی، ایسے ہی صرف زبان سے ہدایت کہہ دینے سے ہدایت نہیں ملتی، جو اخلاص والے ہوں گے، زبان سے بھی کہیں گے کہ کہیں غرض تو سامنے نہیں ہے اب حضورؐ جو اعمال دے کر گئے ہیں دعوت انبیاء کے واقعات، صفات الٰہیہ کا بیان اسے روزانہ سنو کہو مسجد کے باہر تو شکلوں میں یہ ہے کہ شکل دیکھتے ہیں، اس کی صفات سنتے ہیں زبان سے کہتے ہیں لیکن غیب میں سن کر بات چلے گی، آنکھوں سے صرف الفاظ نظر آئیں گے سن کر بات چلتی رہے گی اور بولتے جس دن ہدایت آئے گی تو تم دیکھ بھی لوگے کہ عمل سے زندگی بنتی ہے، مسجد میں صرف مسجد کی بات کرو، بازار کی بات مت کرو، امریکہ، روس دیکھ کر آیا ہوں، اس کی فوراً تردید کرو کہ ان نقشوں سے نہیں ملے گا صرف خدا کے دینے سے ملے گا اگر ملے گا تو لینے کے لئے دیں گے، جو دیکھ کر بولا جاتا ہے، اسے کاٹا جائے گا اس کا اجمال لا الہ الا اللہ ہے، یہ بات ہر جگہ چلے گی، عدالت میں کہو تمہارے ہاتھ میں ہے نہ ہمارے ہاتھ میں بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے ذلیل یا عزیز کر دے، ارے پاگل صرف خدا کرتا ہے، ہر جگہ یہ بات چلی مسجد والی، وزیر اعظم آ رہا ہے اگر یہ چاہے کہ ہندستان کو تباہ کر دے تو نہیں کر سکتا، اسے بھی موت آجائے یا جنون تو پھر کیا کرے گا، جو ظاہر سے ہونے کو کہے تو

کاٹ کریں گے چاہے وزیر، صدر حاکم، عالم یا شیخ یا کوئی بھی شخص انسان ہو یہ اس دعوت کے ساتھ تعلیم ہوگی کہ اعمال
کی جزا سزا معلوم کرو، جو تمہیں دیکھ کر چیزوں کے بارے میں بتایا جا رہا ہے تو علم کے ذریعہ مقابلہ مکمل ہوگا، کہ نماز
سے ہوگا مال سے نہیں جھوٹ سے مصیبت آئے گی، صدق سے کامیابی، ذکر کی محنت بھی ہے، ہر جگہ ذکر کے ساتھ جاؤ
جس سے نقشوں والے تم سے مشہور ہوں گے اور اگر غفلت سے گئے تو تم ان سے مشہور ہو گے جہاں کسی بڑے افسر
سے ملاقات ہوئی اس کے حالات و مہمانی دیکھ کر متاثر ہو گئے، اس وجہ سے ذکر میں کمی آجاتی تھی، ذکر کا مطلب یہ
ہے، یہ نقشہ کتنا اچھا کتنا بھیانک ہو تم اس سے متاثر نہ ہو، دل میں غیروں سے ہونے کا خیال ہے دل میں لا الہ الا
اللہ کا درد ہے رستم نے صحابہؓ کے دو تین افراد کو مرعوب کرنے کے لئے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ لوگ شاہی
نقشہ سے مرعوب ہوں گے یا فوجی سے، کہا گیا شاہی نقشہ سے قیمتی قالین بچھائی گئی، گدے عمدہ، تخت، چاروں طرف
درباری اپنے سارے قیمتی تمغوں کے ساتھ رستم اپنے تخت پر، ادھر ربعیؓ کو خبر ہوئی کسی سے یا خدا سے، تو انہوں نے
اپنا دیہاتی پن بڑھایا، شکستہ جوتی، پھٹا صافہ میلے کپڑے، گدھے پر سوار ایک جگہ کہا گیا کہ یہاں سے آگے ہتھیار لے
جانا منع ہے، کہا مجھے تم نے بلایا ہے، ہمیں تم سے کوئی غرض نہیں، جاؤں گا تو ہتھیار کے ساتھ جاؤں گا، پھر رستم سے
اجازت خود بخود مل گئی پھر کہا گیا کہ اب گدھا یہاں چھوڑ دو، مجھے تم نے بلایا ہے، میں تو ایسے ہی جاؤں گا ہمیں تمہاری
غرض و ضرورت نہیں ہے رستم سے کہا گیا اسُ نے کہا آنے دو آگے بڑھتے گئے اپنے گدھے پر بڑھتے گئے ایک جگہ
پہنچ کر اپنے گدھے کو تکیہ سے باندھ دیا اور آگے بڑھ کر قالین ہٹا کر زمین پر بیٹھ گئے، سب حیران و ششدر کہ ان کے
یہاں ہمارے قالین سے زیادہ قیمتی اللہ کی زمین ہے کیا چاہتے ہو تم اسلام لے آؤ، نہ لائیں گے، جزیہ دو نہ دین گے
تو تلوار فیصلہ کرے گی ہمیں پندرہ دن کی اور مہلت دو، نہیں صرف تین دن کی مہلت ہے، جس کے متعلق ہمیں حضورؐ
نے سکھایا ہے اس سے زیادہ نہیں اور وہ بھی کل سے شروع ہو چکے، جب سے مغیرہؓ چل چکے، واپس ہوئے دوسرے دن
مغیرہؓ آئے، انہوں نے بھی اتر کر اپنے نیزے سے ربعیؓ کی طرح سارے قالین پھاڑے اور اس سے آگے بڑھ کر
جست لگا کر بالکل رستم کے قریب جا بیٹھے اس پر ہر طرف سے سوال اٹھا کہ یہ کیا کر دیا کہنے لگے ہمارے یہاں تو
سب ایک جیسے بھائی بھائی بن کر رہتے ہیں، تمہارے یہاں کچھ انسان آقا، کچھ انسان غلام کچھ انسان جانور میرے
بیٹھ جانے سے نہ تو میری عزت بڑھی نہ میری نگاہ میں تمہارے رستم کی ذلت ہوئی دعوت والی بات کہی اور چل دیئے
سب نے شور مچا دیا، حق، قانون، مذہب ان کا ہی ہے ہماری کیا حکومت و حکام ہیں، سب فارس کے حکام حکومت

کے خلاف ہو گئے یہ تھی ذکر کی طاقت جو شکل سامنے آئے اسی وقت خدا کی طاقت سامنے آئی، اس شکل کی بے بسی سامنے ہو، یہ صرف ذکر سے ملے گا، ایمان و ذکر، علم کے ساتھ نماز پڑھو خدمت خلق کروان اعمال سے ہدایت ملے گی جہاں سے ضلالت بڑھتی ہے وہاں سے ہٹو، داعی، نمازی، علم، متعلم، ذاکر بنو، انہیں سیکھنے سکھانے کے لئے پھر و اور دعا کے ذریعہ اللہ سے ہدایت مانگو پھر روشنی ہدایت والی مل جائے گی، جتنا تم ہدایت سے خود کو خالی سمجھ کر تڑپ تڑپ کر دعا مانگو جیسے بیمار بچہ کے لئے یا مقدمہ کے لئے مانگتے ہو، اس محنت سے چھٹی نہیں ہے مقامی بھی ہے بیرونی بھی اس کے ساتھ کمائی و گھریلو زندگی میں منکرات کو چھوڑنا پڑے گا اس کی روشنی تعلیم سے ملے گی اس یقین کے ساتھ کہ اگر میرے نقشوں میں کمی آئے گی لیکن خدا دیانت، صدق، سود چھوڑنے پر مجھے کامیاب کریں گے، پھر دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جاؤ گے، پہلے چار ماہ مسلسل محنت سے دل میں کچھ ہدایت لے آؤ، پھر واپس آکر ایسی ترتیب بناؤ کہ کمائی کے ساتھ محنت بھی جاری رہ سکے، صحابہؓ کے زمانے میں چار ماہ بیرونی نقل و حرکت میں چار ماہ مسجد میں چار ماہ کمائی میں ابوالدرداءؓ سے کہا گیا کہ گھر جل رہا ہے کہا نہیں جلا ہے اور خدا نہ جلائے دوسرا تیسرا آیا کئی آئے سب سے آخر میں لوگوں نے کہا ہم سے غلطی ہوئی آپ سے ملحقہ مکانات جل رہے تھے آپ کے مکان تک آگ پہنچ کر خود ہی بجھ گئی، وہ بتانے لگے کہ آج میں نے وہ حضورؐ والی دعا پڑھی ہے جس سے آگ نہیں لگتی تم دعا والے بن جاؤ گے، دنیا کے تمام صدر، وزراء تمہارے قدموں میں ہوں گے اب ہدایت لینے کے لئے، ترتیب زندگی بدلنی ہوگی، بیرونی بھی مقامی بھی کسی نماز کے بعد تعلیم کسی کے بعد ذکر کسی کے بعد خدمت اگر صحابہؓ والی محنت ہوگی تو صحابہؓ والی ہدایت ملے گی، مردانہ محنت ہے، زنانہ محنت یہ ہے کہ عورت جب ایک خاوند مر گیا تو چار ماہ دس دن عدت میں گزارتے ہیں گھر کے اندر نہ سنگھار کر سکتی نہ چوڑی پہن سکتی ہے اب صحت مند عورت سال میں ایک بچہ پیدا کر کے چالیس (۴۰) دن نفاس میں گزارتی ہے اس میں ساٹھ ستر دن کے بھی اقوال ہیں، حیض ماہانہ کم سے کم تین دن ہے یعنی آج کل کے مرد بھی عورت سے کمزور ہو گئے تو آخری مدتیں لی گئیں اب اس مردانہ و زنانہ نصاب کے بعد خنثیٰ ہی رہ جاتا ہے، جس کو کہیں ٹھکانہ نہیں ملتا ہے ہر جگہ سے نکال دیتے ہیں۔

حضورؐ ان تمام مسائل کے حل کے لئے آئے ہیں جن کے حل کے لئے پہلے تمام انبیاء تشریف لاتے رہے

عمومی بیان

بعد فجر سنیچر ۲۱/اپریل ۱۹۶۲ء مطابق ۱۵/ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ

بعد خطبہ مسنونہ ارشاد فرمایا کہ:

میرے بھائیو اور دوستو!

کامیابیوں کے حاصل کرنے اور ناکامی سے بچنے کے لئے محنت کرنے انبیاء خاص طریقہ لے کر آتے ہیں جتنے مسائل ہیں خواہ وہ حاکم، محکوم، غریب، اجتماعی انفرادی، خاوندانی، ملکی اس میں مخصوص طریقہ لے کر آئے ہیں ایک عام طریقہ ہے محنت کا حل مسائل کے لئے، اپنے تجربہ محدود عقل وعلم، انبیاء مختلف طریقہ نہیں لائے، تمام انبیاء تمام مسائل کے لئے صرف ایک طریقہ لائے ہیں اور اس سے مسئلہ حل ہوتا ہے، انبیاء کا طریقہ مختلف نہیں ہے جس شکلوں میں آئے ہیں، ان میں اختلاف ہے کوئی حکومت میں کوئی تجارت میں کوئی زراعت میں اور حضورؐ سب سے آخر میں ان تمام مسائل کے حل کے لئے آئے ہیں جن کے حل کے لئے پہلے تمام انبیاء اس عالم میں تشریف لاتے رہے تھے اور وہ طریقہ ہے لا الـه الا اللـه چاہے مظالم حکومت سے بچنے کے لئے، رفع محکوم، مقابلہ اہل صنعت ہر جگہ یہی کلمہ ہے کہ جو تمہارے سامنے ہے اس پر محنت نہ کرو بلکہ اللہ کے سامنے رکھ کر کرو کہ اس میں اللہ کیا کیا کر سکتے ہیں اور اپنے کو اس چیز میں اللہ کے لحاظ سے استعمال کرو، اللہ کا یقین ان جیسا کرو اور چیزیں جیسی ہیں ویسا ان کا یقین کرو اور جو طریقہ ان سے لینے کا ہے اسے اختیار کرو، فرعون دعویٰ الوہیت کر رہا ہے، نمرود دعویٰ احیاء اموات کر رہا ہے حکومت کے مقابلہ میں صرف دو قصہ ذکر کئے ہیں دونوں حکومتیں سمجھتی ہیں کہ ہم سب کچھ کر سکتے ہیں، آج کے

فرعون ونمرود نے اپنے خیال میں صرف اپنے ملک سے خدا کو نکالا ہے پرانے فرعون نے تو آسمان سے بھی نکالنے کا ارادہ کرلیا تھا، ہرنبی صرف ایک ہی طریقہ محنت لے کر کسی شئی کے مقابلہ میں آئے اور حضورؐان تمام انبیاء کے مجموعہ مسائل کے مقابلہ پر وہی ایک طریقہ لے کر آئے، ہر قبیلہ کا علیحدہ بت تھا ہر ایک سے استفادہ کے طریقے مختلف کفار نے بنا رکھے تھے اب یہ بت اس طرح بنے کہ ایک نبی نے محنت کر کے خدا سے خلاف ظاہر کروایا، انتقال کے بعد ان کے بت یادگار کے طور پر بنے پھر آخر میں وہی بت بنے، جیسے آج کل چوراہوں پر کالے کالے جسم کے جلے ہوئے بت رکھے جاتے ہیں ان بتوں کو کرنے والا سمجھ لیا ہے، مگر کرنے والا صرف خدا ہے، بھلا جب نبی خدا بنا لیا گیا تو دوسرے نبی نے آکر کہا یہ تو بندہ تھا نہ وہ نبی کرتے تھے اور نہ یہ پتھر کرتا ہے دونوں زمانوں میں صرف خدا کرتے ہیں بنیاد ہر نبی کی ایک ہی ہوتی لیکن جزئیات میں اختلاف ہو جاتا تھا ارتقاء انسانیت کی وجہ سے پہلے تو آسانیاں تھیں اس سے پہلے اور حضورؐ کے تمام اعمال میں جو ۲۴ گھنٹہ کی پابندیاں دی گئی ہیں، بقیہ انبیاء کی پابندی اتنی کامل نہ تھی، لہٰذا حضورؐ مکمل ہو گئے، تمام انبیاء نے لا الہ الا اللہ کے ذریعہ یقین بدلنے کی محنت کی نظر آنے والے سے نہ ہونے کا یقین کرو، یہ دل دینے اور ان میں لگنے کے قابل نہیں کہ ان سے ہوتا نہیں زمین تا آسمان تمام اشکال نچنے کے تحت آئیں گے، دل سے اس سے ہونے کی نفی کا یقین کرو، صنعت وحرفت، زراعت، تجارت، جانور، سونا چاندی، برق وبھاپ، تجربہ، عقل تمام سے نہ ہونے کا یقین کرو، اس میں بہت بڑی محنت کی ضرورت ہے اور صرف اللہ سے ہونے کا یقین جماؤ الا اللہ یہ ہے کہ خدا ظاہری اسباب کے بغیر بھی کریں گے اور ان کے خلاف بھی کر دیں گے، بغیر کمائی، بغیر دوکان کے مال دے سکتے ہیں، روٹی کے بغیر شبع دے سکتے ہیں اور روٹی میں جوع دے سکتے ہیں اس سے اپنے پچاس (۵۰) ساٹھ (۶۰) سالہ تجربہ کو بھی نکالنا ہوگا، ایسے ہی اپنے خاندان میں جو دیکھا ہے اس کا یقین نکالو، اللہ کے تمام صفات میں نفی کا اثبات کرتے جاؤ، اپنی قدرت سے جو چاہے کر سکتے ہیں ان کی قدرت کسی عمل کی پابند نہیں ہے ورنہ قدرت ناقص ہوگی، سبحان اللہ مکان کے بغیر حفاظت کر سکتے ہیں، شکل میں اس کے خلاف کر سکتے ہیں شکل کے بغیر کر سکتے ہیں، اب اشکال ہمارے پاس ہوں تو دھوکہ نہ کھائیں، دوسرے کے پاس ہوں تو مرعوب نہ ہوں، اب تمام برابر ہو گیا، قلعہ کا ہونا نہ ہونا، کھانے کا ہونا نہ ہونا، حکومت کا ہونا یا کسی اور کے پاس ہونا، ہر حال میں اس چیز سے کچھ نہ ہونے سب کچھ سب طرح خدا سے ہونے کا یقین کرو، اللہ کے ہاتھ میں موت ہے جس طرح چاہیں دے دیں، حیات ہے جس طرح چاہیں دے دیں، موت ہے جسے چاہے دے دیں وغیرہ، اللہ نے پہلے قدرت سے پانی

بنایا، وہاں قدرت سے ایک بلبلہ اٹھا اسے پھیلا کر زمین بنائی تمام چیزیں بنائیں اور قدرت سے ایک دن ختم کر دیں گے، آج بھی اسے اپنی قدرت سے چلا رہے ہیں، بارش کو لوگ سبب سمجھتے ہیں جو مستقل، اللہ کے ارادہ قدرت سے ہے، اشکال کے راستے سے مار رہے ہیں زندہ کر رہے ہیں آخر میں خود عزرائیل تمام کو ختم کر کے، اب ہم چار اور عرش ہے، حملۃ العرش کو مارو آپ اور ہم چار ہیں تینوں کو مار دو، آپ اور میں تم بھی مر جاؤ مر جائیں گے، عزرائیل صرف حکم الٰہی سے مر جائیں گے، شکل یہ ہے کہ عزرائیل نے روح نکالی لیکن حقیقتاً اللہ کر رہے ہیں حقیقت وجود ہے وہ اشکال سے نہیں چلتا ہے بلکہ اشکال سے ظاہر ہوتا ہے آج راکٹ بم، جہاز، بندوق سے بہت کچھ ہوتا نظر آ رہا ہے اسے قدرت سے خدا بدل سکتے ہیں جیسے دجال جو کچھ کرے گا وہ قدرت خدا سے کرے گا، لیکن وہ خود اور لوگ سمجھیں گے کہ وہ اپنی طاقت سے کر رہا ہے، آخر میں مرد مومن کا آنا اس کا نہ ماننا، اس کے دو ٹکڑے کر کے اسے دوبارہ زندہ کرنا، اس عمل کو علامت دجال قرار دینا، اس کے بعد دجال کسی کو نہ مار سکے گا دجال سے جو کچھ ہو رہا ہے وہ خدا سے ہو رہا ہے جب چاہیں گے اس سے چھین لیں گے قدرت سے شبع وحفاظت ہے چیزوں کے راستہ سے جب چاہیں ان سے یہ اثرات وخواص چھین لیں یا ان کے بغیر حکومت، اسلحہ، مکان، ایٹم بم مال وجائیداد، ہمیں صرف ایمان کے ذریعہ تمام بلندی درستگی حالات مل سکتی ہے سب کے بغیر سب کے خلاف صرف ایمان سے کر دیں گے، تمام تجربے جھوٹے ہو جائیں گے لہٰذا مسئلہ نہ اکثریت پر موقوف ہے، نہ حکومت پر نہ طاقت پر صرف ایمان وحضورؐ والے طریقہ کی قید ہے اور کوئی قید کامیابی ملنے کے لئے نہیں ہے، کہ ان شکلوں سے نہ ہونا دکھائی ہر شکل میں اور اللہ میں ان اشکال کے بغیر ہونا دکھائی دے یہی لا الہ الا اللہ ہے، دوسرا یہ ہے کہ اس سے بنیادوالا طریقہ حاصل کرلو جس سے اللہ خلاف ظاہر کریں گے اگر دو، چار ہزار اس کے طریقہ والے ہو جائیں گے حجت تمام ہو جائے گی، جس کے بعد خدا خلاف ظاہر کریں گے دوسرے یا اسلام میں یا ہلاک ہوں گے کسی طرح بھی، شکلوں کے مقابلہ میں شکلوں کے بغیر وہ کامیاب ہوں گے، جو خدا کی شرطوں پر پورے اتر جاویں، اس میں پیسہ نہیں چاہئے بلکہ ان کا یقین نہ ہو، ہمارے پاس ہوں یا کسی کے پاس ہوں چیزیں ختم ہوں یا نہ ہوں، ان پر یقین ختم ہو جائے ورنہ کامیابی کی گنجائش نہیں ہے چیزیں خود ہوں تو کامیابی کی گنجائش ہوگی، اگر چیزوں پر یقین ہوا تو خلاف ظاہر نہ ہوگا اگر چہ جنت میں آخر میں چلا جائے گا سب سے آخر میں سورۃ مائدہ اتری ہے اس میں احکام سب سے زیادہ ہیں، تمام احکام دینے کے بعد آخر میں قصہ عیسیٰ کا بیان کیا کہ اللہ عیسیٰ کو جمع کریں گے کہ تم نے لوگوں سے خدا کو خدا کہلوایا تھا وہ کہیں گے نہیں میں نے

خودکو بندہ ظاہر کیا دعا مانگ کر آپ کو خدا ہی جانا حالانکہ مانگنے والا خدا نہیں ہوسکتا عیسیٰ کا نپنے لگیں گے عذاب دیں تو فانهم عبادك مغفرت کریں تو آپ عزیز وحکیم ہیں ایسے ہی حضورؐ ہمیں سب کچھ دے کر جارہے ہیں گویا اس وقت تک کے سارے قرآن کا خلاصہ ہے کہ پہلے یقین کی محنت تھی پھر احکام، اب محمدؐ تم بھی قیامت کو ایسے کھڑے ہو گے جیسے عیسیٰؑ کو کھڑا کر کے ان سے ان کی امت کے متعلق پوچھا جائے گا اسی وجہ سے حضورؐ نے اس آیت پڑھی ساری رات روتے گزاردی، اصل میں یقین کی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ جس کے بعد ہر شئی بجمیع اجزاء بدل جائے گی اور لوگ حکم ودلائل وحالات حاضرہ کی کوئی بات نہ کریں گے پہلے حکمت نہیں بتاتے تھے اور صحابہؓ وغیرہ میں حکمت سے ماننا اصل نہیں ہے کیونکہ یہ تو اپنی عقل سے ماننا ہوا بندہ بن کر ماننا نہ ہوا، یہ یقین کا سارا مسئلہ ہے، شکلوں کے زیر ہونے نہ ہونے اوران شکلوں سے ہٹنے کی صورت یہ ہے کہ تم بغیر شکلوں کے کامیاب ہوکر دکھاؤ، جس سے شکلیں فیل ہوں گی اور اسلام چلے گا اور اقوام وممالک اسلام کے طرف دوڑیں ۔گے اور محنت ومجاہدہ دین والا دوبارہ زندہ ہو جائے گا، لوگ دنیا وبادشاہت چھوڑ کر اس سے اچھی زندگی حضورؐ والی حاصل کرنے پہاڑوں میں چلے جائیں گے، تصرف، وسعت، ختیارات کے اعتبار سے بادشاہت جمہوریت سے اونچی ہے بادشاہ خود تصرف کرسکتا ہے، آج کل کے وزارت کے اختیارات بہت محدود ہیں گزشتہ کے اعتبار سے پرانے زمانے میں بادشاہت کو چھوڑ کر اسلام کے لئے جاتے تھے حالانکہ بظاہر ان کی بادشاہت موت تک تھی آج کے لوگ اسلام چھوڑ کر اس جمہوریت کی طرف جا رہے ہیں جو صرف پانچ سال کے لئے ہے اور ملے یا نہ ملے، ایسی ہی تجارتیں چھوڑ کر جاتے تھے جس میں سوفی صد اپنا نفع ہوتا تھا آج کی تجارت کے لئے ہم اسلام کو چھوڑتے ہیں، حالانکہ نفع روپیے میں چار آنہ ہے، گیارہ آنہ ٹیکس کے جاتے ہیں شکلوں سے کچھ نہ ہونے کے طرف وہ تمام لوگ مڑیں گے جو شکل کی اونچی صورتوں پر ہوں گے جب کہ ایک طبقہ نبیوں والے راستہ سے کامیابی لینے والے طریقہ پر آجائے اس طبقہ کی تعداد ہزاروں لاکھوں ضروری نہیں ہے، سینکڑوں سے کام چل جائے گا، تبلیغ کی موجودہ بھیڑ اس وجہ سے ہے کہ یہ کام وطریقہ ہر ایک کرتا ہے، کثرت پر یقین آ گیا کہ بدر میں کم کامیاب ہوئے اب ۱۲ ہزار کیسے نہ ہوں گے لیکن شکست کھا گئے جہاں شکل پر یقین گیا پھنس گئے، پروفیسر لگ گیا ہے لہٰذا عملہ سارا لگے گا، صدر لگا ہے سب لگیں گے، فلاں لگا ہے کام خوب چلا ہے، یہ پھسلن ہے، جنگ بدر میں رعب طاری ہو گیا۔ مشرکین پر اور حنین میں مسلمانوں پر حضورؐ نے عباس سے آواز دلوائی ان کی آواز ۱۲ میل تک جاتی تھی کہ مدینہ میں ان کا باغ ۱۲ میل پر تھا اپنے مکان کی چھت سے غلام کو آواز لگاتے اور وہ

آ جاتے ہیں احادیث ہیں وہ موضوع نہیں ہوسکتی ہیں ضعیف وصحیح سب ہیں ان کا وجود ہے موضوع کا وجود ہی نہیں ہوتا ہے، عباسؓ نے آواز لگائی، صحابہ نے لڑنا چاہا مگر اونٹ نہ لڑے، رعب کی آخری حد ہے کہ جانور بھی مرعوب ہو گئے حالانکہ مرعوب صرف انسان ہوتے ہیں جانور نہیں، ابوبکر وعمر بھی حضورؐ سے بھاگے نہ تھے ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کا ذکر (چچازاد بھائی) شعروشاعری میں آتا ہے ابوسفیان بن حرب بن امیہ کا ذکر عموماً حروب میں آتا ہے اسی وجہ سے ابوسفیان شاعر کے آنے پر حضورؐ نے کہا کہ میں دیکھنا نہیں چاہتا ہوں، اپنوں پر عتاب زیادہ ہوتا ہے اگرچہ آج اس کا برعکس ہے ام سلمہ نے ان کی سفارش شروع کی کہ سسرال میں سے ہے بھائی ہے اپنے ہیں آپ نے فرمایا کہ کیا اپنے ہیں فلاں دن مذاق اڑایا وغیرہ وغیرہ اس پر انھوں نے کہلوایا کہ اجازت نہ ہو تو میں اپنے بچے سمیت جنگل میں جا کر کہیں مرجاؤں گا، یہ اسلام میں فتح مکہ سے پہلے اسی سفر میں اسلام لائے ہیں، جنگ ہوازن میں ساتھ تھے اور حضورؐ کے ساتھ بالکل جمے ہوئے تھے اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ شائد حمزہ کا نائب ان کو بنا دے اور ان سے بہت خوش ہوئے لوگ سواریوں سے کود کود کر آواز کی طرف بڑھے، ۱۰۰ سے اللہ نے رعب نکال کر مشرکین پر ڈال دیا بقیہ مسلمانوں پر رعب اس وقت تک ہے کسی نے مشرکین سے پوچھا کہ رعب کی کیا کیفیت تھی، جواب میں بتایا کہ اگر برتن میں پتھر مارے جائیں تو وہ ہلتا ہے، ایسے ہی ہمارا دل ہل رہا تھا اب سب مشرکین بھاگے مکہ جا کر دم لیا، ایسا معلم ہوتا تھا کہ ہر پتھر و درخت بھاگ کر پکڑنا چاہتا ہے، آج لوگ صرف دماغ ذہن سے اسلام چلانا چاہتے ہیں اسلام تو دل کی چیز ہے، ایمان دل میں آجائے اور حضورؐ کا طریقہ بھی تو خدا بغیر شکلوں کے مقابلے میں چمکائیں گے، دین تو دماغ کی عیاشی بن گئی ہے، سارا مسئلہ دماغ کی سوچ پر آگیا ہے اگرچہ دل میں یقین بالکل نہ رہا، اسی وجہ سے مسلمان آج شکلیں بنا رہے ہیں اکثریت حکومت فوج وطاقت والوں سے جوڑ بٹھانے کی، حالانکہ صحابہ نے جب بھی اشکال کی طرف رجوع کیا ہے اللہ نے خبر لی ہے حنین کی طرح احد میں بھی یہی بات ہوئی تھی اس وجہ سے پہلے ۷۰ شہید ہوئے بقیہ بے انتہا زخمی کہ نماز کھڑے ہو کر تکلفاً پڑھ سکے، ستر کے لئے پندرہ بیس قبریں کھودیں، دوسرے دن حکم ملا، حمراء الاسد میں صرف وہی جائے جو کل احد میں شریک تھا اب سیدھی بات ہے کہ جب کل ہم سب تندرست تھے اور ستر مرے بھی تو تھے شکست کھا گئے اب سارے کے سارے زخمی ہیں ستر مر چکے ہیں کیسے فتح ہوگی نہیں چل پڑو اللہ مدد کریں گے حمراء الاسد پر جا کر ابوسفیان نے کہا کہ ابھی ہماری فتح نہ ہوئی محمدؐ ابوبکرؓ عمرؓ باقی ہیں ان کا ختم ہونا اسلام کا ختم ہونا ہے ورنہ نہیں، ان کی بیویاں باندی بنا کر لاتے، چلو مدینہ واپس چل کر دوبارہ حملہ کریں

اتنے میں مدینہ سے مشرک شاعر آیا لیکن اسے حضورؐ سے تعلق تھا ابوسفیان نے مدینے کا حال اس سے پوچھا کہا مت پوچھو کل احد میں تو جلدی میں بچے آگئے تھے اب تو مدینہ کے بڑے بڑے بہادر آرہے ہیں بہت بڑا لشکر آرہا ہے اب اتنی ہمت کے باوجود ان پر مسلمانوں کا رعب آگیا، جب حکم توڑا رعب آگیا، جب حکم پورا کیا تو رعب اپنا ان پر چلا گیا، رعب بہت عجیب چیز ہے، خواجہ حسن نظامی ایک قصہ سناتے ہیں بچپن میں حضرت کی مجلس میں سنا تھا کہ غدر میں جب انگریزوں اور ہندستانیوں میں جنگ ہورہی تھی والد صاحب نظام الدین سے دہلی جارہے تھے راستے میں دس انگریز مل گئے ان میں سے اکیلے چھ کو قتل کردیا جب بعد میں یہ مشہور ہوگیا کہ سارے ہند پر انگریزوں کا تسلط ہوگیا تو ایک سکھ فوجی نظام الدین آیا، نظام الدین میں سارے مسلمان تھے اس نے آکر والد صاحب کا کان پکڑا اور کسی دکان سے ڈھائی من کی بوری کمر پر لاد کر چلنے کو کہا والد صاحب کمزور تھے چلتے تھے اور گرجاتے تھے رعب خدا کے ہاتھ میں ہے یہ بات ہورہی تھی کہ دور سے غبار دکھائی دیا ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں نے اتنا بھاگنا شروع کیا کہ مکہ جاکر دم لیا، حالانکہ حمراء الاسد سے مکہ کوسوں میل دور ہے حالانکہ ایک آدمی بھیج کر اسلامی لشکر کی تعداد معلوم کرسکتے تھے لیکن بالکل مرعوب ہوگئے، اب مسلمانوں کی فتح ہوگئی اس سے ہمیں یہ ملے گا کہ جب شکل پر نظر گئی تو پھسل گئے، جس شکل سے جو ہورہا ہے وہ اس سے نہیں ہے صرف خدا سے ہے حضورؐ والے طریقے پر چلنے سے خدا ہمارے موافق کریں گے، ہمارے یقین کے بدلنے سے سارا عالم کا رخ مڑجائے گا اعمال کی طرف سب سے زیادہ یقین بدلنے پر محنت کرنی پڑتی ہے اس میں دیر لگتی ہے یقین آتے ہی تمام اعمال بالکل آسانی سے چل پڑیں گے اب کچھ اعمال بنیادی ہیں جیسے نماز یہ طریقہ ہے یقین کا تمام چیزوں سے کٹ کر نماز پڑھو یقین کرو کہ اب جو دعا کروں گا اس سے تمام مسائل انسانیہ اجتماعیہ اور انفرادیہ حل ہوں گے دعوت پر دوسروں کے یقین بدلنے پر کھڑے ہوجاؤ، اللہ تمہاری چیزوں کی یقین سے حفاظت کردیں گے۔ سیلاب آجائے بدحواسی ہوگی تم نے نماز کے بعد دعا کی اس سے خدا تمہاری حفاظت کریں گے سب دیکھتے رہ جائیں گے، بچپن میں بہت زبردست سیلاب آیا لائن ڈوب گئی ہمایوں کے مقبرے تک آگیا تھا نظام الدین والے سارے بھاگ رہے ہیں حضرت نے فرمایا سیلاب سے کچھ نہیں ہوتا، رات کو اٹھ کر دعا مانگی اگلے دن پانی اتر گیا، اشکال کی تسخیر کا آسان نسخہ ہے تمام مسلمان کھڑے ہیں شیر سے ڈر کر ابن عمرؓ آگے بڑھ کر اس کا کان پکڑ کر کہہ رہے ہیں کہ اگر اللہ نے تجھے مارنے کا حکم دیا ہے تو مار، ورنہ تجھے ہمیں ستانے کے لئے نہیں پیدا کیا ہے اور اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا اس کے بعد ابن عمرؓ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے کیا ہے بلکہ حضورؐ کی حدیث

سنائی کہ جو شخص صرف خدا سے طمع امید رکھے وہ سب سے مستغنی ہو جاتا ہے اور جو صرف خدا سے ڈرے سب اس سے ڈرتے ہیں بقیہ تمام ڈرنے والے مسلمان ہی تھے لیکن ابن عمرؓ کے یقین اور ایمان سے شکل شیر زیر ہو گئی ایسے ہی اولے سیلاب آندھی ندی قحط سالی تمام شکلوں کا جب آپ پر اثر نہ پڑے صرف خدا پر آپ کی نظر ہو تو پھر شکلوں سے نقصان ہونا بند ہو جائے گا۔ شکلوں کی ایسی تردید دعوت میں کرو کہ دل میں اتر جائے مثلاً وزیر و ڈپٹی سے بات کرتے ہوئے دل میں تو یہ ہے کہ اگر یہ اسلام پر چل پڑے تو اسلام خوب چلے گا اور زبان سے کہہ رہے ہیں کہ وزارت و مال سے کچھ نہیں ہوتا، حالانکہ اگر خدا اسلام کو چلانا چاہیں تو وزیر کے بغیر بھی چلے گا اور مٹانا چاہیں تو اس کی پوری کوشش کے بعد بھی مٹ جائے گا بس یہ نیت کر کے دعوت دیں کہ اللہ اسے ہدایت دے دے ہر شکل کے مقابلے میں ایمان ویقین کی بات کرو، چین ہندوستان پر حملہ کرے تم اس طرح دعوت دو کہ لشکر فوج اسلحہ کچھ نہیں کر سکتے صرف خدا کر سکتے ہیں اور نماز کے بعد دعا کرو تو سارے وزراء کا بر سر بازار پاخانہ نکلے گا۔ تم تمام ہلاکت کی شکلوں میں محفوظ رہو گے کہ جو شکلوں کا یقین دل سے نکال سکیں اسے نقصان نہیں پہنچاتی ہیں خدا سے ہونے کا یقین ہو اب شکلوں کا یقین دل سے کیسے نکالئے ایک تو یہ ہے کہ شکلوں کو کلیتاً ترک کر دیا جائے یہ رہبانیت ہے یہ ہرگز نہیں ہے بس شکلوں کی ترتیب توڑنی ہے کہ اللہ کے راستے میں ہم شکلوں کی ترتیب کے لحاظ سے نہ نکلیں ہر حال میں نکل جائیں، اللہ نے موسم وفصل متعین کو دیئے ہیں کہ غلہ واشیاء کی پیداوار کا تعلق نظام شمسی سے ہے کبھی چیز فلاں موسم میں ستی رہے گی اللہ نے اعمال کا تعلق نظام قمری سے کیا ہے اب ہر حال میں اشکال واشیاء چھوڑ کر اعمال کو لینے سے ان اشکال کا یقین نکلے گا ورنہ نہیں مثلاً نماز اور اس کی محنت (ایمان وطریقہ نبوی سنت کے حصول کی) کہ نماز کے ہر ہر جز پر دوعدد کا یقین ہو اور اس دوعدد کو معلوم کرو ورنہ یقین کیسے کرو گے مثلاً جب امام سمع الله لمن حمده کہے اور بغیر کسی توقف کے ایک سکنڈ کے مقتدی تحمید کہے تو اس کی تحمید ملائکہ کی تحمید کے ساتھ ہوتی ہے جس سے گذشتہ تمام صغائر تو معاف ہوتے ہیں بعض نے کبائر بھی کہا ہے، اب نماز پر محنت ہے کہ شکلوں سے یقین ہٹے اس کے لئے دعوت دو کہ کمائی کھیتی سے نہیں ہوتا ہے بڑھیا نماز کے بعد کی دعا سے ہوتا ہے لہٰذا نماز وغیرہ حاصل کرو ورنہ اپنے اشکال میں ناکام ہو جاؤ گے، اب تعلیم کرلو لہٰذا، نماز صرف پندرہ منٹ کی نہ رہے گی بلکہ نماز کے ساتھ دعوت سے یقین تعلیم سے طریقہ نبوی کا علم ذکر سے ایمان حاصل کریں گے، خلق کے اختلاط سے غفلت آتی ہے جلوت خلوت دونوں ہوں اب نماز پڑھو اس یقین کے ساتھ کہ شکلوں سے نہیں ہوتا اس نماز سے ہوگا اس کے علم سے ہوگا، علم کی پابندی کے ساتھ ذکر والے

دھیان کو لے کر اس نماز سے شکلوں کے خلاف ہوگا اب یہ مقابلہ شکلوں سے روز ہی کرنا پڑے گا، بعد فجر تمام دکاندار زارع بھاگیں کہ بھوک لگی ہے لہٰذا اپنی تجارت زراعت میں جائیں گے فلانے سے بات کرنی ہے وہ چلا جائے گا لیکن اسے سمجھاؤ کہ اس وقت میں بیٹھ کر ذکر کرنا بہت قیمتی ہے لہذا تعلیم و تسبیح و عبادت پہلے کرلو بعد میں پیٹ کا انتظام کرلو، اگر ہم نے عبادت نہ کی ممکن ہے کھانے سے پیٹ میں درد ہیضہ ہوا گرچہ زراعت کا خاص وقت ہے لیکن دعوت تعلیم میں بیٹھ جانے سے اللہ خوب دیں گے چاہے زراعت میں نقصان کیوں نہ آجائے اس وقت کے بیٹھ جانے سے اس طرح روزانہ کرنے سے ایمان مضبوط ہوگا اور اگر یہ صورت رہی کہ جب کام کاج و اشکال چھٹی دے تو دعوت تعلیم و ذکر وغیرہ میں مشغول ہو ورنہ نہیں اس سے ایمان مضبوط نہ ہوگا، ابن عباسؓ کی بینائی جاتی رہی، اطباء نے کہا ہم بینائی علاج کر کے واپس لا سکتے ہیں لیکن ۲۴ گھنٹے بالکل حرکت نہ کر سکیں گے، ابن عباسؓ نے کہا کہ آنکھ کی وجہ سے نماز خراب نہیں کر سکتا اور ہم اشکال کی وجہ اعمال کو کتنا چھوڑتے ہیں ابن عباسؓ بس صرف ایک نماز کی بناء پر آنکھ کو چھوڑتے ہیں لوگوں کو اطباء کی جب اس بات کی اطلاع ملی عائشہؓ ابن عمرؓ ہر طرف سے پیغام آئے کہ آنکھ کی محبت میں نماز نہ چھوڑ دینا یہ نہیں ہے کہ آنکھ کے آپریشن میں نماز قضا کر دینا جائز نہیں ہے جائز ہے لیکن قیصر و کسریٰ کی ہلاکت کے لئے اشکال کو اتنا توڑنا پڑتا ہے بعض لوگوں نے دعا سے بینائی مانگی ابن عباسؓ نے نہیں مانگی پہلے ایک آنکھ جاتی رہی دوسری سے آنسو بہتے رہتے تھے جب دوسری بھی جاتی رہی تو آنسو نکلنا بند ہو گئے اور فرمایا کہ یہ دوسری آنکھ اس وجہ سے روتی تھی کہ اس کی بہن دوسری آنکھ جنت کے درجات میں بڑھ گئی جب اس کی اپنی بینائی جاتی رہی تو اس نے برابری کے بعد خوش ہو کر رونا چھوڑ دیا اس چیز نے سارے عالم کو پلٹا ہے، چنانچہ جب ابن عباسؓ کو قبر میں رکھا تیا تو سب نے آواز سنی اور جسم سے کوئی پرندہ اڑا لوگوں نے کہا یہ ان کا علم باہر گیا ہے نماز کی درستگی روز کی محنت ہے، اشکال کے دیکھنے سے جو اثر ہوا ہے وہ دعوت تعلیم ذکر سے دور ہوگا پھر نماز سے دعا قبول ہوگی، گھٹیا درجہ یہ ہے کہ ان اعمال کو صرف خود کرے بڑھیا یہ ہے کہ سب کو جمع کر کے ان میں یہ سارے اعمال جاری کرو اس سے زیادہ وقت خرچ ہوگا، اب رمضان آگیا روزے کے ساتھ ساتھ نماز کی محنت کو زندہ کرنا اپنے ذمہ لے لو اس سے شکلوں والی تمہاری ترتیب پر زور پڑے گا اب حج کے ساتھ نماز کی محنت کو جوڑ دو، گھر والے بیمار ہیں گھر میں کچھ نہیں ہے اشکال کو توڑ کر اعمال میں لگ کر اشکال کا یقین دل سے نکل جائے گا، اسلام میں اسی کا مطالبہ ہے اشکال چھوڑنے کا نہیں، اشکال کا یقین و طریقہ چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم والا یقین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم والا طریقہ لے لو ہر شکل سے یقین لے، لوگوں کو ہٹانے

کے لئے ان تمام شکلوں کا یقین دل سے نکالنا ہوگا، سائنس کا ترک مطلوب نہیں ہے سائنس کا یقین چھوڑنا مطلب ہے، آج کل دعوت کی سخت ضرورت ہے کہ اشکال پرستی بہت ہوگئی ہے بس تم دعوت لے کر اشکال کا انکار کر کے نماز صحیح حاصل کرو، تعلیم کرو، رکوع پورا نہ ہونے صف سیدھی نہ ہونے پر کیا نقصان ہے ہر جز کا یقین علم و عمل ہو باہر نکلنے سے تمہاری کمائی مبغوض نہ رہے گی۔

آج خلاف رواج اعمال کے زندہ کرنے کے لئے اشکال کو توڑنے سے جلد ہی ایمان و یقین مل سکتا ہے، تم بھی انبیاء کی طرح اشکال کی قربانی دو اس سے خدا حالات عالم بدلیں گے یہ قربانی خصوصی ہے، عمومی قربانی زنانہ نصاب والی ہے پہلے خاوند سے طلاق لے لی اب عدت کرنی ہوگی، زیور عمدہ کپڑے کنگھی پٹی وغیرہ سے بچی رہو، چار ماہ دس دن کے بعد دوسری زندگی گزار، نئی شادی کر ایسے ہی چار ماہ لگا کر اشکال سے منہ موڑ کر نئی زندگی اسلامی شروع کرو، اب سال میں نفاس کا کم سے کم چلہ اور حیض کا ہر ماہ کم سے کم تین دن اگر شادیاں دو تین کر لے تو عمر میں دو تین چار ماہ کر لے یہ عورتوں والا نصاب ہے اگر مرد بننا ہے اس کے غلام طارق کی بات یہ ہے کہ کشتیوں کو آگ لگا دو، مرد کی بات یہ ہے کہ جب تک دین زندہ نہ ہو آرام نہیں اب یہ مردانہ نصاب ہے یہ زنانہ یہ دونوں نہ رہے تو خنثی (مخنث) جسے ہر جگہ سے نکال دیتے ہیں، آج ہم حضرت ابراہیمؑ کے طریقہ پر بکرے دنبے کی قربانی دیتے ہیں تو ان کی طرح بیوی بچے، بچے کے نکاح، بیوی کے جنازہ وغیرہ کو بھی قربان کرو اصل ان کی قربانی یہی ہے۔

ایک ہے اصلی اسلام اور دوسرا ہے گنجائش والا اسلام

عمومی بیان

بعد فجر اتوار ۲۲/اپریل ۱۹۶۲ء مطابق ۱۶/ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ

بعد خطبہ مسنون ارشاد فرمایا کہ

میرے بھائیو اور دوستو!

اللہ رب العزت کے لئے تکلیفیں اٹھانے کی بڑی قیمت ہے آخرت میں ثواب بقدر مشقت ملے گا تکلیف کا حصہ اسے پہنچ کر رہنا ہے اگر اس کے لئے نہ اٹھائیں تو مصائب وبلا گھیر لیتے ہیں عمر کے تکلیف والے حصے آنے ضروری ہیں اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ صحابہ کی طرح تکلیف اٹھائیں یہ ہے اختیاری، ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ دین کے لئے محنت نہ کرنے کی وجہ سے تکلیف آنا یہ ہے اضطراری، ان کا بھی ثواب ملے گا بیمار، خرابیٔ اقتصادیات وغیرہ، اعلیٰ ہیں یہ ادنیٰ ہے تکلیف خدا کو پسند ہے، اپنوں کی اس میں ضرور ڈالتے ہیں جو بعید ہیں ان پر کم اور اپنے قریب پر زیادہ کافر پر مصیبت اسی وقت آتی ہے جب کہ اپنے مسلم تکلیف اٹھالیں کافر آخرت میں پھر پھنسے گا اور جب مسلم تکلیف اٹھالیں تو اللہ ان سے تکلیف اٹھا کر کافر پر ڈال دیں گے، ایوب کو صحت اپنی بیماری اچھی لگتی تھی کہ خدا بار بار متوجہ ہوتے اور جبرئیل امین کو بھیجتے، اسلامی زندگی تکلیف اٹھانے کا نام ہے، یہ اختیاری تکلیف ہے، اس وجہ سے اس سے گھبراہٹ نہیں ہوتی، دور عمری میں اصل حل وعقد نے ایسے ہی تکلیف اٹھائیں، مکان طعام لباس نہ بنانے کے لحاظ سے حالانکہ پیسہ بہت تھا، جیسے دور نبوی میں انھوں نے تکلیف اٹھائیں پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے اسلامی زندگی کا اعلیٰ ترین منظر تکلیف اٹھانے سے ہی ملے گا، اگر چہ سب کچھ پاس ہو، مصر وشام اردن، عراق، ایران کے مالک تھے، آج اگر ان ملکوں میں دولت پٹرول وغیرہ کے راستے سے خوب ہے دور عمری میں اس سے زیادہ تھیں، یومیہ کھانے کا خرچ

لاکھوں تھا ایک بادشاہ کی ۷ لاکھ سالانہ آمدنی تھی، عمر کے زمانے میں دولت زیادہ ہے، اختیار زیادہ ہیں جس ملک پر چاہیں حملہ کر سکتے ہیں لیکن عمر وامراء وعمال سارے تکلیف ومشقت کے عادی ہیں یعنی دور نبوی میں تکالیف اختیار کی تھیں اور دور عمری بھی، عمر کی اپنی زندگی میں دیکھورات دن ان کے ہاتھ سے پیسہ خوب تقسیم ہو رہا ہے لیکن زہد وتکلیف وہی حضورؐ والی تھی خوبصورت چہرہ کا رنگ سفید سانولا ہو گیا تھا، پیدل چلتے، جنگل سے اونٹ تلاش کرتے، مدینہ کی گلیوں میں پیدل چلنا، کسی چیز میں فرق نہ آنے دیا، محبوب ترین بیوی تھی اور انسان محبوب پر مال جان لگا تا ہے حسن حسین کی بہن سے شادی کی کہ قیامت کو سارے سلسلے نسبت ختم ہو جائیں گے سوائے حضورؐ کی نسبت کے اس لئے شادی کرنی چاہی تو پہلے اخت نے انکار کر دیا، عائشہ ایک جگہ پیغام دلوار ہی تھی انکار پر پریشان ہوگئی مغیرہ بن ہشام سے عائشہ نے کہا، مغیرہ نے وہاں سے جا کر عمر سے کہا کہ تم نکاح نہیں کرتے ہو کہا پیغام بھیج چکا ہوں کہا وہاں سے تو نہیں میں جواب آ گیا ہے تم بنت علی سے نکاح کرلو، دل میں وہی بات آ گئی اور وہاں پیغام بھجوا دیا، نکاح ہو گیا جیسے امام حسن حسین کو چاہتے تھے ویسے ہی ان کی بہن کو چاہتے تھے کہ حضرات اہل بیت کے حق شناس تھے عمر منبر پر تھے حسین نے آ کر کہا ہمارے ابا کے منبر سے ہٹو، اپنے ابا کے منبر پر جاؤ یہی قصہ حسین وابوبکر کا پیش آیا جواب میں دونوں خلیفہ رونے لگے کہ بے شک تمہارے ابا کا منبر ہے، ابوبکر کے وقت عمر نے پوچھا کہ تم کو کس نے یہ بات سمجھائی، کہا کہ کسی نے نہیں ویسے ہی دل میں آ گئی، کہا میرے پاس آیا کرو، چنانچہ حسین گئے، لیکن اندر عمر کسی گورنر سے بات کر رہے تھے ابن عمر کو بھی اندر آنے کی اجازت نہ تھی وہ باہر کھڑے ہوئے تھے چنانچہ حسین یہ دیکھ کر اندر نہ گئے، عمر نے دوسرے وقت نہ آنے کا سبب پوچھا، تو یہی وجہ بتائی تو عمر نے کہا کہ تم میں اور ابن عمر میں زمین وآسمان کا فرق ہے تمہاری وجہ سے تو ہمیں اسلام کی دولت ملی اندر آجاتے ایک موقع پر جوڑے تقسیم کئے، حسن حسین دیر سے آئے تو افسوس کرتے رہے کہ ان کو نہ دے سکا، لوگوں نے کہا افسوس کی کیا بات ہے آپ نے تقسیم ہی کئے ہیں اپنے گھر والوں کو تو نہیں دیے، فوراً ایکدم ایک آدمی روانہ کیا کہ جہاں سے یہ کپڑے آئے تھے وہاں سے حسن حسین کے ناپ کے کپڑے سلوا کر لاؤ منگوا کر دیا ساری بادشاہت اور حکومت ہے لیکن خوف فاقہ ہے مسلمانوں کے کام کو خوب اچھی طرح کرتا ایک دفعہ گشت میں خیمہ کے آگے ایک شخص کو روتے دیکھا، دریافت کیا تو معلوم ہوا پردیسی ہے تعارف نہیں تھا، غریب بھی ہے بیوی دردزہ میں ہے چنانچہ جا کر اپنی بیوی اخت حسین سے کہا چل جنت کا سامان ہے بیوی نے زچگی کا سامان لیا خود نے کھانے پکانے کا وہاں جا کر بیوی کو اندر بھیج دیا، خود باہر کھانا تیار کرنے لگے،

ادھر کھانا تیار ہوا، اندر سے آواز آئی، اپنے مہمان کو اطلاع دیں کہ اللہ نے ان کو لڑکا دیا، اے امیر المومنین، یہ سن کر وہ اجنبی قدموں پر گر گیا کہ یہ امیر المومنین ہے کام تو ایسے ایسے کر رہے ہیں جو نیچے درجہ کے تھے ایک مرتبہ عطر ایک ملک سے آیا، عمر نے کہا کوئی عورت ہوتی جو مجھے تول کر دیتی، آپ کی بیوی نے کہا کہ ہاں میں ہوں کہا غلطی سے ہاتھ کی انگلی میں عطر لگ جائے گا وہاں سے بدن پر چلا جائے گا اور میرے گھر میں غلط استعمال ہو جائے گا چنانچہ محلہ کی دوسری عورت سے تلوایا، عمرؓ سے ہر جگہ نفع پہنچ رہا تھا کوئی گھر عرب میں بھوکا نہ تھا، لیکن لڑکی نے شادی ان سے تقشف کی وجہ سے نہیں کرنا چاہتی ہے، علی نے اپنی لڑکی کی شادی خود لڑکی سے رائے لئے بغیر عمر سے چھوٹی سی عمر میں ہی کر دیا بچپن ہی میں رخصت کر دیا اسے بتائے بغیر علی نے عمر کے پاس کسی کام سے بھیجا، عمر نے بیوی جیسا مذاق کیا وہ ناراض ہو گئی کہ آنکھ نکال دوں گی، واپس گئی حسن حسین بھی شروع میں اس بیاہ سے ناراض تھے جب ان کا عمر سے بیاہ ہونے لگا تو یہ دونوں کہنے لگے آخر اس لڑکی کی بھی تو رائے ہونی چاہئے غصے سے جانے لگے تو دونوں پلہ پکڑ لیا، کہ آپ کی خفگی کی تاب نہیں ایسے ہی ایک عورت کو عمر نے پھر علی نے پھر زبیر نے پیغام دیا انکار ہو گیا طلحہ نے دیا تو اسے قبول کر لیا جب نکاح ہو رہا تھا تو علی نے پردے سے اس عورت سے کہا کہ امیر المومنین، حضورؐ کے رشتہ داروں سے تو انکار کر دیا، طلحہ سے کر لیا جواب ملا جیسے خدا کی مرضی، خیر طلحہ بھی ہم سے اچھا ہے ان کے اب غور کی بات ہے لوگ بادشاہ، افسران کو اپنی بیٹی دینا چاہتے ہیں بعد میں اس نے عورتوں نے بتایا کہ عمر کے ساتھ زندگی گزارنی بہت سخت ہو گی علی کے پاس صرف محبت ہی ہے زبیر کے پاس صرف لاٹھی ہے طلحہ کے ساتھ زندگی گزارنے کا مزہ ہے، نہتے گھر میں آئیں گے نہتے گھر سے نکلیں گے، عمر کی طرح ان کے امراء کی زندگی بھی ویسی ہی تھی عروج اسلام سے قبل جو تکالیف اٹھائیں عروج کے بعد بھی بقائے اسلام کے لئے تکالیف اٹھائیں اب کے لوگ کہتے ہیں کہ عمدہ کھانا نہ تھا لہٰذا معمولی کھانا کھایا پیسہ نہ تھے لہٰذا معمولی مکان بنایا لیکن دور عمری اس کا جواب ہے فتح کے بعد سارا مال وغنیمت جمع ہوتا تو سارے حل وعقد ایسے ہی روتے غمگین ہوتے جیسے کے کوئی رشتہ دار مر گیا ہو، لوگ کہتے کہ رونے کا کیا مقام ہے اللہ نے اپنے فضل وکرم سے نعمتیں دی ہیں، ابو عبیدہ کا جواب ہوتا کہ شروع میں ان عیسائیوں کو بھی یہ سارا مال ودولت عمل دین کی وجہ سے دیا تھا لیکن اس مال ودولت سے ان کے اعمال خراب ہو گئے تو خدا نے ان سے چھین کر ہمیں دیا ہے، اب اگر ہمارے اعمال بھی ان کسریٰ وقیصر کے اعمال کی طرح خراب ہو گئے تو خدا بھی ہم سے چھین کر دوسروں کو دے دیں گے، آج زوال میں یہ آ کر بھی سوچتے نہیں کہ ہماری ذلت کا سبب دین کا نہ ہونا ہے اور صحابہ

کرام جو کہ عروج کی حالت میں تھے وہ اس حالت میں بھی دوسرے پہلو کو سامنے رکھتے تھے۔

سارا مال مدینہ پہنچا تو عمر بے اختیار روئے، بعض مرتبہ جان نکل جانے کا خطرہ ہوجاتا ایک دفعہ مال آنے پر روکر عبدالرحمن بن عوف کو بلایا بے تحاشا رو رہے تھے، عبدالرحمن نے دلاسا دینے کے لئے کندھا ہلا کر کہا یا عمر، ہوش آنے پر عمر نے ہاتھ پکڑ کر مال کے اونٹوں کے پاس لے گئے یہ دیکھ کو عبدالرحمن نے کہا کہ تمہیں تو شکریہ کا موقع ہے، عمر نے جواب دیا کہ کیا یہ چیزیں خدا کے پاس دور نبوی میں نہ تھیں، لیکن انھیں دنیا جیسی بے قیمت گری ہوئی چیز نہ دی حالانکہ حضورؐ جامع کمالات تھے لہٰذا غنی کوئی کمال نہیں ہے ہمیں خدا دے رہا ہے گویا ہم میں نقص ہے اگر حضور ﷺ کے پاس مال آتا تو حضور ﷺ تقسیم مال کے مواقع بتادیتے، تقسیم کے اصول بتادیتے، عبدالرحمن نے کہا کہ گھبراؤ مت حضور ﷺ کے مزاج دان حضور ﷺ کے رنگ میں رنگے ہوئے موجود ہیں ان سے مشورہ کرلیں، ایسے ہی عمر چیزیں دیکھ کر روتے تھے، کھانے کو دیکھ کر کہا کہ اس طعام پر تمہاری لڑائیاں ہوں گی حتیٰ کے باپ بیٹے میں بھی، ایک دفعہ یہ کہا کہ تم مت سمجھو کہ مجھے کھانا پکانا آتا نہیں خمیری چپاتی روٹی پکانے کی ساری ترکیب بتادی لیکن میں نے حضورؐ کو کھاتے دیکھا نہیں، لہٰذا میں بھی نہیں کھاتا علی نے کوفے میں جاکر اگرچہ بہت نعمتیں تقسیم کی ہیں لیکن انھوں نے عراق کی کوئی چیز نہ چکھی، مدینہ سے ستو منگواتے اور اسے بھی حفاظت سے رکھتے ایک شخص کو امیر بنایا اور کہا کہ جانے سے پہلے مل کر جانا وہ گیا تو ایک برتن لائے اس کا منہ کھولا، اس میں سے ایک برتن اور نکلا اس کا منہ کھولا تو اس میں سے ستو نکلا میں سمجھا زیور او جواہرات نکال کردیں گے اور کہا کہ میں نے اس کی اتنی حفاظت صرف اس وجہ سے کی کہ میرے پیٹ میں صرف مدینہ کی ہی چیز جائے کہیں عراق و کوفہ کا غبار نہ چلا جائے اور امیر کو اس میں سے کچھ دے کر روانہ کردیا ملک و مال کے اس نقشہ میں زہد و انصاف کے واقعات اس وجہ سے ہیں کہ پہلے سے تکلیف کی عادت تھی اور رنج کی تہذیب صرف وہ کام تھا جو حضورؐ نے کیا ایک مرتبہ عمرؓ نے چھ آنے کا کرتا پہنا، آستین انگلیوں سے آگے جارہی تھی ابن عمر سے قینچی منگا کر زائد حصہ خود ہی کاٹ لیا، ظاہر ہے چاقو سے برابر نہ کٹے گا ابن عمرؓ نے کہا ابّا جان دیجئے میں اسے گھر سے سیدھا کر کے سلوالاؤں، کہا نہیں میں نے حضورؐ کو دیکھا کہ انگلیوں سے آستین کو صرف چاقو سے کاٹا جاہے جیسا کٹا میں بھی ویسا ہی کروں گا اس میں سے دھاگے نکلتے تھے ایک طرف سلاطین تھے ہزاروں کے لباس آرہے تھے یعنی ملک و مال کے نقشے آجانے کے باوجود بھی تکلیف کی عادت نہ چھوڑی کہ اسلام اپنے نقشہ پر رہے اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کو تکالیف سے مناسبت ہے اسلام والے جتنی تکلیف

اٹھائیں گے اتنا ہی اسلام زندہ ہوگا اسی وجہ سے (حفت الجنة بالمکارہ) مکارہ صرف ابتدائی نقشوں میں نہیں ہے بلکہ عروجی دور میں بھی خلاف نقشہ کرنا ہے شروع میں جو تکلیف نہ اٹھا سکے وہ عروج میں کیسے اٹھائے گا بلکہ شروع سے ہی تکلیف کی عادت ڈال لو، جب مال آئے فوراً دوسروں میں تقسیم کردو، حاجت میں تیمم سے عبادت چلتی ہے اصل تو وضو ہے گنجائش وحاجت بہ وقت ضرورت ہوتی ہے اصل نہیں بن سکتی ہے ایسے ہی ملوکیت وشان وشوکت کی گنجائش وحاجت بہ وقت ضرورت ہے اگر حضورؐ والی زندگی جو اصل اسلام ہے تو اس سے کچھ اچھی زندگی گزاریں، لیکن یہ اصل اسلام نہیں ہے بلکہ گنجائش کے طور پر ہے اور دونوں زندگیوں میں ایسے ہی فرق ہے جیسے معاویہؓ وعلیؓ میں، علیؓ خلیفہ معاویہؓ بادشاہ لاکھوں بادشاہ ایک خلیفہ کے برابر تھے خلیفہ وہ ہے جو طریقہ رسول واصل پر عمل کرتا ہے بادشاہ گنجائش پر ہی چلتا ہے معاویہؓ دور عمری میں خوب بن ٹھن کر رہتے تھے عمدہ کپڑے میں عمر نے ٹوک دیا کہنے لگے آپ نے تنگ کر ہی دیا، آپ صرف مدینہ میں رہتے ہیں اور ہم غیر مسلموں کے یہاں جاتے ہیں وہاں رعب کیسے ڈالیں؟ چیزوں سے رعب ڈالنا گنجائش ہے حالانکہ عمرؓ نے بیت المقدس جاتے وقت کرتا لیا اڑتالیس پیوند والا، ایک اونٹ، گنجائش والا اسلام نبھ تو جائے گا لیکن چلے گا نہیں طریقہ ابوبکر عمر نے ملکوں کو زیر کیا ہے معاویہ کے گنجائشی اسلام سے نہیں اسی اعتبار سے ہم ہیں اگر اصل اسلام، طریقہ عمل وغیرہ نہ ہو تو اس سے دنیا کی ترتیب نہ بدلے گی کہ ہم میں اور غیر مسلم میں کیا فرق ہوگا کہ ان سے چھین کر خدا ہمیں دے دیں، اصل اسلام سے ملک زیر کر پھر گنجائش اسلام کی گنجائش ہے، ہم اصل اسلام پر چلیں، مال جان سارا دوسروں پر لگا رہیں ہوں تو پھر خدا غیر مسلموں سے چھین کر ہمیں دے دیں گے کہ وہ سارا مال وجان اپنی ذات پر لگا مخلوق کی خبر گیری نہیں کرتے ہیں اور یہ مسلم اپنے پر بقدر ضرورت لگا کر باقی مال مخلوق پر خرچ کر رہے ہیں اگر یہ بات ہو جائے تو ایک دن میں تبدیل نظام کا فیصلہ ہو جائے، دیر ہماری طرف سے ہے ایک حکم سے فرعونی نقشہ ختم ہوا سب کچھ موسیٰ کے ہاتھ میں آدمیوں کو خود کو ایسا بنانے میں دیر لگتی ہے جس پر نظام عالم بدلتے ہیں خدا کو نظام بدلنے میں دیر لگتی ہے ہم عیش وراحت کے عادی ہیں تقشف وزہد کی عادت ڈالنے میں دیر لگتی ہے عادتیں بدلنے میں دیر ہماری طرف سے لگتی ہے اور دنیا کے سارے نظام ان کے ہاتھ میں ہیں آج تو خوب عالم کے ملکوں میں انقلاب ہو رہے ہیں کل کے وزراء آج جیل میں اور کل کا چپراسی آج وزیراعظم، روس امریکہ قدرت سے باہر نہیں ہے بلکہ قدرت کے قبضہ میں ہیں، جس وقت جس طرح چاہیں خدا ویسا کریں گے سارے اسباب بے کار ہو جائیں گے خدا کی مرضی کے سامنے اسی قدرت سے استفادہ کے لئے انبیاء آتے ہیں

قدرت کے قائل کے لئے موافقت میں قدرت کا استعمال ہو، غیر قائل کی مخالفت میں استعمال ہو اس کے لئے مال دولت شرط نہیں ہے اکثریت یا عدد خاص شرط نہیں ہے اسباب والے کل جمع کرنا شرط نہیں ہے، شرط ہے کہ قائلین قدرت اپنی زندگی کے طریقے کو غیر قائلین کے طریقۂ زندگی سے ممتاز کرلیں، اس امتیاز کے حصول میں دیر لگتی ہے لیکن جب یہ امتیاز پیدا ہوتا ہے تو پھر خدا کو نظام عالم بدلنے میں دیر نہیں لگتی اور ان شرائط کے پورا کرنے میں تکلیف آئیں گی اسی وجہ سے ہمیشہ اسلام کو عروج تکالیف سے ملا ہے اور جب مزاج تکلیف سے ہٹا تو قدرت سے استفادہ نہیں رہے گا ابتدا میں سو فیصدی اسی نقشے زندگی پر تھے جو مطلوب ہے طالب عیش وغیرہ و مال نہیں تھے سب کو دوسروں پر لگا رہے ہیں سلمان فارسی مدائن کے گورنر ہیں لیکن مکان نہیں مشرکوں کے مکان میں شرک کے اثرات کی وجہ سے اپنا نہیں بنایا درختوں کے نیچے فیصلہ کرتے مسجد میں، پانچ ہزار ان کی تنخواہ تھی لیکن یہ ساری رقم دوسروں پر خرچ کرتے اور بوریہ بُن کر اسے بازار میں بیچتے قیمت میں سے ایک حصہ صدقہ ایک حصہ گھر میں اور ایک حصہ سے نیا بوریہ بنانے کا انتظام کرتے ایک دفعہ مہمانوں کے سامنے گھر سے روٹی اور سرکہ لا کر رکھا سرکے میں نمک نہ تھا مہمان نے نمک چاہا، نمک لینے گئے تو پیسہ پاس نہ تھا لہٰذا رہن رکھ کر نمک لایا کھا کر مہمان نے (الحمد الله الذی قنعنا بما رزقتنا) کہا کہ قناعت کا دعویٰ کرتا ہے اگر قناعت ہوتی تو مجھے نمک کے لئے فلاں شئے رہن نہ رکھنی پڑتی، مکان نہ بنوایا، کہا کیا آپ کا مکان بنا دیں غصہ میں منہ سرخ ہو گیا اس آدمی نے آگے بڑھ کر کہا یہ تو معلوم کرلو کہ کیسا مکان بنا کر دیں گے کہا کیسا مکان بنا کر دو گے ایسا مکان ہوگا کہ اگر آپ لیٹے تو سر ایک دیوار سے اور پیر دوسری دیوار سے ہاتھ تیسری دیوار اور چوتھی سے لگیں اور کھڑے ہوں تو سر چھت سے لگ جائے چہرہ اس پر خوش ہو گیا اور کہا کہ تو نے میرے دل کی کہہ دی اور مکان بنایا گیا مکان بنانے کی وجہ یہ بھی بتائی گئی کے لوگ اب اطمینان سے تمہارے مکان میں سیدھے آجائیں گے، موت کے وقت بڑے پریشان تھے وجہ پریشانی پوچھی تو کہا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص اتنا سامان رکھے جتنا ایک اونٹ سوار اپنے اونٹ کے پیچھے لادتا ہے اور میرے پاس اتنا سامان ہے تو میں حضورؐ کے سامنے کیسے جاؤں گا موت کے وقت باندی سے کہا مشک میرے پاس لاؤ اس میں سے کچھ لگایا کہ آج ایسی مخلوق آنے والی ہے جو پہلے نہ آتی تھی چنانچہ وہ باندی مشک دے کر حسب حکم کمرے سے باہر چلی گئی تو اسے اندر سے باتیں کرنے کی آواز آئی، اندر آ کر دیکھا تو انتقال فرما چکے تھے انتقال کے بعد ترکہ کی قیمت لگائی گئی تو زیادہ سے زیادہ پندرہ روپئے اور کم سے کم پانچ روپئے کا قول ملتا ہے اس پر یہ حسرت ہے، خدا نے گنجائش والے اسلام کی وجہ

سے کسریٰ وقیصر سے حکومت لے کر مسلمانوں کو نہیں دی ہے اصل اسلام وہ ہے جو حضورﷺ، ابو بکرؓ، عمرؓ، علیؓ نے زندگی گزاری ان حضرات کے یہاں تین دن کے فاقہ کئی مرتبہ پڑے ہیں جب کھایا تو جو کھائی، کپڑے، مکان کی تنگی اٹھائی عثمانؓ کے یہاں فاقہ کبھی نہیں آیا۔ الا ماشاء اللہ لیکن مکان سادگی وغیرہ میں ان چاروں کے ساتھ ہیں خدا دنیا کے نظام کی تبدیلی پر قادر ہیں لیکن قدرت کے استعمال کی شرائط ہیں اور وہ یہ ہیں کہ جان تکلیف اٹھا کر اصل اسلام غیر گنجائش والا حاصل کیا جائے۔

گنجائش پر ثانوی ترتیب قائم ہوتی ہے لیکن ثانوی اول کے بعد ہوتا ہے سارے کے سارے نمبر اول پر تو نہیں آسکتے۔ البتہ کچھ تو لوگ اس صف اول پر آئیں ان کے بعد بقیہ صفیں ضم کر لی جائیں گی اگر صف اوّل والی بات ہو نہ تو پھر قدرت کا استعمال نہیں کرتے، جو صف اوّل میں آجائیں گے وہ ہر جگہ صف اوّل میں رہیں گے اس زمانے کے جنتیوں کی صف اول میں ہوں گے قیامت کو، مہاجر کے معنی ہیں خدا کے راستے میں ہر اس چیز کو چھوڑ دیا جائے جو اس کو ناراض کرنے والی ہو، ایک ہے دین کی ہر محفل میں سبقت رکھتا ہوا ابو بکرؓ ترتیب کے وقت سابق اوّل رہے عمرؓ نمبر دو پر رہے، ایک مرتبہ بعد نماز فجر، حضورﷺ نے پوچھا آج کس نے روزہ رکھا کسی کی عیادت کی ہو؟ صدقہ کیا ہو، عمرؓ ان تمام باتوں کے جواب میں کہتے ابھی تو صبح ہوئی ہے اب جا کر سارے کام ہم کریں گے ابو بکرؓ ہر بات کے جواب میں ہاں کرتے رہے کہ راستہ میں عبد الرحمٰن کی عیادت کی اپنے بچے کے ہاتھ سے روٹی کا ٹکڑا لے کر ایک بھوکے کو دیا تھا ایک دن عمر کے پاس ابو بکرؓ سے مال زیادہ تھا انہوں نے کہا کہ آج ابو بکرؓ آگے بڑھ جاؤں گا، لہٰذا آدھا مال لے آئے حضورﷺ نے خوب دعائیں دیں، ابو بکرؓ بھی کچھ تھوڑا سے لے آئے حضورﷺ نے پوچھا کہ گھر کیا چھوڑے ہو ابو بکرؓ نے کہا اللہ اور اس کا رسول، فرمایا جتنا تمہارے جواب میں فرق ہے ایسے ہی تمہارے درجوں میں فرق ہے خود عمرؓ کہتے ہیں جب بھی عمرؓ نے ابو بکرؓ سے آگے بڑھنے کی کوشش کی ابو بکرؓ آگے بڑھ گئے، حضورﷺ کے بعد سارے ابو بکرؓ نہ تھے ایک تو تھا اب اسلام یہ تو نہیں کہتا کہ سارے ہی صف اول میں آجائیں، کچھ تو آجائیں اگر ایک ابو بکرؓ نہ ہوتے تو اسلام نہ رہتا لوگوں کو عمرؓ سے ہوتا نظر آرہا ہے لیکن ہوا ابو بکرؓ کے ذریعہ سے اس کا اعتراف ابو بکرؓ عمرؓ کے دور والوں کا اعتراف ہے ابو بکرؓ و عمرؓ میں ۱۹/۲۰ کا فرق ہے لیکن یہ بھی فرق ہی ہے جیسے ایک منٹ کی دیر سے گاڑی چھوٹ جائے گی، ابو بکرؓ عمرؓ حضورﷺ کے دائیں بائیں تھے ابو ہریرہؓ خدا کی قسم کھا کر کہتے کہ اگر ابو بکرؓ خلیفہ نہ بنائے جاتے تو ساری دنیا میں کفر پھیل جاتا، لوگوں نے کہا عمرؓ عثمانؓ علیؓ کے ہوتے ہوئے بھی ہاں دیکھو حضورﷺ کے بعد سارے

عرب مرتد ہو گئے ارتداد عرب میں خاص مصلحت ہے کہ اس سے بتایا ہے کہ دنیا میں چاہے کفر شرک کا کیسا ہی زور کیوں نہ ہو نبی کی غیر موجودگی میں اس کے طریقے پر چلنے سے ویسی ہی بصیرت آتی ہے جیسے نبی کے ہوتے ہوئے ان کے طریقہ پر چلنے سے، ہرقل ۲ لاکھ فوج لا رہا ہے مسیلمہ ایک لاکھ، سجع ۱۰ ہزار، بقیہ قبائل بھی ان کے ساتھ مل کر مدینہ پر حملہ کے لئے تیار، حضورؐ نے انتقال سے پہلے سارے مدینے والوں کو شام کی طرف روانہ کرنا چاہا اسامہ کو امیر بنا کر جرف مقام میں لشکر بھیج دیا خلافت کے بعد سب سے پہلے اس لشکر کے جانے کا حکم دیا، کسی کی رائے اس لشکر کے بھیجنے کی نہیں تھی ہے خود امیر لشکر نے ابو بکرؓ سے کہا کہ لشکر والے صحابہ تیار نہیں ہیں، ایک وفد بنا کر ابو بکرؓ کے پاس آئے کہ مشورہ کر لو، حالات خطرناک ہو چکے ہیں ابو بکرؓ نے کہا کوئی مشورہ نہیں ہے یہ منصوص ہے اور حضورؐ فرما چکے ہیں، نماز ظہر کے بارے میں مشورہ نہیں ہے کیونکہ یہ منصوص کہا گیا کہ حضورؐ نے جس وقت حکم دیا تھا حالات دوسرے تھے اب بدل چکے ہیں ابو بکرؓ نے جواب دیا کہ جب حضورؐ نے حکم دیا تھا تو ان پر وحی آتی تھی ہو سکتا ہے خدا کے حکم دینے پر حضورؐ نے ہمیں فرمایا ہو کہ لشکر تو بھیجنا ہی ہے، لہٰذا حکم دے دیا کہ لشکر جائے طاعت اس میں تھی گرچہ رائے کے خلاف ہو، چنانچہ لشکر روانہ ہوا اور مدینہ سے دور والے مرتد ہو چکے تھے قریب والے زکوۃ سے منکر ہو گئے، عمرؓ نے آ کر کہا کہ زکوٰۃ کے مسئلے پر زور مت دو، لوگ ابھی وحشی ہو رہے ہیں، کہنے لگے عمر تو کیا اسلامی شعار کے انکار کرنے پر بھی صلح کر لے گا۔ ایسا نہیں ہوگا حضورؐ جا چکے امان و فلاح صرف ان کے طریقے پر چلنے ہی میں ہے، لشکر کے جانے کے بعد اب بقیہ ۱۵۰ کو حکم دیا، چلو ہم بھی مدینہ سے باہر جائیں، حالانکہ اس دن غیر مسلموں کے حملے کے ارادے کی خبر آ چکی تھی، اس وجہ سے سب نے انکار کر دیا تھا، ابو بکرؓ نے ارادہ کر لیا تھا کہ اکیلے گھوڑے پر سوار ہو کر چل پڑے، یہ دیکھتے ہی تمام پیچھے گھوڑوں پر آ گئے، ۳ دن مدینے پر ایسے گزرے کہ ایک بالغ آدمی مدینے میں نہ تھا اب جیش اسامہ چل رہا تھا راستہ بدل بدل کر آگے سے ہرقل ۲ لاکھ کی فوج لا رہا تھا نبی کا انتقال ہو گیا، جس کی وجہ سے امداد ہو رہی تھی، ہرقل کو پتہ لگا کہ مسلمانوں کے ہزاروں لشکر جا رہے ہیں اور ایسے ہی ابو بکرؓ اپنے لشکر کے ساتھ تھے ہر نماز کے وقت بستی پر حملہ کرتے، ۳ دن میں ۱۵ جگہ حملے کئے، لوگ سمجھے ۱۵ لشکر ہیں یہ داخلی و خارجی لشکر ہیں تو خود مدینہ میں کتنے آدمی ہوں گے، مسیلمہ بھی رک گیا اور ہرقل بھی۔ بس یہ فرق ہے عمرؓ مصلحت کو سامنے دکھلا رہے تھے اور ابو بکرؓ صرف حضورؐ کی بات کو سامنے رکھ رہے تھے، ابو بکرؓ نے تو یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر مرد مسلمان سارے مارے جائیں اور ازواج مطہرات بھی قتل ہو جائیں، انھیں دفن کرنے والا نہ رہے کتے بھیڑیئے ان کی لاشوں کو کھائیں یہ گوارا ہے لیکن دین

کی محنت چھوڑنا گوارا نہیں ہے، ان حالات میں نکل جانا کتنا مفید ثابت ہوا جیش اسامہ کو حضورؐ نے لڑنے کے لئے نہیں بھیجا تھا بلکہ والد اسامہ زیدؓ کے قتل ہونے کی جگہ پر جاؤ اور سارے عرب کا چکر لگا کر واپس آ جاؤ، چنانچہ یہ لشکر گیا دو چار بستیوں والوں سے لڑ لڑا کر واپس آ گیا، اگر ابو بکرؓ نہ ہوتے تو اسلام دنیا سے مٹ جاتا، ابو ہریرہؓ اور عائشہؓ یہ بات کہتیں اور دلیل میں یہی ارتداد کا واقعہ تفصیل ہر شخص کو سنا دیا کرتیں، بس دو چیزیں ہیں اصل اسلام اور گنجائش والا اسلام، اصل اسلام میں تکلیف اٹھانی پڑتی ہیں۔

ملک و مال کے نقشے میں بھی یہ تکلیف والا مزاج نہ جائے، اصل اسلام چاہے کتنے ہی کم لوگوں میں ہو ان کی وجہ سے قدرت مسلمانوں کے ساتھ رہے گی، نابینائی نہ عدم مال، نہ ضرر تجارت کو عذر نہ بتایا جائے اصل اسلام حاصل ہوگا تکالیف اٹھائیں، تکالیف اٹھانا مزاج میں آ جائے تو اس سے اسلام کی جڑ دنیا میں لگے گی اور اس سے اصلی اسلامی زندگی آئے گی پھر خدا اپنے حکم سے سارے عالم کے تمام نقشوں کو زیر کر کے اسلام کو اونچا کر دیں گے بس یہی بات ہے کہ مصالح و گنجائش و رخصت سامنے نہ رہے بس قربانی ہی میں آگے بڑھتے جائیں، تکلیفوں کو اصل سمجھو ان ہی میں جنت ہے تکلیف صرف اللہ کے لئے اٹھاؤ، لوگ ملک کے لئے مصائب اٹھاتے ہیں جیسے الجزائر میں، ایمان وطرق ایمان کو عالم میں زندہ کرنے کے لئے قربانی کا رواج نہیں ہے حالانکہ اس پر استخلاف و تمکین و تبدیل کا وعدہ ہے ایمان و عمل صالح میں سب سے پہلا عمل محنت کا وہ میدان قائم کرنا ہے جس کو سارے مصالح و مسائل کو نظر انداز کر کے صحابہ نے قائم کیا تھا۔

انسان کا کمال صرف مشاہدہ پر چلنے میں نہیں ہے

عمومی بیان

پیر بعد نماز فجر ۲۳/اپریل ۱۹۶۲ء مطابق ۱۷/ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا کہ:

میرے بھائیو اور دوستو!

مشاہدہ کے اعتبار سے انسان کو کوئی محنت اور تیاری نہیں کرنی پڑتی، دیکھنے سے جس طرح کا استعمال سمجھ میں آئے گا ویسا ہی کرے گا، لینا، ہٹنا، دینا، بھاگنا، جو سمجھ میں آیا کرے گا، سارے جانور اپنے مشاہدہ کے اعتبار سے استعمال ہوتے ہیں، کوئی تیاری نہیں کرنی پڑتی مثلاً دانے کی طرف، گھاس کی طرف چلیں گے اسے کھائیں گے، تحقیق نہ کریں گے کہ اس کا کھانا کیسا ہے، مثلاً ٹوکرے کے نیچے دانہ پانی رکھا ہو، اسی کی طرف چلے گا گرچہ بعد میں اس میں پھنس جائے گا، ایسے ہی مچھلی کانٹے میں لگے ہوئے گوشت کی طرف آئے گی پھر پھنس جائے گی، روٹی کا ٹکڑا دکھانے پر کتا قریب آئے گا اور اگر لکڑی اٹھائیں تو بھاگ جائے گا، سارے جانور مشاہدہ کے اعتبار سے استعمال ہو رہے ہیں، اس طرح انسان کا کمال صرف مشاہدہ پر چلنے پر نہیں ہے، اس طرح چلنے والا وہ کام کرے گا بعد میں اگرچہ بھگتنا پڑے، مثلاً چوری کر لیتا ہے تو اس وقت فائدہ ہوا لیکن بعد میں اس کی سزا ملے گی، ایسے ہی نماز پڑھنے پر دکان سے روپے حاصل ہوئے لیکن قیامت کو پتہ چل جائے گا، چوہے بلی سے بکری بھیڑیے سے بھاگی، یہ جانور والی مشاہدہ کی زندگی ہے، دوسری زندگی حقیقت کو پہچاننے کی ہے کہ جو نظر آ رہا ہے اگر حقیقت کے مطابق استعمال ہو ملک کا زور دیکھ کر ملک میں لگ گیا گزشتہ تاریخ کی تحقیق نہ کی آگے کو نہ سوچا اجتماعی مسائل کو بالائے طاق رکھا اور قدم اٹھا لیا تو یہ جانوروں والی زندگی ہے کہ اونچا دائرہ ٹھکرا کر جانوروں والے اعمال کر رہا ہے، قرآن میں ماضی اور مستقبل دونوں کا ذکر ہے قوم نوح، قوم سبا، قوم عاد، قوم صالح نے مشاہدات پر زندگی اٹھائی لیکن بعد میں مصائب

میں گرفتار ہوئے قوم نوح کا مشاہدہ یہی تھا کہ ۸۰/ اشخاص اکثریت کا کیا کریں گے قوم عاد کو صرف اپنی طاقت میں نظر آرہا تھا، فرعون ونمرود کو اپنی حکومت میں کامیابی نظر آرہی تھی، قوم شعیب تجارت کی منڈی پر قابض تھی اور ان کے مخالفین مزدور وغریب وہ کیا کریں گے ہر نبی اپنی قوم سے کہتے کہ مشاہدہ پر چلنا ہلاکت کا باعث ہے، جیسے گزشتہ قوم کے ساتھ ہوا ہے اور آئندہ کو نافرمانی پر ایسا ہی ہوگا، ہودؑ اپنی قوم کے سامنے قوم نوح کی ہلاکت کو لارہے ہیں۔ صالحؑ اپنی قوم سے مشاہدہ پر چلنے میں ہلاکت کہہ رہے ہیں، جیسے قوم عاد ہلاک ہوگئی، گزشتہ اقوام کا ذکر ہے کہ جس بنیاد پر پہلے لوگ پیدا ہوئے اسی طرح قیامت تک پیدا ہوں گے، کسی قوم کا ذریعہ پیدائش نہیں بدلا ہے اور نہ بدلے گا، ایسے ہی کامیابی اور ناکامی کے ضابطے میں فرق نہیں آیا ہے نہ آئے گا، اگر گزشتہ اقوام مشاہدہ پر زندگی اٹھانے سے مصائب کا شکار ہوئی ہیں، ایسے ہی ہم بھی مشاہدہ پر زندگی اٹھانے سے مصائب کا شکار ہوں گے قرآن حکیم میں بتایا گیا ہے کہ موجودہ معاشرہ اور رواج کے مطابق زندگی گزارنے میں ہلاکت ہے اس امت کی بنی اسرائیل سے خاص مناسبت ہے جہاں کوئی حکم آئے گا، اللہ اس سے آگے پیچھے بنی اسرائیل کا ذکر کردیتے ہیں کہ جب بنیادوں پر وہ چمکے یا امت چمکی اور جن بنیادوں کی وجہ سے وہ گری تھی ان کی وجہ سے یہ بھی گرے گی۔ بنی اسرائیل دومرتبہ چمکے اور دومرتبہ گرے ہیں۔ بنی اسرائیل اولاد یعقوب کنعان گاؤں میں رہتی تھی ملک ومال کا نقشہ نہیں ہے، نہ عہدہ نہ وزارت نہ ملک نہ مال، صرف جانوروں کا دودھ پیتے ہیں اور ان کا گوشت کھاتے ہیں اللہ نے صرف ایمان واعمال صالحہ کی وجہ سے بغیر کسی ظاہری اسباب کے اختیار کئے حکومت مصر یہ دیا۔ باوجود تہمیت زنا، جیل، عبدیت، کنواں، ذہاب بصر بڑھاپائے یعقوب وغیرہ سارے حالات گزرے ہیں پھر بادشاہ اپنے خواب کی تعبیر سے متاثر ہوکر ملک حوالے کردیتا ہے آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا کہ بغیر پارٹی فوج وعسکر کے بغیر ظاہری نقشوں کے ملک مل گیا ہو، جب تک یوسفؑ ویعقوبؑ زندہ رہے ایمان اعمال صالحہ پر چلتے رہے، ان کے انتقال کے بعد آل اولاد نے ملک ومال کے نقشے پر چلنا شروع کردیا، ان نقشوں پر یقین آگیا اعمال خراب کرلئے، اللہ نے ان پر کفن چور فرعون کو مسلط کردیا فرعون کی کفنوں کی دکان تھی وہ صبح کو ایک کفن بیچتا تھا، رات کو وہی میت سے نکل لاتا، بغیر خرچ کے اس کو آمدنی ہوتی تھی شروع سے اسے ظلم کی عادت پڑی، اس سے خوب مالدار ہوگیا اور اپنی مالداری سے ملک وحکومت کا سربراہ بن گیا، جیسے آج کل کے مالدار ہوجاتے ہیں، بنی اسرائیل جب تک غیب پر زندگی گزارتے رہے چمکتے رہے جب ظاہر پر آگئے خدا نے گرادیا پھر موسیٰؑ وھارونؑ نے آکر غیب پر دوبارہ زندگی اٹھائی، محنت کی توکل، ایمان، نماز درست کرنے پر ان اعمال سے کامیابی ملنے کا یقین کرو، جیسے لوگوں کو ملک ومال کے نقشوں پر یقین ہے قوم کا یقین بدلنے

کے لئے بہت سے دن لگے، یہاں تک کہ غیب کے اعتبار سے استعمال ہونا آ گیا، بنی اسرائیل جو ہمیشہ ہر کام فرعون کی اجازت سے کرتے تھے ان کو پوچھے بغیر کچھ نہ کرتے تھے، موسیٰؑ وھارونؑ کے کہنے پر فرعون کے پوچھے بغیر شہر سے نکل گئے، فرعون نے جب بنی اسرائیل کا رویہ دیکھا تو اس نے اعلان کیا سب جمع ہو جائیں اور اس سے قبل یہ بھی کہہ چکے تھے، اللہ نے ان کو مشاہدہ کے اعتبار سے نہیں بچایا کہ رات رات میں کہیں دور چلے جاتے، یہاں تک کہ راستہ بھول گئے وہیں گھومتے رہے صبح کو آگے دریا پیچھے لشکر اور ظاہری حالات مخالف ہو گئے ان کی زبان سے (انا لمدر کون) نکل گیا جس کی مشق کر کے آئے تھے، اس کے مقابل ظاہر پر اعتماد کرنے لگ گئے، موسیٰ نے جھڑکی دی کلا ان معی ربی سیھدین بعض کا دل پھر گیا اب لاٹھی مارنے کا حکم ملا، یہ مشاہدہ کے بالکل خلاف ہے اگر مارنی ہے تو کسی فرعونی یا فرعون کے اوپر مارو جس سے شاید باقی بھاگ جائیں یہاں فرعونیوں کی ہلاکت کے لئے لاٹھی مارتے ہی بارہ سڑکیں بنیں اور وہ پار ہو گئے غیب کے پکے یقین پر ظواہر کو بدل دیتے ہیں، اشیاء کے خلاف اعمال سے پلٹنا دکھا دیتے ہیں فرعونی اس دریا میں گئے اپنے مشاہدہ پر کہ جب بنی اسرائیل نکل گئے تو ہم بھی نکل جائیں گے لیکن یہ مشاہدہ والے کو ڈبو دیا پھر اللہ نے بغیر کمائے ان کو آسمان سے روزی اتار کر دی پھر ملک مصر مل گیا خوب مزے آ گئے پھر موسیٰ وھارون چلے گئے، ان کے بعد جب تک غیب کی بنیادوں پر چلتے رہے اور جب مشاہدہ پر واپس آئے اور غیب پر چلنے والے تھے تو حکم الٰہی پر اپنے رشتہ داروں کو قتل کیا جب کہ انھوں نے بچھڑے کو پوجا تھا تو اللہ نے حکم دیا کہ وہ لوگ جنھوں نے بچھڑے کو نہیں پوجا ہے ان کو قتل کرے جنہوں نے پوجا ہے، پوجنے والے اکثریت میں تھے اب باپ اپنے تمام بیٹوں بیٹیوں و بیوی کو قتل کر رہا ہے، کسی قسم کا انکار کوئی نہیں کرتا ہے کہ انھیں قتل کرنے سے قاتل و مقتول سے خواہ خوش ہو کر کامیاب کریں گے جب اپنی امت ختم ہوتی دیکھی تو موسیٰ نے دعا کی جس پر بقیہ کی جان معاف کر دی گئی، پھر ملک و مال پر چلنے لگے انبیاء والی بنیاد پر سے ہٹ گئے یہاں تک کہ ایک وقت ایک عورت بادشاہ پر حرام تھی اس زمانہ میں حضرت یحییٰؑ کی اجازت کے بغیر کوئی کچھ نہ کر سکتا تھا اس نے یحییٰؑ سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ حرام ہے اس سے نکاح نہیں ہو سکتا، اس بادشاہ نے سوچا کہ اگر اس یحییٰؑ کے بغیر کر لیا تو قوم ہمیں ہی مار دے گی چنانچہ اس نے رات کو آدمی بھیج کر یحییٰؑ کو قتل کروا دیا اسی رات کو بادشاہ اور تمام شاہی افراد و عورت پتھر کے ہو گئے، صبح کو قوم نے جب یہ منظر دیکھا تو ان کی سمجھ میں بات آئی جب دن پھرتے ہیں تو عقل جاتی رہتی ہے، لہٰذا انھوں نے کہا خدا اپنے نبی کے لئے انتقام لے، ہم اپنے بادشاہ کا بدلہ نہ لیں، ارے دیکھ چکے ہو انجام، پھر بھی خدا کے خلاف جرأت، چلو زکریاؑ کو قتل کریں، زکریاؑ نے قوم کا یہ ارادہ سن کر بھاگ گئے اور ایک کھوکھلے درخت سے کہا

کہ مجھے پناہ دے اس نے پناہ دے دی شیطان نے اس وقت ان کا پلو درخت سے باہر کر دیا چنانچہ درخت کاٹ دیا گیا زکریاؑ کو لے کر پلو باہر رہ گیا، بنی اسرائیل نے زکریاؑ کو خوب تلاش کیا وہ نہ ملے شیطان نے ان سے کہا اس درخت کے اندر ہیں اس پلو سے دیکھ لو اس نے نیم کا پتہ لا کر دیا، کہا کہ اس جیسی لوہے کی بنا لو اس درخت کے دو ٹکڑے کر دو، اس زمانہ میں آرا ایجاد ہوا چنانچہ انہوں نے اوپر سے کاٹنا شروع کر دیا یہاں تک کہ حضرت زکریاؑ کو بھی کاٹ دیا، دو ٹکڑے ہو گئے خدا کی شان دونوں طرح کی ہے، وہاں چھری کے نیچے اسماعیلؑ کو بچا لیا تھا، اس کے بعد بخت نصر کو ان پر مسلط کیا اس نے قسم کھالی، جب تک ان کا خون گھوڑے کے سینے تک نہیں آئے گا ان کا خون بہاؤں گا خوب قتل ہوا لیکن خون جم جاتا تھا، اس پر وزراء اور فوجیوں نے بادشاہ سے درخواست کی کہ انھیں قتل نہ کیا جائے اس پر بخت نصر نے اپنی قسم بیان کی، انھوں نے کہا کہ اگر سارے مارے جائیں تو بھی پوری نہیں ہوسکتی لہٰذا پانی خوب بہاؤ جس سے خون اوپر آجائے گا گھوڑے کے سینے کو لگ جائے گا چنانچہ یہاں ایک دفعہ عروج ہے اور ایک دفعہ زوال ہے، نبی والی محنت سے چمکے نبی والی محنت کے ترک سے اوپر سے نیچے گرے ہیں، ایسے ہی قیامت تک اس امت کا بھی قانون ہے، اس طرح ہماری گزشتہ تاریخ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اسلام اس وقت چمکا جب اسباب کم تھے اور جب چیزیں نقشے زیادہ ہوئے تو پھر گر گیا۔ بنو عباس کو حکومت اس وقت ملی جب ملک کم تھے اور ان کا زوال اس وقت آیا جب کہ دنیا کا بیشتر حصہ ان کے قبضے میں تھا، تمام ممالک عربیہ، سندھ، ترکی، ایران، افغانستان، ان کے بادشاہ کی کھال اتار کر بھوسہ بھرا گیا تھا، بنو عباس نے بنو امیہ کے مقابلہ میں خوب دعوت کا کام کیا، مال و جان اس نبی والے کام پر لگا دی، بنو امیہ اغلام بازی پر آگئے، ایک بادشاہ نے ایک باندی سے صحبت کی اور اس باندی کو حکم دیا کہ مسجد میں جا کر جنابت کے ساتھ سب کو نماز پڑھائے ننگی تلواروں کی وجہ سے مسلمانوں نے اس باندی کے پیچھے نماز پڑھی، ایک بادشاہ نے جو شراب و کباب کا عادی تھا اس بات کا ارادہ کیا کہ بیت اللہ کی چھت پر جا کر شراب پیئے لیکن اللہ نے اسے مکہ کے باہر ہلاک کر کے دکھلا دیا، بنو عباس بنو امیہ پر غالب آگئے، اگرچہ بنو امیہ لاکھوں میں اور بنو عباس ہزاروں میں، اس کے بعد خدا نے بنو عباس پر تاتاری مسلط کر دیئے ایک تاتاری قافلہ اسلامی حکومت میں آیا، عربوں نے ان پر ظلم کیا وہ قافلہ اپنے بادشاہ کے پاس واپس گیا بادشاہ نے اپنا وفد اسلامی بادشاہ کے پاس بھیجا ان کی بات سننے کے بجائے اس وفد پر ظلم ڈھایا، اس پر تاتاری بادشاہ تین دن تین رات ایک ٹانگ پر پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہو کر کہتا رہا، اے مسلمانوں کے خدا! ہم انصاف چاہتے ہیں، تین دن کے بعد آواز آئی جاؤ ہم تمہاری مدد کریں گے، چنانچہ انہوں نے اسلامی ممالک پر حملہ شروع کر دیا، ۲۲/لاکھ کے شہر میں ۱۷/لاکھ برباد ہوئے دریائے دجلہ کا

پانی چھ ماہ تک کالا ہو کر چلتا رہا، اس میں مسلمانوں کی ساری کتابیں ڈال دی گئی تھیں اس بات پر کوئی یقین نہیں لا سکتا تھا کہ تاتاری مار دیا گیا، ایک مرتبہ ایک تاتاری نے مسلمان کو پکڑا جنگل تھا اور کوئی ہتھیار وغیرہ پاس نہیں تھا، لہٰذا اس تاتاری نے کہا کہ تم یہاں ہی رہنا، میں گھر سے چھرا لے کر آتا ہوں، اب اس مسلم کی اتنی ہمت نے ہوئی کہ اس سے لڑے یا کم از کم وہاں سے اٹھ کر چلا جائے بلکہ وہیں بیٹھا رہا وہ تاتاری پانچ چھ گھنٹے بعد چھرا لے کر آیا اور اسی نے اس کو جان سے مار دیا اس کے بعد پھر مسلمان نبوت کی بنیاد پر چمکے شیخ شہاب الدین کو بادشاہ نے بلایا اور پوچھا کہ میرا کتا افضل ہے یا تو؟ میں ایمان کے ساتھ جنت میں جاؤں تو میں افضل ورنہ کتا، بادشاہ اس پر چونکا، شیخ نے دعوت دینی شروع کی، ایمان وآخرت والی باتیں سامنے آئیں، وہ تاتاری بہت متاثر ہوا، اس نے کہا ابھی میں بادشاہ نہیں بنا ولی عہد ہوں اگر اب اسلام لے آیا تو بادشاہت سے محروم ہو جاؤں گا، پھر آنا اسلام لے آؤں گا، چنانچہ اس وعدہ کے بعد اس بزرگ کا انتقال ہونے لگا، تو انہوں نے اپنے خادم خاص کو بلا کر کہا کہ فلاں شخص جب بادشاہ بن جائے تو اسے میرا اسلام پہنچا کر وعدہ اسلام یاد دلانا یہ شخص کمزور قوم کا تھا بادشاہ کے دربار میں کیسے رسائی ہوتی چنانچہ ایک دفعہ وہ بادشاہ کسی جنگل میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا تو اس نے زور سے اذان دینی شروع کر دی اس پر شور مچا اور بادشاہ کے بلانے پر لوگ اسے پکڑ کر لے گئے اس نے بادشاہ سے خلوت لے کر اسے پیر کا وعدہ یاد دلایا اس نے اپنے خصوصی کلیدی آدمیوں کو بلایا ان کے سامنے اس مرید سے اسلام کی بات کروائی اور کہا میرا ارادہ اسلام میں داخل ہونے کا ہے تمہاری کیا رائے ہے وزیر اعظم نے کہا میں تو پہلے ہی سے مسلمان ہو چکا ہوں، تم سے چھپا رکھا تھا، اس پر وہ سارے اسلام لے آئے اور بھی بہت سے لوگ کام میں مصروف تھے، ان سب کی محنت سے تاتاریوں کے تمام قبیلے اسلام میں آ گئے اور انہوں نے پہلے سے زیادہ مسجدیں آباد کیں، مسلمانوں کی خوب حفاظت کی آخر میں ترکی کہلائے، اور اتنی محبت تھی ان کے دلوں میں عربوں کی شریف کے پاس فوج زیادہ نہ تھی، ترک کے پاس طاقت بہت تھی اگر چاہتے تو ایک گھنٹے میں حجاز پر قبضہ کر سکتے تھے، لیکن سلطان ترک نے حکم دیدیا تھا کہ مکہ اور مدینہ کے کسی فوجی کو نہ مارا جائے کہ وہ ہمارے مقدس شہروں کے رہنے والے ہیں، چنانچہ ایک ترکی سپہ سالار کو جب بغاوت میں پکڑا گیا تو اس نے عجیب نشانے بندوق مار کر دکھلائے، اور کہا کہ ہم قبضہ کر سکتے تھے، لیکن نہ کیا اس کے برخلاف حجازیوں نے ترکیوں کے دودھ پیتے بچوں کو تہہ خانے میں لے جا کر قتل کیا ہے، ترک والوں نے خود کو دبا دیا اور حجاز والے اپنے ظلم کی وجہ سے مرے، آج کل کی ذلت کی وجہ احکام اسلامیہ کا پورا نہ کرنا اور نبوت والے کام کو چھوڑ دینا ہے، اپنی تاریخ سے بھی نظر آتا ہے کہ جہاں دین میں کمی آئی وہاں گرے، جہاں غیب والی زندگی ملی چمکے، مشاہدہ پر چلنا انسانی کمال

ہی نہیں ہے، غیب والی زندگی میں کچھ اعمال بنیادی ہیں کہ جہاں تمہاری آنکھ دیکھی ہے وہاں سے ہٹا کر ان اعمال سے سب کچھ ہونا دیکھو، دعوت تعلیم پر کھانا، غلبہ، علو، استخلاف ملنا نظر نہ آئے، ایسے ہی علم الٰہی کی تعلیم پر روٹی کا ملنا عزت وغیرہ نظر نہ آئے گی، لیکن قرآن وحدیث میں ان پر تمام چیزوں کے وعدے ہیں، نہ مانگیں نہ کمائیں صرف ذکر نماز پر اکتفاء کریں تو ہمیں کھانے کو نہیں ملے گا، لیکن تمام انبیاء واولیاء کی تاریخ اس کو سچا کرتی ہے، معین الدین اجمیریؒ کو دیکھ لو کہ ان کے زمانہ میں غیر مسلم حکومت تھی اور وہ بھی مسلمانوں کے پیاسے، لیکن ان کی محنت جب اعمال خمسہ پر ہوئی تو کروڑوں ان کے ہاتھ پر اسلام لائے، اجمیر سے ڈھاکہ تک کے سفر میں ۹۰ ر لاکھ اسلام لائے، قرآن بتاتا ہے کہ موسیٰؑ کی نماز وتوکل پر فرعون غرق ہوا، ایسے ہی ان چار کے ساتھ معاشرہ کا اجمالی رنگ لیا جائے کہ اخلاق سے ہونا یقین جانے، معاشرہ کا تفصیلی رنگ تو اسلام کے بعد ہوگا، مال جان کو صرف اپنے اوپر لگا دینا کفار کا شیوہ ہے اسلامی ذہن یہ ہو کہ اپنے اوپر بقدر حاجت باقی تمام حوائج انسانیہ پر لگا دیں، چاہے مال کم ہو یا زیادہ، مال وجان کی وہی ترتیب ہو جوان کی ہے لیکن اس ترتیب کا مشاہدہ ساتھ نہ دے گا، مشاہدہ غیب کا تو کرنے کے بعد ہوگا، دکھانے کے بعد اسلام لے آنا یہ تو وہی ہے جو مشرکین مکہ نے کہا تھا، لیکن حضورﷺ نے ان سے کسی معجزہ کا وعدہ نہ لیا، لیکن جب اسلام پھیل گیا اور صحابہؓ غیب کے یقین پر چل پڑے، تو وہ تمام چیزیں کر کے دکھلائیں جن کا کرنا مکہ والوں نے کہا تھا پہلے تو کلمہ پر پٹائی ہوئی تھی مار پیٹ، آگ میں جلنا، آنکھیں پھوڑ دینا عثمان بن مظعونؓ ولید کی پناہ میں تھے، سارے مکہ میں پھرتے امن وامان سے، ایک دن کہا کہ سارے مسلمان تکلیف میں اور میں آرام میں، جنت میں مجھ سے آگے ہوں گے، اور آج ہم کسی کے باہر جانے سے اس کی اقتصادیات خراب ہونے پر کہتے ہیں کہ اللہ کا شکر ہے میں گیا ہوتا میرا ابھی ایسا نقصان ہوتا اس نے ۸ دن میں چار ماہ کر دیا! اور میں بچ کر آ گیا ہوتا چند دن میں، چنانچہ یہ ولید کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ میں تو تیری امان سے نکل کر اللہ کی امان چاہتا ہوں ولید بن مغیرہ نے سمجھایا کہ ارے ان مسلمانوں کی تکلیف تو دیکھو تم میری امان میں رہ کر آرام پا رہے ہو کیوں جاتے ہو خدا کی امان میں، انہوں نے اصرار کیا، تو ولید نے کہا جیسے کعبہ کے سامنے تم کو امان میں لیا تھا، لہٰذا کعبہ کے سامنے ہی واپس لونگا چنانچہ دونوں کعبہ کے پاس گئے، وہاں جمگھٹا تھا، ولید نے کہا کہ میں نے اس سے اپنی امان واپس لے لی عثمانؓ نے کہا کہ ولید اچھا آدمی ہے مجھے اس کی امان میں کوئی تکلیف نہیں پہنچی، مگر میں اللہ کی امان میں آنا چاہتا ہوں، اس کے بعد وہاں سے نکل کر ایک محفل کفار میں گئے، جہاں لبید بن ربیعہ بن مالک شاعر شعر کہہ رہا تھا (الا كل شیء ما خلا الله باطل) اس پر عثمانؓ نے واہ واہ کہی، اس کے بعد شاعر نے کہا (و كل نعيم لا محالة زائل) اس شعر کو

حضور ﷺ نے بھی پڑھا ہے، وہاں نعیم دنیوی مراد ہے، لیکن عثمانؓ نے لبید کو ڈانٹ دیا، نہیں جنت کی نعیم ابدی ہے، کیونکہ لبید جنت کا قائل نہ تھا، اس کی تردید میں شاعر کو غصہ آ گیا بات بڑھتے بڑھتے اس پر آئی کے کسی نے انہیں تھپڑ مار کر ان کی آنکھ پھوڑ دی، ولید بھی کھڑا ہوا یہ دیکھ رہا تھا جب وہاں سے سب اٹھ کر گئے تو ولید اور خالد نے کہا دیکھ لی خدا کی امان، ایک گھنٹہ میں آنکھ پھوٹ گئی، اب بھی میرے امان میں آجاؤ، اس پر جواب دیا میرا خدا تم سے زیادہ قدرت والا ہے، یعنی خلاف ظاہر ایمان لا رہے ہیں خدا پر کہ وہ کچھ کر سکتے ہیں، اب مشرک کی امان میں آنا گوارہ نہیں ہے، مسلمانوں کے ساتھ تو تکلیفیں ہی اٹھانی پڑتی ہیں، اسی کو اپنے لئے پسند کیا کہ یہ عزیمت ہے، ۱۳؍سال کے بعد کر کے دکھلایا مشرکین نے ملائکہ کا مطالبہ کیا تھا لیکن اس وقت نہ کیا، مشاہدہ کو ٹھکرا کر غیب پر چلتے رہے، اعمال خمسہ کرتے رہے، جس دن چاہیں گے، سارے ظاہر کو بدل دیں گے اور حکم الٰہی کا مزاج بن گیا، اللہ کے راستے میں جانے کی آواز پر ہل چلانے والا آ گیا، نکاح کو جانے والا نکاح کو چھوڑ کر آ گیا، ان اعمال خمسہ کا مزاج بن گیا، بدر میں صرف ۳ گھوڑے تھے اور ۸؍تلواریں تھیں، راستے میں ۶، ۷؍اور مل گئی تھیں، باقی سب نہتے تھے، لیکن اس پر اللہ نے فرشتوں کو آسمان سے اتارا ایک لکڑی تلوار بن گئی، جو بعد میں اسی عنوان سے بازار میں بکی، اس پر اشعار بھی کہے گئے، اللہ نے ۱۵؍سال تک اپنی قدرت کو ظاہر نہ کیا، ۱۵؍سال بعد کیا، سارے مسلمان اعمال خمسہ میں تکلیف کے ساتھ یکسوئی سے لگے ہوئے تھے، ان اعمال پر غیب سے صورت پیدا ہونے کے یقین کے ساتھ، بدر میں جاتے وقت ننگے اور بھوکے تھے اللہ کے حضور میں دعا مانگی اطعمنا (البدایہ) ساری دعا مشاہدہ کے خلاف ہے جنگ بدر بھی خلاف ظاہر ہے، فتح ہوگئی اور عرب کا قاعدہ تھا جب کسی کو پیغام جائے تو اس کی تائید میں اپنا کوئی سامان بھیجا جائے، خاص طور سے اونٹنی، حضور ﷺ نے زیدؓ اپنے غلام و متبنی کو اپنی اونٹنی پر بیٹھا کر بھیجا، عثمانؓ حضور ﷺ کی لڑکی کو دفن کر رہے تھے،، زید بھی وہاں پہنچ گئے اور ان کو نصرت و فتح کی خوشخبری سنائی جسے سن کر یہودی مخالفین کہنے لگے، اب محمدؐ، ابوبکرؓ و عمرؓ سارے شہید ہو گئے ہیں کہ ان کا یقین ظاہر پر تھا، مسلمانوں کے پاس ایک ہتھیار بھی نہیں تھا اور مکہ کے کفار بالکل مسلح تھے، لہٰذا مکہ والے ان پر غالب ہو گئے ہوں گے اور اس زید کا سخت صدمہ کی وجہ سے دماغ ماؤف ہو گیا ہوگا، قتل تو محمدؐ اور اس کے ساتھی ہوئے ہیں، لیکن کہہ رہا ہے ابوجہل، عتبہ، ربیعہ قتل ہوئے ہیں مسلمانوں کے سوا ان پر کسی کو یقین نہیں آیا، حتی کہ ان بیٹے اسامہ نے آ کر اپنے والد زید سے پوچھا، آپ ہوش و حواس میں ہیں؟ زید نے کہا خدا کی قسم! مسلمانوں کی فتح ہوگئی ہے، پھر منافقین کو اس وقت تک یقین نہیں آیا جب تک کہ ایک شخص مکہ میں پہنچا، اس سے ابولہب نے پوچھا کہ بدر میں کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا ہم کرتے بھی کیا، مدبھیڑ ہونے سے پہلے ہی آسمان سے

گھوڑ سوار اتر رہے تھے، ایسے ایسے عماموں کے ساتھ ایسے ایسے ہتھیار کے ساتھ، ابورافعؓ جو عباسؓ کے غلام تھے، اسلام لاچکے تھے وہ اس بات کو سن کر اچھل پڑے کہ خدا کی قسم یہ تو فرشتے تھے، ابولہب کو یہ بات بری لگی، اس نے ابورافع کو ایک دھکا دیا اس پر ابورافع کو جوش آگیا کہ نصرت الٰہی اور فرشتوں کا ذکر سن چکے تھے، انھوں نے ابولہب کو پیٹنا شروع کر دیا، حالانکہ ابولہب کا مکہ میں بہت زور تھا، بلکہ سب سے آگے اسلام و محمد ﷺ کو تنگ کرنے میں تھا ایسے ذمہ دار کو اس غلام نے پیٹا، اتنے میں عباسؓ کی بیوی لاٹھی لے کر آگئیں، کہ مالک عباسؓ مدینہ میں قید ہو گیا اور تو اس کے غلام کو اکیلا سمجھ کر مار رہا ہے اور ابولہب کو مارنا شروع کر دیا، ابولہب آخر چیچک میں مرا ہے، چیچک سے اس زمانہ میں عرب بہت ڈرتے تھے، ہم مشاہدہ پر چلنے کے عادی ہیں، اسلام میں صرف غیب ہے اس کے لئے صرف تیاری کرنے کی ضرورت ہے اور وہ یہ ہے کہ مشاہدہ سے یقین غیب کی طرف لایا جائے، اس کے لئے اعمال خمسہ ہیں اور ان ہی اعمال کے لئے مسجد ہے آج صرف مسجد میں نماز ہے اس سے مسلمان مسجد سے نہیں بن رہے ہیں، حالانکہ دنیا میں آنے کے لحاظ سے نماز نمبر چار پر ہے، سب سے پہلے دعوت پھر تعلیم پھر تعاون باہمی آیا، پھر نماز آئی ہے جیسے قعدہ چوتھی چیز ہے نماز میں اور اسے ہی کر لینے سے نماز نہ کہلائے گی، ایسے ہی نماز چوتھے نمبر پر ہے اور صرف اسے ہی کر لینے سے دین ایمان حاصل نہ ہوگا نمازیں غیب کی بنیاد پر استعمال ہونا ہے، اگر ہم غیب پر مضبوط ہو کر استعمال ہوئے تو اس نماز کے حقیقی اثرات کو حاصل کریں گے، آج غیب میں کمزور ہو کر صرف ظاہری استعمال ہے، جس کی وجہ سے اثرات نظر نہیں آرہے ہیں، ان اعمال ہی سے کامیاب ہونے کا پورا یقین ہوا ان نقشوں سے نہیں، آج کے مسلمان یہاں تک پہنچ گئے ہیں اب تو کچھ ہو نہیں سکتا، مسلمان وزیر بھی اور ہر ممبر پارلمینٹ مسلم طلبہ بھی امنگوں وامیدوں کے ساتھ نہیں پڑھ رہے ہیں کہ نہ تعصب سے خطرہ ہے، کوئی ممبر و وزیر حق کی آواز لگانے نہیں جاتا، بلکہ ان کی ہاں میں ہاں ملا کر اپنے ذاتی مسائل حل کرانا چاہتے ہیں، ۹۹ فیصد ایسے ہی ہیں، لوگوں سے جھوٹ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری نمائندگی کریں گے، ان کے دل میں بھی یہی ہوتا ہے، مجھ سے کئی ممبران نے کہا ہے کہ ہم زمیندار تھے زمین چلی گئی، ہم نے کہا زمینداری اور کھیتی باڑی خود کیسے کریں گے، ممبر یا وزیر بن جاؤ تو مزے ہو جائیں گے، فرسٹ کلاس کا پاس، سفر کا خرچہ، لائسنس کی آسانی، جو بات اپنی من پسند چاہی کرالی صرف اپنے ذاتی مسائل حل کرنے آتے ہیں اسی وجہ سے غیر مسلموں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں، کہ اس کے بغیر چارہ نہیں، حق بات کہنے یا نمائندگی کرنے کوئی نہیں آتا، طلباء بھی کہتے ہیں کہ تعلیم کے بعد کیا ہوگا؟ ملازمت ملے نہ ملے، کالج کے طلباء بھی کہتے ہیں کہ میرا پرچہ اچھا تھا، لیکن فیل کر دیا وہ ہندو تھا اسے پاس کر دیا اگرچہ پرچہ خراب تھا اب تبلیغ سے مسلمانوں کا ذہن بن گیا

ہے کہ کچھ اس طرح کر نہیں سکتے، ذہنی پستی آگئی ہے، غیر مسلم بھی کہتے ہیں مسلم لیڈروں کے ساتھ کہ ان مسلمانوں کی ذہنی پستی دور کرنی ضروری ہے، لیکن اسے دور کرنا ان میں کسی کے بس میں نہیں ہے، ظاہری طور پر اس کے دُور کرنے کی دو صورتیں ہیں، خود کو اکثریت کے نام سے دلاسہ دے کر سارے عہدے مسلمانوں کے حوالے کر دیں یا مسلمان اکثریت میں ہو جائیں، اسلام لے آئیں اور دونوں اس کے بس میں نہیں ہے مسلم طبقے کا ذہن بن گیا کہ نقشوں سے نہیں بنتا، بس اتنا ذہن اور بن جائے کہ اعمال خمسہ سے زندگی بنے گی، تمہارے پاس دنیا کی قیمتی چیزیں ہیں جو انبیاء کے پاس تھیں، جس پر چلنے سے خدا غیب سے مدد کریں گے، اس محنت کے کرنے والوں کے سامنے اپنی غیبی طاقت سے تمام نقشوں کو زیر کر دیں گے، یہ نہیں تو جب کوئی مسئلہ الجھا گھر کا، زمین کا، امتحان کا، مقدمہ کا تو وقتی طور پر وقت لگا دیا اور اگر مسئلہ حل نہ ہوا تو اس تبلیغ ہی کو سلام کیا صحابہ کرام کو پندرہ سال تک صرف تکالیف ملی ہیں، یقین غیب پر جماتے رہے ہے، مصعبؓ کا حال بچپن کا، عثمان بن عفانؓ کو بھی مالداری کے باوجود اسلام کے بعد ان کے چچا نے کھال میں (یا چٹائی میں) الٹا لٹکا کر نیچے سے دھوئیں کی دھونی دی پندرہ سال تک مسلسل تکلیفیں اٹھائیں اور اس کے ساتھ یہ یقین ہے کہ خدا اپنی قدرت سے کریں گے، وقتی ابال کی طرح وقت لگانے سے ان اعمال کی طاقت نہیں ملتی ہے بلکہ استقامت سے ان اعمال میں سے ہر عمل کی قوت ظاہر ہو گی، استقلال سے لگے رہیں اور ہر مرتبہ پہلے سے زیادہ کے ساتھ قربانی دیں اور مقام پر رہ کر بھی ان اعمال خمسہ پر عمل کرتے رہے ایمان کی باتیں کرتے رہے، چیزوں سے ہونے کا انکار اور اعمال سے ہونے کا اقرار، اسے بار بار کہا جائے تب دل میں اترے گی، ایمان کے بول ہمارے تکیہ کلام بن جائیں، عنوان گفتگو بھی ہر جگہ یہی ہو کہ کسی سے کچھ نہیں صرف خدا سے ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ حضور آپ کے ہاتھ میں ہے، نہیں ڈرو اور کہو کہ تجھے بھی خدا نے پیدا کیا ہے اور مجھے بھی ہم دونوں اس کے اختیار میں ہیں وغیرہ وغیرہ، ذکر پر یقین جم جائے پھر دعائیں دی ہیں، جس میں تمام برائیوں سے بچنے کی دعائیں ہیں، بس یہ ہے کہ ان دعاؤں سے پہلے ایمان حاصل کر لیا جائے، اگر درخت کی جڑ ہے تو پتہ بھی سبز، ورنہ سارا درخت کمزور ہو جائے گا ایسے ہی ایمان بھی جڑ ہے آج جڑ نہیں ہے، مال پر یقین ہے، اس کے ساتھ دعا کیسے قبول ہو، پتہ کیسے سبز ملے، یقین بدلنے کی محنت کرو، اعمال کا علم حاصل کرو، خدا کا دھیان کرو نماز کے ساتھ حسن اخلاق لے لو، ان اعمال پر ہی ملنے کا یقین جما لو اور تمام مشاہدات سے نظر ہٹا لو، اسی کے داعی بنو، دعوت بھی دو مشق بھی کرو، شروع میں کچھ دن حالات درست نہ ہوں گے امتحان ہو گا لیکن آخر میں استقامت پر نتیجہ ہمارے حق میں ہو گا۔ والعاقبة للمتقین آخر میں اسلام چمکتا ہے، اسلام کو توڑنے والے کو اسلام کا جوڑنے والا بنا دیتے ہیں، خود ہی دل کو بدل سکتے

ہیں، بہت سے کفار نے قسم کھائی تھی کہ اسلام میں آنا گوارہ نہیں ہے مرجائیں گے جیسے عمرو بن عاص، خالد ، خدا نے دل پھیر دیا جس کا دل پھیر دیا وہ خود کو روک نہ سکے گا اسلام سے، چاہے وہ وزیر اعظم یا صدر کیوں نہ ہو، لیکن شرط یہ ہے کہ محنت کر کے دعا کرو، ان اعمال حسنہ کو زندہ کر کے ایمان حاصل کرو، پھر جس طرح چاہے کر دیں گے، اکثریت کو کم کر کے اقلیت بنا سکتے ہیں، اللہ تعالی نے خود کہا ہے نظام بنانا ہمارا کام ہے، تم پر تو صرف محنت کرنا ہے۔
۱۶ گھنٹے ان چار چیزوں میں گزار دیں ۶ گھنٹہ نیند، ۲ گھنٹہ کھانا پکانا، دعوت اجتماعی گشت، بیان، دعوت انفرادی، تعلیم اجتماعی، تعلیم افرادی، نوافل کا اہتمام، نفل اجتماعی، نفل انفرادی، ذکر کا اہتمام، خدمت گزاری بھی ساتھ ہو، اس سے یقین بنتا ہے، اس سے عالم بدلے گا، پھر اعمال آئیں گے، بس اعمال بہت قیمتی ہیں، ایک بات ان میں سے کہنا، دنیا کے سارے سونے سے قیمتی ہے، اگر یہ عمال خمسہ ذاتی ہو تو ذاتی مسائل حل ہوں گے، اجتماعی ہو تو اجتماعی حل ہوں گے پھر ایمان تعلیم کے بعد کمانے میں لگیں، تمام محرمات وشبھات سے بچیں، گھریلو زندگی بھی ترتیب بنے گی، ان اعمال کو معہ یقین کے پیدا کرنا، ان کو رواج دینا، ان اعمال کے ساتھ کمانے سے ایک دن میں ایک ماہ کی کمائی سے زیادہ ملے گا، آج ۵۰۰ کے ساتھ ۱۰۰۰ کی مصیبت آتی ہے، آج مسلم وغیرہ مسلم سب کے حالات خراب ہیں، جب باہر نکل کر ۱۶ گھنٹے ان کاموں کو کیا تو واپس جا کر کم از کم ان کاموں کو چار گھنٹے کر لو، اس سے سیکھا ہوا باقی رہے گا جب کسرت شروع کرتا ہے تو شروع میں درد رہتا ہے پھر چستی، پھرتی باقی رہے گی چھوڑ دینے سے چستی چلے جائے گی۔ دوبارہ شروع کرنے سے پھر درد ہوگا، ایسے ہی تبلیغ میں سیکھی ہوئی باتیں روز کرتے رہیں، واپس جا کر مزیدار حقہ، مزیدار سالن، جلدی سونا وغیرہ، کچھ تو دن ستانے میں لگا دیا، غیر حاضری کے حالات لوگوں سے معلوم کیسے تو اکرام چھوڑ کر غیبت شروع کر دی مسجد میں رہتے تو ان تمام باتوں سے بچ جاتے، گیا تھا اس واسطے کہ پچھلا غبار نکل جائے، واپس آتے ہی اور غبار لے لیا، اس صورت میں دوبارہ اللہ کے راستے میں نکلنا بھاری معلوم ہوگا، اگر واپس جا کر بھی ان اعمال خمسہ میں لگے رہے تو دوبارہ نکلنا آسان ہوگا۔

اگر قدرت اسباب میں مقید ہو تو یہ ناقص قدرت خدا کامل قدرت والا ہے

عمومی بیان

سنیچر بعد نماز فجر ۲۸/اپریل ۱۹۶۲ء مطابق ۲۲/ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ

بعد خطبہ مسنونہ ارشاد فرمایا کہ:

میرے بھائیو اور دوستو!

آدمی کے بگڑنے کے لئے کچھ کرنا نہیں پڑتا ہے بس جو کچھ دکھائی دے جس طرح اپنی سمجھ میں آئے اس طرح محنت کرے بگڑ جائے گا بننے اور کامیاب ہونے کے لئے محنت کی ضرورت ہے، جانور بننے کے لئے کسی قسم کی ضرورت نہیں کہ وہ اپنے مشاہدہ پر چلتا ہے اور مشاہدہ سے یقین بگڑا، یقین سے عمل خراب ہوئے، جس سے دنیا و آخرت میں اور حشر میں مصیبت ہی مصیبت ملے گی اور اگر مشاہدہ و امتثال حکم پر محنت کرے تو اس سے آدمی بنتا ہے اور تھوڑی سی تکلیف کے بعد طاعت والی زندگی سے دنیا و قبر و حشر و پل صراط و جنت میں مزے کرتا ہے، جب کہ امتثال امر الٰہی پر کچھ محنت کر لے، اپنے تمام فرشتوں سے سجدہ کروایا انسان کو اور ان جوہروں کے کھلنے کے بعد فرشتے اور جانور اس کے سامنے جھک جاتے ہیں، طالب علم کے لئے ستر (۷۰) ہزار فرشتے اس کے سامنے جھکتے ہیں اور یہ اس پر چلتا ہے اور ایک فرشتہ دہلی جیسے شہر کو اکیلا الٹ سکتا ہے اور جب طلب پر یہ ہے تو عمل پر کیا ملے گا، بس اس کے سامنے صرف احکام کا ماننا ہو کہ اس سے غیب سے دروازے کھلیں گے، مطیع بن جائے بجائے مالدار و دوکاندار وغیرہ بننے کے، تو یہ خوب مزے کرتا ہے اور اس کے تمام جوہر خلافت خداوندی کے نکھرے آتے ہیں اور ان کے انعامات کے دروازے کھل جاتے ہیں اور فرشتے اس کے سامنے پست ہوں گے جیسے آدم کے سامنے، آنکھ دیکھے پر نہ چلنا بلکہ آنکھ دیکھے کو قربان کر کے احکام پر چلنا، اگر پہلی صورت ہو تو انسان جانوروں کے ساتھ مل جاتا ہے چلنے والے جانور

سبزے کی طرف چل دیں گے، ڈنڈے سے سب بھاگیں گے، سارے جانور دیکھے کے مطابق کھاپی رہے ہیں، آگے پیچھے ہو رہے ہیں انسان اس کی طرح ہو جائے تو انسان جانور ہی بن جاتا ہے، بندر کی قسم کا جانور بن جاتا ہے، اپنی سیرت و کردار میں، مشاہدہ کو قربان کر کے احکام پر چلے، چاہے کتنا ہی نقصان ہو جائے مال جان کا تو پھر یہ انسان، قیمتی ہے، طاقتور فرشتوں سے زیادہ طاقتور بنتا ہے، انبیاء صرف احکام پر قدم اٹھاتے ہیں، مشاہدہ پر نہیں، نبوت سے، قبل موسیٰؑ سے خون ہو گیا، تو مصر سے مدائن جا کر چرواہے بن گئے، آٹھ دس سال بعد اپنی کمائی و بیوی لے کر چلے، درد شروع ہوا، روشنی دیکھ کر آگ لینے گئے یہاں تک مشاہدہ کی زندگی ہے اس کے بعد اللہ نے باتیں کر کے سیدھے، فرعون کے پاس بھیج دیا کہ اسے جا کر سمجھاؤ، یہاں سے وہ غیب و احکام پر چلنے والے بن گئے ہیں، حالانکہ اس، حکومت کے پاس جانا جس نے سخت مخالفت کر رکھی ہے اور اس سے ایسی بات کہلوانا کہ وہ بندہ ہے خدا نہیں اور۔ سارے مصر والے اسے پوج رہے ہیں، موسیٰؑ نے مشاہدہ کو قربان کیا، فرعون کے پاس جا رہے ہیں حق کہنے اور ایسے، ہی بیوی بیمار اور بچہ اور کمائی کو چھوڑ کر سیدھے چلے گئے یہ نبی کا پہلا قدم ہے، مشاہدہ کو ترک کر کے احکام پر چل دینا، چل کر سیدھے دربار میں پہنچے، اس سے بات کی، کہا تو وہی ہے جس نے قتل کیا تھا کہا ہاں غلطی ہو گئی، تمام ممبران، پارلیمنٹ و فوج کے سامنے فرعون کو ذلیل کرتے رہے، موسیٰؑ بہت دن تک خود بھی اور اپنی قوم کو بھی مشاہدوں کے، خلاف چلاتے رہے صرف احکام پر آخر میں اللہ نے فرعون و فوجیوں کو ایک دریا میں ڈبو دیا، موسیٰ و احکام چلنے والوں، کے لئے آسمان سے کھانے اتار دیئے، ملک مصر ہاتھ میں آنے کے بعد موسیٰؑ نے کہا خدا نے عمالقہ سے لڑنے کو کہا ہے، عمالقہ بہت اونچے طاقتور تھے کہ بنی اسرائیل کو صرف اپنے ہاتھ سے دبا کر مار سکتے تھے، موسیٰؑ نے پہلے قوم کے، نمائندے وہاں بھیج دیئے اور بادشاہ نے نمائندوں کو اپنی بغل میں دبا لیا کہ ماردوں وہاں سے ڈر کر قوم کو لڑنے سے، ڈرا دیا کہ وہ ہمیں کچا چبالیں گے، اگرچہ مشاہدہ کے خلاف چلنے کی کامیابی دیکھ چکے تھے لیکن یہاں مشاہدہ چلنے والے، بن گئے اور کئی سال تک ٹھوکریں کھاتے رہے اپنی قوم کو خوب سمجھایا اور دو آدمیوں نے بھی لیکن قوم نے مان کر نہ دی (اذ، ھب انت وربك فقاتلا انا ھھنا قاعدون) موسیٰؑ و ہارونؑ صرف دونوں نے جا کر قوم عمالقہ پر فتح پالی، اب موسیٰؑ کا انتقال کا وقت آیا، ملک الموت کو دیکھ کر بڑے بڑوں کی گھگی بندھ جاتی ہے ملک الموت سے پوچھا کیوں، آئے ہو، جان نکالنے آپ کی۔ زور سے اس پر تھپڑ مارا کہ آنکھ پھوٹ گئی، خدا کے پاس جا کر کہا ایسے کے پاس بھیجا، کہ آنکھ پھوڑ دی فرمایا اس سے کہو کہ اگر زندہ رہنا ہے تو بیل پر ہاتھ رکھ دو، اتنے بالوں کے بقدر سال دیئے جائیں، گے کہا کہ اس کے بعد کیا؟ کہا موت، کہا ابھی روح نکال لو، احکام پر چلنے کی وجہ سے غیب کی طاقتیں زیر ہو جائیں گی،،

عزرائیل کے سامنے جبرئیل واسرافیل وحملۃ عرش چوں نہیں کر سکتے ہیں۔ زبردست فرشتہ بعد میں موسیٰؑ سے اجازت لے کر روح نکالتا ہے اسلام آنکھوں دیکھی چیز پر چلنے کا نام نہیں ہے بلکہ مشاہدہ کے خلاف چلنا ہے اور اسی کی مشق کرنی ہے مشاہدہ کے خلاف چلنے سے دین آئے گا تو بغیر اسباب ظاہری کے دین والے ان انسانوں پر غالب آجائیں گے جو صرف مشاہدہ پر چلنے والے ہوں، زمانہ نبوت ۲۳ رسال میں خلاف مشاہدہ چلنے کی مشق کی گئی ہے مکہ میں کلمہ پڑھتے ہی مکان دوکان ضبط، ماں باپ، رشتہ دار مخالف، مارنے پر اتر آرہے ہیں پٹ رہے ہیں تکالیف برداشت کر رہے ہیں لیکن اس سارے مشاہدہ کے خلاف دین پر چل رہے ہیں، طلحہؓ نے کلمہ پڑھا پیچھے پیچھے ماں جوتے مارتی جاتی ہے اور گالیاں بکتی ہے مصعب بن عمیرؓ قبل اسلام ان کے ماں باپ انہیں اول درجہ کا لباس وجوتی وطعام دیتے تھے اب کلمہ کے بعد وہی ماں کھانا بند کر کے صبح شام مارتے ہیں وہاں سے حبشہ کی ہجرت کی، فاقوں کی وجہ سے سوکھ کر کانٹے ہوگئے آرام، راحت، پیسہ سب ختم لیکن پھر بھی تکلیفوں کے ساتھ چل رہے ہیں، عثمانؓ کو کلمہ کے بعد ان کے چچا نے ایک چٹائی میں لپیٹ کر بھٹی کے دھوئیں میں لٹکا دیا، بلالؓ کو کلمہ کے بعد مکہ کے لڑکے جانور کی طرح گھسیٹتے پھر رہے ہیں۔ خوب خون نکل رہا عثمان بن مظعون کی آنکھ پھوٹ گئی، عمار کی والدہ کو زور سے خنجر مارا جس سے شرم گاہ سے سینے تک کی جگہ پھٹ گئی اور مرگئی عمار کو حوض میں ڈال کر ڈبایا گیا، اب کلمہ کی مشق میں آنکھ دیکھی کا مشاہدہ ہوا، کلمہ کے مخالفین کہتے کہ ہماری قوت سے ہوا ہے کلمہ والے کہتے ہاں خدا کے کرنے سے ہو رہا ہے جب چاہیں گے پلٹ دیں گے، ہجرت کی حبشہ کی طرف، مکہ والے انہیں حبشہ لینے گئے بادشاہ عیسائی ہے بادشاہ نے انہیں امن دے دیا ہے، عمرو بن العاص نے کہا آج میں ان کو بادشاہ سے مرواؤں گا، ساتھیوں نے کہا ایسی بات وظلم اپنے ساتھیوں وقوم والوں پر مت کرو، عمروؓ بن العاص نے کہا اے والی حبشہ عیسیٰؑ کے بارے میں یہ لوگ غلط باتیں کہتے ہیں، نجاشی نے سب کو بلا بھیجا، مسلمانوں نے خدا پر توکل کر کے حضرت جعفرؓ کو آگے بڑھا دیا، انھوں نے عیسیٰؑ کے متعلق آیتیں سنا دیں سارے رو رہے ہیں، عمرو بن العاص نے جب یہ دیکھا تو اس نے بادشاہ سے کہا ان لوگوں کو ماروں، بادشاہ نے ڈانٹ دیا، ۱۳ر تیرہ سال مکہ میں مشاہدہ کے خلاف چلتے رہے، پھر مدینہ کے پہلے شروع سال بھی اسی طرح ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ابوسفیان تجارت کا قافلہ لے کر آرہا ہے ان سے چل کر ہتھیار سامان لے لیں گے نہ ہوگا بانس نہ بجے گی بانسری، اب یہاں مشاہدہ کے مطابق چلے کہ ایک قافلہ تجارت کو ۳۱۳ آسانی سے لوٹ سکتے ہیں ادھر ابوسفیان راستہ بدل کر چلے گئے قافلہ مسلمانوں کے ہاتھ نہیں آیا، ضمضم غفاری کو ابوسفیان نے مکہ بھیجا کہ مسلمانوں نے گھیر لیا ہے اس پر جوش میں آکر ایک ہزار لشکر جرار تیار ہو کر نکل پڑا، اہل بدر کے

پاس دو گھوڑے، چند تلواریں دس دس کے لئے ایک اونٹ اب حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا کرنا ہے؟ ابو بکرؓ و عمرؓ نے کہا کہ ہم لڑنے کے لئے تیار ہو کر نہیں آئے ہیں، ویسے جیسے حکم ہو، مقدارؓ نے کہا کہ حضور ﷺ حکم فرمادیں ہم بنی اسرائیل کی طرح مشاہدہ پر نہ چلیں گے مارنا اگر نہ ہوگا تو مرجانا تو ہاتھ میں ہے اس پر پوچھا کیا رائے ہے انصارؓ نے کہا کہ ہم سے پوچھنا چاہتے ہیں مشاہدہ کر ترک کر کے ہم تو احکام پر آگئے ہیں حکم ہو تو پہاڑوں سے گر کر مرجائیں، پانی میں ڈوب جائیں، فلاں جگہ تک چلے جائیں گے، جس کی رسی آپ کاٹیں جس کی آپ جوڑیں، اب یہاں حضور ﷺ نے پہلے ہی خوشخبری دیدی کہ یہاں فلاں مرے گا، یہاں فلاں، اب آگے بڑھے پندرہ سال بعد پانچ ہزار فرشتے اتر رہے ہیں ان پندہ سال میں بہت سی مصیبتیں اٹھائیں، چھ دن میں ایک چمڑے کی راکھ پھانکی اور ہم دس بیس دن کے بعد ہی چاہتے ہیں خدا دکھادے، حالانکہ ان بیس دنوں میں تبلیغ بھی اپنی کمائی زندگی گھریلو حاجتیں دیکھ کر رہے ہیں اور وہاں پندرہ سال بعد فرشتے غیر مسلموں کو مار رہے ہیں اور باندھ کر مسلمانوں کو دے رہے ہیں اور لکڑی صحابی کے ہاتھ میں آتے ہی حضور ﷺ کے ساتھ سے تلوار بن گئی، قدرت کا مشاہدہ ۱۵؍سال بعد ہوا ہے بغیر اسباب کے جیت گئے یہ فتح ایسی تھی کہ اس کی اطلاع جب مکہ والوں و مدینہ پہنچی کسی کو شروع میں یقین نہیں آیا، مکہ میں خبر پہنچی ابولہب نے کہا بھتیجے بتاؤ ۳۱۳؍ہزار پر کیسے غالب ہوئے کہا چچا وہاں تو آسمان سے بڑے بڑے فرشتے اتر آئے تھے ان پر کیسے قابو پاتے، مدینہ میں جب خبر پہنچی تو منافقین و یہود نہ مانے کہ نہیں سارے مسلمان مارے گئے محمد ﷺ بھی مارے گئے، اگر وہ زندہ ہوتے تو ان کو اپنی اونٹنی کی ضرورت ہوتی، ان کے مرنے کے بعد یہ اونٹنی لے آئے ہیں، اس سے زیدؓ کا دماغ فیل ہوگیا، حالانکہ حضور ﷺ نے اونٹنی زیادتی تاکید کے لئے بھیجی تھی، اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے بھی گھرا کر ابا جان سے پوچھا کہ کیا یہ سچ ہے انھوں نے کہا ''ای واللہ'' کسی کو اس وقت تک یقین نہ آیا یہود و منافقین میں سے جب تک مسلمان اپنے ساتھ سرداران قریش کو باندھ کر اپنے ساتھ نہ لائے اور مال غنیمت بھی ساتھ اب خدا نے دکھایا ہے کہ جب خلاف مشاہدہ چلو گے تو اس طرح نصرتیں ہوں گی، اب خدا کے دکھا دینے کے بعد ان کا ایمان یقین اور بڑھا، حضور ﷺ عبداللہ بن جحش کو پرچہ دے کر ۹؍۱۰؍ کے ساتھ روانہ کیا، جہاں جانا ہے وہ اس پرچہ میں لکھا ہے فلاں جگہ جا کر اسے کھولنا، اب جا رہے ہیں لیکن پتہ نہیں ہے کہ کہاں جا رہے ہیں پرچہ کو کھولا اس میں تھا کہ تم مکہ و طائف کے درمیان جا کر پڑ جاؤ، یہ سب سے خطرناک جگہ ہے صرف امیر کے لئے حکم ضروری ہے، بقیہ لوگ مختار ہیں ایسے ہی ایک جماعت کے لئے کھانے کو کچھ نہیں تھا، حضور ﷺ نے دعا فرمادی، گئے اور آئے بھوک ہی نہ لگی، یہاں بھی خلاف مشاہدہ شروع میں قدم اٹھایا، بغیر تیاری سامان و طعام چل پڑے، پھر اللہ

کی نصرتیں ہوئیں، ایسی بڑی مچھلی پھینکی جسے تین سو نے اٹھارہ روز کھایا، آسمان سے کھانے اتارے، ڈول کے ذریعہ دودھ دیا، آج مشاہدہ چلنے کی وجہ سے جیسے کمائی سے ملتا ہے ایسے ہی خلاف مشاہدہ پر مقدادؓ کو پیشاب کے وقت چوہا سترہ اشرافیاں دے گیا، (من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا) حضورﷺ نے جواب میں یہ آیت پڑھی تھی، بھوک سے بچہ پریشان ہے، باپ جنگل گیا ماں نے اخفاء حال کے لئے صرف تندور جلادیا کہ آگ دیکھ کر لوگ مطمئن ہو جائیں گے، اس کے بعد اس ماں نے اندر جا کر دو رکعت پڑھی، باپ نے جنگل میں دو رکعت پڑھ کر دعا مانگی، ماں نے باہر نکل کر دیکھا کہ چکی خود بخود لگ رہی ہیں باپ واپس آئے ماں نے یہ سب دیکھایا، ہمارے کمائے بغیر دکھا سکتے ہیں لیکن اس وقت ہی جب کہ انسان خلاف مشاہدہ قدم اٹھاتا رہے، تبلیغ میں بھی اس وقت قدرت سے دے سکتے ہیں جب کہ یہ خلاف مشاہدہ ہر حال میں نکلنے والے بن جائیں سلمانؓ وابوالدرداءؓ بیٹھے ہیں پاس کی ہانڈی سے تسبیح کی آواز آرہی ہے اتنے میں ہانڈی اوپر اٹھی اور خوب الٹ پلٹ ہورہی تھی ابوالدرداءؓ نے شور مچایا سلمانؓ دیکھو کیا ہورہا ہے؟ اتنے میں ہانڈی اپنی جگہ پر آگئی، سلمان نے کہا میں دیکھ رہا تھا خاموش رہے تو سب قدرت کو دیکھتے آج لوگ دیکھ رہے ہیں کہ خدا نے زمین وآسمان میں کیا بنایا ہے انبیاء نے لوگوں کے سامنے قدرت خدا دکھائی الزام میں پڑے ہوئے کیسے قدرت سے بادشاہ بن جاتے ہیں مسلم اسی واسطے بنے ہیں کہ قدرت کو ساتھ لے لیں، ورنہ ہماری اور غیر مسلم کی زندگی میں کیا فرق رہے گا؟ مسلم تو خلاف مشاہدہ پر ہی چلنے والے تھے، ابو مسلم خولانیؒ کو جھوٹے نبی اسود عنسی نے بلایا اور اپنے نبی ہونے کی گواہی دلوائی تو کہہ دیا سنائی نہیں دیتا، حضورﷺ نبی ہیں؟ کہا ہاں کہا میں نبی ہوں کہا سنائی نہیں دیتا، آگ میں ڈالا، آگ نے اثر نہ کیا، ۲۴ سال کی مشقت وخلاف مشاہدہ چلنے پر آگ سے نہ جلنا دیکھا، لوگوں نے کہا اس شخص کو یہاں سے جلد روانہ کر دو ورنہ لوگوں کو معلوم ہو گیا تو سارے اس کے نبی والے بن جائیں گے، یہاں سے چلے جاؤ، جارہے ہیں، مسجد نبوی میں آکر بیٹھے، عمرؓ نے پوچھا کہاں سے کہا یمن سے، قصہ چونکہ مشہور ہو چکا تھا اس وجہ سے ان سے پوچھا ہمارے اس بھائی کا کیا ہوا جو آگ میں ڈالا گیا، کہا بچ گیا، کہا اس کا نام، کہا ابو مسلم خولانیؒ، اس جواب سے عمرؓ کو اندازہ ہوا کہ خود یہی تو نہیں، کہا تم تو نہیں، کہا ہاں، گلے ملے، صدیقؓ اکبر سے جا کر ملایا، دونوں نے کہا خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں اس سے ملایا جسے خدا نے خلیل اللہ کی طرح آگ میں بچایا ہے خلاف مشاہدہ چل رہے ہیں، دو سال کے قحط کے بعد فصل تیار ہے کھجوروں کی، اب حکم مل جانے پر کم سے کم ۳۰/۴۰/۷۰ ہزار آدمی دو ماہ کے لئے مدینہ سے چلے گئے اپنی تمام فصلوں کو چھوڑ کر پیاس سخت لگی، لوگوں نے اوجھڑی کو نچوڑ کر پانی پیا اسے سر وجگر پر رکھا کہ ٹھنڈک کا اثر پہنچے، اپنے اونٹ کو نہ پہچان سکتا تھا اب خلاف

مشاہدہ چل کر تکالیف اٹھالیں، اب حضور ﷺ نے ایک پیالہ میں پانی بھر کر اس میں انگلیاں رکھ دیں، سب نے دیکھا حضور ﷺ کی انگلوں سے چشمے نکل رہے ہیں، سارے اس پیالے سے سیراب ہو گئے جب اس طرح قربانی کی، خلاف مشاہدہ چل رہے ہیں اب کیسے دروازے کھلے۔ دور صدیقیؓ میں یمن میں علاء حضرمیؓ نے تیمّم کر کے نماز پڑھ کر دعا مانگی اور اس وقت تک ہاتھ نیچے نہ کئے جب تک زمین پھٹ کر آواز نہ آئی پانی نکلنے کی، ایسے ہی دعا پر کھانا رکھا جارہا ہے، رکھنے والا نظر نہیں آتا ہے ام شریکؓ پیاس میں دعا مانگ کر لیٹیں، آسمان سے ڈول اترا، چکدار رسی، دودھ سے زیادہ سفید، مشک سے زیادہ خوشبودار، بے حد میٹھا، اس کے پینے کے بعد کبھی پیاس نہ لگی، اگر چہ وہ روزہ رکھ کر خوب دھوپ میں بیٹھتیں، لیکن پیاس نہ لگی، قدرت کے عجب منظر ہیں، جب یہ قدرت کسی کی موافقت میں آجائے تو حکومت قدموں میں، اکثریت واقلیت سب جھکیں، قدرت سے استفادہ اسی وقت کریں گے جب خلاف مشاہدہ احکام پر چلیں گے، سب کچھ ہمیں اسباب میں نظر آتا ہے لیکن قرآن وحدیث کا ایک ایک ورق بتائے گا کہ سب کچھ قدرت سے ہو رہا ہے کسی ظاہری سبب کے بغیر ایک شخص نے کہا پیسے تھوڑے ہیں، حج کروانے پر خدا قادر تو ہیں، ارے خدا تو ان پیسوں کے بغیر کراسکتا ہے لیکن ان کی قدرت سے کام لینا تو تم کو آجائے دعا کرو، کیس بہت سخت ہے خدا قادر ہیں، قرضہ بہت ہے خدا قادر ہے لیکن قدرت کو ساتھ لینے کے لئے اصول وضوابط ہیں، خدا قادر ہے کہ قاتل ودشمن کو خادم بنادے، خون لینے والے کو خون دینے والا بنادے، یہ مشاہدہ والا راستہ بہت ذلیل ہے وقتی زندگی بنی ہوئی ہے جب عذاب آئے گا، تو دنیا وآخرت میں یاد کریں گے، ورنہ مرنے کے بعد تو تماشے دیکھیں گے، اس وقتی راستہ پر اتنی محنت ہو رہی ہے، آج اور ابدی راستہ میں جس میں دنیا، قبر، حشر، جہنم، وجنت میں قدرت سے استفادہ کریں گے اس کے لئے کچھ محنت نہیں ہے، بغیر محنت پرندہ سامنے اور صحبت کے بعد بیوی پھر کنواری، جس دوکان زمین وملک سے صرف مرنے تک ملے اس کے لئے تو محنت کی ضرورت ہے اور جس قدرت سے ہمیشہ کے لئے ملے گا اس کے لئے محنت کی ضرورت نہیں؟ اس میں کسی دنیاوی چیز کی ضرورت نہیں ہے، مشاہدہ سے نظر ہٹا کر غیبی قدرت پر یقین آئے، پیسہ وکمائی کی شکلوں، مال وملک کے نقشوں سے یقین ہٹے اور قدرت پر آئے، خواہ چیزیں تمہارے پاس ہوں یا نہ ہوں، ہونا نہ ہونا برابر ہے لیکن چیزوں پر یقین نہ ہونا ہر حال میں ضروری ہے جس پر قدرت بغیر چیزوں کے کام کر دے گی، اگر قدرت اسباب میں مقید ہو تو یہ ناقص قدرت ہے، خدا کامل قدرت والے ہیں پہلے کچھ نہ تھا، یہ آسمان، زمین کھڑا کر دیا، پھر اسے گرادیں گے پہلی بھینس، پہلا دانہ گندم، پہلا انسان اپنی قدرت سے پیدا کیا، آخر میں سب کو ختم کر کے کہیں گے، قدرت اصل ہے اس پر ہر چیز موقوف ہے اس سے ہر چیز

بنی ہے اسی سے ہر کام کرتے ہیں، ہر چیز میں تصرف کرتے ہیں لیکن قدرت اسی وقت ساتھ ہوگی جب خلاف مشاہدہ احکام پر قدرت پر آجائیں، کسی چیز کا یقین نہ ہو، خواہ ہمارے پاس ہو یا نہ ہو، اس یقین کے بننے کی مشق کی ضرورت ہے اسی کے لئے نکلنا ہے جس کے بعد اعمال پر چلنا آسان ہوگا، تھوڑے سے عمل ہیں دعوت، ایمان، تعلیم، ذکر، نماز خدمت ان میں لگو اور اس دوسروں کو لگاؤ کہ ان اعمال پر محنت کرنے سے خدا ان پر دیں گے اور الیکشن، ممبری، حکومت، زمین تجارت والے دیکھنے پر بننے والے یقین کو ہٹادو اور ملک مال کے نقشے میں لوگ ہلاک برباد و بے چین ہوں گے اور تمہیں بغیر نقشوں کے کامیاب کر دیں گے، اس یقین کے لئے یہ اعمال خمسہ ہیں ان اعمال پر یقین بھی ہو، کمائی سے کچھ نہیں ہوتا یہ اعمال کریں گے اور پھیلائیں گے خدا غیب سے ہماری کامیابی کے لئے راستے نکالیں گے، آج ہمیں قدرت پر یقین ہے لیکن اسباب کے راستہ سے، اللہ محمد کے راستے کا یقین ہو، حضور ﷺ نے مال اکٹھا نہ کیا، حکومت نہ بنائی ان کا یقین ان اعمال خمسہ پر ہی تھا پر اعمال تبدیل یقین کے لئے ہیں، ایک دفعہ بات کر رہا تھا، ہندو نے سن کر کہا بات بڑی سچی ہے لیکن ہمارا ملک بیرسٹروں کے ہاتھ میں ہے اور یہ بیرسٹر کا کام یہ ہے کہ بات نہ ہو لیکن ثابت کردو، ایسے ہی تم بھی بیرسٹر ہو کہ یقین ہے نہیں لیکن اپنا یقین ثابت کرتے ہو، لہٰذا بیج ڈالنے کے وقت غائب، تبلیغ میں ہیں لیکن پیچھے سے اطلاع آئی کہ زمین جا رہی ہے جماعت سے غائب۔ کٹائی سے فارغ ہوئے تو اجتماع کی بات لے آئے، ارے جو بننے کا وقت مشاہدہ کے مقابلے کا تھا تو اس وقت بھاگ گیا، اگر ایسے ہی کرتا رہا، سال تک تو قدرت پر یقین نہیں جمے گا، قدرت اسی وقت ساتھ ہوگی جب ہم مشاہدہ کے مقابلہ کے ساتھ تبلیغ کریں، ان اعمال میں سے ہر عمل پر تربیت حفاظت بلندی، عزت براعداء کی خبر دی گئی ہے اس کی ہزاروں احادیث میں، اللہ، محمد ﷺ ان اعمال سے بننا دکھاتے ہیں، کمائی سے صرف تمہاری بنے گی اور ان اعمال سے مشرق مغرب تک کے تمام انسانوں کی بنے گی، آج ہم شکلیں بنا رہے ہیں خدا سیلاب، بارش، اولے، آندھی لا کر ان شکلوں کو توڑ رہے ہیں کہ ہم نے قدرت والے یقین کو توڑ دیا اب خدا ان نقشوں کو توڑنے میں لگے ہوئے ہیں، پانچ سال میں ہند اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا اور کارخانے بہت ہو جائیں گے، امریکہ و روس کا چھوٹا بھائی بن جائے گا، لیکن پیچھے سے سیلاب و آندھی نے سب کچھ ملیا میٹ کر دیا، ارے جب نقشوں سے کسی کی نہیں بن رہی ہے تو محنت کر کے ان پر سے یقین کو ہٹاؤ اور یہ تو خاص محنت کا زمانہ ہے، گھر سے ایک دن کو کہہ کر آئے تھے تو یہاں سے تین ماہ کو چل دو، پیسے نہ ہوں تو مانگو مت، ان اعمال خمسہ کو کر کے مانگو خدا سے، چند دن میں یقین بدل جائے گا، ورنہ بہت دنوں میں بدلے گا، جہاں سے دین ایمان کی بات سنو وہاں سے اللہ کی راہ میں چل دو، موسیٰؑ جبل طور سے سیدھے چل پڑے۔

کتابی اسلام اور مشاہدہ والا اسلام

عمومی بیان

اتوار بعد نماز فجر ۲۹؍اپریل ۱۹۶۲ء مطابق ۲۳؍ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ

بعد خطبہ مسنونہ ارشاد فرمایا کہ:

میرے بھائیو اور دوستو!

تمام انسان روح کے مطابق چلتے ہیں، اگر صحیح کا رواج ہو تو عام انسان صحیح پر چلتے ہیں اور اگر غلط کا رواج ہو تو پھر غلط پر چلیں گے اس لئے کہ رواج پر چلنا آسان ہے اس کے خلاف چلنا مشکل ہے، پانی کے بہاؤ پر چلنا بہت آسان ہے بغیر محنت کے چل سکے گا اگر چہ تیزی کے ساتھ نہ چلیں گے لیکن تھوڑی دیر بعد شعور نہ رہے گا، کہ کہاں کانٹے ہیں، کہاں سانپ، کہاں بچھو ہیں، اس لئے مرجائے گا، بہاؤ کے خلاف رواج کے خلاف چلنے میں بہادری کی ضرورت ہے آخر میں یہ بھی تھک کر مرجائے گا لیکن اسے اچھے برے کی تمیز ہوگی، موذی جانور و بچھو و سانپ سے بچتا رہے گا، رواج پر چلنے سے ساری پبلک و سوسائٹی کا ساتھ ہوگا لیکن اس میں نقصان سے بچ نہیں سکتا ہے رواج کے خلاف چلنے سے وہ نقصان سے بچتا ہوا چلتا جائے گا اور آج کل کا رواج یہ ہے کہ اپنی عزیز جانوں کو موضوع بنا کر مال پر لگانا، مال کو بڑھاتے رہنا، جذبہ میں آ کر مال اسلام کے پھیلنے میں دیا، گویا اسلام ان کمانے والوں کے علاوہ میں آئے گا، اب ان سے پیسہ لے کر کچھ مکان، کچھ مسجدیں، کچھ کتابیں و قرآن مسجد یا مکتب پر رکھ دی جائیں گی، حالانکہ اسلام ان میں سے کوئی نہیں ہے اسلام تو زندگی گزارنے کے صحیح والٰہی طریقوں کا نام ہے گویا یہ مال والے اپنے تمام کاموں میں آزاد ہیں، جو کام جیسے چاہیں کریں، بس یہ رقم ہم سے لے لو اسلام کو زندہ کر دو، اب لوگ اس سے مال کو لے کر رسالے، اخبارات، جلسے و تقریروں میں لگا دیتے ہیں، اسلام کا کہیں پتہ نہیں، کیا سارا سال مال میں لگنے والوں کے طریقہ زندگی کا نام اسلام تھا، اب اسلام مردہ ہے کہ یہ مال دینے والے اپنے طریقوں کو اپنی مرضی کے مطابق کر رہے ہیں، باوجود ہزاروں کتابوں، رسالوں، اسلامی اخباروں، تقریروں کے روزانہ مصائب و بلایا

مسلمانوں پر زیادہ ہورہی ہیں، کچھ دن بعد ان کتابوں ورسالوں واخباروں وعمارتوں میں آگ لگی ہوئی دکھائی دے گی، اہل اسلام نہیں ہے جو حوادث وبلایا سے بچائے جو کتاب میں اسلام ہے وہ اسلام کی کتاب ہے اسلام نہیں ہے اسے آگ لگ سکتی ہے، کاغذ پانی میں گل جائے گا، حالانکہ کہ اگر دنیا کے سارے ایٹم وحکومت والے جمع ہوجائیں تو اہل اسلام کے مقابلہ میں یہ سب چیزیں خود تباہ ہوجائیں گی اور صرف اخباری ونقلی اسلام سے وہ لوگ بھی شیر ہوجاتے ہیں، جو ایک دھمکی سے مرسکتے ہیں صحابہ کرامؓ کے پاس اصل اسلام تھا مسجد کی چھت پکی نہ تھی فرش کچا تھا، بارش سے بچاؤ کا انتظام نہ تھا، بجلی، گھنٹے، وضو کے پانی کا انتظام نہ تھا لیکن ہر وقت آبادی تھی، کبھی دعوت کے حلقے، کبھی ایمان کی باتیں، کبھی علم وذکر کی محفلیں، کبھی ایک دوسرے کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں اس سے کسریٰ وقیصر زیر ہورہے ہیں، ہندوستان پر مسلمان قابض تھے تمام عہدوں پر موجود تھے لال قلعہ وغیرہ تمہارے قبضہ میں تھے اس وقت اسلام کے کامل نہ ہونے کی وجہ سے تم خود کو مصائب سے نہ بچاسکے اور آج اس سے کم مال وحکومت کے نقشے سے تم کیسے مصائب سے بچاسکو گے، چونکہ ذہن میں ہے کہ اسلام سے صحابہؓ چمکے کسری وقیصر مرے اس وجہ سے مصیبتوں سے بچنے کے لئے مال دیتے ہیں مال لینے والے عمارت بنا کر اس شخص کو دکھا دیتے ہیں وہ بہت خوش ہوتا ہے کہ اس کے مال سے اسلام چمک رہا ہے پچاس ہزار روپے کی عمارت سے، حالانکہ ایک معمولی پکے مکان پر حضور ﷺ کا منہ چڑھ گیا تھا، اسلام کی آج ترقی یہ ہے، ۵۰ ہزار کی مسجد، بجلی وپانی ورنگ ہزار اور لگ گئے ارے یہ نشانی کسری وقیصر کی ہے اسلام کی نہیں ہے، چاہے مسجد کچی ہوتی اور ان میں ہر وقت اعمال خمسہ ہوتے رہتے تو یہاں حقیقتاً اسلام زندہ ہے، گھنٹہ، دری، رنگ، غسل خانے چاہے نہ ہوں، جو چیزیں اسلام کے نام پر نہیں، انہیں کو اسلام کہنے لگے، اسلام یہ ہے کہ حضور ﷺ کے طریقہ پر مال جان لگے، آج عمومی منظر اسلام کے مٹنے کا ہے حیات کا نہیں، پہلے بنیاد سمجھیں پھر کوشش کریں، شروع ابتداء انسانیت سے آج تک دو لائنوں پر محنت ہورہی ہے ایک لائن پر انبیاء دوسری پر تمام انسان محنت کرتے آئے، دونوں کا قرآن میں ذکر ہے چوبیس گھنٹہ میں دونوں کا ذکر ہم چالیس، پچاس مرتبہ کرتے ہیں، (اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا لضالین) پہلے بنیاد خدا نے قائم کی "الحمد للہ رب العالمین" ترتیب کرنے والے اللہ ہیں، تمام مسائل انسانیہ اجتماعی، ملکی، قومی، صوبائی جلوت وخلوت کے بھوک وپیاس کے ان تمام مسائل کے کرنے والے صرف خدا ہیں، قدرت سے چیزیں تقسیم ہوتی ہیں، قدرت سے ہی امن، خوف، بلا، رحمت برکت آتی ہے ہر چیز ان کی طرف سے ہوتی ہے جو چیز جہاں سے ہوتی نظر آرہی ہے وہ وہاں سے نہیں ہورہی ہے یہ لا الہ ہے بلکہ خدا کی قدرت

سے ہو رہا ہے، یہ الا اللہ ہے اب کامیابی نظر آنے والی چیزوں سے لینا چاہو تو نہ ملے گی، کامیابی اپنے مخزن یعنی خدا سے ملے گی، یہاں مرکز فلاح طے ہو گیا، موت وحیات، زندگی کا تعلق کسی چیز سے نہیں ہے بلکہ قدرت سے ہے اللہ کی مرکزیت قائم کی باقی تمام اشیاء کی ختم کر دی، ان اشیاء پر محنت کرنا ایسا ہے جیسے بانجھ عورت و بنجر زمین پر محنت کریں، تو اس سے انسانی و جنسی پیداوار نہ ہو گی، ایسے ہی ان چیزوں پر محنت کرنے سے مسائل حل نہ ہوں گے کہ ان مسائل کا تعلق صرف خدا سے ہے ایک انسانی لائن یہ ہے کہ راکٹ، بم، ایٹم، ریل، بس گاڑی، اکثریت سے یہ ہو گا انبیاء والی لائن یہ ہے کہ صرف قدرت سے ہوتا ہے غیر سے نہیں، کائنات کے نقشوں سے ہوتا یہ بنیاد اعداء انبیاء کی ہے، انبیاء نے آ کر اس کی تردید کی کہ صرف اللہ سے ہو گا آج مسلمان اس بنیاد کو مان لیتا ہے کہ مقدمہ ہے شادی کی بات طے ہو جائے دعا کر دیں سب خدا کے ہاتھ میں ہے، دوسری بنیاد یہ ہے کہ جب ان غیر اللہ کے بتوں میں کچھ نہیں تو ان میں کیوں لگیں، جو چیز اللہ سے ہٹا کر اپنے میں لگا لے وہی بت ہے، بت صرف پتھر کی شکل کا نام نہیں ہے آج کے مسلمان کا حال یہ ہے کہ اگر سونے کا بت بنا کر رکھ دیں تو سب ہی کہیں گے نہیں اس بت سے کچھ نہیں ہو گا اس سے چمٹنے اور ہاتھ جوڑنے کو تیار نہیں ہوں گے، اگر سونے کی سل سامنے رکھی ہو تو اس کے سامنے ہاتھ جوڑنے چمٹنے اس کے مطابق استعمال ہونے لگے گا ہم بت کے اگر قائل نہیں ہے تو جس چیز سے وہ بنتا ہے اس کے قائل ہیں حالانکہ خدا نے اگر بتوں سے نہ ہونے کو کہا ہے، وہاں مال، حکومت وزر سے نہ ہونے کا بھی اعلان ہے، حیثیت بت ہونے کے اس سے کچھ نہیں ہو سکتا ہے، حیثیت سونا، لوہا، چاندی، پتھر کے ہو سکتا ہے صحابہؓ کے یہاں کوئی حیثیت نہیں تھی کہ ہر شئے سے کچھ نہیں ہو سکتا ہے پہلی چیز یہ ہے کہ جب اللہ سے ہی ہوتا ہے غیر سے نہیں حتیٰ کہ انبیاء کی شکلوں سے بھی نہیں ہوتا اللہ کے ماسوا دنیا کی تمام چیزوں سے کچھ نہیں مل سکتا ہے، یہ لا الہ الا اللہ دوسری چیز یہ ہے کہ جن انبیاء نے غیر سے ہونے کا انکار کیا انھوں نے وہ غیر ہاتھ میں لینے کو نہیں کہا، موسیٰ و ہارونؑ نے کہا کہ ملک سے کچھ نہیں ہوتا ہے اب اپنی قوم کو اس ملک کے لینے کی بات نہیں بتائی ہے کہ جب ملک سے نہیں ہوتا ہے تو ہر حال میں نہیں ہوتا ہے اکثریت، گورنری، مال، حکومت سے جب ہوتا نہیں ہے تو ان کے سامنے جھکنے ان کو ساتھ لینے کی محنت بھی نہیں ہے صرف اس خدا کو سامنے رکھ کر و جس سے ہوتا ہے، "ایاک نعبد و ایاک نستعین" تیرا کہنا ہر حال میں مانیں گے اور پھر اپنے مسائل میں تجھی سے مانگیں گے یہ دو بنیادیں تمام انبیاء میں مشترک ہیں کہ اللہ کے غیر سے نہیں ہوتا ہے کہ ہم انبیاء کی محنت سے بھی کچھ نہیں ہوتا اور ان سے اپنے موافق کروانے کے لئے یہ اعمال ہم خدا کی طرف سے لے کر آئے ہیں ان اعمال کے تقابل میں آپس میں اختلاف ہے لیکن ان انبیاء دوں میں نہیں اس کے بعد

دور استے دکھادیئے، ہمیں انبیاء والے راستہ پر ڈال، غلط محنت والوں کے راستہ پر نہ چلا اس میں قارون، فرعون کا ملک ومال آجائے گا وہ تمام لوگ اس میں آجائیں گے جنہوں نے چیزوں کے لحاظ سے محنت کی اقوام کا ذکر، کہ انھوں نے فلاں چیز پر محنت صرف کردی، اب قرآن نے محنت کے دونوں طریقے بتادیئے، روٹی، غلبہ وعزت وپرورش حفاظت لینے کے، اب ہم جتنا خشوع خضوع سے نماز پڑھیں، مصیبت آنے پر مسجد میں آکر ساری نماز خشوع وخضوع سے پڑھی اور بعد میں بھی اور دعا سے انبیاء والے صحیح راستہ پر چلنے کو اللہ سے کہہ رہے ہیں اور غلط بچنے کو، الحمد اللہ والی دعا کا مطلب یہ ہے کہ مجھے معاصی وغیرہ طریق سے بچا، اب مسجد سے باہر جاکر تمام کاروبار زندگی میں حرام ہے تو آپ کی دعا کی وجہ سے ہی اس زندگی اور کاروبار میں خدا کی طرف سے مصیبتیں آئیں گی کہ یہی چیزیں تو غیر اسلام ہیں جس کے مٹنے کی دعا کعبہ کے پاس جاکر حاجی مانگتے ہیں اب یہ تھا کہ باہر جاکر جھوٹ نہ بولتا حاکموں کی بے جا خوشامد نہ کرتا، معاصی وحرام سے بچتا، ہر چیز میں اسلامی طریقہ ہے تو اب دعا ومحنت کا تطابق ہوگیا، اگر نقصان ہوگا بھی تو اس کا بدل مل جائے گا اور اگر محنت ودعا میں تطابق نہ ہو تو خدا ہماری یہی دعا کی وجہ سے کہ حق کی فتح ہو اسلام چل پڑے غیر اسلام مٹے کہ ہماری مال جان چیزوں میں کمی ڈال رہے ہیں کہ یہی چیزیں خلاف اسلام وخلاف حق ہیں جس کے مٹنے کی تم دعا کررہے ہو آج ہماری دعاؤں کی وجہ سے ہم پر مصائب آرہے ہیں ہر جگہ دینی ودنیاوی دونوں رخ ہیں، پیسے، مقدمہ، کھیتی باڑی پر عمل میں دو طریقے ہیں خدا کے طریقے ہوں تو دین ہے دوسروں کا طریقہ ہو تو دنیا ہے مال خرچ کرنا بیاہ شادی وغیرہ میں خدا کے یقین کے اعتبار والا طریقہ دین ہے چیزوں کے اعتبار سے استعمال دنیا ہے، نبی والے طریقے ۲۴ گھنٹے کی زندگی کے لئے ہیں آج ہماری چوبیس گھنٹے کی زندگی میں غیر انبیاء کا طریقہ آگیا ہے ملک کے اعتبار سے استعمال قارون کا طریقہ ہے، حکومت کے اعتبار سے استعمال فرعون ونمرود کا ہے مزارع وبساتین کے لحاظ سے استعمال والا قوم سبا کا طریقہ ہے "وھکذا الی الا قوام الأخر" انبیاء کا طریقہ یہ ہے کہ ان تمام چیزوں میں خدا کے لحاظ سے استعمال ہونا جس کے بعد خدا ہی کامیاب کریں گے، اسی کا اعلان پانچ مرتبہ ہے، اللہ اکبر چار مرتبہ جو تم دیکھ رہے ہو چاہے عدالت، یا صدر یا جرنیل یا کارخانے یا پہاڑ یا چاند یا آسمان یا ایٹم ہو یہ بہت چھوٹا ہے اللہ بہت بڑے ہیں جس چیز کے دیکھنے سے اس کی بڑائی دل میں آتی ہے وہ سب چھوٹا ہے اس نظر آنے والی چیزوں کے علاوہ غائب بھی ان سے چھوٹا ہے ایک فرشتہ ایک انگلی سے ایک بڑے ملک کو اٹھا کر تباہ کرسکتا ہے "اشھد ان لا الہ الا اللہ" چھوٹے سے ہوتا نہیں ہے صرف بڑے سے ہوتا ہے اللہ کے ساتھ کسی کو بڑائی میں شریک نہ کرو، کہ یہ کارخانہ یہ بادشاہ بھی بڑا ہے اور خدا بھی بڑا ہے تمام ماسوا خدا کو چاہے کروڑوں من سونا یا کروڑوں

جہاز وفوجی ہوں بالکل چھوٹے ہیں، وہ ہر حال میں ہر چیز کے بغیر کر سکتے ہیں ''اشھد ان محمد رسول اللہ''
اللہ نے انہیں رسول ﷺ بنا کر بھیجا تاکہ وہ شرائط وضوابط معلوم ہو جائیں جن سے خدا کی قدرت تمہارے موافق
استعمال ہوگی اور مخالف نہ ہوگی، یہ بات کوئی چیز، حکومت، سائنس وکارخانہ نہیں بتا سکتا ہے جب یہ تمام باتیں مان لی
ہیں کہ یہ سب چھوٹا ہے اور صرف بڑائی کر سکتا ہے اور وہ بھی حضور ﷺ کے طریقوں پر کرتے ہیں تو اب اسے چھوڑ کر
آ اور حضور ﷺ کی باتوں کو مان ''حی علی الصلوٰۃ'' جو کام حضور ﷺ نے جس طرح بتایا ہے اسی طرح کیا جائے
اب یہ کہیں کہ آج کل امریکہ وروس ووزیر وگورنر کر رہے ہیں لہٰذا ان کی طرح نہ کرلو اور چونکہ علوم جدیدہ خوب چل
رہے ہیں لہٰذا انہیں میں سے نماز میں پڑھ لو، تو نماز نہ ہوگی، اپنی عقل سمجھ ونگاہ کو سامنے مت رکھو جیسے حضور ﷺ بتا گئے
ہیں صرف ویسے ہی ''حی علی الفلاح'' جب تمہارے سب اعمال درست ہو جائیں گے تو خدا کی بڑائی سے لینے
والے بن جاؤ گے قلعہ، جھونپڑی، عہدہ داری، فقیری، کثرت مال، قلت مال سے فرق نہیں پڑتا ہے کامیابی کا ضابطہ
چیز میں نہیں بلکہ اعمال میں ہے جس کے اعمال درست ہوں وہ کامیاب چاہے فقیر ہو، ورنہ ناکام، ان تمام مکانوں
وحکومتوں وکوٹھیوں کو مصائب کا شکار ہونا ضروری ہے خدا رحم کرے تو اس دنیا میں ہی مصیبت دے دیں اور آگے
چھٹکارا، اگر رحم نہ کیا تو مصائب کا بوجھ مرنے کے بعد ملے گا یہ انبیاء کی آواز ہے (ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیر
وا ما با نفسھم) یہ اعمال ایک خاص ترتیب سے ہوں گے جیسے نماز کے تمام کام ایک خاص ترتیب سے ہیں ایسے
ہی دین میں یقین وعمل کے بدلنے کی محنت بھی ہے، کمانے کی محنت وگھر کی محنت وپبلک کی زندگی بنانے کی بھی محنت
ہے آج ہم نے صرف کمانا دین بنا لیا ہے اگر کوئی شخص قعدہ کی طرح اپنی دکان میں بیٹھا ہے باقی قیام، رکوع سجدہ نہیں
ہے تو یہ نماز نہیں پڑھ رہا ہے بلکہ نماز توڑ رہا ہے ایسے ہی صرف کھانا پینا دین نہیں ہے مثلاً بہت سی چیزیں حرام ہیں
بہت سی حلال ایسے ہی کچھ کمائیاں حرام ہیں کچھ حلال، پہلے تو ہر چیز میں تحقیق کرو، اگر حرام کی ہے تو اسے چھوڑ دو اور
جس سے کمانا حلال ہے تو پھر اس کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ اس طریقے پر چلنے سے وہ حلال ہوگی، بکری حلال ہے لیکن
ذبح کے بجائے مشین سے یا گلہ گھونٹ کر کھا لیا تو حرام ہوگی یا ذبح کے وقت خدا کے بجائے عقیدت میں وزیر اعظم کا
نام لے لیا تو بھی حرام ہوگی ایسے ہی حلال کمائیاں بھی اس وقت حلال ہوں گی جب حضور ﷺ کے طریقے پر
ہوں، حرام کمائی اور سود دونوں حرام میں برابر ہیں یہ کمانا دین ہے جب کہ حضور ﷺ کے طریقہ پہ ہو، کمانے میں بھی
حضور ﷺ کے تمام طریقے ہوں کمائی میں سچ، بے سودی دین ہے جھوٹ بولنا، سود لینا بے دینی ہے، ہمیں پوری
زندگی میں ان والے طریقوں کو لانے کے لئے سخت محنت کرنی ہے، نقشے سارے ہیں لیکن ان میں حضور ﷺ والے

طریقے نہیں ہیں کیونکہ ہمارا ذہن عمل سے کامیاب ہونے کا نہیں ہیں بلکہ چیزوں سے کامیاب ہونے کا ہے اس وجہ سے ہر عمل اور ہر نقشہ میں حضور ﷺ والے طریقے نہیں ہے خدا کے طریقے چیزوں کے لحاظ سے نہیں ہیں آج کہتے ہیں کہ بغیر رشوت وسود کاروبار وملازمت کیسے چل سکتی ہے اجی قدرت سے چل سکتی ہے کہ حضور ﷺ والی بنیاد پر چلنے سے خدا آگ میں بھی حفاظت کریں گے خون کی نہروں میں بچادیں گے جب چیزوں سے یقین ہٹ کر صرف خدا پر آجائے گا تو ہر عمل حضور ﷺ والے طریقہ پر آجائے گا کہ خدا کی قدرت اس عمل کی وجہ سے میرے ساتھ ہوگی اس یقین کے بعد دین آسان وعام ہوجاتا ہے، سب کچھ ان کی قدرت سے ہے ان کی قدرت اسی وقت ہمارے موافق ہوگی جب حضور ﷺ والے طریقہ ہمارے پاس ہوں سعد بن معاذؓ کی موت سے عرش بھی ہل گیا ان ہی طریقوں کی وجہ سے تاجر ابو بکرؓ وعمرؓ حضور ﷺ کے دونوں طرف بیٹھے ہیں یہ روش تمہیں خلافت صدارت سے نہیں روکتی ہے بس ان کو ان کے طریقہ پر کرلو، ایک کام کرتا ہے اس کی ترتیب ہوگی جو دو کام کرتا ہے اس کی ترتیب ہوگی ایسے ہی صرف دکان وبیوی ہے تو اس کی ترتیب ہے اور ایسے ہی بیوی بیمار، بچہ کی آنکھ میں درد، مقدمہ میں حاضری، مال، بلٹی کروانا اور دکان میں بیٹھنا ہے اب اس کی ترتیب ان تمام کے لحاظ سے ہوگی ایسے ہی تین کارخانے ہیں تین باغ ہیں، ممبر بھی ہیں، انجمن کے صدر بھی ہیں اب وہ اپنا وقت ان تمام مشاغل میں ان کے لحاظ سے لگائے گا اگر پارلیمنٹ میں تین دن نہ گئے تو ممبری سے علیحدہ، باغ میں ہفتہ بھر نہ گئے تو باغ اجڑے گا، حضور ﷺ ہمارے موجودہ رواج کے علاوہ کچھ اور زندگی دے کر گئے ہیں جس کے لئے نماز دے کر گئے آج کل مسجد میں جتنی چیزیں زیادہ ہوں گی ان میں اتنی جلدی تالا لگ جاتا ہے سب سے پہلے مسئلہ یہ ہے کہ یہ ذہن بنے کہ عمل سے زندگی بنتی ہے مال وچیزوں سے نہیں، اگر یہ ذہن ہے تو ہر جگہ عمل درست کریں گے، ورنہ ہر جگہ بگاڑیں گے، مسجد میں آنے کے بعد سب سے پہلے ایمان وعمل درست کرو، چاہے کسی شعبہ میں ہو، کوئی شعبہ تم سے چھڑوایا نہ جائے گا تجارتی ذوق وذہن سے نکالنے کے لئے تو تجارت سے نکالیں گے کہ محنت کریں اس محنت سے یقین صحیح ہو، ایسے ہی ہر شعبے سے نکلنا پڑے گا تاکہ اس کا یقین وذہن وذوق نکل کر خدا کا صحیح یقین آجائے، آج کی سیاست ہے کہ ملک ومال کے واسطے عمل بگاڑیں، مثلاً ممبری کی کوشش میں دوسرے ممبران کی غیبت ہوگی جو حرام ہے لیکن سیاست ہے اسے مقدمہ میں پھانس دو، ملک ومال حاصل کرنے کے لئے جتنے عمل بگڑتے ہوں بگاڑ دو، ایسے ہی تجارت حاصل کرنے کا بھی ذہن ہے اس وجہ سے ہر نقشے والے کے لئے سب سے پہلے یہ ہے کہ ایمان وذہن درست ہو، جس کے بعد تمام اعمال واخلاق درست ہوں گے، اسلامی ہوں گے جیسے نماز سے پہلے طہارت بدنی حاصل کرتے ہیں ایسے ہی اسلامی زندگی

سے پہلے دل کا شرک سے پاک ہونا ہے مسجد میں ایمان کی دعوت رکھی گئی ہے اور دنیا کے تمام نقشوں کی تردید ہے صرف اللہ سے ہوتا ہے اللہ نے موسیٰ کو جھونپڑے اور اسماعیلؑ کو ریت میں بنا دیا اب روزانہ اس طرح کرنے سے ایمان بنے گا، ورنہ مسجد میں آکر وہی چیزوں کے یقین والی باتیں ہوں گی جو باہر تھیں، اس ذہن کے بدلنے کے لئے اعمال خمسہ ہیں اور ان اعمال کی وجہ سے پلیں گے، پروش سے نہیں، مال، حفاظت ان اعمال سے چلے گی کہ مال کمائی پر نہیں ملتا ہے تو خدا ان اعمال خمسہ پر ضرور دے گا، مانگنے سے خوب دے گا مال صرف خدا دیتا ہے ان اعمال پر وہی دے گا آج ہم تجارت سے مال اور مال سے تسبیح، نماز، ذکر میں لگنا ہوتا ہے، مال سے زندگی ہے اس یقین کو ہٹاؤ کہ کمانے سے ایک کوڑی نہیں ملتی ہے خدا دیتے ہیں وہ ان اعمال پر بھی خوب دے سکتے ہیں اس یقین کے بنانے کے لئے تمام قسم کے انسانوں کو یہ اعمال خمسہ خود کرنا اور ان کا پھیلانا دیا گیا ہے ان اعمال کو کریں اور پھیلائیں جس کے بعد بغیر ذرائع کے مال دیں گے چاہے زمین پھاڑ کر آسمان سے گرا کر، مال کے بغیر چیزیں دلا دیں، چیزوں کے بغیر حالات درست کر دیں آگ و چھری میں ڈال کر حفاظت کر دیں، یوسفؑ کو ملک سلیمانؑ کو ملک و مال بغیر محنت کے دیا ہے صحابہؓ کے واقعات ہیں، مقدادؓ کا قصہ ہے پیشاب کرنے گئے ۱۸/ اشرفیاں چوہے نے لاکر رکھ دیں حضور ﷺ نے ان کے بتانے پر کہا (ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا) اس یقین کو بنانا ہے کہ اللہ دیتے ہیں اور وہ ان اعمال پر دیں گے تمام معجزات انبیاء ان اعمال کی وجہ سے ہیں ہر نبی ایمان و اعمال لاکر کہتا کہ ان کو کرو اللہ حالات پلٹیں گے اور یہی اعمال اس امت کو دیئے گئے ہیں کہ ان کو کرو، جس پر بغیر محنت کے مال دیں یا بغیر مال چیزیں دیں یا بغیر چیز کے حالات درست ہوں، یہ تمام راستے چل پڑیں گے ایمان صحیح کے بعد، سب سے پہلی محنت ایمان درست کرنے کے لئے کرنی پڑتی ہے جیسے سب سے پہلے وضوء کرنے کی محنت ہے نماز میں جب یقین بدل جائے گا تو ہر عمل آپ ہر جگہ کریں گے، مثلاً زکوٰۃ فرض کر دی، سود حرام کر دیا کہ اپنی کمائی سے سمیٹنا نہیں ہے اعمال پر چلنا ہے اذخار ممنوع ہے کہ چیز کو جمع کرے اور مہنگائی کے وقت بیچے یہ عمل کی بنیاد کے خلاف ہے کہ مال سے نہیں عمل سے زندگی بنتی ہے ایک شخص فاقہ کی وجہ سے مال داری کے وقت کی ۲۵۰/ روپئے کی گھڑی ہمارے ہاتھ میں بیچنے آیا ہے ہم نے کہ دیا ضرورت نہیں، اس نے سو روپئے کر دئے، اس نے اور کم کر دیا یہ عمل کا معیار نہیں ہے عمل کا معیار یہ ہے کہ اس کی گھڑی واپس کر کے پیسے و بوری آٹے کی دیدو، آج ہم خرابیٔ اعمال کی وجہ سے زیادتی اشیاء مال میں قدرت کی مخالفت کی وجہ سے برباد ہیں پہلے ہم قلت اشیاء و مال کے باوجود قدرت کی موافقت کی وجہ سے خوشحال و آباد تھے ان اعمال کو کر و ان کی وجہ سے خدا اپنی قدرت سے زندگی بنا دیں گے، جس قدرت سے انبیاء وصحابہؓ

کی زندگی بنائی، شکلوں میں رہنے سے ان کا یقین بنتا ہے اس لئے انہیں چھوڑنا ہے ہمیشہ کے لئے نہیں، صرف اتنا چھوڑنا ضروری ہے جس سے یقین ملے گا، آج شکوہ ہے کہ ہندو نہیں خریدتے واللہ العظیم، آج اگر ہماری تجارت میں حضورﷺ والے طریقے آجائیں تو ہر انسان اپنے رشتہ داروں کو چھوڑ کر تمہارے پاس آئے گا کہ ہر شخص مال کو کھینچے گا اور اسلامی تجارت میں مال کو کھینچنا نہیں ہے، بلکہ ضرورت مندوں کو دینا ہے حضورﷺ کے طریقے سے ہر انسان تمہاری طرف کھینچے گا، بس پہلے ایمان حاصل کرلو پھر اعمال کا معیار قائم ہوگا جس کے بعد اقلیت، اکثریت، حکومت، سرمایہ داری، تمہارے قدموں میں اپنی جان نچھاور کردے گی، فرعون کی حکومت کا زوال اس وجہ سے ہوا کہ بنی اسرائیل ان اعمال خمسہ میں مشغول تھے انبیاءؑ کی ذات کی وجہ سے نہیں ہوا ہے بلکہ خدا نے ان کے اعمال کی وجہ سے کیا ان اعمال کے آگے انبیاءؑ نے اپنے تمام تقاضوں کو دبایا، موسیٰؑ حکم ملتے ہی قدرت پر اعتماد کر کے پہاڑ سے دوسری جانب اتر گئے، بیوی بچہ کی حفاظت خدا اپنی قدرت سے کرے گا، اتنے بڑے اعمال ہیں لیکن ہمیں تو ان اعمال سے اپنی روٹی ملنے کا یقین نہیں ہے آج ہم تبلیغ میں اس طرح لگے ہیں کہ شکلوں کی موجودہ ترتیب میں آنچ نہ آنے پائے کامل یقین اس وقت ملتا ہے جب شکلوں کا لحاظ نہ ہو، اس یقین پر خدا دنیا کے تمام ایٹم، حکومت، مال کارخانے کے نقشوں کے باوجود خدا اپنی قدرت سے انہیں بدل کر اسلام کو لائیں گے جب دین کی آواز لگے ہر چیز کو چھوڑ کر چل پڑیں پکا نمازی اذان ہوتے ہی چل پڑے گا چاہے بیوی مرنے والی ہو، یا مہمان آیا ہوا ہے ایسے ہی پکا مبلغ وہ ہے جو ہر حال میں چل پڑے اگر یہ بات صرف تین، چار ہزار میں بھی آجائے تو کام بن جائے، یہ اعمال خمسہ وہی ہیں جن پر انبیاء کے زمانے میں خرچ عادت تھے اگر ہم بھی ان اعمال کو ہر وقت کرنے والے ہوں تو خدا سارے عالم کے حالات یا ہدایت دے کر بدلیں گے یا ہلاکت کے نظام قائم کرکے اور آج تو ہمیں ان اعمال سے اپنے ایک گھر کا پلنا نظر نہیں آتا ہے، صحابہؓ کی فہرست میں نام لکھوانے و تاریخ میں سنہرے حرفوں سے نام لکھوانے کے لئے قدم بڑھائیں، گھٹیا قدم یہ ہے کہ ساری عمر میں ایک مرتبہ چار ماہ، ہر سال ایک چلہ جیسے لائسنس کی تجدید، پھر ہر ماہ تین دن پھر ہر ہفتہ دوگشت، بڑا قدم وہ ہے جو صحابہؓ نے اٹھایا، سال کے چار ماہ مسلسل یا بلا تسلسل بیرونی کام میں، آٹھ ماہ مقام پر آدھا وقت مسجد میں آدھا وقت گھر و تجارت میں، چونکہ کام کرنے والے تھے اس وجہ سے مشوروں وغیرہ کی وجہ سے عشاء ثلث لیل، تک موخر ہو جاتی تھی یہ ترتیب اعلیٰ ہے اور یہ ادنیٰ اس سے دین چمکے گا، قدرت کے مناظر سامنے آئیں گے۔

طوفان نوحؑ میں کشتی اعمال نوحؑ سے بچی ہے تو اعمال محمدیہؐ سے زندگی کی کشتی بچ سکتی ہے

عمومی بیان

پیر بعد نماز فجر ۳۰ راپریل ر پریل ۱۹۶۲ء مطابق ۲۴ رذیقعدہ ۱۳۸۲ھ

بعد خطبہ مسنونہ ارشاد فرمایا کہ:

میرے بھائیو اور دوستو!

جب انسان اپنی زندگی کے مسئلے کا حل مال کے راستے سے کرتا ہے تو اس کے عمل کا معیار آہستہ آہستہ خراب ہو جاتا ہے یہاں تک کہ خالص مال کے اعتبار سے استعمال ہوتا ہے سوچ بچار دیکھ بھال ہر کام میں عمل خراب ہو جاتا ہے، آخر میں مال چھن جاتا ہے اور پھر یہ تکالیف برداشت کرتا ہوا جہنم میں پہنچ جاتا ہے مرنے کے وقت موت کی ایک لہر میں اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ جو دنیا کے تمام زہریلے جانوروں کے کاٹنے سے انسان میں چلیں، قبر کا عذاب موت کی تکلیف کو بھلا دے گا، حشر عذاب قبر کو، اور جہنم حشر کو بھلا دے گی، یہ مال والا راستہ ہے مصیبتوں کا، دوسرا راستہ یہ ہے کہ عمل کے راستہ سے کامیابی حاصل کرے اور یہ یقین کرنے اصلاح اعمال پر خدا کامیاب کرے گا حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح مال میں نظر آنے والی کامیابی چھوڑ کر مسجد میں آؤ اور خود کو عمل کے لحاظ سے استعمال کرو اور اپنے جسم کو اس طرح استعمال کرو جس طرح ہم کہتے ہیں، کامیابی کی صورت یہ ہے کہ ہر عضو کو اعمال صالحہ کا پابند کرلو، اعلان چوبیس گھنٹے میں پانچ مرتبہ ہوتا ہے کامیابی اس طرح ہوگی کہ چلے تو اس عمل کے لئے چیزوں کو چھوڑو اور اعمال اربعہ کے بعد نماز کا عمل درست ہوگا، اگر نماز پڑھیں لیکن مسائل کا علم نہیں ہے اور ان اعمال کے فضائل کا علم نہیں ہے 'اذا وافق تامینہ تامین الملائکۃ غفرلہ' اب تمام اجزاء نماز پر ثواب بتائے گئے ہیں، اس پر

یقین بھی ہو، مسائل کو جانتا ہو مثلاً سبحان ربی العظیم کی جگہ العزیم پڑھنے سے نماز ٹوٹ گئی (ا) اکثریت ایسے مسائل سے ناواقف ہے نماز اصل اس وقت ہوگی جب اس کے مسائل وفضائل کا علم ہو، آج کل پورے نماز کے فضائل نہیں چل رہے ہیں، اتنی تعلیم ہو کہ فضائل کا نماز کے ہر جز پر استحضار ہو، روزمرہ نماز کے بعد تعلیم ہوگی، ایمان کی باتیں، جنت ونار کا ذکر، ذکر وغیرہ کے بعد نماز بنے گی، موجودہ نماز وہ ہے جو بچپن میں سیکھ لی جاتی ہے، صحابہؓ خلفا ہونے کے وقت بھی نماز سیکھتے رہتے تھے کہ جب اس سے کامیابی ہونے کا یقین ہے تو بقیہ اعمال سے بھی یقین ہوگا ورنہ نہیں، نماز پر قوم نوح وفرعون ہلاک ہوئے، اسی سے دشمن دوست ہوئے، تمام معجزات دعا بعد صلوہ کے ہیں کرامات بھی نماز کے قصے ہیں ہم تو صرف نقل اتارتے ہیں نماز سے قبل یہ اعمال ہیں جن سے نماز ٹھیک ہوگی اب تعلیم بتائے گی کہ نماز کے بعد کی دعا سے میرا ہر کام ہوگا لہذا کمائی کو نماز کی شاخ بناؤ آج ہم مسجد کا چلنا اپنی کمائی سے سمجھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دروازے بھی کم تھے کہ کتے آکر پیشاب کر جاتے، ابراہیمؑ نے بیت اللہ گارا مٹی اور پتھر سے بنایا ہے لیکن ہے بہت مضبوط کہ اس کی بنیاد قربانی اسماعیلؑ وابراہیمؑ ہے موجودہ اوپر کی عمارت ابن الزبیر کی بنائی ہوئی ہے، ابن الزبیر نے حدیث سنی تھی کہ بیت اللہ بڑا تھا، دو دروازے تھے، موجودہ اور اس کی محاذات میں، کفار قریش تازہ اسلام لائے تھے، اس وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں بناتا نہیں ہوں ورنہ کھود کر بناء ابراہیمؑ دکھا دیتا مشرکین نے صغر محمدؐ میں اپنے پاک مال سے بیت اللہ بنایا لیکن کم مال ہونے کی وجہ سے بیت اللہ پورا نہ بن سکا لہذا جتنا بن گیا بنا دیا آج مسلم کا ذہن مسجد میں پاک مال لگانے کا نہیں ہے، عائشہؓ سے حدیث بھانجہ ابن الزبیرؓ نے سنی، خلفاء جہاد میں مشغول تھے اس لئے متوجہ نہ ہو سکے ابن الزبیرؓ نے سنی، خلفاء جہاد میں مشغول تھے اس لئے متوجہ نہ ہو سکے ابن الزبیرؓ کے زمانے میں بیت اللہ میں آگ لگ گئی دوبارہ بنانے کی نوبت آئی، ساٹھ، پینسٹھ سن کے درمیان ابن الزبیرؓ نے اسے کھودا اور بناء ابراہیمؓ تک پہنچ گئے، ابن الزبیرؓ نے سوچا بنیادیں چار ہزار سال پرانی ہیں. اسے بھی بدل دو، ایک کدال مارا، سخت اندھیرا، کڑک بجلی، کدال نکلا، ہولناک سماں ختم ہوگیا، دوبارہ کدال مارا پھر ہولناک سماں آخر میں سمجھ لیا، خدا کو منظور نہیں ہے کہ تقویٰ پر اس کی بنیاد ہے، ابن الزبیر صحابی سے نہ ٹوٹ سکا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خون انھوں نے پی رکھا تھا، سات دن تک بلا کھائے روزہ رکھتے تھے، دس ہزار کا لشکر بھگا دیتے تھے بیت اللہ کا طواف سیلاب میں اکیلے ہی تیر کر کرتے تھے ان سے بھی بناء نہ ہلی، اصل تو یہ ہے کہ مسجد میں تقویٰ بنانے ہے دنیا کے اعتبار سے تعمیر بنانی ہے داؤد علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ بنانی چاہی بنانے لگے، ایک جگہ ایک شخص کا جھونپڑا تھا کہ اس

کے گرائے بغیر تعمیر مکمل نہ ہوسکتی تھی، لہذا انھوں نے اسے گرا کر مسجد کی دیوار مکمل کرلی، فرشتہ آ گیا، میں نے ظلم حرام کیا تم میرا گھر ظلم کے ساتھ نہیں بنا سکتے، داؤدؑ نے کہا میرا بیٹا سلیمان بنائے گا کہا اچھا ان کی موت تک تعمیر رکی رہی، ان کے مرنے کے بعد اس جگہ کی مالک نے خوب قیمت لگائی اور پھر پوچھنے لگا کہ رقم زیادہ قیمتی ہے یا زمین، زمین مسجد اقصیٰ کی سب سے قیمتی ہے الالحرم و مسجد النبوی، اس نے اور زیادہ قیمت لگائی اور کہا کہ بتاؤ قیمت زیادہ ہے یا زمین قیمتی ہے، آخر میں سلیمانؑ کو اشکال ہوا کہ اتنا پیسہ مسجد پر لگائیں کہ نہیں، اس پر خدا کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اگر تمہارا مال ہے تو مت لگاؤ، اگر ہمارا ہے تو ہمارے گھر پر لگادو، چنانچہ اس سے زمین اس کے منہ مانگے دام پر لے لی کہ اس دفعہ کے بعد وہ سوال نہ کرسکا، آج کل عمارتوں کا شوق وڈیزائن ہے لیکن مسجد کا اصول یہ ہے کہ گارا مٹی درست ہو، اصل مسجد نبویؐ جس سے ساری دنیا ہلی تھی، اس میں صرف گارا مٹی پتھر اور لکڑیاں تھیں اور حضور ﷺ کا جذبہ و صحابہؓ کے جذبات رات کو عورتیں پہاڑوں سے پتھر لاتیں، دن میں حضور ﷺ و صحابہؓ اپنے مال جان لگا کر اسے بنا رہے ہیں اور خوب وجد و شوق ہے تخفیف مشقت کے لئے اشعار پڑھے جا رہے تھے، علیؓ عثمانؓ کا خاندان ایک تھا لیکن علیؓ غریب، عثمانؓ امیر، علی کا لباس میلا عثمانؓ کا سفید عثمانؓ بڑے احتیاط سے پتھر لاتے تھے کہ کپڑے خراب نہ ہوں علیؓ خوب اطمینان سے بڑے بڑے پتھر لاتے تھے کپڑے میلے ہو رہے ہیں دونوں حضور ﷺ کے داماد، علیؓ نے شعر کہہ دیا کہ جو کپڑوں کو بچا کر پتھر اٹھاتا ہے اور جو اپنے کندھوں پر پتھر اٹھاتا ہے دونوں برابر نہیں، اس شعر کو جب تک کبار قریش پڑھتے رہے عثمانؓ خاموش رہے، عمار بن یاسرؓ ایک معمولی شخص نے اس شعر کو کہہ دیا، عثمانؓ نے غصہ میں ان کو پتھر مار دیا، حضور ﷺ کو غصہ آ گیا صحابہؓ نے کہا عمار تم غصہ کو ٹھنڈا کرو کہ تمہاری وجہ سے غصہ آیا ہے، لہذا تم ہی جا کر حضور ﷺ کو راضی کرو، چنانچہ وہ گئے اور حضور ﷺ سے مذاق کی بات کی کہ لوگ مجھے مارنا چاہتے ہیں اور دو دو پتھر لادے دیتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا: لا انما تقتلك الفئة الباغية مسجد نبویؐ کی قیمت ان قربانیوں کی وجہ سے تھی اور اس کے اپنے اعمال خمسہ سے ان سے مسجد قیمتی بنتی ہے ان اعمال کے بغیر نماز کا وجود نہیں ہے مسائل کا جاننا ضروری، حرکت میں فرق سے ناقص ہوتی ہے اب کمائی کو درست کرو کہ حلال ہو ورنہ دعا مقبول نہیں، پھر اخراجات درست کرو، تمام معجزات و کرامات کا سبب نماز ہے، لیکن محنت سے نماز بنتی ہے نماز سے پہلے اپنے اعمال درست کرے پھر کمائی کو درست کرے پھر گھر کے اخراجات کو اس سے تمام مسائل حل ہوں گے کہ اللہ نے بیت اللہ کو اپنی قدرت سے ابرہہ کو ہلاک کر کے بچایا، اس طرح تمہاری نمازیں اگر درست ہوں گی تو ہر مصیبت کے وقت آ کر دعا

اس مصیبت کو رفع کر دے گی، آج کی مسجد کمزور ہے اس ترتیب کے لحاظ سے لہذا غیر مسلم مسجد کو بھی گرا دیتے ہیں تعلیمات ہوں گی، باہر کی زندگی شاخ ہے وہاں جا کر عمل کریں تو اس زندگی کو نہ ملک والے گرا سکیں گے نہ مال والے اگر بیماری ہو گی تو دوسروں کی کوٹھیاں گریں گی، تمہاری جھونپڑیاں محفوظ رہیں گی، سیلاب میں تمہاری کھیتیاں بچیں گی، طوفان نوحؑ میں کشتی اعمال نوح سے بچی ہے تو اعمال محمدیہ سے زندگی کی کشتی بچ سکتی ہے اب عمل کا راستہ بھی مال والے راستہ کی طرح محنت سے ہی چلتا ہے، ایک تو خود ذات سے نماز کو صحیح طور سے ادا کرنا اور اسے عام کرنا، تمہاری محنت سے جتنے اعمال کا سلسلہ قائم ہوگا ان تمام اعمال کا ثواب تمہیں ملے گا اور ان اعمال کا سبب محنت کا ثواب ان اعمال سے زیادہ ہوگا انبیاء کی طرح دعا قبول ہوگی اعمال کو زندہ کرنے کو اپنا موضوع بنالو بازار سے مسجد نہیں ہے، مسجد سے بازار ہے، محنت سے مال نہیں ہے بلکہ اعمال سے مال ہے اگر یہ ذہن بن جائے تو خود بخود اعمال سیۂ چھوٹ جائیں، پہلی محنت ان اعمال کے لئے ہے جن کی وجہ سے مسجد بنے گی ایسے ہی دین کو وجود محنت سے ہوگا، قیام دین اس میں ہے کہ اعمال مسجد کے لئے تیار ہو جاؤ دعوت یہ ہے کہ غیر رائج کی طرف کھینچتا ہے مثلاً حکومت انگریزی کی مضرتیں بتائی گئیں اور اپنی حکومت کے منافع سامنے لائے گئے یہاں تک کہ تقسیم کے بعد لوگوں نے مفت گاڑیوں میں بلاٹکٹ بیٹھنا شروع کیا، جس زمین پر چاہا قبضہ کر لیا حکومت نے ان دونوں پر خوب پکڑ دھکڑ کی، بولے یہ تو انگریزی حکومت کی طرح ہے چیزیں پہلے سے بہت مہنگی ہو گئیں، اس میں دعوت ہونی ہے، الیکشن میں دعوت بھی ہے، رائج سے ہٹنا غیر رائج پر آنا ہے اگر غیر اللہ کے لئے ہو تو موت ہے اب چیزیں ہیں جو دکھائی دینے کی وجہ سے اپنی طرف کھینچ رہی ہیں حوریں نظر نہ آنے کی وجہ سے نہیں کھینچتی ہیں، عورتیں کالی میلی کھینچتی ہیں ہر دیکھنے کے مقابلہ میں دعوت حق کو لاؤ کہ ان میں کچھ نہیں ہے اللہ میں ہے اللہ کے لحاظ سے چلو چیزوں کے لحاظ سے نہیں، حضور ﷺ نے ہماری طرف سے نمائندہ بن کر جنت نار و خدا کو دیکھا ہے ہاں یہ مسئلہ مختلف فیہ ضرور ہے، اعمال کی جزا سزا بھی دیکھیں، اب جہاں جہاں لوگ دیکھ کر چل رہے ہیں وہاں دعوت آجائے مسجد میں ہے لیکن اس سے ہر عمل سے پہلے لانا ہے دعوت دیکھنے کے مقابلہ میں ہے کہ غیب کی طرف بلانا آجائے اس کے بغیر اسلام کے معنی ہی نہیں اس کے واسطے مسجد ہے اذان میں دعوت اجمالی ہے، خدا کی بڑائی خدا سے ہی ہونا غیر سے نہ ہونا، محمد کی بڑائی میں کہ اعمال سے ہی فلاح ملنا دعوت کی مجلسیں خوب عام ہو جائیں، پہلے مسجدوں میں پھر بیٹھک مکان، دکان، ہر جگہ آجائے کہ اللہ سے ہی ہوتا ہے باقی سب چھوٹے ہیں، وزراء سامنے آئے ان کو بھی دعوت دو کہ ملک و مال سے کچھ نہیں ہوتا ہے، اعمال پر

مدار ہے لہٰذا تم اعمال درست کرلو ورنہ مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ گے، مسجد سے یہ دعوت والا عمل چل کر ہر جگہ جاتا ہے عمل کی درستگی میں فلاح ہے ورنہ نہیں، اگر دعوت زندہ ہو اور اس پر نصرت الٰہی کا یقین ہو اس عمل کو تمام انبیاء نے کیا ہے دعوت ضروری ہے، اقم الصلوٰۃ لذکری اللہ نے پہلے ابنیاء کو دعوت دی، انبیاء نے لوگوں کو دعوت دی سلسلہ ہم تک پہنچا، اللہ نے محمد ﷺ کو، محمد ﷺ نے ابوبکرؓ کو، ابوبکرؓ نے دوسروں کو دی، دوسروں نے ہم تک پہنچائی، واللہ یدعو الی دار السلام جنت کے داعی اللہ ہیں دعوت میں تعلیم حاصل کرو خدا کی صفات کی تعلیم کے ساتھ جتنی دعوت ہوگی اس میں اتنی قوت ہوگی، اجتماعی دعوت و معاشرت امیر مامور کی تعلیم حاصل کرو، نماز، ذکر، اخلاق اور ان کی تعلیم چاہئے، پھر دھیان بھی اللہ کا ہو، ہر شکل کے دیکھنے کے بعد اگر اس کا دھیان آیا تو تم اس شکل کے تابع او راگر اس پر قبضہ الٰہی کا دھیان آیا تو تم شکل پر غالب رہو گے شیر دیکھتے ہی اگر اس سے پھاڑ کھانا ذہن میں آیا تو وہ تمہیں پھاڑے گا اور اگر خدا کی قدرت سامنے رکھ لی جائے تو شیر چوہا بھی نہ رہے گا اس طرح شیر نما انسان کے ساتھ بھی ایسا ہو تو وہ ہاتھ جوڑتا پھرے گا تمہارے سامنے، کوٹھی سے مرعوب ہوئے تو اس کوٹھی والے کے آگے تم جھکو گے، اور اگر کوٹھی سے خدا کا خیال آیا تو کوٹھی والا تمہارے آگے جھکے گا، خدا کا دھیان ذکر سے ملے گا، یہ اعمال نماز سے پہلے ہیں، ذکر سے دھیان، دعوت سے ایمان، تعلیم سے علم حاصل کر کے اب نماز پڑھو، اب اللہ سے لینے کا سلسلہ شروع کر وان اعمال کو بڑھاؤ، کمائی میں بھی ذکر ہوگا، جنازہ عبادت وغیرہ کی وجہ سے دکان کا چھوڑنا آسان ہوگا کہ اسی طرح ایمان، یقین، دھیان، علم کے بعد اللہ کے راستہ میں نکلنا آسان ہو جائے گا کہ اس سے ساری دنیا بدلتی نظر آئے گی اللہ کے ہاتھ میں دنیا ہے اور انہیں دعوت والا عمل پسند ہے پھر تو تم کو روکیں گے اور تم رکو گے نہیں، تیز رو گھوڑے کو روکا جائے گا اور مریل گھوڑے کو مار پیٹ کر چلایا جاتا ہے ہم بھاگنے والے کو بھی روکتے اور مریل کو بھی چلاتے ہیں میانہ روی اعتدال رکھنا ہے اس محنت کی خدا کے یہاں بہت قیمت ہے ہر عمل سے زیادہ ہے تعلیم، ذکر، نماز سے دعوت میں جان پڑے گی اور اس کے بعد منجانب اللہ شکلوں پر اثر پڑے گا خود بخود اقوام ممالک اسلام میں آئیں گی، ہر ملک میں جماعت کی نقل و حرکت ہو، دعوت والا کام ہوتا کہ ساری دنیا میں ایک وقت میں ہدایت علم ہو، تمہاری دعوت پر خدا تمہاری ذات سے دکھائے یا کسی اور جگہ و اشخاص سے ظہور ہو جائے برابر ہے، الیکشن میں کارکنوں کا خرچ وہ گدھا اٹھاتا ہے جس کی طرف سے بلاتے ہیں، کیا خدا ایسا نہیں ہے کہ اس کی طرف بلانے میں وہ ہمارا خرچ برداشت نہ کریں گے ممبر کار، ناشتہ، کھانے، آرام کا انتظام کرے گا، خدا اپنی طرف بلانے میں تمہارا نہیں

تمہاری نسلوں تک کا انتظام کریں گے خواجہ معین الدینؒ کے زمانے میں ہند پر سب غیر مسلم چھا گئے تھے آج ہر شعبہ اوران کے ساتھی دعوت دیتے تھے، مندروں میں بھی بھیس بدل کر جاتے تھے، اجمیر سے کلکتہ تک کے سفر میں نوے لاکھ اسلام لائے کہ برسوں میں سفر ہوا ہوگا آج لوگ اسی وجہ سے محنت کرتے ہیں خواجہؒ سے، لیکن محبوب جیسے کام نہیں کرتے، اگر دعوت والی باتیں ہوں تو کوئی قوم واشخاص فساد نہیں کرا سکتے ہیں، فساد اسی وجہ سے ہو رہا ہے کہ دعوت کی محنت نہیں ہے دعوت ایک کام ہے جس کے لئے زہد و تواضع ریاضت و مجاہدہ ہے آمد و خرچ کے عمل درست کرلو، گھریلو نقشے وکمائی کے بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے، جتنا نقشہ ہے اس میں ہی اعمال درست کرلو، اللہ کام کر دے گا، اب تبلیغ میں جاکر رات کو بیوی کا خیال، روٹی، دکان، بچہ اپنی ان چیزوں کا خیال لاتے ہیں زمین پر قبر کا خیال کرو، گھر میں قبر کا خیال چارپائی وآرام میں نہیں آسکتا ہے بازاروں میں جاؤ تو دعوت ودھیان کی مشق کرو، آپس کی محفلوں میں جنت نار کے تذکرے ہوں، چالیس دن اس طرح سے ہوں کہ چھوڑی ہوئی چیزوں کا خیال ہی نہ آئے تو یہ کہ ان سے میں بیمار پڑا ہوں کام کر کے یہ دعا مانگو کہ اللہ اس کام کے لئے قبول فرمائے، جیسے بھینس خریدنے سے پہلے ایک دودن اس کی آزمائش کے لئے دودھ لیتے ہیں ایسے ہی چالیس سال بعد چار ماہ ایسے ہی چکھنے کے لئے ہیں اگر ہم نخرے کرتے رہے کہ میں آج جارہا ہوں کل جارہا ہوں تو خدا اسے اس کام کی توفیق نہ دیں گے کہ وزارت وممبری کے لئے ہزاروں کے نخرے برداشت کریں گے لیکن اس کام میں نخرے کرتے ہو جس سے تمام دنیا کے وزراء وصدر قدموں میں ہوں گے بہت بڑا کام ہے دعا مانگو اللہ ہمیں قبول فرمائے اس کے بعد تم میں خود بخود اللہ کے راستے میں نکلنے کا جذبہ ہوگا کہ وتم کو روکنا پڑا ئے گا، کام کرنے والے ہم تم بنے نہیں، کام کرنے والے کا جذبہ یہ ہوگا کہ وہ چیزیں ساری فروخت کر کے جانے پر تیار ہوگا، اس میں اسے اعتدال پر لایا جائے گا، اب تبلیغ کا یہ نکلنا اس وجہ سے ہے کہ اللہ قبول فرمائے رورو کران سے مانگا جائے۔

کائنات خادم ہے انسان کی اور انسان مخدوم ہے

عمومی بیان

جمعرات بعد نماز عصر ۲۳ر مئی ۱۹۶۲ء مطابق ۲۷ر ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ

بعد خطبہ مسنونہ ارشاد فرمایا کہ:

میرے بھائیو اور دوستو

دنیا میں ایک غلط فہمی ہے، اس کی وجہ سے باوجود انتہائی محنتوں کے پریشانیوں اور مصیبتوں میں اضافہ ہو رہا ہے، غلط فہمی یہ ہے کہ چیزوں کو اسباب حیات و پرورش و حفاظت و عزت سمجھتے ہیں اور محنت کو چیزوں کے لئے سمجھتے ہیں، محنت سے چیز ملے گی، چیز سے زندگی کے مسائل حل ہوں گے، آج سارے مسلم وغیر مسلم اسی محنت پر لگے ہوئے ہیں کہ دنیا دار الاسباب ہے چیز ہوگی تب تم جیو گے، تم کو صحت ملے گی، حقیقت یہ ہے کہ محنت خود سبب ہے چیزوں کے وجود میں آنے کا۔ چیزوں سے زندگی کے مسائل کا حل ہونا بھی اسی وجہ سے ہوسکتا ہے، صدر، وزراء وفقراء کی محنت ایک جیسی ہے اگر محنت و جان و مال کا خرچ صحیح ہو تو ہر شخص کو خوب ملے گا، خون خرابہ اور کسی ذات کی وجہ سے حقارت نہ رہے گی اور ہر اونچے و نیچے نقشے سبب فلاح بنیں گے، اگر محنت انسانی غلط ہو جائے تو پھر مصائب ، بلایا کا دروازہ کھل جاتا ہے، اصل سبب پر انسان کی اپنی محنت ہے اور انسان اگر چیزوں میں صحیح محنت کو کر رہا ہو تو کامیاب اور اپنے وجود اپنی محنت کو لید و کنکری سے گرا ہوا سمجھے، چیزوں و کائنات کو اصل وجود قرار دیکر ان کے مطابق اپنی ذات کا استعمال و محنت ہو، اعمال خراب ہو جاتے ہیں، اس سے چیزوں کے اگر چہ زبردست نقشے تیار ہو جائیں لیکن جہاں بھاگے بھاگے پھریں وہ ان مصائب سے نہیں بچ سکتے ہیں کہ ان کی ذات میں سبب خسران موجود ہے سرمایہ داری، وزارت، چاند، آسمان، غربت ہر جگہ ناکام ہو جائے گا سبب ناکامی اس کے اعمال ہیں اس وجہ سے لاکھ روپئے ہیں مگر یہ پیسہ میں ناکام ہوگا انبیاء کرام نے اس غلط فہمی کے ازالہ پر محنت کی ہے، انبیاء کی محنت و روشنی سے جب یہ دور ہٹتا ہے تو پھر اسے اپنے وجود میں کچھ نہیں دکھائی دیتا، سوائے اس کے کہ اس کی محنت سے دوسری چیزوں

کا بنا نظر آئے، ولقد کرمنا بنی ادم اس کے لئے چاند سورج مسخر و خدام ہیں، انسان مخدوم ہے جب دین سے ہٹتا ہے تو خود کو خادم سمجھتا ہے اور کائنات کو مخدوم، مقام انسانی یہ ہے کہ کائنات زمین، آسمان اس کے تابع ہیں یہ ان کے تابع نہیں ہے اگر جان مال کا استعمال صحیح ہو تو کائنات اس کی موافقت میں ورنہ مخالفت میں، انسان چھوٹی مشین ہے، کائنات بڑی مشین ہے لیکن بڑی مشین اس چھوٹی مشین کے تابع ہے اگر چھوٹی درست ہو تو بڑی بھی درست ہو گی چلے گی ورنہ نہیں، اگر چھوٹی مشین پر محنت نہ ہو صرف چیزوں پر محنت ہو تو پھر وہ بڑی مشین اصل مشین کی خرابی کی وجہ سے خرابیاں لائی ہے انبیاء نے کہا تم ادھر ادھر کہاں دیکھ رہے ہو اپنی ذات میں دیکھو(وفی انفسکم افلا تبصرون) اگر ایک طبقہ دنیا کا ایسا ہو جس کے پاس دنیا کی ہر چیز حکومت لشکر، مال و دولت نہ ہو لیکن اعمال درست ہوں دوسرے طبقہ کے پاس دنیا کی ہر چیز ہو لیکن اعمال خراب ہوں تو طبقہ اولی کے آگے طبقہ ثانی جھکے گا اس کی خوشامد کرے گا اگر دو قسمیں تیار نہ ہوں تو تھوڑے سامان والے بہت سامان والوں کے پاؤں پکڑتے رہیں گے اور دونوں طبقے ناکامی اٹھاتے رہیں گے کہ دونوں میں سبب ناکامی ہے انبیاء نے اگر لا الہ الا اللہ سے بتایا کہ تمام مسائل کا تعلق اس کائنات سے نہیں ہے بلکہ خالق کائنات سے ہے اپنے سے وجود کائنات ہے ان کے بنانے سے چیزیں ملتی ہیں ان کی تقسیم سے لوگوں کو ملتا ہے ان کی طرف سے حالات اچھے آتے ہیں تمہاری محنت سے کائنات میں تغیر نہیں ہوتا ہے کائنات سے تمہاری زندگی نہیں بنتی ہے، جیسے آسمان زمین کی چیزیں بنتی ہیں، غلے اگتے ہیں اس سے خون، اس سے منی، منی سے رحم مادر میں، وہاں سے خون پھر لوتھڑا، پھر گوشت، کتنے ہزار برس میں یہ شکل بنی ہے، نو ماہ تو صرف رحم مادر میں لگتے ہیں خون کتنی غذا سے بنا غذا کتنی محنت سے تیار ہوئی اب اس شکل انسانی میں روح نہ ڈالی جائے تو ۳۰ سال میں ایک انچ آگے نہ بڑھے گا اس کے جسم سے اعمال اسی وقت صادر ہوں گے جب کہ اس میں روح آجائے روح کے لئے دوسرا نظام روحانی ہے یہ نظام غیبی ہے جسم ظاہری نظام سے ہے اب روح کے بعد سانس بڑھوتری الی الدینا جسمانی شکلوں سے یہ باہر نہیں آیا ہے اگر جسمانی نظام سے کام ہوتا تو صرف امراء اچھے کھانے والوں کی شکلیں بڑھتیں لیکن چونکہ اتصال بالروح سے جسم بڑھ رہا ہے اس وجہ سے فقیر و امیر کا جسم بڑھتا ہے روح جب تک ہے اس وقت تک تمام اعضاء کام کریں گے جس دن روح نکل گئی اس دن دھڑام سے نیچے گرے گا اگر مصالحہ سے جسم محفوظ کرلیں لیکن نشو ونما اس جسم میں نہ ہو جیسے انسان کے اپنے وجود میں دو نظام ہیں اسی طرح کسی شکل پر محنت کرنے سے، دکان و مکان کمائی پر محنت کرنے سے مال، مکان، فرنیچر غذا ملی اس سے صورت اور صحت وعزت حفاظت کی بن گئی ہے اب اس بنی ہوئی شکل کا تعلق نظام روحانی سے ہوگا، اگر اس اونچی شکل میں رونا، غم

تکلیف، مرض، اللہ کی طرف سے ہوگا تو آپ کے ساتھ بھی ہوگا خواہ لاکھ کی کار کروڑوں روپئے، ہزاروں مل، سیکڑوں نوکر، ایسے ہی جب چاہیں صحت، بیماری، امن خوف، جو تنگی معاش کے حالات لے آئیں، لہذا شکل سے پلنا نہیں ہے شکل اصل نہیں ہے حالات اشکال کا نام نہیں ہے بلکہ مرض وخوف وامن وجوع عطش کا نام ہے جو نظام روحانی سے متعلق ہے اگر آپ ایک جھونپڑے میں ٹاٹ کے کپڑوں میں چنے کھا رہے ہیں اور اعمال درست ہیں تو زلزلے جنگ بم باری سیلاب آپ کا جھونپڑا بچے گا حالات کا تعلق اعمال سے ہے اگر خدانخواستہ اگر عزت عروج سکون غلبہ راحت کی بہت بڑی شکل بنائی لیکن اعمال برے ہیں ان سے اس شکل میں رونا پڑے گا انبیاء اور صحابہ کی محنت اس پر ہے کہ اپنے اعضاء وجوارح میں وہ اعمال اختیار کریں جو کامیابی کے سبب ہیں جو لوگ اس گہری بنیاد پر مطلع نہ تھے ان کا زور وزارت بادشاہت مکان زراعت تجارت پر تھا اور جو اس حقیقت پر مطلع تھے کہ کامیابی کھجور چنے پتے چبانے و کچے مکان میں آسکتی ہے اونچے نقشوں میں ناکامی آسکتی ہے تو وہ پورے دن ان کے اعمال چیزوں کے لحاظ سے نہ تھے بلکہ حضور ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر ہے صحابہ میں سب سے بڑے ابوبکرؓ ہیں عمرؓ ان کے سامنے جیسے سورج کے سامنے چاند بے نور ہے آج ملک ومال کا زور ہے اس وجہ سے دل عمرؓ کی طرف کھنچتا ہے ابوبکرؓ کی بڑائی کو نہیں جانتے ہیں کہ عمرؓ کے زمانے میں بیت المال بچوں کے وظیفہ کا نظام بنا، حالانکہ عمرؓ کی زندگی بادل کا سایہ ہے ابوبکرؓ خود بادل ہیں اسی وجہ سے عمرؓ کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ صرف ایک دن ورات کی نیکیاں دیدیں تو میں اسے اپنی ساری عمر کی نیکیاں دے سکتا ہوں ایک رات جب تاروں والی تھی حضرت عائشہؓ نے کہا ان تاروں کی جتنی نیکیاں بھی کسی کی ہو سکتی ہیں حضور ﷺ نے کہا عمرؓ کی عائشہؓ کے دل میں جب اپنے والد ابوبکرؓ کا خیال آیا تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکر کی ایک رات کی نیکیاں اس سے زائد ہیں ابوہریرہ اور عائشہؓ قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد ابوبکرؓ نہ ہوتے تو اسلام مٹ جاتا عمرؓ کے ہوتے ہوئے بھی ویسے ابوبکرؓ وعمرؓ میں دائیں وبائیں بازو کا فرق ہے۔ ۱۹۔۲۰ کا فرق ہے، اگر ۱۹ منٹ پر قتل ہے، بیس منٹ پر براءت لے کر پہنچے تو اسے پھانسی ہو چکی ہوگی، ۱۹ منٹ پر گاڑی چھٹتی ہو تو ۲۰ منٹ پر پہنچنے پر گاڑی نہ ملے گی، حضور ﷺ کے بعد سارے اطراف کے عرب جو مسلم ومطیع تھے مرتد ہو گئے، اس میں حکمت کیا ہے، ساری سیرت قیامت تک کے لئے امت کے سارے پہلوؤں کو سامنے لائی ہے کہ فلاں بات سے ابھرے گی، فلاں بات سے گرے گی، پہلے یہ سمجھو کہ دین محنت سے چلتا ہے، جب محنت ختم دین ختم، جیسے نلکا اسی وقت تک پانی دیتا ہے جب تک چلایا جائے ورنہ پانی دینا بالکل بند ہو جائے گا، دین کی بنیاد غیب پر ہے، غیب جب تک ہو دین ہے جب غیب میں کمی دین میں کمی، بدر، احد میں ہے کہ بدر میں احکام کو سامنے رکھنے پر چلنے میں کامیابی ملے

گی ، مال ورائے چیزوں پر قدم اٹھانے سے من جانب اللہ خرابیاں قتل و فتنے آئیں گے ایسے ہی بدر میں یہ خیال تھا کہ جب ۳۱۳ جیت گئے تو آج بارہ ہزار کیسے نہ جیتیں گے؟ پہلی ٹکر میں شکست ہوگئی حضور ﷺ کے پاس صرف بارہ تھے ، آواز لگوائی اے انصار ، اتنی گھبراہٹ تھی کہ انسان کے بجائے جانور بدحواس تھے ، گھوڑے موڑنے پر نہ مڑے تو انصار اسی وقت گھوڑوں سے کود ے اور سب پلٹ کر حضور ﷺ کے پاس گئے تو اب سو سے اس لشکر کو شکست ہوگئی جو با رہ ہزار کو ہرا چکا ہے وجہ یہ تھی کہ اب صرف حکم پر آئے تھے پہلے اپنی کثرت کی شکل ان کے سامنے تھی ، شکلوں میں ناکام ہو جاؤ گے ، اگر شکلوں کے لحاظ سے قدم اٹھاؤ گے ، اگر احکام سامنے رکھو گے تو بغیر شکلوں کے کامیاب ہو جاؤ گے ، بعد وفات مسلیمہ کے ساتھ ایک لاکھ ، سجاع کے ساتھ کئی ہزار سجاع مسلیمہ کی شادی پر دونوں لشکر مل گئے بعض نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا بعض نے ابوبکرؓ کو زکوٰۃ دینے سے انکار کیا ، انتقال کے وقت حضور ﷺ نے تمام مدنی مسلمانوں کو شام کی طرف چلانا چاہا ، اس میں عمرؓ بھی تھے ، حضور ﷺ کی ناسازی طبیعت کی وجہ سے کسی کا جانے کو دل نہ چاہا ، اسامہؓ کو حضور ﷺ سے محبت ، حضور ﷺ کو اسامہ سے محبت تھی اسی وجہ سے اسامہؓ کا بھی دل نہیں چاہتا ہے ، آپ نے اشارے سے روانہ ہونے کا حکم دیا ان کے آنے پر حضور ﷺ کے دو آنسو نکلے ، ہاتھ سے جانے کا اشارہ کیا ، ہاتھ سے دعا مانگی ، آخر میں طبیعت سنبھالے کی طرف آئی ، سب کو خوشی ہوئی کہ طبیعت درست ہوگئی ، عورتیں اپنے گھروں کو نہانے گئیں ، ابوبکرؓ بیوی سے ملنے گئے صبح کو اسامہؓ نے آ کر جانے کی خوشخبری دی ، آخر میں صرف عائشہؓ تھیں اور حضور کا انتقال ہو گیا ، ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کا سر عائشہؓ کے سینے پر تھا ، سر ایک طرف ڈھلکا ، عائشہؓ سمجھیں حضور ﷺ بوسہ لینا چاہتے ہیں اس وجہ سے انھوں نے اپنا چہرہ بھی قریب کر دیا لیکن حضور ﷺ کے منہ سے ایک قطرہ عائشہ کے گلے پر پڑا جس سے وہ کانپ گئیں اسامہؓ والے لشکری گھوڑوں پر بیٹھ کر ان کا رخ شام کی طرف کر چکے تھے ، انھیں اطلاع ملی ، ابوبکرؓ گھر پہنچے ، آواز سنائی دی لڑکی سے کہا جا کر دیکھو کیا اعلان ہے ، لڑکی نے کہا حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا آخر ابوبکرؓ خلیفہ بنے ، خلیفہ بنتے ہی ابوبکرؓ نے جیش اسامہؓ شام بھیجنا چاہا ان حالات کی ناسازگی کی وجہ سے سب نے جانے کے خلاف کیا لوگوں نے کہا مشورہ کرو ، ابوبکرؓ نے کہا احکام میں مشورہ نہیں یہ حکم اس وقت کا ہے جب حالات درست تھے ، ابوبکرؓ نے کہا ہوسکتا ہے کہ ان وقت رب عالم الغیب نے یہ بات اس حکم میں رکھی ہو کہا ارتداد کا علاج اس جیش کے بھیجنے میں ہو آخر انھوں نے کہا کہ اگر کتے ازواج مطہرات کی لاشوں کو گھسیٹتے پھریں تب بھی میں لشکر کو روانہ کروں گا ، عمرؓ نے آ کر کہا امیر بدل دیں داڑھی پکڑ کر کہا اس امیر کو بدل دوں جسے حضور ﷺ بنا کر گئے ہوں ، عمرؓ نے واپس جا کر کہا لشکر والوں سے کہا تمہاری ماں مرے ، اس لشکر کے جانے کے بعد ابوبکرؓ

نے ایک سو پچاس بالغ مردوں کو باہر لے جانا چاہا ابوبکرؓ نے فرمایا" اینقص الدین وانا حی "عمرؓ سے کہا کہ "اجبار فی الجاھلیة وخوار فی الاسلام" جیش اسامہؓ کا راستہ بدلتے رہنا، ہر نماز کے بعد ابوبکرؓ کا حملہ کرنا، تین رات تک مدینہ میں کوئی بالغ نہ تھا، اس پر اللہ کی نصرت آئی، ایک ماہ میں سارے عرب پلٹ گئے، عمرؓ نے اپنے زمانے میں امت کو ڈھایا نہیں چلایا ہے، حضور ﷺ نے امت تیار کی، ابوبکرؓ نے نبی کی غیر موجودگی میں امت کو محنت کے میدان میں ڈالا، عمرؓ نے ملک و مال کے نقشوں میں ان اعمال کو پکڑے رکھا جو فقر میں تھے کہ یہ اعمال نبوی قیمتی ہیں، چیزیں شکلیں نہیں، اب ہماری اور تمام انسانوں کی کامیابی صرف اس میں ہے کہ اعمال درست ہو جائیں ، اور ان اعمال کے لئے مسجد بنائی گئی، آج مسجد بازاری ملازمین قدرت الٰہی سے بعدر رکھنے والے ملک و مال پر یقین رکھنے والوں کی بیٹھک بن گئی ہے، مسجد تو اس لئے ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے ہیں، سب ان سے چھوٹے ہیں صرف اسی بڑے سے ہوتا ہے کسی چھوٹے کی شرکت کے بغیر اور ان سے کامیابی حضور ﷺ والے طریقے سے ملتی ہے، حضور ﷺ والا طریقہ اعمال کا ہے جن سے ہی کامیابی ملتی ہے ان اشکال و چیزوں سے کامیابی نہیں ملتی ہے قدرت سے کامیابی ان اعمال پر ملتی ہے اشکال میں دونوں پہلو ہیں، درست و مطلوب پہلو صرف عارضی۔ ملے گا اگر ملے گا دوسرا پہلو ناکامی والا دائمی ہے، خارجہ کامیابی صرف اعمال ہیں چیزیں نہیں، اب اس آواز کے بعد اس مسجد میں آ کر اعمال خمسہ کے ذریعہ ایمان کو مضبوط کرتا ہے، بازار میں جو کچھ آنکھ نے دیکھا اس کے خلاف کا مسجد میں سنے گا، اگر مسجد کا پہلو اتنا ہی بھاری ہو جائے جتنا آج بازار کا پہلو غالب ہے تو ایمان ملے گا علم الٰہی حاصل کرو، دھیان خدا والا لو، تواضع و مساوات، خدمت خلق کی مشق کرو۔ اعمال مسجد سے حالات ٹھیک ہوں گے، بازاری محنت سے صرف نقشے بنیں گے لیکن حالات درست صرف ان اعمال مسجد سے ہی ملیں گے۔

جب تک کمائی کا دین زندہ نہ ہوگا اس وقت تک دیندار بننے کی مثال ایسی ہے جیسے سونے کی رکابی میں پاخانہ

عمومی بیان

بعد نماز فجر ۶ رمئی ۱۹۶۲ء مطابق ۳۰ رذیقعدہ ۱۳۸۲ھ

بعد خطبہ ارشاد فرمایا کہ:

میرے بھائیو اور دوستو!

مال پر محنت کرنے سے گھٹیا قسم کی وعارضی زندگی کی ترتیب قائم ہوتی ہے اور عمل پر محنت کرنے سے دوامی استقلال اعلیٰ قسم کی زندگی کی کامیابی ملتی ہے اب انسان جتنی محنت مال لینے پر کرے گا تو اس کی بقدر مال مل جائے گا اس کو زائد وقت ۲۴ گھنٹے میں سے نہ ملے گا مثلاً ملازم کو روزانہ ۶ گھنٹے کے پیسے ملیں گے بقیہ ۱۸ گھنٹے کے اعمال کا کچھ نہ ملے گا زارع کو صرف اتنے وقت کی کھیتی مل جائے گی جو وقت اس نے خاص کھیتی کرنے میں لگایا اور تاجر کو صرف صبح سے شام تک کی محنت کا ملے گا بقیہ اوقات کا اسے کچھ نہ دیا جائے گا اب خرچہ کو ۲۴ گھنٹے ہیں اور آمد صرف چند گھنٹے کی، اب مال جتنا آئے گا حاجتیں بڑھ جائیں گی، پانچ سو آمد اور خرچ ڈیڑھ ہزار ہوگا تو پھر کنگال، وقتاً فوقتاً مصائب آئیں گے، گھر میں کاروبار میں آفت و مصیبت ملے گی ضروریات پوری نہ ہوں گی اب موت سے مرتے ہی عذاب شروع ہو جائے گا اگر اس کی آنکھ نہ کھلی، دوزخ کی طرف کھڑکی، دوزخ کا بستر ا، سانپ بچھو، حشر میں جب نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں ملے گا تو اس ہاتھ کو کہنی تک چبا جائے گا اس کے آنسو اتنے نکلیں گے کہ اس میں کشتیاں چل جائیں ایسے ہی پھر خون، پھر پیپ اسی کیفیت سے نکلیں گے اور پھر جہنم کی آگ ہوگی اس ساری مصیبت کے بعد جہنم کی آگ ستر مرتبہ سمندر میں ڈال کر ٹھنڈی کر کے اس دنیا میں لائی گئی، ایک ایسا زہریلا سانپ کہ زمین پر سانس لے تو کبھی سبزی نہ اگے گی، دنیا کا مال سانپ بنا دیا جائے گا اور کچھ مال تختیاں بنا کر آگ میں ڈال

کر سرخ کیا جائے گا اور اس سے ماتھے پہلو و پشت پر داغ دیا جائے گا کہ یہی وہ مال ہے جس کو تم نے صحیح طور پر خرچ نہ کیا تختیوں کی اتنی جلن ہوگی کہ رکھتے ہی اندر کا حصہ تو ساری عمر کے تمام جانور اکٹھے کر کے حشر میں لائے جائیں گے اس مالک کو زمین پر لٹایا جائے گا، اور اس کے جانور بہت موٹے عمدہ سینگ، تیز کھر اس کے سر یا پیر کی طرف سے اس کے اوپر سے گزریں گے اور پچاس ہزار سال تک اس کے سر سے دائرہ بنا کر گذرتے رہیں گے جیسے کولہو کا بیل، یا گاڑی کی طرح سیدھے چلتے رہیں گے، سینگوں سے ماریں گے دبائی ہوئی زمین طوق بنا کر گلے میں ڈال دی جائے گی کاٹنے والے سانپ لمبے، گنجا سانپ بہت زہریلا ہوگا، کھانے پینے کو کچھ نہیں، بہت رونے پر ایسا گرم پانی ملے گا کہ اوپر کا ہونٹ سر تک، نیچے کا ہونٹ ناف تک انتڑیاں کٹ کر باہر، کھانے کو کانٹے، اس کا جسم لمبا کر دیا جائے گا مونڈھے سے کان تک پانچ سو سال میں طے ہو جائے، داڑھ احد کی طرح زبان جب باہر نکالے گا تو ایک میل لمبی اس پر بچھو ایسے لمبے چل رہے ہوں گے جیسے گدھے، جسم اس وجہ سے بڑا کیا جائے گا چھوٹے جسم پر صرف ایک سانپ آئے گا یعنی زیادتی عذاب کے لئے، سب کچھ اس وجہ سے ہوا کہ مال پر یقین کر لیا اور تمام ایمانیات ختم، تقدیر پر یقین ختم کہ مقدر کو نہ مانا، اپنی محنت کو مانا قرآن و رسول کا یقین ختم، ایمان بالرسول یہ ہے کہ حضورؐ کے اتباع میں کامیابی ورنہ ناکامی، اللہ پر ایمان یہ ہے کہ ان کے دینے سے مل رہا ہے یہ دونوں یقین نہیں ہے اعمال سے زندگی بنتی ہے عمل کا یقین ختم، یوم آخر کا بھی یقین نہیں ہے اب مال نے ایمان کو ختم کر دیا تو مرتے ہی عذاب شروع، زندگی میں چین نہیں، مال بہت کم ملا اور جو آج ملتا ہے اس میں بھی روپئے میں چودہ آنے حکومت لے لیتی ہے اور صرف دو آنے ملتا ہے اعمال خمسہ کو زیادتی مال کی محنت سے چھوڑا اور مال بھی سارا نہ ملا، مال پر محنت کرنے سے مال ہی جاتا رہا، حضورؐ نے مال کی محنت سے ہٹایا تھا اور اعمال والی محنت پر لگایا، جس سے مال خوب ہوا، صحابہؓ کہتے ہیں کہ مٹی اٹھا کر بیچیں تو سونے کی طرح نفع ملے، اس زمانے میں جتنا کمایا اپنی جیب میں ٹیکس وغیرہ کچھ نہ تھا خرچ خوب ہو رہا ہے آج کل آمد لاکھوں میں سے بیس ہزار، گدھے ہیں، زیادہ مال والوں سے جب چلنے کو کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ مت کہو، دیوالیہ نکلنے کو ہے مرنے تک عزت سے رہ جائیں ارے بھی تو روپئے میں چودہ آنے نہ رہے کہیں بقیہ دو آنے بھی نہ ملیں، فوجیوں کی طرح صرف کھانے پینے کو ہی ملے، مال پر محنت کرنے سے مال بھی پورا نہیں مل رہا ہے حضورؐ ہم پر شفیق بن کر آئے ہیں عاشق معشوق پر اتنی شفقت نہیں کرتا جتنی حضورؐ نے ہم پر اور اوروں پر فرمائی ہے حضورؐ نے بتایا کہ مال فانی و ہاتھ کا میل کچیل ہے، عمل پر محنت کر کے زندگی بناؤ، اس سے بہت عمدہ زندگی ملے گی، مال

پر محنت کرنے سے خوب دوں گا دنیا و آخرت میں روپے پر روپیہ ہی ملے گا اور اسے ہر عمل پر ملے گا تو ۲۴ گھنٹے کے ہر عمل پر ملے گا، روٹی کھانے، علاج، سونا، پیشاب، پاخانہ کرنا میں آمد ہی ہو گی اور خرچ نہ ہو گا، مہمان ہیں تو ہزاروں کا ملے گا حکومت وعوام کی شرارتوں سے بچ جاؤ گے اب آج ہم یہ سمجھتے ہیں کہ محنت سے مال ملتا ہے مال سے چیزیں ،اعمال توڑ کر مال کی شکلیں بڑھ رہی ہیں مال آنے پر بھی اعمال توڑیں گے۔

کمانے میں اعمال کو سامنے نہ رکھا، مال خرچ کرنے میں بھی اعمال کو توڑ دیا جائیداد، گاڑی موٹر، گائے بیل بھینس سامان مکان خرید لیا، ۲۴ گھنٹے کی زندگی مصیبتوں کا سبب ہے اور ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ کمائی کو بڑھا کر ہم اس مصیبت مین سے نکل جائیں گے ارے مال پر محنت بڑھانے سے روپیہ میں سے چودہ آنے گئے اب اور بڑھانے سے دو آنے اور نہ چلے جائیں، ارے ہم سمجھ دار شہری، تاجر، اب محنت سے بھی کم ملتا ہے، (کتنے ہی) صحابہ کرام کو تو نمک و کافور میں فرق معلوم نہ تھا، سالن میں کافور ہی ڈال دیا سالن کڑوہ ہو گیا، صحابہ کے زمانے میں گندم نہ تھی، کھجور، زیادہ سے زیادہ جو کی روٹی ہاشم حضورؐ کے پڑدادا خوب کھلاتے تھے ایک شاعر نے طعن سے کہا ارے کھجور و جو ہی کھلایا، گندم تو نہ کھلائی، اس پر سو اونٹ شام بھیج کر گندم گھی منگوایا کھلایا لوگوں نے تعریف کی، صحابہ کرام نے ایک مرتبہ پتلی چپاتی دیکھی سفید، صحابہ کرامؓ اسے رومال سمجھ کر ہاتھ پونچنے لگے، پھر بتایا گیا تو تعجب کرنے لگے سنا تھا کہ گندم و گھی کھانے سے آدمی بہت موٹا ہو جاتا ہے صحابہ کرامؓ نے لقمہ منہ میں رکھتے ہی اپنے مونڈھوں کو دیکھنا شروع کر دیا ابو ہریرہ بھی ان لقمہ والوں میں تھے اور ہم تو ہر وقت گندم کھاتے ہیں اور چیزیں ہاتھ سے جا رہی ہیں، صحابہ کرام گنتی بھی نہ جانتے تھے، حضورؐ نے پیشن گوئی کے طور پر فرمایا بجیرہ فتح ہو رہا ہے خالدؓ ادھر سے جا رہے ہیں ادھر شہزادی شکار میں گئی ہوئی ہے ایک صحابی نے کہا حضورؐ مجھے یہ دے دیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دے دی، چنانچہ اس علاقے میں مسلمان خالدؓ کے ساتھ گئے، فتح ہوئی اور شہزادی شکار سے واپس آئی تو یہ صحابی اس کے اونٹ کی گردن میں لٹک گئے کہ یہ عورت حضورؐ مجھے دے گئے ہیں، خالدؓ نے گواہ کی وجہ سے وہ عورت انہیں دیدی، اس عورت کے تعلق والوں نے کہا ہم لاکھوں دے کر تمہیں اس سے چھڑوا لیتے ہیں اس نے کہا نہیں پہلے میں بات کرلوں، اس صحابی سے کہا میں بوڑھی ہوگئی تم مجھ سے پیسے لے لو، مجھے چھوڑ دو، صحابیؓ نے کہا میں دس سو سے کم ہرگز نہ لوں گا اس نے کہا یہ زیادہ ہے نہیں اس سے کم نہ لوں گا، اس نے لاکھوں کے بجائے ایک ہزار دے کر جان چھڑا لی، بعد میں کسی نے کہا بہت سستے چھوڑ دیا کہنے لگے مجھے اس سے زیادہ ہندسہ آتا ہی نہیں، یعنی ہزار آخری عدد تھا جیسے

ہمارے لئے یدم کا درجہ ہے ایک مرتبہ ایک صحابی کو اخروٹ ملا جو نہاوند کے علاقہ کی تمام مسلم فوجوں کے جرنیل تھے نعمان بن مقرنؓ نے کہا، اللہ نے کیا عمدہ پتھر تیار کیا گول گول، توڑنے پر کہا کہ سبحان اللہ پتھر میں کھانے کی چیز رکھی اور جب لڑائی شروع کرنا ہو تو مغیرہؓ آ کر کہتے کہ حملہ شروع کروا دو، دو تین مرتبہ کے بعد کہا کہ میں اس وقت کو جانتا ہوں جب آسمان سے نصرت نازل ہوتی ہے، دنیا کی چیزیں نہیں جانتے ہیں لیکن حالات عالم کب بدلتے ہیں تمام باطل کیسے ختم ہو؟ کسریٰ وقیصر جیسے عظیم ملک کیسے فتح ہوں اس کے راستے جانتے ہیں ہمارا علم ان کے سامنے کتے کے علم کی حیثیت نہیں رکھتا ہے جو جانتے تھے اس سے ملک مال، حاکمیت عزت خوب لی اور ہمارا علم ان میں سے ہمیں کچھ دیتا حضورؐ نہیں دنیا کی چیزیں نہیں سکھا کر گئے تھے بلکہ اعمال دے کر گئے تھے یہ تو ہے مال کا راستہ، دوسرا ہے انبیاء کا راستہ اعمال کے ذریعہ لینا اس سے دنیا وآخرت میں ملے گا سال بھر کی کمائی سے جتنا ملتا ہے تو اعمال درست کر لینے سے ایک ہفتہ میں اس سے زیادہ ملے گا سال بھر کی کمائی کی شکل اس سے کم ملنے کی ہو، ہمارے دل ودماغ سے مال سے ملنا ختم ہو جائے، اعمال سے ملنا سما جائے، کھیتی سے نہیں ملتا کھیتی میں حضورؐ کے طریقہ پر استعمال ہوں پیشاب پاخانہ پر ملے گا اب عمل کے ذریعہ لینے کے لئے سب سے پہلے یقین بدلنا پڑے گا آج ہم سمجھتے ہیں ہماری محنت سے مال، مال سے تبلیغ وحضورؐ والے اعمال، جب سود وغیرہ کی حرمت بتائی جائے تو جواب میں کہہ دیا جاتا ہے کہ تم کمانا کیا جانو؟ کمانا ہم جانتے ہیں ارے یہ عالم مسئلہ اپنے گھر سے تو بتا نہیں رہا ہے خدا اور رسولؐ بتا رہے ہیں بات ان تک پہنچ گئی ارے خدا، رسولؐ، عمر، عبدالرحمٰن، عثمان وتجار صحابہؓ تجارت نہ جانتے تھے، بس اس سے یقین موڑیں کہ کمائی سے مال نہیں ملتا ہے خدا کے اعمال سے ملتا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ پہلے کمانے دو، گندم کاٹ لینے دو، پھر تبلیغ میں جائیں گے، یعنی پہلے مال لینے کا کام کرنا ہے اب فرصت میں جائیں گے اس سے ایمان کامل نہ ملے گا بس یہی سمجھنا ہے کہ ہماری محنت سے نہیں ملتا ہے اعمال صالحہ سے ملتا ہے سب حرام سے نماز، حج واعمال قبول نہیں ہوتے کسب حرام کے بعد نماز میں خشوع کیسے مل سکتا ہے، جب تک کمائی کا دین زندہ نہ ہوگا، اس وقت تک دیندار بننے کی مثال ایسی ہے جیسے سونے کی رکابی میں پاخانہ ادھر سے شکر، اوپر سے تمام دنیا بھر کے میوے دور سے اچھے لگیں گے اندر سے پاخانہ بھرا ہوا ہے جڑ سے اٹھاؤ پھر طریقے زندگی کے بدلیں گے کمائی سے مال نہیں ہے مال وچیزیں وپرورش صرف اعمال سے ہوگی سب سے پہلا عمل یقین بدلنے کی محنت کرو، اللہ خود دیں گے، تمام مسائل حل کریں گے حضورؐ والے طریقہ پر چلنے سے ہماری زندگی ایمان پر اٹھے گی، اس کی شاخ کمانا ہوگا آج ہم کمائی کو اصل سمجھتے ہیں

نماز، تعلیم، دعوت، گشت تبلیغ سب شاخ ہیں کمانے سے دین چلے گا ارے نہیں ایمان اصل ہے کمانا اس کی شاخ ہے ،دعوت تعلیم ذکر عبادت وخرچ ونفر پر اللہ خوب دیں گے ہر چیز و ہر تقاضے کو پورا کریں گے مسجد ان اعمال کے لئے ہے جن کی وجہ سے نوحؑ سے عیسیٰؑ تک خدا نے حالات عالم بدلے ہیں جتنا محنت کا میدان بن جائے گا ان اعمال کا، اتنا ہی نظام بدل جائے گا، نوح کے زمانے میں اکثریت اقلیت کو مارتی تھی، خدا نے اکثریت کو ڈبو یا اقلیت کو چمکا دیا نوح دعوت لے کر کھڑے ہوئے جتنے احکام آئے اسے امت کو سکھاتے رہے، ذکر وعبادت اس کے ساتھ تھا آخر میں دعا کروا کر اقلیت کو خدا سے چمکا دیا، صالح کے زمانے میں سرمایہ دار مزدوروں کو لوٹ رہے تھے مزدور انہیں چار اعمال کی وجہ سے غالب ہوئے حکومت فرعونیہ کا زوال، حکومت نمرودیہ کا فیل ہونا، قارون کا دھنسنا، آسمان سے کھانا اترنا، پتھر سے اونٹنی کا نکلنا، دعوت اخلاق، عبادات، ذکر و تعلیم ہے ان اعمال کے وجود میں آنے سے خدا نظام عالم بدل دیں گے تمہیں کچھ نظر نہ آئے گا لیکن وہ بدل دیں گے یہ اعمال اربعہ خوب عام ہو جائیں تو نظام عالم تعمیر کی طرف آ جائے گا ورنہ تخریب کی طرف، ان اعمال کے زندہ ہو جانے وجز بن جانے اور کمائی کے ان سے نہ روکنے پر نظام عالم بدلے ہیں کمائی نہ کریں تو ان اعمال پر بھی خدا دیتے ہیں مکان زمین عزت، حفاظت، ہی اعمال کی وجہ سے دنیا وآخرت کی مصیبتوں کا خاتمہ ہوگا، اول یقین ان اعمال پر ہو، جیسے نماز میں اول قیام ہے ایسے ہی ان اعمال سے امت کا قیام ووجود وحیثیت ہے، قیام ہو پھر رکوع ہے ایسے ہی پہلے یہ ایمان ہے کمانا دوسرے درجہ میں ہے کمانا بھی اس یقین سے ہو کہ اس سے نہیں خدا کے دینے سے ملے گا مسجد کے احکام کا پورا کرنا، ذکر، رضائے الٰہی لے کر جاؤ یہ کمائی رکوع ہے معاشرتی جگہوں پر مال جان لگانا سجدہ ہے گھر پر لگانا قعدہ کی طرح ہے ان اعمال اربعہ سے امت کا قیام ہوگا پھر رکوع ہے کمائی سے ایمان، طاعت، دھیان رضائے الٰہی کے ساتھ اللہ نے جہاں جہاں مال جان خلق خدا کی زندگی بنانے کے لئے لگانا بتایا ہے یہ سجدہ ہے اور یہ اعمال خلافت والے ہیں ”ھو اقرب ما یکون فی السجدہ“ سے خاص جوڑ ہو گیا خدا دیتے ہیں دوسرں سے لیتے نہیں تو بھی دے اور مت لے خلیفہ بن جائے گا، گھر پر لگانا قعدہ کی طرح ہے ان اعمال اربعہ سے امت کا قیام، پھر کمانے میں اعمال کا لحاظ، رکوع، پھر دوسروں پر لگانا سجدہ، خود پر لگانا قعدہ اعمال اربعہ پر تین دورازے کھلیں گے بغیر محنت مال، بغیر مال چیزیں بغیر حالات کا درست ہونا اسی طرح کمائی اگر یقین طریقہ نبویؐ وذکر واخلاق کے ساتھ ہو تو تینوں دروازے کھلیں گے، بغیر محنت مال، بغیر مال چیزیں بغیر چیزیں حالات کا درست ہونا اسی طرح کمائی اگر یقین طریقہ نبویؐ وذکر اخلاق کے ساتھ ہو تو تینوں

دروازے کھلیں گے، دکان پر اس طرح کمایا لوگ پھل وکھانا وپیسہ دے گئے لوگ جھک کر سلام کرتے ہیں اور پیٹھ پیچھے تعریف کرے گا تیسرے نمبر سجدہ کے کیا کہنے گھر والی کو لے گئے اندر بھیجا تو معلوم ہوا کہ مال بہت پتلا ہے تو پیسے دیدیئے، خدمت والے اخلاق سے تم خدا رسولؐ وعوام کے معشوق بنو گے جب کہ تمام ملک ومال والے ان سے چوس رہے ہیں، خدا تمہارے ذریعہ ان کو روزی دیں گے لہٰذا تمہیں خوب دیں گے اگر اس ترتیب سے زندگی گزاری تو اس وقت مال نہ رہے گا جسے فضول گھر پر لگاؤ گے نہ لمبے چوڑے مکان، نہ عمدہ عمدہ کپڑے نہ کاریں، نہ سامان ،دین پھیلادو، خدا ان کے مکان ہمیں دے گا اب سلام پھیر کر خدا سے مانگو دعا، قیام، رکوع، سجدہ وقعدہ والے اعمال زندہ کردو تو تم پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے گا کہ فلاں عمل میں کمی ہے کسی آیت وحدیث کی وعید نہ آئے گی۔ اوامر ونواہی وجہاد کے ترک کی وعید سے نکل گئے تعلیم پر محنت سے تعلیم چھوڑنے کی وعیدوں سے نکل گئے، صرف مدارس سے یہ وعید ختم نہیں ہوتی اس وجہ سے مدینہ میں سب سے زیادہ ذکر اشغال وتعلیم وتعلم میں اشعری قبیلہ تھا ایک شخص نے حضورؐ سے آکر کہا تعجب کی بات سنی کیا؟ ابوموسیٰ اشعریؓ کچھ آدمیوں کو لے کر ایک مکان میں بیٹھ کر انھیں قرآن سناتے ہیں ان سے سنتے بھی ہوں گے حضورؐ نے فرمایا جب یہ حلقہ جمے تو مجھے لے جانا چنانچہ وہ صحابی حضورؐ کو لے کر گئے، حضورؐ خوش ہوئے " اوتیت مزمارمن مزامیر آل داؤد " شہر کے ایک محلّہ کی پبلک کی تعلیم کا انتظام کر رہے ہیں ان کے محلّہ کے عوام کو سکھاتے ہیں قریب کے گاؤں والوں کو نہیں سکھاتے، باز آجائیں ورنہ میں گھروں کو آگ لگادوں گا ایسے ہی نہ جاننے والے سیکھیں ورنہ ان کے گھروں کو آگ لگادوں گا حالانکہ محلّہ کی مسجد میں بچوں کو نہیں بڑوں کو تعلیم دے رہے ہیں آج علماء عوام پر مصیبت انہی وعیدوں کی وجہ سے آرہی ہے اگر یہ ظاہری تکلیف پہنچانے والے غیر مسلم نہ ہوتے حضورؐ بھی ہوتے تو وہ آج تمام دیہات میں آگ لگادیتے اور ایسے ہی مدارس والے حضورؐ کی اس وعید سے نہ بچ سکتے، ایسے ہی ترک جماعت پر بھی مصیبت آرہی ہے اس ترتیب کے بعد دعا مانگو ضرور قبول ہوگی اہل دعا میں سے ہوجاؤ گے دعا عمل کا انعام ہے ہر مسئلہ کا حل دعا سے ہوجائے گا نماز میں بھی آخر میں دعا ہے سلام کے بعد، نماز ہماری زندگی کا فروغ ہے، قیام امت مسجد والے اعمال میں ہے کمائی صحیح طریقہ والی آجائے، اخلاق خداوندیہ آجائیں، قعدہ کی طرح گھریلو زندگی پر صحیح طور پر خرچ کرو گے اب دعا ہے سلام کے بعد تو تم دل کے غنی بن جاؤ گے، دل کی بے صبری فقر ہے چاہے ہزاروں روپئے ومکانات ہوں، دل کا صبر واطمینان غنی ہے کہ اللہ میرے ہیں لہٰذا ان کے غیر محدود خزانے میرے ہیں اس کے بعد تمہیں عمل پر خوب ملے گا اور ہر عمل پر ملے گا، سارا سال دعوت

میں لگ گیا اور تعلیم وذکر میں بھی خوب ملے گا ہر عمل پر خدا دیں گے اب یہ ملنا ہزار من ہے تو صرف کمائی کے ذریعہ لینا چھٹانک ہے، ان اعمال اربعہ سے انبیاء والے انعامات بڑے بڑے ملیں گے قومیں پلٹ دیں گے آج کے دشمن وجان لینے والے کل کو دوست وجان دینے والے بن جائیں گے تبلیغ میں دو وجہ سے جارہے ہوں، اول یہ کہ ہمارا یقین کمائی سے ملنے کا ختم ہو، ان اعمال سے ملنے کا ہو کہ ان اعمال پر خدا ہمیں پالیں گے یہ اعمال ہی کمائی کی سب سے بڑی شکل ہیں نفس کمانا چھوٹی شکل ہے ہر جگہ خصوصی وعمومی ودکانوں ومکانوں وکھیتوں پر جاکر ایمان کی بات کہو کہ اللہ ہمیں یہ دیدے انہیں بھی دیدے کمائی صرف تجارت، زراعت وملازمت میں مشغول ہونا نہیں ہے بلکہ یہ اعمال کمائی کی بڑی شکل ہے (ومن یکسب خطیئة) قرآن نے اعمال کو کسب کہا ہے اب ۲۴ گھنٹے اللہ کے راستے میں جاکر صرف مسجد میں گزرے یا مسجد کے حساب میں، سفر میں بھی مسجد والے اعمال اختیار کرو، خدمت ایمان وتعلیم، ذکر وعبادت کی باتیں ہوں، یہی اعمال مسجد میں ہوں اور یہی اسفار میں ہوں اب ضروریات انسانیہ کے لئے بقدر ضرورت وقت لگانا ہے جیسے مسجد والا معتکف لگاتا ہے قریب کے پاخانہ کو چھوڑ کر دور گیا، پاخانہ کو قریب کے راستے سے نہ گذرا بلکہ لمبے راستے سے گیا، راستہ میں رک کر کسی کی مزاج پرسی کرنے لگ گیا تو اعتکاف ٹوٹ گیا، مسجد میں اعتکاف سے داخل ہو کہ مقصود اصل اعمال اربعہ ہیں ان کے علاوہ حوائج بشریہ طعام، منام کو مسجد کے ماحول و اردگرد میں کرلو، اگر اردگرد نہ ہو کوئی چیز تو مسجد میں ان حوائج کو کرو، اب ہر جگہ اعتکاف والے اصول ہوں بس بھی حکماً مسجد ہے، ان اعمال اربعہ کی عادت ڈالنی ہے، عادت تھوڑا کرنے سے نہیں پڑتی ہے جیسے پان یا حقہ کی ایک مرتبہ کرنے سے عادت نہ پڑے گی، بلکہ چکر آئیں گیا ایسے ہی ان اعمال اربعہ میں شروع میں دل گھبرائے گا لیکن صبر کرکے خوب کرو کہ اس میں اصلاح نفس ہے پھر دعا کرو خوب خدا سے کہ ان اعمال کی حقیقت دیدے۔

مصائب کی وجہ دین پر نہ چلنا اور خواہشات کو سامنے رکھنا ہے

عمومی بیان

منگل بعد نماز فجر ۹رمئی ۱۹۶۲ء مطابق ۳رذی الحجہ ۱۳۸۲ھ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم:

میرے بھائیو اور دوستو!

انسان کو محنت کے لئے خدا نے بھیجا ہے، انسان محنت ضرور کرتا ہے اس کے ذہن میں بھی ہے کہ جب تک محنت نہ ہو مسائل حل نہ ہوں گے مصائب کا خاتمہ نہ ہوگا، محنت کے دو راستے ہیں، ایک نادان انسانوں کا راستہ ہے، لیکن نتیجہ میں وہ خون کے آنسو روتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اپنی خواہشات پر محنت کی جائے کمانے، نام ونمود، کھانے پینے، بیوی بچوں کی خواہشات کو پورا کیا جائے جس سے یہ بات حاصل ہو اس میں لگ جاؤ، عورت کی خواہش ہوئی، عورت دکھائی دی تو اس کے حصول میں لگ گئے اس سے انسان قیمتی نہیں بنتا، یہ مشاہدہ کے چکر میں پڑا رہتا ہے خواہشات کا دیوانہ بنا رہتا ہے، اللہ کبھی مصائب لے آتے ہیں اور موت سے عذاب شروع ہوتا ہے، صرف چالیس پچاس سال مزہ لیا لیکن ہزاروں سال برزخ، پچاس ہزار سال قیامت کو اور ہزاروں سال دوزخ میں عذاب کا سامنا ہوگا کفر نہ کیا ہو تو آخر کار آخری درجہ والی جنت مل جائے گی، دوسری محنت یہ ہے کہ جس خدا نے آسمان وزمین کو بنایا، انسان اور اس کی خواہشات کو بنایا، اس خدا کے قوانین کامیابی وناکامی کے معلوم کریں کسی طرح سے خدا عزت، دولت نوکر چاکر، حفاظت، حسین عوتیں دیں گے اس طریقے پر یقین جمایا جائے اور اس پر عمل بھی ہو، اس کا نام مجاہدہ ہے اس میں خواہشات کا توڑ ہے، خواہشات پر چلنے میں دو معین ہیں اندگی خواہش اور مشاہدہ، اس میں کوئی کمال نہیں ہے، عورتوں کو دیکھ رہا ہے کہ لوگ انہیں بغلوں میں لئے پھر رہے ہیں لیکن ان عورتوں کی وجہ رقابتیں، راتوں کو اس عورت پر روتا ہے اس کی عورت کا اغواء، عورت کن کے پاس جاتی ہے ان باتوں کا علم نہیں ہے بظاہر دکاندار مزے میں معلوم ہوتے ہیں لیکن اندر میں رات کو انکم ٹیکس کی وجہ سے نیند نہیں آتی ہے، یہی حال وزیروں کا ہے مشاہدہ میں

عیش مشاہدہ ہے لیکن اندرونی حالت اضطراب کسی پر منکشف نہیں ہوتی، حضورؐ کے طریقے میں مفاد عورتوں کے بارے میں چھپے ہوئے ہیں اس میں بظاہر مزہ نہیں دکھائی دیتا، لیکن ہم رقابتوں سے بچیں گے، عورت کسی کی طرف مائل نہ ہوگی، جب دیکھے گی ہی نہیں دوسروں کو، اس وجہ سے خواہشات والا راستہ اپنے اندر ہزار ہا مصائب لئے ہوئے ہے صرف ظاہری عیش ان کا دیکھ کران کی نقل کو دل چاہتا ہے، حضورﷺ کے تمام طریقے کا حاصل کامیابی ہے لیکن ان کا ظاہر مجاہدہ وخواہش کا توڑ، وظیفوں کے بعد ایک شخص کو حضرت خضرؑ ملے اس نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ سے کامیاب کرادیں، خضرؑ نے کہا ؟ تم کوئی شخص دکھادو اس جیسا بنائے جاؤ گے، اس نے ایک سال کی مہلت مانگی، ساری دنیا کا چکر لگایا اور ہر شخص کے ظاہری وباطنی حالات معلوم کئے آخر میں کوئی نہ کوئی بات نکل آتی، آخر کار ایک شخص نظر میں بچ گیا، خوب موٹا تازہ، خوبصورت بیوی، عمدہ سے بچے، محلات، دکاندار، غلام، ذہن نے کہا اس مرد سے بھی ذرا حالات معلوم کرلیں اس آدمی کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ مجھے خضر ملے ہیں وہ مجھے اس آدمی جیسا بنادیں گے جس کا نام میں دوں گا، میں تمہارا نام لینا چاہتا ہوں اس نے کہا نہیں ہرگز نہیں مجھ جیسا مت ہونا اور یہ کہانی سنائی کہ میں بہت مالدار تھا، خوبصوت بیوی تھی، ہم دونوں میں خوب محبت تھی اور بے مثل تھی اتنے میں وہ سخت بیمار ہوگئی، نبضیں چھوٹنے والی ہوگئیں، اس نے مجھ سے روکر کہا کہ تم میرے بعد اور بیوی کرلوگے میں نے کہا نہیں میں نہ کروں گا اور زیادتی تاکید کے لئے شرمگاہ کو جڑ سے کاٹ دیا، اب اس کے بعد خدا کے کرنے سے وہ تندرست ہوگئی ہے اب صحبت کے تقاضے پر وہ مجھے کہتی ہے اور میں نوکروں کو بلاکر اپنے سامنے صحبت کرواتا ہوں سب بچے ان نوکروں کے ہیں، خدا کی قسم عیش والوں کی زندگی تکلیف میں ہے لیکن تکلیف چھپی ہوئی ہے اب یہ راستہ انتہائی ناکامی کا ہے دنیا وآخرت میں، دنیا کی ناکامی صرف اس کے سامنے ہے واقعی چھپا ہوا خلاف واقعی مشاہدہ اس راستہ پر چلنے والے مصائب وبلایا کا شکار ہوں گے۔ ہر ملک میں حکومت عوام کے ساتھ کیا کررہی ہے باہر جاکر سب اپنی حکومت کی تعریف کرتے ہیں سب اپنی حکومت کا ڈھونگ رچا رہے ہیں، ہر ملک کے کریدنے سے اس کے مصائب کا علم ہوتا ہے، مصائب کی وجہ دین پر نہ چلنا اور خواہشات کو سامنے رکھنا ہے دوسرا راستہ علم کا ہے کہ اللہ کے ضوابط وقواعد معلوم کئے جائیں پھر محنت کرکے اس پر یقین ہو اور عمل ہو، جس کے بعد کامیابی کی حقیقت دیں گے، صورتیں اگرچہ کامیاب نہ ہوں گی لیکن اندر سے دیکھنے کے بعد تمہاری زندگی کامیاب ہوگی، جب تمہارے اندرونی حالات کا علم ہوگا تو وزراء وزارت کو چھوڑ کر صدر صدارت کو چھوڑ کر سرمایہ دار سرمایہ داری کو چھوڑ کر تمہارے شاگرد بنیں گے کہ نہ انکم ٹیکس کا چکر نہ مصیبتوں کا چکر، بیوی مطیع، بچے فرماں بردار علم صرف وہ ہے جو خدا و حضورؐ سے چلا ہے، نحو صرف اس

علم کا نام نہیں ہے تمام علوم آلیہ صرف عجمی ہونے کی وجہ سے آٹھ دس سال لے لیتے ہیں، ورنہ عربی کے لئے صرف ایک سال کافی ہے، اسی طرح ذریعہ ہونے کی وجہ سے یہ علوم بھی علوم کہلاتے ہیں آخر میں قرآن وحدیث سے ایک دور گزر جاتا ہے اسے سوچنے کی فرصت نہیں ملتی ہے اور پھر علماء بھی رواج پر چل کر زندگی گزارتے ہیں، فراغت کے بعد انگریزی، ہندی، جغرافیہ پڑھ کر اسکول میں لگ گئے، یا کسی مسجد کے امام اپنے علم سے چمکے نہیں کہ اس پر یقین نہیں تھا کہ اس سے کامیابی ملے گی، صرف بیٹھ کر کھانے کے عادی ہیں، ایک مکان ہو، مدرسہ ہو، مطبخ ہو، زمانہ تعلیم میں ہی مزاج اس قسم کا بن جاتا ہے، میوات کے تمام مکاتب میں طلبا غلہ مانگنے بھی جاتے ہیں، یعنی بھکاری بننے، مانگنے کی مشق کرتے ہیں دوسرے مدارس میں دس سال رہ کر یہ ذہن میں آ گیا کہ سفراء جا کر مانگ کرلاتے ہیں لہٰذا اب فضائے حاضرہ کے علوم حاصل کرو، کہیں اور جاؤ ورنہ مانگ کر کھانا پڑے گا، قرآن وحدیث کی وجہ سے سلطنتیں جھکتی ہیں، ارے جب انہیں دنیا کی ایک ادنیٰ سی چیز نہیں ملتی ہے جنت جیسی قیمتی شئے کی کیسے امید پر امید لگائے ہوئے ہیں؟ یہ وہی علم ہے جس کی وجہ سے فرشتے اترتے، مردے زندہ ہوتے، سمندر پر گھوڑوں کے ذریعہ گزر گئے، کسریٰ وقیصر زیر ہوئے بد اخلاق والے بن گئے، عام امتی نے تین محنتیں چھوڑ دیں نہ علم حاصل کیا نہ یقین نہ عمل کی محنت میں لگے، علماء کے مختصر سے طبقے نے صرف علم حاصل کیا یقین وعمل پر محنت نہیں کی، صرف قرآن وحدیث کو پڑھ لیا، اللہ کی بات سنانے میں اقتدار دنیا نمود و مال واشراف آ گیا یہاں تک کہ یہ علم والے دوسرے جہالت والوں کے آگے ہاتھ پھیلا کر زندگی گزارتے ہیں اس کی جوتی کی خاک بنتے ہیں جوان کی خاک بننے کے لئے تھا، صرف اس وجہ سے کہ یقین وعمل نہیں رہا، مشاہدات پر سے یقین ہٹاؤ صرف قرآن وحدیث پر لاؤ، تقویٰ پر اس طرح ملتا ہے بغیر کمائے چیزوں سے کچھ نہیں ہوتا ہے تمام چیزوں والے مصیبت میں ہیں، پیروں کے آگے اپنے تمام حالات کھول دیتے ہیں کہ پیروان سے لیتے نہیں، سفراء کے سامنے نہیں کھولتے کہ وہ ان سے فائدہ مال لینا چاہتے ہیں، علم سے ابوبکرؓ وعمرؓ کی طرح چمک سکتے ہیں ایک دفعہ عمرؓ نے سارے مدینہ کو جمع کیا، کسریٰ وقیصر کے نقشے ان کے ہاتھ میں تھے ساری دنیا پر ان کی دھاک، تمام مدینہ والوں کو جمع کر کے کہا کہ میں عمرؓ ابن الخطاب ہوں، چند پیسوں پر اپنی خالہ کے اونٹ چرایا کرتا تھا، شام کو جب واپس آتا تو خالہ مجھے مارتی کہ مجھے اونٹ چرانا نہیں آتا تو کیا کرلے گا؟ اب جاؤ واپس جا سکتے ہو، عبد الرحمن بن عوف نے آ کر کہا کہ یہ کیا بات ہے؟ کہا میرے دل میں موجودہ حالت سے تکبر آ گیا تھا، اس کی وجہ سے میں نے سب کے سامنے خود کو ذلیل کیا، عمرؓ کی قابلیت سے اسلام نہیں چلا ہے۔ اسلام پر سو فیصد عمل کی وجہ سے عمرؓ بنے ہیں، فتح مکہ کے موقع پر چھوٹے دستے جا چکے تھے، حضورؐ کے دستے

کے رہنما حضرت عمرؓ ہے ابوسفیان اور عباسؓ دونوں کھڑے ہوئے اسلامی لشکر دیکھ رہے تھے تاکہ ابوسفیان مرعوب ہو کر صلح کرلے، جب حضورؐ کا دستہ گزار تو ابوسفیان نے دیکھا کہ ایک شخص کی ایک آواز پر سارا لشکر رکتا ہے، مڑتا ہے اس نے عباسؓ سے پوچھا کہ یہ آدمی کون ہے؟ کہا عمر بن الخطاب ہے ابوسفیان نے کہا ارے بنوعدی کا لونڈا، عباسؓ نے کہا اسے اسلام نے عزت دی ہے عمرو بن العاص نے لکھا ہے ہم نے مصر میں آپ کے لئے مکان بنالیا ہے فرمایا کہ نہیں میں حجاز میں ہوں مجھے مصر میں مکان کی کیا ضرورت ہے اسے بازار بنادو، مفادعامہ میں لگادو، اسی طرح مرتے دم تک اپنے لباس، طعام ومعاشرت کو حضورؐ کے طریقہ سے نہ بدلا، علم پر ناقص محنت یہ ہے کہ محنت کرکے صرف فقہ، تاریخ، قرآن وحدیث پڑھنے والے بن جاؤ اور زندگی بناؤ قرآن وحدیث سے جاہل انسانوں کی طرح اور مشاہدہ خواہش کی زندگی گزارو، قصص الانبیاء کا علم ہو پھر بھی جیسے چاہا کمایا، جیسے چاہا خرچ کیا، ایسا علم وبال بنے گا کہ اس علم کو کیوں ذلیل کیا، علم والا حکومت وسرمایہ داری کے آگے ہاتھ جوڑے تو یہ علم کی توہین وتذلیل ہے، خدا ہمیں ذلیل کرے گا، علم والوں نے تو مکہ میں پٹ کر فاقہ برداشت کرکے کفر ومادہ والوں کی منت وخوشامد نہیں کی، اب تمہارا یقین اس علم والا ہو، ہم اس علم پر یقین کرکے عمل کریں گے تو خدا غیب سے کامیاب کریں گے۔

"الحمد لله رب العالمين" انسان صرف خدا کے پالنے سے پلتا ہے، صدر، وزراء، وسرمایہ داروں کی بالکل ضرورت نہیں ہے، میرے پاس "اياك نعبد واياك نستعين" ہے، میں جنگل میں بیٹھ کر اس آیت کی وجہ سے پل سکتا ہوں تمام مادہ والوں کے پاس دھوکہ ہے تمام مکان دکان جل جائیں میں اس آیت کی وجہ سے صحیح عمل کی وجہ سے پلوں گا، اب تمہاری عزت ہوگی کہ تم ان کا زر نہیں لوگے، وزیر آئے خوشامد کرے تم نے نصیحت کی اس سے علم کی عزت بھی ہوگئی اور تمہاری بھی تم نے علم کی عزت کی علم نے تمہیں عزیز کروادیا، اگر تم اسے ذلیل کردوگے تو یہ تمہیں ذلیل کرادے گا، ایک علم والا اگر جاہل کے ہاتھ میں اپنی زندگی سمجھتا ہے تو یہ جاہل کے سامنے گیا، اگر علم کو ذلیل کردیا تو تم ذلیل ہوگے علم کے مطابق عمل کرنے سے علم کی عزت ہوگی اور تمہاری بھی قرآن وحدیث میں تمام باتیں عمل کی بتائی ہیں ہر عمل کا بدلہ وثمرہ دکھایا ہے اور چیزوں سے نہ ہونے کو بتایا ہے، سوء اعمال کے ساتھ قوم نوح اکثریت میں، فرعون، نمرود حکومت میں اور قارون مال میں، ہامان وزارت میں رسوا ہوئے ہیں اس علم پر عمل سے انبیاء کی طرف جھکو گے، سارے قرآن کا پڑھنا نماز میں دین ہیں کہ تمام مسائل کا حل ان کے ہاتھ میں ہے اور ان سے کامیابی لینے کا طریقہ عبادت کا ہے پھر دعا ہے (اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين) کی تفسیر میں مادہ والے آئیں گے منعم علیہم وہ ہیں جو خواہشات کے مقابلہ میں

احکام پر چلے ہوں، ابراہیمؑ نے خواہشات کو خوب کمال کے ساتھ توڑا، مشاہدہ پر ایک قدم نہ اٹھایا ان کی اتباع ہر نبی پر کر دی کہ ان کا رنگ پسند ہے، حضور ﷺ نے ابراہیمؑ کا رنگ خود لے کر امت میں متعدی کر دیا، خود بھی بنو اور دوسروں کو بھی بناؤ خود کو بنانا رنگ ابراہیمؑ ہے دوسروں کو بنانا رنگ محمدیؐ ہے اسی وجہ سے محمدؐ سید و سردار ہیں اگر چہ ابراہیمؑ بھی ماتحت ہیں لیکن ان کی اتباع کا حکم ہے اب بقرعید کی چھٹیاں ہیں تمہارے دلوں میں دوستوں و بیوی بچے و ماں باپ رشتہ داروں سے ملنے کا شوق پیدا ہوگا، ارے اب تو علم قرآن حدیث کی مشق کر رہے ہو تو مجاہدہ و ریاضت کر کے خود میں اعمال کی استعداد پیدا کر لے، ہر آیت کے آتے ہی عمل کر سکے، آج علماء کو ادعیہ کم یاد ہیں، لیکن صرف ونحو کی گردانیں خوب یاد ہیں صرف وہ ادعیہ یاد کرتے ہیں جو فرضوں میں ہیں یاد کرنے کا ذوق ہے یاد کرلو، ان کے یاد کرنے سے آسمان سے فرشتے اترتے ہیں صرف نحو کی وجہ سے نہیں اترتے ہیں، ایک صحابیؓ نے ایک کلمہ کہا، حضورؐ نے فرمایا ''من المتکلم'' یہ کس نے کلام کیا، حضور ﷺ نے کچھ گفتگو کے بعد فرمایا ۱۳ فرشتے لینے آ گئے تھے، واقعی قیمتی انسان بننا چاہتے ہو حضورؐ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو جیسے صرف ونحو پر محنت کر رہے ہو ایسے ہی مجاہدہ و ریاضت کر کے عمل کا ذوق پیدا کرلو، اپنے پیسے خرچ کرو، دوسروں کا مال کھانے سے علم کے نقوش مٹ جاتے ہیں لیکن عمل و ایمان صرف اپنی جان و مال لگانے سے ہی ملتے ہیں واقعی علم والے بن جانے سے ایک ایک آدمی سے صوبے کے صوبے بدل سکتے ہیں۔

اسلام کی بنیاد غیب واحکام پر ہے مشاہدہ وخواہش پر نہیں

عمومی بیان

جمعرات بعد نماز فجر ۱۰؍مئی ۱۹۶۲ء مطابق ۴؍ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ

بعد خطبہ مسنونہ ارشاد فرمایا کہ:

میرے بھائیو اور دوستو!

اللہ رب العزت نے تمام انسانوں کو اس دنیا میں کچھ دنوں کے لئے کامیابیاں حاصل کرنے کی محنت کرنے کے لئے بھیجا ہے اور اس میں خواہشات جائیداد، مکان، عزت تفوق، غلبہ کھانے پینے عورت وغیرہ رکھی ہیں اور جتنے اعتبار سے اس میں خواہش رکھی ہے اتنے ہی اعتبارات سے خواہشات پورا ہونے کے لئے اعلیٰ نقشہ تیار کیا ہے اس دنیا میں بھیجا ہے کہ محنت کرو کہ وہ اعلیٰ نقشہ مل جائے جو مرنے کے بعد ہمیشہ کے لئے ملے گا اگر اس صحیح محنت کو کیا، اگر انسان اس صحیح محنت کو کریں تو دنیا بھی ان کے قدموں میں ڈال دیں گے صحیح محنت یہ ہے کہ خواہشات کو دبائیں اور ان طریقوں کو زندہ کریں پیدا کریں اس سے آگے نہ بڑھنے دیں، مکان، کمانا، کھانا، پینا، عورت و بچے کی خواہش میں اس کی طلب کے مطابق نہ کریں بلکہ صرف حد الٰہی تک رکھیں تو حق تعالیٰ شانہ، دنیا وآخرت میں نواز دیں گے، اندر خواہش ہے اور باہر ہے مشاہدات، انسان کی محنت کے یہ دو محور ہیں، اندر سے خواہش ابھارتی ہے مشاہدہ اسے پورا کرتا ہے کوٹھی دیکھی، خواہش ابھری طریقہ اختیار کیا جس سے کوٹھی حاصل کرلی، جب انسان کی زندگی ان محوروں پر اٹھے تو اس کی خواہشات کا معیار بڑھتا جاتا ہے مشاہدہ میں جکڑتا چلا جاتا ہے اور خدا کے احکام صرف زبان کے بول رہتے ہیں، انبیاء اسی وجہ سے آتے کہ انسان کو خواہش ومشاہدہ سے موڑیں، تمام انسانوں کو زندگی کی سہولت اسی وقت ملے گی جب کہ ان دونوں کو دبایا جائے ورنہ ہر انسان کی خواہش اس دنیا پر غالب ہونے کی ہے، ایک کی خواہش دبی ہوئی ہے، ایک نے ذرائع کے راستہ سے وزارت عظمیٰ حاصل کرلی، مال ہونے کی وجہ سے خواہش پوری کرتا ہے کوٹھی بناتا ہے اور بناتا جاتا ہے، خواہش تو ساتوں زمین سے بڑے نقشے کو حامل ہے اگر سب اس دنیا کے حصول پر کوشش کریں تو اس سے آپس میں جنگ واختلاف ہوگا، ایک دوسرے کا خون کرکے اپنے نقشے کو بڑھائے گا

انبیاء کا راستہ یہ ہے کہ خواہش کے پورے ہونے کی جگہ دنیا نہیں ہے بلکہ جنت ہے وہاں خواہشی کا ہر جزؤ اعلیٰ درجہ میں پورا ہوگا، دنیا بقدر حاجت خواہش پوری کی جاتی ہے مثلاً کالج میں آنے والے طلبہ میں مختلف اونچے نیچے نقشوں، گورنری، صدارت، وزارت، ڈپٹی بننا وغیرہ کی کوشش کر رہے ہیں، لیکن یہ سارے نقشے باہر ہیں صرف ان کی حاجات کے لحاظ سے انتظام کیا جاتا ہے ایک کمرہ میں کئی طلبہ، ایک حمام میں کئی طلبہ، ایک میدان میں کئی کمروں والے، بس یہاں محنت کر کے قابل بن جاؤ، یہاں کالج میں بھی ہر طالب علم کی تمنا ہے کہ اس کی زندگی بہت اچھی گزرے حالانکہ یہاں دوسروں کے ساتھ رہنا سیکھتا ہے، بلکہ تم اول درجہ میں کامیاب ہو جاؤ، درخواست دو، کالج والے تصدیق کی وجہ سے بڑا عہدہ ملے گا کالج کے زمانے میں گورنروں وزیروں کے بچوں کے لئے بھی ایک نوکر رکھا جاتا ہے اور جب اس اکیلے کے لئے ایک مستقل (۱۵) کمروں والی کوٹھی، فرنیچر غسل خانے اور پانچ چھ نوکر ہوں گے اس طرح دنیا کالج کی طرح ہے یہاں اپنی خواہشات کو پورا نہیں کرنا ہے سب ایک نقشے پر نہیں آسکتے ہیں تم تیاری کرلو، ہر مسلم کے لئے خدا نے دنیا سے کم از کم دس گنا بڑی جنت رکھی ہے، حدیث میں ہے کہ جب سب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے تو جنتیوں کو جہنم دکھلا کر کہا جائے گا کہ دیکھو تمہارے حصے کی جہنم خالی پڑی ہے تم اس میں جاتے اگر اعمال اچھے نہ ہوتے، اب ان جنتیوں کی جہنم ان جہنمیوں میں تقسیم کردی جائے گی اور عذاب دوگنا ہو جائے گا ایسے ہی جہنمیوں کو ان کے حصے کی جنت دکھلائی جائے گی اور کہا جائے گا کہ یہ تمہارے حصے کی جنت ہے اگر اعمال وایمان اچھے ہوتے تو تمہیں یہ مل جاتی اب یہ تمہارے حصے کی جنت جنتیوں کو مل جائے گی ہر انسان کے لئے دونوں نقشے تیار کر رکھے ہیں دنیا عیش ومصیبت نہیں ہے بلکہ ان دونوں کا اثر ہے علماء محققین نے لکھا ہے کہ اس دنیا میں تمام حالات رنج وغم وراحت وغیرہ کے احساس کا تعلق جسم سے ہے روح پر اس کا اثر عالم برزخ میں ہے اصل حالات کا تعلق روح سے ہے اور جسم پر اس کا اثر جائے گا، قبر میں جسم تو نہیں ہوتا بلکہ برزخ میں رکھی ہوئی روح پر مارا جاتا ہے بچھو اسے ہی کاٹتے ہیں اور اس کے جسم پر اثر پہنچے گا، خواہ وہ قبر میں ہو یا اسے جانور کھا جائے یا راکھ بنا کر اڑا دیا جائے، عالم آخرت میں احساس حالات کا تعلق جسم وروح سے ہوگا۔ دونوں کو سانپ کاٹے گا، دونوں کی فرشتے پٹائی کریں گے، دوزخ کے سارے حصے جسم وروح کے ساتھ کے ہیں، جنت میں کھانے وحسن وصحبت کی لذت جسم وروح دونوں کو ملے گی، لہٰذا اصل نقشہ عالم آخرت کا ہے اس سے کم عالم برزخ ہے، اس سے کم عالم دنیا ہے، جدائی پٹائی، مکان کی تکلیف یہاں سب سے کم ہے اور سب سے زیادہ عالم آخرت میں ہے ہم حوادث کا اندازہ یہاں نہیں لگا سکتے ہیں کہ یہ اثر ہے، خواہش پر زندگی مت چلاؤ احکام پر چلو، خدا نے طے کر رکھا ہے ہر جاندار مسلم

وغیر مسلم کی زندگی چلائیں گے خدا کے دیئے ہوئے احکام میں صرف اس اکیلے انسان کے حالات ملحوظ نہ ہوں گے بلکہ تمام اشیاء کے حالات کو ملحوظ رکھا گیا ہے لیکن انسان صرف اپنی ذات کی خواہش رکھتا ہے مرتے وقت یہی چاہے گا کہ اس کے بیوی بچے مر جائیں لیکن وہ نہ مرے، اس سے بڑھ کر بیوی بچوں و دوستوں کی خواہش رکھ لے گا، جیسے جانور اپنی ذات کا ہے ایسے ہی خواہش کا بندہ خالص اپنی ذات کا ہے" اولئك كالا نعام بل هم اضل یاکلون کما تاکل الا نعام" اب دو باتوں کی مشق ہے ایک خواہشات سے زندگی نکل کر احکام پر آئے مشاہدہ سے زندگی نکل کر مغیبات پر آئے، اگر ایسا نہ ہو تو مصیبتوں کا ٹھکانہ نہیں ہے ورنہ آرام و راحت کا ٹھکانا نہیں ہے دنیا و آخرت میں ایک بات اور ہے سیدھی سی، انسان کو اس دنیا میں مشاہدہ شکل کا ہوتا ہے اس شکل میں کیا ہے اس کا نہیں ہوتا ہے مثلاً کوٹھی ۵۰ ہزار آمدنی، خوبصورت بیوی بچے، کار، ملازم اب ہم اپنے لئے بھی اس کی تمنا کریں گے اور فیصلہ کر دیں گے کہ یہ بڑے مزے میں ہے لیکن اندر سے کریدنے سے معلوم ہوگا کہ یہ ظاہری عزت و آرام و غنی کی شکلوں میں ذلت و تکلیف و فقر کتنا ہے، اگلا زمانہ اور عالم برزخ و آخرت غائب ہے بلکہ حال کا مشاہدہ بھی ناقص ہے اگلے سال، دو سال کے بعد کیا ہوگا یہ بھی غائب ہے اور ایسے ہی حال کا مشاہدہ بھی ناقص ہے، مثلاً عورت خوبصورت دیکھ کر اس سے صحبت چاہی کیا معلوم اس سے تمہارے جسم میں کیڑے پڑیں یا اس سے تپ دق کی بیماری مل جائے یا اس کا کسی سے جوڑ ہو اس کو تمہارے پیسے دیے اور اس کے بچے لا کر تم سے ان بچوں کو کھانا کھلوائے، حضورؐ کے طریقہ میں بظاہر کچھ نظر نہیں آتا ہے لیکن حقیقتاً ان میں بہت کچھ ہے اسلام کی بنیاد غیب و احکام پر ہے، مشاہدہ خواہش پر نہیں ہے مشاہدہ یہ ہے کہ اس طرح کرنے سے عورت یا مکان یا موٹر مل جائے گی اسے قربان کر کے احکام کو پورا کر دو غیب پر قدم اٹھالو ورنہ خواہش و مشاہدہ پر چلنے سے ناکامی ملے گی ہر سیکنڈ کا ہزارواں جزء حال ہے آئندہ کی زندگی بہتر ہونا اس بات پر ہے کہ وہ زندگی کن باتوں پر گزارتا ہے اگر مشاہدات کو قربان کرے، اپنے تجربات و تحقیقات کو قربان کر کے غیب پر چلے انبیاء کے بتائے ہوئے طریقے دوزخ، جنت، آخرت، فرشتے، قدرت، اعمال کے اثرات اس عمل سے امن ملے گا اس سے عزت ملے گی رزق ملے گا نظام اصلی بھی غائب ہے، ان کی قدرت بھی غائب ہے، غائب اصل ہے مشاہدہ بہت دھوکا ہے ہر وزیر، صدر، مشائخ و سرمایہ دار، جاہل عوام، عالم سب کے لئے ایک ہی ضابطہ ہے جیسے ان سب کے پیدا ہونے اور مرنے کے طریقے مشترک ہیں، حیض کا خون، نطفہ، مضغہ، علقہ سے سب بنتے ہیں اور اسی طرح روح نکلنے سے مر جاتے ہیں، انسان جو کچھ بن جائے فرشتہ یا گدھا نہیں بن جاتا خواہ وزیر ہو یا صدر کہ مکلّف نہ رہے، خواہ شیخ وقت ہو، اللہ نے انسان کے لئے بحیثیت انسان ہونے کے احکام دیئے ہیں یقین مشاہدہ

سے غیب پر آئے اعمال خواہش سے ہٹ کر احکام پر آئے، ایک طبقہ کے پاس ملک مال و دولت زراعت، تجارت ملازمت کے نقشے حاصل ہیں لیکن کامیابی کی یہ دو بنیادیں نہیں ہیں ان کو مصائب اس طرح گھیریں گے کہ تاریخ اس کو لکھ نہ سکے گی ان کی ناکامی اور ایسے ہی اگر کوئی نقشہ پاس نہ ہو جنگل و صحرا میں ہو لیکن یہ دو بنیادیں پاس ہوں تو ان کی کامیابی کو لکھنے سے تاریخ عاجز ہوگی و العصر والی سورت میں تمام انسانوں کو خسارہ میں بتایا ہے ہر انسان و ہر طبقہ اس میں داخل ہے، صرف ایمان و اعمال صالح والے فلاح پائیں گے، ایمان تو قرآن کے شروع میں ہے، "الذین یومنون بالغیب" غیب پر یقین ضروری ہے اہل مکہ نے شروع میں کہا کہ فرشتے دکھا دو ایمان لے آئیں گے اور بہت سی چیزیں آنکھ سے دیکھنی چاہی تو آپ نے ان سب کے جواب میں کہا کہ میں اس کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں، بغیر دیکھے مان لو، یہ سب کچھ بعد میں دکھادیں گے، بلا دیکھے مان لو پھر بعد میں دکھا دیتے ہیں بنی اسرائیل نے جب مان لیا اور ایمان و عمل کو درست کرلیا اور مشاہدہ سے ہونے کا انکار کیا اور کہا کل کو خدا اس مشاہدہ کو بدل سکتے ہیں، چنانچہ دیکھا کہ کتنی صدیوں سے "الیس لی ملك مصر" کا نعرہ چل رہا تھا، جو ہم چاہیں گے وہی ہوگا موسیٰ نے کھڑے ہو کر کہا نہیں تم مخلوق تمہاری چیزیں مخلوق ہیں، اپنے ایمان و اعمال کو درست کرلو، ورنہ تمہاری آنکھیں موجودہ مشاہدہ کے خلاف دیکھیں گی، پہلے اللہ اپنی قدرت چھوٹے پیمانے پر ظاہر کرتے رہے مثلاً اللہ کو قدرت ہے کہ رکھے ہوئے کھانے کو بدل دیں یا پیٹ میں جانے کے بعد اس کی خاصیت بدل دیں، قوم فرعون کے کھانوں کو کبھی مینڈک بنا دیا کبھی خون، فرعون نہ سمجھا کہ شکلیں خدا کے ہاتھ میں ہیں، خدا نے موسیٰؑ کو کوہ طور پر سمجھا دیا تھا کہ تمام چیزیں و شکلیں نہ کسی کے ہاتھ میں ہیں نہ اپنے ہاتھ میں ہیں، صرف خدا کے ہاتھ میں ہیں، جب جس طرح، جس وقت چاہیں انھیں بدل سکتے ہیں، عصا والے قصہ میں بتایا، دنیاوی شکلوں کے طالب بھی نہ بنو اور گھبرا بھی مت، ان شکلوں کو بنیاد بنا کر زندگی مت گزارو، بلکہ احکام کو بنیاد بناؤ یہی بات موسیٰؑ نے فرعون کو سمجھائی کہ اپنی شکل حکومت وسلطنت پر اعتماد نہ کرو، تمام انبیاء نے کلمہ کہلوایا ہے کہ اللہ کے سوا ہر چیز شکل ہے، صرف خدا شکل سے پاک ہیں، شکلوں سے ہونے والا خدا سے ہو رہا ہے ان کے بغیر ہو نہیں سکتا ہے اور اللہ جو چاہیں وہ شکلوں کے بغیر بھی کر سکتے ہیں، شکل سے جو ہو رہا ہے وہ خدا کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے غلہ سے چاہیں تو بھوک بند ہو یا غلہ سے ہی بھوک بڑھے، حضورؐ نے کاتب وحی معاویہؓ کو بلانے انسؓ کو بھیجا انسؓ نے کہا وہ کھانا کھا رہے ہیں، تیسری مرتبہ کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ خدا پیٹ نہ بھرے اس کا اب معاویہؓ کہتے ہیں کہ میں خلیفہ بھی بن گیا تمام ممالک عربیہ ترکی افریقہ قبضے میں تھے، خوب دنیا بھی تھی لیکن میرا پیٹ نہیں بھرتا ہے میں کھاتا رہتا ہوں جبڑوں میں درد ہو جاتا ہے تب چھوڑتا ہوں

اب کلمہ کا مطلب یہ ہے کہ شکل سے ہونے والا اس سے نہیں صرف خدا سے خدا اپنی قدرت میں کسی شکل کے محتاج نہیں ہیں، معجزات سے اللہ نے اپنی ذات کو کھولا ہے کہ میں شکل کا پابند نہیں شکلیں میری پابند ہیں، لہٰذا شکل خواہش وشکل مشاہدہ کو سامنے مت رکھو ایک خدا کو سامنے رکھو اور تمام مشاہدات وخواہش کو قربان کیا جائے، اگر ایسا کرلیا جائے تو دنیا میں جو آج منکشف ہو رہا ہے لیکن کل کو دوسرا انکشاف تمہارا ہوگا ہر ایک تمہارے انکشاف کی طرف دوڑے گا، مثلاً پہلے کسان کا خیال تھا کہ اس زمین سے صرف پھل وسبزیاں ملتی ہیں اب محنت کے بدلنے سے معلوم ہوا کہ زمین سے پیڑول سونا چاندی ومعدنیات بھی نکلتی ہیں ساری محنت شکلوں کی بنیاد پر ہے اگر قدرت کو بنیاد بنا کر محنت کی جائے تو اور انکشاف ہو جائے گا، بس اپنے اعضاء کو ان اعمال اسلامی کا پابند کرلو جو حضورؐ لائے، ہر انسان ان اعمال کی پابندی کو اوڑھ لے گا جب کہ اس کے سامنے آجائے کہ چیزوں سے کچھ نہیں ہوتا ہے اب قوم موسیٰ کا حال یہ ہے کہ ظاہر بہت بگڑ رہا ہے جیل وپھانسی پر جا رہے ہیں، عورتوں کی عصمت جا رہی ہے بچے شہید ہو رہے ہیں، لیکن ایک دن دوسرا انکشاف ہو گیا جسے تاریخ وکتب الٰہیہ نے محفوظ کیا، خود فرعون کو آج تک محفوظ کیا ہے، سمندر میں بارہ راستے ہے ضعیف اس سے راستہ پا گئے اور قوی اپنی ساری شکلوں کے باوجود غرق ہو گئے اسی راستہ میں، اب یہ ہے کہ دوسروں میں محنت کریں اس وجہ سے کہ اپنی خواہشات ومشاہدہ کو چھوڑ کر احکام وغیب پر چلنے والے بن جائیں، اب تو ملنے والے پیسے مکان وفرنیچر پر لگ رہے ہیں اوصاف حسنہ، خدمت، انصاف کیسے زندہ ہو؟ مال جان کو اعمال اربعہ میں لگا کر حضورؐ والے اعمال مل سکتے ہیں، اس کے لئے مشاہدہ وخواہش کو چھوڑنا ہوگا، عمرؓ وابوبکرؓ انصارؓ ومہاجرین وخدا کی بتائی ہوئی ترتیب پر مال جان لگانا ہے اس سے یقین واعمال ملیں گے اگر ایسا ہو گیا تو چیزوں سے نظر آنے والی کامیابی مکڑی کے جالے کی طرح اڑ جائے گی اور ہر انسان تم سے آکر پوچھے گا کہ بغیر اسباب نقشوں کے تم کس طرح عزت وسکون والے بن گئے اس کے لئے انبیاء بنیادی اعمال اربعہ لائے ہیں، دعوت، تعلیم، ذکر ونماز، تمہارا علم ناقص ہے خدا کا علم کامل ہے، لہٰذا ان کے بتلائے ہوئے پر چلو، دعوت سے ایمان ملے گا، مسجد میں آکر بازار کی آوازوں کے خلاف سنے گا، سارے نبی ذکر ودعا وعبادت ونماز لے کر آئے، مقدار نماز پہلے ہر نبی کے پاس ایک تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پانچ فرض اور نوافل اس کے علاوہ لائے سارے نبی اخلاق لائے ہیں کہ مال جان کا اکثر حصہ دوسروں پر لگے یہی اعمال مسجد ہیں جتنی انؑ کی مشق ہوگی ان کے پھیلانے کی محنت ہوگی تو غیب سے ہماری موجودہ وآخرت کی زندگی بن جائے گی اب ذہن کے موڑنے کے لئے مشاہدات وچیزوں کے خلاف یہ چار پانچ اعمال ہیں ان سے بگڑے حالات وزندگی درست ہوگی، جتنا ان اعمال میں لگے گا ایمان واعمال لے گا پھلے پھولے گا آخرت میں جنت پائے گا۔

ہدایت یہ ہے کہ مال و چیزوں سے کامیابی نہیں ملتی بلکہ اصلاح اعمال پر سب کچھ ملتا ہے

عمومی بیان

جمعہ بعد نماز فجر ۱۱/ مئی ۱۹۶۲ء مطابق ۵/ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ

نحمده ونصلى على رسوله الكريم

میرے بھائیو اور دوستو!

اس دنیا میں کامیابیوں کو حاصل کرنے کے لئے محنت کی دو لائنیں ہیں سفلی و وقتی، محنت کر کے پہلے مال حاصل کیا جائے پھر مال پر محنت کر کے زندگی کا نقشہ بنایا جائے، فرنیچر، مکان، دکان، زمین جائیداد جائے، جب تک محنت کرتے رہیں گے مال ملتا رہے گا جب تک مال ملتا رہے گا چیزیں ملتی رہیں گی، زندگی بنتی رہے گی، لیکن جس دن چاہے خدا اس دن سے اس میں بربادی کی شکلیں آسکتی ہیں، موت سے تو ہر ایک کی مصیبت شروع ہو جائے گی، دوسرا راستہ علوی ابدی ہے اس سے دونوں جہاں میں چمکتا و پھولتا ہے بہترین پاکیزہ شکلیں اس کی کامیابی کی بنتی ہیں پہلے محنت کر کے ہدایت حاصل کرے، ہدایت کی روشنی میں انسان ہر عمل کو درست کر لے گا گھریلو زندگی کے، کمائی کے، مال کے، جان کے، سونے کے، کھانے کے، جیسے سب کے لئے مال کے حصول کی محنت ہے یہاں سب سے پہلے ہدایت کے حصول کے لئے محنت ہے ہدایت یہ ہے کہ مال و چیزوں سے کامیابی نہیں ملتی ہے بلکہ اصلاح اعمال سے سب کچھ عزت فلاح وغیرہ ملے گی جیسے مال بغیر محنت کے نہیں ملتا ہے ایسے بغیر محنت کے کامیابی نہیں ملتی ہے، قرآن میں ہے، "هدى للمتقين" سارے قرآن میں ہے کہ مال والے مال میں دھنسے، قوی قوت والے ملک والے ہر ایک اپنے نقشے میں ناکام ہوا، اعمال کے درست ہو جانے پر کامیابیاں آئی ہیں کامیابی کا مدار قرآن میں کہیں بھی چیزوں کو نہیں بنایا گیا۔ کامیابی مل جائے گی اب دل کا وجدان بھی یہی ہو کہ ہماری حاجات کا حل چیزوں سے نہیں ہے بلکہ

اعمال سے ہے، جب انسان کو ہدایت ملے گی تب وہ ہر عضو کے عمل کو درست کرلے گا، ہر عضو کے اعمال قرآن حدیث سے معلوم کرلے گا اور تمام اعضاء پر کنڑول کرلے گا ایک محنت ہے ہدایت لینے کی جیسے مال لینے کی دوسری محنت ہے اعمال کے درست کرنے کی، جیسے کہ مال حاصل کرنے سے زندگی نہیں بنتی بلکہ باہر سے جاکر چیزیں لائیں تب حالات وتقاضے پورے ہوں گے اب ۲۴ گھنٹے کے اعمال کو درست کرنا نمبر دو پر ہے جیسے مال بغیر محنت کے نہیں ملتا ہے، ایسے ہی ہدایت بغیر محنت کے نہیں ملتی ہے" والذین جاھدوا فینا" اس ہدایت کے بعد ہر انسان عمل پر شوق سے چلے گا، محنت سے ہدایت نہیں ملتی ہے بلکہ محنت کے بعد کی دعا سے ملے گی جیسے نور وظلمت اور روح خدا کی طرف سے آتی ہے ظلمت وہ کیفیت ہے جس میں چیزوں کی حقیقت معلوم نہیں ہوتی مثلاً ظلمت میں دشمن کو دوست سمجھا، اندھیرے میں شور پر جلدی میں لکڑی کے بجائے سانپ کو پکڑ لیا یا تریاق کی جگہ زہر کھا گئے، نور کی مدد سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ سانپ ہے یہ زہر ہے یہ دوست ہے یہ لکڑی ہے ایسے ہی ہدایت بھی نور کی کیفیت ہے دل کی روشنی میں اعمال کے ثمرات نظر آئیں گے خود بخود صدق سے کامیابی سخاوت سے صدقہ وخیرات سے کامیابی ہوگی، مظلوم کی مدد نہ کرنے سے، صدقہ خیرات نہ کرنے سے مصیبت آئے گے، یہ سب کچھ نقصان وبگاڑ محسوس ہوگا، ہدایت کے بعد جب اعمال درست ہو جائیں تو یہ متقی ہو جائیں گے، (لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن باللہ والیوم الاخر) تقوی کے لئے سب سے پہلے ایمانیات کا درست ہونا، خالق مخلوق کا محتاج نہیں مخلوق خالق کے بغیر کچھ نہیں کرسکتی، خالق صرف اپنے ارادے سے مار سکتا ہے، صرف چاہ لینے پر بغیر کسی شکل وصورت کے ہو جائے گا اللہ کے علاوہ اور کوئی بھی خدا کے بغیر نہیں کرسکتا ہے، ذاتوں میں سب سے اونچے انبیاء میں سب سے اونچے محمد، محمدؐ کے اعمال میں سب سے اونچا عمل ہدایت ہے یہی موضوع نبوت ہے، قرآن میں (انك لا تھدی من اجبت) تم سرچشمہ وسمندر ہو ہدایت لیکن تقسیم صرف ہمارا کام ہے جب انبیاء وسید الانبیاء حضورﷺ اپنے موضوع میں خدا کے تابع ہیں تو یہ غلہ خود کیسے اگ سکتا ہے زمین خود کیسے دے سکتی ہے، انبیاء جب اپنے موضوع کو خود نہیں کرسکتے ہے تو کائنات کی معمولی چیزیں کیسے اپنے موضوع کو ادا کرسکتی ہیں، اللہ نے بغیر واسطہ کے ارادہ سے ابراہیم کو ہدایت دی انبیاء کو بھی دی ایک ذات ایسی ہے جو بغیر کسی کے سب کچھ کرسکتی ہے اور کوئی ایسی نہیں ہے، خدا کے یہاں کا معاملہ یہ ہے کہ جو بات ان کے لئے کہی جائے اس کی نفی دوسرے بھی کریں اگر اس میں اور کوئی ملا تو پس خدا شرک کی وجہ سے رد کردیں گے اگر یوں کہیں وزراء بھی کرتے ہیں، حکومت

بھی، یہ شرک مجازی ہے دل میں یہ ہو کہ حفاظت صرف خدا سے ہے قلعہ مکانات سے نہیں، اللہ مربی ہیں اور چیز وسامان ہماری محنت مربی نہیں ہے "لا مربی الا اللہ، ولا معطی ولا حفیظ الا اللہ" غیر کو اگر ملا دیں خدا نہ مانیں گے اب ایمان باللہ یہ ہے کہ وجود صرف خدا سے ہے غیر سے بالکل نہیں "والیوم الآخر" وقت حاضر اور اس کے مسائل کا یقین نہ رہے جب وقت یقینی نہیں ہے تو اس کے مسائل کیسے یقینی واہم ہوں، آخرت کے دن کے یقین واہمیت دل میں آئے، یہاں کی چیزوں میں تغیر وتبدل ہے لیکن قیامت کا فیصلہ اٹل ہوگا وقت حاضر سے اس غائب پر یقین آجائے جسے خدا نے خوب کھولا ہے "والملائکۃ" اللہ کے نظام ظاہری کا یقین نہ ہو بلکہ خدا کے مخفی نظام پر یقین ہوں لیکن اصل محافظ دو فرشتے ہیں، فوج پولیس نہیں جس صبح کو حضرت علیؓ شہید کئے گئے اس رات کو حضرات علیؓ کو نیند نہ آرہی تھی دل میں آگیا تھا کہ صبح کو شہید ہو جاؤں گا جاں نثاروں نے شبہ کر کے حفاظت کے لئے ہتھیار باندھ لئے، علیؓ نے کہا کس سے حفاظت کروگے؟ صرف زمین والوں سے ہی اصل آسمان والے ہیں جو کام اس دنیا میں ہونا ہے اس کا پہلا آسمانوں پر فیصلہ ہوتا ہے کہ فیصلہ کے بعد اسے کوئی روک نہیں سکتا ہے تشریع احکام خدا نے ہمیں دیئے ہیں تکوینی احکام خدا نے فرشتوں کو دیئے ہیں اعمال تشریع اصل ہیں ان کو کرنے سے تکوینی احکام بنانے کے ہوتے ہیں احکام تشریع کے چھوڑنے سے احکام تکوینی بگڑنے کے ہوتے ہیں، باقی تفصیل قرآن وحدیث میں ہے ہر چیز کے اجمال وتفصیل پر یقین ہو، "الکتاب" باقی کتابوں کے نفس کتاب پر یقین کافی ہے لیکن کتاب قرآن میں ہر آیت پر یقین کرنا پڑے گا کہ اس میں تحریف نہیں ہے یعنی علم اللہ کا یقین ہو اپنے مشاہدہ تجربہ والے علم کا یقین نہ ہو، تاجر کا، زارع کا، سائنس والے کا اپنے تجربہ ومشاہدہ کا یقین نہ کریں، قرآن وحدیث سے مطابقت رکھے تو مان لو، ورنہ نہیں، راکٹ سے تو سارا ملک تباہ ہوگا نہیں کسی سے کچھ نہیں ہوتا ہے صرف خدا سے ہوتا ہے اگر آج روس وامریکہ ایک دوسرے پر سارے راکٹ چھوڑنے کا اعلان کردیں تو راکٹوں پر یقین کرنے والے ساری رات پاگلوں کی طرح بھاگیں گے تم خدا پر یقین کر کے آرام سے سوؤ گے، ممکن ہے راکٹ امریکہ روس سے باہر ہی نہ نکلے، اگر نکلے تو خدا پر یقین کرنے والوں کو نقصان نہ پہنچائے کرنے والا صرف میں ہوں راکٹ وجہاز سے اگر چاہو تو بمباری ہوگی ورنہ نہیں انسان والے علم سے یقین ہٹ کر خدا والے علم پر یقین آجائے تو ان چیزوں سے نقصان نہ پہنچے گا اشیاء ضارہ سے صرف اسے ہی نقصان ملتا ہے جو ان سے ہونے کا یقین کرے، خدا نے دکھایا ہے کہ چیزیں چلیں گی لیکن ان چیزوں پر یقین کرنے والے چاہے کتنی دور ہوں ان پر اور جن کا یقین چیزوں پر نہیں ہے علم خدا پر

ہے انہیں وہ چیزیں نقصان نہ دیں گی خواہ وہ ان کے سر پر چل رہی ہوں، عمل کر کے دعا مانگو تو ہر چیز تمہارے موافق ہو جائے گی" والنبین" انبیاء پر یقین کے معنی ہیں کہ انبیاء ہی کامیاب ہیں ان کے مقابلین ناکام ہیں ذلیل ہے دنیا میں شخصیات کا اتباع کیا جاتا ہے ایسا آدمی تھا چلتے چلتے یہاں تک پہنچ گیا آج کل اخبار ورسائل میں شخصیات کے تذکرے ملتے ہیں کہ گھوسی تھا وزیر بن گیا مشک سے پانی بھرتا تھا صدر ہو گیا ایمان کے معنی ہیں کہ شخصیت صرف انبیاء کی ہے"اتبعو املة ابراهيم حنيفا" انبیاء کے مقابلین کی کوئی شخصیت نہیں ہے مال وزارت، حکومت سے شخصیت نہیں ہے، قارون، ہامان، فرعون ذلیل ہیں شخصیت موسیٰؑ کی ہے موسیٰؑ عزیز ہیں جو انبیاء کے رنگ میں رنگا جائے اس کی شخصیت ہے فرعون موسیٰؑ پر لعنت کریں لیکن اپنے زمانے کے فرعون وقارون پر لعنت کرنے کی بھی ضرورت ہے بس جتنا انبیاء والے رنگ میں ہے اتنی شخصیت ہے ہر چار کوڑی والا شخصیت نہیں ہے شخصیت صرف انبیاء کی ہے ایک رکوع میں ان تمام انبیاء کو جمع کر کے کہا ہے، حضور ﷺ کی زندگی تمام انبیاء کی زندگی کو سامنے رکھ کر گزری ہے، ہم کو حضور ﷺ کی زندگی دیکھنی ہے ہر نبی کے پاس ادا ہے حضور ﷺ کا فرمان یوسفؑ نے صبر کو دکھایا فورا قاصد کے ساتھ بادشاہ کے پاس نہ گئے، حضور ﷺ تمام انبیاء کی تمام اداؤں کے حامل ہیں لہٰذا آپ سب سے بڑے ہیں صورت یہ ہے کہ آپ تابع ہیں لیکن تمام اداؤں سے متصف ہونے کی وجہ سے تمام سے آگے ہیں آپ کی زندگی تمام انبیاء کو سامنے رکھ کر گزری ہے ہمیں حکم ہے (اتبعو اهذا النبی حسنة) موسیٰؑ عیسیٰؑ، ابراہیم کا رنگ ہمیں ملے گا لیکن براہ محمد ﷺ یہ ہے ایمانیات، شخصیات صرف خدا کے انبیاء کی ہیں، (لقد كان لكم فی رسول الله اسوة حسنة) حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے سے وہ تمام کچھ ہمارے ساتھ ہوگا جو کچھ تمام انبیاء و حضور ﷺ کے ساتھ ہوا حضور ﷺ کی زندگی تمام معجزات کو لئے ہوئے ہے اسی وجہ سے کوئی دعا واجب نہیں ہے متعین طور پر صرف ہدایت کی دعا فرض یا واجب ہے (اهدنا الصراط المستقیم) منعم علیہم انبیاء وصدیقین شہداء وصالحین کے راستے کی دعا مانگی فرض ہے یہ دعا یومیہ ۴۰/۵۰ مرتبہ ہے اس میں شخصیات انبیاء کا اعتراف ہے اپنے زمانے کی شخصیات ملک ومال والی کو ذلیل وحقیر سمجھیں، جیسے قارون فرعون وہامان نمرود ذلیل ہیں ایسے ہی ان کے اتباع کرنے والے قیامت تک ذلیل ہیں صرف انبیاء کی شخصیت ہے یا جو ان کے رنگ میں رنگا جائے، عہدوں ومال ودولت سے نہیں یزید کو لعن طعن کرنے والے پر خوب تائید کریں گے یزید والی تھا، حجاج گورنر تھا اسے بھی اچھی طرح یاد نہیں کیا جاتا ہے یزید کے پاس دور عمرؓ سے زیادہ ملک، فوج، تعیش لباس وطعام کے لحاظ سے عمرؓ کے کچے مکان، بورے،

زیتون کے تیئں پر گزر کرتے ہیں لیکن یزید کا ہر نقشہ اونچا تھا تو عمرؓ کی شخصیت ملک سے نہیں ہے بلکہ حضور ﷺ کے رنگ میں رنگنے کی وجہ سے ہے انبیاء کو سامنے رکھ کر محنت کرو کہ تمہاری شخصیت بن جائے ان جیسا مکان، شادی وغیرہ ہو، اپنے زمانہ کی شخصیات کی نقل سے ڈر ہے کہ وہی ہمارے ساتھ نہ ہو جوان کے ساتھ مرنے کے بعد ہوگا، عمر بن عبدالعزیز وسلیمان کے دادا اکٹھے ہیں سلیمان کی بہن عمر بن عبدالعزیز کی بیوی ہے، عمر نے حجاز کی گورنری میں حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ اے عمر اگر تم حاکم بن جاؤ میری امت کے تو ان دونوں عمرؓ وابوبکرؓ کا طریقہ اختیار کرنا ان کا طریقہ مجھے پسند ہے چنانچہ خلیفہ بنتے ہی انھوں نے ترتیب زندگی بدلی ہے شاندار مکانات بیت المال میں دے کر معمولی مکان پر زندگی گزاردی، خلافت راشدہ حسنؓ پر ختم نہیں ہوئی بلکہ عمر بن عبدالعزیز پر ہوئی ہے، حضور ﷺ کی حدیث بتاتی ہے کہ اس زمانے میں یہی افضل واشرف ہیں، سلیمان بھی ملک ومال میں برابر ہے لیکن اس کی شخصیت نہیں ہے سلیمان کو جب قبر میں ڈالنے لگے تو ہاتھ ہلا، بیٹے نے کہا باہر نکالو شاید زندہ ہو گیا ہے عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا نہیں جلدی ڈالو عذاب نے پہلے ہی پکڑ لیا ہے، جلدی کرو، شخصیت بادشاہت میں نہیں ہے بلکہ اتباع انبیاء میں ہے، ''اقاموا الصلوۃ'' مالیات کی ترتیب خرچ درست ہو جائے، دنیا کے رواج کی طرح تمہارا خرچ نہ ہو، بلکہ حضور ﷺ والے طریقے پر ہو اور بدنیات کو صحیح طور پر ادا کرنے والے بن جاؤ، اگر تین کی طرح لائنیں درست ہو جائیں تو تقوی ملے گا اپنے دعوی اسلام وایمان میں سچے ہیں اب تین لائنوں کے دروازے کھلیں گے ایک یہ کہ کمائی کے علاوہ بھی مال ملے گا اب مثلاً ملازمت کے چھ گھنٹے کی مدت معینہ پر تنخواہ ملتی ہے اس سے زائد نہیں لوگ ان میں نہیں دیتے ہیں لیکن اگر تقوی کو حاصل کرلیا ایمانیات و مالیات وبدنیات کے ساتھ تو کمائی پر بھی دیں گے بغیر کمائی بھی دیں گے خواہ متعارف طریقہ پر دیں یا غیر متعارف طریقہ پر، متعارف طریقہ یہ ہے کہ لوگوں کے دل میں دینے کو ڈالدیں غیر متعارف یہ ہے کہ زمین پھاڑ کر نکال دیں تمہارے تکیہ کے نیچے رکھ دیں، مقداد کو استنجاء کے وقت چوہا چند اشرفیاں دے گیا، حضور ﷺ نے آیت ''ومن یتق اللہ'' والی آیت پڑھی، بیٹھے بیٹھے ذہن میں آیا کہ اس جگہ مال ہے کھود کر نکال لو، کسریٰ کے ایک مکان میں ایک صحابی نے دیوار پر عورت کی تصویر دیکھی، جسے پرانے زمانے میں بنایا گیا تھا لوگ سمجھتے تھے کہ یہ زینت ونقش کے لئے ہے ان کی نظر پڑی تو دیکھا کہ انگلی سے اشارہ کر رہی ہے وہاں سب کے جانے کے بعد اکیلے رہ گئے تو ذہن میں آیا کہ اشارہ کسی خزانہ کی طرف ہے چنانچہ اکیلے نے کدال سے کھودا بہت بڑا خزانہ ملا، عمرؓ کو ساری تفصیل لکھی عمرؓ نے جواب دیا کہ مال تمہارا ہے لیکن تم امیر ہو کر سارے مسلمانوں کے ہو، ابو

الدرداءؓ کے تکیہ کے نیچے پیسے رکھے ہوئے تھے دوسرا راستہ یہ ہوگا جتنا پیسہ ہے اتنی چادر پھیلاؤ، بغیر پیسہ کے خدا متین دیں گے خدا متعارف طور پر دیں گے کہ لوگ تمہیں تحفہ لا کر دیں، خدا ان کے دل میں ڈالتے ہیں، بزرگوں کو صرف تقویٰ کی وجہ سے لوگ ہدیہ وتحفہ دیتے ہیں اگر سب تقویٰ والے بن جائیں تو سب ایک دوسرے کو دینے والے بن جائیں، خواہ غیر متعارف طور پر دیں اولیاء صحابہ کے واقعات مل جاتے ہیں حیاۃ الصحابہ کے آخر میں یہ واقعات صحابہ کٹھے ہیں صحابہ میں کرامات مجموعی طور پر بہت تھیں، لیکن ان کا تذکرہ نہ تھا اولیاء کے پاس انفرادی کرامات ہیں دس ہزار سوار قادسیہ کی لڑائی میں سمندر پر سے گزر گئے، خبیبؓ کو مکہ میں قید کے زمانے میں انگور جنت سے ملتا تھا سارے علاقے میں انگور نہ تھا نہ لا کر دینے والا ہے نہ خود لا سکتے ہیں (قالت ھو من عند اللہ) ابوامامہ باہلیؓ نے قبیلہ والوں میں دعوت دی لوگ نے کہا کھانے کو دیدو، قوم نے دینے سے انکار کر دیا بھوک پیاس کی شدت میں مرنے کے لئے لیٹ گئے آنکھ لگ گئی، خواب میں دیکھا کہ ایک پیالہ ہے جس میں دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ مٹھاس ہے خوب پیٹ بھرا اتنے میں قوم میں مشورہ ہوا کہ چلو اپنے مذہب کا نہیں ہے لیکن مہمانداری کرنی چاہئے انہوں نے کہا میرا پیٹ تو بھر گیا اس پر قوم ساری اسلام لے آئی ام شریکؓ کا قصہ ہے کہ ہجرت کر کے آرہی تھیں، سخت پیاس لگی، موت کے خیال سے لیٹ گئیں، آسمان سے چمکدار رسی میں ڈول آیا ہے سینے پر اس سے پانی پیا پھر کبھی عمر بھر پیاس نہ لگی، اگرچہ روزہ رکھ کر سخت دھوپ میں بیٹھ جاتی تھیں، اور یہ بھی ہے کہ اللہ چیز کو بڑھادیں استعمال خوب ہو لیکن ختم نہ ہو اس کا نام برکت ہے میرے درد کا علاج یہ ہے کہ بغیر چیزوں کے حالات درست ہوں، دعا پر مرض چلا جائے، تین لائن درست کرنے پر تین لائنیں کھلتی ہے، اب ان تینوں لائنوں پر محنت وہی کرے گا جس کے پاس ہدایت ہو اب ہدایت لینے کی محنت پہلے ہے بعد میں صلاح اعمال کی محنت ہے اس لئے پہلے مال کمانا نہیں ہے پہلے ہدایت حاصل کرنا ہے ہم نے یہ کر رکھا ہے کہ مال ملے گا تب کھائیں گے تب اعمال کو ادا کریں گے اگر ہدایت حاصل کر کے اعمال میں نہ لگے بلکہ پہلے ہی کمائی میں اپنی مرضی کے مطابق لگ کر رزق حرام کر لیا تو نماز کیسے قبول ہو، ہدایت کے حصول کے لئے انبیاء کے مشترک اعمال ہیں سب سے پہلے دعوت ہے کہ ان اعمال اربعہ پر قناعت کرنے سے خدا سے مانگو کہ ہدایت کی صورت ہم نے حاصل کر لی ہے ہدایت تو دیدے، اسے اعمال خمسہ مل جائیں جس پر دروازے کھلتے ہیں، نفس سے مجاہدہ مجاہدہ نہیں ہے بلکہ خواہش کے خلاف کرنا مجاہدہ ہے مثلاً ۵ لاکھ مرتبہ کھڑے ہو کر رات کو حوض میں دسمبر کی سردی میں پڑھیں عورت ملنے کے لئے مجاہدہ نہیں ہے کہ مقصود عورت کا حصول ہے، عورت ملے نہ

ملے اگر ملے تو کل کو جائے گی یا دل تم سے پھیر لے، تم سے طلاق دلوا لے، اگر ۵ لاکھ مرتبہ صرف خدا کے لئے اس وظیفہ کو پڑھا تو مرنے کے بعد لاکھوں عورتیں ملیں گی، دنیا کی عام عورتیں بھی تم سے محبت کریں گی مطلق ذکر عبادت نہیں ہے بلکہ اغراض سے الگ ہو کر صرف اللہ کے لئے ذکر ہو، آج تو امتحان والے طلبہ و مقدمہ والے لوگ مسجد میں خوب آتے ہیں تبلیغ میں بھی چل پڑتے ہیں لیکن یہ مجاہدہ نہیں ہے، مجاہدہ یہ ہے کہ صرف اللہ کے لئے کیا جائے، آدھے گھنٹہ کا ذکر مجاہدہ ہے ۵ گھنٹے کا ذکر مقدمہ یا امتحان میں کامیابی ملنے کے لئے مجاہدہ نہیں ہے اب نیت خالص کر کے ان اعمال خمسہ میں لگو، نماز سے شروع کر دو، اس کے تمام علوم جزئیات حاصل کرلو، معاشرہ، اذکار وادعیہ، حلال حرام کو علم کے ساتھ جوڑ دو، یہ اعمال سو فیصد مسلمانوں کو ہدایت لینے کے لئے دیئے گئے ہیں ہر عمل کو اس کی قیمت پہچان کر، اس سے کامیابی ملنے کے یقین کے ساتھ کریں، نماز، علم ودھیان واخلاص ویقین کے ساتھ آجائے تو اب دعاؤں کی قبولیت کا دروازہ کھلا کہواے خدا مجھے ہدایت دیدے، میں نے ہدایت کی صورت اختیار کی جیسے ہم یہ کہتے ہیں گھبراؤ مت، جیب میں پانچ سو ہے جو چاہو گے وہی کھلائیں گے ایسے ہی یہ کہیں کہ میرے پاس نماز ہے اس کی دعا سے ہر مسئلہ حل ہوگا یہ ہدایت ہے، دل میں ہدایت آجائے تب دعا کا دروازہ کھلے گا اعمال ضلالت کے ساتھ بھی ہوتے ہیں لیکن ہدایت والے اعمال سے خدا دیتے ہیں تمام انبیاء کے ساتھ جو کچھ بھی خلاف مشاہدہ ہوا وہ نماز ودعا کی وجہ سے ہوا کہ نہ ہمارے ہاتھ میں کچھ ہے نہ ہمارے مقابلین کے ہاتھ میں کچھ ہے جو کچھ خدا چاہیں گے وہی ہو جائے گا اب دو درجے ہیں چھوٹا یہ ہے کہ صرف اپنے مقام پر محنت کی جائے اس سے تمہارے محدود گاؤں کو ہدایت مل جائے گی اس کی دوسروں میں پھیلنے کی محنت کر کے دعا سے دوسروں میں بھی ہدایت پھیلے گی اگر ساری دنیا میں محنت کر کے دعائیں مانگیں تو ساری دنیا میں تمہاری دعا سے حالات بدلیں گے ہدایت والے چمکنے شروع ہو جائیں گے عمل صرف ایک ہے آگے ان کے کرنے میں فرق پڑے گا جتنا میدان محنت ہوگا اتنے ہی دعا سے ہدایت آئے گی انبیاء نے سب سے پہلے ان اعمال اربعہ میں لگایا ہے جب لوگ ان اعمال پر چلے تمام چیزوں سے یکسو ہو کر ہدایت مل گئی اور دعا سے کام ہونے لگ گیا تو باقی تمام نسخے چلیں گے، جب پہلا نسخہ تجربہ میں ثابت ہوا تو دوسرے بھی ایسے ہی ہوں گے تمہارا الیقین عین الیقین بن جائے گا جب تم دیکھو گے کہ بغیر اسباب کے صرف ان اعمال سے چمک گئے اور دوسرے کثرت اسباب میں ان اعمال کے نہ ہونے کے وجہ سے مٹ گئے چودہ سال بعد خدا نے بدر میں سب کچھ خدا ہونا دکھایا تھا چنانچہ بدری ہر جگہ یہ کہتا تھا کہ دو لاکھ فوج سے نہیں ہوتا خدا کے ہاتھ میں سب کچھ ہے ابو ہریرہؓ

یرموک میں اٹھ اٹھ کر دشمن کے لشکر کو دیکھ رہے تھے زید بن اکرمؓ نے کہا تم تو مسلم معلوم ہوتے ہو، ہم تو بدر میں دیکھ چکے کہ نصرت خدا سے سب کچھ ہوتا ہے ابراہیم کا قصہ احیاء موتی کا چار جانور پکڑے ٹکڑے کئے کہا احیاء موتی دکھاؤ اللہ نے کہا ایمان نہیں لائے ابراہیم نے کہا ایمان لے آیا، لیکن اس کی تفصیل کا علم چاہتا ہوں کہا چار جانور پکڑ، ٹکڑے کر کے آپس میں ملا کر چار پہاڑوں پر ڈال دو چنانچہ ایسا ہی کیا صرف جسم مکمل ہو گیا تو سر لینے ابراہیم کے پاس آیا، ابراہیم نے دوسرے جانور کا سر دینا چاہا تو پیچھے ہٹ گیا اس کا سر دیا تو لگ گیا اور اڑ گیا ایسے ہی صحابہ کو یقین تو اعمال پر پہلے سے ہی تھا لیکن جنگ بدر میں ان تمام باتوں کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیا، یہ اعمال اربعہ وخمسہ انسان سے مطلوب ہیں کہ ان پر اپنی جان جھونکے مال لگادے، ان کو کر کے خدا سے دعا مانگیں کہ یہ صورت ہے تو حقیقت ہدایت عطا فرما، مگر دل کا وجدان اعمال کے بارے میں ایسا ہو جیسا کہ آج وجدان ہے مال لینے کا، ہدایت لینے کی محنت میں راضی طریقہ زندگی کو چھوڑنا پڑے گا، صحابہ کرام والی ترتیب لیں، ثلث سال میں بیرونی نقل وحرکت صحابہ سخت گرمی میں گئے شدت پیاس میں کرش کو نچوڑ کر پیا جگر پر رکھا سخت سردی میں گئے گڑھے کھود کر اس میں گھسے تا کہ سردی سے بچیں، اپنے لئے اور دوسروں کے لئے ہدایت کی دعا کی تھی لوگوں کا یقین تھا کہ ان اعمال سے ہمارے سارے کام درست ہوں گے ابوالدرداءؓ سے کہا گیا، مکان جل رہا ہے کہا نہیں جلا اور خدا نہ جلائے گا، دوسرے تیسرے نے آکر کہا یہی جواب دیا چوتھے نے کہا اس کے ملحقہ مکانات جل گئے، لیکن آگ جب تمہارے مکان پر پہنچی تو بجھ گئی اس کا سبب معلوم کیا تو کہا میں نے حضور ﷺ کی وہ دعا پڑھ لی ہے جس سے شام تک آگ وہر بلا سے حفاظت ہوتی ہے مشاہدہ نے یقین کو درست کر دیا مقامی قیام میں چار ماہ گھر و کمائی میں، اگر ساری دنیا میں ہدایت پھیلانا چاہتے ہیں تو یہ صحابہؓ والی ترتیب ہے تمہاری محنت پر اس ایک ملک کے دروازے نہیں کھلیں گے بلکہ سارے عالم کے کھلیں گے اور اس سے کم درجہ عورتوں کا نصاب ہے زندگی موڑنے پر طلاق سے اور موت کی عدت چار ماہ دس دن لذات وآسائش وآرام سے رکھتی ہے اچھی صحت ہو تو ہر سال بچہ دینے پر چالیس دن نفاس میں گزرتے ہیں ہر ماہ کم از کم حیض میں ۳ دن لگتے ہیں، یہ نفاس وحیض کی اقل مدت ہے، صحابہؓ والا نصاب مردانہ ہے، یہ عورتوں کا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو مجاہدہ کی دولت عطا فرمائی ہے

عمومی بیان

بروز جمعہ دہلی کالج میں بعد نماز مغرب ۱۲؍مئی ۱۹۶۲ء م ۶؍ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ

بعد خطبہ مسنونہ ارشاد فرمایا کہ

میرے بھائیو اور دوستو!

حق تعالیٰ شانہ نے دنیا بھر کے تمام انسانوں کو ایک دولت عطا فرمائی ہے جس سے چھپی ہوئی چیزیں و دولتیں منکشف ہوتی ہیں وہ دولت مجاہدہ کی ہے، مجاہدہ اگر صحیح تو انکشاف صحیح اور پھلے گا پھولے گا اور مجاہدہ اگر غلط ہو تو انکشاف بھی غلط ہوگا اس سے دنیا و آخرت میں مصائب کا شکار ہوگا ہر انسان محنت کرتا ہے صدر وزراء فقراء مختلف لائنوں پر محنت کرتے ہیں جو جس چیز پر جس اعتبار سے محنت کرتا ہے اس پر انکشاف اسی اعتبار سے ہوگا غلہ کے اعتبار سے محنت کرنے سے غلہ کا زمین سے انکشاف ہوگا، سونے کے اعتبار سے محنت کرنے سے زمین سے سونے کا انکشاف ہوگا، پٹرول کے اعتبار سے پٹرول کا انکشاف دوسرے اعتبار کا انکشاف نہ ہوگا ایک لائن پر محنت کرنے سے صرف اس لائن کا انکشاف ہوگا، ڈاکٹری کا انکشاف ہوگا صنعت والے کو ڈاکٹری کا انکشاف نہ ہوگا بلکہ صنعت کا ہوگا دوسری لائنوں سے جاہل مطلق رہتا ہے یہ مثالیں گھٹیا قسم کی محنت کی ہیں یہ سفلی مجاہدات ہیں حقیقت و واقعہ سے تعلق نہیں اس محنت کو کائنات پر لگنا ہے کہ آسمان، زمین برف، سونے چاندی میں کیا ہے اور اگر انسان اللہ کے لحاظ سے محنت کرے تو اس پر انکشاف خدا کے لحاظ سے ہوگا اور ایسی صفات کا ہوگا غیر پر محنت کرنے سے خدا کا انکشاف نہ ہوگا بلکہ غیر کا ہوگا اور جہل ہے اگر خدا کے لحاظ سے محنت نہ کی، زمین کا واسطہ حکم الٰہی سے ایسا ہے جیسے جسم کو روح سے کہ روح نکل جائے تو جسم سے کوئی فائدہ نہیں ملتا ہے ایسے ہی حکم الٰہی کے ہٹ جانے سے زمین و کائنات کی کسی چیز سے کوئی فائدہ نہ ملے گا اگر محنت صرف کائنات پر رہے اور مر جائے تو وہ مصائب کے تھپیڑوں میں آجاتا ہے حقیقت یہ

ہے کہ دنیا کی تمام شکلیں سائنس، عجائب قوم خدا کی تابع ہیں، خدا نے انسان کو اس مجاہدہ کے لئے بھیجا ہے جس سے خدا سے استفادہ کے طریقوں کا انکشاف ہو، یہ حقیقت ہے کہ انسان دوسرے مجاہدوں پر رہے اصل مجاہدہ پر نہ آئے تو اس پر انکشاف غلط ہوتے ہیں، جس سے کامیابی کے لئے اٹھنے والا ہر قدم ناکامی پر لے جائے گا اس ملک میں مجاہدہ کیا گیا، ساٹھ، ستر برس کہ ملک انگریزوں سے نکل کر ہندیوں کے ہاتھ میں آجائے تمام بھائی ہوں گے، خوف مہنگا ہوگا، چیزیں سستی، ہندو مسلم بھائی بھائی اب ملک مل گیا ہے لیکن حالات پہلے سے زیادہ ابتر ہیں اگرچہ شکلیں پہلے سے زیادہ ہیں اس وجہ سے کہ مجاہدہ ملک کے اعتبار سے تھا نہ کہ خدا کے اعتبار سے اس سے انکشاف یہ ہوا کہ عہدوں پر قبضہ ملنے سے حالات درست نہ ہوں گے یہ نہ ہوا کہ اعمال درست ہوں گے تب حالات درست ہوں گے اس وجہ سے عہدے ملے لیکن حالات بگڑے یہ اس وجہ سے ہے کہ انسان غور و فکر کرے کہ اشیاء کی کثرت کے باوجود بھی حالات درست نہ ہوئے، لہٰذا اب دوسرا مجاہدہ لینا چاہئے غلط مجاہدہ کرنے سے وہ شکلیں مل جاتی ہیں جن کی طلب ہوتی ہے لیکن پریشانیاں ساتھ نہیں چھوڑتی ہیں خواہ اسے وزارت زراعت، عہدہ، تجارت مل جائے، یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ سوچ بچار کرے کہ کونسی محنت اسے کامیاب کر سکے گی، انبیاء انسانوں کی محنت کو صحیح رخ پر لانے کے لئے آئے ہیں، انسان کی محنت اگر ان دو بنیادوں پر ہو تو تمام حالات میں ناکام ہو جاتے ہیں یہ کہ خواہش مشاہدہ پر محنت ہو ان دونوں پر محنت سے انسانی جوہر ضائع ہوتا ہے جس جوہر کی وجہ سے وہ جانوروں سے ممتاز ہوتا ہے باوجود کہ اس کے اور جانوروں کے تقاضے ایک سے ہیں اور دونوں جان رکھتے ہیں انسان اگر صحیح محنت کر لے تب جانوروں سے ممتاز ہوگا میدان محنت وہی ہو جو جانوروں کا ہے تو انسان جانوروں سے آگے نہ چلے گا (اولئک کالانعام بل ھم اضل) پھر اس کی کوئی پوچھ نہیں عزت نہیں، انسان کی محنت خدا کی معرفت پر آجائے کہ خدا سے کیسے استفادہ کر سکتا ہوں اور خدا کن کن طریقوں سے فائدہ پہنچا سکتے ہیں میرے تمام تقاضے پورا کرنے پر کس کس طرح سے قادر ہیں اور میں انسانیت کے کن طریقوں پر استعمال ہوں کہ خدا مجھے کامیاب کر دیں؟ یہ مختصر سا مجاہدہ ہے اس پر چلنے سے ہم چاہے برق و بھاپ، سونے، چاندی آسمان چاند پر محنت نہ کر سکیں تو کوئی حرج نہیں ہے بس یہ پہچان لیں کہ خدا کس کس طرح فائدہ مجھے پہنچا سکتے ہیں اور میں خدا سے کن اصولوں سے فائدہ حاصل کر سکتا ہوں یہ مجاہدہ تمام مجاہدہ سے بے نیاز کرنے والا ہے اس انکشاف کے علاوہ باقی انکشاف والوں کو ان انسانوں کے قدموں میں لا ڈالیں گے جو اس انکشاف والے مجاہدے کو کر رہے ہوں "یہ ہے کلمہ طیبہ" جیسے سیاست وزراعت، وزارت، حکمت، سائنس صرف زبانی کلمہ نہیں ہے بلکہ محنت والے ہیں ایسے ہی کلمہ طیبہ بھی محنت کا کلمہ ہے صرف زبانی نہیں ہے اس میں محنت

یہ ہے کہ اپنے اندر کے ان جواہر کو پہچانے جس سے محبوب خدا و خلق ہوگا اور ان اوصاف کو پہچانے جن سے یہ بہت نیچے گرے گا اور یہ بھی پہچان لے کہ خدا زندگی بگاڑنے پر کتنی طاقت رکھتے ہیں اور میرے زندگی بنانے پر کتنی طاقت رکھتے ہیں خود کو پہچانے، خدا کو پہچانے، دونوں اعتبار سے اور انسان میں وہ مادہ ہے جس سے جانوروں میں اس کا شمار ہے یہ والا سب سے گھٹیا ہے (یا کلون کما تاکل الا نعام والنار مثوی لھم) اس مادہ پر چلنے والا ہر انسان خواہ کتنی نسبتوں والا ہو وہ خدا کے یہاں کسی اور سے آگے نہیں، کھانے کے لئے محنت کرنا وزارت کے حصول کے لئے محنت کرنا، یہ تمام جانور کرتے ہیں سور، کتا، بندر بھی گدھے اپنا رزق تلاش کرتے پھرتے ہیں یہ کمانا ہے بعض جانور کچھ کما کر رکھ لیتے ہیں جیسے چیونٹی سرمایہ دار یا روز کمائیں یہ مزدور جانور ہیں کھانا، بیوی، بچوں کو کھلانا، مرغا اپنی مرغی کو بھی دانہ پر آواز دے کر بلا لیتا ہے، مکان بنانا، جانور زمین دوڑ مکان بناتے ہیں پرندے درختوں پر بالا خانے بناتے ہیں بیوی سے صحبت کرنا، بچوں کی پرورش وتفریح لباس کو صاف کرنا، چڑیا بھی اپنے کپڑوں کو صاف کرتی ہے چڑیا نہا کر پروں کو صاف کرتی ہے، تفوق بھی جانوروں میں ہے گھر میں اگر نیا مرغا آجائے تو دونوں مرغے آپس میں لڑیں گے، مشاہدہ پر چلنا بھی جانوروں میں ہے آئندہ و پس منظر کو نہیں سوچتے ہیں دکھائی دینے والی حالت پر زندگی گزار دیتے ہیں اس پر مچھلی کانٹے میں پھنس جاتی ہے جانور دانوں میں آکر جال میں پھنس جاتے ہیں یہ نسبتیں تمام انسانوں میں جمع ہیں صرف ان نسبتوں پر زندگی گزارنے سے انسان صرف جانور ہی رہتا ہے گزشتہ تاریخ کو سامنے رکھے صرف اپنی ذاتیات میں لگا رہے تو انسان میں حیوانیت بڑھتی جاتی ہے پہلا درجہ حیوانیت کا انسان میں یہ ہے کہ دوسروں کو نظر انداز کر کے خود کو بنائے، بڑا درجہ یہ کہ دوسروں کی بگاڑ کر اپنی بنائے، دوسرا جوہر سب سے اعلیٰ ہے انسان میں اسی وجہ سے دنیا و ہر مخلوق پر فضیلت ہے وہ ہے خلافت خداوندیہ والا، خلیفہ بننے پر دشمن دوست بن جائیں گے، حریف حلیف، اس نسبت کو ہر انسان مانتا ہے کہ یہ اونچی و بڑی ہے اللہ نے اپنی نیابت کی استعداد رکھی ہے اللہ تمام حیوانی تقاضوں سے پاک ہے شکل وصورت اور کمائی سے پاک ہیں خدا دوسروں کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہیں دوسروں کو مکان، جائیداد، نعمت، معافی، ستر عیوب دیتے ہیں، دوسروں کے حالات درست کرتے ہیں کھانا کھلانا اپنا مکان بنانا دوسروں کا مکان بنانا خدا نے اس انسان کو اس وجہ سے بنایا ہے کہ تمام انسانوں میں میرے نمائندے بن جاؤ، ان کے تمام ظاہری و باطنی تقاضوں کو پورا کرو، انسان جب اس تمام کی محنت کرتا ہے تو اسے ذاتی تقاضے دبانے پڑتے ہیں ایسے انسان کے سامنے قاتل و دشمن کے دل بجھ جاتے ہیں سب اسے چاہنے لگتے ہیں اب جانور والے اعمال سے نکل کر تم اعمال الٰہیہ پر آؤ، اعمال الٰہیہ کی عظمت تمام مذاہب و ملحدین کے نزدیک مسلم ہے اب

مجاہدہ یہ کرنا ہے کہ حیوانیت سے نکل کر خلافت پر کیسے آئے اب اس کے لئے فرشتوں والے اعمال ہیں ان کے اعمال ہے مجالس ایمان میں شرکت کرنا تعلیم وعلم کے حلقوں میں آنا، عبادت ونماز میں ساتھ ہونا، ساتھ آمین کہتے ہیں امام کے تسمیع کے بعد فرشتے تسمیع کہتے ہیں، ذکر کی محفلوں میں شرکت، ان اعمال کی استعداد انسان میں ہے، حیوانیت سے خلافت کی طرف انتقال اسی وقت ہوگا جب اعمال ملائکہ پر خوب چلنے والا ہو، اس سے جو ہر وکمالات ظہور میں آئیں گے فرشتے ہر وقت ان اعمال وعبادت میں لگے رہتے ہیں دوسروں کو لگاتے نہیں ہیں، انبیاء اسی واسطے آئے ہیں کہ وہ دوسرے انسانوں کے پاس ان کے مشاغل میں جا کر حیوانیت والے اعمال سے نکل کر اعمال ملائکہ میں لگا کر خدا کا خلیفہ بنائیں، انبیاء ایک قوم، ایک زبان، ایک علاقہ میں مقامی محنت کرتے تھے سید الانبیاء افضل البشر حضور ﷺ کا میدان محنت بہت بڑا ہے انبیاء کی محنت کو دنیا چپہ چپہ میں زندہ کرنے کے لئے محنت کرنا ہر انسان خواہ وہ کسی زمانے میں ہو اپنے حیوانی اعمال سے نکلے اور داعی بن کر اعمال ملکیہ میں مشغول ہو، اور ہر ایک کو انھیں اعمال میں لگا کر خدا کا خلیفہ بنے اور بنائے اگر انسان صرف اعمال حیوانیہ میں لگے تو خدا کے یہاں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے چاہے وہ سرمایہ دار ہو یا بادشاہ یا وزیر، یہ چیزیں ہمارے یہاں قیمتی ہیں لیکن خدا کے یہاں ایک ذرہ کی حقیقت نہیں رکھتی ہیں آج کل مال کے راستے سے زندگی بنانے کا رواج ہے انبیاء اسے ہی زیر کرنے کے لئے ہیں ان کے طریقے موجودہ کے نقشے کو توڑنے کے لئے آئے ہیں شروع سے ہی دو راستے ہیں مال کے اعتبار سے کامیاب بننا، اعمال کے لحاظ سے کامیابی لینا، ایمان ویقین واعمال صالحہ ہمارے ذاتی سرمایہ ہیں ان کا نور تمہارے ہر ہر عضوء جزء میں ہوگا ان سے ملنے والی عزت اصلی ہے، انبیاء ذات انسان کو قیمتی بنانے آئے ہیں، بیرونی چیزوں کو نہیں دنیا کے تمام نقشے قیمتی نہیں ہیں کہ خدا نے انھیں بنایا ہی بے قیمت ہے اور ان بے قیمت پر محنت کرنے سے آج انسان بھی بے قیمت بن گیا، دنیا کی تمام اشکال چاہے کتنی صورتیں بدل کر آئیں سب مٹی ہیں، مٹی سے نکل کر آئی ہیں، مٹی میں چلی جائیں گی حیوانیت سے نکل کر خلافت پر آنا بذریعہ اعمال ملکیہ، خلافت کا دستور ۲۴ گھنٹے کا ہے جیسے حضور ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے وہ ساری خلافت کی زندگی ہے اس کے لئے زبردست محنت کی ضرورت ہے سب سے پہلے محنت دنیاوی لائن میں یہ ہے کہ مال حاصل کیا جائے پھر مکان، لباس، طعام، شادی بیاہ کا انتظام ہوگا پھر مال پر محنت کرنے سے چیزیں ملیں گی ان سے اپنے تقاضے پورے ہوں گے اسی طرح انبیاء والی لائن میں پہلی محنت حصول ہدایت کے لئے ہے ہدایت ملنے کے بعد اسی کی روشنی میں اعمال کے درست کرنے کی محنت کریں گے، اگر پہلی محنت حصول ہدایت والی نہ ہو تو اعمال درست نہ ہوں گے اور تباہ برباد ہوں گے اب اصل مقابلہ مال لینے والی محنت و ہدایت ملنے

والی محنت میں ہے ہدایت یہ ہے کہ میری محنت سے کچھ نہیں ہوتا ہے، حتی کہ صحیح محنت کرنے سے بھی خدا کے دینے سے ہدایت ملتی ہے جو کچھ چیزوں میں دکھائی دیتا ہے وہی اعمال میں نظر آئے پانچ سو روپے ہیں جب بھوک لگے گی کھالیں گے پیسہ صحت، حفاظت، عزت، شبع کا ملنا بند ہو جائے اور اعمال سے ملنے کا ذہن بن جائے، قرآن میں بتایا ہے کہ اقوام ماضیہ کی زندگی ان شکلوں میں بگڑی ہے اس کی دعا ہے، ۴۰ر۵۰ رمرتبہ روزانہ (غیر المغضوب علیھم ولا الضالین) اور انبیاء کے قصص میں بتایا ہے کہ چیزوں کے بغیر ان کی زندگی کیسے بنی جنگل بیابان سے اسکیم چلا ڈالی قرآن ہدایت کی کتاب ہے ہمیں ہدایت کب ملے گی؟ جب دل کا وجدان اس قرآن کے مطابق ہو، قرآن کہتا ہے مال و چیزوں سے پرورش نہیں ہے دل یہ کہتا ہے مال چیزوں سے پرورش ہے تو دل میں ضلالت ہے ہدایت نہیں، محنت مجاہدہ کرو ہدایت لینے کے لئے، اعمال پر نعمت ملنے کا ذہن بن جائے کہ عزت، دولت، علو ملے گا۔ مال و چیزیں مردہ معلوم ہوں جیسے سانپ زندہ ہے سب گھبرا جائیں گے، مرا ہوا ہے سب مطمئن ہو جائیں گے جیسے میت کے معنی ہیں شکل اس سے نہیں ہوتا ایسے ہی مخلوق کے معنی ہیں شکل وصورت کے، اس سے وہی ہوگا جو خدا چاہیں گے، خدا ان کے بغیر جو چاہیں کر دیں، انبیاء بھی خدا کے پابند ہیں، محمد ﷺ کے ہاتھوں ابو طالب کو ہدایت نہ ملی وحشیؓ کو حضور ﷺ کے ارادے کے خلاف ہدایت مل گئی، حضور ﷺ ہدایت کی شکل ہیں لیکن ہدایت ان کے ہاتھ میں نہیں ہے قلعہ حفاظت کی شکل ہے حفاظت اس کے ساتھ نہیں ہے حفاظت و قلعہ کے خالق اللہ کے ہاتھ میں ہے چیونٹی سے جبرئیلؑ و ذرہ سے عرش و کرسی تک تمام غائب و مشاہد چیزیں سب کی سب سے کچھ نہیں ہوتا ہے صرف خالق اشکال سے ہوگا جو شکل سے پاک ہے، بنی ہوئی مخلوق سے کچھ نہیں ہوتا ہے بنانے والا شکل سے پاک، صرف وہی کرنے والا ہے ہدایت اس کا نام ہے کہ مشاہدہ والی چیزوں سے ملنے و زندگی بننے کا ذہن نہ رہے بلکہ اعمال سے ہونے کا ذہن بن جائے ان اعمال خمسہ پر حفاظت، بلندی، علو، مکان، زمین، پرورش خدا اپنی قدرت سے دیں گے کہ وہ اچھے اعمال پر راضی ہو کر زندگی بنا دیتے ہیں مال کے راستے سے کامیابی کا ملنا یہ ضلالت ہے تمام انبیاء و موسی نے شروع میں آ کر تورات نہ دی کہ پہلے پڑھ لو پھر عمل کو نا حضور ﷺ و ہر نبی نے یہی کیا ہے کہ فرعونی نظام ہے عورتوں کی عصمت و بچوں کے جانیں و کاروبار محفوظ نہیں ہے موسی نے کہا اے قوم توکل کر لو، انھوں نے زبان سے تو کل کر کے دعا بھی مانگی جواب میں آیا کہ صرف زبانی بات کافی نہیں ہے عمل کرو، نماز کو درست کر لو، ایمان و دھیان تو علم و نیت کے اعتبار سے درست ہو تو نماز پر خدا ہر مسئلہ کو حل کریں گے آج تو کہتے ہیں کہ خالی نماز سے کیا ہوتا ہے؟ ارے خالی نماز سے ہر نبی کے زمانے میں ہوا ہے تم بتلاؤ خالی کمانے سے کیا ہوتا ہے؟ خالی کمانے سے وہ ہوتا ہے جو

آج ہمارے ساتھ ہو رہا ہے آج اعمال کو کسب مال کا ذریعہ بنایا اعمال کا انحصار مال پر کرلیا گیا کہ میری محنت سے مال اور مال سے اعمال چلیں گے ایسا نہیں ہے تمام حالات ابتر سے بچنا اعمال کے ذریعہ ہے فرعونی حکومت و پبلک سے مصیبت پہنچی اس کے پاس جا کر اپنے حقوق کا مطالبہ نہیں کرتے ہیں کہ میری زمین واپس دلوادو، وہاں جا کر مقدمہ میں پانچ ہزار اور خرچ ہوں گے ارے تم نماز پڑھو، خدا سے کہتے رہو مصائب جھیلتے رہو نہ معلوم کتنی عورتوں کی پٹائیوں کی دعائیں، دکانیں جائیدادیں ضبط کرنے کی دعائیں خدا کے یہاں جمع تھیں جس پر خدا نے فرعونی نظام کو غرق کیا اور بنی اسرائیل نے کبھی فرعونیوں کی طرف رجوع نہ کیا صرف نماز کو درست کرلیا، اشیاء کی خلقت بظاہر چیزوں سے ہے اور اشیاء کی تقسیم قدرت سے ہے نمازی کا براہ راست تعلق قدرت سے ہے اب بنی اسرائیل نے آنکھ سے دیکھ لیا کہ ہماری نماز و عمل شدائد و صبر پر حکومت مل گئی، فرعونی نظام غرق ہوا تب انہیں تورات پوری دے دی گئی نماز پر عمل کا ذہن بنایا گیا کہ ہر تقاضہ و ہر چیز عمل سے ملے گی ذہن عمل کا بن جانے کے بعد تورات دی سمندر میں سے جگہ دی، من وسلویٰ آسمان سے اتارا، مال کی طاقت اعمال کی طاقت کا مقابلہ نہیں کرسکتی جب اعمال کا معیار قائم ہو جائے، ملک و مال کا معیار نہ رہے گا اللہ کے بندوں میں مال و جان لگانے والا بن جائیں تو خدا اپنی قدرت کو استعمال کر کے ترتیب بدلیں گے، خواہ ہدایت دیں یا عذاب بھیج دیں، مکہ کے تیرہ سال میں صرف ۱۶/۵ اعمال تھے، دعوت تعلیم، ذکر تعاون پھر نماز نقشے خلاف تھے، بچے چھن رہے تھے، جائیدادیں جارہی تھیں بیوی مٹ رہی تھی، یہاں تک کہ وطن چھوڑ دیا، تب خدا نے بدر میں بغیر سامان و نقشوں کے آسمان سے فرشتے اتارے لکڑی کو تلوار بنایا، ان اعمال کی قیمت معلوم ہوگئی، تو حوصلے اور بلند ہو گئے یہاں تک کہ قحط سالی ہے پاس کچھ نہیں ہے کٹائی کا وقت ہے ایسے نازک وقت میں حکم ملنے پر کمائی کے مقابلے میں ۳۰٫۴۰٫ ہزار یا ۷۰ ہزار روانہ ہوئے کمائی کو قربان کر کے نکل گئے کہ خدا خود پالیں گے اگرچہ اقتصادی حالات بہت بدحال ہیں صحابہؓ اس عرصہ میں اعمال خمسہ پر کاربند رہے تھے یقین بھی ان اعمال سے ملنے کا تھا جب کمائی کے تقاضے کو توڑ کر نکلنے والے بن گئے تو حضور ﷺ بھی محنت دے کر چلے گئے کہ ان اعمال کو کریں گے مال و جان کا صحیح خرچ ہوگا تو خدا مدد کرتے رہیں گے صحابہ کرامؓ خلیج فارس عبور کر گئے دعا پر زمین پھٹ کر پانی نکلا، بارش رک گئی (دعا پر) آسمان سے کھانا اترا، جانور زندہ ہو گیا سب لوگ خود بخود مائل ہو گئے افریقہ میں ایک جگہ کو چھاؤنی بنانے کے لئے منتخب کیا مقامی لوگوں نے کہا کہ اس میں اتنی تعداد میں فلاں جانور ہیں جن کے نکالنے کے لئے سو سال چاہئے صحابہ کرامؓ نے کہا نہیں دن میں چھاؤنی ڈال دیں گے قوم بربر جمع تھی ایک صحابی نے ٹیلہ پر کھڑے ہو کر کہا "ہم غلام محمد ﷺ ہیں ہم اللہ کے راستہ میں ہیں ہمیں چھاؤنی ڈالنی ہے تین دن میں نکل

جاؤ اس کے بعد جو ملے گا مار دیں گے'' تین دن کے بجائے صرف ۲۴ گھنٹے میں جنگل خالی ہو گیا، اس پر کئی لاکھ مسلمان ہو گئے جیسے قدرت کو خدا انبیاء کے زمانے میں خلاف رواج استعمال کرتے تھے اس طرح انبیاء کی محنت پر صحابہ کرامؓ کے ساتھ ہوا ہے ابو مسلم خولانی کی دعا پر کھانا اترا ہے، ابو مسلم آگ میں نہیں جلے نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے مردہ سواری زندہ ہو گئی اس سب کا سبب یہ ہے جو کچھ چیزوں میں نظر آ رہا ہے وہ سب اعمال میں نظر آئے بس اپنے ذاتی تقاضوں میں کمی کرو اور ہدایت والے اعمال کو کرو عبادات، اخلاقیات کے ساتھ ساتھ دعوت پر کھڑے ہو جاؤ کچھ وقت کمانے کا کچھ وقت اللہ کے راستے میں، کمائی و گھریلو زندگی میں کمی آ جائے اور مجاہدہ و محنت میں زیادتی آئے، محنت کے میدان قائم کئے جائیں، پھر ہدایت کی دعا مانگی جائے، جتنا میدان ان اعمال خمسہ کے پھیلنے کا بنے گا تو محنت و مجاہدہ کے پورے ہونے کے سبب کفار وفساق کو ہدایت مل جائے گی، اس میں اپنے آرام وراحت و گھریلو نقشوں میں کمی آ جائے گی لیکن تمہاری دعاؤں سے کروڑوں کو ہدایت ملے گی عمرؓ جیسے کو ہدایت دعا سے ملی تھی اسلام سے پہلے مسلمان ان کو شیطان مکہ کہتے تھے اور یہ کہ عمر کے باپ کا گدھا تو مسلمان ہو سکتا ہے لیکن عمر مسلمان نہیں ہو سکتا رات کو بہن فاطمہ کو اتنا مارا کہ سمجھے اب مر گئی ہے سو گئے رات کو تہجد میں بہن کا قرآن سنا، صبح کو اسلام لائے جیسے ان کی قربانی و دعا پر عمر جیسے کو ہدایت ملی ہے ایسے ہی ہماری محنت، دعا پر ہزاروں کو ہدایت مل سکتی ہے اگر ہم نے محنت کر کے خلافت خداوندیہ کو حاصل کر لیا تو تمام انسان ہمارے قدموں میں آ کر گریں گے ہماری ذات قیمتی بنے گی اس پر قبولیت دعا کا انعام ملے گا میرے مطالبہ پر جان کو لگایا ہے تو میری بات پر اپنی قدرت و ذات کو لگا دے، اپنی ذات کو ان کی بات پر لگاؤ، وہ اپنی ذات تمہاری ہر بات پر لگا دیں گے اس میں خواہش کم ہو گی، ہم نے ذات کو خواہشات پر لگا دیا ہے اب دعا کا مطلب یہ ہے کہ ہم تو خدا کو آرڈر دے رہے ہیں جب ہمارا آرڈر پورا نہ ہوا تو پیروں اور مولویوں سے دعا کو کہا، ارے اگر تم اپنی ذات کو ان کی بات پر لگاؤ تو تمہاری بات پر ان کی ذات لگ جائے گی، صحابہ کرامؓ کی ترتیب ثلث والی تھی تو اس زمانے میں مسجدیں آباد تھیں جس سے ہدایت ہر ایک انسان کو ملتی تھی، مسجد ان اعمال خمسہ کے لئے بنی ہے اس ماحول کو مسجدوں میں زندہ کرنے کے لئے محنت کی ضرورت ہے سب سے اونچا درجہ صحابہ کرامؓ والا ہے آج کل کے لحاظ سے ہر سال میں چلہ کا مطالبہ ہے شیطان فقر و فاقہ و موت کو سامنے لاتا ہے ہزاروں نے چار ماہ دیئے لیکن وہ بھی تمہاری طرح مزے کر رہے ہیں۔

محنت ایک ہی ہے لیکن شکلیں اور میدان تین ہیں

عمومی بیان

جمعہ بعد فجر حرم مدنی میں ۱۵ ر مئی ۱۹۶۴ء مطابق ۴ر محرم ۱۳۸۴ھ

نحمده نصلی علی رسوله الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

محنت کے دو راستے ہیں ایک کائنات سے فائدہ حاصل کرنے کی محنت، دوسرے کائنات کے خالق سے فائدہ حاصل کرنے کی محنت، کائنات سے لینے والوں کو بھی خالق سے ملتا ہے لیکن کائنات کے اعتبار سے فائدے ملیں گے اور خالق سے لینے والوں کو خالق کے اعتبار سے ملے گا اب محنت شخصی، ملکی یا عالمی ہوگی دونوں راستوں میں آدمی جس رخ سے محنت کرے گا اسی رخ سے کائنات سے یا خالق سے فائدہ ملے گا محنت کی تین شکلیں بنیں، ایک صالحین کی محنت، دوسرے انبیاء کی، تیسرے سید الانبیاءؐ والی محنت، محنت ایک ہی ہے لیکن شکلیں اور میدان تین ہیں ایک ذات میدان ہو تو صالحین والی محنت یا ایک علاقہ ہی میدان ہو تو انبیاء والی محنت، سارے عالم کو میدان بناؤ تو سید الانبیاء والی محنت ہے۔ مجاہدہ (محنت) سے انسان پر مکاشفہ ہوتا ہے ہم نے دیکھا کہ زمین پر سونا، چاندی، کھیت، باغ ہیں مزید محنت سے پتہ چلا کہ اس میں پیٹرول اور فلاں فلاں گیس بھی ہے مشاہدہ بڑھتا رہا، مشاہدہ ہی محرک محنت ہوگا سیاست ملکی تجارتی زراعتی سائنسی محنتوں کا افتتاح مشاہدہ سے ہوگا جتنی محنت بڑھے گی اس کا مشاہدہ بڑھے گا اور بقدر مشاہدہ اس چیز میں جذب ہوگا دوسری محنت میں بغیر مشاہدہ کے صرف غیب کے یقین کی محنت ہوگی محنت کریں گے تو رخ قائم ہوگا پھر محسوس ہوگا اور آخر میں جا کر سب کچھ دکھائی دے جائے گا، ہمارا مشاہدہ ناقص بھی ہے اور جتنا مشاہدہ ہے وہ بھی غلط ہے نہ خدا کا نہ جنت دوزخ کا، نہ رسل وملائکہ کا، نہ اثرات اعمال کا مشاہدہ ہے صرف ادویہ، اغذیہ، اسلحہ اور سامانوں کا مشاہدہ ہے، کرنے والے کا نہیں ہے، البتہ استعمال ہونے والی چیزوں کا مشاہدہ ہے اسی وجہ سے

محنت کرنی پڑے گی جس سے یقین بدلے اور چیزوں کی بجائے اعمال پر پڑے اصل اعمال ہیں اعمال بگڑے تو چیزوں میں ناکامی ہوگی اعمال درست ہوئے تو بغیر چیزوں کی کامیابی ملے گی (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) اللہ کی ذات کے سوا کی ہر شکل سے نہیں ہوتا ہے حتی کہ انبیاء کی شکل سے بھی نہیں ہوتا ہے خدا جب چاہے سورج میں اندھیرا لے آوے، سورج اپنی روشنی میں مختار نہیں، حضرت محمدؐ اپنی ہدایت میں مختار نہیں ہیں آپ چاہیں خدا نہ چاہیں تو ابو طالب کو ہدایت نہ ملی، آپ نہ چاہیں خدا ہدایت چاہ لیں تو وحشی کو ہدایت ملی، ایسے ہی عثمان کو بھی ہدایت مل گئی، عثمان مجلس میں بیٹھے تھے حضورؐ کا دل چاہ رہا تھا کہ انہیں کوئی قتل کر دے (☆) آخر کسی نے کچھ نہ کیا تو حضورؐ سے کلمہ پڑھ کر وہ عثمان صحابی بن گئے، ان کے جانے کے بعد حضورؐ نے کہا کہ تم میں رجل رشید نہ تھا جو اسے قتل کر دیتا، صحابہ نے کہا کہ آپ فرما دیتے تو فرمایا خائینۃ الاعین نبی کے مناسب نہیں یعنی وہ تو مطمئن ہو رہا ہے اور میں اشارہ اس کے خلاف کروں اسی وجہ سے ابو طالب کو ہدایت نہ ملی حضورؐ بے قرار ہوئے تو اللہ نے اتار دیا (انک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء) ملک الموت جبرئیل میکائیل چیونٹی سب پر خدا کا قبضہ ہے جس سے جو چاہیں گے اس سے وہی ہوگا فرعون نے چاہا موسیٰؑ قتل ہو خدا نے چاہا کہ موسیٰؑ فرعون کی گود میں پلیں، جو موسیٰؑ نہ تھے وہ تو ہزاروں مار ڈالے فرعونیوں نے، ادھر جو موسیٰ ہے اسے خدا فرعون کی گود میں پال رہے ہیں موحد اعظم جبرئیل کے ہاتھوں سامری مشرک کو پلوالیا، ادھر کافر اعظم فرعون سے موسیٰ نبی کو پلوایا، نصاریٰ کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ احیاء الموتی نزول مائدہ عیسیٰؑ نے کیا حالانکہ یہ تو سب کچھ اللہ نے کیا تھا، نبی کے فعل کے ساتھ اللہ کی چاہ لگ گئی اس وجہ سے وہ کام ہو گیا جس شکل کو جس کام کے واسطے بنایا ہے وہ ارادہ خدا کے بغیر نہ ہوگا لیکن اللہ جو چاہیں کسی کے بغیر بھی کر دیں، نبی کے بغیر ہدایت دی، ابراہیمؑ، محمد ﷺ اور موسیٰؑ کو براہ راست اپنے ارادہ سے ہدایت دی نہ کسی حکومت سے ہو نہ کسی فرد سے، نہ کسی چیز سے، ابراہیمؑ نے کہا ﴿ربی الذی یحیی ویمیت قال انا احی وامیت﴾ اور نمرود نے اس شخص کو ہلاک کر دیا جس کی رہائی کا حکم عدالت نے سالوں کی رگڑائی کے بعد دیا تھا اور جس کے قتل کا حکم ملا تھا اسے رہا کر کے گویا کے مردے کو زندہ کر دیا، حکومت والوں کی عقل خدا مسخ کر دیتے ہیں صدیقؓ نے کہا تھا کہ بادشاہت میں کچھ نہیں ہے سب نے تعجب سے دیکھا تو فرمایا کہ بادشاہ ہونے میں ہی عمر آدھی ہو جاتی تھی لیکن میرے خیال میں آج کل تو عقل بھی جاتی رہتی ہے بادشاہ نے پوچھا کہ اے وزیر اس حوض میں کتنے پیالے پانی ہوگا؟ وزیر نے کہا کیا خبر ہے بادشاہ نے کہا کسی طالب علم سے پوچھو، سپاہی گئے سبق میں دیر سے جانے والے طالب علم کو زبردستی پکڑ کر لے آئے۔ اس نے کہا یہ تو معمولی بات ہے اگر پیالہ بقدر حوض ہو تو ایک ہی پیالہ

آوے گا، ابراہیمؑ نے ایسی بات کہی جس کا جواب نہ بن سکا ﴿فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغرب﴾ زمین آسمان کی مشاہد وغیر مشاہد ہر شکل سے نہ ہوگا، اگر محنت کر کے وہاں تک پہنچ گئے جہاں دھوکہ بدلتا ہے حقائق کھلتے ہیں مکہ میں مشاہدہ نہ ہوا بلکہ یہاں بدر میں ظاہر ہوا کہ کرنے والے اللہ ہیں۔ لکڑی کو تلوار بنا دیا، شکل سے جو پاک ہے اس سے ہونے کا یقین بنے، بغیر شکل کے ہوتا ہے اللہ جو چاہ لیتے ہیں وہ ہو جاتا ہے دوسرا یہ ہے کہ اللہ سے فائدہ حاصل کرنے کیلئے کائنات راستہ نہیں ہے بلکہ اعمال محمد ﷺ ہی راستہ ہیں اندر باہر حضور ﷺ والے اعمال ہوں گے تو خدا کامیاب کر دیں گے ورنہ نہیں، جیسی زندگی انہوں نے گزاری ہے اس زندگی میں خدا سے استفادہ ہے سارے انبیاء کے راستے ختم ہو چکے اب تو صرف محمد ﷺ والے راستہ سے ہی فائدہ خدا سے ملے گا، اب محنت ہوگی شکلوں کے غلط یقین سے خدا کے کرنے کی طرف اور اعمال محمد ﷺ سے ہو جانے کی طرف، خدا نے کلمہ ونماز دیا، کلمہ والے یقین کو دل میں گاڑنے کیلئے نماز پر محنت کرو، جیسے سیاست، زراعت، تجارت، ڈاکٹری، ڈرائیوری، پہلوانی، تیرنا انسان کے استعمال کی مختلف شکلیں ہیں ایسے ہی نماز بھی انسان کی ایک خاص شکل ہے جس میں وہ خدا کے اعتبار سے استعمال ہوتا ہے سیاست میں ملک کا قابض بن کر یا قبض بننے کیلئے محنت ہے اس میں انسان کا استعمال ملک کے اعتبار سے ہے آلات طب وجراحت کے اعتبار سے استعمال ڈاکٹری ہے لوہے کے اعتبار سے استعمال لوہار پن ہے نماز خدا سے لینے کے اعتبار سے استعمال کا نام ہے اسی استعمال سے فوجوں، ہتھیاروں، راکٹوں، ایٹمیات عساکر کے مقابلہ میں قدرت خدا کے دروازے کھلیں گے خدا کی مشیت وارادہ سے ہوتا ہے جس دن چاہیں گے سائنسیات کو مٹی کر دیں گے اور ہمارے اعمال کی طاقت کو ظاہر کر دیں گے جیسے سانپ کو جب چاہا لاٹھی بنا دیا۔ لاٹھی کو سانپ بنا دیا، بڑے درخت سے چھوٹا سا دانہ نکالا، چھوٹے سے دانے سے کتنا بڑا درخت نکال دیا، کائنات کا یقین نکلنا استفادہ قدرت کیلئے شرط ہے نیا نبی اس وقت آتا ہے جب امت گزشتہ نبی کو ہی خدا ماننے لگتی، اگلا نبی آکر کہتا وہ تو بندہ تھا عیسیٰ کو ہم نے نبی مان لیا، خدا نے کہا اگر عیسیٰ اور اس کی ماں یا سارے لوگوں کو خدا مار دے تو کون بچائے گا انبیاء کے بارے میں خدا دو رخ رکھے ہیں ایک رخ میں نبی خوفزدہ بے قرار نظر آ رہا ہے اس کے قتل کے مشورے ہو رہے ہیں اس کی پٹائی ہو رہی ہے وہ خدا سے مدد مانگ رہے ہیں تاکہ ظاہر ہو جائے کہ نبی کرنے والے نہیں ہیں یوسفؑ نے جیل خانہ سے نکلنے کی تدبیر اختیار کی رہا ہونے والے سے کہہ دیا بادشاہ سے کسی وقت میری رہائی کی بات کرنا خدا نے سب کچھ اس کو بھلا دیا اور یوسفؑ ناامید ہو گئے پھر خدا نے غیب سے خواب سے رہا کر دیا اللہ سے براہ محمد ﷺ فائدہ ہوتا ہے براہ کائنات نہ ہوگا جس نبی کے راستہ نے تمام

انبیاء کے راستوں کو روک دیا وہ کیسے روس امریکہ کو جوتیاں نہ بنادے گا ذرا سمجھ کو استعمال کرو سارے نظاموں میں فرشتے پھیلے ہوئے ہیں سورج حفاظت انسانی پہاڑ یا دریا بارش کھیتی تقسیم رزق وغیرہ ابراہیمؑ کے پاس ملک الجبال اور ملک الجبار آئے ابراہیمؑ نے دونوں سے فائدہ لینے سے انکار کر دیا کہ میں تو صرف ایک خدا کی طرف رجوع کرنے والا ہوں کسی بنے ہوئے کی طرف نہیں، میرے مسئلہ کو بنانے والا ہی حل کرے گا، آخر خدا نے اپنی ذات سے حکم دے کر آگ کو بجھا دیا، پہاڑ، دریا مشاہد شکلیں ہیں ان پر مسلط فرشتے غیر مشاہد شکلیں ہیں ابراہیمؑ نے دونوں قسم کی شکلوں سے یکسوئی کر لی خدا نے آگ کو آگ رکھتے ہوئے اس میں باغ کی صفت پیدا کر دی تھی، **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ، دونوں کا یقین ہو، کائنات سے نہیں ہوتا ہے اللہ سے ہوتا ہے اللہ سے براہ کائنات لینا کامیابی کا دھوکہ ہے اللہ سے براہ محمد ﷺ لینا اصل کامیابی ہے اس میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ نماز کو حضور ﷺ کے طریقہ پر لاؤ، اس کیلئے پانچ باتیں شرط ہیں پہلی بات یقین ہے امریکہ وروس، انڈین یونین میں جو کچھ پھیلا ہوا ہے اس کا یقین ختم ہو گا وہی ہو گا جو ہم خدا سے حضور ﷺ والی نماز کے بعد مانگ لیں گے، امریکہ یا روس یا ہند یا بلاد یورپ جو چاہیں گے وہ نہ ہو گا نیت خاص ہو باوجودیکہ جو ہم کہیں گے وہی ہو گا لیکن اس کے ہونے کیلئے نماز نہیں ہے بلکہ صرف اللہ کو راضی کرنے کیلئے نماز ہو، جس کا میں ہوں میں تو اسی کو راضی کروں گا یہ غلام پنا ہے لینے کے واسطے کرنا تو غلام پنا نہیں بلکہ چاپلوسی اور لالچ ہے اگر کسی امیر کی خدمت امیر کو راضی کرنے کیلئے کی تو امیر اس فقیر کو دوست بنائے گا اس کی خوب عزت کرے گا، اپنے ساتھ بٹھائے گا اور کھلائے گا اور اگر امیر کی خدمت کچھ لینے کے واسطے کی تو پھر عزت ہوگی نہ کچھ اکرام ملے گا، **لاالہ الا اللہ** سے ساری نیتوں کی بھی نفی ہے تیسری شرط یہ ہے کہ کسی اور کا دھیان نہ ہو، صرف خدا کا ہی دھیان ہو، پوری نماز میں شروع سے آخر تک اللہ کا ہی دھیان آوے کسی اور کا نہ آوے، اللہ کا دھیان آئے یا جس کے دھیان میں لانے کا خدا نے حکم دیا ہو، جیسے دوزخ یا جنت کا دھیان یا قبر حشر کا دھیان، ان کا دھیان خدا کے دھیان کے منافی نہیں ہے اللہ سے ہوگا میری ترکیب وترتیب سے نہ ہوگا اور میری نماز اور دعا پر خدا کریں گے اگر وہ اس سے راضی ہو گئے چوتھی شرط یہ ہے کہ یہ نماز علم پر پوری اترے، یہاں باطنی علم چاہئے خارجی نہیں خارجہ علم کتاب کے اندر کا ہے باطنی علم سینہ کے اندر کا ہے جیسے طواف کرتے ہوئے کتاب میں سے پڑھتے ہوئے جارہے ہیں یہ خارجی علم ہے ایک عبادت وہ ہے جس میں غیر کو باطناً چھوڑنا شرط ہے خارجاً نہیں ایک عبادت وہ ہے جس میں غیر کو باطناً خارجاً چھوڑنا پڑتا ہے علم حضور ﷺ کے اندر آیا پھر اندر سے باہر آیا، اسی وجہ سے جبرئیل نے آکر آپ کو تین بار خوب بھینچا، اس سے براہ راست قرآن کو اندر اتارا گیا، کتاب میں لکھ کر قرآن نہ دے دیا، اقرأ کے

معنی یہ ہوں کہ کتاب میں سے دیکھ کر پڑھو تو حضور ﷺ نے اس لحاظ سے پڑھا نہیں ہے اقرأ کا سب سے پہلا حکم ہے اس حکم کو ۱۳ رسال مکہ میں پورا کیا، پھر صلح حدیبیہ تک کے ۶ سال مدینہ کے مزید گزرے، ۱۹ سال تک اس اقرأ کو پورا کرتے رہے لیکن صلح میں رسول اللہ کا لفظ نہ پڑھنا جانتے تھے قیامت کو آواز ہی یہ لگے گی نبی امی اس مقام محمود پر آجاویں، پوچھا جاوے گا امی نبی تو بہت نبی ہیں کون سے نبی امی؟ پھر پکار ہوگی کہ نبی امی ہاشمی ابطحی ، اس پر حضورؐ آویں گے جبرئیل کے دبانے سے سارا قرآن حضورؐ کے اندر آگیا، اب جو لفظ نکلتے تھے وہ اندر کی مایہ سے نکلتے تھے، حضرت عائشہؓ سے یزید بن بابنوس نے پوچھا کہ اخلاق نبیؐ کے کیسے تھے؟ کہا تو نے قرآن نہیں پڑھا؟ قرآن ہی حضورؐ کے اخلاق ہیں۔

من تو شدم تو من شدی من جاں شدم تو تن شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

قرآن اور خود کو حضور ﷺ نے برابر کرلیا تھا ارے تمام عبادتوں کو ہم کتابیں دیکھتے ہوئے کر سکتے ہیں لیکن نماز میں کسی کتاب کو نہیں پڑھ سکتے ہیں۔ ورنہ نماز احناف کے یہاں ٹوٹ جاوے گی، دوسروں کے یہاں غیر قرآن پڑھنے سے بھی ٹوٹ جاوے گی، اب علم مسائل وفضائل کا لو، ان پانچ باتوں پر نماز لانے کی محنت کی تو اس محنت سے ہی دعا قبول ہونے لگے گی۔ پہلی دعا ہوگی، "اھدنا الصراط الخ" اے خدا مجھے نماز کے راستہ سے ہی کامیاب کردے انبیاء کی طرح میرے مسائل نماز سے حل کردے، اھدنا کے معنی ہیں بلغنا ہمیں پہنچادے چونکہ نماز سے مسائل کے حل کا رواج نہیں رہا ہے اس وجہ سے لوگ کہہ دیتے ہیں خالی نماز سے کیا ہوتا ہے ورنہ سارے قبائل واحزاب چڑھ آئے تھے یہودی باہر والوں سے ملے ہوئے تھے بدر سے بھی زیادہ خوف تھا سردی خوب، کپڑا نہیں، بھوک خوب کھانا نہیں، خوف اعداء خوب، ہتھیار نہیں منافقین اجازت لے کر آتے رہے، تو سو کے قریب حضور ﷺ کے ساتھ رہ گئے، رات کو باہر نکلے اور فرمایا کچھ ہونے والا ہے جو خبر لاوے گا میرا ساتھی جنت میں ہووے گا اس زبردست خوش خبری پر بھی کوئی نہ اٹھا تو نام لینا شروع کردیا، حذیفہؓ کا نام لیا، تو حذیفہؓ اور نیچے ہوگئے طبیعت آمادہ ہی نہ تھی خوف تھا اس وجہ سے زبردستی حضور ﷺ کی ماننی ہی پڑی، بدر میں بچوں کے عزائم قوت محرکہ ابوجہل کے مارنے کے تھے یہاں بہادر بھی گھبرا رہے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ان میں گھس جا، کچھ مت کرنا چلے تو ساری سردی ختم سارا خوف ختم جا کر دیکھا تو زبردست ہوا، خیمے اکھڑنے لگے، دیگیں الٹنے لگیں ابوسفیان نے آواز لگائی سب جمع ہو جاویں اس میں حذیفہؓ بھی جا پہنچے ابوسفیان نے کہا کہ دیکھو کوئی دشمن کا آدمی تو ہے نہیں؟ حذیفہؓ نے

دونوں طرف والوں سے خود ہی نام پوچھے اور اس طرح سے ان کا نام نہ پوچھا گیا، اللہ کی شان ہوا دو دھاری تلوار تھی، صحابہ کی طرف جا کر خنکی کے ساتھ نیند لاوے اور صحابہؓ کے مخالفین کی طرف جا کر وہی ہوا سخت تیز بن کر مصیبت لا رہی ہے اللہ کا حکم مان لینے سے قوت ضعف سے ضعف قوت سے بدل گیا ہے اس پر ابو سفیان نے کہا میں نے تو عزم واپسی کا کر لیا ہے، بنو قریظہ نے ساتھ چھوڑ دیا ہے کھانا ختم ہو رہا ہے میں تو جا رہا ہوں بس جو رعب اس اکثریت کا اس اقلیت کے دل میں تھا اب اس کا برعکس ہو گیا وہی ہوا جو مسلمانوں کو میٹھی نیند سلاوے وہی ہوا یہاں بہادروں تک کے پاؤں اکھیڑ رہی ہے حذیفہؓ نے حضور ﷺ کے حکم کی وجہ سے تیر نکال کر واپس کر دیا اور دشمن کو قتل نہ کیا، واپسی میں ۲۰ گھوڑے سوار فرشتے ملے، واپسی میں دیکھا تو حضور ﷺ نماز میں تھے، بدر میں بھی نماز تھی یہاں بھی نماز ہے وہاں قتال ہے یہاں نہیں نماز ہر جگہ ہو گی آگے کیا صورت اختیار کریں اسے خدا ہی منکشف کریں گے، نماز کو پانچ طریقوں سے بنانے کی محنت سے دعا قبول ہوتی ہے اب سب سے پہلے نور خدا ہی خدا سے مانگو، ﴿نور علی نور واللہ یهدی لنورہ من یشاء ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور﴾ ﴿نورھم یسعی بین ایدیھم الخ﴾ اسی نور سے دنیا میں ہر مصیبت و ہر حاجت میں اعمال کی طرف چلتا رہا اسی نور کی روشنی میں قیامت کے دن چلے گا جیسے کائنات کی چیزیں دیکھنے کیلئے سورج کی روشنی ہے ایسے ہی ابدی اعمال کو دیکھنے کیلئے خدا نے ابدی روشنی قلب مسلم کو دی ہے عارضی کائنات کیلئے خدا نے عارضی روشنی مفتا مفتی میں دیدی، باہر گلی میں پانی حکومت نے مفت میں لگا دیا لیکن اپنے گھر میں لینا چاہتے ہو تو کچھ دینا ہو گا، ایسے ہی باہر کا نور مفت لیکن اندر کا نور محنت سے ملے گا نور ملے گا تو کسی گورنر و سلطان زمانہ کی وجہ سے نماز یا کسی عمل میں تاخیر نہ کرے گا جلدی شادی ختم کرو، میں تعلیم کے حلقہ میں جاؤں اس محنت سے ہم اعمال کے راستہ پر پڑیں گے پھر ہم اپنی مخصوص لائن حکومت تجارت مزدوری ڈاکٹری کے اعمال کو حاصل کر سکیں گے سب سے بڑی عبادت نماز ہے کیونکہ اس میں خلق سے بالکلیہ نکلنا ہے حج وصوم کی جان نماز ہی ہے نماز ہدایت کا نور لینے کیلئے ہے جس سے آپ اعمال پر پڑیں گے اور آپ متقی بن جاویں گے پھر سارے مسائل دعا سے حل ہوویں گے اس محنت میں جب آدمی لگے تو خلق خدا سے لینے کی بجائے ان کو دینے والا ہے خدا سے بہت سوں کا لینا چاہتے ہو تو بہت سوں کو دینے لگو، اللہ سے لے کر لاکھوں کی زندگی بناؤ، تمہاری زندگی تو آخرت میں جنت میں بنے گی، یہاں کی عزت ذلت میں ہے یہاں کی بڑائی و بلندی پستی اور تواضع میں ہے سب مجھ سے اچھے ہیں میں سب سے برا ﴿اذلة علی المومنین﴾ ہم بن جاویں تو امریکہ روس ہند کے یہود و نصاریٰ و مشرکین پر عزیز ہو جاویں گے، اگر مسلمان ایک دوسرے پر بڑے بننے لگ جاویں گے تو تفرقہ پڑے گا جس سے

امت عذاب میں آجاویں گی، تیز گاڑی کا مسئلہ اس کے ہینڈل پر ہوتا ہے ادھر مڑا تو ٹھیک ادھر مڑا تو ہلاکت ایسے ہی اکرام اخلاص کا مسئلہ ہے خوب اچھے سے اچھا عمل کر کے خود ذلیل سمجھے اے نفس تیری نیت ہی خراب ہے تو عمل کہاں قبول ہوگا عمل کر کے اس کی ہم خرابی نکالیں گے تو خدا معاف کر دیں گے یہی حال اس امت کا ہے کہ قیامت کو ساری امتیں کہیں گی کوئی نبی نہیں آیا پتہ نہیں کہاں چلے گئے تھے اور فرشتوں نے غلط لکھ دیا ہے خدا کہیں گے اے رسولو! بتاؤ وہ ہمیں کہیں گے ہم تو گئے تھے باتیں پہنچادی تھیں اللہ کہیں گے گواہ کون ہے؟ رسول کہیں گے امت محمدیہ ہماری گواہ ہے ۔اے امت محمدیہ تم بولو، یہ امت کہے گی، ہاں یہ رسول سچے ہیں کیا ثبوت ہے تمہارے پاس؟ ہمارے پاس قرآن ہے جس کی ہر بات سچی ہے ایسے ہی ایک آدمی کو بلا کر اللہ پاک اس کے چھوٹے گناہ اسے بتائیں گے وہ ان سب کو مانتا چلا جائے گا خدا کہیں گے اچھا ان کے بدلے میں یہ جنت تو وہ کہے گا اس سے بڑے بڑے بھی گناہ ہیں اچھا ان کے بدلہ میں بھی جنت لے لو ایک آدمی اور لایا جاوے گا وہ اپنے کسی گناہ کو نہ مانے گا تو خدا اس کی زبان بند کر کے سارے اعضاء سے بلوانا شروع کر دیں گے جو اس کے خلاف میں بولتے جاویں گے، اگر ہم اپنی خرابی خود نہ نکالیں گے تو خدا عیوب نکالنے پر آجاویں گے پھر ہلاکت ہے جنت ملتی ہے فضل سے، فضل خدا عمل سے ملے گا، انسان تو گندا ہے بندگی کی حدود سے گندگی کے فہم سے آگے نہ نکلے جو خود کو کلمہ نماز پر ڈالے تو ساتھ کے ساتھ سب کیلئے خود کو ذلیل کرے اس سے ترقی ملے گی، دوسروں کی خرابیوں کی تاویل کرلے نفس خود کو متہم کرے عمر نے کہا اسے مار دو اس نے مسلم کو مارا ہے ابو بکرؓ نے کہا ''من تاول فاخطا'' ابو بکرؓ نے کہا نہیں اس نے اسے مسلم سمجھ کر مارا ہی نہیں ہے بلکہ مالک کو کافر سمجھ کر مارا ہے، البتہ اسے کافر سمجھنے میں غلطی کی ہے ایسے ہی اس کی بیوی کو اس نے مسلمان سمجھ کر اس سے عدت میں شادی نہ کی، بلکہ غیر مسلم سمجھا اور اسے باندی مال غنیمت شمار کر کے اس سے عدت میں صحبت کرلی، لہٰذا رحم ہوگا، دوسروں کی غلطی تاویل کئے بغیر اجتماع مسلم نہیں ہوسکتا ہے اور اجتماع بغیر اعداء پر غلبہ نہیں مل سکتا ہے، نفس دوسروں سے عزت لینی چاہتا ہے دوسروں کی عزت کرنی نہیں چاہتا۔ اس وجہ سے اگر کسی کی غیبت یا توہین کی تھی تو اس کی نماز اس کے پاس چلی گئی، اسے پتہ نہ چلا کتنی نمازیں ملی ہیں ورنہ ان نمازوں سے آخرت کے ساتھ دنیا میں بھی فائدہ اٹھا لیتا تذلل و اکرام کی مشق کرنی ہوگی نماز کی محنت کے ساتھ شکلوں سے نکل کر ان اعمال میں خود لگے تو صالحین والی محنت ہے اور اگر ایک مخصوص علاقہ یا قوم میں محنت ہے تو انبیاء والی محنت ہے سارے عالم میں محنت ہے تو سید الانبیاء علیہ وسلم صلی اللہ والی محنت ہے موسیٰ و ہارون نے محنت کی تو ہر بنی اسرائیل محنت کرے گا اگر کوئی متوجہ کرنے والا نہ رہے گا تو محنت سے پھسل جاویں گے جیسے موسیٰ گئے تو بچھڑے میں الجھ گئے کسی شہر میں لوگ صالحین اس وقت بنیں

گے جب کہ وہاں نبیوں والی محنت چلے اس کیلئے نبی خود فاقے کرلیں گے، دوسروں کو کھلا دیں گے سونے کا وقت بدل لیں گے، نبیوں والی محنت کو زندہ حضورؐ والی محنت کرے گی، محنت کرنے والے ہر قوم ہر زبان میں تیار کیے جائیں ، ذات پر محنت ہر جگہ ہے نبیوں کے ہاں صرف مخصوص علاقہ میں اس محنت کو چلانا ہے حضورؐ کی محنت میں ان پہلی دونوں محنتوں کے علاوہ مزید بھی ہے عام فضا بنے کہ اللہ سے لے کر اللہ کے بندوں کو دینا ہے کسی کی دعوت قبول کریں تو اس کا دل خوش کرنے کو اس کا دل نہ کھانے سے خوش ہو تو مت کھاؤ تم جہاں تھے وہاں مقتدیوں کے رنگ تھے جہاں جارہے ہو وہاں اماموں کی دوڑ دھوپ ہے ارے حضور ﷺ کی سواری اونٹ کا مذاق مت اڑاؤ کہ اس سے مکہ سے مدینہ ۲۵ دن میں پہنچے تھے، مذاق سے بچو، کہیں خدا پکڑ نہ لے جو ہماری نالائقیوں کی وجہ سے غالب ہو گئے ہیں ان کی زندگی کی نقل سے خدا ہمیں بچائے، اسی وجہ سے حضور ﷺ نے خاص منقبت ان کیلئے رکھی ہے جن کو لوگ نہ پہچانیں اگرچہ وہ سب کچھ کریں کسی نے آکر عمرؓ سے کہا کہ جنگ میں فلاں اور ایسے بہت سے مارے گئے، جن کو کوئی نہیں جانتا ہے عمرؓ نے کہا کہ انہیں اللہ پاک تو خوب جانتے ہیں تم سارے کام اچھے طور سے کرلو اور لوگ تمہیں نہ جانیں تو سلامتی سے رہو گے اگر تم نے لوگوں کو اپنے سے تعارف کرادیا تو اس میں ہلاکت کا خطرہ زیادہ ہے امیر کی مانتے رہو، حرام میں نہیں ماننی ہے اپنی رائے کے خلاف امیر کی مانو، امیر رائے مانگے تو دے دو، امیر کے خلاف امیر سے بات کہنی ہو تو سب سے چھپ کر کہو سب کے سامنے کہو گے تو اس کا اور تمہارا نفس ابھرے گا اجتماع ختم ہو جاوے گا اجتماع کے ساتھ ادنیٰ عمل اس اعلیٰ سے اچھا ہے جو افتراق کے ساتھ ہو، جہاں افتراق ہوگا وہاں غیبت چلے گی غیبت ساری نیکیاں کھا جاوے گی، دوسروں کی مان لو اپنی رائے کے پیچھے نہ پڑو، اگر تمہاری نہ مانی گئی اور کوئی بات نقصان والی آجاوے تو ارے تیری مانتے تب بھی اسے خدا نے کرنا ہی تھا، یہ چند چیزیں ہیں ان کو زندہ کرنے کیلئے پھرنا ہے ہم نے اپنے پھرنے کو صحیح کرلیا نماز ہر لحاظ سے بن گئی اخلاص نیت دھیان یقین کے ساتھ محنت میں لگے ہوں، کسی کی مالداری فقیری کا فیصلہ نہ کر رہے ہوں اس وقت تمہارا جانا حرمین کے حساب میں ہے اگر تم نفس کے پیچھے نہ چلے، مادّہ کے اماموں کو گدھے کتے کی طرح خالی محسوس کیا خود کو اعمال محمد ﷺ کی وجہ سے مالدار جانو، پھر تمہاری دعائیں رنگ لاویں گی، مدینہ کے چپہ چپہ پر قدرت خدا کی ظاہر ہوئی ہے اب مانگنا یہ ہے کہ یہاں سے چل رہے ہیں تو سارے سفر یہاں کی نسبت کا لحاظ کرنے کی توفیق ملے، اس شہر والے قومیت، وطنیت لسانیت سے نکل گئے تھے سعد بن معاذؓ کو کندھے میں خندق میں تیر لگا جس سے جان لینے والا زخم ہوا، دعا مانگی اے خدا قریش سے لڑائی باقی ہے تو مجھے زندہ رکھ اس کیلئے اور اگر ان سے لڑائی باقی نہیں ہے تو بنو قریظہ کے آخری فیصلہ تک زندہ رکھ ایک دم خون رک گیا مسجد نبویؐ

کے صحن میں ان کیلئے حضور ﷺ نے خیمہ لگوا دیا بنو قریظہ کا حضور ﷺ نے محاصرہ کیا بنو قریظہ نے کہا ہمیں وہ فیصلہ منظور ہے جو سعد بن معاذؓ کریں، سعدؓ کی قوم کے بنو قریظہ سے بہت اچھے تعلقات تھے فیصلہ گاہ کی طرف چلنے لگے تو ساری قوم والے آ کر انہیں نرمی کی ترغیب دینے لگے کہ اپنے ہی ہیں جب فیصلہ گاہ کے قریب پہنچے تو کہا اب سعدؓ لائمین کی ملامت کی پرواہ نہ کرے گا اس پر سب نے سمجھ لیا کہ سعدؓ کوئی مخالف فیصلہ کریں گے، سارے یار دوست بنو قریظہ والے ایک طرف، دوسری طرف حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ۔ قریظہ کی طرف ہاتھ اور منہ کر کے کہا جو میں کہونگا وہ منظور؟ انہوں نے کہا ہاں، پھر حضور ﷺ کی طرف ہاتھ کیا، جو میرا فیصلہ ہوگا وہ منظور؟ فرمایا ہاں، کہا میرا فیصلہ ہے کہ ان کا ہر بالغ مرد قتل ہو، ان کا ہر بچہ و عورت صحابہؓ میں تقسیم کر کے اس قوم کو ہی ختم کر دیا جاوے، اپنی قوم کے خلاف یعنی اپنے حلیف کے خلاف ہی فیصلہ کر دیا، حضور ﷺ نے فرمایا یہی فیصلہ خدا نے کیا تھا، واپس آئے رات کو خون نکلا تو ساتھ والے تک گرم خون پہنچا، اس نے آ کر حضور ﷺ کو بتایا، حضور ﷺ نے سینہ سے لگا لیا اور زخم کا خون حضور ﷺ پر گرنے لگا، ابو بکرؓ و عمرؓ لینے کی سعی کرتے رہے حضور ﷺ نے نہ دیا، حضور ﷺ کے سینہ پر ہی ان کا انتقال ہوا جس پر عمرؓ و ابو بکرؓ آواز سے روئے، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دونوں کی آواز سنی، البتہ حضور ﷺ نے داڑھی پکڑ کر گہرے رنج کا اظہار کیا، صبح کو حضور ﷺ نے خود جا کر قبر کھدوائی، ہر پھاوڑے کی چوٹ پر قبر سے خوشبو اٹھتی، فرماتے کہ مرد مومن کی قبر کی خوشبو کتنی اچھی ہے آپ جلدی بھی کر رہے تھے کہ کہیں فرشتے انہیں حنظلہؓ کی طرح نہلانے کے اجر سے محروم نہ کر دیں یہ اعزاز ملا۔ اسی طرح سے آپس میں محبت آوے گی، جو اپنوں کے خلاف قدم اٹھائے گا وہی اعزاز پاوے گا اصل محبت اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ سے ہو ان سے جس کا تعلق ہو اس سے بھی محبت کرو ، اہل بیتؓ، صحابہؓ امت خود کو نا قابل اکرام صرف خادم سمجھو، عیش میں تم نے نقر محمدی ﷺ کو یاد رکھا اور صحیح محنت کی تو ہو سکتا ہے کہ یہاں سے فرانس و انگلستان جانا وہاں کو ہی بدل دے۔

اللہ کی راہ میں جانے والوں کیلئے ہدایات

عمومی بیان

سنیچر بعد ناشتہ حرم مدنی ۱۶؍ مئی ۱۹۶۴ء مطابق ۵؍ محرم ۱۳۸۴ھ

ابتداء سے نہ لکھا جا سکا

دوسرا راستہ انبیاء والے اعمال کا ہے کہ ان اعمال سے عیش و راحت محبوبیت تسخیر خلق جو چاہتے ہو انہیں حاصل کر دے، محمد ﷺ تو اللہ ہمیں کامیابی کی حقیقت دلانا چاہتے ہیں محمد ﷺ ہر اعتبار سے عزت اطمینان، غنیٰ کے حقائق لائے ہیں یوں نہ ہو کہ بظاہر اچھے امن میں معلوم ہوں لیکن بڑی بڑی حکومتوں والوں کے پاس اطمینان، امن و کامیابی والا نظر آئے، حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک بھی ناکام نظر نہ آئے گا۔

آج مسجد میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایک بھی کامیاب نہیں ہے، کامیابی خدا کے ہاتھ میں ہے اور وہ چیزوں پر ہرگز کامیابی نہ دیں گے بلکہ اعمال پر دیں گے خدا کے ہاں ہوائی جہاز اور گدھا برابر ہے اللہ کے ضابطے گدھے والے اور جہاز والے دونوں پر چلیں گے، عیسیٰؑ محمد ﷺ تو گدھے پر سوار ہو کر عزت والے اور آج والے لاکھوں کے جہاز میں ذلیل، امریکہ و روس کے وزیروں کیلئے ہزاروں جگہ لعنت کے ووٹ پاس ہوتے ہیں اور آج کسی کی ہمت نہیں ہے کہ عیسیٰؑ یا محمد ﷺ کے بارے میں ایک لفظ کہہ سکے برائی کا، گالی دینے کے بعد گولی مار دینے کا نمبر آ جاتا ہے، یہ عزت کا دھوکہ ہے، عزت انبیاء علیہم السلام کی ہے جو چیزوں کے اعتبار سے بہت پست تھے خدا نے کامیابی کی شرطیں لگا دی ہیں جو بادشاہ، کمانڈر انچیف، کروڑ پتی و فقیر سب کیلئے برابر ہیں، جیسے سب کو پہلے مرد کی پیشاب گاہ، پھر عورت کی پیشاب گاہ میں سے نکالا اور سب ہی زمین کے نیچے جا کر کیڑوں و بدبوؤں میں ہوں گے، ایسے ہی خلق و موت کے درمیان کے ضابطے بھی برابر ہیں وہ ہے یقین عمل، سلاطین، صدر ملک، جائیدادوں والے، گدھوں والے سب برابر ہیں، خدا کے ہاں شکل کا اعتبار نہیں ہے، بلکہ شکل کے اندر کے آدمی کا

اعتبار ہے شرک ہے یا ایمان اس میں ظلم ہے یا انصاف، پاکدامنی ہے یا زنا، غصب وحرص ہے یا قناعت وزہد، چیزوں سے کامیابی کا راستہ سورج کی روشنی سے ملتا ہے۔

اگر آگ ساری بجھ جائے بجلی و لیمپ فیل ہوجاویں سورج کی روشنی غصب ہوجائے تو پھر ایک چیز بھی اس اندھیرے میں نظر نہ آوے، روشنی آتی ہے تو چیزیں اور ان کا نفع نقصان نظر آتا ہے اور نہ چیزیں دیکھ سکیں گے نہ ان کے نفع نقصان، رات کا اندھیرا ہے، بیوی قورمہ پکا کر لے آئی تھی خبر نہ ہوئی، خاوند بعد میں آکر ساری رات کروٹیں بدل بدل کر بیوی کے انتظار میں گزاردی، اندھیرے میں زہر وتریاق، دوست ودشمن، سیڑھی، گھڑا نظر نہیں آتا ہے ایسے ہی اندھیرا اور روشنی انسان کے اندر بھی ہے، جس سے وہ اعمال نظر آتے ہیں، زمین وآسمان کی مشین سے چیزیں نکلتی ہیں اور انسان کی مشین اعمال بنانے والی اصل ہے ساری کائنات اس کے تابع ہے نبی نے آکر عمل کی قیمت ہی بتائی ہے فلاں برے عمل سے زلزلہ آوے گا، فلاں عمل سے رحمت اترے گی، فلاں عمل سے کفار تم پر غالب آویں گے، فلاں عمل سے حفاظت ہوگی، انسان کی مشین سے اعمال نکلتے ہیں۔

ہمارے یہاں ہر ایک خود کو زیادہ تجربہ کار سمجھنے لگے تو پھر اسی مرض سے ہم گھر گئے جس کا علاج لے کر اٹھے تھے

عمومی بیان

اتوار بعد فجر ۱۷ رمئی ۱۹۶۴ء مطابق ۶ محرم ۱۳۸۴ھ حرم نبوی میں،

میرے بھائیو اور دوستو!

اللہ رب العزت جل جلالہ نے اپنی ذات عالی کے لامحدود خزانوں سے فائدہ حاصل کرنے کیلئے احکامات دیئے ہیں وہ بہت ہیں ہر ہر مشغلہ، گھریلو زندگی صلح و جنگ حکومت چلانے کے احکام عطا فرمائے ہیں اور مستقل احکام بھی ہیں، عبادت و اخلاق کے، غرض احکام بہت سارے ہیں ہر حکم کے ساتھ اتباع رسول کا حکم لگا دیا ہے، قرآن کے جس حکم پر چلنا چاہو تو اس حکم کو طریق نبی پر پورا کرو ﴿اتبعواھدا النبی الامی﴾ ﴿فاتبعونی یحببکم الله﴾ حکم خدا نے براہ راست اپنی ذات سے بھیجا اس حکم کا طریقہ خدا نے حضور ﷺ سے ظاہر کرایا حضور ﷺ نے ہر حکم کو ایسے اچھے پیمانہ پر ادا کیا ہے کہ سینکڑوں برس اللہ والے حکم کو نبوی طریقہ پر کرتا ہے تو بھی آخری حد تک نہیں پہنچ سکتا ہے اگر اللہ والے حکم کو اپنے طریقہ سے پورا کرے تو اسے کچھ بھی نہ ملے گا حکم کو حضور ﷺ کے طریقہ پر لانے میں ہاتھ پاؤں زیادہ مارنے اور جان پر زیادہ جھیلنی پڑتی ہے قرآن احکام سے احادیث ان احکام کے طریقوں سے بھری ہوئی ہیں۔ مفردات پھر ان کی ترکیب، قرآن میں تو احکام مفردات ہیں، حدیث میں اس کی ساری ترتیب ہے قرآن میں صرف وضو کا حکم ہے اب وضو سے پہلے کیا پڑھے اور بعد میں کیا پڑھے کونسا عضو کہاں تک دھوئے۔ وغیرہ وغیرہ اللہ نے جو حکم دیا ہے وہ اجمالی حکم ہوگا اس حکم کی تعمیل کا طریقہ و ترتیب حضور ﷺ تفصیل سے بتائیں گے اس طرح سے وضو کر کے منہ قبلہ کی طرف کرو، اس طرح رفع یدین کے ساتھ ذکر ہو، رکوع، سجدہ، قعدہ، قیام، ہر حالت کا ذکر علیحدہ علیحدہ ہو پہلی رکعت میں فلاں سورت، تو دوسری میں فلاں وغیرہ، خدا کا حکم حضور ﷺ کے طریقہ کے بغیر

پورا ہی نہیں ہوسکتا ہے احکام کو پورا کرنا حضور ﷺ کے طریقہ پر ہی اپنا کام بنایا جاوے، چیزوں کو اوران کے حصول کو نفسانی خواہشات کو اپنا کام نہ بناؤ، ہمارا کام تندرست ہونا نہیں ہے بلکہ تندرست ہونے کیلئے دوا حضور ﷺ کے طریقہ کو اختیار کرنا ہمارے ذمہ ہے جو خواہشات ونفسانی تقاضوں کے پورا کرنے کو کام بنادے گا وہ احکامات کے راستہ میں فیل ہوجاوے گا، اللہ کا حکم پورا ہی اس وقت ہوسکتا ہے جب کہ وہ حضور ﷺ کے طریقہ پر ہووے، ایک دفعہ حکم پورا کردیا دوبارہ پھر حکم آوے گا کہ اب پہلی دفعہ سے زیادہ اچھی کر کے پڑھو، نماز کیلئے تعلیم سے فضائل اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے معلوم کرو، جس سے اپنی نماز کی کوتاہی معلوم ہوگی، اس راستہ میں آدمی فکر ہی اس وقت کرتا ہے جب کہ اس کا مقصود صرف تعمیل احکام ہو، کسی حکم کی حدود ہم طے نہ کریں گے بلکہ حضور ﷺ طے فرما گئے ہیں اللہ نے کھانے اور پینے کا حکم دیا ہم نے اپنی طبیعت سے کھاپی لیا تو یہ امتثال امر نہیں ہے بلکہ حضور ﷺ کے طریقہ پر کھانے پینے کو لانا مطلوب ہے نکاح کا حکم ہے اگر نکاح حضور ﷺ کے طریقہ پر ہوگا تب مانا جاوے گا کہ یہ حکم پورا ہوگیا اسی وجہ سے ابتداء اسلام میں تعمیل احکام میں نقصانات برداشت کروائے گا شیطان ہر جگہ حکم خدا کے امتثال میں نقصان عظیم دکھاوے گا، اگر نقصان ہمارے سامنے نہیں لا رہا ہے تو اس وجہ سے کہ یہ حکم حضور ﷺ کے طریقہ پر پورا ہو ہی نہیں رہا ہے اور حکم مقبول عند اللہ ہی نہیں ہے۔ اگر نماز میں وقت ایسا لگاوے جس سے باہر کے کاموں پر زد پڑے تو شیطان پھر روکے گا جو حکم کو حضور ﷺ کے طریقہ پر پورا نہ کرے گا اسے تو خدا خود ہی رد کردے گا، ابوبکرؓ نے کہا کہ میں اس سے بھی قتال کروں گا جو حسب سابق جانور کے ساتھ رسی نہ دے صرف جانور ہی دے یعنی رسی برابر فرق پر بھی قتال کو تیار تھے شیطان حکم کے پورا کرنے میں نقصان اس وقت دکھاوے گا جب کہ وہ قبولیت کے رخ پر ہو اور اگر قبولیت کا رخ نہ ہو تو پھر وہ ان احکام سے ہٹانے کیلئے پیچھے نہ پڑے گا، آدمؑ سے بھی شیطان نے یہی کہا تھا کہ حکم مان کر دانہ نہ کھایا تو تمہارا عیش وراحت اور موجودہ نقشہ زندگی ہاتھ سے جاتا رہے گا، مکی ومدنی زندگی میں حکم خدا کیلئے نقصان برداشت کرلینے کا مزاج بن جاوے، حکم خدا کی تعمیل کو اپنا اصلی مقصد بنا کر اس کیلئے ہر تکلیف وہر مصیبت کو برداشت کرلینے کا حوصلہ کریں خدا تو ہمیں خرید چکے ہیں اس وجہ سے پہلے داخلہ اسلام میں بیعت سے ہوا کرتا ہے اسلام پر خود کو بیچ دینا تھا، مال جان اگر چلا جائے تو کیا فکر خدا نے خریدا ہی اس لئے تھا کہ جب چاہیں گے اسے قربان کروائیں گے ہم نے بھینس خریدی ہے ہم جب تک کہیں اس سے دودھ نکالو جب کہیں اسے ذبح کردو، چوں مت کرو، حکم کے تعمیل میں نقصان جتنا برداشت کرلیں گے اتنا ہی کامیابی والا درجہ ملے گا اونچا سب سے

اوپر کا درجہ ہے کہ آپ کی جنت میں ہیں یہ خوش خبری حضورﷺ نے محبت والے کو دی ہے۔ ''المرء مع من احب'' یہاں کمال محبت مراد ہے اس کا شان نزول یہ ہے کہ صحابیؓ نے آکر کہا رات سے متفکر ہوں، آپؐ سے محبت بہت ہے اگر رات کو کسی وقت آپ کا خیال آجاتا ہے تو جب تک آکر آپ کی آواز نہ سن لوں یا آپؐ کے تصور سے آپ کا مکان نہ دیکھ لوں یا دن میں خیال آتے ہی آپ کی آپؐ کے مکان کی زیارت نہ کرلوں اس وقت تک میں کسی اور کام میں نہیں لگ سکتا ہوں، رات میں نے سوچا کہ آپؐ سب سے بڑی جنت میں ہوں گے اور ہم اس سے چھوٹی جنت میں ہوں گے لیکن اپنی جنت کی حوروں ونعمتوں میں آپ کے بغیر گزرے گی کیسے؟ ہم تو دنیا کے مسائل ونعمتوں تک میں بھی حضورﷺ کو یادنہیں کرتے ہیں اس کے جواب میں فرمایا ''المرء مع من احب'' یعنی وہاں جب چاہو گے زیارت کرلو گے صحابہ کرامؓ کو جتنی خوشی اسلام لانے کی ہوئی اس کے بعد سب سے زیادہ خوشی اسی جملہ سے ہوئی ہر صحابیؓ اسی گزشتہ صحابیؓ کی مانند حضورﷺ سے محبت کرتا تھا اس زمانہ میں نقصانات کا عادی بنایا گیا اور محبت والے کو سب سے اونچا کہا گیا دیکھو اللہ اور رسولﷺ کی محبت خدا سے مانگو، ایک صحابیؓ نے چہرے کی زردی کو دیکھا فاقہ حضورﷺ کا محسوس کیا فوراً جا کر کوئی کمائی کا کام کیا پیسے سے کھجوریں لاکر دیں اور حضورﷺ نے پوچھا تو ساری بات سنادی فرمایا تو مجھ سے محبت کرتا ہے؟ عرض کیا ہاں فرمایا مصائب کیلئے تیار ہوجا کیونکہ جب محبت پیدا ہوجاوے گی تو محبت میں یہ طاقت ہے کہ جو کچھ محبوب کے اندر ہوتا ہے اسے محبت کی طرف کھینچ لیتی ہے حضرت جیؒ نے کہا تھا کہ محبوب سفید ہو تو عشق کالے محبت کا رنگ بھی گورا کردیتا ہے اب حضورﷺ تو دائم الاحزان بھوک اور پیاس کی تکالیف اٹھانے والے تھے جسمانی راحت وآسائش سے خالی اور تکالیف سے بھری زندگی ہے یہ اور بات ہے کہ آپ کو بھوک اور نماز ہی میں مزا آتا تھا ایک دفعہ فرمایا باوجود پیر کے درد کے اتنی لمبی نماز پڑھی پیروں سے بھی اوپر ورم آگیا تھا، بیسیوں مرتبہ تین دن کے فاقے آئے کسی نے کہا تم وہ پکا کر کھلاؤ جو سب سے اچھا کھانا حضورﷺ نے کھایا ہو تمہارے گھر، انہوں نے کہا، بیٹے جاؤ تم مزیدار کھانے کھاتے ہو، حضورﷺ کا کھانا کیا کھاؤ گے لیکن وہ صاحب نہ مانے تو وہ اٹھیں، جو پیسے، پھونک مار کر جو اڑادیا، پھر اس کی روٹی پکائی، زیتون کا تیل لگا کر اوپر کالی مرچ چھڑک دی، اسی وجہ سے حضورﷺ نے اپنے سے محبت کرنے والے کو مصائب پر تیار کیا کیونکہ حضورﷺ کی ساری زندگی تکالیف سے بھری ہوئی ہے اور عشق یہ سب محبت میں کھینچ کرلاوے گا عائشہؓ کے گھر میں چراغ تک نہ جلتا تھا اگر تیل آتا تو اسے پینے میں استعمال کرلیتے دنیا سے محبت کرنے سے دنیا کے مزے آویں گے، حضورﷺ سے محبت

کرنے والے سے حضور ﷺ کی طرح دنیا بھاگے گی، تو آدمی اعلیٰ مقام پر تکالیف سے گزر کر ہی جا سکتا ہے احکام والی عمومی زندگی میں تکالیف ضرور ہوں گی اسی وجہ سے مکی و مدنی زندگی میں خوب نقصانات برداشت کروائے گئے اس کے بعد شیطان کچھ بھی نہ کر سکے گا صحابہؓ تو اس چیز کو ہی ختم کر دیتے تھے جس کی وجہ سے حکم میں ذرا فرق آجاتا ہے اب وہ قصے ہیں ایک دور نبوی کا دوسرا عثمانی دور، ایک میں یہ ہے کہ انگور کے خوشہ پر پرندے کے بیٹھنے کا انداز دلکش تھا اسی میں محو ہو گئے دوسرے قصہ میں یہ ہے کہ پرندہ اندر گھس آیا لیکن باہر نکلنے کیلئے راستہ نہ پاتا تھا اسے دیکھنے میں لگے تو رکعت بھول گئے کہ کونسی ہے، ظاہر کہ صحابہؓ باغ میں صرف نفل ہی پڑھ سکتے تھے بس نفل نماز کے خشوع وخضوع کے لحظہ بھر کیلئے زائل ہو جانے پر پچاس ہزار کا وہ باغ صدقہ کر دیا، جتنا بڑا حکم ہوگا اس کی تفصیل اتنی ہی زیادہ ہوگی تلاوت ذکر درود استغفار کے علیحدہ علیحدہ پڑھنے کا حکم ہے تو ہر ایک کیلئے الگ الگ آداب ہوں گے ان سب کو نماز میں جوڑنے کا حکم دیا گیا تو اب کے اصول اور آداب کے علاوہ مزید آداب دیئے گئے اس کے علاوہ آپس میں جڑ کر چلنے کا حکم دیا، ہر گھر کا بڑا یا تو خاوند ہے یا بڑا بھائی یا بڑی بہن، دس گھر اکٹھے ہوں تو ان میں بھی امیر مامور کا سلسلہ چلے گا تعلیم لینے میں بہت سی باتیں ہیں حضور ﷺ کا فرمان ہے" انا لکم بمنزلة الوالد اعلمکم "اب حضور ﷺ کی بات جن جن واسطوں سے پہنچے گی ان سب کو باپ کی طرح سمجھ، باپ کو مت گھور، کھانا باپ کے ساتھ کھا رہا ہو تو برتن کے گوشت کو مت کھا، ممکن ہے باپ نے اس بوٹی کو کھانے کا ارادہ کر لیا ہو، جب وہ فارغ ہو جائے تب باقی حصہ کو کھا لینا، بغیر منڈیر کی چھت پر سوار نہ ہو ورنہ باپ تیرے لئے متفکر رہے گا، یہ آداب ہیں باپ کے اب جن سے ہم سیکھیں گے، ان کے ساتھ باپ جیسا معاملہ کرنا ہوگا اور جو سیکھیں ان کے ساتھ بیٹوں کی طرح شفقت والا معاملہ کریں گے، علم لینے دینے کے اور بہت سے اصول ہیں، نہ گدے پھیلاؤ نہ تکیہ لگاؤ، دعوت کے مستقل اصول ہیں اب اگر کسی عمل میں دعوت تعلیم امارت و ماموریت ذکر نماز مالیات کے خرچ وغیرہ سب کو جوڑ دیا گیا تو پھر یہ سب کے آداب اضعاف مضاعفہ ہو جاویں گے جیسے ہم مسجد پر پیسے لگا کر بھی مسجد کی عزت کرتے ہیں کیونکہ اس مسجد کے ذریعہ نماز کے حکم کی تعمیل ہوئی ہے اب مسلم کی عزت مسجد سے زیادہ کیوں نہ ہو جب کہ اس کے ذریعہ سے میں بہت سے احکام پورے کرتا ہوں، ابن عمرؓ نے بیت اللہ کی طرف اشارہ کیا کہ میں جانتا ہوں کہ تو عزت والا گھر ہے لیکن کلمہ گو مومن تجھ سے زیادہ عزت والا ہے تیری صرف ذات کی حرمت ہے یہاں مسلم کی ذات اور مال دونوں کی حرمت ہے تبلیغ میں تو بہت سارے اعمال جمع ہیں اور ان کے اصول و آداب بے شمار ہیں ان کو سیکھنے کا شوق اس وقت ہوگا جب

کہ احکام خدا کو پورا کرنے کا ولولہ ہو، حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ چلنے سے قبل گھر میں چار رکعت پڑھ لے تو یہ چار رکعت اس کی طرف سے نائب ہوں گی وہ سارے کام جو اس کے گھر رہنے سے ہو جاتے وہ ان چار رکعتوں سے ہو جاویں گے ان سفر کے اصول ہیں مثلاً یہ کہ جہاں ٹھہریں جڑ کر ٹھہریں، ایک دفعہ صحابہؓ بکھر کر ٹھہرے تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ تفرق تمہارا شیطان کی طرف سے ہے ہم تو مسلمان کو دور کریں کہ گرمی ہو رہی ہے چاہے بیوی اور بچہ کو اس سے زیادہ قریب جگہ میں بٹھالیں، طبعی تعلقات غالب ہیں حضور ﷺ کی نسبت والے تعلقات نہیں، حضور ﷺ سے محبت ہے تو حضور ﷺ کے خاندان حضور ﷺ کی امت سے محبت ہو مسجد نبوی سے ہم اتنی محبت کرتے ہیں چاہے وہ یورپ کے اس سامان سے تیار شدہ ہے جس کو حضور ﷺ نے دنیا کا کوڑا کباڑ ا بتا کر اپنی مسجد میں گھسنے نہ دیا مسجد نبوی کے پتھر احد سے ہر دو عورت دونوں نے ڈھوئے تھے اب یہ مسجد پکی بن گئی ان قالینوں سے بھر گئی ہے جس کو حضور ﷺ پسند نہ فرماتے تھے لیکن مسجد نبوی کے اندر کے قالینوں اور ساز وسامان کو مسجد کی وجہ سے محبوب ومحترم قرار دیں گے لیکن حضور ﷺ کی ناپسندیدگی کی وجہ سے ایسے قالین وساز وسامان کو اپنے گھر کیلئے استعمال نہ کرسکیں گے اگر اس مسجد کے ساز وسامان کو نفرت سے دیکھا تو محبت کے باب میں گر گئے اور اگر اس مسجد جیسے ساز وسامان کو اپنے گھر میں لے جانا چاہا تو اطاعت میں رہ گئے مجنوں اصلی ابن عمرؓ وحسنؓ وحسینؓ کے زمانہ کا آدمی ہے البدایہ والنہایہ کی نویں جلد کے آخری صفحہ میں اس کا تذکرہ ہے ابن عمرؓ نے کہا، اے یہ کیا سننے میں آرہا ہے؟ کہا محبت اختیار میں نہیں ہے البتہ شریعت کے کسی حکم کو نہیں توڑا ہے، دیندار آدمی تھا ایک دفعہ مجنوں کتے کی آنکھوں کو بوسے دینے لگا کیونکہ اسے اس آنکھ میں لیلیٰ کی آنکھ کے رنگ کا منظر محسوس ہو رہا ہے جتنا قرب لیلی اور کتے کی آنکھوں میں ہے اس سے زیادہ قرب حضور ﷺ اور ان کے ہر امتی میں ہے دونوں کا کلمہ ونماز ایک ہے بس ذاتی تعلقات ختم کرو، حضور ﷺ نے ہمیں اپنے وطن اور قوم والوں سے لڑوایا، بھائیوں نے بھائیوں کو قتل کیا، اپنے رشتہ داروں کو خود ہی مارا، یہود ونصاریٰ کو مدینہ والوں سے نکالا گیا لیکن اس سے حضور ﷺ والی نسبت تعلق باقی رہ گئی تھی، سب سے پہلا بگاڑ مسلمان کے ساتھ کے معاملہ کی نوعیت کا بگڑ جانا ہے جس کے نتیجہ میں سارے دین کے احکام میں بگاڑ آیا، زندگی حضور ﷺ والی ہم سے جاتی رہی تو مصائب آ گئے لوگ سمجھتے ہیں کہ خوب نماز وذکر ہو گا تب تبلیغ ہو گی لیکن اصل بات یہ ہے کہ مسلمان کا حد سے زیادہ اکرام کیا جاوے نفرت سے مسلم کو دیکھا اس کی غیبت کی تو تمہارے سارے اعمال اس مسلم کو مل گئے مال کی تقسیم وملک کے حصول سے دل نہ جڑیں گے مال دے کر تو ہیں بھی کردی تو اس سے دل نہ جڑے

گا، حضورﷺ والے اصول زندگی سے دل جڑتے ہیں وہ اصول پیدا نہ ہوں تو سارا مال لگا کر بھی جوڑ حاصل نہ کر سکیں گے، تم دیکھ لو سفیر آپس میں ملاقات کرتے ہیں وفود آتے جاتے ہیں اس کیلئے کروڑوں خرچ کر دیئے لیکن پھر دو ملک آپس میں جڑ کر نہیں دیتے ہیں ﴿لو انفقت مافی الارض جمیعا الخ﴾ اللہ نے دلوں کو جوڑ دیا جب تم نے اللہ والے اصولوں کو اختیار کر لیا تم پانچ ہزار کے خرچہ سے شاندار دعوت کھلا دو، پیٹھ پیچھے غیبت اس کی کر دو، اس کے منہ پر اسے گالی دیدو، اس کا دو روپے والا رومال رکھ لو تو کبھی بھی اس کا دل تم سے جڑ نہ سکے گا اور اگر پانچ روپئے کی دعوت سیدھی سادی کر دو، اس کا خوب استقبال دل سے کرو، میری وجہ سے آپ کو اپنے کام چھوڑنے پڑے ٹوٹے ہوئے برتن میں بوریئے پر بٹھا کر تم نے کھلایا محبت اس سے کرتے رہے اس کی تعریف پیٹھ پیچھے کرتے رہے تو اس سے دل جڑ جاویں گے حضورﷺ والے طریقوں سے دل جڑیں گے سب ملیں گے تو باطل پر مسلمان غالب آجاویں گے ملک و مال کی لائنوں کی کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے مسلمان کے ساتھ زندگی حضورﷺ کے طریقہ پر گزارنے کی ضرورت ہے اگر سارے اعمال حضورﷺ والے طریقہ پر ہوں لیکن مسلمان کے ساتھ حضورﷺ کے طریقہ پر معاملہ نہ ہو تو چاہے آخرت میں جتنا مل جاوے لیکن دنیا بن کر نہ رہے گی، دور عثمانی میں بہت سے صحابہ کرام نماز ذکر تلاوت میں ذاتی اعمال میں کامل تھے ان میں سعد بن ابی وقاصؓ مستجاب الدعوات بھی تھے تیر بہدف ان کی دعا تھی یہ عامل تھے ان کے حالات معلوم کرنے کیلئے ایک وفد ان کے علاقہ میں آگیا کسی نے کوئی شکایت نہ کی صرف ایک نے کہا مال کی تقسیم اور نماز میں، ہم اسے اچھا نہیں سمجھتے ہیں حالانکہ یہ الزامات غلط تھے سعدؓ نے بددعا کی اے خدا عمر لمبی کر مخالف کی، فقر دیدے، فتنے ڈالدے، بیماری میں بھی ڈال دے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، مخالف بوڑھے ہو گئے، دانت گر گئے، بازاروں میں پھرتے عورتوں کو چھیڑا کرتے تھے، ایسے ہی ان کی بددعا سے سب ڈرتے تھے آج کی مسجد نبوی میں عشرہ مبشرہ کے مکانات آگئے ہیں سعدؓ کے مکان سے سعدؓ کی لڑکی نکلی ہوا سے پنڈلی کھل گئی عمرؓ نے ایک کوڑا مار دیا، سعدؓ کو برا لگا، بددعا کو ہاتھ اٹھائے عمرؓ نے فوراً کوڑا ان کو دیکر کہا تم بدلہ لے لو، بددعا مت کرو، ایسے ہی ایک آدمی مجمع کے سامنے موجودہ حکومت کی تائید میں علیؓ زبیرؓ طلحہؓ کی تنقیص کر رہا تھا سعدؓ نے کئی بار منع کیا نہ مانا جاؤ ورنہ بددعا کروں گا اس نے کہا کر دو بددعا تمہاری دعا نبی جیسی ہے کیا؟ بس غصہ میں جا کر وضو نماز کے بعد دعا مانگی اگر یہ سب تیرے ہاں حق پر ہیں تو اس کو عبرتناک سزا دے بس مدینہ کی گلیوں میں سے ایک اونٹ آیا، سارے مجمع کو چیرتا ہوا اس کو سر سے پکڑ لیا اور زمین پر دھوبی کے کپڑے کی طرح ٹپک ٹپک کر ٹکڑے کر دیا۔ ایسے مستجاب الدعوات

انسانوں کی موجودگی میں جمل وصفین میں لاکھ بھر سے زیادہ صحابہ کرامؓ وتابعین شہید ہو گئے جس مسلمان کے چور کے ہاتھ کٹنے پر رویا جاتا تھا آج اسی امت کے اعلیٰ ترین انسانوں کے قتل پر کوئی رونے والا نہ تھا، زبیر بن عوامؓ، طلحہ بن عبید اللہؓ جیسے شہید ہو رہے ہیں صرف جاننے والوں نے ہی غم کیا، علیؓ نے کہا کاش بیس سال پہلے ہی مرجاتا اور طلحہؓ کی لاش نہ دیکھا، حسن نے کہا میں پہلے ہی کہتا تھا کہ مدینہ سے پہلے باہر نہ نکلو، زبیرؓ کے قتل کرنے والے کو علیؓ نے دیکھنا نہ چاہا اگرچہ زبیرؓ مدمقابل تھے ان کا قاتل اپنا ساتھی تھا، کیونکہ بقول محمد ﷺ زبیر کا قاتل جہنم میں جاوے گا سب سے بڑی بیماری جو ہمارے تہجد ومجاہدہ سے بھی نہیں نکلی ہے وہ مسلمان کے ساتھ حضور ﷺ کے طریقہ پر زندگی نہ گزارنا ہے ذکر، علم، دعوت، نماز کی اصلاح کی فکر کرلیں گے اسی طریقہ کے نہ رہنے کی وجہ سے مسلمان دور عثمانی سے اس وقت تک جڑ نہ سکا، اسی طریقہ کے نہ رہنے کی وجہ سے عثمانؓ قتل ہوئے، عثمانؓ خوب سمجھاتے رہے کہ میں کسی طرح قتل کا مستحق نہیں ہوں، نہ میں نے زنا کیا، کلمہ کفر نہیں بکا، لوگ آ آکر کہتے رہے کہ اجازت ہو تو دفاع کرلیں علیؓ، حسنؓ، ابو ہریرہؓ وغیرہ نے آکر کہا تھا، دیوار پر چڑھ کر کہا میرا ساتھی وہ ہے جو تلوار پھینک کر گھر جا بیٹھے اور میری وجہ سے کسی مسلم پر تلوار نہ اٹھائے، امام حسنؓ نے قتل عثمانؓ کے بعد خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ عرش کا پایہ پکڑ کر کھڑے ہیں ابو بکرؓ کا ہاتھ حضور ﷺ کے کندھے پر ہے عمرؓ کا ہاتھ ابو بکرؓ کے کندھے پر عثمان اپنا کٹا ہوا سر لے کر آئے، اے خدا مجھے امت نے کیوں قتل کیا ہے؟ میں نے کیا قصور کیا ہے؟ اس پر عرش سے دو پرنالے خون کے بہہ پڑے تعبیر کرنے والوں نے یہ بتایا کہ یہ دو پرنالے جنگ جمل اور جنگ صفین ہیں اور اگر قتل عثمانؓ کے بعد امت کا یہ خون نہ بہتا تو شاید امت کو پتھروں سے مار کر مسخ کر دیا جاتا، پہلے ہم آپس میں لڑ لیتے تھے لیکن دوسروں کے مقابلہ میں ایک تھے بہت غور سے سنو میں کیا کہہ رہا ہوں جب صفین میں اصحاب علیؓ میں سے ۴۰ ہزار، اصحاب معاویہؓ میں سے ۶۰ ہزار مر گئے تو شاہ روم نے کہا اس وقت حملہ کر کے سارا بدلہ اتار لو، وزراء نے منع کیا کہ تم نے حملہ کیا تو دونوں اکٹھے ہو جائیں گے اور انہوں نے دو کتے بھوکے رکھ کر ان کو گوشت دیا، جس پر دونوں آپس میں لڑنے لگے اتنے میں شیر چھوڑ دیا گیا وہ دونوں آپس کی لڑائی کو چھوڑ کر اس شیر کے خلاف ایک ہو گئے لیکن بادشاہ نہ مانا اس نے ایک فریق کو اپنے ساتھ کرنے کیلئے معاویہؓ کو اپنے ساتھ ہونے کا خط لکھا معاویہؓ کو جب یہ خط ملا تو انہوں نے نہایت غصہ میں جواب دیا کہ اگر تو علیؓ پر حملہ کرے گا تو ان کی طرف سے سب سے پہلے جوابی حملہ کرنے والا میں ہوں گا ہم آپس میں لڑ رہے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تمہارے خلاف میدان میں ایک نہیں ہو جاویں، لیکن اس ہمارے زمانہ میں

اب یہ حال ہے کہ آپس میں مسلمان کے دل پھٹ گئے اور دوسروں سے جڑے ہوئے ہیں سارے مصائب آپس کے جوڑ کے نہ رہنے سے اس وقت بھی آگئے جب تعلیم، ذکر، محبت مسلم سو فیصد تھی دور صحابہؓ میں، نماز چاہے عرش تک جا پہنچے پھر بھی دروازہ نصرت نہ کھلے گا، اگر مسلمان کے ساتھ بے عنوانی جاری ہے اس بے عنوانی سے حج وصوم ونماز و جہاد مردود ہو جاتا ہے، اس بے عنوانی سے سارے بگاڑ چلے ہیں اسے سیکھنا مستقل کام بناؤ ہم ان بولوں عملوں کے عادی ہیں جن سے لوگ ٹوٹ جائیں اس کیلئے ہمیں سب سے زیادہ محنت کرنی ہوگی لیکن طے کرو کہ مسلم میں لاکھ عیب ہوں لیکن میں اس سے جڑ کر رہوں گا اگر اور اصول میں کمی ہے لیکن آپس کا جوڑ نہیں ہے تو نصرت خدا عالم اسلام کیلئے نہ اترے گی، حضرت معاویہؓ و حضرت علیؓ کی لڑائیوں میں سارے اعمال اعلیٰ پیمانہ پر تھے صرف آپس کا جوڑ نہ ہونے کی وجہ ساری مصیبتیں آئیں حضرت علیؓ کے سارے ساتھی اعلیٰ پیمانہ کے تھے لڑائی ختم ہوئی تو حضرت معاویہؓ کے ہاں جا کر کھاتے، حضرت علیؓ کے ساتھی اخلاص سے بھرے ہوئے تھے حضرت عمارؓ کو سب معلوم تھا کہ کیا کیا ہوگا حضرت علیؓ سے کہا اے علیؓ تو ہارے گا، تیرے ساتھی تیرا ساتھ چھوڑیں گے، تجھے ہی قتل کر دیں گے لیکن حق تیرے ساتھ ہے اسی وجہ سے تیرا ساتھ دوں گا اگر چہ معاویہؓ کا ساتھ دیکر ملک و مال مل جاوے گا لیکن ان کا ساتھ نہ دوں گا حضرت علیؓ تک کو معلوم تھا کہ ابن ملجم میرا قاتل ہے، ابن ملجم حضرت علیؓ کے جانثاروں میں تھا حکمین کے قصہ میں حضرت علیؓ سے علیحدہ ہو گیا تھا ابن ملجم سامنے آیا تو حضرت علیؓ نے کہا ارے تو دیر کیوں کر رہا ہے میرے قتل میں اس کے بدلہ میں آپ کو کیوں قتل کروں؟ حضرت معاویہؓ کے یہاں شان وشوکت حضرت علیؓ کے یہاں حضور ﷺ والی سادگی حضرت علیؓ کے ساتھ کبار صحابہ نمبر اول اور حضرت معاویہؓ کے ساتھ نمبر ۲ کے، لیکن صحابہ حضرت علیؓ مجتمع نہ تھے اصحابؓ حضرت معاویہؓ کو خط لکھا تو حضرت معاویہؓ نے سب کو جمع کیا اور کہا کہ تم سب کی کیا رائے ہے؟ سب نے کہا آپ جو مناسب سمجھیں، قاصد اس منظر کو دیکھ کر اور حضرت معاویہؓ کی طرف سے جواب لے کر حضرت علیؓ کے یہاں پہنچا حضرت علیؓ نے سب کو جمع کر کے پوچھا کہ تم سب کی اس میں کیا رائے ہے؟ اب یہاں سب مختلف ہو گئے ہر ایک کا اصرار اپنی رائے کے منوانے پر ہونے لگا، شور مچ گیا بمشکل بھی حضرت علیؓ اب سب کو اپنی طرف متوجہ نہ کر سکے تو حضرت علیؓ نے کہا "ذھب ابن اکلة الاکباد" حمزہ کا جگر کھانے والی کا بیٹا میدان لے گیا، نماز، ذکر، دعا، تلاوت سے آگے ہے آپس کے جوڑ کا نمبر، جوڑ اس وقت ہوگا جب اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھے گا، اگر خود کو سب کچھ سمجھے تو جوڑ ہو کر نہ دے گا اصحاب کہف کی طرح کا اپنے کو کتا سمجھے خود کو گھٹیا رکھنا مستقل عمل بنا لے، سارے وجوہ افتراق میں

اصلی بات خود کو کچھ کر کے یا کچھ نہ کچھ سمجھنا ہے پیار اس وقت بنے گا جب کر کے خود کو کچھ نہ سمجھے، نماز پڑھ کر آخر میں سمجھے میں گندا ہوں لینا کچھ نہیں چاہتا ہوں بس گناہ معاف کر دے ایک بادشاہ کے ہاں یہ بات چلتی تھی کہ علماء افضل ہیں یا صوفیاء وزیر کہتا صوفیاء بادشاہ کہتا علماء یعنی وہ علماء جو صوفیت سے خالی اور وہ صوفیاء جو علم سے خالی تھے وزیر نے کہا تجربہ کر لو کہ علماء اور صوفیا کو بلاؤ اور یہ کہہ دو کہ جو افضل ہو وہ سب سے پہلے داخل ہو، علماء آئے جو منجھے ہوئے نہ تھے تو ہر ایک عالم کہنے لگا میں چناں اور چنیں لہٰذا پہلے میں داخل ہوں گا اور فیصلہ نہ ہو سکا کہ کون افضل ہے جو پہلے داخل ہو۔ اتنے میں صوفیاء آئے ان سب میں سے بھی کوئی داخل نہ ہو سکا، کیونکہ ہر ایک دوسرے کو افضل گردانے دوسرے کے مناقب بیان کرے، اس سے بادشاہ متاثر ہو گیا وہ چھپ کر دیکھ رہا تھا عالم کا لفظ صرف کامل العلم کیلئے مخصوص نہیں ہے بلکہ عالم وہ بھی ہے جو تھوڑی سی جانتا ہو وہ اس کا عالم ہے حضور ﷺ کے ہاں علم لینے دینے کا وہی طریقہ تھا جو ہماری تبلیغ میں ہے لیکن ہماری تقریریں سن کو جو باتیں معلوم ہو جاتی ہیں لکھ لیتے ہو انہیں سنتے سناتے ہو ان کے بارے میں سوال ہو گا لیکن ہمارے ہاں ہر ایک خود کو زیادہ تجربہ کار سمجھنے لگے گا تو پھر اسی مرض سے ہم گھر گئے جس کا علاج لے کر اٹھے تھے اور حکومتیں لڑتی رہیں گی مسلمان کا خون گرتا رہے گا اگر تم پہلے کام میں ساتھیوں پر بڑا ہونا چاہتے ہو تو آگے جا کر ملک و مال کے نقشوں میں بڑا ہونا چاہو گے ملک و مال کے ہم طالب نہیں ہیں یہ نعرہ ہی نعرہ ہو گا یہ سوچے مجھے مسلمان کے سامنے ذلیل ہونا نہیں آتا ہے مجھ میں تعلّی کی طلب ہے بس میں تو پرسش اور رائے طلب کرنے کے قابل نہیں ہوں دوسرے سب کچھ ہیں، میں کچھ نہیں اس سے دل آپس میں جڑ جائیں گے اگر دل میں یہی ہے کہ میں کچھ نہیں ہوں اور زبان پر یہی ہے تو ایمان ورنہ یہ نفاق ہے، ایمان والی بات تو اثر کرے گی صرف زبان اور نفاق والی بات اثر نہ کرے گی سب سے سخت ترین بیماری جس سے حضرت سعدؓ جیسے کے ہوتے ہوئے صحابہؓ کے دور میں بات نہ بن سکی وہ ہے خود کو دوسرے سے اچھا سمجھنا، حضرت سعدؓ بھی مستجاب الدعوات تھے۔

حضرت سعدؓ کے اس بچہ کا بھی خون بہ گیا جس کی عبادت پر عشرہ مبشرہ تک رشک کرتے تھے، کسی کی دعا خون خرابہ مسلمانوں کا روک نہ سکی، خون خرابہ اس وقت تک نہ رکے گا جب تک جوڑ پیدا نہ ہوا اور جوڑ اس وقت تک پیدا نہ ہو گا جب تک اپنی منوانے اپنے کو کچھ سمجھنے کی بات ختم نہ ہو جائے، امیر دوسرا ہے تو کچھ معاملہ سہل ہے امیر رائے لے تو دیدو، مامور کے ذمہ نہیں ہے کہ وہ پرانا بن کر امیر کو پکڑ پکڑ کر سمجھائے، اس طرح سمجھانا ہی خلاف اصول ہے کسی نئے صحابیؓ نے پرانے سے کہا کہ یہ کام کیوں نہیں کرتے ہو تو پرانے نے بغیر ناراض ہوئے کہا کہ میں پرانا ہوں تم سے

زیادہ واقف ہوں امیر کے ذمہ ہے کہ وہ ماموروں میں سے پرانوں کو ٹٹولتا رہے اور ان سے جلوت اور خلوت میں پوچھتا رہے اس طرح سے امیر بنے گا اگر امیر کسی سے نہ پوچھے تو امیر بگڑے گا لیکن ایسے امیر کی تم مانتے رہے تو تم بن جاؤ گے باہر جانے والی جماعتیں پانچ چھ افراد سے زیادہ کی نہیں ہیں امیر سے علیحدہ ہوئے کہ امیر اور اس کو امیر بنانے والا اچھا نہیں ہے ارے خود کو ہی بڑا کہہ لے شروع شروع میں حضور ﷺ نے بغیر امیر کے جماعت بھیجی اس جگہ جا کر تین رائے ہو گئیں ہر ایک نے اپنی رائے پر عمل کیا حضور ﷺ کے یہاں واپس آئے تو حضور ﷺ اس افتراق سے ناراض ہوئے کہ اسی وجہ سے پہلی امتوں کو عذاب ہوا ہے میں نے اجتماع کے ساتھ بھیجا تھا تم افتراق کے ساتھ آئے ہو، میں اب تم پر ایسا امیر بناؤں گا (یہاں سے امارت شروع ہوئی) جو بھوک پیاس پر صبر کرنے والا ہوگا یعنی جو اس پر صبر کرے وہی امارت کے قابل ہے تم نے کسی کی رائے پر فیصلہ کر دیا دوسرے کو چین دیں گے اسے برداشت کرلو، حضرت عمرؓ نے چھ میں شوریٰ قائم کیا حضرت ابن عمرؓ کو مشورہ میں لے لینا مگر اسے امیر نہ بنانا، اگر چار ایک طرف دو ایک طرف تو چار کی بات چلے بقیہ دو مان لیں ورنہ انہیں دار الشوریٰ میں ہی قتل کر دو، اگر دونوں طرف تین تین ہوں تو اس طرف کی بات جس طرف ابن عوفؓ ہوں، بقیہ تین مان لیں، ورنہ انہیں وہیں قتل کر دو، حضرت ابن عوفؓ نے کہا بھائی چھ کو آپس میں جوڑنا مشکل ہے چھ کی بجائے تین ہو جاویں آخر ابن عوفؓ حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ قرار پائے اور حضرت ابن عوفؓ نے تین دن کی مہلت مانگی، کیونکہ حضرت عثمانؓ حضرت ابن عوفؓ کے حضرت علیؓ کی نسبت سے زیادہ قریب تھے یعنی قرابت داری کی وجہ سے کسی کو مقدم نہ کرو اور جلدی نہ کرو، حضرت ابن عوفؓ نے مدینہ کے سو فیصد مسلمانوں کی رائے معلوم کر لی۔ حتیٰ کی کنواری قریب النکاح لڑکیوں کی رائے معلوم کرلی، حضرت عمار بن یاسرؓ اور ایک کے علاوہ سب حضرت عثمانؓ کے حامی تھے آخری رات میں حضرت ابن عوفؓ نے کہا اے فلاں حضرت علیؓ و حضرت عثمانؓ کو بلا کر لا میں تین دن سے سویا نہیں حضرت علیؓ آئے تو حضرت ابن عوفؓ نے کہا اے علیؓ میں تم سے بیعت ہوتا ہوں کہ تم خدا، رسول ﷺ اور شیخین کی مانو گے، حضرت علیؓ نے کہا شیخین کا اتباع مشکل ہے، پھر حضرت عثمانؓ سے کہا تم سے انہی شرطوں کے ساتھ بیعت ہوتا ہوں، انہوں نے کہا منظور ہے، اس کے بعد حضرت ابن عوفؓ مسجد میں گئے ممبر پر بیٹھ کر حضرت علیؓ کو بلایا سب کے سامنے انہی شرطوں کے ساتھ بیعت ہوئے، حضرت علیؓ نے وہی جواب دیا پھر حضرت عثمانؓ کو بلایا انہوں نے کہا میں خدا، رسول ﷺ کی اطاعت اور شیخین کا اتباع کروں گا پھر ان کو خلیفہ بنا دیا، یعنی پہلے ظاہر کر دیا کہ رشتہ دار ہونے کی وجہ سے امیر نہیں بنایا ہے اگر اس طرح سے لوگ کہیں کہ اس نے رشتہ داری کی وجہ سے مان لی ہے تو بھی حضرت عثمانؓ جیسے کا بھی اسی وجہ سے قتل ہوا

ہے پرانوں بغیر کام نہیں چلے گا پرانوں کا جوڑ ہے بھی مشکل یا تو پرانوں کے صحیح طرح چلنے سے دین عالم میں آوے گا یا دین کے ان کے افتراق کی وجہ سے نہ زندہ ہونے کا سیاہ پرچم ان کے ہاتھ میں ہوگا مامور ہیں تو مزے ہیں کہ شکر ہے کہ اس امیر نے میری رائے ہی نہیں لی ہے اس امیر کی صرف حلال میں مانو حرام میں نہیں چاہے امیر مرتکب حرام ہو پھر بھی اس کی مانو حضورﷺ نے فاسق وفاجر کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے امیر کیسا ہی ہو اس کا ساتھ آخر تک دو، چاہے واپس آ کر یہ کہہ دو کہ مجھے آئندہ اس کے ساتھ نہ بھیجنا۔

جو ابو ایوبؓ وغیرہ حضورﷺ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ وحضرت علیؓ کی امارتوں میں چلے تھے وہ صرف اجتماع کی وجہ سے یزید کے مامور بن کے چلے ہیں حضرت ابو ایوبؓ ایک سال مروان بن عبدالملک کے امیر ہونے کی وجہ سے نہ گئے تو افسوس کرتے رہے کہ کیوں میں نے سال کھویا، پھر ہمیشہ آخر تک یزید بن معاویہؓ کے ماتحت بن کر چلتے رہے۔ مغفور لہم والی حدیث کی جماعت کا امیر یزید ہی تھا اس وجہ سے اس کو زیادہ برا بھلا مت کہو، ارے اس نے تو سیاست میں حضرت حسینؓ کو مارا تھا کہ حضرت حسینؓ رہے تو ملک بکھر جائے گا تم سیاستاً حضورﷺ کے ہر حکم کو قتل کرتے جا رہے ہو، حضرت حسینؓ نے حکم خدا پر ہی جان دی تھی، ہم اس وقت تک کام کرنے والے نہیں بنے ہیں جب تک سب کے ساتھ جڑ کر چلنا نہ آوے اور خود کو کسی قابل نہ سمجھنے اور اپنے کسی عمل پر کچھ جانے کے اہل نہ سمجھنے کی بات آجاوے اب دعا مانگو۔

کر کے غریبوں میں لایا جاوے، ورنہ البیضاء سے ہوتے ہوئے بن غازی میں جاویں۔

تیونس کے حالات: لیبیا سے متصل شہر گابش سے ہی کام کرتے ہوئے دارالخلافہ میں جاویں جہاں خصوصی علماء مشائخ ہوں وہاں کے ماحول میں کام کر کے پھر وہاں جانا چاہئے۔

الجزائر کے حالات: تیونس سے داخل ہوتے ہوئے الجزائر العاصمہ میں جاویں اور اگر العاصمہ ہی بحری جہاز سے اترنا ہو تو پہلے وہاں کے ہی محلوں میں کام کر کے آس پاس جاویں یا یہ کہ پہلے مختلف شہروں میں پھر کر جہاں زیادہ فضا پاویں وہاں کام جم کر شروع کر دیں۔

مراقش کے حالات: طنجہ بندرگاہ میں کام کر کے لوگوں کو تتوان پھر رباط میں محمد القادری، الحمداوی سے مل کر پروگرام بنایا جاوے طنجہ کو کام کا خصوصی مرکز بنایا جاوے کیونکہ اسپین سے دو گھنٹہ کا سمندر ہے محمد قادری اگر فرانس جماعت کے پاس جاسکیں تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ فرانس میں کام کا افتتاح ہے جو لوگ ایک ملک کے کام سے اچھے مانوس ہو چکے ہوں ان کو ضرورت و مناسب سمجھیں تو دوسرے ملک کی جماعت کے ساتھ کام کرنے کو بھیج دیا جائے۔

آج کی ساری ابتری مسلمانوں کے اعمال کی وجہ سے ہے

عمومی بیان

پیر بعد نماز فجر حرم مدنی میں ۱۸ رمئی ۱۹۶۴ء مطابق ۷ رمحرم ۱۳۸۴ھ

بعد خطبہ مسنونہ ارشاد فرمایا کہ

میرے بھائیو اور دوستو!

حق تعالیٰ شانہ نے ساری قسم کی اخروی، دنیوی کامیابیوں کا حصول انسان کی اپنی جان کے طریقوں میں رکھ دیا، دکھائی دنیا کی چیزوں میں کامیابی لیکن استعمال جسم کے طریقوں سے ہی کامیابی اور ان ہی طریقوں سے ناکامی ہے شکل چاہے فقر کی ہو یا غنی کی حکومت کا نقشہ ہو یا سرمایہ داری کا اکیلا ہو یا لاکھوں کے ساتھ ہو اگر انسان ساری شکلوں سے نکل کر جنگل میں پڑ کر جسم کو کامیابی والے طریقہ پر استعمال کرلے تو پھر بغیر کسی شکل وصورت کے جنگل ہی میں کامیابی دے دیتے ہیں اور اگر ملک ومال کے نقشوں میں بھی یہ طریقہ اختیار نہ کرلے تو ناکامی آوے گی، اللہ تعالیٰ نے انبیاء، صحابہ، اولیاء سے یہ بات ظاہر کردی ہے نقشوں سے خالی انبیاء آکر کامیابی والے طریقوں کو چلانے والے خاص یقین کی طرف بلایا، انبیاء علیہم السلام جب بھی آئے ملک ومال کے نقشوں سے خالی ہوتے تھے، بلکہ جو ان کا ساتھ دیتا ملک ومال اسے چھوڑنا پڑتا تھا۔ ہرقل سو فیصد یقین رکھتا تھا کہ محمد ﷺ رسول ہیں اسے اس کا ثبوت مذہبی کتابوں سے اور ابوسفیانؓ کے جوابات سے مل گیا تھا، ہرقل کے سوالات اور ابوسفیانؓ کے جوابات مشہور ہیں۔ لیکن ملک کے ہاتھ سے نکل جانے کے خطرہ نے اسے مسلمان ہونے نہ دیا جو کوئی نبی کی مانتا اس کا ملک ومال جاتا رہتا تھا پھر کامیابی دوسرے راستہ سے آتی تھی ملک وحکومتیں جائیدادیں ان کی طرف آتی تھیں کامیابیاں دلانے والے طریقوں سے دنیا کی نعمتوں کو خدا ان کے سامنے جھکاتے اور پوری فکر کرتے کہ ان نعمتوں کے مل جانے کے بعد کامیابیوں والے طریقے نہ بدل جاویں اگر طریقے بدل جاتے تو جن کیلئے دوسروں کو ہلاک وغرق کردیا گیا تھا اب

انہی کو دوسرے سے ہلاک کروا دیا جاتا، وہی بنی اسرائیل جن کیلئے فرعون مع لشکر کے قلزم میں غرق کر دیا گیا تھا انہی کے بارے میں بخت نصر نے قسم کھائی تھی کہ میں ان کا خون اتنا بہاؤں گا کہ میرے گھوڑے کے سینہ تک ان کا خون آ لگے خوب قتل بنو اسرائیل کا ہوا، لیکن خون جہاں گرتا وہیں جم جاتا اکثریت قتل ہو گئی لیکن قسم پوری نہ ہوئی قتل کرنے والی فوج نے بخت نصر سے کہا رحم کرو، ان اولاد انبیاء کے قتل کو ختم کرو، اس نے کہا میں کیا کروں میں بھی چاہتا ہوں قتل بس کر دوں، لیکن قسم میری پوری نہیں ہوئی، اسے علماء نے مشورہ دیا کہ تم اس جگہ خوب پانی بہاؤ جس سے خون کے ٹکڑے پانی کے اوپر آ جائیں گے اور گھوڑے کے سینہ کو لگ جائیں گے اور تمہاری قسم پوری ہو جائے گی چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور پھر کچھ یہودی بچے۔

جن کو ایک دفعہ طریقوں سے کامیابی مل جاتی ہے ان کا نام ملک و مال کی فہرست سے کاٹ دیا جاتا ہے اگر وہ اس کے بعد طریقوں کو ملک و مال کی وجہ سے توڑنے لگیں تو پھر ان پر خون خرابے کا عذاب مسلط ہو جاتا ہے یہود وہ ہیں جو کامیابیوں کے طریقے سے اوپر آئے ملک و مال سے نہیں آئے، حضرت یعقوبؑ کنعان کی بستی میں رہتے، جنگل و گاؤں میں رہنا جانوروں کا ہی گوشت و دودھ ملتا تھا، نہ حکومت ہاتھ میں نہ حکومت میں کسی قسم کا اثر۔ نبوت والی آزمائشیں باپ بیٹے دونوں پر گزریں، ظاہر حال میں حضرت یوسفؑ کا ختم ہونا یقینی ہے۔ ظاہر کے خلاف حضرت یعقوبؑ خدا پر یقین کرتے کہ خدا واپس کر دیں گے دوسرا بیٹا چوری کے الزام میں رہ گیا، تیسرا بیٹا شرم کے مارے دوسرے کے ساتھ رہ گیا پہلے تو ایک گیا تھا اب دو مزید چلے گئے واپسی بظاہر مشکل ہے لیکن کہتے ﴿عسى الله ان ياتينى بهم جميعا﴾ ان کا اللہ پر بھروسہ ہے جس کیلئے ظاہر کو نظر انداز کر رہے ہیں اولاد نے کہا وہ تو مر مرا گیا، بس اسے چھوڑو، تم اسی میں مر جاؤ گے کہا ﴿انى اعلم مالا تعلمون﴾ مصیبتوں کو وہ اس طریقہ پر عبور کر رہے ہیں جس طریقہ سے کامیابی ملتی ہے ﴿يابنى اذهبوا فتحسسوا من يوسف واخيه ولا تيئسوا من روح الله﴾ اب رو کر دعا مانگی اس وقت کی دعا ایسی تھی کہ خدا نے پیغام بھیجا کہ اگر یوسفؑ مٹی بھی ہو جاتے تو آج کی دعا پر انہیں زندہ کر دیتے خوش ہو جاؤ وہ ملنے والا ہے عین اسی وقت چھپے ہوئے سے پردہ ہٹا رہے ہیں جن بھائیوں کے ہاتھوں سارے ستم ہوئے ساری مصیبتوں سے دوچار ہوئے اب وہی بھائی ان کے سامنے ایسے ہیں کہ جب چاہیں جیل میں ڈال دیں حتیٰ کہ بھائی کو جب انہوں نے روکا تو بھائیوں نے حالانکہ حضرت یوسفؑ نے بت کو توڑا تھا اس کا نام بھائیوں نے چوری رکھ دیا۔ لیکن حضرت یوسفؑ نے خود کو چھپایا اور ان کیلئے ایسی ہی استعمال ہوئے جیسے ان بھائیوں نے کچھ بھی نہیں کیا جس کے بل بوتے پر بھائیوں کی زندگی بن رہی ہے وہ اسی کی ہی نہیں مان رہے

ہیں یہاں مصیبتوں میں طریقہ قائم رکھا، دوسری طرف اہلیہ وزیر کی وزیر شفقتوں وعنایتوں کو لات مار کر طریقوں کو قائم رکھا، جیل تک اختیار کرلیا، جیل میں جا کر دعوت کا کام شروع ہے، ہمارا بحری جہاز صبح کے بجائے شام کو گودی پر لگے تو ہمیں کتنا ناگوار گزرتا ہے ادھر حضرت یوسفؑ نے دس بارہ سال جیل میں گزار کر بھی فوراً نکل جانے کو اختیار نہ کیا، کہا ان عورتوں سے پوچھو کہ انہوں نے ہاتھ کیوں کاٹے اس میں جواب تھا کہ جب مجموعہ مجھ سے متاثر ہو گیا اور اپنے تاثر کو وہ مجموعہ چھپا نہ سکا اور میں متاثر مجموعہ سے نہ ہوا تو اس مجموعہ کا ایک فرد تنہائی میں کتنا زیادہ تاثر لے گا عورتوں سے سوال سے قبل ہی زلیخا نے مان لیا ﴿انا راودته عن نفسي﴾ باپ بیٹے کی زندگی میں کامیابی والے طریقے نظر آرہے ہیں جس عورت کی وجہ سے بارہ سال کی جیل ملی تھی اسی عورت کے ساتھ بیوی والی شفقت استعمال کرتے ہیں تکالیف دعا میں ڈال دینے والے بھائیوں سے معاملہ صرف بھائی ہونے کے لحاظ سے کرتے ہیں بھائیوں نے کہا سوال کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے یوسفؑ کے اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا؟ آپ کے لہجہ سے وہ سمجھ گئے اور کہا تم ہی یوسف ہو بس پیروں تلے سے زمین نکل گئی، انہوں نے فوراً مان لیا تم ہی بڑے ہم چھوٹے ہم ایک گھر میں تمہارا اونچا پن نہ دیکھ سکتے تھے لیکن اب خدا نے تو سارے ملک میں عزت دے دی ہے یہ عزت ملک وکامیابی دو نبیوں کے کامیابی والے طریقوں سے ملی، جس ملک کی تکالیف برداشت کی جاتی ہے اس ملک میں مصائب کے زیادہ ہونے سے دل خوش ہوتا ہے حضرت یوسفؑ تعبیر ہی الٹی دیتے اور اگر درست دے دی تو ملک والوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیتے لیکن یوں کہ دیا میں خدمت کرنے کو تیار ہوں تم سب کی، ایسے ہی حضور ﷺ مکہ والوں سے ساری تکالیف اٹھا کر مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے بیت اللہ کے پاس کھڑے ہو کر کہا تمہارے ساتھ کیا کروں؟ ان کفار مکہ میں سے ایک نے کھڑے ہو کر کہا تم کریموں کی اولاد ہو کریم ابن کریم ہو کرم کرو گے اور حضرت یوسفؑ کو حضور ﷺ نے کریم ابن کریم کہا ہے حضرت یوسفؑ والا جواب حضور ﷺ نے دیا ﴿لا تثريب عليكم اليوم﴾ حضرت عثمانؓ فجر کی نماز میں سورہ یوسفؑ پڑھا کرتے تھے کیونکہ انہوں نے حضرت یوسفؑ کی طرح پہلے اپنے رشتہ داروں سے پھر مسلمانوں سے تکالیف پائیں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہوا بہت ہی مذاق کرنے والے نعمان سے بھی حضور ﷺ نے نباہ کر کے دکھایا ہے ہم تو ذرا سی بے عنوانی سے دوسروں سے خفا ہو جاتے ہیں ایک دفعہ ایک شخص باہر سے آیا سواری مسجد کے باہر باندھ کر اندر مسجد میں حضور ﷺ کے پاس گیا کسی نے کہا ارے نعمان گوشت کھلا دے نعمان نے اس باہر کے مہمان کی اونٹنی ہی کاٹ دی وہ مہمان باہر آکر اونٹنی کو کٹا دیکھ کر چیخ پڑا، حضور ﷺ نے گھبرا کر باہر آکر پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا نعمان نے اونٹنی کاٹ دی اور نعمان اس گلی

میں بھاگ گئے ہیں بس حضور ﷺ ان کے پیچھے بھاگے بھاگتے بھاگتے آخر حضور ﷺ نے ایک جگہ نعمان کو پالیا اب نعمان نے اس طرح منہ بنا کر کہنا شروع کیا اے رسول اللہ ﷺ آپ کے ساتھیوں نے ہی گوشت کو مجھ سے طلب کیا میں نے کاٹ دیا تو مجھے ہی پکڑوانے لگے اس پر حضور ﷺ مسکرا دیئے اور معاف کر دیا ان کا ہی قصہ ہے کہ دور عثمانی میں ایک نابینا ایک دم مجلس سے اٹھا نعمان نے کہا کیا بات ہے؟ اس نے کہا پیشاب کی حاجت ہے چنانچہ انہیں لیجا کر بازار کے رخ پر بٹھا دیا، انہوں نے پیشاب شروع کیا تو بازار میں گزرنے والوں نے بتایا کہ اے نابینا تم کہاں بیٹھے ہو، غصہ میں آ کر اس نے قسم کھائی کہ زور سے ڈنڈا نعمان کے سر پر ماروں گا، چنانچہ ایک دفعہ حضرت عثمانؓ نماز پڑھ رہے تھے نعمان نے آواز بدل کر کہا کہ اے فلاں قسم پوری کرے گا نابینا نے کہا ہاں کہا چل چنانچہ اسے لیجا کر حضرت عثمانؓ کے قریب کھڑا کر دیا اور کہا مار لے اس نے زور سے مارا تو حضرت عثمانؓ کے سر سے خون نکل آیا، لوگوں نے کہا نعمان کو پکڑیں، حضرت عثمانؓ نے کہا چھوڑ دو بدری ہے یعنی اپنوں سے تکالیف پائیں حضرت عثمان ﴿لا تثریب علیکم الیوم﴾ کا مظہر تھے برداشت کر کے معاف کر گئے یہ تھے طریقے جو قوم طریقوں سے چلتی ہے وہ کبھی ملک ومال سے نہیں چمکتی ہے صرف ۱۲ بنی اسرائیل اور حضرت یعقوبؑ واہلیہ یعقوبؑ تھے تو ملک مصر پر چھا گئے نبیوں کے طریقہ سے پھر ہزاروں ہو گئے ساری چھاؤنیوں پر قبضہ تجارت وزراعت کی منڈیوں کے مالک، ہر جگہ کے ناکے ان میں سے لیکن طریقے نکل گئے خدا نے فرعون کو اوپر لا کر مصائب کا دور کھول دیا، چلتے چلتے اللہ نے موسیٰؑ وحضرت ہارونؑ سے اسی راستہ کی تجدید کی ان دونوں نے، پہلے دونوں کی طرح محنت کی جس سے ساری قوم میں ایمان، صبر وتوکل آ گیا محنت کرنے والوں میں یہ صفات زیادہ آ گئیں تو خدا نے بغیر کسی ظاہری سبب کے غلبہ دیدیا، پھر جب طریقے ختم کر دیئے حتیٰ کہ انبیاء کو قتل کر دیا۔ بادشاہ نے اپنی مرضی کے مطابق شادی کرنے کیلئے نماز پڑھتے ہوئے سجدے کی حالت میں حضرت یحییٰؑ کو سپاہیوں سے قتل کروا دیا، اس پر خدا نے بادشاہ اس کی نئی بیوی اور سارے محل والوں کو پتھر بنا دیا، اگلی صبح کو قوم نے یہ حال دیکھا تو الٹے ہی چل پڑے کہ اپنے نبی کے قتل پر خدا اتنے ناراض کہ ہمارے بادشاہ کو پتھر بنا دیا تو ہم اپنے بادشاہ کیلئے کیوں ناراض نہ ہوں؟ اور وہ حضرت زکریاؑ کو قتل کرنے چلے، حضرت زکریاؑ دوڑے خدا نے انہیں درخت میں چھپا دیا شیطان نے ان کے کرتے کا پلو باہر کر دیا جس سے لوگوں کو پتہ لگ گیا کہ اس کے اندر حضرت زکریاؑ ہیں چنانچہ شیطان نے نیم کا پتہ دکھا کر کہا کہ اس جیسا لوہے کا آرہ بنا لو چنانچہ انہوں نے آرہ سے حضرت زکریاؑ جیسے نبی کے دو ٹکڑے کر دیئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو مسلط کر دیا تھا بنی اسرائیل کا قصہ قرآن شریف میں اسی وجہ سے بار بار آتا ہے کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت بنی

اسرائیل کے نہج پر چلے گی، ان کے بہتر (۷۲) فرقے ہوئے اس کے تہتر ۷۳ ہوں گے ان میں سے اگر کوئی کسی سوراخ میں داخل ہوا ہوگا تو ان میں سے بھی کوئی ایسا ضرور کرے گا ان میں کسی نے ماں سے زنا کیا ہوگا تو ان میں سے بھی کوئی ایسا ضرور کرے گا خدا نے یہود کو ایسا مردود کیا کہ وہ جانتے تھے کہ یہ حضرت محمد ﷺ نبی ہیں یہ ہمیں نکال دیں گے لیکن پھر بھی نہ مانے، عبداللہ بن سلامؓ مسلمان ہوئے تو حضور ﷺ سے کہا آپ میرے بارے میں ان یہودیوں کی رائے معلوم کرلیں کہ یہ یہودی کیسے ہیں عبداللہ بن سلامؓ کو حضور ﷺ نے پردہ کے پیچھے چھپا دیا، یہود کو بلا کر پوچھا عبداللہ بن سلامؓ کیسا ہے؟ سب نے کہا ایسا ہے اور ایسا ہے جو کہے گا مانیں گے بڑا عالم ہے حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہو جائے؟ جواب دیا وہ مسلمان ہو ہی نہیں سکتا اور اگر ہو جائے تو ہم بھی ہو جائیں گے اتنے میں عبداللہ بن سلامؓ پردہ سے باہر آکر کلمہ شہادت پڑھنے لگے تو اب سب ان کی اسی مجلس میں تنقیص کرنے لگے کہ یہ بھی ایسے، ان کے باپ بھی ایسے ہی تھے ایسے بے شرم بے حیا، غزوہ خندق میں ایک دوسرے سے یہودیوں نے کہا تھا کہ ساتھ مت چھوڑو، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے تو کہنے لگے چاہے ہم مرجاویں لیکن ان کا ساتھ ہرگز نہ دیں گے، اس امت کے ساتھ بھی یہ ہوگا کہ بنی اسرائیل نبوی طریقے سے ابھرے تھے پھر گرے تھے پھر ابھرے پھر گرے اور ہمیشہ کو گرے، امت محمدی کے ساتھ قیامت تک یہی ہوگا کہ جب ملک و مال کے پیچھے چلیں گے تو کثرت، میں مریں گے حکومتوں کے باوجود قتل ہوں گے مصائب میں گھریں گے یہود و نصاری ملک و مال سے اوپر آسکتے ہیں جب تک اللہ سے ہمارا اندر کا کنکشن باقی ہے اس وقت تک ملک و مال میں لگنے سے مصائب ہی آویں گے، صرف نبوی طریقوں سے ہی عزت ملے گی، ہاں اگر ہم مسلمان ہی نہ رہیں یا زبان سے خود کو مسلمان کہیں اندر سے خود کنکشن توڑ دیں تو ملک و مال سے چمک سکتے ہیں حالات پولیس، فوج، ڈالر سے مرتب نہیں ہوتے ہیں۔ حالات اعمال اور عبادات سے بنتے ہیں سارے نبیوں نے یا قوم اعبدو الله یا فاتقو الله اپنی قوم سے کہا ہے اللہ کے سوا کوئی ذات نہیں ہے جس میں مشغول ہوا جاوے یا حاجتیں اس سے پوری کرائی جاویں تم عبادت کر کے دعا مانگو اور اسے راضی کرو تو حالات بن جاویں گے حضور ﷺ ہمیں بتا گئے سورج کی روشنی یا چاند کی روشنی چلی جاوے حاجت پوری نہ ہوئی ہو تو نماز پڑھ کر ان سے دعا کرنا، عبادت درست کر لینا پھر مانگنا اگر دعا قبول ہونے لگے تو ایک دم حرام کمائی چھوڑ دینا ورنہ دعا ہاتھ سے جاتی رہے گی کہ تم دعا سے سب کچھ ہوتا دیکھ چکے ہو تو پھر اب یہ بقیہ احکام کو کیوں نہیں مانتے ہو، دعاؤں کے سہارے تقوی پر پہنچو پھر مزے کرو، کاروبار میں تبدیلی کی تو نقصان آ گیا معاشرت کو بدلا تو دوستوں میں نکو بن گئے بس دعا سے ان سب کا جبر کرلو، پھر دعاؤں کے سہارے خود کو نبوت کے طریقوں پر ڈالو، یقین

بناؤ، سونے سے قیمت نہ بنے گی، پاخانہ پھرنے کی ایک سنت کئی حکومتوں سے زیادہ قیمتی ہے وہ علماء جو مشائخ بھی ہیں انہوں نے کہا ہے کہ مسلمانوں میں اسلام کے تحفظ کے پیش نظر حضور ﷺ سے جو خیر کی شکلیں چلی ہیں ان سے زیادہ نور حضور ﷺ کے پاخانہ کی ایک سنت میں ہے ہم نے زندگی کے ہر ہر شعبہ کو بدلنا ہے اور ہم ابھی سے حاجی نمازی مبلغ صاحب ہیں ہمیں قالین کی جگہ بوریئے، قورمہ کی جگہ سرکہ، عمدہ لباس کی جگہ گھٹیا لباس پسند نہیں ہے جب تک پسند نہ بدلے گی اس وقت تک سنتوں کے زندہ ہونے کا سوال ہی نہیں ہے، دو سالن ایک دستر خوان پر سنت نہیں ہے، حضرت عمرؓ کے نزدیک گوشت علیحدہ سالن ہے اکیلے سرکہ سے روٹی کھاویں تو سنت پوری ہوگی، اگر بہت سے کھانوں کے ساتھ سرکہ رکھ کر کھالیں تو یہ سنت نہ ہوگا حضرت ابن عمرؓ نے اپنے باپ کی دعوت کی، حضرت عمرؓ حضرت ابن عمرؓ کے گھر گئے لقمہ منہ میں ڈال کر نکال لیا کہ اس میں گوشت اور گھی دو سالن ہیں، حضرت ابن عمرؓ نے کہا سن تو لیں کہ روزانہ ۸ درہم کا گوشت آتا تھا آج ہلکی قسم کا گوشت ۴ درہم کا خرید کر ۴ درہم کا گھی لے آیا خرچ نہیں بڑھا کہا میں تو دو سالن نہیں کھاتا، حضرت ابن عمرؓ نے کہا آئندہ ایک ہی سالن بناؤں گا کہا جب بناؤ گے تب کھاؤں گا اب نہیں کھاتا۔ ابھی تک ہم میں نہ مناسبت ہے نہ ذوق ہے نہ کھانے کو سادہ کرنے کا ارادہ ہے بلکہ جہاں اس تبلیغ میں دعوت کھانے کی ہو جاتی ہے اس دعوت کے کھانوں سے ہم اپنی سادگی اور کم کر دیتے ہیں ہم یوں سمجھتے ہیں کہ ہماری مروجہ زندگی کے علاوہ کہیں اور دین چلے گا تبلیغ میں نکل کر جو سادگی اختیار کر لیتے ہیں وہ تو دین ہے گھر میں ہر جگہ سادگی لانا دین نہیں ہے اگر ہمارا رخ ہی سنتوں کی طرف نہیں ہے تو جن میں محنت کر رہے ہیں ان میں سنتوں کا رخ کیسے پڑے گا اگر ہم خود میں ان سنتوں کا عمل نہ پاویں اور اس سنت سے ہٹ کر چلنے کو اچھا نہ سمجھیں سنت کا عمل نہ ہونے پر روئیں تو پھر شاید سنت والا اجر مل جاوے، اگر اونٹوں، گدھوں اور سارے کھانوں کا عمل نہیں ہے تو انہی چیزوں کو اچھا سمجھو اور اپنے موجودہ کھانوں اور کاروں کو تو گھٹیا سمجھو، بتاؤ وہ تھان بڑھیا ہے جو کروڑوں کا ہے یا وہ چار آنے کا کپڑا جو تیل میں سنا ہوا حضور ﷺ کے سر پر بندھا ہوا ہے کروڑ کے نئے جوتے سے چار آنے کا جوتا حضور ﷺ والا افضل ہے یہ عزت تو اسے حضور ﷺ سے لگنے سے مل گئی ہے تو وہ طریقہ جو حضور ﷺ کے اندر سے باہر آتا تھا اس کی قیمت تو کتنی زیادہ ہوگی سادگی قناعت صبر و تحمل ایمان والے طریقے بہت قیمتی ہیں اسی کا کلمہ میں اقرار ہے ہمیں اللہ کے یہاں کامیابی، ناکامی چیزوں کے اعتبار سے نہ ملے گی، محمد ﷺ کے اعتبار سے ملے گی، محبوب پر رکھ کر معاملہ ہوگا کہ تمہارے اعضاء محبوب کے اعضاء کے طریقوں پر آئے یا نہیں؟ کفار تو ''کالانعام بل ھوا ضل'' ہیں جیسے جانوروں کے اعمال سے نظام پر اثر نہیں پڑتا ہے ایسے ہی کفار کے اعمال سے نظام پر اثر نہیں پڑتا وہ

تو خارج از نظام عالم ہیں، جیسے جانور زلزلہ، سیلاب آگ سے خود کو نہیں بچا سکتے ہیں یہی حال کفار کا ہے لیکن مسلمان کی دعا سے یہ مصائب رک سکتے ہیں آج کی ساری ابتری مسلمانوں کے حساب میں ہے سمندروں کی طغیانی زمین کے جھٹکے کفار کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کے معاصی کی وجہ سے ہے کفار کو تو عذاب الیم آخرت والا ملے گا فرشتے فجر سے عصر تک کے سارے اعمال اور دوسرے فرشتے عصر سے فجر تک کے سارے اعمال وارادے لکھتے ہیں علماء نے کہا کہ فرشتے کو کیسے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس وقت فلاں نیکی یا فلاں بدی کا ارادہ کیا ہے جیسے ہم دیکھے بغیر صرف خوشبو سے جان لیتے ہیں کہ یہاں فلاں پھل ہے یا فلاں پھول ای طرح اعمال میں بدبو اور خوشبو ہے دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ بتا دیتے ہیں کہ فلاں عمل کا ارادہ کیا ہے بدی کا ارادہ نہیں لکھا جاتا ہے بدی کرنے پر ایک بدی، نیکی کے ارادہ پر ایک نیکی، نیکی کا عمل دس گنا لکھا جاتا ہے ہمارے اعمال کو لکھنے والے ایک وقت میں چار ہو سکتے ہیں لیکن ایسا کوئی وقت نہیں ہے جس میں اعمال پر نگاہ رکھنے والا نہ ہو، اعمال فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں انہی کے مطابق احکام احوال کے خدا سے مل جاتے ہیں اس میں کوٹھی یا جھونپڑے سے خوانچے یا کارخانہ سے فرق نہیں پڑتا ہے بس حضور ﷺ کے اعتبار سے سارا معاملہ ہوگا خوب عبادت کر کے مانگو، اے خدا انبیاء والے سیدھے راستہ پر چلا، ۲۴ گھنٹے کی زندگی میں حضور ﷺ والے اعمال ہوں کامیابی کا معیار چیزیں نہیں بلکہ اعمال ہیں نبیوں کے طریقہ سے ابھرنے والے اور مال میں پھنس جانے والے یہودی ونصاری میں سے نہ بنا تبلیغ میں نکل کر رو رو کر دعا مانگی اب یا تو دعا قبول ہوگی جس سے گھر میں آفت آوے گی، مکان گر پڑا، نیت بدلنے کی ہے نہیں لیکن دعا ہے کہ حضرت محمد ﷺ اور موسیٰؑ جیسے مکان ولباس ہوں اور اگر دعا رد ہو جاوے تو پھر دنیا کے ساز وسامان کے جمع کرنے کی ہی فکر بچوں کے کپڑے نبی کے نواسوں جیسے نہیں بناتا ہے بلکہ اولاد نصاویٰ ویہود جیسے بناتا ہے، کھانے یہود جیسے حضور ﷺ جیسے نہیں، دعا مردود تو آخرت بگڑی، دعا قبول تو دنیا مردود، خود کو بدلنے کی نیت کر کہ سارے ماحول کو درست کرنے کی محنت کرے نیت کرے کوٹھی سے جھونپڑے کو آنا ہی عمدہ کھانے سے سیدھے سادے کھانے کو جانا ہے، دین اور طریقہ محمد ﷺ تو سراسر تکلیف ومجاہدہ ہے اسی وجہ سے صحابیؓ نے کہا ہے کہ ہم نے ساری کامیابیاں مشقت میں پائی ہیں بس تکلیفوں سے جی لگانے کی مشق کرو، ان سے گھبرانا چھوڑ دو، ارے ہم تو ایک وقت کے فاقہ سے گھبرا گئے؟ حضور ﷺ نے تین دن کے فاقے اٹھائے بھوک واندھیرے کی تکلیف شمع وروشنی والا کیا جانے اکبر نے کبھی اندھیرا نہیں دیکھا تھا اس نے دین اسلام مٹا کر دین الٰہی بہت سے ادیان کا مجموعہ چلانا چاہا تھا جیسے لوگ کہتے ہیں کہ ہر مذہب کا اچھا عمل لے لو، حالانکہ ہر مذہب کی اچھائی اسلام میں ہے اس نے دین الٰہی رکھا تھا، آج کل

حکومت الٰہی آ گئی اکبر نے یہ کہا تھا کہ بھائی بکری سے زیادہ قوت شیر و بھیڑیئے کے گوشت میں ہے اسے کھاؤ اکبر کی تصویر کو ہر صبح سجدہ کرو، مردہ کو جلاؤ یا سیدھے کھڑا دفن کر دیا، قبلہ کی طرف پیر کر کے دفن کرو، مرتے وقت ایک دم اندھیرا ہو گیا اس نے اندھیرا کبھی نہیں دیکھا تھا گھبرا گیا، علماء کو بلایا، بیربل سے بات کرنی پسند نہ کی، ایک عالم سے کہا میں قبر کے اندھیرے میں کیسے گزر کر لوں گا تو اس نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ نے ۲۳ سال دنیا میں رہ کر اتنی روشنی پھیلا دی ہے تو قبر میں ہزاروں سال سے ہیں نہ معلوم کتنی روشنی پھیلا دی، اس سے اسے اطمینان ہو گیا اس قصہ سے ثابت کرتے ہیں کہ اس نے ارتداد سے توبہ کر کے صحیح عقیدہ پر دنیا کو چھوڑا۔ جس نے بھوک اندھیرے کی تکلیف نہ اٹھائی ہو وہ کیا جانے حضور ﷺ کی بھوک اندھیرے کی تکلیف کیسی تھی روزہ اس واسطے رکھا گیا تا کہ مال دار اندازہ کر لے کہ فقیر بھوک سے کیسی تکلیف پاتا ہے اسلام خواہشات کا مذہب نہیں ہے بس اس اسلام کو نیا بناؤ، ارے تم نئی جنگ چلاؤ کہ تم عورتوں سے باغوں میں مشغول رہتے ہوئے لڑو یا عورتوں کے ساتھ ناچتے ہوئے تیرنا سیکھ لو، جیسے جنگ، تیرنا مجاہدے والا ہے ایسے ہی اسلام بھی تعیش والا نہیں مجاہدہ والا مذہب ہے، ارے اسلام میں کتر بیونت نہ کر خود کو راحت و کھانوں کی غلامی سے مجاہدہ کی آزادی کی طرف لے کر چل، سواری کھانے کی سادگی ملا، کھانا وقت پر یہ ان کے یہاں ہی ہے جو ہر وقت کھاویں اور جو تین دن بھوکا رہے گا اس کے کھانے کا وقت مقرر نہ ہوگا جب ملے گا اسی وقت کھائے گا محمد ﷺ کے طریقہ پر چلنے سے تکالیف کو منہ لگانا ہوگا حضور ﷺ کی محبت اور تکالیف لازم و ملزوم ہیں پوری محبت پوری تکالیف سے ملے گی، تم اھدنا کی دعا میں سارے نبیوں کے طریقہ پر چلنا مانگتے ہو تو ان کا طریقہ تکالیف والا ہے لہٰذا جس علم و یقین و نیت و ذکر نماز سے تم دین پر چلو گے ان کے حصول کیلئے تکالیف اٹھاؤ خالی دھوپ میں کھڑا ہونا یا کھانا نہ کھانا محمود و مطلوب نہیں ہے البتہ ان اعمال کی محنت میں دھوپ میں کھڑا ہونا پڑا، کسی وقت کھانا نہ ملا تو یہ حتمی تکلیف محمود و مطلوب ہے جو کام دیا گیا ہے اس کیلئے گھبراہٹ تکالیف سے چھوڑ دو، کسی تکلیف کی وجہ سے اس کام کیلئے قدم اٹھانا نہ چھوڑو، یوں نہ کہو کہ میں گرمی کی وجہ سے وہاں نہیں جاتا ہوں، بلکہ چلے جاؤ اور خدا سے گرمی کی برداشت مانگو، کام کے تقاضوں پر چلتے جاؤ راحت آئے یا مصیبت جو حضور ﷺ کی سنتوں کو سامنے رکھ کر چلے گا وہ عمدہ کھانوں اور لباسوں کے استعمال کو اچھا نہ سمجھے گا اپنی کمزوری کی وجہ سے سنتوں پر نہ چل سکنا عذر بنا لیا لیکن سنتوں پر چلنے کا اجر مل جاوے گا اونٹ کو اور حضور ﷺ کے مشقت والے کھانے کو ہی اچھا سمجھے تکالیف پر آنے کی محنت کرو، دعائیں خدا سے استعداد کی کرو، اگر ہم ان سنتوں کو چاہتے رہے ان کی حیات کو مانگتے رہے تو ہم اگر ان سنتوں پر نہ آ سکے تو آئندہ ایسے آویں گے جو ان سنتوں پر چلنے والے ہوں گے، یہاں سے رخصت ہونے والے یہاں کے

سلام کو یہاں کی گلیوں میں پھرنے کو بڑھاتے جاویں جانے کی تیاری میں چیزوں کیلئے سارا وقت نہ لگادو، چیزیں ہر جگہ ملتی ہیں اجتماعی اعمال میں سب لگے رہیں ایک دو آدمی ہر جماعت کے ضروری امور کی تکمیل میں لگے رہیں ہمارا حضورﷺ کے طریقہ پر آنا ہمارے بس میں نہیں ہے اس وجہ سے محنت کر کے دعائیں خوب کرو، عربوں میں اصالتاً جفاکشی ہے ان کے اوپر تعیش بڑھایا جارہا ہے، ان کیلئے بھی دعائیں کرو، ہمارے مدینہ کے لوگوں سے جو تعلقات ہیں ان سے ہم کھجوریں خریدیں گے، سامان جمع کریں گے ذاتی ضرورتوں کے واسطے ان تعلقات کو کام میں لاتے ہیں بلکہ ان تعلقات کو کام میں لا کر تبلیغی اجتماعات میں ان کو شریک کرلو تو بہت سے قدم اٹھ سکتے ہیں اور بہت سی غلط فہمیاں دور ہوسکتی ہیں اب تشکیل کسی قسم کی کرلو کیونکہ ۱۴ جماعتیں رخصتی مصافحہ کر چکی ہیں آٹھ دس مزید ہیں جو راستہ کے ملکوں میں کام کرتی ہوئی واپس ہوں گی، ہمارے بعد اب یہ روزانہ کی فجر والی تقریر صرف مدینہ والوں کیلئے ہوگی اور مدینہ والے بہت کم آتے ہیں اس لئے تشکیل نہ کروارے نہیں اکثر لوگ جماعتوں میں نہیں جارہے ہیں جو کم وقت لگا رہے ہیں ان کو وقت و مال بڑھانے کی ترغیب دو، بہرحال تشکیل ہر بیان کے بعد کسی نہ کسی طرح ہونی چاہئے۔

ابھی سائنسداں چاند میں پہنچے نہیں ہیں
شاید کئی برسوں بعد اس چاند میں صرف پہنچ ہی سکیں

عمومی بیان

جمعرات بعد نماز فجر ۲۱ر مئی ۱۹۶۴ء مطابق ۱۰ر محرم ۱۳۸۴ھ

بعد خطبہ مسنونہ ارشاد فرمایا کہ:

میرے بھائیو اور دوستو! (پوچھا آگئے سب؟ کسی نے کہا آرہے ہیں فرمایا جو تبلیغ میں آئے ہیں ان کے جمع ہونے کی یہ صفت ہے؟) عمل تو بہت سارے ہیں انسان کی ۲۴ گھنٹے کی زندگی جن حالات میں گزرتی ہے ان تمام حالات میں پورے جسم کیلئے اعمال متعین ہیں حالات چاہے فقر کے ہوں یا غنیٰ کے صحت کے ہوں یا بیماری کے سارے مسائل کو حل کرنے کیلئے حضرت محمد ﷺ والے اعمال ہیں جیسے حضور ﷺ کے جسم کا ایک ایک جز سارے عالم سے قیمتی ہے ایسے ہی اس زمین و آسمان سے جتنی چیزیں جہاز، ریل، راکٹ وغیرہ تیار ہو رہی ہیں ان سب سے زیادہ قیمتی ہے حضور ﷺ کے اعضاء کے اعمال میں کا ہر ایک عمل پر ساتوں زمین و آسمان سے زیادہ ملے گا ان اعمال محمدی کی خدا کے ہاں بہت ہی قیمت ہے گزشتہ اعمال انبیاء علیہم السلام کی قیمت بہت بڑھ گئی جب ان اعمال کو حضرت محمد ﷺ نے کر لیا، پہلے انبیاء کے سطح کی محنت تھی اب خاتم الانبیاء ﷺ کے سطح کی محنت ہے چیزوں کی محنت چیزوں کو دیکھنے اور سننے سے چلے گی اور اعمال کے منافع پر یقین لے آنے سے زندگی میں وہ اعمال آجائیں گے یہ خاص اعمال خاص یقین قلب سے ہی چلتے ہیں بے قیمت اور ضعیف مال و اشیاء سے باقیمت اور قوی اعمال نہیں چل سکتے ہیں دنیا بھر کی تمام چیزیں اعمال محمد ﷺ کے سامنے قیمت ہی نہیں رکھتی ہیں تو یہ اعمال ان چیزوں سے کیسے چلیں گے، دل کا یقین تو اعضاء کے اعمال سے زیادہ قیمتی ہے کہ قلب رئیس الاعضاء ہے اسی وجہ سے مرتے وقت جب کہ

عمل ہونا بند ہو جائے گا کوئی عضو کام نہ کرے گا تو اس وقت دل کی مایہ ایمان ہی کو مانگا گیا قلب قرآن یعنی سورہ یس سے قلب انسانی کو قوت دی جاتی ہے انسانی قلب کو سورہ یس سے اس وقت انجکشن دنیا افضل ہے ساری ایمانیات اس سورہ میں ہیں اگر دل میں ذرہ بھر ایمان ہے عمل ایک ذرہ بھی نہیں ہے تو کبھی نہ کبھی جنت میں چلا وے گا اعمال سے ہمارے اندر نور پیدا کرنا ہے حضرت محمد ﷺ والے اعمال کے اختیار کرنے سے تم میں نور پا کی خوشبو کی دولتیں تمہارے اندر پیدا ہوں گی اعمال محمد ﷺ نہ کائناتی نقشوں سے چلتے ہیں نہ ان سے ٹوٹتے ہیں بلکہ نظام عالم میں تغیر کر دیتے ہیں ابھی تک سائنسداں چاند میں پہنچے نہیں ہیں، شاید کئی سال بعد اس چاند میں صرف پہنچ ہی سکیں لیکن خدا نے اعمال محمد ﷺ کی قیمت کو حضرت محمد ﷺ کی انگلی سے چاند کے ٹوٹ جانے میں ظاہر کیا نبی معجزات کیلئے بھیجے نہیں گئے اخلاق علوم الٰہی صداقت عبادات ایمانیات اذکار الٰہی خدمت خلق اور انسانی زندگی کے بننے کی شکلوں کیلئے بھیجے گئے معجزات سے دکھایا گیا کہ یہ انبیاء علیہم السلام ملوک وسلاطین واہل اموال کی قسم کے آدمی نہیں ہیں بلکہ ان خاص انسانوں کے ذریعہ اللہ پاک سارے انسانوں کو اعمال کا راستہ دکھاتے ہیں معجزات تو نبوت کی دلیل ہے موضوع نبوت تو اعمال وایمان کا پھیلانا ہے جیسے موضوع ولایت اتباع رسولؐ اور اس اتباع پر استقامت ہے معجزات نبوت کے ثبوت کی کرامات ولایت کے ثبوت کی دلیل ہیں اعمال محمد ﷺ پر استقامت اور انہی اعمال پر مرنے کی سعی ولایت ہے ﴿ولا تموتن الا وانتم مسلمون﴾ ایسا نہ ہو کہ تم بیماری کی وجہ سے صحت کے حاصل کرنے کیلئے دواخانہ میں حرام دوا استعمال نہ کرلو، حرام عورتوں کو ہاتھ نہ لگانے دو، کہیں حرام عمل کی حالت میں ہی موت نہ آجاوے، عمل محمد ﷺ کو چھوڑ کر جینا نہیں ہے بلکہ اعمال محمد ﷺ پر مرنا ہے حضرت عثمانؓ نے اعمال محمد ﷺ پر مرنا دکھایا ہے حضور ﷺ نے فرمادیا تھا کہ تم کو خلافت کا لباس ملے گا، لوگ اسے تم سے اتاریں گے تم اتارنے نہ دینا، ورنہ ﴿لاتدخل الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط﴾ اور دوسرے وقت میں فرمایا دیکھنا کسی مسلمان کو نہ مارنا نہ کسی کو قتل کرنے کی اجازت دی اور نہ کسی کو خلیفہ بننے دیا، اگر خلافت دیدیتے تو بھی ان کی جان بچ جاتی اور اگر حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ کو مارنے اور مقابلہ کرنے کی اجازت دیتے تو پندرہ سو باغی پانچ منٹ میں اہل مدینہ کے ہاتھوں ختم ہو چکے ہوتے جیسے حضور ﷺ کے بدن کا کرتہ سارے سامانوں سے زیادہ قیمتی ہے ایسے ہی حضور ﷺ کے جسم کے اعمال میں سے ہر ایک عمل کی قیمت ساتوں زمین آسمان نہیں بن سکتے ہیں دل کا یقین اعمال سے مقدم وافضل ہے ایمان کا ماحول بنانے سے ایمان بنے گا جتنی محنت کمائی دکان دنیا میں زیادہ لگے گی اتنا ہی یقین خراب

ہوگا مال و چیزوں کی محنتوں سے نکل کر اعمال کی محنت میں کود پڑے، اس محنت سے یقین و اعمال وعبادت و اخلاق وذکر ودعا کا ماحول تیار ہوگا پھر اس ماحول کے تیار ہوجانے کے بعد کمزور سے کمزور آدمی بھی اس ماحول سے چل پڑے گا اسی وجہ سے خدا نے سب سے زیادہ قیمتی محنت کو بنایا ہے ایک آدمی کے عمل کا نام ماحول نہیں ہے بلکہ مجموعہ کے اعمال کا نام ماحول ہے ماحول کے خلاف میں عمل کرنا بہت شاق ہوجانے کی وجہ سے بہت اجر دلاتا ہے اور اگر ذکر وعمل پر تقریریں کرنے والے اور اسی موضوع پر لکھنے والے اعمال کا ماحول نہیں ہے عمل کو اس کے ماحول کے بغیر کرے تو واپس بھاگنے والے لشکر میں سے جم جانے والے کی طرح ہوگا، سب اس وقت ایمان وعلم ودعا ونماز سیکھنے سکھانے والے بنیں گے جب کہ ان اعمال کا ماحول تیار ہو اس کے بعد اخلاق تیار ہوسکیں گے، اعمال کا ماحول بنانے کیلئے کچھ اعمال دیدیئے گئے انہیں عام کرنے کی محنت کروگے تو اعمال کا وہ ماحول تیار ہوجائے گا جس میں لوگ بغیر مال کے اور حکومت کے عمل کرنے لگیں گے، یوں نہ کہیں گے نماز وعلم میں لگنے ذکر کرنے اخلاق کے اختیار کرنے سے زیادہ درجہ ہے انہی اعمال کو عام کرنے کی محنت کا امتوں کا رخ پھرتا تھا نمازوں کا خشوع ان میں زندہ ہوتا تھا ان کے اخلاق درست ہوتے تھے سب انبیاء کی محنت سے ہوتا تھا حضرت موسیٰؑ وحضرت ہارونؑ کی محنت سے ان کی قوم میں توکل نماز واعتماد علی اللہ والے اعمال تیار ہوئے جس کے بعد خدا نے بغیر نقشوں کے ان کو غالب کردیا سب کچھ رکھنے والے فرعون کو ختم کردیا فرعون کے پاس ہوائی جہاز تھا فرعون کے سامان میں ہوائی جہاز کے اجزا بھی تھے، پہلے والے آدمی کچھ سمجھ دار تھے انسانی زندگی کو سامنے رکھ کر چیزیں چلائی جاتی ہیں اس زمانہ کے بے وقوف ذاتی نفع کو سامنے رکھ کر چیزیں چلاتے ہیں کیونکہ سو فیصد سب کو جہاز نہیں مل سکتا ہے ہوائی جہاز کو دیکھ کر لوگوں میں ان کا شوق اٹھے گا اقتصادیات کو خراب کرکے جہاز خرید سکیں گے پہلے لوگوں نے ان چیزوں سے خود نفع اٹھا کر علیحدہ رکھ دیا، پہلے زمانہ کی زندہ سواریوں سے جہاں سواری کا نفع ملتا تھا وہاں ان جانوروں کی نسل در نسل چلتی جاتی تھی جانوروں کے کھلانے کی بھی سہولت تھی اس وجہ سے کسی کو جانور ہدیہ کرنا سہل تھا لیکن اس زمانہ میں کسی کو کار دینا اس کے خرچ کو بڑھا دینا ہے۔ بادشاہ نے دہلی میں نہر بنوائی نہر کے دونوں طرف باغات پھر دونوں طرف بازار و بستیاں اسی شہر کے سب سے بڑے شاہی حکیم نے سوگ کے کپڑے پہن لئے جشن میں ان کو بھی بلایا تو پوچھا کہ یہ سوگ والے کپڑے کیسے؟ کہا تم نے دہلی والوں کی صحت خراب کردی اس کا علاج یہ ہے کہ مرچیں لگاؤ، آج مرچیں باقی رہ گئیں جس نہر و کی وجہ سے مرچیں چلی تھیں وہ نہر ختم ہوگئی آج کی چیزوں کی فراوانی عوام کے سارے مال کو کھینچتی چلی جارہی ہے

فرعون کے پاس سب کچھ ہے بنی اسرائیل کے پاس کچھ نہیں ہے لیکن وہ یقین وعمل موسوی محنت سے حاصل کر چکے ہیں جس پر خدا نے اپنی نصرت اتار دی اس زمانہ میں ہوائی جہاز بنا کر رکھ دیا لیکن اب ساری دنیا میں ایسی تیز سواریاں تخریب کے ہی کام آرہی ہیں خواہشات کو جلد پورا کر لینا مقصود ہے اعمال چیزوں سے نہ چلیں گے بلکہ دل کے یقین سے علم وذکر کی فضائیں محنت سے بنیں گی محنت کی سب سے زیادہ قیمت ہے اپنی ذات سے عمل کرنے والے کی جنت گھٹیا بنائی ہے۔ جس کا ایک پھل ساری دنیا سے قیمتی ہے لیکن محنت کرنے والوں کیلئے خدا نے خاص جنت بنائی ہے جیسے دنیا کی ہر چیز عام طرح سے اور انسان کو خاص طرح سے بنایا ایسے ہی اس جنت کو خاص طریقہ سے بنایا اب محنت کے دائرے مختلف ہوں گے ایک شہر ایک زبان ایک ملک لیکن حضور ﷺ کے دائرے کی وسعت کا اندازہ نہیں ہوسکتا ہے سارے نبیوں سے مزید محنت کی صورتیں بھی ہیں سارے شہروں، سارے مردعورتوں میں محنت حضور ﷺ والی ہے حضور ﷺ کے آنے کے بعد محنت مقامی بھی تھی اس محنت کو چلانے کیلئے عالمی حرکت تھی۔ جس محنت سے اللہ کے ہاتھ کی بنی ہوئی خاص جنت ملے گی، قسم اعلیٰ کی، جنت ۲۵ لاکھ حوروں والی ہوگی، سب سے کم ستر کا عدد ہے حضرت عمرؓ اسی مسجد میں دور خلافت میں کہنے لگے جنت میں ایک جگہ ہے۔ جس کے پانچ سو دروازے ہیں ہر دروازے میں پانچ ہزار حوریں ہیں ان حوروں کے یہ دروازے چھوٹے نہ ہوں گے چاروں طرف عمارت ہوگی بیچ میں باغ باغیچہ ہوگا اس عمارت کے ۵۰۰ رخ ہوئے ہر دروازے کی پانچ ہزار حوروں میں ہر حور کے پاس مستقل باغات ہوں گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یہ جنت نبی کو ملے گی پھر قبر اطہر کی طرف اشارہ کر کے کہا "ھنیالك یا صاحب القبر" پھر کہا یا صدیقؓ کو ملے گی حضرت ابوبکرؓ کی قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا" ھنیالك یا صاحب القبر" پھر کہا یا شہید کو ملے گی اپنی طرف اشارہ کر کے کہا" وانی لك الشھادۃ "اگر تجھے شہادت ملنی ہوتی تو تو یہاں نہ ہوتا سارے عرب میں ہر ایک انہیں ان کی خدمت خلق کی وجہ سے چاہنے والا تھا، پھر کہا اللہ اگر تجھے شہادت دینی ہوگی تو میدان جہاد سے شہادت کو اس مسجد کی طرف ہی کھینچ کر لے آئیں گے سارے صحابہؓ انہیں حیرت سے دیکھتے جب یہ دعا مانگتے "وفاۃ فی مدینۃ رسولك وشھادۃ فی سبیلك" کیونکہ ان دیار میں کسی کا قتل متصور نہیں تھا حج سے واپسی پر ریت پر لیٹے ہوئے آنسو بہا رہے تھے کہ اے خدا محنت مجھ میں نہ رہی، امت بڑھ گئی ہے اب مجھ سے اس کا سنبھالنا مشکل ہے محمد ابن مسلمہ کو پبلکی طور پر مال تقسیم کرنے کیلئے بھیجا، عمرؓ درخت کے نیچے لیٹے تھے کہ ایک بڑھیا نے آکر کہا عمرؓ نے مال محمد ابن مسلمہ سے تقسیم کرایا اور محمد نے مجھے کچھ نہ

دیا، عمرؓ نے کہا بڑھیا سے محمد ابن مسلمہ کو بلا کر لاؤ، بڑھیا نے کہا ارے تو یہاں باتیں بنا رہا ہے تیرے کہنے سے محمد یہاں کہاں آوے گا؟ محمد ابن مسلمہ آئے تو عمرؓ نے کہا اس عورت کو جواب قیامت کو تو دے گا یا میں؟ اور دونوں رونے لگے پھر ایک اونٹ اور بہت سی نقدی لا کر دی اور کہا محمد ابن مسلمہ جب آویں گے تو تجھے گھر بیٹھے دے جایا کریں گے جان لگا کر عمرؓ خدمت کرتے، راتوں کو پھرنا، اجنبی مسافر کا قصہ دردزہ والا، عمرؓ کی یہ بیوی فاطمہؓ کی لڑکی حسن و حسین کی بہن تھیں جن سے اس وجہ سے نکاح کیا تھا کہ قیامت کو شائد حضور ﷺ اپنے اس رشتہ کی لاج رکھ کر شفاعت کردیں، حضرت عمرؓ کا دیکھنا عورت کو بچوں کے ساتھ کہ خالی پانی کی دیگچی چولہے پر اپنے کندھے سے غلہ کی بوری لاتے نقدی بھی دی، اپنے ہاتھ سے پکا کر کھلایا، عورت نے کہا تجھے امیر بننا چاہئے تھا عمرؓ کو آخرت میں پکڑوں گی، عمرؓ نے کہا کیوں؟ اس لئے کہ ہمارے آدمی اللہ کے راستہ میں مرجاویں وہ ہماری خبر نہ لے اس طرح جان سے خدمت کرنے والے کی رعایا بڑھی توجہ سے واپسی میں رو رو کر دعا مانگی شہادت و وفات مدینہ میں دے پہلی صف میں سارے مہاجرین و انصار ہیں قرات سنی لوگوں میں پھر چیخ سنی گئی، عبد اسود نے مجھے قتل کردیا، حضرت عمرؓ نے ابن عوفؓ کو امام بنادیا، حضرت عمرؓ نے اپنی شہادت کو اللہ سے مانگا نصرانی کے ہاتھوں قتل ہوئے، محنت کرنے کی تین قسمیں ہیں نبوت، صدیقیت، شہادت، نبوت تو کسی کو ملے گی نہیں، البتہ صدیقیت نمبر اول ہے شہادت نمبر دو پر، حضرت ابوبکرؓ و محمد ﷺ کے دل میں خاص تطابق تھا دونوں میں ایک ہی بات آتی، حضرت عمرؓ کی رائے قرآن کے مطابق ہوا کرتی تھی اول نمبر محنت ہے کہ مال و جان سارا لگا دیا حضرت ابوبکرؓ کے تبوک کے موقعہ پر حضرت عمرؓ نے سوچا اس دفعہ فراخی ہے حضرت ابوبکرؓ سے آگے بڑھ جاؤں گا آدھے مال کا گٹھڑ خوشی سے لا کر دیا، حضورؐ نے پوچھا تو جواب دیا کہ آدھا مال چھوڑ آیا، پھر ابوبکرؓ چھوٹی سی گٹھڑی لائے اور گھر اللہ اور رسول ﷺ کو چھوڑ آئے حضور ﷺ نے فرمایا "مابین درجتیکما کمثل مابین کلمتیکما" اس دن حضرت عمرؓ نے قسم کھائی کہ آج سے تجھ سے آگے بڑھنے کی سعی ہی نہ کروں گا، اس منبر پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ عمرؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب بھی ابوبکرؓ سے آگے بڑھنے کی کوشش کی لیکن ہمیشہ وہی آگے بڑھ جاتے ایک دن فجر کے بعد حضور ﷺ نے پوچھا کس نے روزہ رکھا ہے؟ حضرت عمرؓ نے کہا ارادہ تھا حضرت ابوبکرؓ نے کہا میں نے رکھا ہے پھر فرمایا کس نے عیادت کی؟ حضرت عمرؓ نے کہا جا کر عیادت کریں گے حضرت ابوبکرؓ نے کہا میں ابن عوف کی عیادت کر آیا ہوں پھر حضور ﷺ نے فرمایا کس نے صدقہ کیا؟ حضرت عمرؓ نے کہا اب جا کر کریں گے، حضرت ابوبکرؓ نے کہا میں آرہا تھا لڑکے کے ہاتھ سے لے کر فقیر کو

دے آیا، فرمایا جو اتنے اعمال کرے وہ جنتی ہے ''اوکما قال رسول ﷺ'' صدیق اور شہید کو ۲۵ لاکھ حوروں والی جنت ملے گی، اعمال کا رخ مال، دکانیں، باغات سے قائم نہ ہوگا بلکہ ایمانیات، مغیبات کے تذکرہ ذکر نماز اور دعوت سے قائم ہوگا، گزشتہ تمام انبیاء کو محنت کی جتنی شکلیں دی گئیں تھیں وہ سب مزید کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کو دی گئیں کہ پھر پھر کر سارے عالم میں محنت کرو، جو زیادہ محنت کرے گا وہ اللہ سے اتنا ہی زیادہ لے گا مدینہ میں رہ کر اعمال محمد ﷺ سے مناسبت حاصل کی جاتی ہے اس مدینہ میں خود محنت تھی یہاں سے سارے جزیرۃ العرب کی طرف نقل وحرکت چلائی، ملوک عالم کی طرف خطوط سے دعوت بھیجی، بعض ان ملوک کے متعلقین اسلام میں داخل ہوئے قیصر وکسریٰ کے بلاکوں کے مسلم ہونے کا افتتاح دور نبوی میں ہی ہوگیا فیروز دیلمی وغیرہ یمن میں ابناء الملوک میں سے تھے قیصر کا قصہ سب کو کمرے میں بند کر کے بات کرنے کا صرف ملک کے نکل جانے کے خطرہ سے ہرقل نہ مانا، حضور ﷺ کے خط کو اس نے چوما، اس نے سب سے بڑے پادری کی طرف قاصد رسول ﷺ کو بھیجا تو وہ مسلمان ہوگیا آخر اتوار کے دن کو نکلنا چھوڑ دیا تو لوگوں نے اسے زبردستی قتل کر دیا، دونوں بلاک میں اسلام میں داخلہ شروع ہوگیا تھا تکمیل صحابہؓ نے کی۔ اگر بیرونی مقامی محنت کا حق ادا کر دیں تو ۲۵ لاکھ حوروں والی جنت ملے گی دونوں محنتوں کا حق ادا ہوتا ہے کہ طبعی تقاضہ کو محنت کے تقاضہ کے سامنے قربان کر دو، مال وجان کے خرچ کرنے میں یہی مزاج بناؤ، ذاتی زندگی کاروبار گھر بار میں سارا بگاڑ منظور ہے لیکن اس محنت کا ترک منظور نہیں ہے طبعی تقاضہ اور محنت کے تقاضہ میں تقابل نہ ہوتو آسان ہے ذاتی مسائل بگڑیں گے کبھی، کبھی ٹھیک ہوں گے حضرت محمد ﷺ والی محنت کے مسائل ہر حالت میں بناؤ، ہر حال میں لگنے والے بن جاؤ، یقین ہو کہ ہم محنت کریں گے خدا اپنی قدرت سے سارے دین کو زندہ کریں گے، مقامی محنت میں پورے طور پر لگنے کی کوشش بھی خدا سے مانگو، جیسے مدینہ میں سو فیصد آدمی مقامی محنت کرنے والے بیرونی نقل وحرکت میں چلنے والے جب بھی تقاضہ بیرونی محنت کا آتا فوراً اس پر چل دیتے نہ ہمارے سامنے یہ مسائل آتے ہیں کہ مزید قیام جماعت کرتی تو سو کی جگہ ہزار مسلمان ہو جاتے اعمال کا جب رخ پڑے گا تو یہودیت ونصرانیت کے داؤں پیچ ختم ہو جائیں گے ہندویت کا شر وفساد ختم ہوگا پھر کوئی مذہب ہمارے مذہب کا مقابلہ نہ کر سکے گا، اعمال کا ماحول محنت کرنے والوں سے بنے گا، خدا نے محنت دی ہے ہر وقت بیرونی نقل وحرکت کو وجود میں لے آنا، مقامی محنت کا ماحول بنانا، سو فیصد مسلمان مساجد کے اندر کے اعمال میں لگنے لگیں، اب اللہ کے فضل وکرم سے باہر کے علاقوں کیلئے جماعتیں بن گئیں، ۱۴ روانہ ہو چکی ہیں ۶ / ۷ مزید چلی جاویں گی اصلی جگہ

محنت کی مدینہ ہے مکہ میں حضرت محمد ﷺ ابوبکرؓ ابن عوفؓ ابن عفانؓ نے محنت کی، عمرؓ کے بارے میں دو روایت ہیں کہ چالیسویں مسلمان ہیں یا ایک سو بیسویں مسلمان ہیں دونوں روایتوں کا جمع یہ ہے کہ ایکسو بیسویں ہی ہیں اسلام میں چونکہ ہجرت حبشہ میں اسی چلے گئے تھے اس لئے بقیہ کے لحاظ سے چالیسویں تھے، حضور ﷺ نے مسجد کو آتے ہی بنایا، سارے مسجد کیلئے پتھر ڈھو کر لا رہے ہیں، حضرت عثمانؓ نفیس لباس پہننے والے احتیاط سے پتھر اٹھا کر لاتے تو اپنے کپڑوں کی حفاظت کا خیال رکھتے، حضرت علیؓ سیدھے سادھے کندھے پر پتھر اٹھا کر لے آتے، سارا گرد جسم پر گرتا اس پر حضرت عمرؓ نے دو شعر کس دیئے، حضرت عثمانؓ خاموش رہے لیکن جب دوسروں نے بھی ان شعروں کو دہرانا شروع کر دیا، حضرت عمارؓ نے شعر کہے تو حضرت عثمانؓ نے پتھر مار دیا، اس پر حضور ﷺ ناراض ہو گئے لوگوں نے کہا اے عمارؓ تو ہی حضور ﷺ کو خوش کرے گا، چنانچہ وہ گئے اور عرض کیا آپ کے ساتھی مجھے مارنا چاہتے ہیں مجھ پر دو پتھر، اپنے اوپر ایک پتھر رکھتے ہیں، حضور ﷺ نے شفقت سے ہاتھ پھیرا اس سے قبل مسکرائے فرمایا "تقتلك الفئة الباغية"۔

وقت کے تقاضہ میں سب کا لگ جانا ماحول ہے مدینہ آتے ہی مسجد بنانے کا تقاضہ تھا تو مرد عورت سب لگے ایسے ہی سب تمام اعمال میں لگتے، اسی مسجد میں ماحول بنا تو اسی ماحول کو مساجد بنا بنا کر قائم کرنے کیلئے پھرنا تھا، ان کی دعاؤں پر خدا نبیوں کی طرح ظواہر کے خلاف کریں گے، اب باہر جانے والوں میں اضافہ کی ضرورت ہے زیادہ سے زیادہ مقدار صحابہؓ کی جماعت کی چالیس ہزار ہے تبوک میں ۷۰/۴۰ ہزار دو روایتیں اور بھی ہیں مسلمانوں کی موجودہ تعداد کے لحاظ سے تو اب یہ پھرنے والے بہت کم ہیں باہر کیلئے مزید تیار کرتے رہیں مدینہ میں ہر عمل کی قیمت اونچی اٹھتی ہے جب تک یہاں رہنا ہو کوشش کرو کہ یہاں والے اس کام کو کرنے لگ جائیں تو پھر گھر بیٹھے یہاں کی محنت کے انعامات حاصل کر سکو گے یہ زبردست ذریعہ آخرت بنے گا ہمارے سامنے دو باتیں تھیں کہ جو لوگ ہر وقت ہر عمل میں آ گئے، انہیں جہاں چاہو ڈال دو، ان میں سے ۶/۵ جا چکے ہیں دو تین دن میں باقی چلے جاویں گے، اب یہی گشت و تعلیم و دعوت کو مستعدی سے چلا رہے تھے اب ان کے جانے کے بعد کوشش کرو کہ جتنے باہر جا سکیں انہیں باہر بھیج دو اور دوسری کوشش کرو کہ یہاں مدینہ والوں کو اس کام میں لگاتے جاؤ، اس محنت کا ماحول بناؤ، یہاں سے اٹھنے والی ہر چیز عالمی بنے گی، اس محنت والوں کی دعائیں قبول ہوں گی جس سے سارے بلاکوں میں محنت کی ہوا چلے گی، آج باہر والے یہود و نصاریٰ عریانیت، سنیما سارا شر لا رہے ہیں، اصل مقابل شیطان ہے

یہود ونصاریٰ اس کے آلہ کار ہیں یہ مسلمان ہو سکتے ہیں، شیطان نہیں ہو سکتا ہے، شیطان کی سعی یہ ہے کہ دنیا بھر کے کھیل سینما پارک یہاں آجاویں جس سے ہزار سالہ معمول عصر سے عشاء تک مسجد حرام ومسجد نبوی میں رہنے کا ختم ہو جائے، پوری دنیا اپنی محنت کر رہی ہے اس کے چلانے میں حکومتیں یہاں کے افراد کو ہزاروں روپیہ خرچ کر کے اپنے رنگ کا بنارہی ہیں مدینہ میں ہر طرف سے غریب فقیر امیر ووزیر آتے ہیں آج تمام شیطانی طاقتوں اور مسلمانوں کے جانی دشمن پانی کی طرح پیسہ بہا کر یہاں غلط ماحول بنارہے ہیں، جس کے دل میں غیرت ہے وہ اب غیرت دکھائے، یہاں اسلامی ماحول بنائے اور دوسرے مقابل ماحول کو خدا قہر سے ختم کر دیں گے۔ تم ۱۰/۱۰ کی جماعتیں بنالو جس جماعت کی جب جہاں کی ضرورت پڑے فوراً اسی وقت اس جگہ جماعت چلی جاوے، آخری جہاز سے جانا طے کرو، طائف وبدر میں جماعتیں جاویں، باہر کی محنت کو اور بڑھاؤ، مصر، شام اردن، لیبیا، سوڈان میں عربی نہ تھی لیکن ان میں عربی کا وجود وہاں صحابہؓ کے مجموعہ سے دین کے آنے کا ذریعہ ہے، بلاد عربیہ میں سورت ولباس وزبان عربی ہے، نصرانیوں کی بھی یہی ہے، ثبوت قوت نسبت محمدی کا اور یہاں وقت بھی اپنی رائے سے خرچ نہ کرو بلکہ محنت میں خرچ کرو، آج نام لکھانے سے صرف جماعتوں میں مقرر ہو جانے والے مستثنیٰ ہیں۔

پوری دنیا کا زور اس وقت یہ ہے کہ مکہ اور مدینہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم والی زندگی ختم ہو

عمومی بیان

مہاجرین مدینہ میں ناشتہ کے بعد بعد ۲۱ رمئی ۱۹۶۴ء مطابق ۱۰ رمحرم ۱۳۸۴ھ

جن چیزوں سے نکال کر گھر بنایا گیا ان چیزوں کے واسطے نہیں بنایا گیا، بلکہ اس عبادت کیلئے بنایا گیا جس سے سارے انسانی مسائل حل ہوں گے، مسائل قومی علاقائی شخصی عالمی خدا سے ہی پیدا ہوتے ہیں اور انہی کے حل کرنے سے حل ہوتے ہیں بھوک و پیاس؟ مسئلہ نہ خود پیدا ہوتا ہے نہ اسے انسان پیدا کرتا ہے نہ وہ حل کرتا ہے ایک ہی خدا پیدا کرتے ہیں اور وہ ہی حل کرتے ہیں اب انسان حل مسائل کیلئے دو راستے اختیار کرے گا، الجھے ہوئے مسائل کے حل کیلئے انسانی راستہ اپنی محنت کو مال کے جمع کرنے چیزوں کی فراوانی، ان چیزوں سے مسائل حل کرنے پر خرچ کرتا ہے خدائی راستہ انبیاء وصحابہؓ والا، عبادت کو درست کر کے معبود کی مرضی کے مطابق بنا کر معبود کے سامنے مسئلہ کو پیش کرنا ہے، حاکم ومحکوم کے بگڑے ہوئے مسئلہ کا زمانہ فرعون میں اکثریت اقلیت کے بگڑے ہوئے مسئلہ کا حل، زمانۂ نوح میں اسی طریقہ سے ہوا ہے۔ کسی چیز کے بنا دینے پر قیمت نہیں ملتی ہے بلکہ خریدنے والے کے پسند آجانے پر قیمت ملتی ہے جس کیلئے کام کیا جائے جب تک اسے کام پسند نہ آجائے اس وقت تک قیمت نہ ملے گی، ایک تو یہ ہے کہ جیسی آتی ہے عبادت ویسی ہی کرتے رہنا، دوسرے یہ ہے کہ عبادت کو خدا کا پسندیدہ بنانا نبی کے ہوتے ہوئے عبادت چلتی رہتی، بعد میں عبادت خدا کو پسند آنے والے طریقہ پر نہ رہتی، مثلاً نبی کے مجسمہ کی عبادت شروع ہو جاتی، بنی اسرائیل نے معبود نہیں بنایا تھا لیکن صفات پسندیدگی نماز ودعا میں نہ تھیں نہ یقین نہ نماز والا دھیان ونیت، پھر حضرت موسیٰ وہارونؑ نے دوبارہ محنت کی نبیوں والے نہج پر نماز کو لائے، خدا نے اسکے بعد کی

دعا سے حاکم ومحکوم والا مسئلہ حل کر کے آسمان سے من وسلویٰ اتار دیا، مکہ کا شہر اور شہروں کی طرح آباد نہیں کیا گیا کہ اس میں بھی فوج پولیس وملک ومال چیزوں کے راستہ سے زندگی بنائی جائے مشرکین تک کا یہ ذہن تھا کہ بیت اللہ کے پاس وہی کرو جو خدا کو پسند ہو، کل میں سیرت ابن ہشام میں یہ پڑھ کر حیرانی میں پڑ گیا کہ ایک بادشاہ کو اس کے حاسدوں نے مشورہ دیا کہ اس گھر کو گرادے تا کہ یہ بادشاہ ہلاک ہو جائے بادشاہ نے دو یہودی عالموں سے مشورہ کیا کہ اس گھر کو گرادے تا کہ یہ بادشاہ ہلاک ہو جائے، انہوں نے کہا ایسا مت کرو، ورنہ تیری حکومت ختم ہو جائے گی، احرام باندھ، طواف اور سعی کر، چنانچہ ان حاسدوں کو بلا کر قتل کر دیا اور یہودی عالموں کی بات مان لی، عمرہ کیا، احرام کے ساتھ خواب میں دیکھا کہ بیت اللہ پر پردہ ڈالو، ڈالا، پھر خواب میں دیکھا کہ اس سے اچھا ڈالو، ڈالا پھر اس سے اچھے کا حکم ہوا، اس وقت سے اس پردہ کی ابتداء ہوئی بیت اللہ مکہ کی تاسیس ووضع سب سے ممتاز ہے، کہ یہاں سے وہ راستہ قائم ہو جس میں معبود کو راضی کر کے معبود سے مسئلہ حل کرادیا جاتا ہے، حضرت ابراہیمؑ کی دعا میں امت مسلمہ ہے اس کا مصداق امت محمد ﷺ ہے محمدی دعاء ابراہیم سے آئے، ابراہیمؑ نے دعا مانگی تھی کہ میری اولاد میں نبیوں والے راستہ کو چلانے والے پیدا کر، اس کیلئے مکہ بنا، نہ ملک ومال کا نقشہ ہے نہ جائیداد نہ باغات نہ سڑکیں بلکہ یہاں ایسی عبادت تیار کی جاوے جس سے معبود راضی ہو جائے اور پھر خدا سے مسئلہ حل کروالیا جائے، جس کیلئے مکہ کی بنیاد رکھی گئی اسی کو پورا کرنے کیلئے مدینہ بنا ہے ملک یا مال کا بھی اسے مرکز نہ بنایا گیا۔ اس وجہ سے یہ کبھی حکومت کا مرکز نہیں ہے نبوت اور اس کے نہج والی خلافت کا یہ مرکز آیا، جب ملک عضوض کے آنے سے قبل اختلافی خلافت کا وقت آیا تو اللہ نے مدینہ کی جگہ کوفہ کو مرکز بنا دیا یزید کے مخالفوں نے پہلے مدینہ کو یزید کے حامیوں سے صاف کر دیا لیکن نتیجہ میں دس ہزار بہترین افراد قتل ہوئے چودہ سو بچے زنا کے پیدا ہوئے مسجد میں گھوڑے باندھے گئے جماعت واذان کا سلسلہ نہ رہا، سعید بن مسیبؒ روضہ سے پنج وقتہ اذانیں سنتے رہے، ملک ومال کا مرکز نہ بیت اللہ بنے گا نہ مدینہ سارے مسائل کو عبادت کے راستہ سے حل کرنے کا مرکز مکہ ہے اور اسی کو نقل وحرکت سے متعدی بنانے کا مرکز مدینہ ہے، سیرت کی کتابوں میں ہجرت کے تذکرہ کی ابتداء اس سے کرتے ہیں۔ ''فلما اراد اللہ ان یعز الاسلام'' یعنی جو اعمال مسائل کے حل والے مکہ میں انفرادی تھے اور اس امت کو خدا نے اجتماعیت پر اٹھایا ہے اس وجہ سے ان اعمال کو اجتماعی رنگ دینے کیلئے مدینہ کی ہجرت کا حکم دیا گیا کہ اس محنت کو مدینہ سے دنیا میں بھیجو، مدینہ منورہ کی تاسیس دین کے عنوان پر تھی، بہت معمولی سی بستی تھی حضرت موسیٰؑ جب بنی

اسرائیل کے مصیبتوں سے نکل جانے کے بعد قوم کے ستر ہزار افراد کو لے کر حج کر آئے تھے تو واپسی میں یا آنے میں مدینہ منورہ کے پاس سے گزرے تو ہر نبی حضورﷺ کے سارے حالات اپنی امت کو بتا تا تھا اسی وجہ سے حضرت موسیٰ نے یہاں کی باغات والی نوعیت کو دیکھ کر انہوں نے آپس میں بات کی، یہی جگہ ہے جہاں حضرت محمدﷺ ہجرت کر کے آئیں گے حضرت موسیٰؑ سے پوچھا تو انہوں نے تصویب کی انہوں نے اجازت مانگی کہ ہم یہاں ٹھہریں گے تا کہ حضرت محمدﷺ کی نصرت کرسکیں چار سو علماء یہود یہاں ٹھہر گئے حضرت محمدﷺ بعد میں آئے، ان کی نصرت کرنے والے پہلے آئے، نسلا بعد نسل مرنے سے قبل خط لکھتے چلے گئے کہ اے محمدﷺ ہم تم پر ایمان لے آئے اب ہماری اولاد محمدﷺ کا ساتھ دینا، یہود آتے رہے بعد میں خدا نے قوم سبا میں خزرج واوس کو اضطراری طور پر مدینہ کی طرف ہجرت کرنے پر ڈال دیا آج کل کے زمانہ کی طرح قوم سبا نے پانی پر بند سے کنٹرول کر رکھا تھا انہوں نے دیکھا کہ چوہے اس بند کی کٹائی کرنے میں لگے ہوئے ہیں، انہوں نے محسوس کیا کہ خدا کا عذاب آنے والا ہے اس بند کے ٹوٹنے کی صورت میں، اب علاقہ چھوڑنے اور سامان بیچنے کیلئے قوم اجازت نہ دے گی اور یہ سردار تھے انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ قوم کے سامنے اے بھتیجے میری تیری تیز م تازی ہو، پھر تو تھپڑ مار دیجو، میں اس کا بدلہ تجھ سے تلوار سے لینے لگوں گا تو قوم تیری حمایت کرے گی تو میں کہوں گا کہ جس جگہ میری بے عزتی بھتیجہ سے ہو میں بدلہ نہ لے سکوں میں اس جگہ نہیں رہ سکتا اور میں چل دوں گا تم یہ کہ کہ چل پڑنا کہ میں چچا کے ساتھ جاؤں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا، چچا بھتیجے دونوں اپنا سب کچھ بیچ کر چل پڑے اوس وخزرج مدینہ منورہ میں اتر گئے حمیر یمن میں اور غسان ملک شام میں بس گئے اور ان کی باقی قوم اس بند کے ٹوٹ جانے سے ہلاک ہوگئی کتنی کوشش کر لی جائے اجتماعی کاموں میں بے عنوانیاں ہوتی ہی ہیں اسی وجہ سے انفرادی زندگی تو وہاں مکہ چلی لیکن اجتماعی زندگی مدینہ سے چلائی کہ یہاں بے عنوانی پر پکڑ مکہ کی طرح سے سخت نہیں، مکہ مدینہ کے بننے کی غرض سے ہی باہر رہے گا دجال، اس کے زمانہ میں مکہ مدینہ میں زلزلہ آویں گے جس سے خراب زندگی والے باہر جا کر دجال سے مل جاویں گے، اب تو باہر والوں سے جوڑ بٹھا کر یہاں رہ سکتے ہیں لیکن ایک زمانہ جو باہر سے جوڑ بٹھانے والے ہوں گے ان کو قدرت ہی مدینہ منورہ سے باہر نکال پھینکے گی صرف اللہ والے رہ جائیں گے مکہ مدینہ عبادت کی محنت کے واسطے ہیں اس وجہ سے دونوں جگہ اجر بڑھایا گیا ملا علی قاری نے تو مدینہ کے اجر کو مکہ کے اجر سے زیادہ کر دکھایا ہے مکہ و مدینہ کی نوعیت ایک ہے اسے دوسرے قسم کے انسانوں سے پاک کر دیا گیا ''اخرجو الیھود والمشرکین من جزیرۃ العرب

’’’’لا یبقی دینا ن فی ھذہ الجزیرۃ ‘‘حضورﷺ نے ماردیایا نکال دیا، فتح مکہ کے بعد جزیرۃ العرب میں ایک بھی مشرک نہ تھا ایسا مسلم علاقہ کہ ہرایک نمازی محمدﷺ کے پیرو اس کو لے کر ملکوں میں جانے والے بقیہ تمام ملکوں کی بقاوفنا عروج وزوال کا مدار محمدﷺ والا ملک ہے حضرت ابراہیمؑ نے اسے عبادت کا مرکز بنایا حضرت محمدﷺ نے اس پر جان ومال لگا کر محنت کی اب یہاں والوں کو محبوبیت ومرجعیت ملے گی دنیا کی نعمتیں ان کی طرف کھینچیں گی اگر وہ اپنے موضوع پر محنت کرنے والے زبردست جتھوں پر قدرت سے غالب آجاویں گے اور مسلمان عبادت کے راستہ سے کامیابی لینے کی محنت چھوڑ کر ملک ومال والے راستہ سے زندگی بنانے میں لگا ہوا ہے ملک ومال ہی میں اسے مسائل کا حل نظر آرہا ہے عبادت ودعا سے مسائل کا حل ذہن میں نہیں رہا ہے مشرکین، منکرین، یہود ونصاریٰ نے اسے ہر طرف سے گھیر لیا کہ ان کا کام ہے مسلمان کو ایمان سے ہٹانا حضرت محمدﷺ کی زندگی میں غلط فہمیاں پیدا کرنا، صحابہؓ کے طریقہ سے ہٹانا اب اس یورش کے اصل مقصد کو معلوم نہیں کر رہے ہیں، البتہ اس کا ثمرہ محسوس کر لیتے ہیں ان چاروں کی پہلی چیز یہ ہے مسلمان حضرت محمدﷺ کے طریقہ پر چلنے والا نہ رہے اس وجہ سے وہ اپنے سرمایہ کی پوری مقدار خرچ کر کے اپنی معاشرت میں لیتے ہیں۔ حضورﷺ نے تو اس شہر میں وہ معاشرت تیار کی تھی جس سے ہر ہر عمل میں مسلمان تمام اقوام عالم سے ممتاز ہو گئے تھے غذا، کمائی، لباس حکومت مکان کے طریقوں میں علیحدہ ہو گئے تھے یہ معاشرت چلتی ہے اسلامی ماحول سے، اسلام کا ہر عمل کفر کے عمل سے مقابل ہے غربت مقابل ہے، کسریٰ قیصر کے بنگلوں ومحلوں وباغات کے جھونپڑے مقابل تھے ان کے مکانات کے بوریئے مقابل تھے ان کے قالین کے، حضورﷺ نے محفوظ ومحتاط کر دیا تھا کہ غیر مسلموں سے اتنی دور آباد ہو کہ ان کی آگ نظر نہ آئے ان میں رہنے والے کے ہم ضامن نہیں اس وجہ سے صحابہؓ جہاں بھی جاتے تھے ہر جگہ اپنا ماحول اکٹھا کر بناتے مسجد کے اردگرد خیمے اور جھونپڑے ہوتے مصر کو فتح کر کے نیا شہر بنایا اس زمانہ میں نیا شہر مغربی تمدن کے اعتبار سے بنتا ہے صحابہؓ نیا شہر بناتے اپنے تمدن سے جس میں بوریئے جھونپڑے اور مساجد ہیں ہر ہر قدم پر صحابہ کرام حضورﷺ کے حکم کو دیکھ کر چلتے، مسلمان سارے اعضاء کیلئے طریقہ لے کر اٹھا، آج اسلامی کلچر نہیں ہے حالانکہ اسلامی طور طریقے فیصلہ کرنے کپڑے بنانے مکان وسواری تیار کرنے میں مستعمل ہیں ہم تو اپنے ہاتھوں سے اس معاشرت کو ختم کر چکے، نہ لباس وسواری ویسی نہ فیصلے وکھانے ویسے ماحول ہمارا ایسا ٹوٹا کہ مسلمان پر یورش کرنے والے منکرین مشرکین یہود ونصاریٰ سب مسلمانوں کو اپنے ماحول میں لیتے ہیں جس سے مسلمان ان کے والے سارے کام زنا،

شراب، نامحرموں کے ساتھ سننے، بولنے، کھیلنے، کھانے میں لگ جاوے، مسلمان اپنی تاریخ کھو بیٹھا اس کے سامنے احادیث کی تفصیل ہے نہ صحابہؓ کی زندگی اونٹوں کی پشتوں پر کھجوریں کھاتے ہوئے ناتربیت یافتہ افراد کیسے تربیت یافتہ، اقوام متمدنہ پر غالب ہوئے لیکن ہمارے چالاک دشمن نے ساری سیرت پڑھ کر خوب محقق کرلیا ہے کہ کس طور طریقہ سے مسلمان غالب ہوتا ہے سب سے بڑا مقابل نصاریٰ ہیں یہود و ہندوان سے کم ہیں ہند میں ۹۰۰ سال اوپر رہے پھر عیسائی پھر ہندو، ہمارے ان کے مقابلے سینکڑوں مرتبہ ہوئے ہیں کبھی ہم اوپر کبھی وہ اوپر نصاریٰ نے اس سب کی تحقیق کی تو نتیجہ نکلا کہ مسلمان اپنی معاشرت پر تھا تو ہم پر غالب ہوا اور جب یہ مسلمان ہماری معاشرت زنا وعورتوں وحرام میں لگا تو ہم ان پر غالب ہوئے ایسے ہی بہت سے فقیر گھرانے جوئے، زنا سے فضول خرچی سے بچتے ہوئے امیر بنتے ہیں اور یہی امیر گھرانے جوئے، زنا، فضول خرچی سے فقیر بن جاتے ہیں بالکل اسی طرح ساری امت کو سمجھ لو، کن بنیادوں سے یہ امت چمکی جب اس امت میں حضورﷺ کی تھوڑی سی جھلکی باقی تھی تو اس وقت ۱۴ ارحکومتوں نے مسلمانوں کو ختم کردینے کے فیصلے کے بعد اکٹھی فوج بنائی ہر حکومت کا ولی عہد بھی ساتھ تھا، یہ لاکھوں تھے چلے تو پہلی اسلامی حکومت کے بادشاہ کو اس وقت اطلاع ملی جب وہ سنتوں میں تکبیر کیلئے ہاتھ اٹھا رہا تھا سنت ترک کر کے سارے شہر کو جمع کرلیا ان میں صحابہؓ والی صفات مجاہدہ، جفاکشی، ہمت، ایمانداری تھی کسی بڑی حکومت سے مدد نہ مانگی کسی سے پہلے سے کوئی معاہدہ نہ تھا، بادشاہ نے کہا ہمت کرو قبل اس کے کہ وہ ہم پر حملہ کریں ہم ہی ان کا راستہ روک لیں لیکن پہلے ہم تھوڑا سا لڑ کر پیچھے کو بھاگیں پھر میں لوٹوں تو تم سب منظم طور لوٹنا، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تھوڑا سا لڑ کر مسلمان بھاگے نصاریٰ بھی پکڑنے کو بھاگے تو ان کی ترتیب و تنظیم میں فرق آ گیا اب مسلمان جو لوٹے تو ۱۴ ارشہزادے گرفتار، باقی ہلاک۔ بادشاہ نے گرفتار شہزادوں سے کہا تمہیں اس حالت میں قتل کردینا بزدلی ہے تم اپنے اپنے ملکوں کو واپس جاؤ میں ہر ایک کو اس کے ملک میں قتل کروں گا اور ۱۴ اس نے اس کی قسم کھالی، اور اپنی اسی مختصر فوج سے حملہ شروع کردیا اور سب شہزادے قتل کردیئے تو آخری حکومت نے وہی پرانی چال چلی کہ تیمور لنگ سے کہا کہ ہمارے بعد تیری باری ہے اس بادشاہ کو ختم کردے، اس بادشاہ نے کتنا سمجھایا کہ مجھے اس آخری حکومت سے لڑنے دے پھر سب کچھ تجھے دیدوں گا یا بعد میں تجھ سے لڑلوں گا لیکن تیمور لنگ نہ مانا کہ میں تو تجھ سے ابھی لڑوں گا چنانچہ لڑائی ہوئی جس میں بادشاہ مارا گیا اور اس طرح آخری حکومت عیسائیوں کی رہ گئی وہ تھی روم کی۔

قرآن حدیث میں موجود ہے کہ ان کا آپس میں لڑنا عذاب ہے اس عذاب میں آئے، تو خدا کی نصرت ختم، تو وہ اس طرح سے خدا کی نصرت سے محروم کر کے غالب ہو رہے ہیں پوری دنیا کو ہلا دینے والی اسلامی فوج سے زیادہ فوج آج ایک ایک اسلامی ملک کے پاس ہے لیکن مسلمان ملک و مال کے راستہ سے چمک ہی نہیں سکتا ہے بلکہ کامیابی کا راستہ نبیوں کا راستہ ہے اسی راستہ سے چمکتا ہے سب سے زیادہ سورہ فاتحہ ہی پڑھی جاتی ہے۔ جس میں ''الحمدلله رب العالمین '' ہے یعنی ساری تربیت اور سارے حالات کی درستگی کا تعلق صرف خدا سے ہے کسی بھی چھوٹی بڑی شکل سے نہیں ہے جہاں سے ہوتا ہوا دیکھ رہے ہو، وہ تو خدا کے بغیر کچھ کر نہیں سکتی ہے، البتہ خدا ان کے بغیر سب کچھ کر دیں گے ''لا رب الا الله '' یہ جزئیہ ہے ''لا الہ الا الله '' یہ کلمہ ہے شکلوں کے بغیر اپنے ارادہ سے صحت دیدیں حفاظت کر دیں سارے مسائل کا حل خدا سے ہے۔ دوسری چیز ہے ''ملك یوم الدین '' قیامت کو سب ننگے خالی ہاتھ اٹھیں گے صرف خدا کے فیصلے سے زندگی بنے گی یا بگڑے گی چیزوں سے نہیں، فیصلہ سے چیزیں مل جاویں گی فیصلہ اعمال کے مطابق ہوگا اب خدا سے ہوتا ہے ان ہی کے فیصلہ سے ہوتا ہے تو راستہ ہے ''ایاك نعبدو ایاك نستعین '' یعنی عبادت واستعانت کے بعد سارے مسائل قدرت خدا سے حل ہوں گے ''ونریدان نمن علی الذین استضعفوا '' ملک و مال کے راستہ سے باطل پر چھانے والے فرعونوں کو خدا کمزوروں سے ہی ختم کرتے ہیں اور کریں گے، ابو جہل کو حضور ﷺ نے اس امت کا فرعون بتایا ہے، حضور ﷺ ان پڑھ ہیں پڑھائی سے ملنے والی باتیں آپ کے پاس نہ تھیں، صرف اللہ کی طرف سے دیئے ہوئے علوم قرآن والے تھے تجارت زراعت کے علوم آپ کے پاس نہ تھے، یہ کائنات قدرت خدا کی دلیل ہے قدرت خدا نہیں ہے قدرت تو خدا کی صفات میں سے ہے اللہ کی ذات میں سے سارے انبیاء قدرت کے اعتبار سے طریقے لائے ہیں جونسا حال بھی خدا چاہیں لے آئیں گے کمائی گھریلو زندگی معاشرت معاملات کا عبادت سے جوڑ بیٹھے گا ایک حرام لقمہ سے ۴۰ دن کی نماز منہ پر ماردی جاوے گی ہر برے عمل سے نماز پر اثر پڑے گا دو پیسے دبائے تو سات سو نمازیں دینی ہوں گی اصل عبادت ہے ''لیسر لك من الامر شئی '' اے محمد ﷺ تم تو بس محنت کر کے ہم سے مانگتے رہو آگے ہم جو چاہیں کر دیں گے اس زمانہ میں ساری یورش عبادت کو ختم کرنے پر ہے کیونکہ عبادت میں ساری ایجادات کا توڑ ہے یہ چیزیں بار ہا دنیا میں آئیں اور نبیوں والے راستہ سے ٹوٹیں قوم سبا کا بند فرعون کی ایجادات جب عبادت کو بڑھا دیا جاتا ہے تو ایجادات کے بڑھنے کو خدا ختم کر دیتے ہیں، ہو سکتا ہے ساری ایجادات ختم ہو جائیں دنیا کا رخ ہی دوسرا

ہو، خدا نے تو ہائیڈروجن قسم کے بم بنوادیئے جس سے غیر مسلم بھی مان گئے کہ ان کے چلنے سے ساری دنیا ختم ہوجائے گی ہم تو اگر اس قسم کے مہلک بم نہ بھی بناتے تو بھی دل سے مانتے کہ خدا جب چاہیں زمین کے ایک جھٹکے سے یا پانی کی ایک رو سے سب کو ختم کر دیں، مدینہ و مکہ تو عبادت کے مرکز ہیں کسریٰ و قیصر کے دو بلاک تھے عرب کسروئی بلاک کا ماتحت شمار ہوتا تھا اس بلاک کو خط لکھا تو اس نے توہین کر کے خط پھاڑ دیا، کہ غلاموں کے غلام نے اپنا نام پہلے لکھ دیا (معاذ اللہ) یمن والے کسری کے ماتحت تھے اور حجاز یمن کا ماتحت تھا کسری نے یمن والوں کو خط لکھا کہ ایسے گستاخ کو پکڑ کر لاؤ یعنی مرکزی حکومت سے حضور ﷺ کی گرفتاری کا وارنٹ چلا، عرب اس زمانہ میں اتنے حقیر تھے کہ صرف دو فوجی بھیجے گئے آج بھی عرب حقارت والے رخ کی طرف چل رہے ہیں طائف میں دونوں پہنچے تو سارے مکہ و طائف والے خوش ہوگئے کہ اب تو مقابلہ شہنشاہ سے پڑ گیا ہے سارے عرب بھی حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ہوں گے تو بھی مقابلہ نہ کر سکیں گے، آخر دونوں مسجد نبوی میں پہنچے سلام کیا حضور ﷺ نے دیکھا کہ مونچھیں لمبی اور داڑھی نہیں ہے کہا تم کو اس کا کس نے حکم دیا کہا ہمارے رب کسری نے حضور ﷺ نے فرمایا مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ مونچھیں کترو، داڑھی بڑھاؤ، انہوں نے والی یمن کا خط دیا کہ کسری کی طاقت زبردست ہے اس کا مقابلہ تمہارے بس میں نہیں لہٰذا تم سیدھے میرے پاس آجاؤ میں سفارشی خط کے ساتھ کسریٰ کے پاس بھیج دوں گا کہ ان کی اس پہلی غلطی کو معاف کر دو، حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ صبح بتاؤں گا صبح کو دونوں آئے تو فرمایا میرے رب نے تمہارے رب کو مار دیا، وہ دونوں واپس ہوئے والیٔ یمن کو سارے حالات مدینہ کے سنائے بہت متاثر ہوا، اور کہا کس رات کو کسری کے قتل کی اطلاع دی؟ وہ رات نوٹ کر لی، تو کسریٰ کے بیٹے کا خط آیا باپ بہت ظالم تھا میں نے مشورہ سے قتل کر دیا ہے اور اس عربی کو کچھ نہ کہا جائے مدینہ دنیا بھر کی حکومتوں میں تغیر و تبدل کرانے کی جگہ ہے لیکن راستہ اس کا اگر اپنایا جائے سارے انسانون کی کوشش ہے کہ مسلمانوں کو عبادت و اسلامی معاشرہ سے نکال دو، ورنہ وہ غالب ہوجائیں گے، اعداء نے تو ہماری ساری کتابوں کو پڑھا اور ساری بنیادیں ہماری معلوم کر لیں۔ حضرت محمد ﷺ نے روحانی اعمال سے مادی نقشوں کو زیر کیا اور ہم کو ایسے اختصار میں ڈالا کہ حضور ﷺ اور صحابہؓ کے اکثر واقعات قصوں کے بجائے صرف حضور ﷺ کی قولی حدیثیں جمع کر دی گئیں حالانکہ یہ تذکرہ کرنا کہ حضور ﷺ کا کرتہ کیسا تھا، آپ کے بال کیسے تھے؟ آپ کا کھانا کیسا تھا؟ خود عبادت ہے یعنی ان تفصیلی احادیث سے جو بات نہ ملی اور دوسری طرف مادی معاشرت میں ایسی تفصیل کر دی گئی کہ اپنے ملکوں سے لباس اور بالوں کا مظاہرہ کرنے کیلئے

عورتوں کو دوسرے ملکوں میں بھیجتے ہیں کہ ان جیسا لباس ان کے طریقہ پر پہنو، حالانکہ یہ خود گندے ان کی ہر چیز گندی آج ہر طرف سے ہم پر ہجوم ہے ہم میں سے ہماری معاشرت کو نکال دیا، اس سے ہم اس طرح قتل ہوں گے جس طرح عاد وثمود قتل ہوئے قرآن وحدیث میں یہ سب کچھ موجود ہے کہ قومیں ایک دوسرے کو مسلمانوں کو کھانے کو پکاریں گی، وجہ یہ ہوگی کہ محمد ﷺ والی باتیں نہ رہیں گی، سارے عالم کا نظام بنانے والے اس سب کو جانتے ہیں ہم جانتے ہیں اب معاشرہ ختم حرام وحلال کی تمیز نہیں ہے، مردوں وعورتوں کا اختلاط نماز سے قبل عورتوں سے کسی قسم کا زنا تھا اور بعد میں بھی زنا تو عبادت کی تو جان نکل گئی حرمین مبارکین عبادت میں جان ڈالنے کے مرکز ہیں مدینہ سے جہاں جہاں اسلام پہنچا ان سب کیلئے محنت کرنا مدینہ کی وجہ تاسیس ہے مکہ اساس قبلہ بنا، اس کی طرف منہ کر کے عبادت ہوگی اور محنت کا نظام مدینہ میں سے شروع ہوا، ہر ہر قبیلہ وقوم ووطن کا آدمی ہجرت کر کے یہاں آئے، اپنی وطنی قومی زندگیاں کمائی وخرچ کی ترتیب کو چھوڑ کر کہ ہم مدینہ میں وہ زندگی لیں گے جو محمد ﷺ بتائیں گے یہاں کی ترتیب یہ بنی کہ یہاں والے داعی بنے اخلاق ویقین وطرق استفادہ کا نہ ملازم رکھا گیا نہ دنیاوی لالچ دیا گیا بلکہ ان پر فرض کیا گیا کہ تم نقل وحرکت کرو، نبی والی محنت مقدم ہے کمائی پر دنیا میں پھرو، اوسطاً ہر صحابیؓ سال میں چار ماہ باہر لگالیتا تھا اس سے بارہ ماہ کمائی نہ رہی، چار ماہ تو یہ بیرونی محنت میں لگے، یہ حرکت بھی اس طرح سے نہ تھی کہ جب زراعت اور تجارت سے فرصت ملے تب جانا بلکہ جب ضرورت پڑے گی اسی وقت نکلنا ہوگا وقت مال کے بیچنے کا ہو یا خریدنے کا دکان اٹھانے کا یا لگانے کا، اس وقت دوسو آدمی ہل جاویں اس طرف جانے کو ''انفروا خفافاً و ثقالاً'' سب سے زیادہ محنت کمائی کو چھوڑ کر نکلنے میں کی گئی تبوک میں لڑائی تو ہوئی نہیں البتہ کمائی سے مقابلہ ہوا۔ قحط تھا قرض سب پر تھے کھجوریں آئیں آدھی بھوک ختم ہوجاوے گی حکم ہوا نکلو سارے نکلے جنہوں نے غلہ اسٹاک کر رکھا تھا اسے نکلوالیا، جو مال وزیور تھا وہ بھی ترغیب سے لے لیا، اس وقت جانے میں کھجوروں کا ضائع ہوجانا نظر آرہا تھا اس سے خدا خوش ہوئے، ایسی صفت والوں کیلئے نظام عالم بدل دینا خدا کے ذمہ لازم ہے آپ یہ سکھا کر تشریف لے گئے، کامیابی اور چمکنے تک پہنچنے میں جتنی تکلیفیں آسکتی تھیں وہ خود اٹھا کر چلے گئے، مزے امت کو دے گئے اس وجہ سے لاکھوں کے ہوتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ حضور ﷺ والی تکلیفوں پر خود کو جمائے ہوئے تھے حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ کھانے کے آتے ہی میں رونا چاہوں تو خوب روسکتی ہوں ان کے فاقے یاد کر کے جس شہر میں حضور ﷺ نے تکلیفیں اٹھائیں کیا منہ ہے کہ ہم اس میں راحت کے ساز وسامان جمع کریں، مال

وزر سے گھبراتے تھے، حضرت زینبؓ زوجہ رسولؐ کے پاس دس ہزار درہم بوریوں میں آئے تو کہا یہ غلہ ہے کہا؟ نہیں مال ہے، حضرت زینبؓ نے کہا، ارے مال بوریوں میں؟ حضرت عمرؓ نے مجھے ہی مال کے تقسیم کرنے کی تکلیف دی، کہا گیا نہیں یہ سارا مال تمہارے ہی حصہ کا ہے تعجب کرنے لگیں کہ ایک عورت کو اتنا مال! اور پھر بغیر دیکھے اسی وقت سارا مال تقسیم کر کے دعا مانگی، اے خدا اب وہ مال آنے لگ گیا ہے جس سے حضور ﷺ والے فقر کے طریقے نہ رہ سکیں گے، بس آئندہ سال کے مال کے آنے سے پہلے ہی موت دیدے اور ایسا ہی ہوا پوری دنیا کا زور اس وقت یہ ہے کہ مکہ اور مدینہ سے حضور ﷺ والی زندگی ختم ہو، یہود و نصاریٰ وقیصر والے ذوق پیدا ہوں اس سے سارے حوادث آجاتے ہیں جو سارا مزہ کرکرا کر دیتے ہیں دینی تکلیفوں میں تو مزے تھے، یہاں تکلیفیں خون خرابے ہوں گے، اپنی عورتیں بھیجیں یہاں کے مردوں کے عقائد کو خراب کر کے عیسائی بنائیں گے، اردن و بیروت میں بہت سے مسلمان جوان عورتوں میں گھر چکے ہیں نہ معلوم کب عیسائی بنا لئے جاویں، ہمارے پاس ساری تحقیق ہے، حضور ﷺ کے زمانہ میں آدھی رات آدھا دن مسجد میں بالکل نصف اللیل میں اذان ہوتی تھی اور بھی پچاسوں مسجدیں تھیں مسجد نبوی کے علاوہ دعائیں سیکھنا اور مسائل بھی ۲۴ گھنٹے کا زبردست ماحول تھا۔ بنی ثقیف کے سخت گروہ کو مسجد میں ٹھہرایا اور نرم گروہ کو کہیں اور کبھی نماز، کبھی دعا، کبھی ذکر، کہیں ایمانیات کی مجلسیں ہیں کہیں ذکر کے حلقے ہیں، یہ طائف والے بڑے سخت تھے ان سے لڑائی ہی میں حضور ﷺ سب سے زیادہ زخمی ہوئے سارے عرب کے اسلام کے بعد یہ مجبور ہو گئے صلح پر، ان کی ضد پر سعید ابن العاصؓ مکہ کی سیادت کے ناک کے بال تھے کو مقرر کیا گیا خوب ان کی ناز برداریاں کی گئیں، پہلے سعیدؓ ہر کھانے میں سے کھاتے، پھر یہ وفد کھاتا، حمزہ کا کلیجہ چبانے والی ابوسفیانؓ سے صلح کا لفظ سن کر اس کو ڈانٹنے والی ہندہ بھی عبادت کے ماحول سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئی، ایسا زبردست ماحول کہ دشمن کو دوست بنادے، چار چار سو آدمی مستقل فاقوں کے ساتھ مسجد نبوی میں پڑے ہوئے ہیں، ۲۴ گھنٹے کا ماحول ہے انہی اعمال کو کرتے ہوئے نقل وحرکت کرو اس سے جو لوگ موجود نظام سے بیزار ہیں حاکم محکوم کے جھگڑوں میں مبتلا ہیں وہ تمہارے ماحول سے متاثر ہوں گے تو دو چار سال میں امریکہ، برطانیہ مسلمان ہو جاویں گے، مقامی و بیرونی محنت کو مکہ و مدینہ والے اٹھالیں تو تھوڑی دیر میں سارا نظام عالم بدل جائے گا کیونکہ یہ دونوں بنیادی جگہیں ہیں ان کا اثر ہر جگہ پڑے گا مہدی کے زمانہ میں بھی حرمین ہی مرکز ہوں گے، ہندو پاک میں جتنا کام ہے اس کا دسواں حصہ یہاں چل پڑے تو نظام عالم میں تہلکہ مچ جائے۔ یہاں سب سے زیادہ ہونا

چاہئے تھا یہاں سب سے کم ہے ہفتہ کے دوگشت ہیں شب جمعہ میں دین کیلئے تکلیف اٹھانے کے رواج میں آجانے کی نیت سے رات مسجد نور میں گزار لیا کرو، ہندوپاک میں بیس تیس ہزار گھر باہر مسجدوں میں سوتے ہوں گے مہینہ کے تین دن والے، چلوں والے ہزاروں ہوں گے، اللہ کے فضل سے کام ہورہا ہے حرمین کی بنیاد پر ہی کام ہے یہی قدرت سے استفادہ کی بات کرتے ہیں کہ حکومتوں سے نہیں ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستگی کے بغیر وزراء کتے کے برابر ہیں، وزیر یا حکومت سے پشت پناہی کی بات چیت نہیں کی ہے کیونکہ غیبی طاقت ہی کی ہمیں ضرورت ہے یہاں کام ہو اور پھر یہاں دعائیں ہوں گھر والے کی دعا اور آفاقی کی دعا، اب تک عالم اسلام میں صرف حکومت والوں کو بدل سکے ہیں لیکن دیہاتی مسلمان یا عمومی مسلمان کو بدل دینے میں بہت زیادہ خرچ کرنا پڑے گا، ملک یا مال کی بنیاد پر اجتماع کرنے کیلئے لاکھوں خرچ کرنا پڑتا ہے بلکہ عوام کو اپنے ماحول میں لانے کیلئے اپنے ملکوں میں لانے کیلئے ان کے پاس خرچ نہیں لیکن مکہ مدینہ کی طرف سارے ملکوں کے لوگ حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی قربانیوں کی وجہ سے آنے کیلئے بے چین رہتے ہیں غریب پیٹ کاٹ کاٹ کر جمع کرتے ہیں مکہ مدینہ میں جو بات چلے گی وہ سارے ملکوں کے عوام میں چلے گی، اپنے ملکوں میں لے جا کر اسلام کو مٹا دینے والی معاشرت (زنا وشراب سے معمور) کا عادی بناتے ہیں تمام بلاکوں کا معاشرہ اسلام کے خلاف والا ہے اگرچہ ان میں آپس میں اختلاف ہے۔ بیت اللہ کو توڑنے والے ابرہہ کی طرح خدا بیت اللہ کو توڑنے والوں کو ختم کردیں گے، مدینہ پر بھی ایک بادشاہ نے کسی کے قتل ہوجانے کی وجہ سے زبردست حملہ کرنا چاہا، یہاں کے علماء نے جا کر سمجھایا کہ نبی آخر الزماں کے مہاجرین پر حملہ کرکے تم اپنے فوج وعلاقہ کی ہلاکت کا سامان بناؤ گے بالکل اسی طرح مکہ مدینہ پر ہاتھ ڈالنے کا زبردست خمیازہ بھگتنا پڑے گا، ہاتھ ڈالنے والوں کو اس کی خبر نہیں ہے امریکہ وانگلستان بیروت والا معاشرہ بھی دشمن مکہ مدینہ میں بھی چلانا چاہتا ہے کچھ باہر کی ترتیب بنالو کچھ مقامی محنت کی۔

سورج میں تین باتیں ہیں

عمومی بیان

سنیچر حرم مدنی میں ۲۳ رمئی ۱۹۶۴ء مطابق ۱۲ رمحرم ۱۳۸۴ھ

بعد میں شام وکویت اور اندرون حجاز کی جماعتوں کو رخصت فرمایا کہ:

میرے بھائیو اور دوستو!

سارے انبیائے کرام علیہم السلام دعا والا راستہ لے کر آئے، ان کے کام دعا سے چلے ان کے مدمقابل مال کے راستہ پر تھے، اسکیم چلنے مسائل حل ہونے کیلئے دعا و مال دونوں راستے ہیں دونوں راستوں میں محنت کرنی پڑتی ہے بغیر محنت کے دعا نہیں وہ محنت کرو جس سے خدا خوش ہوں پھر مانگو یا پہلے محنت کر کے مال حاصل کرو، پھر اس سے کام کرنا سب سے بڑی ہدایت کی حاجت ہے خدا اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم شفقت ورحمت والے ہیں ''سبقت رحمتی علی غضبی'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے طریقوں میں انسانوں جانوروں کائنات کیلئے رحمت ہے ان کے آنے سے سب کی زندگی کھلتی ہے اور ان کے جانے سے زندگیاں بگڑتی ہیں اسی وجہ سے ان طریقوں کو سیکھنے والے کیلئے مچھلیاں اور کیڑے دعا کرتے ہیں کہ ان کی وجہ سے مہلک وخوفناک جان لیوا حادثات بحر و بر کے رکیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کا مٹنا سب کے پریشانیوں میں آنے کا اور ان طریقوں کا زندہ ہونا سب کی پریشانیوں کے ختم ہونے کے مرادف ہے، روح جب نکلتی ہے تو جسم میں ہر جگہ بدبو وکیڑے ہوں گے، ایسے ہی طرق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سب کیلئے حوادث سے حفاظت والے ہیں، یہ طریقے نکلے، نہ ان کے نکلنے کا ملال ہے نہ ان کے لانے کی فکر ہے دنیاوی نقشوں کے آنے سے مسرت ہے نہ صحیح طریقوں کے جانے کی فکر ہے نہ غلط طریقوں کے آجانے کا رنج ہے حالانکہ رنج وفکر بڑی دولتیں ہیں ان دولتوں کے ساتھ کی دعائیں رنگ لاتی ہیں جسم وقالب سے اسلام زندہ ہوگا اسلام تو ارادہ خدا سے زندہ ہوگا، ارادہ خدا دعا سے ہوگا، دعا فکر ورنج سے قبول ہوگی، یہود ونصاریٰ کے دنیاوی

طریقوں ساری دنیا کیلئے رنج وحوادث کا ذریعہ ہیں یہ طریقے ختم ہوں گے تب ہی تو دجال دیا جوج وماجوج اور دابہ نکلے گا جو محلّہ جیاد مکہ سے نکل کر ایک رات میں ساری دنیا کا چکر لگا کر ہر انسان کے ماتھے پر مسلم یا کافر لکھ دے گا محنت کر کے سوچ کہ حضرت محمد ﷺ والے طریقے گھٹتے جا رہے ہیں دوسروں کے طریقے بڑھتے جا رہے ہیں پہلے کا فکر ہے دوسرے کا رنج ہے اس فکر و رنج سے اسلام زندہ ہوگا ورنہ اسلام تقریروں حکومتوں سرمایوں سے زندہ نہیں ہوتا ہے دل میں غم و رنج کا گھن لگ جائے گھر بار بیوی بچوں کاروبار کی فکر نہ رہے دین کی فکر لگ جائے غلط کے چھانے کا رنج صحیح کے آجانے کی فکر ہے یا نہیں؟ اسے خدا ہی جانتے ہیں جیسے فکر و رنج دل میں مل جاوے اور وہ دعائیں کرے تو پھر خدا سارے غلط کی دھجیاں بکھیر دیں گے، صحیح کو نکھار کر لے آئیں گے، پہلے جسم بنتا ہے پھر روح آجاتی ہے فکر و رنج والوں کی صورت بناؤ تو خدا رنج و فکر دیدیں گے ''ان لم تبکوا فتباکوا'' جس کا قریبی رشتہ دار مرتا ہے اس کو تو اصلی رنج و غم ہوتا ہے اس سے تعزیت کو جانے والے کا رنج و غم اصلی نہ ہوگا آج کوئی صحابیؓ آجائے تو مسلمانوں کی زندگی دیکھ کر ان کے دل وکلیجہ کے ٹکڑے ہو جائیں صدمہ کی وجہ سے بہر حال تم خدا کے راستہ میں جا رہے ہو اس وقت دنیا مصیبت کے کنارہ پر کھڑی ہے سات زمین آسمان کی خدا کے ہاں کوئی قیمت نہیں ہے اور حضور ﷺ کا ایک ایک عمل ساتوں زمین آسمان سے زیادہ قیمتی ہے، کرم ہے کہ انہوں نے اعمال محمد ﷺ کے ترک پر پکڑ نہیں کی، پکڑ کر لیں تو کون بچائے، فکر و رنج والوں کی نقل کرنے والوں کی دعا کچھ رنگ لے آئے گی، وضو اصل ہے تو پھر تیمّم اجازت شرعی سے نماز ہو ہی جاتی ہے تمہارے چوبیس گھنٹے کے خرچ ہونے پر سارے عالم کا مدار ہے اگر یہ صحیح طور سے گزار لئے تو تمہاری دعاؤں سے سارے عالم کے مصائب ختم ہوں گے اور غلط طریقوں کو ہی صرف نہیں (بلکہ) ان پر چلنے والوں کو بھی ساتھ کے ساتھ ختم کر دیں گے، صحیح کو زندہ کر دیں گے، جتنا وقت لے کر جا رہے ہو اس میں کمی کا تو سوال ہی نہیں بڑھ سکے تو بڑھا لینا، جن ملکوں میں جا رہے ہو وہاں خدا کی قدرت کئی بار ظاہر ہو چکی ہے۔

سورج میں تین باتیں ہیں یہ سورج کی نقل، حرکت چیزوں کو دکھانے والی روشنی کی نقل وحرکت ہے اور اللہ کے راستہ سے دلوں میں اعمال دکھانے والی روشنی آئے گی سورج کی حرکت استقلال والی ہے ایسے ہی اللہ کے راستہ کی حرکت مستقل ہو، جس ملک میں ایک جماعت گئی ہے اس کی واپسی سے پہلے ہی اس میں دوسری جماعت پہنچ جائے اور سورج روشنی کے ساتھ حرکت کرتا ہے ایسے ہی اس راستہ کی حرکت بھی نور والی ہو خدا کے راضی کرنے کی نیت سے دعوت، ذکر، تعلیم خدمت خلق، سیکھنے سکھانے اور دعاؤں سے نور خدا ملے گا، عمل ہماری نسبت ہے اللہ کو راضی کرنا، اللہ

والی نورانی نسبت ہے اس دوسری نسبت سے ان اعمال سے نور ملے گا، باوجویکہ یقین ہے کہ ان اعمال پر کے سارے وعدے خدا پورے کر دیں گے، جنت وحور وغلمان دیں گے، اسلام کو چمکا کر اسلام والوں کو عزت دیں گے لیکن ہماری غرض صرف اسے ہی راضی کرنا ہے، یقین کے زور میں اسے ہی مقصود نہ بنالیا جائے نیت کے زور میں یقین ڈھیلا نہ ہو کہ ہم تو اللہ کے راضی کرنے کے واسطے کر رہے ہیں پتہ نہیں اس سے دین زندہ ہوگا یا نہیں بجلی میں دو تار ہوتے ہیں اس سے بلب میں روشنی آتی ہے ایسے ان اعمال سے روشنی لینے کیلئے یقین و نیت اخلاص کے دو تار ضروری ہیں سورج میں تیسری چیز یہ ہے کہ جن علاقوں کو روشنی دیتا ہے ان سے معاوضہ نہیں لیتا ہے حکومت والے تو میٹر لگا کر بجلی دینے کے پیسے مانگ لیتے ہیں تم بھی جس علاقہ نور آور محنت کرو، ان سے لینے سے تم بالکل یکسو ہو جاؤ، دلجوئی کیلئے لینا الگ بات ہے صرف مرنے کے بعد اللہ کی رضا لینے کو سامنے رکھو، دھیان، اخلاص، یقین نور اندر کی باتیں ہیں یہ روح کی مانند ہیں، باہر میں ہمارے چوبیس گھنٹے دعوت، تعلیم، ذکر، نماز میں ہی گزر جاویں، دعوت کلمہ کی، کلمہ کی بات چار چیزوں سے مانی جائے گی غیر سے نہ ہونے کو کہنا اللہ سے ہونے کا اثبات غیر سے اللہ کے بغیر نہ ہوگا، حضرت محمد ﷺ والے اعمال سے خدا سے ملے گا۔ چیزوں سے اعمال کے بغیر نہ ملے گا ان بنیادوں میں سے کسی ایک بنیاد پر آنے والا بول کلمہ والا کہلائے گا ہماری ہر بات بس اسی دائرہ میں رہے خصوصی گشت بازار، مسجد، آپس کی گفتگو میں یہی کلمہ رہے، ایسا نہ ہو کہ جماعت میں نکلنے کے واسطے جس کارخانہ کی نفی کی ہے کہیں بعد میں اس کارخانہ کا ہی اثبات نہ کر دو تم کلمہ کی باتیں کر کے خاموش ہو گے تو نفس کہے گا ارے گشت میں جس مکان کو دیکھا تھا وہ ملے تو مزے آویں گے حدیث نفس کا توڑ اسی کلمہ کا ہی مراقبہ ہے کہ دل میں سوچتا رہے کہ اے دل اللہ سے ہی ہوتا ہے اعمال محمد ﷺ سے ہی خدا کرتے ہیں اول تو دعوت میں نفس چکر دے گا کہ اس واسطے بات کر رہا ہوں کہ یہ مال وکارخانہ والے میرے قابو میں آجائیں گے، اگر تم بچ گئے تو دعوت کے بعد اسی طرف تمہاری سوچ کو لے جائے گا جیسے الگ کوٹھری میں بیٹھنا تنہائی ہے ایسے ہی سونے کیلئے لیٹنا بھی تنہائی ہے تو اس وقت گھر و بیوی بچوں کی سوچ کے بجائے، قبر، حشر، جنت، دوزخ کو سوچ لو، کلمہ کے اعتبار سے ہی بولنے کو اپنا مزاج بنانا ہے اگر ہمیشہ کلمہ کے اعتبار سے بولے گا تو دل کا یقین بھی بن جاوے گا، اگر سابقہ عادت کی وجہ سے ایک دم سے کلمہ کے خلاف بول زبان پر آجاوے تو فوراً استغفار کر لو، آپس کی باتوں میں بھی کلمہ کے خلاف نہ بولو، دوسرا کام تعلیم کا ہے دعوت سے نمٹے تو تعلیم ہے تعلیم میں جتنا لگ سکو اتنا اچھا ہے منناسنانا سیکھنا سکھانا، تیسری چیز اللہ کا ذکر، تلاوت، ادعیہ مسنونہ،

اذکار مشائخ، دل دل میں دعائیں مانگنا ہے، پھر نماز ہے فرض کی قضاء ہو یا وقتیہ فرض ہو، سنت ہو یا نفل، صرف نماز کا عمل ایسا ہے کہ کسی اور چیز میں لگے ہوئے اسے نہیں کر سکتے ہو، کھاتے پیتے، چلتے، سوتے، پکاتے بھی رہو اور نماز بھی پڑھتے رہو ایسا نہیں ہو سکتا ہے، البتہ تعلیم، ذکر، دعوت سب سے الگ ہو کر بھی ہوں گے اور دوسرے اعمال کے ساتھ جڑ کر بھی۔ بشری تقاضوں کے ساتھ ان تین اعمال میں سے کسی ایک کو جوڑو، پیشاب پاخانہ کو گئے کلمہ کی باتیں یا تعلیم کو یا ذکر کو جوڑ لو، خاص حالت قضائے حاجت میں ذکر نہیں ہے البتہ اس سے قبل و بعد میں ذکر ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ جو چاہے بات کر لو، یہ تو ساری زندگی میں نہیں ہے خصوصا اس سفر میں یہ بالکل نہیں ہے بلکہ کلمہ کی بنیاد پر ہر بات ہو، رات کو سوتے وقت جنت و مغیبات کی یا تعلیم کی باتیں کر و یا ذکر کرتے سو جاؤ، ایسے ہی کھانے کے وقت کلمہ کی یا تعلیم کی باتیں ہوں یا ذکر ہو، اگر کھانے سونے، قضاء حاجت کو ٹکٹ و سبزی لینے کو جانے میں اکیلے ہوں تو صرف ذکر ہو سکے گا کوئی ساتھ ہے تو تعلیم و دعوت کا عمل بھی چل سکتا ہے، ۲۴ گھنٹے ان کا پابند بنا صورت کا مجاہدہ ہے اور اخلاص و یقین مجاہدہ کی سیرت ہے صرف اللہ کو راضی کرنے کے واسطے کرنا ہے اصل ان گزشتہ باتوں کے احیاء کیلئے جا رہے ہو، ویسے یہ ہے کہ چار باتوں سے بچو، اسراف، سوال، اشراف، بے اجازت استعمال سے بچو، ہر آدمی میں مادہ طلب ہے اگر یہ مادہ غیر اللہ کی طرف متوجہ ہو، اندر اندر ہے تو اشراف ہے کہ فلاں سواری دیدے ہمیں کوئی مکان پیش کر دے یا مسجد کا کمرہ دیدے، کوئی دری لے آوے اور اگر اندر اندر میں اللہ ہی سے مانگتا رہے اے خدا سیب کھلا دے، دری دلا دے، کمرہ کا انتظام کر دے تو دعا ہے، اگر غیر سے تعلق زبان سے ہے اور اگر اللہ سے زبان سے کہا تو دعا ہے۔ دعا سے جو چیز ملے گی وہ پاک ہوگی، اشراف و سوال سے جو ملے گی وہ ناپاک ہوگی، ہر وقت خدا سے ہدایت کو ہی مانگتے رہو، چیزوں کی طرف توجہ ہی نہ ہو، اگر ہو تو اللہ سے ہی مانگو، تمہاری دعا کا دوسروں کو پتہ چل جائے تو صورت میں دعا، حقیقت میں سوال ہے جتنوں کا مسئلہ ہو وہ اندر رہے، بنی اسرائیل کو ہفتہ کے دن شکار ممنوع تھا تو وہ اس سے پہلے ہی کنویں میں مچھلیاں پانی کے ساتھ جمع کر لیتے تھے اسراف سواری سونے کھانے پینے میں نہ ہو، بلا اجازت استعمال حرام ہے، اگر حرام بھی کرتے رہو گے تو دعا کیسے قبول ہوگی، تمہاری محنت درست ہوگئی ان نا کہ بندیوں کی پابندی سے تو تمہاری دعا سے عالم کو ہدایت ملے گی، ساتھیوں کی چیز کو اجازت صریح کے بغیر استعمال نہ کرو، اگر کوئی اپنی کسی چیز کی اجازت دیدے تو اسے اتنا استعمال نہ کرو کہ توبہ کرے، مثلاً کسی نے لوٹے کے استعمال کی اجازت دی، اب ساتھیوں نے عین اس کی ضرورت کے وقت میں اسے استعمال کیا، یا تو کپڑے خراب

ہوں گے یا اس پر بوجھ پڑے گا یا اس نے صراحی سے پانی لینے کی اجازت دیدی، اس کا گزر ٹھنڈے پانی کے بغیر ہوتا نہیں، تم اس میں پانی چھوڑتے نہیں ہو تو وہ اپنی صراحی اور لوٹے کی اجازت واپس لے گا پھر تم اس سے کہو گے ارے بس صراحی یا لوٹے سے ہی ناراض ہو گئے؟ یہ ہیں معاشرتی اصول، پانی صراحی میں بچے تو اس سے تم بیو ورنہ نہیں ان باتوں کا خیال رکھا تو دل جڑیں گے ورنہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے دل ٹوٹیں گے، اگر کسی نے صراحی کے اس قصہ میں غصہ کو دبالیا تو کسی دوسری بات پر تیزی سے بولے گا، دل مال سے نہیں جڑتے ہیں البتہ اعمال محمدیؐ سے جڑتے ہیں چار چیزیں کم کرنے کی ہیں پیشاب پاخانہ میں کھانے میں سونے میں وقت کم لگاؤ کھانے سونے میں اتنی کمی نہ کرو کہ صحت پر اثر پڑے، کھانے میں بس ضرورت کے بقدر وقت لگاؤ جیسے پاخانہ میں، چھ گھنٹے ضرور سوؤ لیکن ہر فارغ وقت سونے میں نہ لگے تبلیغ میں وقت خالی کوئی نہیں ہے یہ چار اعمال اجتماعی یا انفرادی طور سے ہوتے رہیں گے اپنی محنت کو ٹھیک رکھو، اسے دعا کے قبول ہونے کا کام سمجھو، رجوع انسانیت حیات دین دعا سے ہوگی اس دعا سے قوموں اور ملکوں کو اسلام میں داخلہ نصیب ہوگا محنت زندہ ہو نقل و حرکت زندہ ہو پھر مسلمانوں میں دین زندہ ہو غیر مسلم اسلام میں داخل ہوں باطل طاقتیں آپس میں لڑ کر یا کسی اور طرح سے ختم ہوں جن ناکوں کے اسلام میں آنے سے قوموں کو ہدایت ملے خدا ان میں ہدایت چلادے جن کی ہلاکت سے سب کو ہدایت ملے ان کو خدا جلد ہلاک کرے دعا مانگو یہ کبھی نہ کہو کہ دعا قبول نہ ہو، بس ہر وقت کشادگی کا انتظار ہے کہ حدیث میں اسے ہی افضل عبادت کہا گیا ہے محنت کرتے رہو اور انتظام کرتے رہو کہ کب حکم خدا سے لوگ مسلمان ہوں، کونسی قوم کو بدل دیں "قد نری تقلب وجهك في السماء" "متی نصر الله" اللہ جیسے کریم دعا کیوں نہ قبول کریں، دعا کا وقت استغفار کا نہیں ہے بلکہ شروع میں یا پہلے استغفار کرو اس یقین سے دعا مانگو کہ دعا قبول ضرور ہوگی اور دعا کے بعد یقین رکھو کہ دعا کا اثر ضرور ظاہر ہوگا، چاہے کتنے دن لگ جاویں کسی مسئلہ میں نظام الدین میں دعا ہوئی تو بعد میں یہ بات چلی کہ دعا سے تو ہوا نہیں یہ کام، کسی نے جواب میں حضرت جی کو دیکھا کہ جھلا کر فرما رہے ہیں کہ ارے حضرت یوسفؑ کیلئے دعا کتنے عرصہ میں قبول ہوئی تھی ایسے ہی کسی نے کہا "انّٰی یحییها الله بعد موتها" خدا نے قدرت سے اس بستی کو ان کو ان کے گدھے کو زندہ کر کے دکھایا محنت خوب کرو، اپنے کئے ہوئے پر استغفار کرلو پھر پورے یقین سے دعا مانگو حدیث میں ہے دعا مانگو" وانتم موقنون بالاجابة" اور دعا کے بعد کبھی یہ کہہ کر نہ دو کہ دعا ہماری قبول نہ ہوئی جہاں بھی جاؤ پہلے کوشش کرو کہ وہاں والے تمہارے ساتھ شریک ہوں اور ہند و پاک کی دعوت دو، لیکن صرف ان کو

لے کر آؤ جو تمہارے ساتھ وقت لگا کر کام کو سمجھ لے ورنہ ان کا لانا بھاری پڑے گا صرف اس کام کی وجہ سے اسے ہندو پاک لاؤ بعض دفعہ کسی کے دل میں ہوتا ہے کہ چلو ہندو پاک کی سیر کریں لیکن وہاں کسی سے واقفیت نہیں ہے تو تکلیف ہوگی اب تم نے دعوت دی تو اسے واقف مل گئے وہ چل پڑا، ہندو پاک آ کر وہ تفریح والی ترتیب پر چلے گا تم اسے تبلیغ والی ترتیب پر چلانے کی کوشش کرو گے نماز حج کو سیکھنے کا ذہن ہے لیکن سب سے بڑے عمل دین کی محنت کے سیکھنے کا ذہن نہیں ہے حالانکہ اسے سیکھنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے تم بھی اسے ہی سیکھنے کی سعی کرو، حضور ﷺ والا معیار محنت کسی کے پاس نہیں ہے تحمل ہم میں کہاں ہے ایک بدوی نے آ کر حضور ﷺ کی چادر کھینچی، گلے پر نشان پڑ گئے میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ کے مال میں سے دے ایسے ہی ایک دفعہ حضور ﷺ نے تنہائی میں ایک کو دے کر کہا کہ میں نے اچھا سلوک کیا یا نہیں؟ اس نے کہا ہاں، فرمایا صحابہؓ کے سامنے جا کر کہہ دے گا؟ اس نے کہا ہاں لیکن باہر آ کر اس نے کہا کوئی اچھا سلوک نہیں کیا، حضور ﷺ اسے لے کر دوبارہ گئے اور کہا کتنے مال کے مل جانے کو تو اچھا سلوک سمجھے گا؟ جتنا اس نے کہا اتنا دیا، پھر اس نے باہر آ کر صحابہؓ میں کہا محمد ﷺ نے مجھ سے اچھا سلوک کیا ہے ہر طرح کے لوگوں کو نبھا لینا نہیں آتا ہے ہم تو نخروں میں ہی پھنسے ہوئے ہیں دوسروں کے نخرے سے لینے کی ضرورت ہے لگے رہو، کبھی تو یہ سب کچھ مل جائے گا، اب درود شریف پڑھو دعا کے بعد جماعتوں کو رخصت کر کے باقی حضرات کو قریب کر کے کہا بہت سے ساتھی جا چکے، بہت سے جانے والے ہیں، باقی رہنے والے یہ سمجھیں کہ ایک تو اپنے حصہ کا کام کرنا ہے اور جانے والوں کے حصہ کا بھی کام کرنا ہے مسجد کیلئے وقت پہلے سے زیادہ کر دیا جاوے اکثر عرب حجاج واپس جا چکے ہیں اکثریت اردو والے حجاج کی ہے ان میں بھی عرب محلوں میں محنت کر لی جاوے تاکہ یہاں کی آمد کے اصلی مقصد کے ساتھ لوٹیں جتنا دین باقی ہے عالم میں مکہ مدینہ کی طرف آمد کی وجہ سے ہے اللہ کیسے پال سکتے ہیں اسباب کے بغیر اس کا یقین مکہ سے لو، اور ایمان و عمل کو سارے عالم میں لانے کیلئے تکالیف (اٹھانا) تم مدینہ سے سیکھو، جتنی مسجدیں آباد ہوں گی، جتنا علم و ذکر و دعوت زندہ ہوگی اتنے تم مسلمان زندہ ہوگے، مکہ مدینہ شروع سے ہی عبادت کے واسطے بنائے گئے ہیں اسی وجہ سے حکام و سلاطین ان دونوں شہروں میں نہیں رہے ہیں، یا نبی رہے یا ان کے رنگ پر چلنے والے خلفاء، ملک کے مراکز مصر شام عراق بنتے رہے یہ دعاؤں کا اخلاق و اذکار کا، دعوت و ایمان کا مرکز ہے مرکز میں صحیح محنت کر لی تو یہ دولتیں بہت ملیں گی خدا نے دونوں شہروں کی حفاظت کا غیبی نظام بنا رکھا ہے، فرشتے دجال کو گھسنے نہ دیں گے روس و امریکہ بھی حملہ کر دیں، مکہ مدینہ پر تو

ہلاک ہوجاویں گے دوسرے تو اس پر ہاتھ ڈال ہی نہیں سکتے ہیں، البتہ مسلمان ہی اپنی بے عنوانیوں سے اس طاقت کو کھودیں تو ان کی قسمت، حضور ﷺ کے آنے سے قبل کسی بادشاہ نے مدینہ پر حملہ کر کے سب کو قتل کرنے کی نیت کی تو مدینہ کے علماء نے اس سے کہا کہ نبی آخر الزماں کے مہاجر پر حملہ کر کے اپنے کو ہی تباہ کرلو گے اور وہ رک گیا، حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد تو معلوم نہیں مدینہ کی برکات وغیبی خیرات میں کتنا اضافہ ہوگیا ہوگا، دوسرے اپنی چیزیں گانا ناچ عریانی لاتے ہیں مسلمان آلہ کار بنتے ہیں اگر محنت کر کے دین والا ماحول بنالیں تو ان دوسروں پر خدا اپنا قدرت والا ہاتھ ڈال دیں گے، یہاں کا صدقہ جاریہ یہ ہے کہ یہاں والوں کو اس محنت پر لگادو، راحتیں قربان کرو تو کام بڑھے گا، راحتیں بڑھاؤ گے تو کام قربان ہوگا، عصر کے بعد تم خود ہی آؤ، فجر اور مغرب کے حلقوں میں جڑو، اپنے ذمہ داروں سے اپنے لئے خود ہی کام مانگو، اردو والے زیادہ ہیں تو پھر حلقے بھی زیادہ ہوسکتے ہیں یہاں محنت کرنے کے بعد واپسی سے لوگ محنت کرنے والے جہاں خود قیمتی بنیں گے وہاں یہاں والے بھی محنت کو لیں گے۔

نفس وشیطان کا مکروفریب

عمومی بیان

منگل ۹ رمئی ۱۹۵۶ء مطابق ۲۶ ر رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ

بعد خطبہ مسنونہ فرمایا:

میرے بھائیو دوستو!

انسان کے اندر گندگیاں بہت ہیں انسان گندگیوں کا مجموعہ ہے جہاں بھی داخل ہوگا تو گندگیوں کے ساتھ ہوگا مسجد میں بیت اللہ میں جائے تو نفس اس کے ساتھ ہے گو شیطان بند ہو تو خدا سے بھلانے والا اس کے ماسوا کی طرف کھینچنے والا مادہ انسان میں موجود ہے جہاں جائے نماز روزہ حج ہر جگہ نفس کام کرتا ہے نماز میں وسوسہ ڈالا کہ لوگ مجھے بزرگ جانیں گے، تبلیغ وغیرہ ہر جگہ نفس کے ساتھ ہے، اب معاملہ نازک ہوا مثلاً بھوک ہے تو بھی نفس آگیا بھوک کے اندر گھس کر ایسی بات لائے گا کہ ہم خدا سے محروم رہیں شیطان بھی اسی کوشش میں ہے نفس کا شیطان سے میل ہے۔ لہٰذا فکر کرو کہ نفس کا عمل نہ ہو کوئی عمل نفس کا نہ ہو نفس کی پہلی کوشش یہ ہے کہ نفس کے عمل ہوں پہلے ان عملوں میں لگاتا ہے کہ خدائی عمل ہونے کی گنجائش نہ ہو، معاصی وگناہوں میں لاتا ہے کہ ظاہر وباطن سے بھی غیر خدا کے اعمال ہوں زنا، چوری، ڈکیتی کی طرف لے جاتا ہے اگر اس کو شیطانی عمل جان کر ان سے بچے اور خدائی عمل پر قدم رکھے نمازی بنا تو نفس پینترہ بدل کر بزرگ بن کر آیا ہے، پہلے تو شرابی تھا اب نمازی ہے بہت اچھا ہے اب سور بٹھایا ہے پہلے تو نماز کی طرف نہ آنے دیا جب آیا تو سر پر پیار کا ہاتھ پھیرا کہ تو تو شیطان کے پھندے سے بالکل نکل گیا، اب تو نمازی بن گیا اچھا ہو گیا بڑھیا ہوگا، تو ''انا خیر منه'' شیطان نے کہا تھا یہ نفس بھی شیطان کے پاس لے گیا تصور یہ پیدا کیا کہ میں اوروں سے بڑھیا ہوں یہ بٹھایا شیطان نے آدمؑ کو اسی لئے سجدہ نہ کیا کہا ''انا خیر منه'' تو جو نماز روزہ ''انا خیر منه'' کی طرف پہنچائے وہ سب شیطان کے قریب کر رہے ہیں نفس بہت خوش ہوتا ہے تو بہت کرتا ہے کہ تہجد اشراق سب کچھ ہے اب تو تو ولی بن گیا اب کوئی پانی مانگے تو غصہ آتا ہے کہ میں ولی ہوں اور پانی مانگتا ہے اگر جوتے کوئی مانگے تو غصہ آتا ہے پھر بولتا ہے میں تو بزرگ ہوں یہ ''انا

خیر منہ ‘‘ ہے۔ عبادات کا خلاصہ تو یہ ہے کہ میں بدترین ہوں یہ ذہن میں بیٹھ جائے عمل کر کے عمل سے یہ کھلے کہ میں بدترین ہوں بہتر نہیں ہوں یہ کھل گیا اب خدا کے سامنے رونا پیٹنا شروع کرے اپنی حقیقت انسان پہچان گیا اب خدا راضی ہے، کیڑا اپنے کو کیڑا کہے پھول کہے گا تو خفا ہوں گے اپنے کو بدتر کہہ کر روئے اب خوش ہوں گے عطایا کے دروازے کھلیں گے، اے خدا میں تو بدتر ہوں تو بدتروں کو بخشنے والا ہے سارے زمین کے گناہ اور گناہوں کے بے پایاں سمندوروں کو خدا کی رحمت کا ایک قطرہ سب کو معاف کرا سکتا ہے اس کی رحمت کی انتہا نہیں ہے اپنے کو بدتر جاننا ہے نماز پڑھے اور اپنے کو بدتر جانے قرآن کا حق ادا نہ کیا میں بدتر ہوں اس پر روئے اب شیطان ’’انا خیر منہ ‘‘ والی بات لائے گا تو اپنی بدتری کی مشق کرے اور اپنے کو ہر ایک سے بدتر جانے۔

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے ہلاکو خان یا چنگیز نے پوچھا کہ تو بہتر ہے کہ میرا کتا جواب دیا کہ مرنے کے بعد میری مغفرت ہوگئی تو میں بہتر نہ ہوئی تو کتا بہتر ہے زندگی میں یہ فیصلہ نہیں کر سکتا ہوں، بادشاہ پر اثر ہوا اور مسلمان ہو گیا آپ ﷺ کا فرمان ہے ’’شیبتنی ھود ‘‘ (الحدیث) ایک بزرگ کو پریشانی ہوئی کہ ہود میں کیا ہے خواب میں آپ کی زیارت ہوئی تو پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ ’’فاستقم کما امرت ‘‘ نے بوڑھا کردیا، جو بھی کر کرا گئے اور آخرت میں اگر اللہ نے کہہ دیا کہ میں نے یوں نہیں کہا تھا تو میرا کیا ہوگا اس میدان میں کیا کروں گا تو اصل مرنے کے بعد کا مسئلہ ہے اگر مسئلہ صرف اتنا ہو کہ مجاہدہ کیا اور لوگوں نے اچھا کہا اور خود بھی اچھا جانا اس پر مسئلہ نہیں ہے قیامت میں خدا کے سامنے فیصلہ ہوگا کہ کون بدتر ہے، ’’فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی ‘‘ اول تو نفس خیر کی طرف نہیں آنے دیتا یا عمل خیر میں اپنا حصہ پیدا کر کے اللہ کا عمل رہنے نہیں دیتا جب جاہ و مال ڈالتا ہے دو گڑھوں کے درمیان ہیں، (۱) خدا کا عمل نہ کریں، (۲) اپنا جذبہ ڈال کر خدا کا عمل نہ رہے لہٰذا خدا والا عمل بڑھائے اور ڈرتا رہے متہم جانے اور دوسروں کو جانے کہ اللہ کیلئے کر رہا ہے خود مطمئن نہ رہے بعض دفعہ انسان کے دھیان میں نہیں ہوتا کہ غیر اللہ کے واسطے ہے ایک بزرگ کو تیس سال تک شہادت کا نفس نے مطالبہ کیا تو نفس سے کہا کہ شہادت اچھی چیز ہے تو کیوں در پے ہیں بیس سال بعد پتہ چلا تو کہا کہ نہیں شہید ہونے دوں گا، بات یہ تھی کہ ہر وقت جو میں تجھے رگڑتا ہوں تاکہ ایک دم مرجاؤں اللہ کے واسطے نہیں اپنے اطمیان کی وجہ سے ہے غیر اللہ کیلئے ہے لہٰذا اپنے خلوص پر اعتماد نہ کرنا میں تو خلوص والا ہوں جس خلوص کا خدا کے سوا کسی کو پتہ نہیں میرے خلوص کا بھی مجھے پتہ نہیں ہے خدا کو پتہ ہے اتنی چھپی ہوئی چیز کا جلدی فتویٰ مت دو کہ فلاں شخص یا میں مخلص ہوں خلوص کا فیصلہ تو خدا کرے گا، دعا کرو کہ اللہ ہم سب کو مخلص کردے۔ (آمین)

نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی دین کی محنت میں انسانیت کی ہدایت ونجات ہے

عمومی بیان

بدھ ۱۰رمئی ۱۹۵۶ء مطابق ۲۷ر رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ

خالی صراحی کو میں نے (مولانا عمر پالن پوریؒ) انڈیلا تو پانی نہ نکلا تو حضرتؒ نے خود پانی منگوا کر پلایا اور مجھے خطاب کرتے ہوئے فرمایا پانی پلانے اور روٹی کھلانے کا بہت ثواب ہے تو خدا کے دین کی محنت کا کتنا ثواب ہوگا۔ پھر دو واقعے سنائے (۱) رنڈی کا کتے کو پانی پلانا اور جنت میں جانا مشہور ہے (۲) ایک عابد نے اپنے صومعہ میں ساٹھ سال عبادت کی پھر دنیا کی سیر کو نکلا راستہ میں ایک عورت ملی تو ہمدردی میں بات شروع کردی شہوت اٹھی زنا کر بیٹھا اب توبہ کی سوجھی تو غسل کا ارادہ کیا کپڑے نکالے ساتھ میں دو روٹیاں تھیں کوئی بھوکا ملا سوال کیا تو دونوں روٹیاں دیدیں بعد میں کتا کاٹا مر گیا بلا توبہ مرا، اللہ کے یہاں ساٹھ سال کی عبادت تولی گئی زنا کا پلڑا بھاری ہوگیا جہنم کا فیصلہ ہوگیا بعد میں ایک پرچی دو روٹیوں کی تولی گئی وہ زنا سے بھی بھاری نکلی جنت میں گیا یہ روٹی کھلانے کی فضیلت ہے۔

بعد خطبہ مسنونہ فرمایا: دوستو بزرگو!

دیکھو یہ دنیا ختم ہونے والی ہے باقی نہیں ہے یہاں کی زندگی ختم ہونے والی ہے آخرت کی زندگی ہمیشہ رہے گی آخرت میں کامیاب وہ ہوگا جس نے آپ ﷺ کی محنت کو اپنایا اور دوسروں میں چالو کرنے کیلئے محنت کی، تو وہ کامیاب ہے ورنہ ناکام ہوگا اور یہ بھی فیصلہ ہے کہ جو گروہ! آپ ﷺ کے طریقہ پر محنت کرنے والا بنے گا تو دنیا میں بھی چمکے گا ورنہ پریشان ہوگا اللہ کا دستور ہے کہ ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے بندوں کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے جب لوگ خدا کے بندوں کیلئے ہدایت کے طالب بن کر محنت کریں گے علاقوں میں ٹھوکریں کھائیں گے تو اللہ ہدایت کے

سورج کو طلوع فرمائیں گے تو قومیں ہدایت پر آئیں گی اور محنت کرنے والوں کو دنیا و آخرت میں عطایا سے نوازیں گے۔ یہ اللہ کا فیصلہ ہے، آپ ﷺ نے عرب پر محنت کی، شروع میں افراد کیلئے ہدایت آئی دوسری صورت قوم کیلئے ہدایت آئے مکہ میں ہدایت افراد کیلئے تھی مکہ میں پورے عرب کیلئے ہدایت نہ آئی مدینہ سے سب علاقوں میں وفود گئے ڈیڑھ سو بڑی چھوٹی جماعتیں نکلیں، ۸/۷ آدمی کی جماعت سے لے کر تبوک میں تیس ہزار کی جماعت تھی، چار کی بھی جماعت تھی، ابو امامہ باہلیؓ کو اپنی قوم میں اکیلا بھیجا تھا یہ پہنچے اور قوم باہلہ کو دعوت دی تو سب نے دین وغیرہ کو برا بھلا کہا، کھانے پر بھی نہ بلایا بھوک لگی تھی یہ اپنا صافہ سر پر لپیٹ کر لیٹ گئے تو آسمان سے ڈول اترا اس میں پانی تھا لیکن دودھ کا مزہ اور مٹھاس تھی خوب پیا تو بھوک پیاس سب دور ہوگئی آنکھ کھلی تو سیراب تھے قوم سے خطاب کیا کہ کم سے کم کھانے کو تو پوچھتے میں تو مرنے کیلئے لیٹا تھا مگر خدا نے کھلایا پیٹ تنا ہوا دکھلایا تو ساری قوم مسلمان ہوگئی، ایک سے تیس ہزار تک نے نقل وحرکت کی سب داعی بن کر اٹھے تھے ملک ومال کیلئے نہ اٹھے تھے گو مل گیا تھا آپ ﷺ سارے نبیوں سے اونچے تھے صحابہؓ اور لوگوں سے اونچے تھے لاکھوں اولیاء نے ریاضت ومجاہدے کئے تو ان کے دسترخوانوں پر کھانے آئے۔

مرزا مظہر جان جاناں کے دسترخوان پر شہزادے آنے کی تمنا کرتے تھے بادشاہ سے بھی زیادہ کھانے آتے تھے بادشاہ سے لے کر وزیر مزدور تک مرید تھے ہر شخص بڑھیا کھانا لاتا تو دسترخوان پر ہوتا تھا بادشاہ وزیر وغیرہ کے سب بڑھیا کھانے وہاں جاتے تھے تو شہزادے کھانے کی طمع کرتے تھے مگر مجاہدہ اس کھانے کیلئے نہ تھا جب ایک امتی کے واسطے یہ گوارا نہیں تو آپ ﷺ کیلئے یہ کیسے گوارا ہوسکتا ہے کہ ملک ومال ملے ایک تو کسی چیز کیلئے کرنا ہے ایک مل جانا ہے لوگ دھوکہ کھاتے ہیں اللہ نے قیصر وکسریٰ دیدیا اس کیلئے محنت نہ تھی آپ ﷺ تو اونچے تھے جب ایک چھوٹا سا امتی روٹی عزت کیلئے مجاہدہ نہیں کرتا ہے تو آپ ﷺ نے بھی ملک ومال کیلئے نہیں کیا ان کو شخصی طور (نوعیت) پر اور اجتماعی نوعیت پر ملے گا۔

آخرت میں آپ ﷺ سب سے زیادہ اونچے ہوں گے سارے انبیاء سے افضل ہیں جب ایک آدمی سے تیس ہزار تک نقل وحرکت ہوئی کہیں اصالتاً گئے کہیں مرور کے طور پر گئے اب ہدایت کے دروازے کھل گئے جہاں علی سبیل المرور گئے وہاں سے وفد آئے جب اجتماعی دعوت پر ایک آدمی کو قتل کرانا چاہا کہ اگر بیت اللہ کے کپڑے بھی پکڑے ہو تو بھی قتل کردو حالانکہ مکہ میں قتل حرام ہے تو بھی قتل کرنے کو ارشاد فرماتے ہیں آپ ﷺ نے بہت انتظار کیا

کہ کوئی قتل کرے آپ ﷺ اس جرم کبیر پر قتل چاہتے تھے آپ ﷺ کا جی نہ چاہا کہ وہ کلمہ پڑھے مگر اس نے کلمہ پڑھ لیا کیونکہ ہدایت کا دروازہ کھل گیا تھا پر عثمانؓ اُسے لے گئے۔

تم ہدایت کے داعی بن کر سارے ملک میں تین تین چلے لے کر چلو پھر وکسان کی طرح کہ زمین کے ہر حصہ پر ہل چلاتا ہے ساری زمین میں پھیل جاؤ پھر ہدایت کا دروازہ کھلے گا جو نہ چاہے گا اس کیلئے بھی ہدایت کا دروازہ کھلے گا تین تین چلے (کی تشکیل سے) تو اب تمہاری جان نکلتی ہے، پہلے تو آٹھ نو سال خوب جان و مال خرچ کیا سنۃ الوفود میں وفود کو مدینہ والوں سے خوب دلوایا آپ ﷺ جب دنیا سے تشریف لے گئے تو لوگ کنگال تھے مگر جواہرات ایمان توکل دین کا مجاہدہ حب موت، حب جہاد، اخلاص، اخلاق کے جواہرات عطا فرمائے جس پر ملک ملا کرتے ہیں وہ بلاک ملے قیصر و کسریٰ یہ آپ ﷺ کے بعد ملا۔

اصل کامیابی اور کامیابی کا دھوکہ

عمومی بیان

بدھ بعد نماز عصر ۱۰؍مئی ۱۹۵۶ء مطابق ۲۷؍رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ

بعد خطبہ مسنونہ فرمایا:

میرے دوستو بزرگو! اس دنیا میں انسان کامیابیوں کے حاصل کرنے کیلئے محنت کرتے ہیں تاکہ ناکامی سے بچے اور کامیابی یعنی خدا نے انسان میں جو تقاضے رکھے ہیں ان کے پورے ہونے کا نام کامیابی پورا نہ ہو تو ناکامی مثلاً پیٹ بھرنا سیرابی، خادم وغیرہ کے تقاضے ہیں حاصل ہو تو کامیابی ورنہ ناکامی ہے۔ ایسے ہی عزت ہے پھر اس کے بعد میں یہ بھی ناکامی ہی ہے کہ جو تقاضے ہیں وہ تھوڑی دیر کیلئے پورے ہوں بعد میں پھر ٹوٹ جائیں آج پیٹ بھر اکل بھوک ہوئی یہ بھی عقلمندوں کے نزدیک ناکامی ہے اوروں کے ہاں دنیا میں کامیابی ہے مگر جب تقاضہ ٹوٹے گا تو وہ بھی ناکامی کہیں گے۔ آج ملک ملا کل کو چھن گیا یہ کامیابی نہیں ہے سارے انسان کامیابیوں کیلئے محنت کرتے ہیں لیکن انسان کا اوچھا مشاہدہ ہے یہ کامیابیوں کو چیزوں میں دیکھتے ہیں چیزوں کو محنت میں دیکھتے ہیں کہ اس سے تقاضے پورے ہوں گے ہم کامیاب ہوں گے۔ چیزوں سے آگے نگاہ نہ بڑھی عام طور پر چیزیں ہیں لیکن انبیاء اور آپ ﷺ کو بھی اللہ نے بتایا کہ انسانوں کو بتائیں کہ کامیابی چیزوں سے نہ ہوگی چیزیں خدا کے قبضہ میں ہیں لیکن اس خدا سے کامیابی کا تعلق ہے۔ جس کے قبضہ میں (یہ چیزیں) ہیں مالیات پر کامیابیاں نہیں وہی تصرف ڈالتا ہے اسی اللہ پر کامیابی ہے سارے نبیوں نے یہی بتلایا وہ خدا جس نے چیزوں کو بنایا آج بھی خاصیت بدلنے پر قادر ہے غلہ میں موت بھوک میں حیات پھلوں میں سمّیت اور عکس کریں جس کی چاہیں تو خاصیت بدلیں یہ نہیں کہ چیزیں بنا کر خاصیت کا مسئلہ اللہ کے ہاتھ سے نکل گیا ہو، یہ نہیں ہے خواہ بنائیں یا نہ بنائیں اللہ بنا کر چاہے باقی رکھیں یا نہ رکھیں رکھ کر کامیابی دیں یا نہ دیں، دوسری بات انبیاء نے کہی کہ کامیابی زندگی کے نقشوں میں بدن کے عمل کے ساتھ سے

ہے ورنہ ناکامی ہے، اگر بدن کے عمل خراب ہوں اور زمین کی چیزیں اچھی ہوں سونا چاندی جواہرات باغات ہوائی جہاز سب انسان کے پاس ہیں مگر اعمال خراب ہیں تو وہ انسان ناکام ہوگا اس کی ناکامی خواہ اللہ آج یا کل بعد الموت ظاہر فرماویں چیزیں ہیں مگر عمل خراب ہے تو ایسے انسان ناکام ہوں گے خواہ بادشاہ ہوں یا مالدار ہوں یہ نبیوں نے بتلایا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ انسان کے پاس چیزیں نہ ہوں مگر عمل صحیح ہو تو یہ انسان کامیاب ہو کر رہے گا خواہ آج یا کل ہو یا بعد الموت ہوگا ابھی تو لوگ جاگ کر بھی نہیں سنتے بلکہ پانی ڈال کر سنایا جاتا ہے اور چونک کر آسمان کی طرف دیکھتے ہیں سننے والے سو رہے ہیں کہنے والے کو جاگنا پڑتا ہے، یوں کام چل رہا ہے حوض کا پانی بواسطہ پنکھے کے آرہا ہے بارش کا نہیں ہے تو میں نے عرض کیا کہ انبیاء کی جو تحقیق ہے اور اللہ نے بھی یہی کہا کہ انسان کی کامیابی اور ناکامی کا تعلق پورے قرآن میں اعمال سے بتلایا ہے ''اولئك هم المفلحون ، هم الفائزون '' چیزوں میں نہیں بتلایا اللہ کی محبت واطاعت ہو تو مفلحوں فرمایا ہے اب سارا قرآن دیکھو تو کامیابی کی خبر حصر کے ساتھ فرمائی صرف یہی لوگ کامیاب ہیں ان کے علاوہ کامیاب نہیں جن کے عمل ٹھیک ہیں تو کامیاب ورنہ نہیں صرف قرآن ہی میں نہیں بلکہ پانچ مرتبہ اذان آرہی ہے ''حی علی الصلوۃ، حی علی الفلاح '' نماز کو بلا رہے ہیں خواہ دوکان میں ہو یا کھیت میں، گورنر، وزیر سب کو کہا کہ یہاں کامیابی ہے نماز یعنی اپنے خدا کی مرضی پر استعمال ہونے کا نام نماز ہے خدائی ترتیب پر چلو، جو بلوائیں بولو جیسے ہاتھ رکھوائیں رکھو، یہ طریقہ استعمال خدا نے بتلایا یہ اچھا عمل ہے حی علی الفلاح کہا کہ اپنے کو خدا کی مرضی کے مطابق استعمال کرنے آجاؤ تیری کامیابی ہے ملک ومال میں نہیں ہے سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے جو کہیں وہ کر تو کامیاب ہے، اپنے کو اس طرح استعمال کر جیسے اللہ نے بتلایا ہے اس کے علاوہ جو کچھ ہے خسارہ ہے پوری صورت اسی پر اتری ''والعصر ان الانسان لفی خسر '' الف لام استغراق کے علاوہ مستثنیٰ کے سب مراد ہیں روس اور امریکہ دونوں بلاک ہوائی جہاز کے موجد، گورنر حکام مادے والے ''الانسان'' میں آگئے یہ خسارے والے ہیں قسم کھا کر خدا نے کہا کہ یہ سب ٹوٹے میں ہیں۔ اب استثناء کیا کہ جن کا یقین صحیح ہے اور باہر سے عمل صحیح ہو اور آپس میں خواہشات پر صبر کی وصیت اور حق پر جمنے کی وصیت کرتے ہیں ان کے سوئی سب نقصان میں ہیں دنیا میں سونے، چاندی والے سب نقصان میں ہیں یہ خسارہ ہے ہمیں تو کامیاب نظر آتے ہیں، اڑتے ہیں، اب تو یہ جب زنجیر میں جکڑیں گے اور آگ میں ڈالیں گے اللہ کو انسان کا سب کچھ نظر آتا ہے اسے دیکھ کر کہا ہے جو اسے کامیابی جانے اندھا ہے انجام کی خبر نہیں ہے حال کی خبر ہے مال کی خبر نہیں کہ سانپ اور اژدھے لپٹیں گے یہ انبیاء کی تحقیق اور انسان کو بنانے والے کی تحقیق اور انسان کو بنانے والے کی تحقیق ہے انسان اپنے

طریقہ پر جینا چاہے جب کہ ''ان اللہ اشتری من المومنین '' کہ جو ہماری بتائی ہوئی کامیابی چاہتا ہو اس کے جان و مال کو خرید لیا تبادلہ اس بات کا ہوا کہ انسان کے پاس جان و مال تھا اس میں اختیار تھا کہ جہاں چاہے جان و مال لگائے اس کو اللہ نے خرید لیا اختیار کو خرید لیا اس کے بدلے میں جنت دیدی کامیابیوں کا اعلیٰ میدان دیا خدا اس جان و مال سے کیا کرائیں گے پہلی بات تو یہ کہ میں خدا کا ہو گیا تو موت سے نہ ڈرو ورنہ خدا والا راستہ چالو نہ ہو گا، تین چلے موت کے ڈر کی وجہ سے نہیں دیتے کہ کاروبار ٹھپ ہو گا روپے نہ ہوں گے تو مر جائیں گے موت سڑک پر پہنچی ہے موت سے ڈرے خلاف قانون موٹر میں بٹھایا تو خبر دوسرے نے دی کہ کہاں جا رہا ہے سارجنٹ ہے تو گھما کر لے جا رہا ہے اب جہاں جائے سارجنٹ ملے، آگ لگی ہو یا فساد ہو تو بچتا ہے اللہ کے راستہ پر شیطان ایک سائن بورڈ لاتا ہے کہ مر جائے ''اھدنا الصراط المستقیم '' میں شیطان نے موت سے ڈرایا کہ بھوک سے مروں گا تو اللہ نے ڈر نکالا کہ مرنے کیلئے خریدا ہے اس کو تو مقدم کر دیا اور آخری کو پہلے کر دیا ''یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون '' یہ آخری کو اول بتانا ترتیب بعد میں آئے گی چلے میں موت کا پھندہ جانا اللہ نے خرید لیا بک گیا اپنے نہ رہنے بقرعید کے موقع پر لاکھوں روپے خرچ کئے جانور خریدے کاٹ کر کھاویں گے خدا کا حکم ہے مار ڈالنے کے واسطے خریدا پھر خواہ کتنا یہ بھاگے ایک نہ سنی کاٹ کر کھا گئے اگر اس میں زبان ہو اور پوچھے کہ کیوں مارے تو کہو گے کہ مارنے کو خریدا ہے اللہ نے بھی مارنے کو خریدا ہے مشرک کو بھی ماریں گے لیکن موت کا معاوضہ نہ ملے گا مسلمان کو موت کا معاوضہ ملے گا۔

پھر اب بتلایا کہ کیوں خریدا ''التائبون '' سچی توبہ ہو غلط طریقہ سے توبہ نہ ہو ''العابدون '' صحیح طریقوں کا اختیار میں جو مصیبت بھی آئے تو ''الحامدون '' حمد کرنے والے ہوں الحمد للہ کہیں خواہ کچھ بھی گزرے غلط زندگی سے جڑ کر حمد کرتے ہیں اب پارسا بنتے ہیں کاروبار ختم ہوا تو ناشکری کی، ایسا نہ کیا حمد کرنے والے ہیں اس لئے خریدا ہے توبہ کرنے والے ہیں ''السائحون '' صرف اپنی ذات سے نہیں بلکہ خدا کے دین کو لے کر دنیا میں پھرنے والے ''السیاحۃ فی دینی الجھاد فی سبیل اللہ '' (الحدیث) ''الراکعون الساجدون الامرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحفظون لحدود اللہ '' حدود اللہ پر اگر جان دینے کا موقعہ آیا تو دے دیں اب قتال آیا پہلے والے سارے اوصاف کے بعد قتال ہے، جان دینے کا موقعہ آئے تو دو، لینے کا موقعہ ہو تو لو، تو ہمارے پر اظہار کہ محنت سے کامیابی نہیں ہے خدا کے دینے سے ہے، ایک کو سارا ملک دے کرنا کام کریں اللہ پر یقین کریں تو اللہ نے سارا جان مال خریدا جو خدا کی بات پر نہ آئیں تو قسم کھا کر کہا کہ تم خسارے میں ہو جب کامیابی چیز وں

میں نہیں عمل میں ہے تو اب بتاؤ بنیادی محنت کونسی ہے انبیاء نے کہا کہ اپنے عملوں کو ٹھیک کرنے کی محنت کرنی ہے جب عمل کو خدا قبول کرے تو صحیح ہے ورنہ غلط ہے صلوۃ صوم، زکوۃ حج، سونا جاگنا یہ سب عمل صحیح رکھے ہیں اور غلط بھی ہیں خدا قبول کرے تو صحیح ہیں ورنہ غلط ہیں۔

ایمان کے ساتھ عمل قبول ہوگا شرک سے نہ ہوگا اخلاص ہو شکل صحیح ہو آپ ﷺ والی شکل ہو تو مقبول ہے بدن انسان کے اعمال قبول ہونے کیلئے یقین نیت علم تام، دھیان، شکل مجاہدہ، محنت اور اپنی و نفسانیت کے استعمال کا معیار صحیح ہو تب عمل صحیح ہوگا یہ چھ چیزیں چلیں گی، اپنا اخلاقی توازن صحیح ہو انسانیت کے استعمال کا ڈھنگ اور طریقہ صحیح ہو ایک انسان اپنے عملوں کی صحت پر جان و مال خرچ کرے تو کامیابی ملے گی ورنہ اگر پوری دنیا میں ملے تو ناکامی ہے بشرطیکہ اپنے عمل کو صحت کی فکر نہ ہو تو ناکام ہے اگر عمل صحیح کرے اور مال نہ ہو تب بھی کامیاب ہے۔

ایمان سیکھو عمل میدان سے باہر ہے پاخانہ، پیشاب سب دین بن جائے یہ سب کامیابی پر پہنچائیں گے ان کیلئے سب کی مشترک مایہ ایمان اخلاص علم کی صحت سب میں مشترک ہے تاثرات دھیان و توکل کا صحیح ہونا سارے عملوں میں شرط ہے صحیح یقین ہو، صحیح شکل ہو صحیح رہنا طریقہ استعمال بھی ہو پاخانہ کرنے (فارغ ہونے) گئے دھکا دیا اور گھس گئے تو گنہگار ہوئے وہ مقدم تھا یہ اخلاق ہے اخلاق کے نہ ہونے سے بھی خراب ہوئے اخلاق تو زور سے برتے لیکن اندر بیت اللہ کی طرف منہ کیا تو شکل خراب ہوئی کاغذ سے پونچھ کر آیا تو یہ آپ ﷺ والی شکل نہ رہی ڈھیلے لے کر پانی استعمال کرتا تو یہ دین بن گیا نیت یہ کہ اللہ کو راضی کرنے کیلئے یہ شکل کر رہا ہوں اور خدا مجھے اس سے کامیاب کریں گے اس سے جنت دیں گے یہ ایمان ہے اس سے جنت میں جائے گا اگر نیت خراب ہو یقین اخلاق وغیرہ خراب ہوں اور سونا خرچ کرے تو بھی ناکام ہے۔ لہٰذا پہلے ان چھ بنیادوں کے درست ہونے کیلئے وقت لگاؤ، ایمان یعنی خدا کی ذات وصفات، آپ ﷺ کی خبروں پر اور اعمال صالحہ سے کامیابیوں پر یقین جماؤ چیزوں سے یقین ہٹاؤ ٹھیک کرو شکل صحیح کرو، اصل بات یہ ہے کہ ان چھ نمبروں کے سیکھنے کی محنت کرو، ایک مرتبہ تو باہر نکل کر محنت کرو، مشق کرو چار ماہ کہ یہ معنی نہیں کہ ان چھ میں پورا کامیاب ہوگا۔

''تصوف کا خلاصہ تصحیح نیت ہے'' یہ حضرت (مولانا الیاسؒ صاحب) نے کہا کہ خلوص کا تعلق زبان سے نہیں ہے دل سے ہے اللہ کے واسطے کہنے سے خلوص نہ ہوا سب سے پہلے صحیح شکل نماز میں ہے ہر عضو کیلئے طریقے بتلائے ہیں کہ ہاتھ پاؤں کہاں رکھے رکوع کیسے کرے شکل کی تحقیق آج نہیں کرتے ہیں انگلیاں پھیلائی جائیں ہر چیز کی شکل ہے جسم سے روح تک سر سے پیر تک ہر جزء کی شکلیں ہیں نماز کے تمام اجزاء کو صحیح کیا تو سارے عملوں کو وہ شکلوں

پر لائے گا روح کہیں نگاہ کہیں گے قلب کہیں ہے ایسی نماز ہوگی تو ساری چیزیں خراب ہوگی نماز کی شکل صحیح کرو، اصل بات یہ ہے کہ ان چھ چیزوں کو سیکھنے کی محنت ہو ایک مرتبہ تو باہر نکل کر مشق کرے چار ماہ کے یہ معنی نہیں ہے کہ ان چھ میں پورا کامیاب ہوگا تصوف کا خلاصہ تصحیح نیت ہے یہ حضرتؒ نے کہا کہ خلوص کا تعلق زبان سے نہیں ہے دل سے ہے اللہ کے واسطے کہنے سے خلوص نہ ہو ادل میں صفائی رکھو، قلب کے اندر جو ہے وہ نیت ہے۔ ''اذا جاءك المنافقون قالوا نشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان المنفقين لكذبون '' اللہ بھی جانتے ہیں'' والله يشهد ان المنفقين لكذبون '' جھوٹے ہیں کیونکہ دل سے نہیں کہتے ہیں دل میں جب تک غیر ہوگا اللہ کی نیت نہ آئے گی مگر نماز اس لئے پڑھنا ہے کہ بچایا مال بچ جائے یہ اللہ کے واسطے نہیں ہے جب تک قلب غیر سے پاک نہ ہو نیت صحیح نہیں ہے صوفیائے کرام نے کہا علماء تو بیوی بچوں کا جوڑ بٹھائیں گے صوفیاء نے کہا یہ غیر کو دل سے نکالو خواہ بیوی بچے مریں یا رہیں دل پر محنت کی کہ غیر اللہ نکلے جب تک اغیار سے پاک نہ ہوگا خدا دل میں نہ آئے گا مثلاً دل میں زید سے دشمنی ہے اور زید سے محبت کا اظہار کیا دونوں میں فرق ہوا لہٰذا جو زبان نے کہا وہی دل میں ہو ضروری نہیں پورے تصوف کو نچوڑ دل کو پاک کرنا ہے، تو بیس سال محنت کرتے ہیں کہ خلوص آئے تو کیا چار ماہ میں پورا آئے گا ایک نمبر میں کمال پر پہنچنے کیلئے ساری عمر کافی نہیں۔

تو چار ماہ اس لئے ہیں کہ ان چھ نمبروں کے ساتھ تھوڑی تھوڑی مناسبت پیدا کی جائے بیوی بچوں سے نکلے جو دل میں ہے اب چھ نمبروں سے کچھ مناسبت ہوگی مکان میں ان چھ نمبروں کی محنت سے بیوی بچوں میں لگے گشت ذکر نماز بھی صحبت میں بیٹھے غیبت کی جگہ سے اٹھ جائے احتیاط کی زندگی گزارے مقام میں مقامی نقشے ہوں گھر میں داعیانہ جاؤ مدعوانہ، نہ جاؤ وہاں غیبت ہو رہی ہو تو فوراً روک دو'' عن عباس رضى الله عنه الغيبة اشد من الزنا '' اگر ماں نے غیبت کی تو بھی حلال نہ ہوگی آپ ﷺ نے جسے حرام بتایا قیامت تک حرام ہے حلال حلال ہے ساری دنیا والے شراب کو حلال کریں تو سارے ملعون ہوں گے کیونکہ نص قطعی ہے اجماع نصوص قطعیہ پر نہ ہوگا۔ لہٰذا باہر نکل کر محنت کرے گھر پر عمل کرے چار ماہ والے اتریں ترقی باہر ہوگی مقامی کام سے بقا ہوگا ترقی باہر نکلنے سے ہوگی پھر چھ نمبروں میں قوت ہوگی پھر کھانا کمانا سب صحیح ہوگا۔

جماعتوں کے عجیب قصے ہیں ایک جگہ جماعت کو گھیر لیا دعاء مانگنا شروع کیا تو بلا پاسپورٹ بددعاء کے ڈر سے چھوڑ دیا، ایک جگہ ہتھکڑی ڈالی تو ذکر کیا تو پولس والے نے جادو جانا کہ سارا جیل ہل رہا ہے ایسے قصے ہیں دریا میں ڈالا ۲۴/۴۸ گھنٹے میں نکلے ایک قطرہ بھی پیٹ میں نہ گھسا یہ مشرقی پنجاب کا قصہ ہے چار تھانے دار مسلمان ہوگئے

باہر یہ مایہ ملی گھر جا کر کھو دیتے ہیں باہر کی گئی محنت میں جان پڑی گاؤں میں گئے تو سب بھول گئے چار ماہ والی (مایہ) کو ضائع کر دیتے ہیں دس بیس دن والی تو ہوا میں اڑتی ہے اللہ کے راستے میں چھ نمبروں کی مشق کرو جتنی محنت کرو گے تو کامیابی قدم چومنے آئے گی گھر جا کر تعلیم کرو نفل تسبیح، ذکر، جوڑ میل کا اہتمام کرو، ظلم میں ساتھ نہ دو، کسی کی چیز استعمال نہ کرو، باہر نکلو گے تو اور ترقی (ہوگی) گھر کرو گے تو بقا ہوگی، اخلاق، اخلاص، ایمان کی مایہ اللہ دیں گے پھر جس چیز کو چاہے دین بنالو۔

واپسی والوں سے دو بات کہی ہے کہ رمضان کا کام ختم ہو رہا ہے اور حج کا زمانہ آ رہا ہے جیسے کے زمیندار نے ایک چیز کاٹی دوسری بوئی، اس وقت فرصت نہیں ملتی ہے رمضان کا کام ختم ہوا اسے کاٹنا ہے اور استغفار کر کے قبول کروانا ہے اور حج کا کام شروع کر دیا ہے پانچ ارکان جڑ اور بنیاد کا کام ہے اب واپس جا رہے ہو تو حج کیلئے پیسے لینے جا رہے ہیں اس وقت تو کھیتی باڑی نہیں ہے حقے بجاتے ہیں۔

اب کام نہیں ہے تو مکان بنانے کی سوجھی کسی کی ڈول پھوڑیں اور جھگڑتے ہیں دونوں طرف سے سر پھوٹے ہیں تو عدالت میں (۲۵۰) کی جماعت بندھی ہے (۵۰) نے تو مارا ماری کی اور (۲۰۰) تو گواہی کیلئے آئے ہیں ایک بھی قرآن کو مانے تو پھر سر کیوں پھوڑا، اصل چیز یہ ہے اور مشترک مرض یہ ہے کہ شریعت کو سیکھتے نہیں ہے زمین ایک دوسرے کی دیکھ رہے ہیں ایک تو پتر سے ملنے گیا دوسرے نے قبضہ کر لیا زمینداروں کی کمائی یا تو مقدمہ بازی میں جا رہی ہے یا تو عورتوں پر لگاتے ہیں اگر یہ خرچ بچائیں تو انگلستان جا سکتے ہو واشنگٹن جا سکتے ہو مگر شیطان دماغوں میں گھس گیا عورت پر یعنی پیشاب کی جگہ پر لگا دیا دو پیشاب گاہوں کو ملایا مقدمہ بازی کا خرچ سر پھوڑنے پر گیا یہ ظالم کا خرچ ہے۔ اگر ہوش سے کام لیا کہ شادیوں کو سادہ کر دو جیسے کہ آپ ﷺ نے کیا ہے یہاں "نوتا" کو پھریں گے نوتے آئیں گے پیسے جا کر کے رتھ آئیں گے شکرانے کریں گے دوکانداروں میں کارڈ چھپیں گے چالیس پچاس روپئے کارڈ میں لگے پھر تاریخ جتاتے ہیں تا کہ پیسے اکٹھا کر کے شان دکھائیں جو قوم شادیوں اور مقدموں میں شان دکھلائے تو کامیاب کیسے ہوں گے وہاں تو جہنم کی دھمکی سے حق چھوڑتے تھے ایک پائی بھی مقدمہ میں خرچ نہ ہوتی تھی نکاح میں فوراً شادی ہوگئی تاریخ کا پتہ بھی نہیں ہے بیاہ کر دیا غزوہ میں جا رہا ہے خطبہ پڑھا کھڑے کھڑے شادی ہوئی شادی خرچ کوئی چیز نہ تھی امام شافعیؒ نے فرمایا شادی تو چیز خریدنے کا نام ہے شروع میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے قوم نے مٹنے کے اسباب اختیار کئے تو شادیوں کو اہم بنایا، ربیعہ اسلمیؓ عرب آدمی ہیں آپ ﷺ کی خدمت کرتے تھے آپ ﷺ نے شادی کو کہا تو عرض کیا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے آپ ﷺ نے تین چار مرتبہ کہا تو کہا کہ

مال نہیں پھر کہا آپ ﷺ کی مرضی ہو تو کروں غریب ہوں، آپ ﷺ کے دروازے پر پڑے رہتے تھے پھر فرمایا تو کہا کہ آپ ﷺ پر چھوڑا تو فرمایا کہ فلانے گھر جا کر کہو کہ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی فلانی لڑکی سے میرا بیاہ کر دو جا کر کہا تو کہا "مرحبا برسول الله" جمع ہو کر وہیں نکاح ہوا آپ ﷺ کے قول کی گواہی پھر نہ مانگی، اب مہر کا آپ ﷺ نے پوچھا چندہ فرمایا مہر کے بقدر ہوا تو سسرال میں سب خوش ہوئے واہ واہ کہا تھوڑا نہ جانا اب ولیمہ کو کہا کچھ چندہ کیا ساڑھے تین سیر جو عائشہؓ کے پاس سے لے لو، ایک دنبہ خریدا خود کا گھر نہ تھا سسرال میں پہنچے تو کہا ایک کام ہم کریں گے آٹا، جو، جوار اور گوشت روٹی کہا کہ خدا کی قسم یہ پہلا دن تھا کہ گوشت روٹی ربیعہ اسلمیؓ کے گھر ہوا شادی پر خرچ کرنے والے مسئلے ایسے ہوئے۔

ابوداؤد میں ہے دو آدمی آئے آپ ﷺ کے چچازاد ہیں عباسؓ و حارثؓ کے بیٹے آئے ان دونوں کے باپ نے کہا کہ آپ ﷺ کے پاس جا کر کہو ہم جوان ہیں والد کے پاس نکاح کا بندوبست نہیں ہے لہٰذا زکوٰۃ کا مال سپرد کر دیں کچھ ملے گا تو نکاح ہوگا اتنے میں حضرت علیؓ آئے تو کہا کہ یہ سوال قبول نہ ہوگا مسئلہ حضرت علیؓ کو معلوم تھا تو کہا کہ تو حسد کرتا ہے آپ ﷺ کی بیٹی سے نکاح ہوا ہم نے حسد نہ کیا حضرت علیؓ وہیں بیٹھے دونوں جوان حضرات ام سلمہؓ کے دروازہ پر پہنچے آپ ﷺ دونوں کا کان پکڑ کر اندر لے گئے پوچھا کیوں آئے، شرمائے، ایک نے کہا مہر نہیں مال نہیں زکوٰۃ کا عمل کروالیں، آپ ﷺ نے چھت پر نگاہ ڈالی استغراق تھا چھت پر گھنٹوں نگاہ ڈالی حضرت کا خیال ہے کہ قیامت تک میری آل پر کیا ہوگا صرف ان دونوں کا فکر نہ تھا سب کا فکر تھا دونوں نے چلنے کا ارادہ کیا ام سلمہؓ نے کہا تمہارے ہی لئے سوچتے ہیں فلاں فلاں کو بلا کر ان کی بیٹیوں سے شادی ہوئی دونوں کے باپوں کو بلا کر نکاح کر دیا کہا کہ اگر غربت کے زمانے کے بیاہ ہیں تو آج حکومت ہے؟ سلمان فارسیؓ گورنر تھے کسریٰ کے دارالسلطنت میں گورنر تھے بیاہ کیا لڑکی دی کونسا جہیز دے گا آج تو بادشاہ نہیں ہیں مال سمیٹنے والے ہیں آپ ﷺ تو مال دینے والے ہیں بادشاہت تھی سب تھا گھر میں سب کچھ تھا گورنر صاحب کو بیٹی دی وہاں گئے تو غلام باندی بہت تھے یہ جہیز میں اندر باہر کا کام کرنے کیلئے دیئے سب کو آزاد کیا، آگے مکان دیکھا پردوں سے سجا ہوا ہے بیگم بیٹھی ہے تو کہا کہ کعبہ کندہ میں منتقل ہوا یا اس مکان کو بخار چڑھا ہے کہ کپڑا ڈالا ہے تو کہا کہ آپ کے بیاہ کیلئے ہے تو برأت فرمائی سب کپڑے اتروائے آگے صندوق تھے جہیز تھا آپؓ نے فرمایا کہ اونٹ پر جتنا سامان آئے اتنا رکھو صندوق ہٹوائے آگے دیکھا دس بیس عورتیں تھیں کہا کہ میں نے ایک سے بیاہ کیا ہے بیسوں سے نہیں کیا اب کواڑ بند کر کے بیوی سے کہا کہ تو میرا کہا مانے گی تو کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میاں بیوی نماز میں مشغول ہوں آگے سلمانؓ پیچھے بیگم نماز پڑھ رہے

ہیں آدھی رات نماز میں کھڑے رہے دو گھنٹے سوئے دس منٹ میں کام کیا دن کو پوچھا رات کیا ہوا آج کل تو بے وقوف بخوشی سناتا ہے پوچھا رات کیسے گزری بیوی کو کیسا پایا، تین دفعہ پوچھا تو غصہ میں کہا خدا نے دیواروں اور پردوں میں کروایا اس کا بھانڈا کیوں پھوڑوں، آپ ﷺ نے فرمایا جو میاں بیوی رات کی بات کہیں تو وہ دو گدھے گدھی کی جفتی کی طرح ہے یہ بادشاہ کی شادی ہے ان نعمتوں کے بلاک ڈالے ہم پر مصیبتوں کے بلاک ہیں اسی وقت دو بلاک روندے جاتے ہیں چونکہ پیسہ صحیح جگہ خرچ ہوتا ہے۔

بیاہ میں سادگی رکھی، رمضان کی محنت کو بیاہ کی خرافات میں خراب نہ کرنا، دوسرے یہ کہ بیاہ برات سے ہمیں کوئی واسطہ نہیں ہے علی گڑھ کے چلے میں روپے لے کر آؤ اول اگر اطمینان نہ ہو تو نہ جاؤ، اگر اطمینان ہو تو علی گڑھ اجتماع میں آؤ، ایک عورت لینے یادینے پر کتنے پیسے لگائے ہیں دنیا کی کالی پیلی عورت جو حیض پر معطل ہے پیشاب پاخانے والی ہو، گندگی والی پر ڈھائی ہزار لگاتے ہیں خدا کے راستے میں سینکڑوں حوریں خوشبودار حسین وجمیل مزین لباس پورے سورج کی روشنی ایک انگلی کے برابر نہ ہوگی جوڑا زیادہ قیمتی ہے ایک تو عورت کو حور تک پہنچاؤ اور سینکڑوں مل رہی ہیں "تقدموا ازوجوا الحور العین" یہ صحابہؓ نے کہا بھائیو یونہ جانوں کہ ہم رنڈوے پھر رہے ہیں ایک ایک چیز پر کئی ہزار لکھی جا رہی ہوں گی جلدی تبلیغ میں آجاؤ اور اوقات پیش کرو۔

حکمت تبلیغ

عمومی بیان

بدھ بعد نماز ظہر ۱۰ رمئی ۱۹۵۶ء مطابق ۲۷ ررمضان المبارک ۱۳۷۵ھ

بعد خطبہ مسنونہ فرمایا:

لوگ صبح کی تقریر پر تیار ہوتے ہیں تو اعتکاف والوں نے دس تقریریں سنیں روزآنہ کے کم سے کم دس دن ہیں تو ڈھائی چلہ ہو کچھ وقت زیادہ بھی لگتا ہے لہٰذا تین چلے دیں پھر فرمایا حضرتؒ نے اوپر والا کمرہ یورپ کیلئے بنایا تھا اسی لئے اس پر جنگلے بنوائے ہیں اور سیڑھی بھی اس نیت سے بنوائی کہ یہاں سے یورپ والے اوپر چڑھیں گے اس وقت بات سمجھ میں نہ آئی تھی آج سمجھ میں آتا ہے وضو کے وقت حضرتؒ (مولانا الیاس) بندہ (مولانا یوسفؒ) کو "شرح ماۃ عامل" کا سبق دیا کرتے تھے ایک مرتبہ سبق کے وقت فرمایا کہ قطب بننے کی ترکیب یہ ہے کہ جو منکر دنیا میں ہو اس میں سوچو کونسے معروف سے دفعیہ ہوگا اس معروف کو کہاں پھیلائیں تو کہاں اثر ہوگا، مثلاً امریکہ میں منکر ہے تو اس کی ضد والا معروف نظام الدین میں پھیلایا جائے تو حساب جوڑتے جوڑتے امریکہ کا منکر دور ہوگا تو جو شخص حساب جوڑ کر معروف پھیلا کر منکر مٹائے وہ قطب بنے بغیر نہیں رہے گا۔

جب یورپ میں تبلیغ کا حضرتؒ نے خیال کیا تو لوگوں نے حضرتؒ سے کہا کہ یورپ کی تبلیغ کیلئے یوسف وانعام کو انگریزی پڑھاؤ تو ارشاد فرمایا ان کو انگریزی کے چکر میں کیوں ڈالوں جو انگریزی پہلے سے سیکھے ہوئے ہیں ان کو انگریزوں میں تبلیغ کرنا کیوں نہ سکھاؤں۔

برطانیہ (نے اپنے تسلط) کے زمانہ میں ہندو مسلم فساد کرایا تھا ہندوؤں کو گائے مت کاٹو سکھایا اور مسلمانوں کو گائے ضرور کاٹو سکھایا، لڑوا کر فوج قائم کردی بڑی تکلیف کا منظر تھا، بڑا افسر نظام الدین میں ٹھہرا تھا یہاں زیادہ خطرہ تھا تو بھی حضرتؒ نے ۲۵ سے زیادہ گائے کی اجازت دی، گائے کاٹ کر خود اس انگریز کو دعوت دینے تشریف

لے گئے جا کر دیکھا مگر انگریزی نہ جانتے تھے ایک مترجم بنایا اس انگریز سے کہا ایک شخص بالکل جھوٹا ہو وہ ایسے بلوے کے موقع پر خبر دے کہ فلاں جگہ فساد ہوا تو کیا کرو گے کہا کہ فوج بھیجوں گا، کہا وہ تو جھوٹا ہے کہا بھیجنے میں حرج نہیں ہے اگر فساد نہ ہوا تو واپس آجائے گی اور نہ بھیجنے میں حرج ہے کہ فساد ہوا تو مصیبت ہوگی۔

تو ارشاد فرمایا آپ ﷺ کو سب نے سچا جانا تھا انہوں نے فرمایا مرنے کے بعد یہ ہوگا تو تو اس کا بندوبست کر، اگر ہو تو کام آئے گا ورنہ نہ کرو گے تو مصیبت میں پھنسو گے۔ یوں دعوت دی اتنا کہہ کر حضرتؒ آگئے وہ انگریز متاثر ہو گیا مسجد کے پاس آیا وہ حضرتؒ کو دیکھتا تھا اور حضرتؒ اسے دیکھتے تھے مگر بات ایک دوسرے کی کوئی نہیں جانتا تھا تو تبلیغ کا جذبہ یورپ کیلئے اس وقت سے تھا۔ حجاز میں حضرتؒ حج کو گئے ایک معتقد عرب جو ہر وقت حضرت کی دعوت کرتا تھا اس کو اپنا آدمی جان کر حضرتؒ نے فرمایا کہ میں یہاں تبلیغ کرنے آیا ہوں وہ عرب سن کر اتنی گالیاں شروع کیں کہ قرآن ہم پر اترا، بیت اللہ شریف ہم میں ہے، تم ہم کو کیا تبلیغ کرو گے۔ آج عرب لوگ اس جماعت کے کام کے قائل ہو گئے تو میں عرض کر رہا تھا امریکہ کے پانچ آدمی پاکستان میں تبلیغ میں آئے ہیں جذبہ ہے سب نو مسلم ہیں، سب قربان کر دیا عادت ہے اگر انہیں قربانی کیلئے بڑھاؤ گے تو بڑھ جائیں گے۔

حدیث میں ہے کہ شیطان انسان و اسلام کے بیچ میں حائل بنتا ہے کہا اگر اسلام لایا تو تیرا مال چھن جائے گا اولاد چھن جائے گی جان اور عزت کے لالے پڑ جائیں گے جب آدمی اس مرحلہ کو طے کر لیتا ہے تو ہجرت کے درمیان حائل ہو کر وہی سمجھاتا ہے پھر جہاد کے درمیان حائل ہوتا ہے اتنے مرحلے شیطان کے ہیں تو ان امریکہ والوں نے اسلام کی گھاٹی پار کی اب وہ مسلمان ہیں ہجرت و جہاد کی گھاٹی دیکھیں گے تو خود بھی قربانی کریں گے ورنہ ایسا ہی ہوگا کہ ایک درخت کو اکھاڑ کر دوسری جگہ جمایا وہاں اس کی جڑیں جم گئیں تو پھر اکھاڑنا مشکل ہوگا۔

لہٰذا امریکہ والوں کے ساتھ پھر کر خوب دین کا کام کرو اور کرواؤ ایک مرتبہ حضرت جیؒ حجاز میں گشت میں گئے اور ساتھ میں اور لوگ بھی تھے جب تبلیغ کی تو عربوں نے ناراضگی ظاہر کی۔ یہ لوگ فلسطین کے یہودی ہیں سب کو گرفتار کیا حضرت (مولانا یوسف) کو گرفتار نہ کیا کیونکہ عربی لباس تھا عرب جانا اور جماعت والوں کو برا جانا، یہ یہودیوں کے پاس سے آئے ہیں حضرت کو الگ بٹھا کر تصدیق کرائی حضرت بچے تھے "نعم نعم" کہتے رہے "لا" کہتے تو مارے جاتے، پھر راستہ دیکھ کر حضرت جیؒ بھاگ آئے تو عربوں نے اور جماعت کو چھوڑ دیا اب تو کوئی حمایتی نہ رہا حضرت جیؒ بھی ساتھ تھے الغرض اس وقت اتنا بعد تھا آج اتنا قرب ہے لہٰذا محنت کی ضرورت ہے محنت کرو گے تو پاؤ گے۔

حقیقت رمضان

عمومی بیان

بدھ بعد نماز تراویح ۱۰ر مئی ۱۹۵۶ء مطابق ۲۷ر رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ

بعد خطبہ مسنونہ فرمایا:

میرے دوستو بزرگو! رمضان اب بالکل ختم پر ہے اب یہ دنوں اور گھنٹوں پر آ گیا مہینوں سے بات ہٹی چند دن یا چند گھنٹے باقی رہے سارا رمضان ختم ہوا پھر عید آ رہی ہے ایک ماہ کے مجاہدے، بھوک پیاس کے بعد اللہ نے عید کا چاند دکھلایا، آج عید کی بڑی چہل پہل ہے نماز کپڑے ہیں، اگلے دن سے اپنے کام کاج میں لگیں گے، محنت مہینے بھر کی دن عید کا ایک ہے اسی طرح پوری زندگی کو رمضان کا مہینہ جانو اس پر تمام فرائض و اعمال کے اللہ کے ارشادات ملیں گے حافظ ابن حجرؒ وغیرہ نے لکھا کہ دو سجدوں میں پہلا سجدہ ''منها خلقنكم '' ہے پھر دوبارہ گیا تو ''فيها نعيدكم'' پھر اٹھا تو ''ومنها نخرجكم تارة اخرىٰ '' ہے، پہلے تو زمین سے انسان بنایا پھر اسی میں اعادہ ہوگا، پھر اسی سے نکالا جائے گا، پھر بعد میں قیام ہو یا قعود، ایسے ہی جیسے رمضان کا ایک مہینہ گزر گیا بھوک پیاس کی تکلیف کا پتہ چلا، پیاس کے بعد پانی کے مزے معلوم ہوئے بھوک پیاس کی تکلیف اور کھانے پینے کی لذت، گرمی میں غسل کا مزہ، روزہ والے کو ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے سے آدھے روزہ کی تکلیف جاتی رہی یہ سب معلوم ہوا یہ مجاہدہ ختم ہوگا جیسے رمضان اپنے مجاہدات سے ختم ہوگا زندگی بھی گزر جائے گی۔

اللہ نے بتایا کہ یوں رمضان گزارو گے تو عید آئے گی عید کا دنیا میں نمونہ اور جھلک دکھلا رہے ہیں کہ ایام اکل وشرب وبعال ہے یہ خدا کی مہمانی کا دن ہے اب اس کے بعد جب مر جائیں گے تو ایک دن والی عید پھیل کر ساری زندگی بنے گی اور رمضان کا مہینہ ختم ہو جائے، وہاں حوریں ملیں گی، باب الریان وغیرہ سب آخرت میں ملے گا تھوڑی سی ایک ماہ کی تکلیف بھلانے کیلئے عید کی جھلک دکھلائی (۳۰) دن مجاہدہ ایک دن خوشی کا ہے چند روزہ زندگی

ماں کے پیٹ سے قبر تک محنت کا وقت ہے پھر عید ایسی آئے گی جو کبھی ختم نہ ہوگی رمضان وعید تو ایک نمونہ ہے کہ اپنی طبیعت پر نہ چلو رمضان میں ایک شخص نے روزہ وغیرہ نہیں رکھا اس کیلئے عید نہیں ہے ''عید اللا برار وو عید اللفجار'' دھمکی کا دن فجار کیلئے ہے خدا کے حکموں کو توڑنے والے کیلئے دھمکیاں ہیں خدا کا شکر ہے کہ دین سے نوازا! محنت عطا فرمائی تا کہ قربانی دے دیں نسبت خدا کی ہو شہرت مقصود نہ ہو تو خدا اپنی نسبت پر تکلیف اٹھانے والوں کو بہت کچھ دینے کا ارادہ فرماتے ہیں۔

زمین آسمان میں جو مل رہا ہے اسے اللہ ''دنیا'' قرار نہیں دیتے ہیں ''متاع قلیل'' ''لھوولعب'' ''تقلب الذین کفرو'' اس کی کوئی حیثیت نہیں کچھ کے نزدیک دنیا کچھ نہیں ہمارے سامنے آخرت رہے خدا کے خزانے رہیں تو دنیا کو ہم نے کچھ جانا کسی جگہ صرف کتے ہی کتے ہیں بکری اونٹ ہرن نہ کھائیں گے، شیروں، ہرنوں کو کیا جانیں وہاں صرف کتے کھاتے ہیں بکری اونٹ ہرن نہ کھائیں گے وہ تو ہے ہی نہیں ''الدنیا جیفة وطالبها کلاب'' مردار اور کتوں کے سوا کچھ نہیں ہے خدا کے خزانے اس کے سامنے نہیں ہیں پہلے تو سونا چاندی سامنے ہوا کرتا ہے اب جست ماری کاغذ دوسو روپیہ ایک پانچ ہزار کا ہے اسے بوسہ لیتے ہیں مالیت کے تصور پر خوش ہو رہے ہیں دیوالئے نکل گئے اب اللہ نے عقل کو اور چپت ماری اور تصور میں کہ اس کاغذ سے سونا ملے گا، جیب میں رکھتے ہیں ایک دیا سلائی سے کروڑوں کی مالیت کے کاغذ جلے ان میں کچھ نہیں ہے خدا کے خزانوں میں سب کچھ ہے جس کو مالیت و نعمت خدا نے کہا اس میں سے دیں گے اگر آدمی اس کے ساتھ رغبت نہ کرے تو غلط کے ساتھ ہوگا یہ آخری ایام ہیں روزہ کا بھی آخری ہے رمضان کا بھی آخر ہے دعاء مانگو اگلے سال کا کچھ پتہ نہیں ہے اگلے سال توفیق تندرستی ملتی ہے یا نہیں اس لئے آئندہ کیلئے بھی دعاء مانگو اسی طرح اللہ تعالیٰ دین کی قربانی کیلئے قبول فرمائیں۔ (آمین)

مومن کی تجارت

عمومی بیان

جمعرات بعد نماز تراویح ۱۱؍مئی ۱۹۵۶ء مطابق ۲۸؍رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ

عشاء وتراویح کی نماز سے فارغ ہو کر حضرت جیؒ نے حیاۃ الصحابہؓ کی تعلیم کی اس کے بعد یہ بیان فرمایا کہ:

میرے دوستو بزرگو! یہ ان جماعتوں کا تذکرہ ہے جو اسلام لے کر مدینہ میں آئے جیسے بیل لے کر زمیندار ہل چلاتا ہے اور ساری زمین میں پھرتا ہے لوہا زمین پر ہے اوپر کسان ہے جتنی زمین ہے اس میں کوئی جگہ ایسی نہیں چھوڑتا جہاں لوہا نہ جائے پھر بیج بکھیرتا ہے اللہ تعالیٰ پانی دیتے ہیں تو سب حلقہ میں کھیتی ہوتی ہے تو اسی طرح لوگ کسی ملک کو چھانٹ کر پورے علاقے کو کھود کر ہر جگہ کلمہ کا بیج ڈالتے ہوئے جائیں تو خدا کی رحمت کے بادل آئیں گے سب جگہ سے ایمان اگے گا خواہ بہار کا یا مشرقی پنجاب کا وفساد زدہ علاقہ ہو سب جگہ رحمت آئے گی، وہاں تو کسان روٹی کی لالچ میں کرے گا، یہاں ایماندار کرے گا اللہ کی باتوں کو وقیع جانتا ہے اب لوگ دس دن دیتے ہیں اس میں سارا ہندوستان کہاں سے آئے گا تین تین چلے ہوں ہزاروں آدمیوں کا تانتا بندھ رہا ہو اور سینکڑوں کا خرچ لے کر آئیں، پورے ہندوستان میں چکر کاٹ کر پھریں اور یقین کریں کہ یہاں ایمان آئے گا تو خدا کی رحمت کو جوش آئے گا تو لوگ تمہارے پاس آئیں گے اب تو تم مارے مارے پھرتے ہو پھر وہ مارے مارے پھریں گے مشرک کو ایمان ملے گا تو پھر محبوب بنے گا، شرنارتھی دہلی میں آئے مسلمان پنجاب وغیرہ میں گئے تو مقامی لوگوں نے کڑوی نگاہ سے دیکھا کہ تجارت پر چھا جائیں گے محبت نہیں ہے دیمک کی طرح ایک دوسرے کو کاٹتے ہیں گوبر کی سی عقل میں یہ بات آئی تو محنت کی حالانکہ عداوتوں اور بغض کا راستہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم والی محنت قائم ہوگی صحابہؓ ایک جگہ گئے مگر ساری جگہ سے وفود آئے اور اسلام پھیلا، عرب سے باہر جہاں وہ بکھرے وہاں بھی مسلمان ہوئے ایک آدمی سے پورا ملک پلٹا کھایا۔

سنگاپور کے بارے میں ابن بطوطہ نے لکھا ایک عرب نوجوان تجارت کیلئے آئے تھے کوئی پہچان نہ تھی ایک بڑھیا کے ہاں ٹھہرے تھے وہ کھانا پکاتی تھی ایک دن وہ چیخ مار کر روئی کہ ہائے میں مری، پوچھنے پر بتلایا کہ دریا میں سیلاب سے ہلاکت آتی ہے اس لئے اس میں ایک نوجوان لڑکی قرعہ ڈال کر چڑھائی جاتی ہے اس کی لڑکی کا نام آیا تو بڑھیا روئی عرب نے کہا مجھے لڑکی کا لباس پہنا کر ڈالو خوبصورت تھے، جلوس نکلتا تھا وہ انہیں لے کر گئے سمندر کی طرف بٹھا کر اس طرف سے کوئی بلا آتی تو وہ صبح مری ہوئی ملتی تھی عرب صاحب کو بند کر دیا سمندر کی طرف بھاگے تو مرے سمندر کو دیوتا جانا وہاں جا کر زنانہ لباس اتارا مردانہ لباس پہن کر خوب ساری نماز پڑھی، لہٰذا سیلاب نہ آیا بادشاہ نے نظر بند رکھا مگر مصیبت نہ آئی مرد خوشی کے ساتھ کہ مصیبت نہ آئی کھیتی اور دکانوں پر آئے تو سارے سنگاپور میں اسلام آیا۔

چین میں دو عربوں نے تجارت کی اسلامی اصول پر تجارت کی سارا مجمع وہیں خریدنے آنے لگا، گاہکوں کی کثرت اتنی کہ ملازم دیتے دیتے تھک جاتے ہیں آج تو تاجر نے قیمت گھٹا دی ہے حکومت میں لوگوں نے کہا کہ دو فسادی ہیں وہاں سے سپاہی نے آکر کہا کہ کل سے دوکان بند کر دو اجازت نہیں ہے، پوچھا غلطی کیا ہے؟ کہا کہ حکومت کل آجائے ہم بھی تلوار سے مقابلہ کریں گے صبح ہتھیار لگا کر بیٹھے جب چرچا ہوا کہ دوکان بند ہو رہی ہے تو سارے گاہک تلوار لے کر آئے ہزاروں آدمی آئے، دو مرد مؤمن اور ساری حکومت پولیس آئی تو سب نے کلمہ پڑھا۔

محنت کرو آج تو خواہ کفر ہو یا اسلام ہو مگر ہمیں روٹی ملے خواہ سور کا گوشت ہو ہمیں تو گوشت ملے سود، سور جھوٹ اور کتے میں کوئی فرق نہیں ہے میراث دبانے اور سور کھانے میں فرق نہیں ہے جو قومیں میراث نہیں دیتیں ان کے مسلمان شمار کرنے میں شبہ ہے حلال وحرام سے پیٹ بھرنا مقصد بنالیا ہے اب اسلام کیا پھیلے، حرام اور سور تو پھیلا ہوا ہے مسلمان سے اللہ کیا پھیلائیں گے۔ سود کے پھیلنے کے واسطے کافروں کے ہاتھ میں ملک اچھا ہے کفر کے ہاتھ میں ملک کی باگ ڈور ہو یہ اچھا ہے، کیونکہ حرام پھیلانا ہے تو کافر اچھا ہے یہ مرد عورت کے علاوہ سب جگہ ہوگا، مسلمان کو تو ڈنڈے مارو، ٹیکس لگاؤ، سیل ٹیکس لگاؤ، مصیبت آئے اور کافر حاکم ہوں تین تین چلّے دو اور اسلام پھیلاؤ۔

اصل عید آخرت کی عید ہے

عمومی بیان

جمعرات بعد عصر ۱۱ر مئی ۱۹۵۶ء مطابق ۲۸ ر رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ

میرے بزرگو اور دوستو! جس طرح یہ رمضان کا مہینہ شروع ہو کر ختم ہو رہا ہے اور عید آ رہی ہے اسی طرح انسان کی زندگی شروع ہو کر ختم ہوتی ہے بعضوں کی زندگی عید پر ختم ہوگی جیسے کہ رمضان عید کے چاند پر ختم ہوگا یہ رمضان کا مہینہ سکھوں، ہندوؤں، روزہ دار، بے روزہ دار سب پر گزرا، لیکن بعد میں عید سب کیلئے نہیں بلکہ ''عید اللا برار و عید اللفجار '' نیک بختوں کیلئے عید ہے اور جنہوں نے نافرمانی کی تو دھمکی کا دن ہے اسی طرح جان لو کہ ایک وقت محدود رکھا روزہ دار و غیر روزہ دار کا، یہ محدود وقت گزر گیا ایک کا گزر کر عید پر پہنچا دوسرے کا دھمکی اور پکڑ پر پہنچا۔

اسی طرح دنیا کی چھوٹی سی زندگی ہے آخرت کے مقابلہ پر ہے جیسے یہاں پورے سال کے مقابلے میں مہینہ چھوٹا ہے آخرت میں تو لامحدود ہے موت پر شروع ہو کر زندگی پر ختم ہوگی نہ ہزار برس کے بعد کبھی ختم نہ ہوگی اور جو زندگی ماں کے پیٹ سے شروع ہوئی موت پر ختم ہوگی جس کا وقت زندگی کا رمضان کی طرح گزرے کہ خواہشات کو کچل رہے ہوں اور خدا کے حکموں کو پورا کریں خواہ بھوک و پیاس اٹھانا پڑے خواہ تکلیف ہو لیکن خدا کے حکم کو ٹوٹنے نہ دیا، اعضاء کو وہاں استعمال نہ کیا جہاں سے خدا نے روکا روح کو خدا کی طرف متوجہ کیا ''ان فی خلق السموات یتفکرون '' دماغ کو خدا کی مخلوقات کی فکر میں خرچ کیا، دل میں غیر اللہ کی محبت نہ رکھیں خدا ہی خدا کی طلب کی ہر عضو کو صحیح خرچ کیا اور مال و چیزوں کو خدا پر خرچ کیا تو ان کی موت عید کا چاند ہے اور یہ عید کبھی ختم نہ ہوگی، زندگی تو ختم ہوگی مجاہدے اور قانون کا وقت تو ختم ہوا اب ان کی عید باقی رہ گئی، اب عید پر کھانے کا دروازہ کھلا اگلے رمضان تک رہے گا اگلا رمضان آکر بند کرے گا۔

مگر موت جس راحت کو کھولے گی اسے کوئی بھی بند نہ کرے گا موت عید کا چاند ہے دوسرے روتے ہیں اور

یہ ہنستا ہے کیونکہ عید ہے خدا کا مہمان بن رہا ہے عید بھی ایسی کہ کیسے بڑھیا کپڑے وخادم اور موتی کے مکانات ۸۰ یا ۷۰ میل بے جوڑ موتی اس کا مکان ہوگا، سونے چاندی کے مکانات باغات ہیں انگور کے باغات لاکھوں میل تک چلے گئے، سیب، سنترے کے باغات ہیں، کم سے کم ساتوں زمین آسمان سے دس گنا ہے ۸۰ ہزار خادم ''یطوف علیھم ولدان مخلدون'' صف باندھ کر خادم کھڑے ہیں سیپی کے موتی کی طرح ہیں آبخورے لے کر کھڑے ہیں حوریں ہیں ایک حور ایک انگلی دنیا میں نکالے تو سورج کالا نظر آئے، ایک حور کو ستر جوڑے دیئے جائیں گے ایک حور کی قیمت ساری دنیا بھی ادا نہیں کرسکتی اور جنھوں نے زیادہ قربانیاں کی تھیں ایسے آدمیوں کو ۲۵ لاکھ عورتیں ملیں گی، یہ عید کا چاند ہے ایک مہینہ محنت کر کے عید آئی کھاؤ پیو لیکن حیض میں صحبت نہ کرو مرد مومن کی موت عید کا چاند ہے۔

صحابہؓ موت پر ''غداً نلقی الاحبہ محمد او حزبہ'' کل دوستوں سے ملیں گے یہ عمارؓ نے کہا کل آئی میدان میں آگے بڑھے، بوڑھے تھے صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے تیر لگا پیاس لگی تھی پانی مانگا تو کسی نے دودھ دیا تو کہا اب تو محبوب سے ملیں گے آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تجھے آخر میں دودھ ملے گا اب اصل عید کا چاند ہے اسے یاد دلاتا تھا دنیا کی عید تو نقلی عید ہے دودھ والی سویاں پیشاب بن گئیں، کپڑے میلے ہوگئے، عورت کو حیض آیا، سب عید کھٹی ہوگئی یہ عید دوسری عید یاد دلانے کیلئے ہے یہ دار المجاہدہ ہے اس میں تکلیفیں برداشت کیں تو عید کا چاند آگیا اب روزہ وغیرہ سب ختم ہوا جو جی چاہے وہ کھا سکتے ہو اب عید آگئی ہے اسی طرح دنیا کی زندگی زبردست محنت کا وقت ہے تاکہ موت عید کا چاند بن جائے، حدیث میں ہے کہ مرد مومن کی موت کے وقت فرشتے خوشبو کے ساتھ آتے ہیں نرم نرم جنت کے گدے لاتے ہیں ''یا ایتھا النفس المطمئنہ'' کہتے ہیں مت گھبرا اللہ بلا رہے ہیں وہ روح ان کو دیکھتے ہی نکلنا چاہتی ہے وہ روح خدا کے حکموں سے مقید تھی آپ ﷺ نے فرمایا مرد مومن کی روح اتنی خوشبودار ہوتی ہے کہ ساری دنیا کی خوشبوئیں بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتیں، نورانی صاف اور شفاف ہوگی ریشم کے گدوں پر لیں گے، ایک فرشتہ نے کہا دوسرے نے کہا مجھے دو کندے بدلنا فرشتوں کی نقل ہے پتہ چلا واہ واہ خوشبو والا ہے، آسمان کا دروازہ کھولا وہاں بھی فرشتے حدود تک پہنچانے جارہے ہیں خوشبو سے لذت لی مشایعت کی حتیٰ کہ عرش الٰہی تک پہنچی وہاں سے آواز آئی کہ اسے میٹھی نیند سلا دو۔

پھر قبر میں روح جاتی ہے تین سوال ہوں گے ''من ربك'' جواب ''ربی اللہ'' اور ''دینی الاسلام'' ''وھذا محمد ﷺ'' تشبیہ ہے یا معہود ذہنی ہے علاقے ہٹ گئے ہوں گے یا چہرہ آپ ﷺ ہی کا ہوگا تو ان کے

بارے میں پوچھا جائے گا پھر کہا کہ تو سچ کہتا ہے ہم نے ضابطہ پورا کیا ''نم کنومة العروس'' دلہے دلہن کی طرح سو جاؤ، اب تجھے وہ جگائے گا جو زیادہ محبوب ہے عرش پر روح کو پیار کا جملہ کہا اعزاز و کرام کیا بھائی آرام کرو تھک گئے بعد میں اٹھ کر کھانا کھاؤ لٹا دیا۔

دوسرا آدمی جس نے خدا کے احکام توڑے حرام کام کیا، غیر اللہ سے جوڑ بٹھایا، خدا کیلئے قدم نہ اٹھایا منہ سے حرام کھایا مشرک تھا عند الموت فرشتے آئیں گے، کالے کیری آنکھوں والے کھردری کاٹ لائیں گے، آنکھیں سرخ روح کو ڈانٹ کر کہیں گے نکل کمبخت کھینچیں گے اس روح میں کالا پن اور بدبو ہوگی اب فرشتوں نے لعنت کی کہ خدا اسے غارت کرے، ہمارا دماغ سڑایا ہم تو پہلے ہی جانتے تھے، پہلے آسمان پر دروازہ نہ کھولا جائے گا یہ گندے خبیث کی روح ہے، پانچ سو سال کی مسافت ہے وہاں سے روح زور سے زمین پر پھینک دی جائے گی چیختی ہوئی زمین پر گری قبر میں گئی جواب کچھ نہ دیا کہا ہم تو پہلے ہی جانتے تھے اللہ کی طرف سے آواز آئے گی اس کیلئے انگارے بچھاؤ زمین دبائے گی پسلیاں مل جائیں گی اتنی زور سے چلائے گا کہ لوگ تو متوحش ہو جائیں گے تو یہ موت بعض کیلئے عید کا چاند ہے اور بعض کیلئے دھمکی ہے اللہ کے حکموں کو ماننے سے باقی رہنے والی عید آئے گی۔

دوستو بزرگو! خواہش کی اتباع کرنے کیلئے آدمی کو مجاہدہ کرنے کی ضرورت نہیں، عورت، دوکان، کھیت کی خواہشیں ہیں اس پر چلنا ہے مادہ موجود نہیں زمیندار کی ترغیب نہیں دی جاتی کیونکہ مادہ بھرا ہوا ہے بیاہ میں بھی کسی ترغیب کی ضرورت نہیں، عورتوں کو روٹی کی ترغیب کی ضرورت نہیں ہے چھوٹے بچے بھی کھانا پکاتے ہیں حالانکہ وعظ نہ ہوا کھانے بھی جھوٹ موٹ کی کھیر بناتے ہیں زمین پانی ہوا سونا چاندی خواہشات بھری ہیں ان پر تو آدمی اپنے آپ چلیں گے اتنے دن ہوئے کہ ایمان کی طرف کھنچا گیا لیکن دس دس دن دیئے اگر دور نکل گئے تو خود بھی بھاگنے لگے اب اگر روکو تو جلدی چلے جاتے ہیں مہینہ بھر بھوکے رہے تراویح اشراق چاشت اوابین سب پڑھا ہے روزانہ ۷۰/۸۰ رکعتیں بیٹھی ہیں بھوک پیاس سب برداشت کیا یہ سب ہوا تقریریں ہوئیں ۳۰ دن تک تسبیح ہوئی ہے پھر بھی گاؤں کا مادہ بھرا ہے عید گاؤں کی کریں گے حالانکہ اس کیلئے ایک بھی تقریر نہیں ہوئی پھر بھی ہم کیوں جا رہے ہیں اس لئے کہ ابھی بوتل بھری ہوئی ہے خواہشات سے بھری ہے دنیا کی زندگی تو اپنے آپ چلے گی اس کیلئے تو کچھ بھی نہیں چاہئے لہٰذا یہ زندگی تو یوں چلے گی۔

دوسری زندگی میں جو کچھ اپنے میں بھرا ہے اس کو دباؤ جو نہیں ہے اس کو لاؤ جنت کا شوق دوزخ کا خوف اللہ کی محبت کے جذبات بھرے نہیں ہے اسی لئے روزہ نماز باہر نکلنا ہے اب یہ محنت کا کام ہو گیا ہے خواہشات ختم ہوں

اور خدا کے حکموں کو پورا کرنے کا جذبہ پیدا ہواس کیلئے چلے کرو جماعت میں نکلو اور تسبیح قرآن کتاب سب کرو اور سنو گشت کرو، کیونکہ ہے نہیں، سو جتن کرنے پڑتے ہیں کیونکہ ہے نہیں، ہم تو منی کے قطرے سے بنے ہیں، اس باپ سے چلا آرہا ہے کہ ایسی زور کی خواہش کہ ہاتھ، منہ، آنکھ پورے بدن میں خواہش کی قوت سے تحریک پیدا ہوئی پہلے خواہش ہے پھر منی ہے اور اماں جان میں بھی پہلے خواہش آئی پھر قطرہ لیا، تو خواہش کی تحریک ہمارے وجود سے پہلے ہے جب قطرہ چلنے سے پہلے اتنی خواہشات تھی تو قطرہ جب خواہشات میں چلا ہوگا تو کتنی خواہش سے ہے، اب پورا بدن منی سے بنا آنکھ کان سب منی سے بنے ہیں منی جس سے بنی ہے اس سے ہمیں جوڑ بنے، زمین وآسمان کے مشین سے غذا بنی کھائی وہ ہضم ہوئی پوری انسان کی مشین چلی تو خون پھر منی بنی تو منی اس زمین وآسمان کے پورے نظام سے بنی ہے اس لئے انسان کو ہوا پانی زمین دودھ گھی کی خواہشات ہیں یہ تو بھری ہوئی ہیں آنکھ کان ناک سب میں خواہشات بھری پڑی ہیں، زمین، بیوی پر مرتا ہے، بچوں پر مرنا چاہتا ہے، اب بتاؤ کرنے کی بات کیا ہے، موت ایسی صورت میں عید کا چاند بن کر نہ آئے گی، اگر خواہش کو پورا کرنے میں لگے موت عید کا چاند نہ ہوگی، اسی خواہش کو توڑا روزہ میں کھانا پینا چھوڑ دے اگرچہ ۲۵ گھنٹے کا وقت ہو۔

ایک جہاز مصری مسلمانوں کا تھا وہ گیا اور روزہ رکھا جہاں علاقے میں پہنچا وہاں چار چھ ماہ تک سورج نہ ڈوبے، وہاں پہنچے کپتان نے کہا کہ وقت ہوا روزہ کھولو تو انہوں نے کہا نہ کھولیں گے سورج ڈوبے گا تب کھولیں گے چھ ماہ بعد کھولیں گے مگر روزہ نہ توڑا موت سے نہ ڈرے، جب موت کا خوف ہوا تو جہاز کو واپس کیا اور سورج ڈوبتا دیکھا تو روزہ افطار کیا پہلے نہ کھولا، ایسے علاقے ہیں روزہ اسی لئے رکھوایا ہے، عورت سے صحبت وغیرہ سے روکا، تاکہ مادہ دب جائے، ۲۰ رکعت پڑھی مگر جم کر نہیں پڑھتے ہیں نماز کے بعد کتاب برابر نہیں سنتے ہیں، پندرہ گھنٹے پورے گئے مگر ایک گھنٹہ نہ رکے مادہ نہ دبا، روزہ کی حقیقت یہ ہے کہ مادہ دب جائے، موت عید کا چاند بنے اس کیلئے سو جتن کرنے پڑیں گے، خواہش کے خلاف خدا کے حکموں پر آجائے جی چاہے گا اس خواہش کو جس سے منی بنی ہے منی جن اجسام سے بنی وہی انسان چاہے گا۔

اگر دونوں جہاں کی نعمتیں چاہو تو خواہشات سے بچو "یایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ" اے اللہ پر یقین کرنے والو جن کے یقین کی مایہ خدا اور آخرت کے نظام اور فرشتوں کے ساتھ ہے تم مدد حاصل کرو صبر اور صلوٰۃ سے، صبر اور صلوۃ خواہشات کے مادے کو دباتے ہیں "زین للناس حب الشھوات ...... الصابرین" ان شہوتوں پر قدم نہ بڑھانے والے دبانے والے ہوں اس کے بارے میں روک تھام کرنے

والے کا نام صبر ہوگا۔

صلوۃ کیا ہے حضرت جیؒ نے کہا کہ مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ انسان نماز پڑھتا ہے تو (٦٠٠) احکام کی تعمیل کرتا ہے وضو قرآن، وغیرہ ملاؤ تو چھ سو احکام پورے کرتا ہے نماز میں روح، آنکھ، کان، زبان، ہاتھوں، پیروں، دل و دماغ کے لئے احکام ہیں تو خواہشات کو دبانا اور حکموں کو پورا کرنا یہ صبر و صلوٰۃ ہے ان دو سے حقیقی کامیابی ہوگی اس سے یہ بات نکلی "ان اللہ مع الصابرین "صبر سے طاعت ہے خواہشات نہ دبیں گی تو مطیع نہ بنے گا، زور کا جذبہ ابھر رہا ہے، حقہ کی طرح گھر جانے کی تڑپ ابھر رہی ہے گھر زمین بھینس گائے کی تڑپ اٹھ رہی ہے دودھ گھی لسی وغیرہ کی یاد آتی ہے کہ خدا جانے کون یہ سب کھا رہے ہوں گے یہاں تبلیغ میں تو چٹنی کھانی پڑی، "ففروا الی اللہ "جہاں بھی جاؤ اللہ کی طرف بھاگو، حتیٰ کہ جان نکل جائے اور ہم لوگ "ففروا الی القریۃ "گاؤں کی طرف بھاگتے ہیں گاؤں کی طرف کیوں جاتے ہو ساری دنیا میں تو آخرت کی کوئی چیز نہیں آتی ہے گاؤں میں تو عورتیں سوئیاں بناتی ہیں کھجاتی جاتی ہیں پسینہ آتا ہے ایک انگلی کے چھٹے حصہ جتنی موٹی سویاں ہوتی ہے دودھ لسی عورتوں کی طرف بھاگتے ہیں قرآن نے تو اللہ کی طرف بھاگو کہا تھا یہ الٹے بھاگ رہے ہیں، گاؤں کی طرف بھاگنا زور سے ہوتا ہے، بیل گھوڑا جب واپس جا رہا ہے تو خوب بھاگتا ہے کیونکہ گاؤں کی طرف جا رہا ہے، نہ تو دم کھینچنی پڑے کہ گھر کی طرف جا رہا ہے جب واپسی پر موڑ تک پہنچتے ہیں اب زور سے دم پکڑ کر گھسیٹتے ہیں نیچے سے پاؤں لگاتے ہیں کیونکہ گاؤں سے دوسری طرف جا رہے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ سارے نبیوں سے اللہ نے بکریاں چروائیں صوفیا وغیرہ نے سوچا تو تین باتین نکلی (ا) آدمی جن میں رہے گا اثر پڑے گا بکری میں مسکنت ہے لاٹھی بجاؤ تو سر نیچا کرے گی اونچا نہ کرے گی، چرانے والے کے چاروں طرف بکریاں رہیں گی تاکہ اس میں مسکنت آئے مسکین ماحول بنایا اور ہم اونٹوں بیلوں بھینسوں میں رہے ہر وقت کسی زمیندار سے پوچھا کہ تسبیح پڑھی؟ تو کہے کہ کرنی ہے بیل گائے کے یا تو آگے ہوگا یا پیچھے ہوگا زمیندار بیل کے مزاج کے ساتھ ہے تبلیغ میں لگا تو خوب کھینچنا پڑتا ہے کندھے پر ہاتھ رکھا بیل کی طرح دوسری طرف جا رہا ہے بیل کا سا مزاج ہوا بکری والی مسکنت نبیوں میں پوری آئی، بھینس والی بات بھی ہے جب زمیندار پیچھے اور بھینس آگے ہو تالاب کی طرف منہ ہوا تو کہا گئی بھینس پانی میں قابو میں نہ آیا مالک نے اس کو پانی میں دیکھا مثلاً اس کو سمجھایا کہ مان جا میں مالک ہوں حضرت مولانا، چودھری سب کہا لیکن نہ مانا، پھر گالیاں دینی شروع کیں پھر ڈنڈا مارنا شروع کیا آگے چلی گئی زیادہ ڈنڈے مارے تو منہ ناک برباد کر دیا اب بھینس کہاں گئی جو بھینس

پانی میں گئی اب بھوک لگے گی تو شام کو آئے گی مگر مصیبت تو زمیندار کی ہے کیونکہ اس میں بھی بھینس کا مزاج گائے کا مزاج ہے پہلے تو بلایا ہزاروں تو لے لے پندرہ دن گزارے گھر کو بھاگا اب بھینس والا مزاج گئی بھینس پانی میں، زمیندار جب گھر گیا تو اسے کون نکالے گا بھینس پانی میں ایسے ہی گیا زمیندار گاؤں میں یہ ہے ہم یہاں تین چلوں کا زور باندھتے ہیں اور یہ گاؤں میں جاتا ہے اس کے آگے تو ڈالو لکڑی تا کہ نہ بھاگے رسی لمبی رکھی ہے اب بھاگی رسی لمبی تھی بھینس قابو میں آگئی اب زمیندار میں رسی ڈالو مزاج میں بھینس جیسے ہیں۔

آپ ﷺ نے اونٹ والوں کو جفا والا کہا، بیل بھینس والوں میں ایسا ہی مزاج ہوگا اب مزاج بیل کا آگیا سب گاؤں سے آئے کتاب کیلئے نہیں ہوتے ہیں پیچھے سے ہاتھ لگاؤ تو بھاگ کر آگے جاتا ہے بیل کی طرح ہے یہ تو گاؤں کی زندگی ہے اور جو زندگی دین سیکھنے کیلئے ہے تو ستر ہزار فرشتے پر بچھاتے ہیں اور جب کتاب کھول کر بیٹھ گئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے پر بچھا کر بیٹھتے ہیں جیسے پرندے پر بچھا کر بچوں پر بیٹھتے ہیں تو اب ''لا یعصون الله ما امرهم ویفعلون مایؤمرون'' کا مزاج آرہا ہے گاؤں سے آئے تو بیل کی طرح ہیں تبلیغ میں آکر فرشتوں کی طرح ہے طلب پر دین سیکھنے نکل رہے ہیں تو فرشتوں کی صفت آجائے گی فرشتہ صفت ہو جاؤ گے فرشتوں میں رہو گے تو فرشتوں جیسے بنو گے اور جانوروں میں رہو گے تو جانوروں جیسے بنو گے۔

چھ ماہ میں دس دن دیتا ہے تو چار ماہ کا رواج ڈالو تو فرشتوں والی صفت لا یعصون کا مادہ پیدا ہوگا خدا کی قسم خدا کی نعمتیں اس سے پچاس گنا زیادہ برکت دیں گی، زمیندار سے بھی زیادہ غلہ ملے گا ''ثم شققنا الارض شقاً'' ہم نے زمین کو پھاڑا اور پرتک اللہ لے جارہے ہیں ''فانبتنا فیها حباً'' کھیتی کی یہ گیہوں کے دانے اللہ نے بنائے ہیں جتنا خدا کے کام میں محنت کرو گے تھوڑی محنت میں زیادہ دانے ہوں گے ایک بیگھہ میں پچیس بیگھہ جیسے دانے ہوں گے اللہ بتاتے ہیں ایک عقل کا چکر ہے کہ زمین پر جتنی محنت کریں گے اتنا دانہ بنے گا اگر خدا کو دیکھو تو سمجھ میں آئے گا اب ہم دو باتیں چاہیں گے سب گلے میں لکڑی لو اور رسی ڈالو وعدہ کی رسی پکڑ جاؤ یہاں کے کھونٹے میں رسی گلے میں باندھ کر جاؤ، بھینس سے زیادہ مشکل ہے اور ایک اس کو ڈھیلا نہ چھوڑا جائے لکڑی ڈالو گاؤں میں تعلیم، گشت تسبیح رکھنا آزاد نہ رہنا لکڑی میں بھاگے گی تو گھٹنے ٹوٹیں گے حلال وحرام کا خیال رکھ کر کام کرنا وعدہ کی رسی گلے میں ڈالو اور موٹی رسی ڈالو اب بتاؤ جس طرح تم نے روزے کیلئے محنت کی اب حج کیلئے محنت کرو جتنی محنت کرو گے زمینوں میں برکت ہوگی، ساتوں زمین و آسمان دین کے تابع ہیں دین مال و دولت زمین و آسمان کا تابع نہیں ہے لہذا جو انسان دین کی محنت کرنے والے بن جائیں تو چمکیں گے بنی اسرائیل چمکے ہزاروں سال سے پچھلے

جار ہے تھے وہی سردار بن گئے رمضان کا کام نمٹا اب شوال سے فرصت ہے یاں بیاہ برات کا کام ہے نکاح تو قرآن میں ہے آج کل کی رسومات بدعات ہیں، نام ونمود ہے ابھی ایک جماعت نے کہا کہ لڑکی والوں نے کہا اگر پانچ سو سے کچھ کم لایا تو کوڑی پے بٹھا کر کھلائیں گے اگر پانچ سو آدمی لایا تو عزت سے کھلائیں گے کمائی کو اس میں کھو رہے ہیں نام ونمود، ریا ودکھلاوا کر رہے ہیں، اب لڑکا تولا، لڑکی تولی، اس کا باپ تولا، اب گاؤں کو بھی تولو، یہ خرچ خدا کو راضی کرنے والے نہیں یہ ملعونوں کے خرچ ہو رہے ہیں آپ ﷺ اور صحابہؓ کے نکاح سادے تھے عثمانؓ نے دس ہزار آدمیوں پر تبوک میں تین چار ماہ خرچ کیا، دین کے مکتبوں پر خرچ کرو، بیاہ میں نائی سے کہیں گے ہماری ناک کٹ جائے پندرہ روپئے زیادہ لے لینا، تبلیغ میں بھی نائی کی طرح پندرہ روپئے لے کر آتے ہیں بیاہ کیا ہے بیاہ یعنی مرد وعورت کا جوڑ بٹھایا، ماں کا بیٹے سے بھائی کا بہن سے جوڑا ہے، روٹی پکا کر کھلایا، کپڑا سی دیا، بہن کیلئے چیز لایا سارا جوڑ ہے مگر دو سوراخ کا جوڑ کسی سے نہیں یہ جوڑ بیاہ میں ہے اور جوڑ تو پڑوسن سے بھی ہے، روٹی، کپڑا، دوا سامان سب اوروں سے آیا، اصل جوڑ تو پیشاب کی جگہ ہے حرام سے بچنے کے واسطے نکاح قائم کیا اس پر نعمتیں ملیں گی مگر آپ ﷺ والا طریقہ اختیار کیا جائے ہر شخص اپنی شان دکھاتا ہے خدا کے آگے کنگال ہو، بے محل مالداری ثابت کرو گے تو کنگال ہو جاؤ گے جان ومال کا اصل مصرف تبلیغ ہے خدا کے بندوں کو خدا سے ملاؤ، صحابہؓ کے یہاں نکاح میں فوراً نکاح ہوتا تھا تاریخیں نہیں مقرر کی جاتی تھیں، براتوں کو نیچا دکھاتے تھے اتنا کھایا کہ وہ نہ کھلا سکا، یا اتنا پکایا کہ وہ کھا نہ سکے یہ ہار جیت ہے آپ ﷺ کے ہاں ہار جیت یہ تھی کہ کفار کو بھگایا، تمہارے والی ہار جیت پکڑوا دے گی، اب بولو کیا ہے، براتوں کا کام سنت کا کام نہیں ہے ہندوانہ رسومات ہیں آپ ﷺ والا راستہ سادگی والا ہے مہر میں سادگی تھی ''من تشبہ بقوم فھو منھم '' (الحدیث) آپ ﷺ کی مشابہت کرو تو آپ ﷺ جیسے بنو گے اور ہندو تو پانی، سورج، پیشاب گاہ تک کو پوجتے ہیں، آپ ﷺ تو صرف خدا کو پوجتے تھے، تاریخ وغیرہ نہ لگاؤ، دس پانچ دن میں بیاہ کر کے آجاؤ، بیاہ میں آٹھ سو لگاتے ہو تو تبلیغ میں ڈھائی سو لگاؤ تو اب بچت ہوگی۔

نعمائے الٰہی کا طریقہ حصول

عمومی بیان

۱۱ر مئی ۱۹۵۶ء مطابق ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ

بعد خطبہ مسنونہ فرمایا:

بھائیو دوستو اور بزرگو! اللہ کے فضل سے آپ ﷺ ہمیں بہت سے انعامات دلانے تشریف لائے ہیں تا کہ وہ طریقہ وراستہ بتلائیں جس سے ہم خدا کی ذات کے بے انتہا خزانوں سے انعامات حاصل کرسکیں، اس واسطے کی بنیاد ''لا الہ الا اللہ '' ہے کہ انسان کی کامیابیوں اور ناکامیابیوں کا تعلق خدا سے ہے مروجہ بنیادیں روپیہ پیسہ ڈالر حکومت ہے پیسہ ہوگا تو سب کچھ ہوگا کوئی کہے یہ بڑی زندگی ہے اتنی بڑی زندگی کی ہوس کیوں کرو۔

ایک بنیاد تو جس کو سارے انبیاء لائے ہیں اللہ سے زندگی کا تعلق ہے ایک یہ کہ لوہے پتھر سے ہوتا ہے حالانکہ خدا کے کرنے سے ہوگا یہ ہے کلمہ کہ کسی کے کرنے سے نہ ہوگا پیٹ بھرنا سیرابی خدا سے ہوگی پانی میں سیرابی خدا نے ڈالی ہے غلہ میں پیٹ بھرنا خدا نے رکھا ہے خدا چاہے تو بلا غلہ بھی پیٹ بھر دیں کلمہ سے رواجی بنیادوں کی تردید ہے غیر رواج کی بنیاد ہے جتنی صورتیں ہیں خدا کے کرنے سے ہیں چیونٹی کو خدا پہاڑ بنا دیں عکس کریں تریاق کو زہر عکس کریں ان میں خدا سے تعلق ہے غیر مخلوق ہے خدا اس میں جس طرح تصرف کریں ہوگا غیر استعمال ہونے والا ہے خدا استعمال کرنے والا ہے ''لا الہ الا اللہ '' اور کوئی دخیل نہیں یہ نہیں کہ اللہ کرتے ہیں اور بھی کچھ دخل کر لیتا ہوگا یہ نہیں ہے کہ ''لا شریک لہ '' کھیتوں میں غلہ ودانہ میں شریک نہیں ہے صرف خدا بنا دیتے ہیں کوئی شریک نہیں ہے اس بنیاد پر محنت کی کہ کامیابی کا تعلق اللہ سے ہے غیر سے نہیں ایٹم بم، قلعہ، جہاز کسی سے کامیابی کا تعلق نہیں سب کچھ دے کر ناکام کرسکتے ہیں اور سب کچھ چھین کر کامیاب کرسکتے ہیں یہ ''لا الہ الا اللہ '' بنیاد آئی ہے اس کو تسلیم کرلو یہ نبیوں نے کہا۔

کلمہ پڑھو عمل میں اثبات کی نفی پڑھ، اور نفی کے اثبات پر عمل رہے۔ جس سے نہیں ہوتا اس پر ساری محنت لگا دی

جن سے نہیں ہوتا ان پر بارہ ماہ لگادئے اللہ پر چار ماہ بھی نہ لگائے ،نفی پر محنت ہے اثبات پر محنت چھوڑ دی، الٹا معاملہ ہوا ساری محنت غیر پر لگادی، محنت غیر پر لگادی زمین سے روٹی ملی محنت سے تصور بدل گیا، محنت سے نفی اثبات پر آیا اور اثبات نفی کے درجہ میں آیا ایک زبانی نفی و اثبات ہے ایک محنت کا نفی و اثبات ہے قول کا نفی و اثبات ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' اللہ کے علاوہ سے نہیں ہوتا اللہ سے ہوتا ہے وہ طریقہ آپ ﷺ نے بتلائے۔اب محنت زمین پر کی دوکان والے بنے ،بعض زمین والے ہوئے ،دوکان والے ہوئے یہ محنت ۔کے نام ہیں، زمین پر محنت کی ورنہ کہاں سے کھاؤں گا محنت نے بتلایا کہ زمین سے ہوگا اور کہیں سے نہ ہوگا قول نے جس چیز کا اثبات کیا محنت نے اس کی نفی کی اور عکس کیا۔

انبیاء اور صحابہؓ ساری جگہوں سے محنت ''لا الہ الا اللہ'' میں لائے اللہ سے استفادہ کا کلمہ ہے وہ اللہ جن کا کلمہ ساتوں زمین آسمان پر پھیلا ہے جن کے ارادوں پر سورج چاند ہوا سب چل رہے ہیں حکومتیں قومیں سب بدلتی ہیں کوئی ذلیل کوئی عزیز بنتا ہے ''لا الہ'' اللہ سے استفادہ کا کلمہ ہے اللہ کی ذات سے کیسے فائدہ ہو،اب یہ محنت کی بات ہے ہماری ذات سے فائدہ حاصل کرنا بہت آسان ہے کہ پہلا درجہ لینا ہے تو نماز شروع کردے ،اعضاء وجوارح کو خدا کی طرف لگانا ہے سب کو استعمال کرنا ہے۔

ساری چیزوں کا طریقہ بتلادیا ہے اپنی ساری چیزوں کو خدا پر استعمال کروگے تو تم کو فائدہ ملے گا پہلے تو بنیاد مانو آیا مال دوکان چیزوں سے ہوگا یا اللہ سے ہوگا تو ''لا الـه الا اللـه'' میں اللہ ہی سے پلیں گے اوروں سے محبت نہ کریں گے ''لا احـب الافـلـيـن'' فانی چیزیں ہماری کیا پرورش کریں گی، گرمی سردی ہر جگہ وہی خدا پالتے ہیں، انہیں سے ہم لیں گے جو آج ہیں کل نہیں ہے ان سے نہ پلیں گے۔

دنیا ہی میں دیکھو اگر پاکستان جاؤ تو ساری ملکیت یہیں چھوڑ کر جاؤ ۵۰ روپئے لے جاؤ اور نہ لے جاؤ زمین ایک ہی، ہوا، گرمی، سردی، خرابی عیش وغیرہ سب ایک سی ہے سب انسان ہیں محض پاکستان کہنے کی وجہ سے یہاں کا روپیہ وہاں نہ جائے گا گائے نہ جائے گی ایسے ہی مرنے کے بعد کھڑا بھی نہ جائے گا، وہاں تو اپنے ہی رشتہ دار جلاد بنیں گے، پاکستان جاؤ تو کسٹم والے بدن کے کپڑے ہی چھوڑیں گے مرنے کے بعد رشتہ دار کپڑے وغیرہ سب چھین لیں گے اس مال سے زندگی نہ بنے گی اس خدا سے زندگی بنے گی جو ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے جب خدا کیلئے اپنی جان کو استعمال کروگے اور نماز میں پیٹ و اعضاء کو استعمال کروگے تو ہزار ہا حور وغلمان تمہیں ملیں گے، کم سے کم چالیسواں حصہ مال کا فقراء پر ضرور لگاؤ اگر خدا کی ذات اور خزانوں سے فائدہ حاصل کرنا ہے تو جان و مال کا مصرف

بتلایا جان و مال کو خدا پر لگانے میں کمال پیدا کرنا ہو تو دو صفت اور اختیار کرو اور کامل درجے کا چاہو تو دو درجے بڑھاؤ بھوک پیاس برداشت کر کے وطن چھوڑ کر ملکوں میں مارے مارے پھرو، پہلے والا منظر روزہ میں ہے کھانا پینا جماع بند کردو گے تو خدا سے تمہیں فائدہ پہنچے گا اور آگے چلو یہ خدا کی نعمتوں میں اضافہ چاہو تو خدا کو بنیاد بنا کر جان و مال کو خدا پر خرچ کر کے بھوک، پیاس، نیند، جماع سب قربان کرنے کا مادہ آجائے اپنی پیاس کو دبالو، دوسرا درجہ یہ ہے کہ اپنے وطن اور راحت و آرام کو چھوڑ کر دوسری آب و ہوا میں جاؤ اس کا مظہر حج ہے جان و مال اللہ پر خرچ کرنا بھوک و پیاس قربان کرنا مالیت کے چکر سے نکلو، وطن چھوڑو جان و مال کو اللہ پر خرچ کرو ایمان کے ساتھ فائدہ حاصل کرنے کیلئے چار رکن ہوئے نماز، روزہ، زکوۃ، حج جان و مال تو لگاؤ وطنیت کی قربانی ہے اس سے بھی زیادہ حاصل کرنا ہو تو ایمان کی دعوت کو لے کر نمازوں، زکوٰتوں، حجوں، روزوں کو قائم کرنے کے جذبے کو لے کر روزے کی طرح بھوک، پیاس، زکوۃ کی طرح مال حج کی طرح وطن چھوڑنا یہ سب کا مزاج اللہ کے راستہ میں بنتا ہے آدھے آدمی تو روزہ افطار کرنے بیٹھ گئے بات نہیں سنتے خدا کا کام ان چار رکنوں کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے اٹھو، زکوۃ بخل کی آخری منزل ہے اتنا پیسہ جمع ہی کیوں کرے کہ زکوۃ فرض ہو، ایک سال مال رکھا تب زکوٰۃ فرض ہوئی، ایک اشرفی بھی پاس رہی ہو تو رات بھر چین نہ رہے کہ اللہ کو کیا جواب دوں گا۔

اللہ نے اس رمضان کے مہینہ میں اپنے راستہ میں نکلنے کی توفیق مرحمت فرمائی، رمضان ختم ہوا تو فوراً آخرت شروع نہ ہوگی، بلکہ جنت میں جانے تک موت کے چاند کی ضرورت ہے پھر جنت میں انشاء اللہ جائیں گے جنت میں جائیو ابھی تو موت کا چاند طلوع نہیں ہو رہا ہے شوال کا چاند طلوع ہو رہا ہے ایمان کے ساتھ جان نکل رہی ہو تو حقیقی و دوامی عید وہی ہے اس عید کے یاد دلانے کیلئے چھوٹی سی عید ہے اگر زندگی صحیح گزری تو ہمیشہ عید آئے گی، کام کرنے والے دھوکہ کھا کر جلدی آئے عید کے چاند کو موت کا چاند جانا، بھائی رمضان کا کام ختم ہوا اور حج کا کام شروع ہو رہا ہے اب اللہ سے دعائیں مانگو کہ اے اللہ حج کے کام کیلئے ہمیں قبول فرما۔

حقیقت حج

عمومی بیان

۱۲/ ۱۹۵۶ء مطابق ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ

بعد خطبہ مسنونہ فرمایا:

اتنی بات تو خوشی کی ہے کہ سب لوگ اللہ کے راستے میں اتنے زیادہ نکلے ترازو کے دو پلڑے ایک گھر سے آنے کا اور ایک گھر جانے کا ہے، ترازو کے پلڑے برابر ہوں، سو آنے والے اور دو سو جانے والے ہوں تو تبلیغ میں آنے والے پانچ سو ہوں تو تبلیغ کی ترقی ہے، اگر عکس ہو تو تبلیغ ٹوٹے میں ہے، اب اتنے جو بیٹھے ہیں جو گھر میں جانے والے ہیں اب بتاؤ تبلیغ میں جانے والے کہاں ہیں اگر نہیں ہیں تو رمضان میں تبلیغ اچھی ہوئی اور عید پر تبلیغ کا دیوالیہ نکلا عید میں ٹوٹا نہ چاہئے، عید کے دن تو صدقہ فطر دلا کر فقیر کو بھی مالدار بنایا تو جس کام میں عید میں ٹوٹا ہو تو محرم میں کتنا ٹوٹا ہو، یہ تو خوشی کی بات ہے کہ رمضان میں تبلیغ کی، یہ خوشی کی بات ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ اللہ اکبر حوض کے آگے اتنے آدمی آئے کیا یہ سب واپس جائیں گے، یہ سوچنا ہے باہر دین کی تعلیم تسبیح سب ہو رہی تھی خدا کی رحمتیں کتنی آنے والی ہوں گی گھر میں جاؤ پونجی پوری ہوگئی، گھر کی بھینس، گائے دودھ پی لیا، سیوئیاں کھالی، اس کے بعد تبلیغ والوں نے خوب زور لگایا مگر ہم نے نہ مانا، سیوئیاں کے شکرانہ لگا ہے اب فلانے کے بھائی کا سالہ ہے شکرانہ کھا کر آئے جو قوم خدا کے راستے سے سیوئیوں پر واپس ہوئی تو وہ شکرانہ پر ضرور پھنسے گی، گھر کا مزہ ملے گا لیکن خدا کے راستہ کی ترقیات ختم ہوں گی رمضان کا کام ختم ہوا اور حج کا کام شروع ہوگا، عید کی شام کو حاجی ممبئی جاتے ہوئے ملیں گے تو یہ معنی ہوئے کہ رمضان کا کام ختم کر دیا تم گھر کے کام کو کس کے سپرد کرتے ہو؟ کام کی دو قسمیں ہیں گھر کے اندر کا اور باہر کا دو کام ہیں باہر جانور وغیرہ ہے کام کرنے والے گھر میں آگئے گھر کا کام اعتماد والے کو دیں گے کہ روڑے پوچھنے نہ لگائے گا نہ پانی لے گا نہ عورت کو چھیڑے گا جس پر اعتماد ہو اس کو گھر آنے دیا جائے گا یہ امانتدار ہے، گھر کا کام دو، رمضان کا ماہ امتحان کیلئے ہے کہ کون بھوک پیاس برداشت کرتا ہے، پانی وغیرہ نہ غسل خانہ میں پیا نہ کھایا باوجود یہ کہ تنہائی تھی رمضان میں امتحان ہوا تو اب ڈگری دی کہ اب اپنے گھر کا کام تجھے دیا تو پارا تر گیا، اب تو اس قابل ہے اس لئے اس نے رمضان ختم ہوتے ہی حج کا کام شروع کرا دیا یورپ ایشیا سے لوگ

رمضان کے بعد سب جگہ سے حج کیلئے خدا کے گھر کی طرف دوڑیں گے کیونکہ امتحان میں لوگ پاس ہوئے اب گھر پر بلایا اب تک کی عبادت ہر جگہ ہو رہی تھی نماز، روزہ، زکوۃ ہر جگہ ہو رہا تھا اب خدا نے ایسا فریضہ دیا کہ خدا کہ گھر کے علاوہ نہ ہوگا اگر دوسری جگہ کریں تو ضال ہیں قابل گردن زدنی ہیں ہم تو چوکھا کے پاس جنگل میں حج کریں گے تو انہیں سمجھاویں کہ اگر نہ مانا اور قوت ہو تو پھوڑ دیں گے کہ فریضہ صرف خدا کے گھر پر ہوگا جس کو ابراہیمؑ نے تعمیر کیا۔

توجب باہر کے کام کر کے دکھلایا تو اب اللہ نے کہا میرے گھر کا کام کردو گھر بھی وہ جو ساری زمین کی جڑ ہے امریکہ وغیرہ سب شاخیں ہیں اللہ نے جڑ تمہارے ہاتھ میں دی شاخ میں پھل دیکھا تو اس میں محنت کی اگر جڑ کٹی تو شاخ کٹی جڑ ہری تو شاخ ہری ہوگی ساری زمین پانی تھی پہلے بیت اللہ کی جگہ بلبلا اٹھا اب اس بلبلہ کو مشرق سے مغرب تک پھیلایا، دنیا کے سب مالیات وممالک ادارے ہیں شاخیں ہیں اور جڑ بیت اللہ ہے ہم نے اپنے طوافوں اور نمازوں سے نظام عالم کو گھیر رکھا ہے جس دن یہ کام نہ ہوگا اور بھیڑیئے بیت اللہ اور بلا داقدس پر پیشاب کریں گے تو قیامت ہوگی ساری دنیا کی جڑ پر بلا رہے ہیں جڑ کا پانی خدا کے ساتھ عشق ومحبت کا مظاہرہ ہے دیوانہ وار پھرنا ہے آنسو بہانا ہے مظاہرہ عشق ہے اب اللہ نے اپنے گھر کا ایک فریضہ قائم کیا جب ڈپٹی بننے کا وقت آیا تو گھر بھاگ رہا ہے تو باؤلے اگر تجھے ڈپٹی وغیرہ نہ بننا تھا تو پیسوں کو یوں پچاس ہزار کو کیوں ضائع کرتا ہے تو جس نے نماز روزہ زکوۃ کی ڈگری لائی اب گھر کیوں جاتا ہے سب نے ۲۰/۲۰ رکعت پڑھی ہے جو دو رکعت نہ پڑھے اب رحمت کو جوش آیا تو ''ففروا الی الله'' میرے پاس آؤ لامحالہ گھر جانا پڑے گا خصوصی ملاقات ہے وزیر کی خصوصی ملاقات میں جانا ہو گھر جاؤ چار ماہ کا کام ایک دن میں ہوا، کارروائی کے راستہ سے دس بارہ سال لگ جائیں، ایسے ہی اگر علاقائی طور پر درخواست داخل کرو گے تو دیر ہوگی تم آپ ﷺ کے راستہ سے میرے گھر آجاؤ، حلال مال، اخلاق، ذکر، تعلیم وتعلم، عشق، مسلمیت، خدمت خلق کے ساتھ میرے گھر پر آجاؤ جو علاقوں میں ۱۵/۲۰ سال میں کام ہوتا ہے جنہوں نے نماز وغیرہ پر محنت کر کے خدا کو راضی کیا ہے ان کیلئے دروازہ کھلا ہے یہ خصوصی عطایا کا وقت ہے روزہ زکوۃ کی ڈگری حاصل کی اب اپنے رب کے گھر آجاؤ یہ آخری ڈگری ہے خدا کے گھر کا کام ہے جس نے حاجی کو تعلیم دی گشت کرایا آج ہماری مسجد میں کل ممبئی پھر جدہ پھر مکہ میں طواف کر رہا ہے اسی مسجد کی محنت پر وہ بیت اللہ پہنچا ہے تو تم بیت اللہ پر پہنچنا ضروری نہیں تمہاری چند دنوں کی محنت پر وہ بیت اللہ پہنچے گا وہ تو ہوں گے صورت میں اور تم ہو گے حقیقت میں، قسم اعلیٰ وادنیٰ چلے گی اعلیٰ تو یہ ہے کہ یہیں سے لگ جائے اور ادنیٰ یہ ہے کہ گھر جا کر دو دن میں آجائیں گے سب قربان کر کے آٹھ دن میں آئیں گے حج میں کام کرنے آجائیں گے۔ جی چاہے وہاں ہمیں بھیج دو، اب بولو کون تیار ہے۔

دین کی محنت کیلئے کوئی حد مقرر نہیں

عمومی بیان

۱۰/اپریل ۱۹۵۸ء مطابق ۲۰/رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ

بعد خطبہ مسنونہ فرمایا:

بھائیو دوستو! رمضان کے دوعشرے ختم ایک باقی ہے بہت قیمتی وقت ہے خدا کی ذات سے نسبت والے اعمال کے اعتبار سے ہے چیزوں کے اعتبار سے اور وقتوں کی طرح ہے قرآن کے اعتبار سے عمل کے اعتبار سے رمضان اونچا ہے وہ گھڑی آگئی جس کی وجہ سے سارا مہینہ قیمتی بنا، جس میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا میں قرآن ایک رات میں آیا ''لیلۃ القدر'' ہے قرآن میں ہے کہ جبرئیل آتے ہیں فرشتے اترتے ہیں ایسے فرشتے بھی اترتے ہیں جو آپ ﷺ کے بعد صرف رمضان میں آتے ہیں سیدھا راستہ مختصر ہے ٹیڑھا راستہ لمبا ہے سیدھے میں ساڑھے تین میل دلی دور اور ٹیڑھے میں مدراس ہوتے ہوئے دلی آؤ لمبا ہوگا، سمندر میں ڈوب کر اور لمبا بنا دو، خشکی ختم سمندر میں ڈوبو، ہزار سال تک پھر دلی کیلئے تیرنے کیلئے کوئی حد نہیں ہے، سیدھے راستے میں اختصار ہے دلی سے مکہ سیدھے گئے مختصر ہے اور ٹیڑھا نکلے تو چین، روس بھٹک کر مکہ جائے پچیس سال ہوں گے، ایک آدمی پانی کے بہاؤ سے جائے تو بیس دن میں جائے، ٹیڑھا پچیس سال کا بھی ہو جائے گا سیدھا راستہ مختصر ہے ہم سب نے ٹیڑھا کر دیا ''ایاك نعبد وایاك نستعین'' یہ سیدھا راستہ ہے تیرا ہی کہا مانیں گے اور اپنے حوائج وحالات میں تجھ سے مدد چاہیں گے کرتا دھرتا سب کچھ تو ہے تو جو کرے گا وہ ہوگا تجھ سے کراؤں گا یہ سیدھا راستہ ہے جو کرتا ہے اس سے چاہو کہ کرے، یہ سیدھا راستہ ہے اور جن سے نہیں ہوتا ان سے کرانا یہ ٹیڑھا راستہ ہے سونے سے نہیں ہوتا سونے کے مالک سے ہوتا ہے محنت کر کے پچیس سال میں ایک من سونا لا کر کہا کہ یوں ہو جائے کچھ نہ ہوگا چند ماہ میں گرنے والے سے کہا کہ کرے، سیدھا راستہ یہ ہے کہ تم یوں کر کے میرے سے یوں کہو تو میں یوں کروں گا اور ٹیڑھا راستہ

پچپیں سالہ ہے اللہ کا حکم پورا کرنے میں جتنی تکلیف اٹھائے گا تو خدا دینے کا دروازہ کھولے گا، رمضان میں روزہ صراط مستقیم ہے کرنے والے کو راضی کر کے مانگو، روزے سے کرنے والا راضی ہوگا اختتام روزہ پر دعا مانگو کوئی بات روزہ میں ان کی ناراضگی والی نہ ہو، شام تک خوش ہو کر کہے گا کہہ کیا مانگتا ہے مانگ یہ سیدھا راستہ ہے نماز بڑھیا پڑھو کہ کرنے والا خوش ہو کر منگوائے پھر مانگو قیامت میں پریشان ہو کر نبی کے پاس جائیں گے کہ فیصلہ کرواؤ چاہے دوزخ کا ہو سب جواب دیں گے مگر آپ ﷺ نے کہا اچھی بات ہے پھر سجدہ میں گر کر رونا شروع کریں گے حمد وثنا کے بعد ہی کا رحم متوجہ ہوگا ''یا محمد ارفع رأسك سل تعط اشفع تشفع '' (الحدیث) ایسا سر ڈالا کہ ترس آیا مانگو ملے گا، سفارش قبول ہوگی پہلے سجدہ میں اللہ سے کہلوایا کہ کہو، کہا حکم پورا کرے اللہ سے کہلواؤ کہ مانگ نماز روزہ بڑھیا کر کے کہلواؤ، حج وروزہ وغیرہ کے احکامات ہیں روزہ میں بیس دن ہوئے خوب چول ڈھیلے ہوئے آج بیس دن ہوئے جب جان پر بنی تو اعتکاف کا ثواب بتایا وہ تو جلدی سے نہا کر روزہ رکھنے کی کوشش میں تھا اب اعتکاف میں نہانا بند، بیوی بند، سودا لانا بند، بازار جانا بھی بند، گھر بند ہوا، مسجد میں بیٹھ، نادم ہو، آگے کے واسطے معاہدہ کر، اعتکاف کے بعد خدا سے مانگ ملے گا، روزہ کے بعد نماز کے بعد اعتکاف ہے، اعتکاف میں ایک قدم بھی باہر نہ نکلے گا۔

پھر دعاء کرو جتنا جان پر خدا کیلئے بنتی جائے گی عطایا کے دروازے کھلیں گے چیزوں سے دروازے نہ کھلیں گے جان پر جھیلو یہ شخصی نوعیت ہے اگر اللہ توفیق دے دعوت الی اللہ کے ساتھ نماز، روزہ کے بعد دعا مانگے، نماز روزہ کی محنت کے بعد نماز اعتکاف کے بعد رو کر دعاء کرے گا تو مجموعہ کیلئے دروازے کھلیں گے کفار بھی ہدایت پر آئیں گے، ایمان کیلئے مجاہدہ کر کے مانگو خوب عبادت کر کے مانگو اپنی اور دوسروں کی ہدایت کیلئے جب دین کیلئے محنت کا میدان قائم کر کے مانگو عبادت کر کے مانگو مجموعہ کیلئے دروازہ کھلے گا ورنہ اشخاص کے بارے میں شخصوں کی چلے گی باطل کو توڑنا ہو تو دین کے داعی بن کر مانگو جیسا کہ زمیندار، دوکاندار، دفتری سرکار ہوتا ہے چار قسم ہوئے ان میں سے پانچویں بنو کہ میں دین کا ٹھیکیدار ہوں دیندار ہوں ملک دار ہوں اور دوکاندار نہیں ہوں، دیندار ہوں دین رکھنے والا ہوں جان ومال اسی پر لگے گا، ایڑی چوٹی کا زور صرف دین پر لگادو جب دوکاندار کرتا ہے یا کھیتی کرتا ہے تو دین کا ٹھیکیدار بن دوکان پر تالا لگا اور خدا کے دین کیلئے پھر، تین چار مہینوں کی حد توڑ دے کسی اور میدان میں حد ہے ہندوستان کا آدمی ہند میں پھرے تو حد نہیں ہے دوسرے ملک میں ماہ کی حد ہوگی، اب دیندار دین کیلئے محنت کرے تو حد نہیں ہے ہاں دوکاندار دین کی محنت کرے تو حد لگے گی زمیندار، کاشتکار، ملازم سرکار وغیرہ تبلیغ میں حد لگائیں گے

بھولے سے تبلیغ میں آ گیا لیکن دین کا ٹھیکیدار ہے تو وقت مت پوچھو تبلیغ ہے میں تو دین کیلئے ہوں، ان سے پوچھو جو دوسرے کام کرتے ہیں کبھی دن کیلئے آتے ہیں پوچھو کہ بیوی صاحبہ سے کتنا ویزہ لیا کتنی رقم منظور کروائی جو خدا کا کام کرے اس کیلئے حد نہیں ہے ہندوالے کیلئے ویزا کی ضرورت نہیں ہے نہ پیسے کی قید ہے دوسرے ملک میں ویزا کی حد ہے اپنے ملک میں قید نہیں ہے لہٰذا بیس روپے ایک ماہ، تو زمیندار کا ملک ہے تبلیغ میں آیا بیوی وزیر اعظم نے ماہ مقرر کیا عورت سے پوچھ کر آ گیا ہے حد لگ گئی عورتوں سے پیسے نکال کر آئے تو دوسرے ماہ مقرر کیا تو دوسرے ملک سے تبلیغ کے ملک میں آئے۔

اب رمضان میں آخری عشرہ میں رونا قیمتی ہے اب تک اگر دین کا ٹھیکیدار نہ ہو تو اب ہو جائے، آپ ﷺ نے پوری جان و مال لگائی ہم تحدید کرتے ہیں یہ قصور بڑا ہے سارا جان و مال لگا کر دعاء مانگو تو زندگی کے نقشوں میں تبدیلی ہوگی، تیسرا عشرہ شروع ہوگا، ہمارے پاس اس رمضان میں تبلیغ والے نہیں آئے زمیندار، دوکاندار تو تبلیغ کیلئے آئے رمضان مقابلے میں دوکان کے پڑا اس لئے استعفیٰ ہے تھوڑا وقت دیں گے ہمیں اپنے ملک کا تقاضہ ہے تبلیغ کے ملک کیلئے بیوی نے پندرہ دن دیئے ہیں سرکاری دوکانداری ملازمت کاشتکاری کے ملک کے لوگ آئے دینداری کے ملک کے لوگ نہ آئے جو اپنی کشتی جلاتے تھے گھوڑے کے پیر کاٹتے تھے وہ نہ آئے سارے گناہوں کی جڑ یہ ہے کہ اپنے آپ کو پچھلوں کی طرح نہ جھونکنا یہی بڑا احرام ہے بھول سے باہر نکلو گے تو اعتکاف ٹوٹے گا اس کی بھی عادت ڈالو بھولو نہیں عشرہ کے اعتکاف کی نیت ہے۔

مکّہ مدینہ میں غلط ماحول چلادیا گیا تو حوادث آویں گے

عمومی بیان

اتوار بعد نماز فجر حرم مدنی میں ۲۴ رمئی ۱۹۶۴ء مطابق ۱۳ رمحرم ۱۳۸۴ھ

بعد خطبہ مسنونہ ارشاد فرمایا کہ:

میرے بھائیو اور دوستو!

حق تعالیٰ شانہ جل جلالہ وعم نوالہٗ نے انسان سے قبل فرشتوں کو پھر انسان کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے، فرشتہ تو گرمی، سردی، بھوک پیاس، بچوں بیوی سے آزاد، انسان میں دوسرا مادہ رکھ کر عبادت کا حکم دیا گیا، ان معارض مادہ کے ہونے کی وجہ یہ عبادت مجاہدہ بنے گی، کمانے کھانے پینے، گرمی سردی، پہننے کے تقاضہ کو دبا کر عبادت میں لگنے کی وجہ سے درجہ بلند ہوا اور خدا کی صفات کا مظہر بنا، صفات خداوندی ایک ہزار ہیں، بڑی ننانوے ہیں، اس سے ہی اخلاق الٰہی سے آراستہ ہوگا، اگر عبادت کو آراستہ بنالیں، عبادت کی حقیقت کو حاصل کرلیں تو جتنی عبدیت بڑھتی ہے اتنے ہی اس میں خدا والے اخلاق سے آراستہ ہوگا اور دل ومال ودولت بھی اس طرف کھینچیں گے، محبوب ومرجع ہوگا خلائق کا، جتنا اس میں نور انصاف عفو، رحم وانصاف آئے گا اتنا ہی یہ فرشتوں، انسانوں، بر و بحر کے جانداروں کا محبوب بنے گا، بس عبدیت آوے اس کی میں نکلے گی، ضعف وگندگی، عجز وعبدیت اپنی اس پر کھلی ہوئی ہو، یوں ہی سمجھے مجھ صاحبزادہ سے کچھ نہیں ہوتا ہے اس کا برعکس اس پر کھلا ہوا نہ ہو، گندے قطرہ سے بنا، گندی چیزوں سے بھرا ہوا، خدا کا سو فیصد محتاج اور اللہ جیسے ہیں ویسا ہونا اس پر کھل جائے خدا کی صفات کا اور اپنی خشیت ونوعیت کا انکشاف ہو، اسی کے اعتبار سے زندگی اٹھائے، تو اسے اوّلا اللہ چاہتے ہیں پھر اس کی محبت کا اعلان حملۃ العرش میں کرتے ہیں کہ میں فلاں سے محبت کرتا تم اس سے محبت کرو، پھر وہ آگے بڑھتا ہے تو حملۃ العرش یہی اعلان ساتویں آسمان کے ملائکہ میں کردیتے ہیں، آخر بڑھتے بڑھتے آخری سماء دنیا والے زمین والوں میں یہ اعلان کردیتے

ہیں، چنے چابے یا گدڑی پہنے لیکن اللہ سے جو مانگے گا خدا وہی کردیں گے، سب دل سے چاہیں گے اس مقام پر پہنچنے کے لئے اسے بنایا ہے، دنیا کی عورتوں، نوکروں، مکانوں، باغات کے واسطے نہیں بنایا ہے، ان میں سے ہر چیز مستقل طور پر اسے جنت میں ملے گی، خدا نے مستقل خاکہ عیش والا جنت میں اس کے لئے بنا رکھا ہے جو اخلاق وعبادات اسے جنت دلادیں ان کے لئے خدا نے اسے بنایا ہے، آسمانوں میں فرشتوں کا اتنا جمگھٹا ہے کہ تل رکھنے کو جگہ نہیں ہے، پیدائش سے آج تک وہ مسلسل خدا کی عبادت ونماز میں لگے ہوئے ہیں ایک ہی ہیئت نماز میں ہے، بعض حالت قیام میں بعض حالت رکوع، بعض حالت سجدہ بعض حالت قعدہ میں ہیں اور اسی حالت میں ہیں اور اسی حالت میں قیام ساعت تک رہیں گے، انسان کبھی سجدہ میں کبھی رکوع میں، عبادت کے اس سماوی نظام سے انسان اپنی عبادت سے جوڑ بٹھا سکتا ہے، حملۃ العرش انسانی زندگی سے توبہ کر کے عبادت کے راستہ میں ترقیات کرنے والوں کے لئے دعا کرتے ہیں، پھر ان سے نیچے کے سارے فرشتے بتدریج اس کے لئے دعا کرتے ہیں اکیلے بھی نماز ہے تو جمع والے صیغے ہی ہیں " اهد نا الصراط، السلام علیکم ورحمة الله" اس میں جمع سے مراد وہ فرشتے ہیں جو عبادت میں انسان کے ساتھ شریک ہونے پر مامور ہیں، جوں ہی اس نماز کی نیت باندھی، فرشتوں نے اس کے ساتھ آکر نیت باندھنی شروع کردی، اب نماز کے فضائل ومسائل علم کے حلقوں سے معلوم ہوں گے، عبادت کا وہ طریقہ تعلیم سے معلوم کیا جس سے عبادت خدا کو پسند آئے گی، جیسے مرضی آئے ویسے سجدہ کرلو، یوں نہیں ہے، بلکہ حضور ﷺ کے طریقہ پر سجدہ اور ہر جز عبادت کے ہر ہر جزو پر خدا کیا دیتے ہیں اس کا علم بھی معلوم کرو، عبادت کو درست کرنے والے علم کی مجالس ہیں فرشتے آکر بیٹھنے لگیں گے، جیسے ہماری اس مجلس میں ایمان علم اور ذکر کی باتیں ہو رہی ہیں تو فرشتے آ آکر اسے گھیرنے لگے گئے ہیں جیسے مرغی انڈوں کو چاروں طرف سے گھیر کر انھیں گرمی والا اثر پہنچا کر اس انڈے میں مرغا یا مرغی پیدا کروالیتی ہے، علم کی مجلس والوں کو فرشتے اپنے پروں سے ایسے ہی گھیر لیتے ہیں اور یہ سلسلہ فرشتوں کا آسمان تک چلا جاتا ہے، ایسے انسانوں تک شیطان اپنے اثرات نہیں پہنچا سکتا ہے، سارے پروالے جانور اپنی گرمی سے انڈے میں بچہ بنواتے ہیں، فرشتوں کا مزاج ہے کہ جو حکم خدا کا ہے اسے پورا کردو، ان کا کسی سے تعلق نہیں ہے، اے فرشتوں پورے روس کو آگ لگادو، امریکہ کو سمندر میں غرق کردو، کون مرتا ہے یا جیتا ہے، فرشتے اسے نہیں دیکھیں گے، حکم خدا کا پورا کردیں گے، اگر مرغی ۲۴ گھنٹے نہ بیٹھی دو چار گھنٹے بیٹھی تو وہ انڈے گندے ہو جائیں گے اور مرغی کڑک نہ رہے گی، کڑک کا مطلب ہے کہ اس میں انڈوں پر بیٹھنے کا مادہ بن جاوے، پھر اسے زبردستی انڈوں سے مرغا ہٹائے یا انسان، اس سے مرغی ناراض ہو جائے گی کہ بیس سنئے جانوروں کو چھوڑ کر

کھانے پینے میں ہرگز نہ لگے گی، سارے ڈاکٹر اسے خرابی صحت کی وجہ سے بھی ہٹا نہ سکیں گے جب نا قابل عمل بھوک پیاس اسے لگے گی، تب وہ باہر نکلے گی اور جلدی جلدی کھاوے گی، اس دوران میں کسی سے بات کرے گی، اس یکسوئی سے انڈوں پر بیٹھے گی کہ اکثر اوقات میں اس کی آنکھیں بند ملیں گی، جس علم سے عبادت خدا کو پسند آوے گی، خدا والے انعامات ملیں گے، اس علم میں فرشتے اس طلب سے بیٹھیں گے کہ دنیا بھر کے کھانے، عورتیں اور دنیا کے ساز و سامان فرشتوں کو ہم سے ہٹا نہ سکیں گے، بلکہ وہ پروں سے ہم سب کو گھیرے رہیں گے، ان کے اس طرح سے ہم کو گھیرے بیٹھنے سے ہم میں مادہ طاعت بنے گا اور مادہ عصیان نکل جاوے گا، نماز بد اخلاق برائیوں، خلاف شریعت سے روکتی ہے، بشرطیکہ نماز سے فرشتوں والا مزاج حاصل کر لیا جاوے، فرشتے بہت ہیں، ہر قطرہ بارش کے ساتھ ایک فرشتہ آتا ہے کہ اس قطرہ کو ضائع کر دیا جائے یا اس قطرہ سے دانہ نکلے، اگر دانہ نکلے گا تو یہ فرشتہ اس دانہ کو اس کے صاحب تک پہنچا دے گا تب اسے چھٹی ملے گی لیکن اس کا اب دوبارہ استعمال نہ ہوگا، دوسرے قطروں کے ساتھ دوسرے فرشتے آویں گے اس طرح کہ باقی رہ جانے والے فرشتے بس علم کی مجلسوں میں شریک ہوتے ہیں، نظام میں استعمال ہو کر ڈیوٹی پوری کر دینے والے ستر ہزار فرشتے ہی طالب علم کے قدموں کے نیچے پر بچھا دیتے ہیں، ذکر کیا جاوے، حدیث میں ہے کہ رات کو تہجد کو اٹھا، مسواک کر کے نماز شروع کی تو نماز والے منہ سے فرشتہ اپنا منہ لگا کر سارے قرآن کو اپنے اندر محفوظ کر لے گا، ذکر اور عبادت کی مجلسوں میں فرشتے ہی فرشتے ہیں کہ مصاحبت سے مصاحب والا مزاج ملتا ہے سارے نبیوں سے بکریاں چروائی گئی ہیں حتی کہ حضور ﷺ نے بھی بکریاں چرائی ہیں اس میں حکمت یہ ہے کہ نبوت والے کام میں تین چار باتوں کی ضرورت ہے جو بکریوں کے چرانے میں ملتی ہیں، دعوت والے کام میں بھاگ دوڑ بہت کرنی پڑتی ہے خدا کے حکموں پر پھرکی کی طرح پھرنا پڑے گا، رئیس بن کر ایک جگہ نہ بیٹھ سکے گا اور بکری کے چرانے والے کو بھاگنا بہت ہوتا ہے ادھر سے بکریوں کو روکا تو ادھر سے نکلیں گی، بکری چرانے والے کو اعتدال اختیار کرنا پڑتا ہے بڑے جانور کو غصہ میں زور سے مار سکتے ہیں لیکن بکری کو غصہ میں ضرورت کی وجہ سے مارنا بھی پڑتا ہے لیکن ان کی صفت کا خیال بھی رکھنا پڑتا ہے ایسے ہی انبیاء علیہم السلام کو امتوں میں کام کرنا پڑے گا، ان کی بے عنوانیوں پر غصہ آوے گا اسے عمل کرنا پڑے گا، بڑائی خدا کی چادر ہے، جو اسے خدا سے کھینچے گا خدا اسے اوندھے منہ ڈال دیں گے، بکری کا مزاج تواضع ہے تو بکریوں کے چرانے سے نبی میں مسکنت و تواضع آوے گی اونٹ میں کینہ ہے، نبیوں کو پہلے بکریوں میں لگایا پھر ان کا کام فقیروں سے مال کی نخوت سے خالی انسانوں سے اٹھوا کر تکمیل کرا دی، جس مزاج سے خدا خوش ہوتے ہیں جب وہ انھیں مل گیا تب نبوت دی سارے نبیوں کو اسی پر اٹھایا ہے جس

کے ماحول میں رہے گا اسی کا اثر لے گا حتیٰ کہ جن جانوروں میں رہے گا ان کا ہی اثر ملے گا، بھینس اور گائے چرانے والوں کو کتنا سر کنے کو کہو ہل کر نہ دیں گے، ذرا ہاتھ لگا دو گے تو وہ دور چلے جائیں گے کیونکہ ان کے جانوروں میں یہی مزاج ہے، جانور کو اپنے احسانات گنوا کر ملنے کو کہے گا تو بھی نہ ملے گا، ایسے ہی سڑک کے بیچ میں کھڑی ہونے والی بھینس ہارن سے ہرگز نہ ہلے گی اور اگر ہلکا سا دھکہ موٹر سے لگا دو گے تو ایک سے ہٹے گی، جامد دکانوں میں رہنے والوں میں جمود ایسا ہو گا جو لاکھ تقریروں سے نہ ختم ہو گا، مسجدیں بنی ہیں تمہارا ماحول فرشتوں والا بن جاوے فرشتوں میں رہنا بڑھ جائے دوسروں میں رہنا گھٹ جائے علم کی مجلس، ذکر کے حلقہ میں فرشتے ہیں، نماز میں فرشتے ہیں، زیارت مسلم کو جانے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دعا کے لئے مقرر ہو جاتے ہیں مسجدیں عبادت پر محنت کے واسطے بنی ہیں ایمان بنانے علم لینے، ذکر و نیت کے درست کرنے کی محنت عبادت ہی کی محنت کہلائے گی کہ ان محنتوں سے ہی نماز میں جان پڑے گی ایک نماز میں " انعمتُ، اللہ اکبار، ابتلیٰ ابراھیمُ " پڑھتا ہے تو اس کی نماز ہی نہ ہو گی، وضو میں ہمیشہ اس کی کہنی خشک رہتی ہے اس کی عبادت درست نہ ہو گی، علم مسائل کے بغیر عبادت بے جان ہے فضائل معلوم نہ ہوں گے تو عبادت کر لینے سے نہ خوشی ہو گی عبادت کی ترک سے رنج ہو گا، عبادت کے ماحول سے فرشتوں کا ماحول بنے گا، عبادت پر محنت کے لئے مسجد بنی ہے، محنت سے عبادت میں طاقت پیدا ہو گی، بقدر قوتِ عبادت اسے اخلاق ملیں گے، عبادت سے اس میں طاعت کا مادہ ابھر جاوے گا، پھر اس کی دعائیں قبول ہونے لگیں گی، عبادت کی محنت کی محنت علم ذکر، دعوت سے چلے گی اور پہنچے گی، یہاں تک کہ ہر ہر کام عبادت کے طریقہ پر ہو، امامت میں وجوہ ترجیح میں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ مقدم ہے۔ جس کی بیوی خوبصورت ہو، کیونکہ ایسی بیوی والا ادھر ادھر حرام عورتوں میں تاک جھانک نہ کرے گا، نامحرم کو دیکھنے سے ہی تیار ہونے والے خیالات مسجد کے اندر کے ماحول میں رہ کر ختم کر لو، باہر کے عملوں سے ہی نماز میں جان پڑتی ہے اور انہی عملوں سے ہی جان نکلتی ہے صرف جاندار یا بے جان ہونے والی نماز کے لئے مسجد نہیں ہے بلکہ نماز کو جاندار بنانے والے اعمال کے لئے بھی مسجد بنی ہے، دعوت، ذکر، علم اکرام مسلم جہاں نماز کو جاندار بناتے ہیں وہاں ان سے فرشتوں والا ماحول بھی تیار ہوتا ہے جیسے انبیاء علیہم السلام کو بکریاں چروا کر بکریوں والا مزاج دلایا گیا ہے ایسے ہی مساجد میں ان اعمال کے ذریعہ سے ہمیں فرشتوں والا مزاج ملے گا مسجد میں تم خوشبو لگا کر آؤ، حضور ﷺ نے حکم دیا کہ مسواک کر کے بدبو دور کر کے آؤ ورنہ فرشتے تم سے دور رہیں گے، بدبودار چیز کھا کر مت آؤ ورنہ فرشتے اس بدبو کی وجہ سے تم سے جڑیں گے نہیں اور تم کو فرشتوں والا مزاج نہ ملے گا، باہر کے سارے شعبوں میں دین اس وقت ہو گا جب کہ ہم کو فرشتوں والا مزاج مل

جاوے، "لا یعصون اللہ ما امرھم" ان اعمال مساجد میں لگنا انسانوں اور فرشتوں کا آپس میں جڑنا ہے ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے، فرشتوں والا مزاج بکثرت ان کے ساتھ رہنے سے ملے گا، اب چلہ سے مزاج بنے گا تو پھر اسے باقی رکھنا ہوگا، جب آنکھ بنتی ہے پھر اس کی حفاظت کی جاوے، جس زمانہ میں آنکھ بنتی ہے تو ملنے سے حرکت کرنے سے منع کر دیا جاتا ہے بعض دفعہ تو اللہ کے بندے اشارہ سے بھی نماز کو منع کر دیتے ہیں، حضرت ابن عباسؓ کی بینائی گئی، اطباء نے کہا کہ اتنے دن نماز کا ترک ہوگا تو آنکھیں بن جاویں گی، جواب دیا کہ آنکھیں نہ رہیں منظور ہے لیکن ایک نماز کا ترک منظور نہیں ہے اور چاروں طرف سے ابن عباسؓ کو صحابہؓ کی طرف سے اس مضمون کے خط پہنچے کہ ہرگز نماز کو ترک نہ کرنا ورنہ خدا سے غضب کی حالت میں ملو گے، غالباً معن ابن عدی کی آنکھیں حضور ﷺ کے بعد چلی گئیں، تو کہا بہت اچھا ہوا کہ چلی گئیں کہ میں تو محمد ﷺ کو دیکھنا ان آنکھوں سے چاہتا رہا، وہ گئے تو آنکھیں بھی جاویں دنیا بھر کی مساجد میں ان اعمال والا ماحول تیار ہو، اگر یہ ماحول تیار نہ ہو تو مزاج دین والا نہ ہوگا اور دینی مزاج کے بغیر دین کا چلنا ایسا ہے جیسے سمندر پر محل بنایا، بغیر زمین کے غلہ حاصل کرنا فرشتوں والا مزاج مل جائے کہ کچھ ہو جائے خدا کا حکم ماننا ہے، اس مزاج کا وجود اسلام کو لادے گا اور اسلام ہندوئیت، کسرویت، قیصریت سب کو نیچے لا ڈالتا ہے، جب تک ماحول نہ بنے گا اس وقت تک حیوانیت سے ملکوتی مزاج کی طرف نکل نہ سکے گا، جیسے باہر کے کنوؤں پر پہلے زمانہ میں ہر وقت بھیڑ لگی رہتی تھی بالکل ایسے ہی ہر وقت پہلے مساجد ان اعمال کی وجہ سے فرشتوں سے آباد رہتی تھیں، اس سے فرشتوں والا مزاج آجاتا تھا جزیرۃ العرب، افریقہ کے علاقوں میں یوروپ کے میدانوں میں بھی یہ مزاج پھیلتا چلا گیا تھا،، مکہ مدینہ کی تاسیس ہی عبادت کی وجہ سے ہوئی، خدا سے عبادت سے ملے گا، عبادت کا مرکز مکہ میں ایسی جگہ بنایا گیا جہاں خدا کے علاوہ کسی اور سے لینا ممکن ہی نہیں ہے، "بوادٍ غیر ذی زرعٍ" بغیر کسی ظاہری سبب کے اس وادی غیر ذی زرع میں اپنی اولاد کو عبادت کی وجہ سے ڈالتا ہوں تو سب کے دلوں کو ان کی طرف متوجہ کر، جن چیزوں کو عبادت کی وجہ سے چھوڑا تھا ان کی بارش رات دن ان پر کر، شکر کی توفیق بھی دے، اس وجہ سے عبادت کے لئے اولیا، غاروں کو ہی منتخب کرتے تھے، وہ شہر منتخب نہ کیے جہاں رات دن لوگ مرغوں کی طرح اقتدار پر، کھانے پر کتوں کی طرح، جائیدادوں پر شدادکی طرح مر رہے ہوں بلکہ جنگلوں میں جا پڑے کسی کو بھی نہ بلایا ان کی عبادت جڑ والی بنی، تو خدا نے ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی، کھانے کی تکلیف ہے، سفر مشقت والا، نہ خوبصورت مکان، نہ کھانے کا نظم پھر بھی لوگ کھنچے کھنچے چلے آرہے ہیں، اسی وجہ سے خدا نے عبادت کا مرکز بھی مکہ کی سرزمین کو بنایا، جہاں ریت ہی ریت تھی، کچھ اور نہ تھا مکہ و مدینہ میں ایسی غیبی

طاقت ہے جو سب کچھ اپنے حکم سے کر دکھانے والے دجال کو بھی داخل ہونے سے روک دے گی، ساری دنیا خدائی سے دجال کی خدائی میں داخل ہو رہی ہو گی، خدا نے مکہ کو مکانوں، جائیدادوں، نقشوں کے لئے نہیں بنایا ہے، بلکہ عبادت میں جان ڈالنے والے ماحول کے لئے بنایا ہے اس وجہ سے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ محمد ﷺ والا علاقہ جو عبادت کے ماحول بنانے کے لئے ہے اس میں جب نہریں سبزے اور باغات لگ جاویں تو قیامت قائم ہو جائے گی، یہ علاقہ صرف عبادت کے لئے ہے، اس میں جب عبادت والا ماحول نہ رہے گا بلکہ دنیاوی نقشوں والا ماحول بن جائے گا تو قیامت قائم کر دی جائے گی اور جیاد سے ایک جانور نکلے گا جو ایک رات میں ساری دنیا کے انسانوں کے ماتھے پر اپنے دم سے مسلم یا کافر لکھ دے گا عبادت کے بعد خدا سے مانگنے سے شاہی خزانہ سے ملے گا، دنیا وہ حقیر جگہ ہے جسے خدا کا شاہی خزانہ نہیں کہا جا سکتا ہے، عبادت سے جو کامیابیاں، خوشیاں، راحتیں خزانہ شاہی سے ملیں گی وہ دیرپا ہوں گی ابد تک ملے گی، مکہ کی مرکزیت باقی رہے لوگ اسے دنیا کا ذریعہ نہ بناویں، اللہ کا تجویز کردہ ماحول باقی رہے تو اس کے لئے مدینہ ہے خدا سے لینا ہو گا تو اسی کے گھر پر جا کر مانگتے جا رہے ہیں کوئی بھی ہو، ابراہیمؑ مکان بناتے جا رہے ہیں اور مانگتے جا رہے ہیں کوئی بھی ہو دربار الٰہی کے سامنے ہاتھ پھیلانا ہو گا، دربار سے اتنا ہی ملے گا جتنی اونچی محنت کر کے خدا سے مانگا جاوے گا، سب سے اونچی زمان و مکان کے لحاظ سے محنت حضرت ﷺ والی ہے اس محنت کے لئے خدا نے مدینہ کو پہلے سے تجویز کر لیا تھا، مدینہ مہاجر ہونے کی اطلاع حضور ﷺ سے قبل کے تمام نبیوں کو خدا نے دے رکھی تھی، حضرت موسیٰؑ کی قوم ستر ہزار حج کر آئی تو یہاں سے جب گزرے تو علماء نے اس جگہ کو حضرت موسیٰؑ کی بتائی ہوئی علامتوں سے پہچان لیا کہ حضرت ﷺ کا مہاجر یہی ہے ۴۰۰ علماء یہود موسیٰؑ سے حضرت محمد ﷺ کی نصرت کرنے کی نیت سے یہاں ہی ٹھہر گئے تھے، اس کی اولادوں میں سے بنو قریظہ، بنو قینقاع تھے، ان کے اسلاف تو نصرت محمد ﷺ کی وجہ سے اتری لیکن یہ عداوت محمد ﷺ میں لگ کر مغضوب وضال بن گئے، یہ علماء نسلاً بعد نسل موت سے قبل اپنے سب سے بڑے لڑکے کو خط لکھ کر دیتے کہ حضرت محمد ﷺ آویں تو ان کی مدد و نصرت کرنا، آخر میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے یہ خط تاریخی حضور ﷺ کو لا کر دکھایا تھا، سبا کے قبائل سیلاب کی وجہ سے نکلے، غسان شام میں حمیر یمن میں اترے تو اوس وخزرج مدینہ میں، مکہ کی طرح مدینہ کی حفاظت بھی خدا کے ذمہ ہے، مکہ پر جس نے حملہ کا ارادہ کیا اسے لوگوں نے سمجھا دیا، یا تو وہ مان گیا، اگر نہیں مانا تو خدا نے ہلاک کر دیا، کسی بادشاہ کو حاسدوں نے مشورہ دیا کہ اس بیت اللہ کو گرادو، راستہ میں اسے دو یہودی علماء نے کہا، اگر اپنی اور اپنے خاندان کی سلامتی چاہتا ہے تو ایسا مت کر، وہ کام کر جو یہاں کئے جاتے ہیں

احرام وطواف، سعی حلق وذبح وغیرہ دل اس کا مان گیا، حاسدوں کو قتل کرادیا، حج والے سارے کام کئے، پھر خواب میں دیکھا کہ اس گھر پر پردہ ڈال دے، پردہ ڈالا، دوسرے خواب میں اس سے اچھے پردہ کا حکم ہوا اس نے اس حکم کو بھی پورا کر دیا، اس وقت سے پردہ بیت اللہ کا شروع ہوا، جس نے بیت اللہ کی حرمت کو قائم رکھا خدا نے اس کی نسل کو باقی رکھا اور جو بیت اللہ کی حرمت کو گرائے گا اس کا حشر جیش ابرہہ کی طرح ہوگا بالکل ایسے ہی قصے مدینہ کے بھی ہیں، کسی بادشاہ کے مدینہ میں مقرر کردہ گورنر کو مدینہ والوں نے قتل کر دیا، اس گورنر کے بدلہ میں سارے مدینہ والوں کے قتل کی ٹھان لی، لشکر لے کر چلا تو علماء یہود نے اسے سمجھایا کہ ایسا نہ کرورنہ تو نسلوں سمیت ہلاک ہو جائے گا، مکہ جس عبادت کا مرکز ہے اس کی محنت عالم میں مدینہ سے چلی ہے جو مکہ مدینہ کا ماحول بگاڑ رہے ہیں، فرشتوں کے بجائے شیطانوں کا ماحول بنا رہے ہیں خدا ان سب کو حضرت محمد ﷺ والا ماحول توڑ کر اپنا ماحول چلا دینے کی پاداش میں پکڑ کر ختم کر دیں گے، اگر ہم محنت کرلیں، اگر عبادت سارے انسانوں کو ملی ہے تو مکہ مدینہ بھی ان سب کے لئے مرکز ہے، دونوں جگہ کی اس مرکزیت کو قائم رکھنے کی محنت ہر ایک کے ذمہ ہے، اسی وجہ سے تو مکہ میں شان وشوکت کا زمانہ ہوا، مدینہ میں تو یہ شان وشوکت کچھ ہے بھی، فاتحانہ شان سے داخلہ کے وقت آپ حدود مکہ کا بہت خیال کر رہے تھے کہ انھوں نے ہمارے ساتھ بہت کچھ کیا ہے، لیکن مکہ میں رہنے کی وجہ سے وہ سب کچھ معاف، حضور ﷺ کی سواری شکستہ تھی تواضع کی کیفیت طاری تھی گردن جھکی ہوئی، زبان پر یہ کہ صرف خدا نے کیا، فتح مکہ کے بعد صرف حج کے لئے گئے مکہ میں خدا کو پستی ہی پسند ہے، نبوت کے رنگ پر جب تک خلافت رہی مدینہ میں خلافت رہی، جہاں رنگ بدلنے لگا تو مرکز کوفہ بن گیا، اس کے بعد سے آج تک مدینہ پایہ تخت یا مرکزی حکومت نہیں بنا ہے، البتہ نبوت وخلافت کا مرکز ہے، خلیفہ وہ تھے جو مال وملک نہ چاہتے تھے، دنیا کی شان وشوکت سامنے نہ تھی، حضور ﷺ کی شان فقیری پسند تھی، مدینہ ومکہ میں ٹوٹے ہوئے ہی مکان آج سے تیس سال قبل تک تھے، مکان یہاں بنائیں تو مدینہ مکہ کے مزاج کے مطابق ہی بنائیں، خدا نے اسے مرکز حکومت ہی نہ بننے دیا، اگر خدانخواستہ مکہ مدینہ میں دوسرا ماحول غلط چلا دیا گیا، فسق وفجور کے ساتھ غلط شہروں کے ساتھ ان دو شہروں کو لا کر کھڑا کر دیا گیا تو اتنے حوادث سو فیصد انسانوں پر آویں گے کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا، اگر محنت کر کے دوسرا صحیح ماحول نہ بنالیا گیا، جس علاقہ میں حضور ﷺ پھرے ہیں، اس میں بناؤ سنگھار، باغ وبہار، حسن وجمال کی چیزیں بنائیں تو قیامت کھڑی کر دی جاوے گی انسان عبادت کے لئے بنا ہے، عبادت کی محنت کا مرکز مدینہ ہے تو عبادت کا مرکز مکہ ہے، محنت لے لو مدینہ سے، مرکزیت لے لو مکہ سے، عبادت معبود سے لینے کے لئے ہے، عبادت پر محنت حضرت محمد ﷺ سے عبادت کے طریقہ کی

طرح حاصل کرو، عبادت کا طریقہ عبادت کی محنت کو تم نے حاصل کرلیا تو دین دار بنو گے، تم کسی بھی جگہ رہو گے عبادت والا ماحول نہ بناؤ گے تو مرکز والی محنت چھوڑنے کے جرم میں تمہاری اپنی عبادت بے جان ہو جاوے گی، مکہ، مدینہ کے مرکز کا دائرہ ساری دنیا میں ہے، ساری دنیا میں پھرو پھراؤ بار بار یہاں آ کر محنت کے بعد مانگتے رہو، محنت کر کے مسجدوں میں ان کو لگاؤ جو مسجدوں میں نہیں آتے ہیں، مسجد میں آتے ہیں، مسجد میں آنے والوں کو تعلیم میں جوڑ کر عبادت والی نبوی محنت میں ان کو لگا کر دعائیں نبوت والوں کی طرح خدا سے قبول کرالو، مدینہ آ کر عبادت والے ماحول کو بناؤ، آدھا دن آدھی رات مسجد کے اندر اعمال میں، حضور ﷺ نے اپنی مدنی مسجدوں میں جو ماحول بنایا تھا اسے ہی سارے عالم کی مساجد میں زندہ کرنے کے لئے حرکت کرو، تہائی سال باہر لگادو، تہائی سال مسجد میں، تہائی سال گھر اور کمائی میں تو یہ عبادت والی محنت سارے عالم میں پھیلی، تو لوگ عبادت میں زیادہ مزے محسوس کر کے حکومتوں وزارتوں کو لاتیں مارنے لگے گی، اب اس محنت میں کتنا وقت لگانا ہے اسے طے کرلو، اگر حضرت محمد ﷺ والے شہر میں ان کے والے کام کو کرلو گے تو ان کے والے انوارات لے کر واپس جاؤ گے، پھر واپس جا کر اس محنت کو ان کی والی ترتیب پر چلاؤ اور اس محنت کے بعد خدا سے مانگو کہ حضرت محمد ﷺ والے ماحول کو مسخ کر کے اپنا غلط بہیمانہ ماحول چلانے والوں کو یا ہدایت دے یا انھیں ہلاک کر، اب مزید لوگ بولیں ۴؍۴ ماہ کے لئے یہیں سے وقت لگانا شروع کردو، جب یہاں والے نکالیں تو نکل کر اپنی بندرگاہ پر سامان رکھ کر وقت پورا کر لینا، فجر کے بعد بیان سنو، دو بجے تعلیم کرو، عصر کی تعلیم کے بعد گشتوں میں جاؤ، مغرب کے بعد حرم میں کام کرو، جب تک یہاں رہو اسی ترتیب سے وقت گزارو، راحت و بازاروں کے اعتبار سے وقت نہ گزرے، چیزوں و بلاؤں کے خریدنے کے واسطے دوسرے شہر بہت ہیں، جہاں محمد ﷺ و ساتھیوںؓ نے تین تین دن کے فاقوں سے دین کا کام کیا ہو چمڑے جلا کر کھائے ہوں وہاں آوارہ کھاتے پیتے پھرنا شاید خدا کو پسند نہ آئے، اسباب ہلاکت میں سے ہے، اپنی باہر والی ناپاک زندگی کو اس پاک شہر میں گزارنا لوگ مکہ سے ہو کر یہاں آتے ہیں، اپنے علاقہ میں تو نمازی کے سامنے سے گزرنے میں بہت احتیاط تھی، مکہ آ کر موضع السجدہ حرام والا حکم نہیں ہے، اگلی صف کی فضیلت کے حصول کے لئے ایسے حرام کا ارتکاب کیا جس کے عذاب سے ہلکا ہے چالیس سال انتظار میں کھڑے رہنا، اس حرمت کا اجراء عملی سب سے پہلے اسی مسجد میں ہوا، اسی مسجد سے یہ حکم چلا، یہاں ہی بے احتیاطی ہرگز مناسب نہیں ہے۔

ایمان کا بننا دنیوی چیزوں پر منحصر نہیں ہے

عمومی بیان

بدھ بعد نماز فجر ۲۷ مئی ۱۹۶۴ء۔ مطابق۔ ۱۶ محرم ۱۳۸۴ھ حرم مدنی

میرے بھائیو اور دوستو!

جتنے بھی انبیاء کرام ہیں حق تعالیٰ نے ان سب کو ایک راستہ پر اٹھایا ہے، وہ راستہ ہے اللہ کی قدرت سے فائدہ حاصل کرنے کا، ایک ہے قدرت سے بنی ہوئی ان چیزوں سے فائدہ حاصل کیا جائے جن کو قدرت سے ہی جب چاہیں گے ختم کر دیں گے، بقا، فنا، تغیر تبدل، بننے والی چیز میں ہوتا ہے، قدرت خدا میں یہ تغیر و تبدل نہیں ہے، قدرت خدا کی ذات میں ہے اور بنے ہوئے ہے آزاد ہے جیسے پہلی بھینس کے بنانے کے وقت میں قدرت تھی کہ اپنی مرضی کے مطابق بھینس بنائیں گے، اب وہ قدرت رکھتے ہیں کہ جیسے چاہیں ویسے بھیس بنا دیں، چیزیں عاضی اور بنی ہوئی ہیں، جب چیز نہ تھی تو بھی قدرت ہے، لامحدود ہے اس کی حقیقت کا اوراک ہو نہیں سکتا ہے جو قدرت خدا سے فائدہ حاصل کریں گے وہ دنیا، قبر قیامت، جنت میں مزے کریں گے، کیونکہ ان سب جگہوں میں قدرت موجود ہے۔

عام انسان بنے ہوئے سے فائدہ حاصل کرنے کی محنت کرتے ہیں بنانے والے کو سامنے رکھ کر محنت نہیں کرتے ہیں، اسی وجہ سے ایک وقت میں جن چیزوں سے عزت، صحت قوت لاتے ہیں، دوسرے وقت میں انہی چیزوں میں ذلت، مرض، ضعف لے آتے ہیں، مخلوق کی طرح مخلوق سے ملنے والی کامیابی بہت سے بہت موت تک ہوگی کہ مرتے ہی یہاں کی ساری چیزوں سے ہاتھ صاف ہو گیا اور خدا کی قدرت سے واسطہ پڑ گیا، قدرت سے فائدے دونوں جہاں میں ملیں گے کہ یہ دونوں جہان میں موجود ہے، قدرت سے خصوصی طریقہ سے لینا مراد ہے، ورنہ مخلوق پر بھی محنت کرو گے تو بھی قدرت خدا سے ہی فائدے ملیں گے۔

اگر بتوں سے کامیابی محسوس کر رہا ہے یا سائنس سے فائدے لے رہا ہے تو یہ سب کچھ اسے قدرت سے مل رہا

ہے، قدرت فائدہ پہنچانے کے رخ پر نہ ہو تو سائنسدانوں کو سائنس میں، دکان والوں کو دکان میں، کھیتی والوں کو کھیتی میں کچھ نہ ملے، ایک ہے خدا کا ہر جگہ اپنی قدرت سے دینا، دوسرا ہے انسان چیزوں کو سامنے رکھ کر قدرت سے لے رہا ہے، اگر قدرت کو سامنے رکھ کر قدرت سے نہیں لے رہا ہے بلکہ چیزوں کو سامنے رکھ کر قدرت سے لے رہا ہے تو خدا عارضی کامیابی دے دیں گے، قدرت کے اعتبار سے کامیابی نہ ملے گی بلکہ ذرہ جو مخلوق ہے اسی کے بقدر اسے ملے گا اور اس وقت تک ملے گا جب تک خدا چاہیں گے چاہے قدرت سے ملنا چیز کے جاتے رہنے کی وجہ سے یا چیز کے ہوتے ہوئے بیکار ہو جانے کی وجہ سے بند ہوا ہو، زمین، مکان، درخت اشکال موجود ہیں لیکن ان سے فائدہ خدا کے ارادہ کو بدل دینے کی وجہ سے نہیں مل رہا، انبیاء علیہم السلام نے محنت کو قدرت سے لینے کی طرف موڑا ہے سارے نبیوں کو خدا نے چیزوں کے بغیر کھڑا کیا، بعض لوگ ایسا داؤں جانتے ہیں جس سے وہی گرتا ہے جس کے ہاتھ میں لاٹھی ہے، اکثریت قوم نوحؑ کو، قومیت قوم سبا کو، باغ شداد کو، حکومت نمرود وفرعون کو خدا نے دی، اور انبیاء ان سب کے بغیر تھے، چیزوں سے بالواسطہ قدرت سے ہوتا ہے، خالق سے بذات خود ہوتا ہے، اپنی ذات کے ارادہ سے بغیر پانی کے ڈبو دیں، ایک دفعہ شیطان کی کانفرنس میں کارگزاری ہو رہی تھی، ہر ایک بیان کرے کہ میں نے یوں لڑائی کرادی، یوں زنا اور شراب چلادی، شیطان واہ واہ کرتا رہا ایک چھوٹے سے شیطان نے کہا کہ مدرسہ کو جانے والے طالب علم کو کھیل میں لگا دیا، تو اس چھوٹے کو دوسرے بڑے شیطان نے خوب ترجیح دی اور اسے سب سے زیادہ سراہا، دوسروں کو یہ ناگوار گزرا تو شیطان علم سے خالی عابد کی طرف ان سب کو لے چلا، جب خدا کی ذات وصفات کا صحیح علم نہ ہوگا تو اس کے مطابق ایمان ہوگا، دروازہ کھٹکھٹایا، عابد نے عبادت سے فارغ ہو کر دروازہ کھولا کہ کیا بات ہے؟ شیطان نے کہا کہ آپ ہمارے شہر کے سب سے بڑے عابد ہیں، اس مسئلہ کے اختلاف کو ختم کر دیں کہ خدا اونٹ کو سوئی کے ناکہ سے نکال سکتے ہیں یا نہیں؟ عابد نے کہا جب اونٹ نکل نہیں سکتا ہے تو خدا اسے کیسے نکال لیں گے، شیطان نے کہا میں جب چاہوں اس عابد کی عبادت کو ایسے کلمات کفر سے ختم کر دوں اور صحیح علم والے عالم صرف سنن وفرائض کے پابند کمائیوں میں مشغول کے پاس جا پہنچے، انہوں نے جواب میں کہا کون شیطان کہتا ہے کہ خدا نکال نہیں سکتے ہیں؟ ان الله اذا اراد شيئا فيقول له كن فيكون دلیل ہے، عبادت کو درست کرنے والے علم سے شیطان نے بچہ کو ہٹایا تھا ایسے ہی ایک عالم نے غصہ میں آکر اپنے بچہ کو گھر سے نکال دیا تو وہ بچہ ایک عابد کے ہاں جا پہنچا نفس کے ایسے دشمن تھے کہ ہر دم اس کے خلاف کریں، حتی کہ نماز کے لئے وضو کیا، نفس خوشبو کی طرف راغب ہوا تو پاخانہ کا فلیتہ بنا کر ناک میں رکھ لیا، اس بچہ نے کہا ارے اس سے تو نماز نہ ہوگی تب انھوں نے اس فلیتہ

کو دور کر کے نماز ادا کی تو وہ مزہ پایا کہ جو اس سے پہلے شاید ہی ملا ہو۔

وہ صحیح راستہ نہیں چل سکتا ہے جو نفس کشی کا راستہ خود بناوے، بلکہ جو صحابہ و رسول ﷺ کے طریقہ کو ملحوظ رکھے گا وہی صحیح چل سکے گا، اللہ اکبر و اقدر، خدا کی قدرت کا تصور نہیں ہو سکتا ہے اگر سارے سلاطین و ملوک، سارے علماء و جہال، سارے اغنیاء و فقراء اور سارے علوم سائنس والے اور دنیا والے ایک میدان میں جمع ہوں، ہر ایک اپنے مبلغ علم کے مطابق مانگے، سائنس والے کہیں گے کہ ۵۰۰ چاند ہوں ان تک جانے کا راستہ بھی ہو جائے، زارع کہے گا اے خدا چھ ماہ کے بجائے ہر گھنٹہ بعد غلہ مل جایا کرے، انبیاء آخرت کی نعمتیں مانگیں گے، خدا ان سب کی مانگ ایک دم میں سن سکتے ہیں اور ان سب کی مانگ خدا ان کو ایک دم میں دے سکتا ہے اور اس دینے سے خزانوں میں اتنی کمی بھی نہ آوے گی جتنی سوئی کو ڈال کر نکال لینے سے سمندر میں آجاتی ہے، مچھر کے پر سے بھی گھٹیا ہیں یہاں کی چیزیں، مخلوق محسوس ہے اور نظر آتا ہے، انھیں دیکھنے کی وجہ سے ان کی طرف انسان جھکے گا، دنیا و آخرت میں صرف قدرت سے ہوتا ہے، جس قدرت سے دونوں رخ چل رہے ہیں اس کو ہی پکڑلو، انبیاء علیہم السلام بہت ہوشیار ہیں، قدرت سے فائدہ لینے کی محنت سب سے زیادہ آسان ہے، قدرت خدا کی ذات میں ہے ایسے ہی اعطاء، خلق، حفظ، تندرست کرنے کی صفات خدا کی ذات میں ہیں۔

ذات و صفات لامحدود ہیں اور دنیا میں جو کچھ محدود دکھائی دے رہا ہے وہ سب خدا میں لامحدود طور پر ہے اللہ کی ذات سے لینے کے لئے اللہ نے غیر کی شرطیں نہیں لگائی ہیں، بس اپنی ذات میں کچھ باتیں پیدا کرلو تو خدا غیر کے بغیر اپنی ذاتی صفات سے تمہارے کام کریں گے۔

خدا نے اپنی ذات سے لینے کے لئے دوسروں کی ذات پر ہی شرطیں لگائی ہیں، پہلی شرط ایمان ہے، ایمان بنانے کے لئے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے، پیسہ کے آنے سے تو پیسہ کا یقین بڑھ سکتا ہے گھٹ نہیں سکتا ہے، دل پہلے سے موجود ہے جس محنت سے دل کا یقین ایمان والا بنے گا وہ محنت تمہارے اندر موجود ہے، ایمان گھڑیوں کی طرح نہ امریکہ سے آتا ہے نہ اس پر کسٹم ہے، بلکہ اپنی ذات والی محنت سے اپنے دل میں ایمان درست ہو سکتا ہے۔

لا تھنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنین" سب کا یقین نکال دو، غیروں سے خدا کے بغیر کچھ نہ ہو، اس سے بغیر غیروں کے سب کچھ ہوتا ہے یہ ہے لا الہ الا اللہ دوسرا ہے محمد رسول اللہ" حضور ﷺ کی ایک انگلی کے ایک عمل کے برابر دنیا بھر کی ساری چیزیں نہیں ہیں، حضور ﷺ کے ایک عمل سے ساتوں زمین آسمان سے زیادہ کی کامیابی ملے گی۔

انسان کی کامیابی اپنے جسم کے صحیح استعمال میں ہے

عمومی بیان

جمعرات بعد نماز فجر ـ ۲۸ رمئی ۱۹۶۴ء مطابق ـ ۱۷ رمحرم ۱۳۸۴ھ حرم مدنی

میرے بھائیو اور دوستو!

دنیا میں یہ دستور ہے کہ جو انسان جن مشینوں کو بناتے ہیں وہی ان کے استعمال کے طریقے بتاتے ہیں بلکہ ہر ہر پرزہ کے بارے میں بتاتے ہیں، بندوق پستول، بم، راکٹ، مشین، سلائی کے بنانے کے ساتھ اس کے استعمال کا طریقہ بھی دیا جاتا ہے اور یہ عام ذہن ہے کہ جو بناتا ہے اس سے چیز کے استعمال کرنے کا طریقہ معلوم کیا جاوے، یہ پرزہ یوں دبے گا، اس کے ہلانے سے مشین رکے گی بندوق کو اس طرح کھول کر دو کارتوس رکھ کر جس کو مارنا ہے اس کی طرف نلکی کر کے چلاؤ اور اگر احمق یا بےوقوف کہے کہ ہم بھی تو عقل والے انسان ہیں ہم تو آگے، سے کرتوس رکھ کر دشمن کو ماریں گے، لیکن نالی بیوی یا بچہ یا اپنے سینے کی طرف کریں گے، استعمال کے طریقہ کا مستقل پرچہ ہوتا ہے، اس کے مطابق عملی مشق بھی کرنی پڑتی ہے جس کے بعد لائسنس حکومت سے ملتا ہے چاہے عملی مشق کتنی اچھی ہو لیکن لائسنس حاصل کئے بغیر اس چیز کو استعمال کرنا جرم بن جاتا ہے، فقیر، حکیم یا عیالدار ڈاکٹر بھی جس دوا کو جس طرح استعمال کرنے کو کہتے ہیں اس دوا کو ویسے ہی استعمال کرتے ہیں، یوں کریں کہ حکیم کی ایسی تیسی، ہم بھی آدمی ہیں اس کے گھر میں چوہے کود رہے ہیں، ہم تو لاکھوں روپے ہزاروں مکانوں سینکڑوں کارخانوں کے مالک ہیں اپنی مرضی کے مطابق ان ادویہ کو استعمال کرونگا اور سونگھنے والی دوا کو کھالیا اور کھانے کی دوا کو ناک میں ڈال لیا، ہر دوا کو دوسری جگہ استعمال کرلیا، تو مرے گا، لیکن انسان کے بارے میں اس طرح نہیں سوچا جاتا ہے ہر چیز دوسرے سے بنتی نظر آتی ہے لیکن انسان کو خدا نے بنایا، بارش، بادل، کھیتی روٹی، سالن، خون، پھر منی انتقال ایک جگہ سے دوسری جگہ، پھر دوسری جگہ کی طرف آخر میں انسانی شکل اور پھر بچہ کا وجود ساتھ ہی اللہ پاک نے استعمال کے

طریقوں سے کے لئے آسمانی کتابیں اتار دیں توراۃ، انجیل، زبور، قرآن، انسانی مشین ساری مشینوں سے اہم ہے، اگر یہ مشین ٹھیک طور سے استعمال ہوگئی تو ساری مشینوں اور چیزوں سے اچھے حالات بن جاویں گے، اس اعلیٰ مشین کے استعمال کے مکمل طریقے خدا نے بتا دیئے ہیں، اے انسان تیرے قبضہ میں جتنی چیزیں آویں گی ان سے تجھے فائدہ پہنچے گا، دوسری چیزوں سے بھی نفع ملے گا اگر اپنی اس مشین کو صحیح طور سے استعمال کرلیا، ورنہ یہ جگہ سے نقصان ملے گا، کروڑ کی موٹر سے ہلاکت آسکتی ہے اگر غلط طور سے استعمال ہو، لیکن ۲۰۰ کی سیکنڈ ہینڈ منزل مقصود پر پہنچا دے گی اگر صحیح طور سے استعمال کیا اور اگر ایک ارب کی بہترین کار کو عرب کے رواج کے خلاف، ہندیا پاک کے رواج کے مطابق بائیں ہاتھ چلانے لگے تو آنے والے سے ٹکر جو لگی تو جدہ کے بجائے جنت یا جہنم میں جا پہنچو گے یا ہسپتال میں پہنچ گئے، بیگم انتظار کرتی رہ جائے گی طریقہ استعمال میں کامیابی ہے صرف موٹر سے کامیابی نہیں ہے وزیر یا لکھ پتی بن گیا تو یہ ضروری نہیں ہے کہ جیسے بھی استعمال ہو تو کامیاب ہوگا بلکہ غلط استعمال سے ناکامیاب ہوگا، اگر صحیح طور سے استعمال ہو، والعاقبة للمتقين۔ کامیاب بننے کے لئے سب سے زیادہ محنت اپنے اوپر کرنی پڑتی ہے کہ چاہے وزیر نہ بنوں یا جیل میں چلا جاؤں لیکن استعمال کا طریقہ درست رہے، یوسفؑ کے سامنے تھا کہ استعمال کا طریقہ صحیح رکھوں گا تو اس گھر کے سارے مزوں سے محروم رہوں گا اور جیل میں مروں گا اور غلط طریقہ پر چل پڑوں تو اس وزیر کے گھر میں مزے کروں گا، زلیخا سے تلذذ کروں گا، سارے نوکروں پر چلے گی، زلیخا کی وجہ سے سارا حسن مصر میرے ہاتھ میں ہوگا، لیکن حضرت یوسفؑ باہر نکل سکے گا، آج تو کام کروالینا ہے، یوسفؑ نے اپنے استعمال کے طریقہ کو درست رکھا، اشارہ کنایہ سے نہیں مانا، ہاتھ پکڑنے سے نہیں مانے، زلیخا نے مکان در مکان، در مکان بنایا کہ باہر کی آواز اندر نہ آسکے، یوسف علیہ السلام باہر نہ نکل سکے گا، آج تو کام کروالینا ہے، یوسفؑ کو ساتھ لے گئی، ہر دروازہ پر اندر سے تالے لگاتی جاتی، آخر اس زلیخا نے بات کی، ترکیب سوچنے کو کچھ خاموش ہوئے تو زلیخا سمجھی کہ مان گئے، اس نے ایک جگہ پردہ ڈالا، اری زلیخا کیا ہے؟ میں نے اپنے دیوتا سے چھپ کر اس کام کا ارادہ کیا ہے اس سے یوسفؑ کو خیال آیا کہ اچھا میں بھی اپنے معبود سے چھپوں اور ڈروں، اسی خیال سے بھاگ پڑے ایک روایت میں ہے کہ یوسفؑ نے یعقوبؑ کو انگلی منہ میں دبائے ہوئے دیکھا، اس سے بھاگ پڑے اور دروازے قدرت سے کھلتے چلے گئے، آخری دور دروازہ کھلا تو وزیر صاحب موجود، کیا ہوا؟ یوسفؑ خاموش رہے، انبیاء علیہم السلام دوسروں کو بچا لیتے ہیں اپنی جان پر جھیل لیتے ہیں، پیچھے سے زلیخا آئی تو اس نے فوراً کہا کہ اس غلام نے مجھ سے بدفعلی کا ارادہ کیا، دونوں کا

گواہ کون ہے؟ یوسفؑ نے کہا کہ یہ دودھ پیتا بچہ میرا گواہ ہے اس بچہ نے بولنا شروع کیا، قمیص آگے سے پھٹی ہے تو زلیخا سچی، اگر پیچھے سے پھٹی ہے تو زلیخا جھوٹی، کہا اری زلیخا تیری ہی حرکت ہے، اے یوسفؑ اعراض کرلے اور یوسفؑ کو وزیر نے جیل میں ڈلوادیا، جیسے زلیخا غلط استعمال والی تھی، ایسے ہی وزیر بھی غلط استعمال والا تھا، ورنہ جان لینے کے بعد تو زلیخا کو سزا دیتا، یوسفؑ نے جیل کو برداشت کیا تو انجام کار وزیر بن گئے غلط استعمال کی صورت میں مجرمانہ طور پر صرف ایک گھر کے سارے مزے وحسن کو پاتے، اس کو قربان کیا تو خدا نے اس گھر کا دوبارہ مالک بمع زلیخا کے بنادیا، جس عورت کو پیغام نکاح دیں، اب عزت سے وہ سارے ملنے لگے، یوسفؑ یوں کہیں کہ جیل خانے میں زیادہ اچھا ہے حالانکہ جیل یا قید کے نام سے ہی انسان گھبرا جاتا ہے اپنے گھر میں، اپنے بیوی بچوں کے ساتھ نظر بند ہونے کو تیار نہیں ہے لیکن اس مصیبت کو اختیار کرلیا، تو صحیح استعمال سے سب کچھ انہیں مل گیا، جب سب کچھ مل گیا تو بھی یوسفؑ نے استعمال کو صحیح رکھا، اپنی مشینوں کو غلط استعمال کرنے والے بڑے بھائیوں کو بار بار اس چھوٹے بھائی کے سامنے آنا پڑا صدقہ لینے جس نے استعمال کو درست رکھا تھا ایک دفعہ کہا تصدق علینا، یوسفؑ نے کہا" هل علمتم ما فعلتم بیوسف" اس سے قبل کبھی خیال بھی نہ آیا تھا کہ یہ یوسف ہوسکتے ہیں، فوراً کہا: أأنت یوسف آواز سے پہچان لیا، یوسفؑ نے گویا بتایا کہ تمہاری اس وقت کی مصیبت کی وجہ تمہارا غلط استعمال ہے، خدا نے ملک مصر بھی دیدیا، میرے ساتھ ہی یہ معاملہ نہیں ہے، بلکہ جو قیامت تک جو اپنے استعمال کو صحیح رکھے گا اس کے ساتھ ایسا ہی ہوگا، صحیح استعمال والا قابو پاکر چھوڑ دیتا ہے، ایک بدو نے آکر پوچھا کہ قیامت کو حساب خود اللہ لیں گے یا کسی کے حوالہ کردیں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، خدا ہی لیں گے، اس بدو نے کہا "نجونا ورب الکعبة"، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کیوں؟ اس نے کہا" الکریم اذا قدر عفا" اور یوسفؑ کے بارے میں حضور ﷺ نے کہا الکریم ابن الکریم یوسف بن یعقوب بن اسحق بن ابراھیم، یوسفؑ نے کہ دیا "لا تثریب علیکم الیوم" ایسے ہی جن اہل مکہ نے تیرہ سال مسلسل حضور ﷺ کو تکلیف پر تکلیف پہنچائی اور بدر، خندق میں چڑھ کر آئے حضرت حمزہؓ کے جگر وقلب کا ہار پہنا، حضور ﷺ پر ایسا رنج تھا کہ فرمایا اگر میں قادر ہوا تو ایسا ستر کے ساتھ کروں گا۔ قرآن اتر آیا "فان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم فهو خیر للصابرین" حضور ﷺ کی صاحبزادیؓ کا حمل ساقط کردیا، ایسوں پر جب فتح مکہ میں غالب ہوئے تو سب کو جمع کرکے پوچھا میں کیا کروں گا؟ سب نے کہا، آپ کریم ہی کیا سکتے ہیں کرم ہی کریں گے، حضور ﷺ نے فرمایا

"لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقا" ایسے اٹھے قریش گویا کہ ابھی قبروں سے نکلے ہوں، اس معاف کرنے والے کو عزت ومحبت ملی، کامیابی ناکامی کا مدار چیزوں، جنگوں، سڑکوں پر نہیں ہے بلکہ اس کے اپنے استعمال پر ہے، صحیح استعمال سے دونوں جہاں میں عزت ملے گی، اسی کی ندا پانچ وقت لگتی ہے سب کچھ چھوٹا ہے صرف خدا بڑے ہیں، دنیا کی ہر چیز عناصر اربعہ سے بنی ہے ایک ایک عنصر جو کائنات میں رکھا ہوا ہے اگر وہ ذرا کھل کر آجائے تو روس وامریکہ اور ان کی دم پکڑنے والوں کی ہر چیز کو ختم کر کے رکھدے ایک گھنٹہ میں ہوا کو خدا ذرا چلادیں تو سارا ختم اس کائنات کے اندر کی رکھی ہوئی، جہنم کی نہیں، آگ کو خدا ایک گھنٹہ کے لئے سارے امریکہ سارے روس، سارے عالم میں چھوڑ دیں اور فائر بریگیڈ میں اور اس کے پانی میں آگ لگادیں تو کوئی کیا کر سکے گا، آدھ گھنٹہ میں سب جل کر خاک ہو جائے، اگر جامنوں کو دور کابیوں میں ہلانے کی طرح خدا کسی ملک میں یا سارے عالم میں زمین کو ہلادیں یا پانی چڑھا کر آویں تو سب کچھ ختم، انسانوں کے ہاتھوں کا بنایا ہوا، عناصر اربعہ کے سامنے بے حیثیت ہے تو خود عناصر اربعہ خدا کے سامنے ذرہ کی طرح ہیں، یوں کہا جاتا ہے کہ پرزہ تو چھوٹا ہے لیکن اس کے بغیر مشین چلے گی نہیں، اب یہ نہیں ہے کہ زمین آسمان ہے چھوٹا لیکن اس کے بغیر قدرت خدا سے نہ ہوگا، جس قدرت سے اشخاص کا عروج وزوال اور قوام کی عزت وذلت ہوتی ہے اس قدرت کے اصول بنانے کے لئے خدا نے حضرت محمد ﷺ کو بھیجا ہے، تم خود ہی فیصلہ نہ کرلو، انھوں نے اپنی مشین کو استعمال کرنے میں کامیابی بتائی ہے، حسین ہو یا سیاہ، عالم ہو یا عامی، وزیر ہو یا فقیر، ہر حال میں مشین ٹھیک استعمال کرو، دوسری مشینوں کو تم نے ٹھیک استعمال کرلیا تو یہ تمہاری کامیابی نہیں ہے بلکہ تمہاری اپنی کامیابی یہ ہے کہ تم اپنی مشین صحیح استعمال کرلو، تو فقر وفاقہ میں موسیٰؑ کی طرح چمک جاؤ گے، ورنہ قارون کی طرح ہلاک ہو جاؤ گے "موسیٰؑ" کی مشین کا ہر پرزہ بنانے والے کے طریقہ کے مطابق استعمال ہوتا تھا تو چار، آٹھ آنے کی عباء اور چٹنی روٹی میں عزت پاتے ہیں، ملک واقتدار والا فرعون بھی غلط استعمال کی وجہ سے ذلیل ہوتا ہے، فرعون اور اس کے ساتھی اپنی مشین غلط استعمال کر رہے تھے، اگرچہ ان کے درخت وانہار، مزارع اور ان کے سارے جانور، گدھے، مرغیاں صحیح استعمال ہو رہی تھیں، قارون کا گھوڑا درست استعمال ہوتا تھا، اس نے کسی چیز کو غلط استعمال نہیں کیا، جس کی پاداش میں اسے ہلاک کر دیا گیا ہو، بلکہ اپنی مشین کو غلط استعمال کرنے پر اسے ختم کر دیا، محکوم، اقلیت، ضعفاء ارض فقراء عزت پالیں گے اگر اپنا استعمال درست کرلیں، ورنہ حاکم واکثریت، واقویاء ارض، اغنیاء ہو کر بھی ذلیل ہوں گے، انبیاء علیہم السلام نے اپنے ہر ساتھی سے

یہی کہا کہ تم اپنا استعمال درست کرلو، موسیٰؑ نے محنت کر کے ساری قوم کا استعمال خدا کی مرضی کے مطابق کروالیا تھا، یقین چار طرح کا بنے، اللہ بغیر، غیر سے کچھ نہ ہوگا، تدبیر و ترکیب سے دوا و غذا سے، طعام و شراب سے اللہ بغیر کچھ نہ ہو، غیر کے بغیر اللہ سب کچھ کردیں، ملک الموت کے بغیر خدا اپنے حکم سے زندہ کردیں، خدا کسی کے محتاج نہیں ہیں اور یہ یقین بنے کہ حضرت محمد ﷺ والے طریقہ سے بغیر مال و چیزوں و جائیدادوں و ملک کے فلاح مل جائے گی، لیکن ساری چیزوں سے حضرت محمد ﷺ والے طریقہ کے بغیر فلاح و عزت نہ مل سکے گی، حضرت محمد ﷺ والے طریقہ سے ہر جگہ ہم حفاظت، عزت و فلاح حاصل کرلیں گے، روس و امریکہ جوتیاں بنیں، چاند و سورج ہاتھ میں آجاوے تو بھی ہم ذلیل ہوجاویں گے، اگر حضرت محمد ﷺ والے طریقہ پر استعمال نہیں ہے، اس یقین کو دل میں لے آنے پر سارے منافع اخروی و دنیاوی دیدیں گے، یقین بولنے، سننے سوچنے سے بنتا ہے، جن رسولوں، کتابوں حشر و نشر، مبداء و معاد کو ماننا ہے اس کے تذکرے سے ایمان بنے گا اور جتنا ملک و مال کے تذکرے چل جائیں گے اتنا ہی ایمان کمزور ہوتا جاوے گا، سب کی بڑائی نکلے اور ان کی چھوٹائی دل میں آجاوے، صرف خدا کی بڑائی دل میں ہو، اسی محنت کے لئے مسجد بنی ہے، دعوت کا بولنا علم کے ساتھ ہی درست ہوسکے گا، قرآن و حدیث میں ایمانیات سے متعلقہ آیات و احادیث کو سنو، اپنے اعضاء کے طریقہ استعمال کو معلوم کرو، کارتوس سے خالی کر کے پہلے بندوق چلاتے ہیں، موٹر و مشین کرتوس سراریوں اور کپڑوں کے ساتھ بھی ٹھیک چل سکے گی، ایسے ہی نماز میں تمام نقشوں کے ستعمال سے، بیوی بچوں کے سننے سنانے سے، کھانے پینے سے خالی کردیا گیا، اگر سب سے خالی ہوکر صحیح استعمال ہوسکتے ہو تو سب میں مشغول ہوکر بھی صحیح استعمال ہوسکو گے، ایک تو ہے نماز ایک سے دین ملک، سیاست، کھیتی، دکان دفتر سے خالی ہوکر، نماز کے اندر کا استعمال درست کرلیا تو اب مخلوق کے اندر کا استعمال درست کرسکو گے، نماز کی طرح ہر کام میں خدا کو راضی کرنے کی نیت کرو، نماز کی طرح آنکھ، ہاتھ، پاؤں، زبان، کان، کو بھی طریقہ محمدی کا پابند بناؤ، جیسے نماز میں حضرت محمد ﷺ والے طریقہ سے کامیابی ملتی ہے، ایسے ہی صنعت، تجارت، زراعت میں بھی حضرت محمد ﷺ والے طریقہ سے کامیابی ملتی ہے جس کا استعمال ہٹ کر صحیح نہ ہوگا، اس کا مخلوق میں الگ کر استعمال درست نہ ہوگا، نماز کے لئے ہم اپنے وطنوں کو چھوڑ کر خدا کے وطن (مسجد) میں آتے ہیں، ہٹ کر استعمال جڑ ہے، الگ رہ کر استعمال شاخ ہے ہٹ کر استعمال ہونا اصل ہے اس پر زور زیادہ لگاؤ، اس لئے مسجد میں آکر خوب اعمال کا ان کے اثرات و منافع کا ذکر کرو، چیزوں کی اچھی طرح سے تردید کرو، ظاہر سے چیزوں سے ہٹے

ہو تو باطن سے بھی ہٹ جاؤ، بیوی بچوں، دکان، مال، بینک، کھیتی سے نکل آئے ہو تو وہ چیزیں بھی تم سے نکل جائیں، صرف تمہارا ان سے نکل جانا کافی نہیں ہے، اصل کوشش یہ ہے کہ جن سے تم نکلے ہو، ان کی محبت وطلب اپنے دلوں میں سے نکالو، خالی چار رکعت سے انسان نہیں بدلتا ہے جب تک ماحول بنا کر ذکر علم، اخلاص ویقین حاصل نہ کرے، متعلمانہ عالمانہ ماحول ہو، اخلاص والا ماحول ہو، راہ ورسم وزراء سے بنانے کے لئے کسی حسین کے تذکرہ کے لئے اس ماحول میں جمع ہونا نہ ہو، ماحول بنا کر رو رو کر کہوائے خدا جن سے ہم نکل کر آئے ہیں ان کا یقین ومحبت وطلب دل سے نکال دے، دعوت کا عمل، مجلس علم، نماز، اللہ کا ذکر ہمارے ٹھیک ہونے کے اسباب ہیں ان کو اختیار کر کے کہوائے خدا دل تیرے ہاتھ میں ہے تو بدلے گا تو ٹھیک ہو جائے گا، اللھم یا مقلب القلوب الخ اللھم اجعل فی قلبی نوراً الخ" سبب اختیار کر کے جب دعا مانگی جائے گی ہدایات ملنے کے، نور ملنے کے، دل کے پٹنے کے اسباب اختیار کر کے خدا سے مانگا جائے گا تب خدا یہ دولتیں دیدیں گے، دل مان جاویگا کہ آنی جانی چیزوں میں ملک ومال میں کامیابی نہیں ہے، اس کے بعد تم ہر جگہ ہو، فقر ودولت میں ہو، غربت وغنی میں، دکان وزمین میں حضرت محمد ﷺ والے طریقہ اختیار کرو گے تم کچھ بھی بن جاؤ گورنر یا وزیر ملک یا افسر، کامیاب ہو جاؤ گے اور اگر حضرت محمد ﷺ والا طریقہ نہ لیا تو فقیر بن کر بھی کامیابی نہ ملے گی، بس اس کے لئے ایسا ماحول مسجد کے اندر تیار کر لو کہ جو اس میں کسی طرح پہنچ جائے وہ بدل جائے اب تو مسجد نبویؐ میں صرف مسلمان ہی آتے ہیں اور ہم ان کو سکھانے کھلانے کا انتظام نہیں کر رہے ہیں، حضور ﷺ کے زمانہ میں یہاں کا ماحول ایسا تھا کہ اس میں کفار تک کے لئے کھانے پینے کا، ان کے سیکھنے سکھانے کا نظم کیا جاتا تھا، حضور ﷺ پر بہت سخت بنو ثقیف، قیام مکہ میں حضور ﷺ اہل مکہ سے تنگ آکر طائف گئے، تو ان کے کسی سردار نے کہا، اللہ کو نبی بنانے کو اور کوئی نہیں ملا تھا، دوسرے نے کہا میں تم سے کبھی بات نہ کروں گا، جھوٹے ہو تو بھی، سچے نبی ہو تو بھی، حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم قریش سے اور عام لوگوں سے اس کا تذکرہ نہ کرنا، لیکن ان سرداروں نے طائف کے اوباش لوگوں کو اکسا دیا جنھوں نے دو صفیں بنا کر حضور ﷺ کے قدموں کو زخمی کر دیا، حالت ایسی خراب کر دی کہ حضور ﷺ کو مارنے والے عتبہ وشیبہ تک کو بھی رحم آگیا، انھوں نے عداس کے ہاتھ اپنے باغ سے انگور بھیجے وہ نتیجے میں مسلمان ہو گیا، اس پر واپسی میں غضب خدا جوش میں آئی، فرمایا ان کے مرنے سے مجھے کیا ملے گا اگر زندہ رہ گئے تو ان کی اولادیں مسلمان ہو سکتی ہیں ان کی طرف ایک دفعہ رحمت محمدیؐ متوجہ ہو گئی تو فتح مکہ کے بعد حضور ﷺ اگرچہ لشکر طائف کی طرف لے گئے، لیکن باہر ہی پڑاؤ ڈال دیا، ایک عورت نے

آ کر کہا آپ لڑتے کیوں نہیں؟ کہا خدا سے حکم نہیں ملا، اس نے کہا کہ پھر چلتے کیوں نہیں؟ اور حضور ﷺ اس لشکر کو لے کر بغیر لڑے آ گئے، اپنی سابقہ رحمت کے خلاف نہ کیا، جب طائف والوں نے دیکھا کہ ہمارے چاروں طرف کے سو فیصد عرب مسلمان ہو گئے ہیں اب کوئی راستہ نہیں رہا ہے سوائے اس کے کہ اسلام میں ہم داخل ہو جائیں، اس کیلئے انھوں نے وفد بھیجا، مجبور ہو کر آنے والے کی عزت نہیں کی جاتی ہے بلکہ اس کو خوشامد کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے لیکن واہ جی کیا کہنے حضرت محمد ﷺ و اصحابؓ کے کہ کسی کو ہدایت مل جائے اسے وہ اپنا کام سمجھتے تھے اسی لئے صحابہ نے خوب خوشامد کی، طائف کا وفد بھیجا تو حضرت مغیرہؓ اپنی باری کے جانور چرا رہے تھے، انھوں نے اس وفد کو دیکھا تو سب چھوڑ چھاڑ حضور ﷺ کو اطلاع دینے کے لئے دوڑے، راستہ میں حضرت ابو بکرؓ سے ذکر کر دیا تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا تجھے قسم ہے میں جا کر اطلاع کروں گا تو نہ کر، اب حضرت مغیرہؓ لوٹے تو مسجد والا عمل تعلیم کا شروع کر دیا، حضور ﷺ کو کیسے سلام کریں، سارے راستہ سکھاتے آئے، مدینہ سے باہر ہی سے کفار کو سکھانے کا عمل چل رہا ہے لیکن ایسے اکھڑ تھے کہ حضور ﷺ کو اپنے ہی طریقہ سے سلام کیا، ان میں سے سخت قسم کے لوگوں کے لئے مسجد کے اندر خیمہ ڈال دیا گیا اور نرم قسم کے لوگوں کو مدینہ کے کسی محلہ میں ٹھہرایا گیا، کہیں نرم و سخت مل کر نرم بھی سخت کی طرح سخت نہ ہو جائیں، اس قسم کے اصول تو سیرت سے ہی ہم نے لئے ہیں، قومی اعتبار سے بنو معاویہ اونچے تھے، ان کی ناک کے بال خالد بن سعیدؓ کو ان کی خدمت کے لئے مقرر کیا گیا، اسلام تھا ورنہ یہ طائف والے خالدؓ کی خدمت کرتے، حضرت خالد سر پر کھانا مختلف قسم کا لے کر آتے تو یہ کہتے تمہاری باتوں کا ہمیں اعتبار نہیں، شاید زہر ہو اس لئے تم کھاؤ، اس طرح تین دن ان کی خدمت ہوئی اور انھوں نے اعمال مسجد کو صرف دیکھا، عصر کے بعد حضور ﷺ ان سے معاملہ کرنے آتے، طائف والوں نے کہا کہ پہلی شرط یہ ہے کہ مسلمان ہو جائیں گے لیکن تین سال تک بت نہ چھوڑیں گے، حضور ﷺ نے فرمایا یہ منظور نہیں بت توڑنے پڑیں گے، انھوں نے کہا ہم اپنے ہاتھوں سے نہیں توڑ سکتے ہیں فرمایا اچھا ہم تڑوا دیں گے، طائف والوں نے دوسری شرط لگائی کہ ہم نماز نہ پڑھیں گے، حضور ﷺ نے فرمایا۔ لا خیر فی دین لا رکوع فیہ'' انھوں نے کہا اچھا تو پھر تمہاری طرح اوپر نیچے ہو جاویں گے نماز میں لیکن جہاد و زکوۃ میں حصہ نہ لیں گے، حضور ﷺ نے فرمایا اچھا یہ منظور ہے، آج کے مسلمان کو دیکھ لیتے تو صحابہ تعجب نہ کرتے، لیکن انھوں نے تعجب کیا کہ یہ کیسا اسلام؟ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں، کلمہ و نماز پر آ جاویں تو باقی پر خود آ جائیں گے حضور ﷺ نے بت توڑنے کے لئے حضرت مغیرہؓ ہی کو بھیجا، انھوں نے تماشہ کیا کہ بت کو ایک گرز مار کر ایک ٹانگ کو اوپر

اٹھا کر ادھر ادھر دوڑنا شروع کر دیا، طائف والوں نے کہنا شروع کر دیا کہ ہمارے معبود نے دیکھا ٹانگ خراب کر دی ہے لیکن اپنی دوسری ٹانگ سیدھی کر کے کہا نہیں اور سارے بتوں کے ریزے ریزے کر دیئے مسجد کا ایسا ماحول تھا کہ چند دن میں کافروں کو بھی بدل دیتا تھا، یہ ماحول ۲۴ گھنٹے کا حضرت محمد ﷺ والے اعمال میں جان لگانے سے بنتا ہے سب کو اپنی جانیں مسجد والا ماحول بنانے کے لئے پیش کرنی ہیں اپنے شہر کی مساجد میں اور باہر کی مساجد میں ماحول بنانے کے لئے کتنی جان لگے گی اس کی تفصیل حضرت محمد ﷺ نے بتائی کہ چار ماہ باہر، آدھا دن رات مسجد میں، آدھا دن رات گھر و کمائی میں، مال بھی اسی طرح خرچ ہو جو ماحول متحرک ہوتا ہے وہ سب جگہ قائم ہو جاتا ہے، ہمارے ماحول اول تو ہیں نہیں، اگر ہیں کہیں تو چار دیواری میں بند باطل ماحول متحرک ہونے کی وجہ سے چھا گیا، اگر اندرونی محنت سے اپنی مساجد میں ماحول قائم کر لیں اور بیرونی محنت سے باہر بھی ماحول بنا لیں تو سب کو خدا اس ماحول کی طرف کھینچیں گے، جس کو کھینچنا نہ ہوگا ان میں لڑا کر، پتھر برسا کر، زمین پھاڑ کر ہلاک کر دیں گے، بس ہم محمد ﷺ والے ماحول کا رخ پیدا کر دیں، اس کے لئے موجودہ ترتیب زندگی چھوڑ کر حضرت محمد ﷺ والی ترتیب زندگی لینی ہوگی، جتنی ضرورت ہے اتنا بولو، زندگی مثلث ہو، مال و جان کا ایک تہائی بیرونی نقل و حرکت میں اور اپنی مسجد میں ایک تہائی لگے گا، آنے والوں کو کھلاؤ اور سکھاؤ حاجتوں پر لگاؤ اس ترتیب والے ایک شخص پر خدا ہزاروں کو ہدایت دیں گے، اب بولو، کسی نہ کسی ترتیب پر خود کو لاؤ یہاں کا بولنا اپنے ملک میں بولنے سے کہیں زیادہ اثر رکھتا ہے۔

صحابہؓ کی سیاست کی بنیاد اللہ کا حکم پورا ہو جانا تھا

عمومی بیان

جمعہ بعد نماز فجر ۲۹ رمئی ۱۹۶۴ء مطابق ۱۸ رمحرم ۱۳۸۴ھ حرم مدنی

میرے بھائیو اور دوستو!

ہر چیز اپنے ماحول سے چلتی ہے اور ماحول انسانوں کی محنت سے بنتا ہے جیسا ماحول ویسے زندگی کے طریقے ہوں گے، اگر مال اور چیزوں پر محنت ہو تو چیزوں والے اس ماحول میں چیزوں کے طریقے چلتے ہیں، ملک و مال کے ماحول میں انسانی زندگی کے صحیح طریقے نہیں چل سکتے ہیں عبادت کے ماحول میں چل سکتے ہیں انسان حیوان ہو کر بھی استعمال ہو سکتا ہے اور خلیفۃ اللہ بن کر بھی، یا جانور کی زندگی اختیار کرے گا یا خدا والے طریقے، اگر جانوروں والے طریقے ہیں تو انسانی زندگی آپس میں ہی ٹکرا کر ختم ہو گی، حیوانی زندگی ہے کہ اپنی زندگی کو بڑھانے اپنے دائرہ کی ضروریات کو پورا کرنے میں جان و مال لگانا، اپنا پیٹ بھرنا، اپنے بچوں سے کھیلنا اپنا مکان بنانا اپنی بڑائی حاصل کرنا ،رزق اپنے لئے سمیٹنا یہ سارے کام حیوانوں کے ہیں چاہے انسان بھی انہیں کر لے جانور بھی مکان کے بنانے میں خوب باریکیاں کرتے ہیں میں نے رمضان میں دیکھا، مجھے نیند نہیں آرہی تھی چڑا تنکے لاتا، چڑیا اس تنکے کو ترتیب سے اسے ادھر ادھر دیکھ کر رکھتی بالکل معمار کی طرح سے چڑے نے ایک تنکے کو خود مکان میں لا کر رکھ دیا تو چڑیا نے اسے غصہ میں چونچ مار کر گرا دیا یا چڑے نے لا کر دیا تو پھر چڑیا نے اسے اپنی سابق ترتیب سے اس گھونسلہ میں جوڑا، بالا خانے جانور بناتے ہیں بیوی کو مرغا کھلاتا ہے خود کھاتے ہیں اور بچوں کو بھی، چیونٹیوں میں بھی رزق سمیٹنا ہے بلی اور کبوتر اپنے لباس کو صاف کرتے ہیں۔ اقتدار پر قبضہ کرنا بڑا بننا مرغے میں موجود ہے بڑے گھر میں صبح و شام خوب دانے ملیں چلنے پھرنے کی جگہ اچھی ہے پندرہ بیس مرغیاں ہیں ایک ہی مرغا ہے تم دوسرا مرغا لے آئے گے تو دونوں آپس میں لڑیں گے یہ لڑائی کھانے یا جگہ کی کمی کی وجہ سے نہیں مرغوں کی کمی کی وجہ سے نہیں ہے صرف میرے ہاتھ میں اس گھر کی حکمرانی ہو، اس فکر میں دونوں خونم خون ہو رہے ہیں، حالانکہ گھر کے بڑے دوسرے ہیں جوان دونوں میں جیت گیا ہو سکتا ہے کل کو اسے ذبح کر کے کھا جاویں، دونوں مرغوں نے لڑنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا

ایک جیت گیا ایک ہار گیا جیتنے والا سینہ تان کر چل رہا ہے جو کھائے جس مرغی کو بلائے ہارنے والا گردن نیچی کر کے دم دبا کر چلے گا یہ کہیں کھائے گا تو دوسرا مرغا پر ہلا کر آنکھیں گھما کر کہے گا تجھے اس گھر میں کھانے کا حق نہیں ہے اگر نہ مانا تو آ کر اسے دو چار چونچیں مار دے گا بلکہ ایسے ہی الیکشن میں جیت جانے والا ممبر دوسرے کے ساتھ کرے گا اسے دوسرے کو بولنے ہی نہ دے گا اگر انسان صرف ان ہی کاموں میں لگا رہے گا تو پھر اس کی زندگی جانوروں والی شمار ہوئی ہے خدا اس سے بالکل خوش نہیں ہیں "یاکلون کما تاکل الانعام والنار مثوی لھم" صرف اپنے گھر اپنے لباس وطعام اپنے بیوی بچوں اپنی عزت کی فکر ہے دوسری زندگی خلافت والی ہے جس میں انسان خدا کی نیابت کرتا ہے کہ جو کچھ جانور اپنے لئے کرتا ہے اسے ہی خدا دوسروں کیلئے کرتے ہیں اللہ کھاتے نہیں کھلاتے ہیں پیتے نہیں پلاتے ہیں دوسروں کو عزت و مال دیتے ہیں دوسروں کو بچے دیتے ہیں خود بچہ نہیں رکھتے ہیں اپنی نعمتیں دوسروں پر لگاتے ہیں ان میں کوئی تقاضہ انسان والا نہیں ہے وہ انسانوں کے تقاضے پورے کرتے ہیں جاہل کو علم، گمراہ کو راستہ خوفزدہ کو امن دیتے ہیں، غلطیوں سے درگزر کرتے ہیں زندگی دوسروں کی بناتے ہیں خود خدا بڑے ہیں کوئی ان کی بڑائی بیان کرے یا نہیں اللہ ہم سے اپنی بڑائی کہلواتے ہیں ہم کو دینے کیلئے ہی اللہ ہر حال میں بڑے ہیں حضرت محمد ﷺ یا کسی اور کے خدا کی بڑائی بیان کرنے سے خدا کی بڑائی میں اضافہ نہیں ہوتا ہے، اگر سب خدا کو چھوٹا کہیں تو خدا کی بڑائی میں ذرہ بھر فرق نہ آوے گا ہماری پاکی بیان کرنے سے پاکی خدا میں اضافہ نہیں ہوتا ہے خدا ہر حال میں جیسے ہیں ویسے ہیں بس ہم یہ سب کہیں گے تاکہ ہمیں ملے فائدہ خدا کسی سے لیتے نہیں ہیں ہر ایک کو فائدہ پہنچاتے ہیں وہ ہر ایک سے پاک و بے نیاز ہیں کسی کی ان کو حاجت نہیں ان کی کوئی صفت کم زیادہ نہیں ہوتی ہے کیونکہ کم ہوتا تو نقص ہے اور زیادتی زمان سابق میں کمی کے وجود کو لازم ہے یعنی زیادتی نقص کو مستلزم ہے اللہ کی ذات و قبضہ و خزانہ و علم میں نہ کمی نہ زیادتی ہے جانور دوسروں کو فائدہ نہیں پہنچاتا خود دوسروں سے فائدہ لیتا ہے بچہ سے چھین لیا یہاں منہ مار لیا وہاں کے پتے کھا گیا خدا نے اسی میں انسانی زندگی کا بننا بگڑنا رکھا ہے کہ حیوانی زندگی ان میں چلے گی تو حالات بگڑیں گے جیسے رنڈی ہر وقت سوچتی رہتی ہے کہ اس گزرنے والے سے کیسے لوں؟ اس کیلئے وہ اشارہ کرے گی ایسے ہی آج کے حکام بیٹھ کر صرف یہی سوچ سکیں گے کہ تجار سے موٹر والوں سے سائیکل والوں سے کیسے وصول کیا جائے سیٹی دیتے ہی نہ رکنے کی وجہ سے حکومت ۲۵ روپے کا جرمانہ کر رہی ہے وزیر وغیرہ کے استقبال میں خرچ کرنے کیلئے پولیس والوں کو کہ دیا جاتا ہے کہ لوگوں سے رقم وصول کرو، یہ بتی یوں کیوں جل رہی ہے ابھی سے کیوں نہیں جلائی؟ اتنے تیز کیوں جا رہے ہو؟ ایسے بہانوں سے وصول کرتے ہیں حکام تو محکوم سے لینے

کی سوچتے رہے، محکوموں نے سوچا، اچھا ہم بھی دیکھیں گے حکام تو محکوم کے ہی رشتہ دار ہیں محکوم نے ۵۰ ہزار لے کر چیز ۱۵ ہزار میں بنا کر ۳۵ ہزار اپنے پاس رکھ لئے اب سارے پل ساری عمارتیں حکومت کی کمزور ہوں گی ان کا آپس میں کبھی جوڑ نہ ہوگا، ہر ایک دوسرے سے لینے پر تلا ہوا ہے ہمارے ہاں کسی چیز غالباً موم بتی کے آنے پر کسٹم لگایا تو تجار نے بڑی مقدار میں منگایا کہ ایک میں سے ۴۴/۴۴ بنالیں حیوانیت کی ایک حد ہے جب تک تو خون خرابہ نہیں ہوتا ہے پھر بعد میں خون خرابہ کے ساتھ حیوانی زندگی چلتی ہے بعض جانور ایسے بھی ہیں کہ دوسروں کی بگاڑے بغیر اپنی زندگی بناتے ہیں بعض جانور دوسروں کی بگاڑ کر اپنی زندگی بناتے ہیں۔ انسانوں میں بعد میں یہ خون والی زندگی چلتی ہے کبھی اکثریت سے اقلیت کا اقلیت سے اکثریت کا خون گرتا رہے گا۔ ہر ایک کی دوسرے سے زندگی بگڑے گی، ہر اس بنیاد کی زندگی والے ہر وقت فساد میں رہیں گے کبھی انسانوں کے ہاتھ سے دوسروں کے حالات خراب ہوں گے، اطمینان کے ساتھ ایک گھڑی نہ گزار سکے گا، مر کر اس راستہ پر چلنے والے آخرت کے عذابوں کو بھگتیں گے دوسرا راستہ خلافت ہے ایسا معاشرہ جس کے حاکم و محکوم مقامی پردیسی کچھ اپنے اپنے گھر والوں پر لگا کر باقی دوسروں پر لگا دیتے ہیں ہر نوع کا ہر آدمی اپنے دائرہ پر خرچ کرے مال و جان کو کچھ خدا کے بندوں کے نفع پر لگائے ایسے معاشرہ کا وجود انسانی زندگی کو مصیبتوں سے نکالتا ہے اس معاشرہ کے حکام بیٹھ کر یہ نہ سوچیں گے کہ جو کچھ محکوم کے پاس ہیں اس سے اپنی زندگی کیسے بنائیں بلکہ یہ سوچیں گے کہ محکوم کو کس طرح سے دیں ان کے ہر کام میں سہولت کیسے پیدا کریں مال والے غریبوں کی زندگی مال لگا لگا کر بنانے کو سوچیں گے کہ کیسے مال لگا کر ان کے بداخلاقی کے مناظر و زنا کو چوری کو ختم کرا دیں ہر ایک دوسرے کو فائدہ پہنچائے اس معاشرہ میں بعض کی زندگی بعض سے بنے گی مقامی کی پردیسی سے، پردیسی کی مقامی سے زندگی بنے گی، ایسوں کے علاقہ میں خدا جنگوں و سیلابوں کو روک دیں گے۔ جنگ دوسرے علاقے میں ہوتی رہے گی خدا کی طرف سے جنگ اس وجہ سے وجود میں آتی ہے تا کہ غلط ختم ہو خدا اس معاشرہ کی آگ سیلاب زلزلہ ہر مصیبت سے حفاظت کریں گے اور حیوانیت والے معاشروں کو ہاتھ ڈال کر توڑ دیں گے۔ اب یہ معاشرہ بنے گا کیسے؟ ہر طبقہ کا ہر فرد جانی خدمات بھی مالی خدمات بھی پیش کرے، بیوی بچوں کے گھر و کاروبار کے مسائل کو پس پشت ڈال دے، خدائی اخلاق پر یہ معاشرہ اترے اس کیلئے تھوڑی سی مشق سب کو کرنی ہوگی اس معاشرہ پر آنے کیلئے عبادت پر محنت کرنی ہوگی۔ ''انی جاعل فی الارض خلیفة'' میں خدا نے انسان کو تعارف نتیجہ والی صفت سے کرایا ہے اور'' وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون'' میں ابتدائی صفت سے تعارف کرایا ہے، عدل و انصاف والا تعاون و رحم والا معاشرہ چیزوں کے نقشے کم رکھتا ہوگا اعمال زیادہ۔ آج کا

سارا معاشرہ مکہ مدینہ والا بھی یہود و نصاریٰ کا حیوانی معاشرہ ہے، خلفاء صحابہؓ والا معاشرہ نہیں ہے اس معاشرہ سے وہ حیوانیت مکہ مدینہ میں پہنچ رہی ہے جس کو صحابہؓ نے یورپ، بلاد عربیہ، ایران و پاکستان تک سے نکال دیا تھا خلافت والی زندگی سے جس صحابیؓ کی زندگی پڑھو گے تو اس میں خلافت ہی خلافت دیکھو گے، آج کے مسلمان تو نفس وشیطان کے یہود و نصاریٰ کے آلہ کار بن کر چل رہے ہیں، خلافت والی زندگی پھل ہے عبادت کا۔ جب عبادت میں طاقت پڑ جائے عبادت سے مسائل حل ہونے لگیں تو عبادت سے انسانی اخلاق کا پھل نکلتا ہے، جب جڑوں کے اندر درخت کا باہر پھیلاؤ پورا ہو جاتا ہے تو پھل، پھول خو بخود نکل آویں گے اگر جڑ و درخت کے بغیر ہی پھل کی محنت کریں تو پھل مل ہی نہ سکے گا۔ عبادت لائے بغیر کتنی محنت کرلیں۔ اخلاق نہ تعاون و محبت و ہمدردی کو وجود مل ہی نہ سکے گا، بس عبادت محنت سے کرو، یقین دواؤں، کپڑوں، موٹروں، دکانوں، مال و ملک کا ہے علم چیزوں کا خوب ہے لیکن ایسا آدمی نماز کو آیا، نماز پر نہ یقین ہے نہ نماز کے کسی جز کے فائدہ کا علم ہے نماز کے اجزاء کے فائدے تو محنت سے معلوم ہوتے ہیں، محنت تو ساری بیوی بچوں ملکہ وکٹوریہ کو خوش کرنے میں لگ رہی ہے، نماز کیلئے اس نے علم و ذکر بھی نہ بنایا اور یقین و اخلاص بھی نہ بنایا دھیان بچلا ہوا، یقین غلط، علم یورپ و ایشیا کی چیزوں کا، یہ ہے عبادت کی رسم یا بغیر روح کا انسان بغیر روح کی عبادت میں کسی ایک مسئلہ کا حل دکھائی نہ دے گا، جیسے بے روح کے انسان میں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا ہے اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں، خالی نماز سے کیا ہوتا ہے کچھ اور بھی ہو اور کچھ مقدمے بھی ہوں مقدمہ میں وکیل کے حسب حال کہنے پر جھوٹ بولو، منکرین ملحدین جو کر رہے ہیں وہ سب کرنا پڑے گا، حالانکہ حضرت محمد ﷺ یا کسی نبی نے خبثاء زمانہ کے اعمال میں سے کسی عمل کو نہ کیا تھا اعمال کے بغیر صرف نماز پر موسیٰؑ نے فرعون کو ختم کرا دیا، خالی نماز سے نہیں ہوتا ہے اس کا مطلب کہ انبیاء علیہم السلام نے جو کچھ کیا ہے خالی اس سے کامیابی نہیں ملتی ہے البتہ یہود و نصاریٰ کے خالی کاموں سے کامیابی مل جاوے گی ارے خالی ملک و مال کے ہاتھ میں آجانے سے ایٹمیات کے بن جانے سے کہاں زندگی بنتی ہے جب تک یقین و اخلاق و جرأت نہ ہو، جب یقین و جرأت تھی خدا پر اعتماد تھا نمازیں درست پچھ نہ کچھ تھیں اس زمانہ میں محمود غزنوی نے ہند کے سترہ مقامات پر قبضہ کرلیا تھا صرف لٹیرا ہی نہ تھا پورا منتظم تھا ہند میں اس کا نائب تھا چونکہ مقبوضات کو جانے میں چکر پڑتا تھا صرف اسی وجہ سے ایک ہی حملہ میں کشمیر کو قبضا لیا تھا ہر جگہ اس نے اپنے نائب مقرر کئے تھے جرأت و ہمت کے بغیر ہتھیار چلانے کی صورت ہو نہیں سکتی ہے جرأت و ہمت نہیں ہے اسی وجہ سے ہتھیار روس امریکہ نے کتنے بنا لئے ہیں لیکن استعمال نہیں کرتے ہیں یا انہوں نے کوئی ہتھیار بنایا ہی نہیں ہے ویسے ہی شور مچا رکھا ہے ایمانی جرأت والے

زمانہ میں سوتے شیر کو مارنا عیب سمجھا جاتا تھا۔ حضور ﷺ نے ایسی ایسی طاقت کو زیر کیا ہے جو اپنا موازنہ شیروں سے کیا کرتے تھے جسے بہادر بنانا چاہتے تھے اسے گھر سے نکال دیتے تھے گھر سے باہر نکل کر مارے مارے پھرنے سے وہ بہادر بن جاتا ایک شخص ایسا ہی تھا اس نے حملہ کر کے ایک قافلہ سے جوان لڑکی کو چھینا رات کو صحبت کرنے لگا کہ حسن سے تلذذ کا حق صرف بہادر کو ہے تو لڑکی نے کہا کہ اگر بہادری کی وجہ سے یہ حسن کو لوٹا ہے تو مجھ سے زیادہ حسین فلاں قبیلہ کی لڑکی ہے وہ لڑکی اس کے چچا ہی کی تھی جس نے اسے نکالا تھا چچا نے کہا کہ تو آوارہ ہے لڑکی تجھے نہ دوں گا اس نے اس خاندان کا دس سال تک اکیلے ہی محاصرہ کیا اس خاندان کو کہیں نہ جانے دیا تو خاندان والوں نے کہا کہ یا تو تو لڑکی کی شادی اس سے کردے یا ہم تجھے مع لڑکی کے اس کے حوالہ کر دیں گے اس نے سوچ کر اس سے کہا فلاں قبیلہ کے سو اونٹ مہر کے لا کر دیدے اور یہ خیال تھا کہ جلدی کی وجہ سے یہ لمبے راستہ کی بجائے مختصر اور ایک سانپ اور ایک شیر والے راستہ سے جائے گا اول تو شیر یا سانپ سے ہی مر جائے گا نہیں تو قبیلہ ہی ہلاک کر دے گا چنانچہ وہ مختصر راستہ سے چلا شیر ملا اس نے شیر کی زبان کو اس زور سے پکڑ لیا کہ اس کا جبڑہ کھل گیا اور شیر اس کو کاٹ نہ سکا، جب دیکھا کہ میری طاقت شیر سے زیادہ ہے تب اسے تلوار سے قتل کیا اور اس کے خون سے کرتے پر شعر بہادری کے لکھ کر چھوڑ کر چل دیا کہ بلی کی طرح شیر میرے ہاتھ میں تھا ادھرے چچا نے اس کرتے کے شعروں سے اور مردہ شیر سے اس کی بہادری کو مان لیا اور اس نے کوشش کی کہ اژدہے سے مڈبھیڑ سے قبل اسے روک لے، وہ چلا تو اس وقت وہ بہادر اژدہے سے زور آزمائی کر رہا تھا اور باوجود ہزار کوشش کے اژدہا اس کے جسم کو لپٹ نہ سکا تو اسے بھی قتل کر دیا اسے واپس لے گیا اور لڑکی سے شادی کرادی، انسانی طاقت کی آخری حدود سے آگے ہی ہے ایمان کی طاقت جان کی طاقت کے زمانہ میں جلدی سے قصے حل ہو جاتے تھے، یزید کے دربار میں باندی آئی وہ باندی یزید کے کسی درباری و مصاحب کو دیکھنے لگی جو خوبصورت بھی تھا یزید نے کہا شاید یہ آدمی اسے پسند آگیا ہے اس نے وہ باندی اپنے اس مصاحب ابن عم کو دیدی، صبح کو وہ باندی گھر سے غائب تلاش سے ملی، (پوچھا) اری تو کیوں بھاگی ہے؟ اس نے کہا میرا مالک بہادر تھا فقر نے اسے بیچنے پر مجبور کیا وہ مجھے لے کر چلا آخری رات میں اس نے کہا تو جانے والی ہے صحبت ہی کر لوں صحبت کرنے لگا تو شیر آگیا وہ مجھ سے ہٹ کر شیر کو مار کر آیا لیکن اس کی طاقت میں فرق نہ تھا اور یہ مصاحب صحبت کرنے لگے تو چوہا اوپر سے کودا جس کی وجہ سے یہ ایسے بے ہوش ہو کر گرے کہ مجھے موت کو خطرہ ہوا تو میں بھاگ اٹھی تاکہ مجھ پر قتل کا غلط الزام نہ لگ جائے سارے درباری اس سے ہنسنے لگے اس درباری کے پاس راکٹ بم آجاویں تو کیا کرے گا؟ ذرا شور سے گر جاویں تو انہیں راکٹ سے آگے کی چیز دیدو تو بھی

کچھ نہ کر سکیں گے اور ایمان والے کسی شکل سے بھی اثر نہ لیں گے اور اللہ اکبر کہہ کر اسلحہ کے بغیر سب کچھ حاصل کر لیں گے اخلاق لینے کیلئے پہلے عبد بننا پڑتا ہے عبدیت کی زمین پر خلافت کے پھول و پھل آتے ہیں انانیت کی زمین پر نہیں انسان کی قیمت اپنے جسم کے اعتبار نہیں ہے بلکہ جس کیلئے بنا ہے اس کے اعتبار سے اس کی قیمت ہے مٹی سے بنا تو حیض کا خون اس کے بدن کے ہر حصہ میں ہو گیا، منہ سے نیچے جاتے ہی حلوے کی خوشبو ختم قے کر کے دیکھ لو، یہ اپنے موضوع کے اعتبار سے قیمت رکھتا ہے اپنی ذات کے اعتبار سے نہیں، یوں کہیں اس زمین میں بہترین پانی ہے اس میں اچھی چیز ہو سکتی ہے تم نے اس زمین کو خریدا اور اس پر پڑ گئے تو کچھ بھی نہ ملے گا جب تک محنت نہ کرو گے محنت کر کے اس زمین میں سے پانی سونا پیٹرول نکال کر مالدار بن سکتے ہو ایسے ہی صرف عبادت کی محنت سے خلافت و اخلاق والی محنت ہے صحابہؓ پر الزام ہے کہ انہوں نے ملک پر محنت کی ہے بلکہ وہ عبادت کر کر کے خدا کو راضی کر کے اخلاق کو حاصل کر گئے تھے مکہ میں محنت چلائی ایمان ہے عبادت وہیں مل گئی اس کیلئے یہاں آ کر سب سے پہلے مسجد ہی بنائی جس میں اللہ کا ذکر ہے نماز ہے عبادت میں سارے مسائل کا انحصار بتایا جا رہا ہے وفد باہر سے آیا اس نے آپس میں سوچا کہ اگر ہر ایک اپنے اپنے سامان و سواری کی فکر میں لگ گیا تو ہر ایک کا علم ناقص ہوگا لہٰذا ایک آدمی اس کیلئے مقرر کر دو ایک صاحب نے خود کو پیش کر دیا اب سارے لوگ حضور ﷺ سے علم لینے میں لگ گئے یہ بھی حضور ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھیں کبھی جنگل میں جانوروں کے پاس ہی پڑھ لیتے ایک دفعہ انہوں نے سوچا کہ میرے ساتھیوں کو علم کی دولت ملے گی مجھے کچھ بھی نہیں میں جیسا اپنے ہاں تھا ویسا ہی یہاں ہوں ایک دم سب جانور چھوڑ کر مسجد میں آ پہنچے تو حضور ﷺ جن حدیثوں کو سنا کر گئے تھے ان کا مذاکرہ ہو رہا تھا کہ جو اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے گا اس کے گناہ معاف ہوں گے انہوں نے کہا بخ بخ کیا ہی اچھی بات ہے دوسرے نے اس پہلی والی بات سے بھی اچھی بات کہی وہ کیا تھی؟ کہ جو کلمہ شہادت پڑھے گا جنت میں جاوے گا، حضور ﷺ نے صحابہؓ کو بازار کے مقابلہ میں ڈالا تھا اس کیلئے مسجد کو اعمال سے آباد کیا تھا مسجد نبوی میں تلاوت تھی ایمان کا مذاکرہ تھا دوسروں کو سکھانا تھا انہیں اعمال کو لے کر نقل و حرکت کرتے اس مسجد میں وقت لگا کر بازار کے کاموں سے مقابلہ کرتے، کبھی باہر نکل کر بازار سے مقابلہ کرتے، نماز والا عمل ان اعمال کی طرف ڈالتا رہتا تھا نماز کے بعد پھر وہی پہلے والا کام شروع کر دیتے یا نماز کے بعد دوسرا عمل شروع ہو جاتا جن اعمال سے اجتماعی زندگی بنے گی وہ مقابلہ میں ہے ان اعمال کے جو ذاتی زندگی بناتے ہیں اس کیلئے کمائی کا خوب مقابلہ کرایا گیا ہے اگر تم کو عبادت و اخلاق والی محنت کیلئے کمائیوں کو چھوڑنا آ جاوے اپنے نفس سے ہر ایک مقابلہ کرے، گرمی و قحط کی شدت فقر کی زیادتی رکنے کو کہتی

تھی منافقین کہتے تھے کہ روم پر ہاتھ ڈالنا ہنسی کھیل نہیں ہے سب مرجاویں گے اس سب کے باوجود صحابہ کرام نکلے حضور ﷺ نے مسجد کو بازار کے مقابلہ میں کھڑا کردیا کہ حضور ﷺ پہلے بازار کی کسی چیز کا نفع بتاتے پھر اس سے زیادہ نفع مسجد کے کسی عمل میں بتاتے تھے اور جو بازار کے حق میں پہلے ہی ووٹ دیدے اس نے تو اس قسم کی ساری احادیث کو ذبح کردیا نماز کو آنے والا تاجر کہتا ہے کہ تم نے نماز کے بعد مجھ سے مسجد میں رکنے کو کیوں کہا میں بازاری ہوں مسجد کا نہیں ہوں اگر زیادہ پیچھے پڑو گے تو نماز کو بھی نہ آویں گے اتنے میں حضور ﷺ تشریف لائے انہوں نے سلام کیا حضور ﷺ نے اعراض کیا جواب نہ دیا انہوں نے کہا کہ آپ ناراض کیوں ہیں؟ ارے تجھے دس اچھے لگتے ہیں یا ایک؟ اس نے کہا حضور ﷺ میں سمجھ گیا میں تو چلا یعنی ان کے مسجد میں آتے ہی وہ دس اپنے اونٹوں کو سنبھالنے چلے گئے تھے ان کو بھی دس کا اجر ملا حضور ﷺ کو بھی آدمی مل گئے پبلکی کی طور پر اس مسجد میں عبادت پر محنت کرنا اور ملک کو عبادت کی طرف پھیرنا علیؓ و حسنؓ تک کے خلفاء نے عبادت کو سامنے رکھ کر زندگی چلائی تھی آج کے ملک و مال کے کتے یوں کہتے ہیں فلاں کو سیاست آتی تھی اور فلاں کو نہیں ارے ان کا ذوق اور تھا اور تمہاری سیاست اور ہے ان کی بنیاد یہ تھی کہ اللہ کا حکم پورا کرنا ہے ملک رہے یا نہیں سعد بن ابی وقاصؓ نے قادسیہ کی فتح کے بعد کہا بدر کی عزت وبڑائی منصوص ہے ورنہ میں کہتا کہ قادسیہ والے بدر سے افضل ہیں کیونکہ ان میں سے کسی کے دل میں بھی دنیا نہ تھی صرف تین کے بارے میں شبہ تھا وہ بھی درست نکلے کسی نے مال نہ چھپایا حضرت جریر بجلیؓ موتیوں کے تاجر تھے انہوں نے جتنے موتی کسریٰ کے ہاتھ بیچے تھے اس کی خبر ان کو ہی تھی اور لوگ تو ساز وسامان لوٹنے میں لگے، یہ جاکر اس صندوقچی کو لے کر آئے اور ٹاٹ پہنے ہوئے تھے زبان سے کہتے جارہے تھے کہ تقویٰ نہ ہوتا تو صندوقچی تیری کسی کو خبر نہ ہونے دیتا اس خزانہ کی قیمت سارے مال غنیمت سے زیادہ تھی سب نے اپنے حصے قادسیہ مدینہ بھیج دیئے کہ وہاں والے بھی دیکھ لیں کہ کس مال ودولت میں لگ کر کسریٰ ہلاک ہوا یہ سارا خزانہ مدینہ میں آکر مسجد کے صحن میں ڈال دیا گیا رات کو حضرت عمرؓ وبن عوف نے نماز پڑھتے ہوئے پہریداری کی صبح کو سورج کی شعاعوں نے اس ساز وسامان میں جگ مگ پیدا کی تو حضرت عمرؓ نے کہا خدا کی قسم اس مال کو یہاں تک بھیجنے والے متقی واخلاق والے تھے لوگوں نے کہا آپ ایسے بنے تو لوگ ایسے بنے عمرؓ نے کہا ان پر چھت نہ آنے دوں گا یعنی اس کو بیت المال میں جمع نہ کروں گا اور ایسے ایسے ہی تقسیم کردوں گا عبادت کو میدان محنت بناویں اس کے مطابق دھیان یقین اور ماحول بنادیں ماحول جانوں سے بنتا ہے مسجدیں کتنی اچھی بنادو اس سے ماحول نہ بنے گا بلکہ ٹوٹی پھوٹی مسجد میں ذکر ایمان علم کے حلقے ہوں نماز تلاوت کی کثرت ہو تو یہ عبادت کا ماحول ہے ہر چیز اپنے ماحول میں چلتی ہے مچھلی کو چلنے

کے ماحول میں ڈالدو گے تو مرجائے گی خزاں کے ماحول میں باغ اجڑ جائیں گے ایسے ہی چیزوں کے ماحول میں عبادت جل جاتی ہے عبادت کو لازم پکڑلیں ہمارا کسی طرف جھکاؤ نہ رہے صرف ایک ہی طرف جھکنا ہے آج غریب مال والوں کے سامنے اور محکوم حکام کے سامنے جھکتے ہیں لیکن ان دونوں جھکنوں سے عبادت کی جان چلی جاتی ہے حضرت احمد بن حنبلؒ حکومت کے سامنے نہ جھکے تو حکومت ان کے سامنے جھکی لیکن انہوں نے کسی وقت بھی حکومت سے فائدہ نہ لیا خلفاء تک کے سامنے بھی مسلمان نہ جھکتے تھے ایک شخص نے آکر کہا او عثمان میری حاجت ہے جسے میں خدا کے سامنے پیش کر چکا ہوں اگر تو نے پورا کردیا تو کہوں گا خدا نے ایسا ہی ارادہ کرلیا اور اگر تو نے پورا نہ کیا تو تیرا شکوہ نہ کروں گا کہ خدا نے تیرے دل میں ڈالا ہی نہیں، حضور ﷺ نے ہر قسم کے جھکنے سے منع فرمادیا، احمد بن حنبلؒ کو معتصم باللہ نے تکالیف دیں یہ معتصم گیا تو واثق باللہ نے کہا احمد خزاعی اور احمد بن حنبلؒ کی تکالیف غلط ہیں اور واثق نے دیکھا کہ سابق بادشاہ کے معتمدین میں سے ایک کو ایسا مرض ہوا کہ آگ ہر وقت ادھر ادھر رہتی آخر اسی میں جل کر مرا، دوسرے کو ٹکڑے کر کے ختم کیا گیا تو پھر واثق باللہ ان کے سامنے جھکا لیکن حضرت امام احمدؒ کسی حال میں اس دنیا کی طرف نہ جھکے چاہے یہ دنیا سختی کے رنگ میں تھی یا نرمی وخدمت کے رنگ میں۔ ان کو بادشاہ نے ۱۵ دن تک اپنا مہمان بنایا تو اس کا کھانا نہ کھایا کہ وہ حرام مال سے تھا نہ اپنا کھایا کہ بادشاہ کی مہمانی کے خلاف تھا۔ آخر پندرہویں دن صاحبزادہ عبداللہ نے بادشاہ سے کہا کہ اجازت دیدو ورنہ مرجائیں گے ان کے بیٹے حکومت سے لیتے تھے لیکن یہ اس بیٹے کے ہاں سے نہ کھاتے تھے حتیٰ کہ ان کی لڑکی اس بیٹے کے تنور سے روٹی پکا لائی تو اسے نہ کھایا حکومت کا مال سور سے زیادہ حرام ہے کہ اول تو حرام والوں سے لیا گیا ہے پھر مزید حرام نیا آگیا شاید کبھی عبادت میں جان پڑ گئی تو پھر دیکھنا عبادت کیسے رنگ لاتی ہے پھر اخلاق سے اسلام کیسے پھیلتا ہے اسلام تلوار سے نہیں اخلاق سے پھیلا ہے جو عبادت کی محنت کو اس کیلئے نقل وحرکت کو اصل کام بنالیں بچا کھچا وقت کمانے میں لگادیں ملک ومال سے بے نیاز ہوں آخرت سامنے ہو عبادت میں جان ڈلوا کر اخلاق درست کرلیں تو ان کیلئے ترتیب عالم بدلے گی عبادت کو مقصد زندگی بنالو گے تو اخلاق مل سکیں گے ورنہ نہیں صحابہؓ والی تقسیم کرلو تہائی مال وجان بیرونی نقل وحرکت، تہائی مال جان مقامی محنت، تہائی مال وجان کمانے کھانے میں یا اس سے کم کرلو، اپنی ترتیب بدل لو گے تو عالم کی ترتیب بدلے گی جانوروں والی زندگی سے تو صفات مٹیں گی اللہ والی صفات سے تو انسانی کمالات ابھرتے ہیں جماعتیں ملکوں کو جاچکی ہیں اب سارے اطمینان میں آگئے حالانکہ حبشہ ترکی افغانستان اور انڈونیشیا کیلئے جماعتیں جلد از جلد بننی چاہئیں کسی ایک جماعت میں چلے جاؤ۔

حسن کی ایک ادا چھپنا بھی ہے

عمومی بیان

سنیچر بعد نماز فجر۔ ۳۰ رمئی ۱۹۶۴ء مطابق ۱۹ رمحرم ۱۳۸۴ھ حرم مدنی

میرے بھائیو اور دوستو!

انسانوں کی محنت سے ماحول بنتا ہے اور ماحول کے اعتبار سے اعمال اور اعمال کے اعتبار سے حالات بنتے ہیں، حالات اور اعمال کو جوڑا ہے، چیزوں اور حالات کو نہیں جوڑا، سب کے حالات کو ان کے اعمال کے ساتھ جوڑا ہے جیسے بولنے کا زبان سے سننے کا کان سے دیکھنے کا آنکھ سے تعلق ہے چیزوں سے نہیں، اعمال کے اعتبار سے حالات خدا کی طرف سے آتے ہیں، چیزوں سے ہٹ کر اعمال درست کر لئے تو حالات خدا اچھے کر دیں گے اور اگر کروڑوں میں انسان اپنے اعمال خراب کر بیٹھے تو حالات بھی خدا خراب کر دیں گے، خدا تعالیٰ مکہ مدینہ میں دکھانے کو بلا رہے ہیں کہ اس زمانہ کو سوچو جب یہاں مکہ میں کوئی انسان، کوئی مکان، کوئی درخت کوئی راحت وطعام کا سامان نہیں تھا، حضرت ابراہیمؑ حضرت ہاجرہ وحضرت اسماعیلؑ نے وہ اعمال کئے جو خدا کو پسند تھے تو اس گھرانے کے اعمال پر اس جگہ کو مرجع عالم بنا دیا، جہاں ایک گھر کے کھانے ورہنے کا نظم نہ تھا اب وہاں لاکھوں آتے ہیں اور کھانے ورہنے کا سامان پاتے ہیں، حضرت ابراہیمؑ وحضرت اسماعیلؑ کی عزت بغیر ملک ومال کے صرف اعمال سے خدا نے بنا دی کہ ان کی ہی نقل حج بن گیا، میلین اخضرین میں سعی میں بھاگنا وچلنا حضرت ہاجرہ کی نقل ہے، ہزاروں برس سے ان تینوں کے مختلف اعمال کی نقل ہوتی چلی آ رہی ہے، پھر خدا نے مدینہ منورہ میں بلایا کہ تصور کرو کہ حضرت ابوبکرؓ اور محمد ﷺ رات کی اندھیری میں مکہ سے چلے، قدم قدم پر جان کا خطرہ تھا سر کے سو اونٹ لگ چکے تھے، خوف وخطرہ میں یہاں تشریف لائے، لیکن کھانے پینے، مکان وباغوں کے نقشے قائم نہ کئے، البتہ دین کے وجود وعدم کے لئے

(۱۰) سال میں بے حد تکالیف اٹھائیں، "او ذیت مالم یو ذاحد و اخفت مالم یخف احد الخ" ہم لوگ اپنے ایک گھر کی بھوک کی تکلیف کو دیکھ نہیں سکتے ہیں، حضور ﷺ کے پاس عرب کی (۱۰) عورتیں تھیں، آپ بجائے اس کہ ان کے کھانے لباس، مکان، راحت کا فکر کرتے، ان سے بھی تکالیف میں گھسنے کو کہتے ہیں، ایک گھر کو قربان کرنا رواج میں ہے حضور ﷺ نے ۱۰ ار گھر قربان کیے، سید البشر ﷺ کے مکانات بہت چھوٹے چھوٹے تھے، حضرت عائشہ سے حضور ﷺ کی محبت کا خیال خدا اور لوگ بھی کرتے، حضرت عائشہؓ کے باری والے دن میں خدا وحی خوب اتارتے اور لوگ اس دن تحفے دیتے لیکن ۱۰ ار سال میں کسی گھر میں دیا نہ جلا، کبھی دس گھروں میں فاقہ ہو جاتا، حضرت عائشہ محبوبہ کے حجرہ میں صرف چار قبروں کی جگہ تھی، تین ہو چکی ہیں، صرف ایک قبر عیسیٰؑ کے لئے باقی ہے تکلیف ہر قسم کی آپ نے خوب اٹھائی، اگر دوسری عورتوں کی طرح ازواج مطہرات نے مطالبہ کیا کہ ہمارے نان ونفقہ کا انتظام کرو تو جو کچھ ان کو ملتا اسے حضور ﷺ چند دنوں میں انسانوں و مسلمانوں کی حاجتوں میں لگوا دیتے تھے، یہاں تک کہ حضور ﷺ قاصد بھیج بھیج کر سب گھروں سے منگوالیا کرتے تھے، ان دس بیویوں نے آپس میں طے کیا کہ ہمارے کھانے ولباس کا حضور ﷺ پر حق ہے لہٰذا حضور سے طے کرلو کہ ہم اچھے مکان ولباس نہیں چاہتی ہیں، لیکن روکھی سوکھی تو ملتی رہے، یہ قصہ دو دفعہ پیش آیا حضور ﷺ مکان میں تھے، حضرت ابو بکرؓ نے اجازت مانگی نہ ملی پھر حضرت عمرؓ نے اجازت مانگی تو ان کو بھی نہ ملی تھوڑی دیر میں حضور ﷺ نے دونوں کو اجازت دیدی، دیکھا کہ ساری ازواج جمع ہیں، حضور ﷺ ساکت وحزیں ہیں حضرت عمرؓ نے اس فضا کو توڑنے کے لئے بات شروع کی کہ ہم مکہ میں بادشاہ تھے، عورت کو کسی بات میں بولنے کا حق نہیں تھا، ان سے کسی بات میں پوچھنے کا سوال ہی نہ تھا، لیکن مدینہ میں آکر تو یہ شیر ہو گئی ہیں، ان کے اشارہ پر چلو تو خوش ہیں میری بیوی نے بھی مجھ سے نان نفقہ کا مطالبہ کیا، حضور ﷺ نے فرمایا ارے مجھ سے بھی مطالبہ کرنے یہ آئی ہیں اور آپ مسکرا دیئے، حضرت ابو بکرؓ نے جوتی لے کر (حضرت) عائشہؓ کو اور حضرت عمرؓ نے (حضرت) حفصہؓ کو خوب پیٹا، حضور ﷺ خوش ہو گئے کہ جب ضرورت پڑے ہم سے کہا کرو حضور ﷺ سے نہ کہا کرو، نہ معلوم کتنے ارمانوں کے خون سے اسلامی زندگی بنی ہے، پھر دو تین سال بعد بیویوں میں نان نفقہ کے مطالبہ کی بات دوبارہ چلی، حضور ﷺ سے کہا تو حضور ﷺ نے قسم کھالی ایک ماہ جدائی کی اور مشربہ میں جا کر بیٹھ گئے، یہ بات مشہور ہو گئی کہ حضور ﷺ نے بیویوں کو طلاق دیدی جو سنتا، سارے کام چھوڑ چھاڑ مسجد نبوی میں آکر رونے میں لگ جاتا، اتنے میں ایک صحابی نے دروازہ کھٹکھٹا کر کہا او عمرؓ جلدی نکل سخت حادثہ پیش

آ گیا ہے، عمرؓ نے اندر سے کہا کیا غسان نے حملہ کر دیا ہے؟ صحابیؓ نے کہا نہیں اس سے بھی سخت مرحلہ آ گیا ہے کہ حضور ﷺ نے ساری بیویوں کو طلاق دیدی، حضور ﷺ کو غم تھا کہ میری بیویوں میں طلب دنیا آ گئی تو دوسروں کا کیا حال ہوگا، صحابہ کو اس بات کا غم و فکر ہوا کہ جب ان برگزیدہ دس عورتوں کے ساتھ حضور ﷺ کا نباہ نہ ہو سکا تو کہیں حضور ﷺ کو خدا اٹھا نہ لیں، حضرت عمرؓ نے جا کر حضرت حفصہؓ سے کہا حضور ﷺ نے طلاق دیدی؟ حضرت حفصہؓ نے کہا نہیں اور رو پڑیں، حضرت عمرؓ نے کہا، پہلے ہی کہا کرتا تھا کہ عائشہ لاڈلی کی نقل نہ کیا کر، مسجد میں گئے سب کو روتا دیکھ کر حضرت عمرؓ کا دل بھی رونے کو چاہے، لیکن بغیر تحقیق رونے کو مناسب نہ سمجھا، اس کے قبل حضرت بلال بن رباحؓ کے ذریعہ سے حضور ﷺ سے اجازت منگوائی لیکن نہ ملی تھی، اب دوبارہ گئے اور یوں کہا کہ حضور ﷺ شاید سمجھ رہے ہیں کہ میں حفصہؓ کی حمایت کروں گا، اگر حضور ﷺ حکم دیں تو حفصہؓ کا سر کاٹ کر ساتھ لے آؤں اس کو سن کر حضور ﷺ نے اجازت دیدی، حضرت عمرؓ نے جا کر ایک دم طلاق کا سوال نہ کیا، بلکہ یوں کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ اتنے تکلیف میں کہ بورئے کے نشان آپ پر، گھر میں چٹائی اور صرف چند مٹھی جو اور یہ یہود و نصاری جہنمی مزوں میں؟ حضور ﷺ نے ایک دم بیٹھ کر کہا کہ ارے عمرؓ ابھی تک تو چیزوں کے چکر میں ہے! جن کو یہاں ملے گا ان کو مر کر نہ ملے گا ایک ماہ سخت تکلیف کا گزرا تو آیت تخییر اتری، جسے لے کر حضور ﷺ سب سے پہلے حضرت عائشہؓ کے ہاں گئے، اے ازواج چاہو تو حضور ﷺ کے ساتھ رہ کر تکلیفوں کو برداشت کر کے اعلیٰ جنت لے لو، یا حضور ﷺ سے طلاق لے کر یہاں کے مزے لے لو، حضور ﷺ نے فرمایا اری عائشہؓ ایک بات کہوں گا جواب میں جلدی نہ کرنا، ماں باپ سے پوچھ لینا اور یہ آیت پڑھ دی، حضرت عائشہؓ نے کہا اس میں ماں باپ سے پوچھنے کی کیا بات ہے، ہم تو ہر قیمت پر آپ کو لینے کے لئے تیار ہیں، ہمیشہ کے فاقوں اور تکلیفوں کے لئے تیار ہیں حضرت عائشہؓ نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بیوی میری رائے کے بارے میں پوچھے تو اسے بتانا، حضورؐ نے فرمایا کہ کوئی پوچھے گی تو اسے بتا دوں گا، اس کے بعد سے کبھی بھی ان عورتوں نے راحت و سامان کی طرف توجہ نہ کی، چاہے زمانہ میں لوگوں کو کتنا مکان و مال دولت سمیٹتا ہو دیکھ لیا ہو، بوریوں و کچے مکانوں ہی میں ساری زندگی گزار دی، آخر ان کے مکانات مسجد نبوی میں ملائے جانے لگے تو سارے کبار تابعین رو رہے تھے کہ کاش یہ مکان نہ ٹوٹتے تا کہ لوگ آ کر دیکھتے کہ حضور ﷺ نے کیسے مکانوں میں زندگی گزاری، مدینہ والے ویسے مکان بناویں گے، اللہ کا جو دوست بنتا ہے اسے تکلیف اٹھانی پڑتی ہے، حضور ﷺ کو حضور ﷺ کے دوستوں کو مشقت و تکلیف اٹھانی پڑتی تھی، حضرت

ابوبکرؓ چلے اور حضرت عمرؓ بعد میں اس مسجد میں آکر بیٹھے دونوں کے گھروں میں تین دن سے فاقے تھے، اتنے میں حضورﷺ نے آکر پوچھا کہ دونوں کیوں اس وقت آئے ہو، سخت بھوک نے گھر سے باہر نکال دیا، حضورﷺ نے فرمایا میں بھی اسی وجہ سے گھر سے باہر نکلا ہوں تینوں چلے، ایک قصہ میں ابوالہیثمؓ، دوسرے قصہ میں حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان پر گئے، پہلے کھجوریں آئیں تین قسم کی، پھر گوشت وروٹی، کھانے لگے تو حضورﷺ نے گوشت کا ایک ٹکڑا روٹی میں لپیٹ کر حضرت فاطمہؓ کے گھر بھجوایا، کھا کر کہا ایک دسترخوان پر پانچ نعمتیں، بسر، رطب تمر، گوشت، روٹی، ان کے بارے میں سوال ہوگا کہ دین کے لئے تم نے ان نعمتوں کے استعمال کے بعد کیا کیا، ہم ہوتے تو ان کو بہت تھوڑا کر کے بیان کرتے دس بیس قسم کی کھجوریں کھانے کو ہم یوں کہیں گے ہم نے کچھ کھایا نہیں، بس کھجور ہی کھائی، حضورﷺ نے ایک ہی قسم کی کھجور تین قسموں کو علیحدہ علیحدہ شمار کیا، حضرت عمرؓ رو پڑے کہ تین دن بعد کھانے کو ملے اور اس پر بھی ہم سے قیامت کو پوچھ ہوگی، غور سے سن لو! دین کبھی حکومت سے نہیں چلا ہے اور نہ چلے گا، حکومت سے تو دین کی مٹی پلید ہوتی ہے دین ہمیشہ تکلیفوں سے چلتا ہے، دین صرف ان سے چلے گا جو مختلف قسم کی تکالیف برداشت کر کے ماحول بنالیں، حضورﷺ اور صحابہؓ کو تکالیف والے ماحول میں ہی دین دیا گیا تھا، آپ کا طریقہ راحتوں میں چلنے کا نہیں ہے بلکہ تکالیف میں چلنے کا ہے صحابہؓ نے گھر والی اور کاروبار والی ساری ترتیب چھوڑ دی، اس موسم میں گھر کی مرمت کرنی ہے، اس موقعہ پر بچہ کی شادی کرنی ہے، اس وقت زمین میں کھدائی کرنی ہے ایسے موقعوں کو انسان چھوڑا نہیں کرتا ہے، لیکن دین کے لئے یہ سارے مواقع صحابہؓ نے چھوڑے، دین کا ماحول بنتا ہی اسی وقت ہے جب کہ راحتوں سے زیادہ تکالیف مرغوب بن جاویں، حضورﷺ کی زندگی میں صرف تکالیف ہی ہیں، اس لئے راحت والی نوعیت کا بھی بننا ایسا ہے جیسے طہارت میں تیمم، قالین کا استعمال اگر ہماری کمزوری کی وجہ سے بے دینی نہیں ہے تو یہ حضورﷺ کا طریقہ بھی نہ کہلائے گا، پانچ سالن ایک دسترخوان پر کھانا بے دینی نہیں ہے تو یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ حضورﷺ کا طریقہ ہے، ہر قسم کی تکالیف کو سہنے کی مشق کرو، گرمی سردی کو دوستوں، رشتہ داروں کے طعن و تشنیع، بیویوں کے نخرے برداشت کرسکو، ایک ہے اپنے چوبیس گھنٹوں کو حضورﷺ کے طریقوں پر لے آنا، ایک ہے چوبیس گھنٹوں میں کچھ وقت حضورﷺ کے طریقہ پر گزار لینا، ہم نے اپنے طرز زندگی میں سے وقت نکال کر نماز پڑھ لی، حضورﷺ کی اپنی شادی میں یا کسی صاحبزادی کی شادی میں نہ تاریخ چڑھی نہ بارات گئی، حضرت خدیجہؓ سے بیاہ بھی ایسے ہی ہوگیا وہ مرگئیں کسی نے کہا شادی نہ کریں گے؟ کروں گا عورت نے کہا، کنواری

سے یا بیوہ سے حضورﷺ نے فرمایا، دونوں سے ہی، عورت نے کہا کنواری تو بنت ابی بکرؓ ہے اور بیوہ بنت زمعہ ہے دونوں ہی سے بات ہوئی تو دونوں تیار، (حضرت) عائشہ مدینہ میں درخت پر جھولا جھول رہی تھیں، ماں نے پکڑ کر منہ دھلایا، دوپٹہ سے منہ صاف کر کے دوپٹہ اڑھا کر حجرہ میں داخل کر کے کہا، حضورﷺ اہلیہ مبارک ہو، صرف ایک بیوی کے ولیمہ میں گوشت روٹی ہوتی ہے، بقیہ ۹/۱۰ بیویوں کے ولیمہ میں تو صرف کھجوریں ہی ہیں، ہم نے ۹/۱۰ ولیموں کو چھوڑ کر صرف ایک مرتبہ والے ولیمہ کو اختیار ایسا کیا کہ بقیہ ۹ ولیموں کو اختیار کرنا سب کے تعجب کی بات بن گئی ہے چاہے عین سنت ہے۔ زینب کی نکاح میں گوشت پانی میں ابلا، بے چھنے جو کے آٹے کی روٹی، دس دس کر کے صحابہؓ آئے اور کھا کر چلے جاتے، اسی حجرہ میں ایک کونے میں نئی نویلی دلہن (حضرت) زینبؓ بیٹھی ہوئی تھیں، کچھ صحابہؓ نے وہیں بیٹھ کر بات چیت شروع کر دی، حضورﷺ دوبارہ آکر دیکھ کر واپس چلے گئے، اس سے یہ بھی اٹھ جائیں گے لیکن نہ اٹھے حضورﷺ دوبارہ آکر دیکھ کر واپس چلے گئے، اس سے حضورﷺ کو اذیت پہنچی خدا نے آیت بھی اتاری، یعنی جس ولیمہ میں گوشت روٹی ہوئی اس میں حضورﷺ کو صحابہؓ کی طرف سے اذیت پہنچی اب ہم لوگوں نے اس گوشت روٹی کی سنت کو پکڑ کر سارے وہ کام کر ڈالے جن سے حضورﷺ نے منع ہی کیا ہوگا اور چونکہ خاص کھانا ہے اس وجہ سے اس اطلاع کے لئے پہلے ایک کاغذ کا کارڈ چھپنا تھا، اب اس کے ساتھ دوسرا بھی لگا دیا، یعنی حضورﷺ کے دس ولیموں میں کل جتنا خرچ ہوا ہوگا ہم اس سے زیادہ ایک ولیمہ کے دعوتی کارڈوں میں خرچ کر دیتے ہیں، ارے یہ منہ اور حضورﷺ کی سنت حضورﷺ کا دین بلاؤں کے چولھے پر تکلیفوں کی ہنڈیا میں پکا تھا، مصائب کی گھٹاؤں میں پروان چڑھا تھا، یورپ تمہیں عورت نخرے کرنے والی راحت والی بنا رہا ہے، حضورﷺ عورتوں کو مردوں سے زیادہ آگے بھیجا، مجاہدہ میں آگے کر دیا تھا، عورتیں فاقہ، صوم، مجاہدہ ومشقت میں مردوں کے دوش بدوش تھیں، ان کو جتنا ملا دوسروں پر لگا دیا اپنی جان پر تکلیف اٹھانا، زندگی سیدھی سادی بنانا، جو دین کی محنت کرے، تعلیم ودعوت میں لگے، گھر میں فاقے وتکلیف لے آئے، اس پر ایسے ہی نعمتیں برسیں گی جیسے آج کے مدینہ والے مزے لے رہے ہیں، حضورﷺ نے ساری زندگی ۲۳ سال، حضرت ابو بکرؓ نے ۲۵ سال، حضرت عمرؓ نے ۳۷ سال تکالیف میں گزارے، حضرت عثمانؓ کی شروع کی زندگی راحت والی ہے تو خدا نے خلافت کے بعد تکلیف کو ڈال دیا، بھوک کے موقعوں پر حضرت عثمانؓ کھانے لے کر پہنچا کرتے تھے، صرف تکلیفوں سے ہی حضرت محمدﷺ کے راستہ کی ترقیات ملتی ہیں، تکلیفوں سے گھبرانے والے کو یہ ترقی نہیں ملتی ہے جو ورم کے ران تک چڑھ جانے کے

لئے تیار ہے وہی لمبی نماز پڑھ سکے گا، تکلیفوں کی مشق کرنا اس کام کی مستقل مشق ہے، خدا نے روزہ دیا ہے تا کہ بھوک پیاس کی زکوٰۃ میں دوسروں پر لگانے کی تکلیف برداشت کرلیں، روزہ میں جہاں بیوی کا تقاضہ دبایا وہاں نیند کے اوقات میں تقدم تاخر بھی برداشت کرو، لوگوں کو مانگنے سے منع کر دیا تو مال والوں سے کہا گیا کہ فقر ہو تو اس وقت مانگیں گے جب بالکل کھانے کو نہ رہے گا اس لئے تم پر تجسس فرض ہے، اس تجسس کے لئے کہ تم اچانک عبادت یا تعزیت یا خالی زیارت کو بیوی کے ساتھ جا پہنچو، اس سے گھر کا حال معلوم ہو جائے گا کہ گھر میں چھ لڑکیاں جوان ہیں شادی تو کیا کھانے کے پیسے نہیں ہیں، زکوٰۃ کا مال تیرا نہیں ہے خدا کا ہے، آج زکوٰۃ کا مسئلہ بگڑ گیا ہے، برکت سے خالی ہے، فقراء مانگنے پر اتر آئے ہیں حالانکہ اخفائے حال کا ان کو حکم تھا، امراء نخرے پر آگئے ہیں، حالانکہ ان پر تجسس لازم تھا، اب زکوٰۃ سے نہ مال کی طہارت ہے نہ برکت ہے تبلیغ میں تکالیف، برداشت کرنے ہی کی مشق ہے، عام لوگوں سے اختلاط نیند و کھانے کی ترتیب کو توڑنا، اپنی پسندیدہ کو حضور ﷺ کی پسندیدہ پر قربان کرو، بستر ے انبیاءؑ و صحابہؓ تو حضور ﷺ کی چاہ کو اپنی چاہ مقدم کر لیتے تھے، پہلے لفظ بیعت سے اسلام میں داخلہ ہوتا تھا بیعت سے یہ ذہن بنتا تھا کہ ملک مال و جان پر خدا کا قبضہ ہو گیا ہے، میں ان کا زرخرید غلام ہوں، فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابوبکرؓ کے باپ نے بیعت کو ہاتھ بڑھایا، حضرت ابوبکرؓ کے لئے خوشی کا موقع تھا کہ باپ جنتی بن رہا ہے لیکن حضرت ابوبکرؓ اس خیال سے رو پڑے کہ حضور ﷺ کے چچا مسلمان ہوتے تو حضور ﷺ کو زیادہ خوشی ہوتی، انہی سے صحابہؓ کامیابی کی چوٹی پر پہنچے، ہماری چاہ ہے کہ یوں مال و دولت ہو، کاروبار اچھا ہو، حضور ﷺ کی چاہ ہے کہ میں قتل ہوؤں، حضور ﷺ قربان ہونا چاہتے ہیں "فاترك ما اريد لما يريد" حضور ﷺ کو نماز روزہ اللہ کی راہ میں نکلنا راہ میں نکل کر تکالیف برداشت کرنا پسند تھا، تو ان کو اختیار کرے، پھر یوں کہے، اے خدا تو نے اپنے کرم سے مجھے منی سے بنایا، منی سے جسم بنایا، ہر جگہ میری حفاظت تو نے کی، مجھے انسان بنایا ہے بس تیرا شکر کرتا ہوں کہ اب میں حضور ﷺ کے طریقہ پر ساری زندگی گزاروں گا، اپنے ارادے ترک کرتا ہوں یہ سوال ہوتا ہے کہ حضور ﷺ سے محبت تو اختیاری نہیں ہے، خدا دل میں محبت ڈالتے ہیں، ارے تمہارے اختیار میں تعلیم کا حلقہ، مسجد کی خدمت، مسجد میں جھاڑو دینا، اپنے آرام و راحت و گھر و کاروبار چھوڑنا اسباب محبت محمدی ہیں ان اسباب کو اختیار کر کے کہو اے خدا، اب دل ہمارے ہر طرف سے اپنی اور حضرت محمد ﷺ کی طرف پھیر دے، تکالیف کی محبت دلوں میں اتار دے، بغیر تکلیفوں کی محبت کے کمال ہر گز پا نہیں سکتا ہے، حضرت خالدؓ کا کہنا ہے کہ سردی کی رات اندھیری بارش والی ہو، صرف ڈھال سے بارش کے

بچاؤ کا نظم میں صبح کو قتل ہو جاؤں یہ تکلیف والی رات اس سے زیادہ مزے والی اور پسند ہے کہ اول نمبر کی حسین عورت ملے، آج کل مقابلہ حسن میں جسے نمبر اول حسن کا دیتے ہیں لیکن حسن کی ایک ادا چھپنا بھی ہے، اس سے تو محروم ہے، یہ عورت کتیا کی مانند بے حیا ہے اس سے ملنے پر مجھے لڑکے کی بشارت ملے، ایک دفعہ کہا کہ میں آج جانور کی طرح مر رہا ہوں میری روح کسی زخم سے نہیں نکل رہی بلکہ ناک سے نکل رہی ہے خدا نامردوں بزدلوں کی نیند خراب کردے تکالیف کی رغبت کے بغیر کمال نہیں ملتا ہے، جب تک اسلام والی باتوں میں کمال نہ ہوگا، اس وقت تک کفرو نصاریٰ ویہود کی کمال والے تعیش کی زندگی نہ ٹوٹے گی۔ کافروں کی ترقیات چیزوں کے کمال میں ہیں، ہماری ترقیات اعمال کے کمال میں ہیں، اعمال میں کمال آوئے گا تو اس سے چیزوں کا کمال زوال کی طرف چلے گا، مسلم وہ قسم ہے جو انسانیت واخلاق عبادات، مجاہدہ قربانی میں کمال کے لئے ہے "بعثت لاتمم مکارم الاخلاق" اب محنت کر کے چیزوں کا ماحول بھی بن سکتا ہے اور اعمال کا بھی، آدمی تکلیفوں کی مشق کے لئے تیار ہو، عافیت خدا سے مانگتا رہے، تکالیف سے نہ گھبرائے، کھانا کھانا کمال نہیں ہے کھانے مکان، لباس کی تکلیف اٹھانا کمال ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے یہ ساری تکالیف اٹھائی ہیں، راتوں کو تکالیف اٹھانا کمال ہے، حضرت ابن عوفؓ کا کہنا ہے کہ ساری کامیابیاں اور کمالات مجاہدہ مشقت وتحمل مصیبت میں پائی ہیں، ساری ناکامیاں تعیش وراحت میں ہیں، ساری حکومتیں تعیش وراحت کے وجود سے زوال پذیر ہوتی ہیں، غوری نے شکست کے بعد قسم کھائی تھی کہ زمین پر ہی لیٹوں گا، صرف غسل جنابت کروں گا اور کوئی غسل نہ کروں گا، یہاں تک کہ اس جگہ عزت سے نہ پہنچ جاؤں جہاں سے ذلت سے نکلے ہیں تکلیف اٹھانے سے ہی لوگ اوپر آتے ہیں، لکھنؤ میں انگریز گھسے تو نواب کہہ رہے تھے کہ مجھے یہ قریب کی رکھی ہوئی جوتی اٹھادے تاکہ اسے پہن کر میں بھی بھاگ جاؤں، راحت کا ایسا عادی کہ خود اٹھ کر جوتی نہ پہنی گئی، خدام سارے چھوڑ کر جاچکے تھے، آخر اسے انگریزوں نے گرفتار کرلیا، ہمیشہ اسے ہی علو وبلندی ملتی ہے جو تکالیف میں خود کو ڈالے، ورنہ راحتیں تو جو کچھ ہاتھ میں ہوتا ہے اسے بھی چھنوا دیتی ہیں، تم کو خدا نے مدینہ دکھادیا، جس کی اس مسجد کی پہلی صف فجر میں بھوک کی وجہ سے گرگئی تھی، اب خدا ان کی تکلیفوں پر نعمتیں برسا رہا ہے جہاں تکلیف ہوگی وہاں بعد میں راحت آوے گی، حضرت اسماعیلؑ کی تکلیف سے قیامت تک کے لئے زم زم مل گیا، جو خدا کے لئے تکلیف اٹھائے گا وہ چمکے گا، اس کے لئے ۴ ماہ ابتدائی مشق ہے ایک بیماری کے لئے لوگ ۶/۶ ماہ ہسپتالوں میں تکالیف میں گزارتے ہیں تو کیا روحانی بیماریوں کے لئے ۴/۶ ماہ کی تکالیف برداشت نہیں کرسکتے ہیں

ہمارا ہر عضو بیمار ہے، کیونکہ ہر عضو سے اعمال محمدی ﷺ کے خلاف ہو رہا ہے، تکالیف اٹھاؤ، دنیا قدموں میں جھکے گی، یہاں اسی لئے بلایا تھا کہ یہاں والوں کی تکالیف کو یاد کرو اور سنو اور گھروں میں جا کر تکالیف پر خود کو لاؤ، لیکن مدینہ میں آ کر آج تم کو کوئی تکلیف نہ دکھائے گی البتہ کان احادیث سے حضور ﷺ کی تکالیف سن سکتے ہیں، ورنہ جاہل لوگ تو شاید یہی سمجھتے ہوں گے کہ یہ مسجد نبوی اسی طرح حضور ﷺ کے زمانہ میں سامانوں سے بھری ہوئی تھی، حضور ﷺ کا مکان آج مدینہ کے کسی مکان سے یاد نہیں آوے گا، موٹر پر بیٹھ کر خندق کی زیارت کرنے گئے خوب ناشتہ کر کے، وہاں جاتے ہی پیاس کی شدت میں بوتلیں چڑھالیں، خندق کا اصلی منظر کیا تھا؟ اس کا ذرا تصور نہیں ہے "اذ بلغت القلوب الحناجر" خوف، بھوک، سردی، وقلت اسلحہ کا تھا ایسا خوفناک منظر نہ کبھی اس سے پہلے ہوا نہ اس کے بعد، یہاں کی صورتیں دیکھ کر نبوی زندگی سامنے نہیں آئے گی، ایک ماں تھوڑی دیر کے درد زہ اٹھانے سے بچہ پر کتنے حقوق بنوا لیتی ہے، لیکن حضور ﷺ نے امت کے وجود کے لئے مسلسل موت تک تکالیف اٹھائی ہیں، ہم ان کا حق ادا کرنے سے عاجز ہیں، آؤ طے کریں کہ زبان کے چٹخارے نفس کی ہوس کی وجہ سے زندگی حضرت محمد ﷺ والی نہ توڑیں گے، قربانی دیں گے، پھر درود پڑھیں گے کہ اے خدا اس قربانی کے بعد بھی حضرت محمد ﷺ کا حق ادا نہ کر سکے تو ہی درود بھیج، اب باہر نکلو، حضور ﷺ نبیوں کے سردار مختلف قسم کی تکالیف اٹھا چکے ہیں تم کونسے نواب ہو کہ تکلیف تم پر نہ آئے جو تکلیف کے لئے تیار ہو گا وہ کوئی عذر نہ رکھے گا۔

سائنس والے چاند میں مکان بنانے کیلئے ساعی ہیں

عمومی بیان

اتوار بعد نماز فجر ۳۱/مئی ۱۹۶۴ء مطابق ۲۰/محرم ۱۳۸۴ھ حرم مدنی

میرے بھائیو اور دوستو!

کسی لفظ کا حاصل کرنا تھوڑی سی محنت سے مل جاتا ہے عورت بھی تھوڑی محنت سے مل جائے گی البتہ حقیقت کے حصول کیلئے لمبی چوڑی محنت کی ضرورت ہے، لفظ زبان سے جلدی ادا ہو جاتا ہے بچہ سے لفظ کہلوانے کیلئے شاید کچھ محنت ماں باپ کی لگتی ہو، لفظ کی حقیقت کی صورت کاغذ پر یا کسی لکڑی وغیرہ پر ذرا اور محنت کرنے سے حاصل ہو جاوے گی، لیکن حقیقت حاصل کرنے کیلئے خوب محنت کرنی پڑتی ہے، مسجد نبوی کی حقیقت جان و مال کے صحیح طریقہ سے لگنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے ملک کا لفظ آسانی سے کہہ لو گے نقشہ سارے ملکوں کا دو تین روپے میں مل جائے گا لیکن ملک کے حاصل کرنے میں کتنا مال کتنا وقت لگے گا کتنی لڑائی ہوگی بڑی محنت سے ایک ملک کی حقیقت حاصل ہوگی دنیا میں استعمال ہونے والے ہر لفظ کی کوئی نہ کوئی حقیقت ہوتی ہے لفظ کے بعد جتنے فائدے بیان کئے جائیں گے وہ اس لفظ میں نہ سمجھیں گے بلکہ اس چیز کی حقیقت میں سمجھیں گے سونے سے مکان، قصر، ملکی موٹر مل سکتی ہے یعنی سونے کی حقیقت سے یہ سارے نفع مل سکتے ہیں لفظ سونا کسی کو دو گے تو وہ جواب میں موٹر کا لفظ ہی دے گا اور سونے کی صورت ہو پیتل پر سونے کا ملمع کر دیا جائے تو بھی اس سے سونے والے منافع نہ ملیں گے جیسے دنیا کے تمام الفاظ باغ گیہوں موٹر سونے کے حقائق ہیں جن میں تمام فوائد پائے جائیں گے شیر کے لفظ کا نفع و نقصان شیر کی حقیقت میں ہے ایسے ہی خدا کی ذات سے چلنے والے الفاظ سچائی صدق، انصاف، ایمان توکل طہارت اپنی اپنی حقیقت رکھتے ہیں لفظ اور اس کی صورت جلدی مل سکتی ہے لیکن حقائق ان کو ہی ملیں گے جو ہاتھ پاؤں مار کر محنت کریں گے تمام الفاظ کے حقائق عارضی ہیں خدا اور رسول کے الفاظ کے حقائق دائمی ہیں ایمان مرنے کے بعد سارے مغیبات کو دیکھ لینے سے خوب بڑھے گا قرآن والے الفاظ اللہ کی طرف سے حضرت محمد ﷺ کی طرف آنے والے احادیث والے الفاظ حقائق رکھتے ہیں اگر ہم لفظ کو ہی حقیقت قرار دیں زبان سے اطاعت ایمان توکل کے

الفاظ نکلیں اور ان کو ہی حقائق قرار دیں تو منافع نہ ملیں گے جو بھینس کے لفظ ہی کو بھینس مانے گا، وہ دودھ لینے کیلئے بازار جاوے گا بھینس کی تصویر سے بھی دودھ لینے کا خیال نہ آوے گا اس کہنے کو ہی حقیقت سمجھ لیا تو مصیبت میں، کبھی حضور ﷺ والے طریقہ کی نماز کی طرف نہ آوے گا بولے گا بدر میں صرف دعا و نماز سے فتح ملی، خندق میں باہر سے سارے عرب جمع ہوئے اندر سے سارے یہود مقابلہ پر آگئے تو حضور ﷺ نے مساجد میں نماز ادا کی تو خدا نے وہ ہوا بھیجی جو مدینہ والوں کو میٹھی نیند سلا رہی تھی لیکن کفار پر سخت آندھی خیمہ اکھاڑنے والی بن گئی تھی اس بولنے کو ہی حقیقت سمجھ لیا تو مصیبت میں، یہ کبھی نماز کو نہ آوے گا جیسے بم و راکٹ و جہاز کی حقیقت ہے ایسی ہی نماز کی حقیقت ہے، نماز کی حقیقت تمام چیزوں سونے، چاندی، راکٹ، وزیروں، حاکموں، فوجیوں سب پر غالب آجائے گی، سارے مسائل کا تعلق حقیقت سے ہوتا ہے لفظ صورت سے نہیں محنت ہی سے، انسان لفظ کی حقیقت حاصل کر سکتا ہے کلمہ دیا گیا کہ محنت کر کے اس کی حقیقت حاصل کرو اور کہا گیا کہ اس کلمہ کا وزن ساتوں زمین و آسمان سے اور اس کے درمیان کی ساری چیزوں سے زیادہ ہے۔ یعنی جس دل میں کلمہ کی حقیقت اترے گی اس سے آسمان و زمین اور درمیان کی ہر چیز دبے گی۔ انبیاء علیہم السلام اس کا نمونہ ہیں کلمہ کی حقیقت والے حضرت محمد ﷺ کی انگلی کا ایک اشارہ چاند کے دو ٹکڑے کر سکتا ہے آج کے سائنس والے چاند میں پہنچنے اور وہاں مکان بنانے کیلئے ساعی ہیں ایک پرواز میں چاند تک پہنچنا مشکل ہے اس لئے درمیان میں بغیر ستون کے اسٹیشن بنائیں گے اب خدا ان کی سائنس کو توڑ دیں گے سائنس کو ٹوٹ کر گرنا ہے ضرور لیکن اس کے ٹوٹنے کا سہرا بندھے گا جو قربانی انبیاء والی دیدے۔ ابھی تک سائنس کو اعتراف ہے کہ چاند تک پہنچ سکے ہیں چاند پر ہمارا نہ اثر پڑا ہے صرف دور سے آلات سے ہمیں یہ سب کچھ معلوم ہوا ہے لیکن کلمہ والا انگلی کے اشارہ سے چاند کو توڑ دیتا ہے کلمہ والے یقین کے ساتھ نماز پڑھنے سے سورج و چاند کی روشنی واپس آجائے گی گئے ہوئے بادل واپس آجائیں گے دنیا کا سر انظام کلمہ سے بدلتا ہے، چیزوں کی صورتیں اور حقیقتیں تک بھی کلمہ سے بدل جاتی ہیں، کلمہ والے ابراہیمؑ کیلئے خدا نے آگ میں سے جلانے کی صفت نکال کر ٹھنڈک و سلامتی والی صفت پیدا کر دی آگ تو ہمیشہ کلمہ والوں کیلئے گلزار بنتی رہے گی چنانچہ مسیلمہ کذاب نے ابو مسلم خولانی تابعی کو پکڑ کر کہا مجھے نبی مان ابو مسلم نے کہا ما اسمع اس نے کہا (حضرت) محمد ﷺ کو نبی مانتے ہو؟ ابو مسلم نے کہا ہاں ہاں مسلمہ نے کہا مجھے نبی مانتے ہو؟ جواب دیا ما اسمع حضور ﷺ کو نبی مانتے ہو؟ ہاں ہاں مسیلمہ کو غصہ آگیا کہ یہ کیسا کان ہے اس نے آگ جلا کر ابو مسلم کو اس میں ڈال دیا لوگ سمجھے کہ جل کر راکھ بن گئے ہیں دیکھا تو اطمینان سے ابو مسلم آگ میں بیٹھے ہوئے تھے مسیلمہ کے حواریوں نے مسیلمہ سے کہا کہ اس کو ملک سے نکال دو

، ورنہ ان کی اس کرامت سے لوگ ان کے نبی کو مان لیں گے مسیلمہ نے ان کو نکال دیا تو سیدھے مدینہ میں آکر حضور ﷺ پر صلوۃ وسلام کے بعد نماز میں لگ گئے حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ اجنبی آدمی ہے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟ جواب دیا یمن سے، حضرت عمرؓ نے پوچھا اس آدمی کا کیا حال ہوا جسے مسیلمہ نے آگ میں ڈال دیا تھا فرمایا کہ ہاں خیریت سے ہے وہ عبداللہ بن ثوب ہے، ابو مسلم اپنی کنیت سے مشہور تھے جیسے ابو بکرؓ کنیت مشہور تھی نام عبداللہ تھا ابو قحافہ بھی کنیت مشہور تھی عثمان نام تھا ان کے اس طرح اخفاء کے باوجود حضرت عمرؓ نے سمجھ لیا اور کہا تم ہی عبداللہ بن ثوب ہو؟ حضرت عمرؓ اس سے لپٹ گئے اور انہیں حضرت ابو بکرؓ کے پاس لے گئے اور کہا کہ یہ وہ ہیں جن کیلئے آگ گلزار بنی، حضرت ابو بکرؓ نے اپنے، حضرت عمرؓ کے درمیان بٹھا کر اللہ کا شکریہ ادا کیا کہ ہمارے درمیان میں وہ آدمی ہے جس کیلئے آگ حضرت ابراہیمؑ کی طرح ٹھنڈی ہوئی۔ حضور ﷺ کے معجزات کا سلسلہ حضور ﷺ سے قائم ہوا ہے اور نبیوں کے معجزات کا سلسلہ تو ان کے دور کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ ہر نبی کا دور دعا پر ختم ہوا ہے، بلکہ ہر کام دعا پر ختم ہوتا ہے ہر نبی نے دنیا ہی میں آخر میں دعا کر لی۔ حضور ﷺ کا زمان نبوت قیامت کے کچھ حصہ تک ہے اسی لئے حضور ﷺ کی دعا قیامت کو ہی ہوگی شفاعت کبریٰ والی، انبیاء چیزوں کے مقابلہ میں کلمہ و نماز سے سب کچھ ہو جانے کی آواز لگاتے ہیں، اکثریت فوج، بم، اسلحہ سے ہونے کے بول انسانوں کے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کا نعرہ لا الہ الا اللہ ہے بذات خود صرف خدا سے ہوتا ہے اور کسی سے بذات خود نہیں ہوتا ہے اللہ کہیں تو کسی اور سے ہو جاویں گا ورنہ نہیں، انبیاء علیہم السلام تمام انسانوں سے علیحدہ بنیاد لاتے ہیں کہ زمین آسمان اور ان کے درمیان کی کسی چیز سے نہیں ہوتا ہے صرف اللہ سے ہوتا ہے اور اللہ صرف اپنی قدرت سے کرتے ہیں اللہ تو شروع سے کر رہے ہیں قدرت بھی شروع سے ہے چیزیں تو بعد میں بنی ہیں اور جلد ٹوٹ جاویں گی حتیٰ کہ فرشتے تک ختم کر دیئے جائیں گے اللہ کہیں گے کون کون رہ گیا ہے اے ملک الموت؟ جواب دیں گے حملۃ العرش ہم چار بڑے فرشتے اور آپ فرمائیں گے حملۃ العرش اور بقیہ تین فرشتوں کی جا کر روح نکال لو وہ روح نکال کر کہے گا اب تو صرف آپ ہیں یا میں اللہ فرمائیں تم بھی مر جاؤ اور وہ مر جائے گا یہ سب عارضی ہے کبھی نہ تھا کبھی ہو گیا کبھی ختم ہو کر پھر آ جائے گا۔ ساری زمین کو دوبارہ لا کر اس کی ایک روٹی بنائی جائے گی آدمؑ سے لے کر اب تک کے سارے انسان اسے کھا نہ سکتے ہیں بس زمین کی روٹی کو جنتی مچھلی کے جگر سے جنت سے پہلے ہی کھائیں گے اور حوض کوثر سے پانی پئیں گے چاند و سورج کو قیامت کے بعد دوبارہ زندہ کر کے لایا جاوے گا اور ان کو جہنم میں ڈال دیا جاوے گا کہ اگر یہ دونوں خدا ہوتے تو جہنم میں نہ ہوتے۔ لا الہ الا اللہ عارضی کو عارضی اور مستقل کو مستقل بتایا ہے اور مسئلہ کو ہر عارضی سے کاٹ

کر صرف مستقل سے ساتھ جوڑتا ہے تغیر وتبدل کرنے والے خدا سے ہوگا بدل جانے والے عارضی سے نہ ہوگا آدم سے عیسیٰؑ تک خدا مختلف نبیوں کیلئے مختلف طرح سے قدرت ظاہر کرتا رہا۔ نوحؑ کیلئے قدرت سے اکثریت کو ختم کر کے صرف اقلیت کو زندہ رکھا سارے عوام سارے باغات سارے مکانات اور منڈیا فرعون کے قبضہ میں ہیں موسیٰؑ تو اس قوم میں سے تھے جس کے قتل کا فرعونی عزم کر چکے تھے اگر کچھ لوگ آزادی کا نعرہ لگا کر ہر مرد وعورت کو کتے کتیا کی طرح بنا دیں تو ان کی ہر چیز ترک کر کے دین پر جمنے والوں کے وجود پر ان کو بدل دیا جاوے گا فرعون پہلے تھوڑا تھوڑا قتل کر رہا تھا اس نے آخر میں طے کر لیا کہ سارے ہی اسرائیلیوں کو قتل کردو، موسیٰؑ سے کہا گیا تو جواب دیا" یقوم استعینو اباالله واصبر وا،ان الارض لله " قوم نے کہا کلمہ ونماز سے تو کوئی فرق نہیں پڑا"اوذینا من قبل ان تاتینا ومن بعدماجئتنا" موسیٰؑ نے جواب دیا"عسیٰ ربکم ان یھلك عدوکم " یعنی تم کو عدو پر غالب آنا ہے لہٰذا ملک ومال کے مل جانے کے بعد صحیح طور سے چلنے کی ابھی سے تیاری کرو، حضور ﷺ کی صحبت ورفاقت کا کمال تھا کہ دنیا بھر کا عیش ہاتھ میں ہے لیکن اسے دوسروں پر لگا رہے ہیں حضرت علیؓ نے کوفہ کے ۴ سالہ قیام میں کوفہ کی کوئی چیز نہ کھائی، مدینہ کا ستو منگواتے اور اسے صندوق در صندوق محفوظ رکھتے ایک صاحب کا کہنا ہے کہ مجھے حضرت علیؓ نے گورنر بنایا اور کہا کہ جانے سے قبل مجھ سے ملنا میں ملنے گیا تو انہوں نے صدوق در صندوق رومال در رومال نکالنا شروع کیا میں سمجھا جواہرات میں مجھے کچھ دیں گے بعد میں ستو کا ڈبہ نکال کر مجھے اس میں سے پلایا اور کہا میں اپنے پیٹ میں صرف مدینہ کے ستو ہی ڈالوں گا عراق کی کوئی چیز ڈالنا نہیں چاہتا ہوں حضرت علیؓ نے ایک دفعہ فالودہ ہاتھ میں لے کر کہا کہ اے فالودہ تیرا رنگ کتنا اچھا تیرا مزا کتنا بڑھیا لیکن حضور ﷺ نے نہیں پیا ہے اس لئے تجھے نہیں پیوں گا موسیٰؑ نے کہا کہ دشمن کی ہلاکت تو ہو چکی ہے فکر ہے کہ ملک ومال ملنے کے بعد تم بگڑ نہ جاؤ، ملک ومال وکرسی میں نشہ ہے، اس کے ملتے ہی انسان بدلتا ہے انبیاء کی سب سے بڑی محنت اپنے متبعین کے بنانے پر ہوتی رہی ہے ایک نائی بادشاہ کی حجامت کرنے لگا تو کہنے لگا تیری لڑکی جوان میرا لڑکا جوان ہے جوڑا اچھا ہے دونوں کی شادی کردو، بادشاہ غصہ میں آگیا حجام نے بار بار اسے دہرایا تو اس نے وزیر کو بلوایا اس زمانہ میں وزیر سمجھ دار ہوا کرتے تھے آج کل کے وزراء تو مال وزر کے بل بوتے سے وزیر بن جاتے ہیں وہ سمجھ گیا اور دوسری جگہ لے جا کر پوچھا کہ کیا کہتے ہو نائی نے کہا حضور میں کیا کہہ سکتا ہوں اور کانپنے لگ گیا پھر اسی جگہ لا کھڑا کیا تو اس نے استرا چمڑے پر پھیرتے ہوئے کہا کہ میرا لڑکا جوان اور تیری لڑکی جوان دونوں کی شادی ہو جائے تو اچھا ہے وزیر نے کہا کہ اس جگہ کے نیچے خزانہ ہے کھودا گیا تو واقعی وہاں سے بہت بڑا خزانہ نکلا جس کا اثر نائی کو خراب کر رہا تھا ملک ومال

سے وہ مزاج انسان میں آتا ہے جس سے انسان ظلم کرے، زنا کرے، مال وعورت چھینے، نبیوں کی محنت یہ ہے کہ ملک ومال کی بڑی سے بڑی تعداد ان کے مزاج کو بدل نہ سکے، قسطنطنیہ، افغانستان، افریقہ ویمن تک کے علاوہ کے ملک حضرت عمرؓ کا یہ حال تھا کہ ارب ہا ارب مال ترازوؤں سے تقسیم کردیا لیکن حضرت محمد ﷺ جو زہد و یقین واعمال کا مزاد ے کر گئے تھے اس کی وجہ سے ایک مکان پکا مدینہ میں نہ تھا جہاں جہاں حضور ﷺ نے بتایا تھا وہاں سارا مال لگ رہا تھا مال یا ملک کے آنے سے کلمہ والا مزاج نہ ٹوٹا اور ملک ومال والا مزاج ان میں نہ آیا، سارے نبیوں نے محنت کی کہ کلمہ والی بنیاد پر لوگ آئیں پھر خدا نے اس بنیاد پر عبادات پھر اخلاق دیئے کلمہ کی بنیاد پر جنگ اس طرح ہوگی اور حکومت اس طرح چلاؤ گے اس کو موسیٰؑ نے کہا کہ تمہارا بچ جانا فرعون کا مرجانا ملک کا ملنا اہم نہیں ہے کہ خدا اسے طے کرچکے ہیں اہم یہ ہے کہ ملک ومال کے مل جانے کے بعد تم فرعون کی طرح بحر و بر میں محل بناؤ گے یا میری طرح کے جھونپڑے بناؤ گے حضور ﷺ کا فرمان ہے تم پر فقر کا خوف نہیں ہے لیکن دنیا تمہارے پاس آئے گی تو تم بدل جاؤ گے یا نہیں، اس کا خطرہ ہے، فقر نے تمہاری تہجد نہ تڑوائی بھوکے گھر میں سری آئی تو سات گھروں سے چکر لگا کر پہلے گھر میں آگئی، فاقہ میں ایسی ہمدردی نزاع کے وقت زخموں کے ساتھ کی پیاس میں بھی دوسرے کی پیاس کو مقدم کیا اور تینوں کی جان نکل گئی۔ یہ ایک دفعہ احد میں بھی پیش آیا اور یرموک میں بھی، عکرمہؓ اور حارثؓ وغیرہ کے ساتھ پیش آیا، حضور ﷺ کو ڈر تھا کہ ملک ومال چیزوں کے مل جانے کے بعد تمہارے لباس وطعام ومکان کا معیار نہ بدل جائے جو یقیناً نبی کو حاصل ہے اسے اپنے دل میں اتارلو، عبادت وکلمہ کی حقیقت لے لوگے تو پھر اخلاق کی دولت ملے گی، اپنے مال وجان کو اس طرح خرچ کرو کہ پبلک کی زندگی بنے، اپنی زندگی اونچی نہ بناؤ اپنے کھانے کو معمولی بنا کر دوسروں کے کھانے پر باقی سب خرچ کردو، امام زین العابدین حضور ﷺ کے نواسے حسینؓ کے صاحبزادے کے زمانہ میں مدینہ کے ایک سو پچاس گھروں کو معلوم نہ تھا کہ انہیں کہاں سے مل رہا ہے فجر کیلئے دروازے کھولتے تو دیوار سے لگی ہوئی بوریاں پڑی ہوئی ملتیں جن میں نقدی سبزیاں غلے اور کپڑے ہوتے تھے امام زین العابدینؒ کی موت پر دیکھا گیا تو ان کے کندھے پر بوریوں کے اٹھانے کے نشان تھے ادھر ۱۵۰ گھروں میں کچھ نہ آیا تو اس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب یہ کررہے تھے سارے نبیوں کی بنیاد تھی کہ طریقہ نبی والوں کے سامنے ملک ومال والے جھکیں گے، ایمانیات اور عبادات (ایسی عبادت جس سے خدا سے سب کچھ ملنا نظر آئے) پھر اخلاق صحابہؓ نے دعا ونماز سے بدر وخندق میں کامیابی لی۔ بارش دعائے حضرت عمرؓ سے آگئی، انسؓ سے غلام نے کہا زمین سوکھ گئی باغ اجڑ رہے ہیں غلام کے ساتھ جا کر باغ میں نماز پڑھی، دعا مانگی تو فوراً بدلی نے آکر برسنا شروع کیا، غلام

نے جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان کی ساری زمین سیراب ہوگئی اور دوسری زمین کے ایک بالشت ٹکڑے پر بھی پانی نہیں ہے دکان سے استفادہ کیلئے تجارت، ملک سے استفادہ کیلئے سیاست، حکومت سے استفادہ کیلئے ملازمت ہے تو خدا سے استفادہ کیلئے نماز ہے اور نماز بھی سید الانبیاء ﷺ والی ہو جس نماز کا ایک ایک جزء ساتوں زمین و آسمان سے زیادہ قیمتی ہے وہ بغیر محنت کے کیسے مل جائے جب کہ معمولی سے معمولی چیز بغیر محنت کی نہیں ملتی ہے اور نبیوں کے معجزے صرف ان کے زمانے تک تھے حضور ﷺ کے معجزے قیامت تک کیلئے ہیں عصائے موسیٰ ید بیضا، مقام ابراہیمؑ کے پتھر کے معجزات ختم ہو چکے ہیں، حضور ﷺ کے معجزات وقتی نہیں ہیں صحیح اعمال پر کامیابی اور ساری قدرت کا ساتھ ہو جانا بتا کر گئے ہیں حضرت مہدیؑ و عیسیٰؑ آخر میں آئیں گے تو ساری امت ہر لحاظ سے صحابہؓ والے دین پر ہوگی، انصار مہدی کا درجہ بدریوں کے برابر ہوگا۔ حضرت عیسیٰؑ اپنی نبوت کو چلانے نہ آویں گے بلکہ حضرت محمد ﷺ والی نبوت پر چلنے کیلئے آئیں گے، حضرت مہدی حضرت عیسیٰؑ سے امامت کو کہیں گے تو حضرت عیسیٰؑ کہیں گے کہ اس امت کی امامت اس امت کا آدمی ہی کرے گا۔ قتل دجال قتل یاجوج و ماجوج پہاڑوں پر مسلمانوں کا صرف ذکر سے چالیس دن تک پیٹ بھر جانا جیسے من و سلویٰ اتارنے یا دستر خوان اتارنے میں قدرت کا ظہور ہے ایسے ہی صرف ذکر سے پیٹ کا بھر جانا قدرت کا ظہور ہے، حضور ﷺ نے جماعت بھیجی وہ طعام لینے آئی تو حضور ﷺ نے کہا کہ ادھر ادھر سے لے کر دیدوں یا دعا کردوں؟ جس سے طاقت بنی رہے؟ انہوں نے دعا کو اختیار کیا اس جگہ گئے اور وہاں سے واپس آئے کھائے بغیر طاقت بنی رہی حضور ﷺ تو ہمیں یقین و اعمال و اخلاق پر چلنے میں سب کچھ بتا چکے ہیں جو حضرت محمد ﷺ والے نہج پر پورا اترے گا اس کیلئے قدرت کا مظاہرہ نقشوں و چیزوں کے خلاف ہوگا جو حضرت محمد ﷺ کے طریقہ کو پکڑے ذلت آئے یا عزت فاقہ آئے یا راحت چھوڑ کر نہ دے تو وہ حکومتی نقشوں مالی شکلوں اکثریتی صورتوں کے مقابلے میں قدرت سے استفادہ کرے گا یقین عبادات و اخلاق سے قدرت ساتھ ہوگی جس قدرت سے استفادہ کو حضرت نوحؑ نے صرف اسی کیلئے یا حضرت موسیٰؑ نے صرف بنی اسرائیل کیلئے شعیبؑ نے صرف اہل مدین کیلئے چالو کرایا تھا حضور ﷺ اس طریقہ کو سو فیصد سارے انسانوں کو دینے آئے ہیں کہ سب قدرت سے استفادہ کے طریقہ پر آئے ہیں ہر نبی کو محنت کے بعد دعاء ملتی تھی کہ فوراً پوری ہو جاتی تھی، حضرت نوحؑ نے "رب لا تذر" والی حضرت موسیٰؑ نے "ربنا اطمس علیٰ اموالھم" والی دعا مانگی۔ حضور ﷺ نے محنت خوب کی ساتھیوں کو محنت پر ڈال گئے کہ کام پورا نہیں ہوا، حضور ﷺ والی محنت چل رہی ہے اور چلتی رہے گی حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ میرا امت میں رہنا خیر ہے اور میرا امت میں سے جانا خیر ہے کہ مجھ پر ہر پیر، ہر جمعرات کو امت کے اعمال پیش ہوں

گے تو اچھے اعمال پر دعا دوں گا اور برے اعمال کیلئے اللہ سے دعا کروں گا جب سب محنت کریں گے سب کا درجہ محنت کے اعتبار سے بھی قائم ہو جائے گا اور قیام ساعت کا عمل ہو جائے گا تو حضور ﷺ دعا کریں گے امت کی مغفرت کی شفاعت کریں گے، حضور ﷺ فرما گئے کہ دین کی محنت کرو اور مانگو قیامت کو تمہارے مشکل مسئلہ کو دعا سے حل کرا دوں گا، حضرت علیؓ کہتے تھے کہ سب سے زیادہ امید کی آیت "لاتقنطوا من رحمة الله" کو لوگ قرار دیتے ہیں لیکن ہم اہل بیت کے نزدیک "ولسوف يعطيك ربك فترضى" سے بہت امید ہے اور حضور ﷺ اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک ساری امت کو جنت میں داخل نہ کروا لیں حضور ﷺ کی امت پر بہت شفقت تھی جو بھی امت سے شفقت کرے گا، حضور ﷺ سے قرب پاوے گا، لفظ چور سنتے ہی اس سے ہمدردی سب کی ختم ہو جاتی ہے چور کے ہاتھ کاٹنے کا حضور ﷺ پر ایسا اثر ہوا کہ رنگ زرد، آنکھوں سے آنسو، حضور ﷺ سے کہا گیا تو فرمایا تم سب کے بیچ میں میرے ایک امتی کا ہاتھ کٹ رہا ہے کیوں نہ غم و رنج کروں، حضور ﷺ پھر کاٹنے کا حکم نہ دیتے؟ فرمایا کہ وہ امیر بہت برا ہے کہ حد واجب ہو جائے اور اسے جاری نہ کرے تم نے برا کیا کہ اسے پکڑ کر لے آئے ہو، اسے وہیں برا بھلا کہہ کر چھوڑ دیتے شیطان میری امت کو ذلیل کرنا چاہتا ہے تم نے اس طرح ذلیل کر کے شیطان کی اعانت کی ہے حضور ﷺ کی دعا و شفاعت سے قیامت کا مسئلہ حل ہو جائے گا عام طور سے چیزوں اسلحہ سیاست سے ہونے کو لوگ کہتے ہیں لیکن انبیاء کا کہنا ہے کہ کسی سے کچھ نہیں ہوتا ہے صرف دعا سے خدا سے ہوتا ہے دعا کیلئے داخلہ تیاری کرنی پڑتی ہے کلمہ ۴ یقینوں کا مجموعہ ہے اللہ کے غیر سے نفع و نقصان اللہ کے بغیر مل نہیں سکتا ہے اللہ ارادہ سے غیروں کے بغیر نفع و نقصان دے سکتے ہیں اللہ کے ارادہ سے جان نکل جائے گی، چاہے ملک الموت کچھ نہ کرے ملک الموت لاکھ کوشش کرے خدا کے بغیر جان نکل نہ سکے گی، تیسرا و چوتھا یقین ہے چیزوں کے بغیر اعمال محمد ﷺ سے کامیابی مل جاوے گی لیکن اعمال کے بغیر چیزوں سے کامیابی نہیں ملتی ہے یہ یقین دل میں اعمال پر محنت کرنے سے گڑے گا، اعمال کی سب سے پہلی اور سب سے آخری شکل نماز کے اندر والے اعمال کی ہے، حضور ﷺ کے اعمال تو ہر جگہ ہیں لیکن سب سے قیمتی عمل حضور ﷺ کے اس عبادت کے ہیں جس میں حضور ﷺ سب کو چھوڑ کر لگتے تھے حضور ﷺ کے پیشاب پاخانہ میں ۳۶ آداب ہیں ان میں سے ہر ادب پوری دنیا کی حکومتوں اور اموال سے زیادہ قیمتی ہے پھر حضور ﷺ کے اعمال بھی بڑے چھوٹے ہیں نماز والے اعمال سب سے اونچے ہیں نماز کے اندر والا کلمہ سوئم یا درود یا قرآن باہر والے کلمہ سوئم، درود و قرآن سے کئی درجہ افضل ہے، ساری شکلوں کے مقابلہ میں نماز والے عمل سے ملے گا "حی علی الصلوٰة، حی علی الفلاح" اپنی فوج پولیس میں سے اپنے مکان و محل میں سے نکل

کر آؤ اور کامیابی لے لو، یعنی جن کو چھوڑ کر آئے ہو ان میں کامیابی نہیں ہے، ان کے چھوڑ کر یہاں آمنے ہی میں کامیابی ہے۔ جس وزیر، دکان، بیوی بچوں یا جس کھیتی، دفتر کی وجہ سے نماز کو چھوڑ دے یا نماز کو جلدی جلدی ادا کر دے تو کل کو اسی سے پریشانی لاحق ہوگی۔ فلاح دونوں جہاں کی کامیابی ہے فوز صرف آخرت کی کامیابی ہے۔ صف بناؤ، سیدھی صف ہے تو اجتماعی زندگی جوڑ والی ہوگی، حاکم محکوم میں ہندی ترکی میں ابیض واسود میں جوڑ ہوگا اور اگر صفیں ٹیڑھی ہوں تو جیسے اس مسجد میں ہے کہ امام استـــــووا کہتا ہے عجمی تو سمجھتے نہیں ہیں عرب سمجھتے ہیں تو اس کے مطابق اہتمام نہیں کرتے ہیں صفیں ٹیڑھی ہوں گی تو حالات بگڑیں گے جس زمانہ میں نماز سے سب کچھ ہوا تھا تو دور نبوی وفاروقیؓ وعثمانیؓ میں یہ تھا کہ صفوں کے درست کرنے میں پندرہ بیس منٹ لگ جاتے تھے حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ کسی کو صف سیدھی کرنے بھیج دیتے اور اقامت کے بعد یہ لوگ بات چیت میں لگ جاتے، پھر پندرہ بیس منٹ بعد یہ لوگ آکر کہتے صفیں سیدھی ہو چکی ہیں تو نماز شروع کرتے نماز جان کی محنت ہے حضور ﷺ کے طریقہ سے شخصی اور جماعتی نماز ٹوٹی ہوئی ہے ہر بڑی مقدار والی جماعت میں بگاڑ اس سے چھوٹی والی سے زیادہ ہے نماز کی محنت نہیں ہے، اسی وجہ سے نماز میں آج ہزار بے عنوانیاں ہیں، نماز دین کی ریڑھ والی ہڈی ہے، اس نماز کو خراب کر لینے کی وجہ سے مسلمانوں کی کوئی عزت نہیں ہے، ہر طرف دیکھے گا کبھی اس کو کبھی اس کو، اعمال بنالیں تو پھر سب ہی مسلمانوں کے سامنے جھکیں گے، ہم نے کسی غلط والے کا ساتھ نہیں دینا ہے کسی کے سامنے جھکنے والا، گھٹنے ٹیکنے والا نہ بنے، کلمہ کو موضوع دعوت بناؤ حضرت محمد ﷺ والے اعمال کی قیمت جانو، ہر شکل سابقہ وآئندہ مٹی کے درمیان میں رکھو جیسے مٹی سے نہیں ہوتا ہے، ایسے ہی زمین سے بننے والی کسی چیز سے نہیں ہوتا ہے، حضرت عمرؓ نے سارے ذمہ داروں کو کوڑی کے گرد لے جا کر کھڑا کر دیا کہ سونگھو ساتھیوں نے کہا کہ یہ سونگھنے کی چیز ہے؟ حضرت عمرؓ نے کہا یہ تو وہی کھانے ہیں جن کو تم ایک دوسرے سے چھینتے ہو حضرت عمرؓ کے سامنے کھانا آیا تو رو پڑے ایک وقت ایسا آئے گا کہ بھائی بھائی کو قتل کرے گا کھانے کی خواہشات ایک دوسرے کو قتل کروا دیں گی، کلمہ کی دعوت چلے، نماز پر محنت ہو فضائل ومسائل معلوم ہوں کس عمل میں کونسی کامیابی ہے جیسے بارش کے ماحول میں پھل پھول جلدی سے بڑھتے ہیں ایسے ہی نماز بھی اپنے ماحول سے طاقتور بنے گی، پھر اخلاق کا پھل لگے گا عبادت کے درخت پر عبادت دعوت وذکر علم وخدمت کے ذریعہ سے صحیح شکل پر آتی ہے نماز اپنے ماحول سے صحیح بنتی ہے پھر نمازی کو نماز بدلتی ہے نماز نے نمازی کے طریقہ بدل دیئے تو نمازی کے حالات بھی بدل جاتے ہیں۔

عکرمہؓ و آل ابو جہل نے وہ کیا جو کسی اور آل سے نہیں ہو سکا

عمومی بیان

پیر بعد نماز فجر یکم جون ۱۹۶۴ء مطابق ۲۱ محرم ۱۳۸۴ھ حرم مدنی

میرے بھائیو اور دوستو!

قربانی سے اجتماعی زندگیاں بنتی ہیں اور قربانی سے ہی اجتماعی زندگی بگڑتی ہے، اگر مجموعہ کی زندگی کے بنانے کے لئے اپنی زندگی کو قربان کرے تو مجموعہ کی زندگی بنے گی، اگر دوسروں کی زندگی قربان کرے تو اجتماعی زندگی بگڑے گی، یہ دو بنیادیں ہیں، دوسروں کی زندگی عیش و راحت و گھر کو اپنی زندگی بنانے کے لئے قربان کرنا، حکومت کی بنیاد ہے مال والے بھی ایسے ہی دوسروں کے مسائل قربان کروا کر اپنی عمارت لمبی، اپنی سواری اچھی، اپنا لباس عمدہ بناتے ہیں، ملک و مال والے ہمیشہ سے دوسروں کی زندگی قربان کرتے چلے گئے کسی کی بھوک پیاس ننگے پن سے اثر نہ لیا دوسروں کے مسائل بگاڑ دیئے ہیں، حضور ﷺ کا فرمان ''اشد الناس عذاب یوم القیامہ'' وہ ہوں گے جو دنیا میں کسی عہدہ پر رہے ہوں گے کیونکہ دوسروں کی قربان کر کے اپنی بنائی تھی حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو دس پر یا کم یا زیادہ پر بڑا بنا ہو وہ قیامت کو ہاتھ بندھا ہوا پیش ہوگا، اس کی تحقیق ہوگی، اگر اچھے اعمال نکلے دوسروں کی زندگیوں کی رعایت کرتے ہوئے چلے تو ہاتھ کھلوا کر جنت میں بھیج دیں گے اور اگر دوسروں کی زندگیاں قربان کی ہوں اپنی بنائی ہو تو اسے ہاتھ بندھے ہی جہنم میں پھینک دیں گے، اگر آدھا یا تیسرا حصہ دوسروں پر نہیں لگا سکتے ہو تو پھر کم سے کم چالیسواں حصہ دوسروں کی زندگی کے بننے ننگے پن یا فاقہ کے دور ہونے میں لگاؤ، جب جو چالیسواں حصہ اپنے عیش و زندگی کے مسائل میں سے نکال کر نہ دے گا تو خدا اس کی زندگی کو بگاڑیں گے، افواہ جنوب وظہور پر اس مال سے داغ لگائے جائیں گے شراح حدیث نے کہا ہے کہ غریب نے آ کر حاجت رکھی، اس کا منہ چڑھا، ماتھے پر شکن پڑ گئی، اس شکن کے جواب میں ماتھے پر داغ لگے گا، فقیر نے مزید سوال کیا تو اس سے منہ موڑ کر پہلو کر دیا، لہٰذا پہلو پر بھی

داغ لگے گا جب سائل نے مزید اصرار کیا تو اس کی طرف پیٹھ کر کے چل دیئے تو اب پیٹھ پر داغ لگیں گے، جو دوسروں کو مصائب میں دھکیلے اپنی بنائے تو ایسوں کی زندگی خدا آخرت میں اور دنیا میں بگاڑ دیتے ہیں، دوسروں کی زندگی نظر انداز کر دے یا دوسروں میں لینے کے لئے گھسے تو خدا دوسروں کی قربان کرنے والوں سے کبھی راضی نہ ہوں گے، ملک و مال والوں کا راستہ عام طور پر یہی ہے، اسی وجہ سے خدا نے اس میں زندگی کا بگڑنا رکھا ہے، آج تم گھس کر دیکھو گے تو یہی محسوس کرد گے کہ دوسروں کی زندگی خراب کردی تو خدا نے اس کی زندگی اچانک بگاڑ دی، تاریخ کی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک آدمی کے لئے بیوی نے مرغ و پراٹھے تیار کئے آدمی کھانے لگا تو سائل کی آواز آئی، آدمی نے کہا کہ سارا مرغ اسے دیدو، بیوی نے کہا اسے دو چار روپے دیدو، میں نے مرغا تیرے لئے پکایا ہے تو ہی کھا ، آدمی کے اصرار پر وہ مرغا دینے گئی تو سائل کو دیکھ کر چیخ ماری، مرد نے آکر پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ یہ میرا سابق خاوند ہے میں غریب تھی یہ شہر کا ارب پتی تھا، مجھ سے نکاح کیا مجھے آنکھ کا تارا بنایا، میں نے اس کے لئے مرغ مسلم تیار کیا، سائل نے آکر مانگا تو اسے غصہ آگیا کہ دکان میں ہر وقت آتے رہتے ہو یہاں گھر میں بھی چین لینے نہیں دیتے ہو اور سائل کو جا کر لاتیں اور جوتے مارے، اس کے بعد سے ہمارے کاروبار میں خسارہ آنے لگا، آخر قرضہ میں کثرت سے تنگ آکر وہ طلاق دیکر بھاگ گیا، آج سامنے آیا ہے، اس کے سارے احسانات یاد آئے تو میری چیخ نکل گئی تو اس موجودہ خاوند نے کہا اچھا میری بھی سنو، میں وہی فقیر ہوں جس کو اس دن مار مار کر نکال دیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہاں پہنچا دیا۔ "تلك الایام نداولها بين الناس" اس طرح بہت سے اوپر سے نیچے اور بہت سے نیچے سے اوپر آتے جو دوسروں کی بناتے ہیں خدا انہیں اوپر لاتے ہیں جو دوسروں کی بگاڑتے ہیں انھیں خدا نیچے لائیں گے، جو دوسروں کے لئے مال و جان میں سے حصہ نہ نکالے وہ خدا کو برا لگتا ہے اس سے برا وہ ہے جو دوسروں کی بگاڑ بگاڑ کر اپنی بنائے، اسی اساس پر حکومتیں چلتی ہیں، اسی وجہ سے یہ حکومتیں خدا کو پسند نہیں ہیں اسی وجہ سے قیامت کو حکام ہی سب سے زیادہ عذاب میں ہوں گے، اسی وجہ سے خدا کو جاننے والوں نے حکام کے مال کو سور کی طرح حرام سمجھا، سفیان ثوریؒ، احمد بن حنبلؒ وغیرہ حکومت کے مال و دولت سے عیش و عشرت سے بچتے رہتے تھے، بھوک کی حالت میں بھی ایک لقمہ حکومت کا نہ کھاتے، حضرت سفیان ثوریؒ کو راستہ چلتے حکومت کا کوئی آدمی نظر آتا تو دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے، جب وہ چلا جاتا تو پھر سیدھا منہ کر کے چلنے لگتے پوچھنے پر بتایا کہ یہ تو ملعون و معتوب ہیں، ہر وقت ان پر عذاب کا خطرہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ عذاب کے پتھر ان پر گریں اور میں اسے دیکھ رہا ہوں تو ایک پتھر مجھ پر آگرے، آج ہم جس حکومت کی طرف لپک رہے ہیں اس سے

یہ سب بھاگتے تھے، یہ خشک نہ تھے بلکہ سفیان ثوریؒ کا مذہب ائمہ اربعہ کی طرح کئی صدیوں تک چلا ہے، محدث فقیہ زبردست عابد تھے، دوسرا راستہ نبوت والا ہے کہ خود کو اپنے عیش کو کھانے پینے کو اپنے سکون وراحت کو دوسروں کی زندگی کے واسطے قربان کیا ہے، اس وجہ سے اللہ کو انبیاء علیہم السلام سب سے زیادہ پسند ہیں، حضرت ابراہیمؑ کو دیکھو، اچھے خاصے وزارت گھر کے آدمی تھے، وزارت کدہ کے نورنظر وسرتاج تھے، وزارت والے سارے منافع کو اس لئے قربان کیا کہ لوگوں کی زندگی دنیا وآخرت کے سخت خطرات کی طرف جا رہی ہے بس ان کو بچانے کی محنت کے لئے گھر کو قربان کیا، باپ نے مخالفت کی، قوم دشمن بنی، آگ میں گرے، وطن چھوڑا، پھر حضرت ہاجرہ وحضرت اسماعیلؑ والا گھر قربان کیا، ان سے متعلقہ ساری لذتیں اور سارے مسائل قربان کئے تاکہ قربانی دینے والی امت آوے، جس سے سب کو کامیابی ملے، یہاں سے وہ قربانی اٹھے جس میں گھر وذات کو قربان کرنا ہوتا کہ دوسروں کی زندگی دنیا وآخرت کی بن جاوے راحتوں کو قربان کرے کہ انسانی زندگیاں بنیں، اپنے گھر کو قربان کرکے دعا مانگی اے خدا اس قربانی کو قبول کر، ہماری اولاد کی قربانی مشرق مغرب تک جا پہنچے، اب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر وہ قربانی سینکڑوں گھروں سے دلوائی جو حضرت ابراہیمؑ نے ایک گھر سے دی تھی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے قربانی کا بیڑہ اٹھایا، اولاد، ازواج کی دلچسپیاں قربان کرے، شادی اور کھانے کے جذبات قربان کرے، آخرت میں اس کا بدلہ لینے کا رخ ہو، نبوت سے قبل آپ حضرت خدیجہؓ سے بیاہ کرکے مال کی وجہ سے سب سے زیادہ مالدار بن گئے حضرت خدیجہؓ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہنے والی تھیں، آج کی عورتیں تو پہلے سے ہی مہر کی نان ونفقہ کی تفصیل لکھا لیتی ہیں تاکہ جہاں خاوند کی نگاہ پھرے وہاں حکومتی ذرائع سے خاوند سے خوب وصول کرلیا جائے، یہ حال ہے مغربی تہذیب کا ہماری جماعت والوں نے ایک مصری کو تیار کیا، اس نے بیوی کے خرچہ کا سارا انتظام کیا، اپنا خرچ بنایا، دکان وزمین کا حساب تیار کیا لیکن چلنے سے قبل اس کی بیوی کی طرف سے مقدمہ دائر ہوگیا کہ میرا خاوند میرے نان نفقہ کے بغیر ہی یہاں سے جا رہا ہے اس کی عدالت میں طلبی ہوئی تو وہ مقدمہ بیوی کے اسی وکیل نے دائر کیا تھا جس وکیل کو یہ آدمی سارے خرچ وغیرہ کے پیسے دے کر جا رہا تھا، حضرت خدیجہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نثار، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ پر مال لگانے والی تھیں، نبوت مل گئی تو مزے سے گزرنے والی قربان ہونے لگی حضرت ابوبکرؓ خدا نے مال وحیثیت سے نوازا تھا، مکہ والوں کی طرف سے ملکوں کو سفیر بن کر جاتے تھے حضرت عمرؓ بھی مالدار تھے، ہجرت کرکے یہاں آئے تو عمرؓ کے پاس عیاش بن ربیعؓ آگئے، تو ابوجہل وحارث عیاشؓ کو واپس لینے آئے ابوجہل وعیاشؓ وحارث تینوں کی ماں ایک تھی، دونوں نے آکر کہا نہ کنگھی کرے گی نہ دھوپ سے ہٹے گی، یہاں تک کہ تجھے دیکھ لوں، عیاشؓ اس سے متاثر

ہو گیا، حضرت عمرؓ سے کہا میں ماں کے پاس ہو آؤں؟ حضرت عمرؓ نے کہا جب دھوپ لگے گی خود ہی سایہ میں جاوے گی، جوئیں کاٹیں گی تو انھیں خود ہی نکالے گی، عیاشؓ نے کہا اچھا، میں جا کر اپنا مال ہی لے آتا ہوں تا کہ مدینہ میں غریب والی زندگی نہ گزاروں تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں سب سے زیادہ مال دار ہوں، سارا مال لے کر آیا ہوں اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ بھی مالداروں میں سے تھے، حضرت عمرؓ نے کہا لہٰذا تو مال کی وجہ سے مت جا، میرا آدھا مال تیرے سارے سے زیادہ ہوگا، عیاشؓ کو بہت سمجھایا کہ ابوجہل غلط کہہ رہا ہے، تجھے پکڑنے اور پھانسنے کو لے جا رہے ہیں، عیاشؓ جانے پر ہی مصر رہے تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ میری اونٹنی لے جا جو سب سے زیادہ دوڑتی ہے جہاں تو خطرہ محسوس کرے اس پر دوڑ کر جان بچالینا، راستہ میں ابوجہل نے کہا اے بھائی ذرا سوچ تو سہی ہم دو اس کمزور اونٹنی پر تو اکیلا اس مضبوط اونٹنی پر تو ہماری اونٹنی پر آجا ہم تیری اونٹنی پر سوار ہو جاویں، وہ اپنی اونٹنی سے اتر کر کمزور اونٹنی پر سوار ہونے لگے اور حضرت عمرؓ کی ساری بھول گئے تو دونوں نے انھیں جلدی سے پکڑ کر باندھ لیا، حالانکہ یہ خود مکہ جا رہے تھے اپنے جذبہ سے لیکن پھر بھی غلاموں کی طرح باندھ کر لے چلے، حضور ﷺ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ یہ تینوں حضرت مال وعیش وراحت کی زندگی پر تھے، اب قربانی دینے لگے، قربانی دینے والی ایک امت تیار کی، یہاں تک کہ اس قربانی کے تعدیہ کا گھر مدینہ بنا، جس کو حضرت ابراہیمؑ نے اپنے ایک گھر سے پیش کیا تھا ہر آدمی اپنے مسائل، اپنے کمانے کی ترتیب، اپنے گھر کے خاندانی یا قومی زندگی کو قربان کرے، اس محنت کے لئے جس سے اجتماعی زندگیوں کا رخ علو وکامیابی کی طرف ہو جائے، حضور ﷺ نے شروع سے اس پر اٹھایا تھا کہ اپنی رائے پر چلنا چھوڑ دو، خدا جیسے کہیں ویسے ہی کرو، اللہ کے حکموں کو پورا کرنے کے لئے صحابہؓ نے ہر چیز قربان کی اس بنیاد سے قربانی اٹھی، ہجرت کا حکم پورا ہوا، آج بھی رات دن چاروں طرف سے لوگ ہجرت کر کے یہاں آرہے ہیں، مہاجر بننے کے بعد سب کا ذہن یہ ہے کہ جو کچھ اپنے وطن میں کر رہے تھے اسے ہی یہاں کریں گے، صرف ایک شہر یا ملک سے ہجرت کر کے دوسرا شہر و ملک اختیار کر لیا، زندگی کی ترتیب دونوں جگہ ایک ہی رکھی ہے، اپنی ترتیب کو برما، ہند یا پاک کی جگہ مدینہ مکہ میں چلاویں گے، جیسے یہود ونصاریٰ نے سینما والی وحشیانہ زندگی یورپ کے بجائے عرب کی زمین میں چلانے کی اسکیم بنائی ہے جیسا مکان، طعام ولباس وہاں تھا ویسا مکان طعام ولباس یہاں بھی چلاؤ کہو تو اپنے آپ کو مسلمان پھر جس طرح چاہے کرو، ہمارے ملک والوں کی کوشش ہے کہ ہندو خود کو کہہ کر جو چاہے کرو، ایسے ہی مہاجر بن جانے سے کوئی پابندی نہیں لگی ہے جو چاہے کرو، وہی اسراف وہی تعیش، وہی زندگی یہاں آکر چلاؤ، مشرکین جب اسلام کی طرف پلٹتے تھے پورے طور سے پلٹتے تھے حضرت عکرمہؓ نے ساری زندگی اسلام کے

خلاف کیا، فتح مکہ کے موقعہ پر بھاگے کہ آج بچاؤ نہیں ہو سکتا ہے ان کی بیوی حضور ﷺ سے امن لے کر ان کو ان سے لے کر واپس آئیں، آکر کہا یہ کہتی ہے کہ آپ نے امن دیدیا ہے؟ ہاں میں نے امن دیدیا ہے تو حضرت عکرمہؓ سواری سے اترے، اے حضور ﷺ آپ کیا کہتے ہیں؟ پھر حضور ﷺ نے ایمان وعبادات واخلاق سب پیش کیا، کہا یہ سب اچھا ہے اے محمد ﷺ اب میں کیا کہوں؟ اے عکرمہؓ کہو کہ میں مسلم ہوں، مسلم کے معنی گردن جھکانے والا ہے، گردن جھکا کر نہ ماننا مراد نہیں ہے، بلکہ گردن جھا کر جو کہا جائے کر لینا چاہئے گردن نہ بھی جھکائے مگر کر لے تو گردن جھکانا ہو جائے گا، لفظ مسلم سے سمجھ گئے کہ خدا حکم دیا کرے گا اور میں اسے پورا کروں گا، اے محمدؐ اب کیا کہوں؟ حضور ﷺ نے کہا مہاجر کہو حضرت عکرمہؓ نے کہا میں مہاجر ہوں، ہم میں تو کوئی مہاجر ہے، لیکن ہجر سے کیا کرنا چاہئے اس کی فکر نہیں آپ مہاجر ہیں؟ جی آپ کیا کرتے ہیں؟ میرے پاس کھجوروں کا باغ ہے میری دکان ہے! میرا بٹنوں کا کاروبار ہے، مہاجر کا اصلی مطلب ہے کہ اپنی چھوڑنے والا، اب چھوڑ کر کرے گا کیا؟ تو کہا حضور ﷺ اور کیا کہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجاہد کہو، انھوں نے کہا کہ میں مجاہد ہوں، مجاہد کے معنی ہیں کہ جو خدا کہیں گے اسے کروں گا اور اسے کرنے کے لئے جو چھوڑنا پڑے گا اسے چھوڑوں گا، اب جو مجاہد ہمارے زمانہ میں ہیں وہ کوئی کام جہاد والا نہ کریں، تینوں بول بول کر یہ شخص خود قسم کھاتا ہے کہ جتنا مال وجان کا حصہ اسلام کی رکاوٹ میں لگا چکا ہوں، اس سے دوگنا اسلام کے پھیلنے میں لگاؤں گا آپ دعا کر دیں خدا میری پچھلی معاف کر دیں، حضور ﷺ نے دعا کی اے خدا اس نے جتنا اسلام کے خلاف کیا ہے اسے معاف کردے پھر عکرمہؓ اور آل ابوجہل نے میدان میں چلانگ لگا کر وہ کر دکھایا، جو کسی اور آل سے نہیں ہوسکا، آل ابوجہل کے اسی گھر سے نکلے، حارث اخ ابی جہل نے وعکرمہؓ بن ابی جہل نے، اس کے بعد پھر کر زندگی گزاری ہے جب مکہ سے نکلے تو سارا مکہ باہر نکل آیا تھا، وہ بچہ بھی نکل آیا تھا جو ماں کے دودھ سے غذا کی طرف آگیا تھا، سب کی جوڑ کر کہہ رہے تھے مکہ چھوڑ کر نہ جاؤ ورنہ ساری لطافت ومزہ ختم ہو جائے گا آگے عکرمہؓ یا حارثؓ روتے ہوئے جا رہے تھے پیچھے اہل مکہ روتے ہوئے، ایک جگہ رک کر اہل مکہ سے کہا یہاں سے نکلنے کی وجہ کسی دوسرے شہر کا پسند آجانا نہیں ہے سب سے زیادہ محبوب شہر یہی ہے کسی اور قوم کی محبت کی وجہ سے نہیں نکل رہے ہیں کیونکہ حضور ﷺ والی قوم سے اچھی قوم کونسی ہو سکتی ہے البتہ بات یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے آواز لگائی، کچھ ایسوں نے پہل کر لی جو ہم سے کم درجہ تھے انھوں نے حضور ﷺ کے ساتھ محنت کی اب ہم اسی محنت میں جان لگا دیں گے تا کہ ہم ان کے ساتھ قیامت میں ہو سکیں، یہ بات حضرت عمرؓ کے نہج نے ان میں پیدا کی، حضرت عمرؓ بدر والوں سے بہت محبت کرتے تھے، جہاں کوئی بدری آتا اسے سب سے آگے بڑھا دیتے، ایک دفعہ

سرداران مکہ حکیمؓ بن حزام، عکرمہؓ بن ابی جہل وغیرہ حضرت عمرؓ کے اس مکان کے سامنے جمع ہوئے جو اس مسجد میں آ گیا ہے، حضرت عمرؓ سے اجازت مانگی تو کہا کہ میں مشغول ہوں بیٹھ جاؤ، اتنے میں مکہ میں پٹنے والے غلام آ گئے ان کو حضرت عمرؓ نے فوراً اجازت دیدی، سارے کام کاج چھوڑ دیئے، سردار باہر گئے، غلام اندر سیدھے چلے گئے، ان سرداروں میں بات چلی کہ غلاموں کو ہم پر اتنی ترجیح ہم سے گوارا نہیں ہے، بغاوت کا جذبہ ابھرا تو حکیم بن حزامؓ سمجھدار آدمی نے کھڑے ہو کر کہا کہ عمرؓ نے جو کیا ہے وہی حضرت محمد ﷺ کرتے اور اللہ بھی یہی کریں گے کہ ان غلاموں کو تم پر ہر جگہ ترجیح ملے گی، کیونکہ حضور ﷺ نے ان غلاموں کو اور تم کو بھی اکٹھے دعوت دی تھی، انہوں نے مان کر میدان محنت گرم کر لیا، تم بہت بعد میں آئے، کل قیامت کی عزت کی فکر کر لو کہ کل کہیں خدا تمہیں ان سے پیچھے نہ کر دے، تو خدا سے تم کچھ نہ کہہ سکو گے، سرداران مکہ نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ ایسا وقت طے کر لو جن میں آپ کے پاس ایرا غیرا نتھو خیرا سائل الناس نہ ہوں تو پھر ہم آپ سے بات سنیں گے، حضور ﷺ سرداران کے اسلام کے لالچ میں ان سرداران کے لئے وقت مقرر کر چکے، حضور ﷺ ان کو لے کر بیٹھے ہی تھے کہ ابن ام مکتومؓ آیت معلوم کرنے آ پہنچے، حضور ﷺ کو ناگوار گزرا، خدا نے اتار دیا "عَبَسَ وَتَوَلّٰی" اس کے بدلہ میں حضور ﷺ نے ابن ام مکتومؓ کو کئی طرح سے نوازا، مدینہ کا حاکم اعلیٰ بنا کر کئی مرتبہ باہر تشریف لے گئے دوسری آیت بھی اتری "اما من استغنی فانت لہ تصدی" چنانچہ حضور ﷺ نے وہ دستاویز پھینکی جس پر فقراء و غرباء سے علیحدہ ہو کر صرف سرداروں سے بات کرنے کے لئے وقت مقرر کیا گیا تھا، حضور ﷺ گئے اور جا کر ان فقراء و ضعف الناس سے گلے لگے، ایسے ہی مدینہ میں حضور ﷺ سارے فقراء سے علیحدہ ہو کر بعض اقوام کے چودھریوں سے بات کرنے میں لگے کہ کہیں ان فقراء کی موجودگی سے یہ الٹا اثر نہ لیں، صلح ہونے کا رخ بن گیا، مجلس کا اختتام ہونے لگا تو خدا نے آیت اتار دی "واصبر نفسک مع الذین" اپنے آپ کو ایسے فقیروں میں جمع کر رکھو، اس وجہ سے اس طبقہ میں سے مجلس میں کوئی فرد، جب تک رہتا، حضور ﷺ خود نہ اٹھتے، حضرت ابن مسعودؓ، صہیبؓ بلالؓ، وغیرہ اسی فقیر طبقہ میں سے تھے، تو صحابہؓ اس کا خیال کرتے کہ جب اندازہ کرتے کہ حضور ﷺ کے اٹھنے کا وقت آ گیا ہے تو خود ہی پہلے اٹھ جاتے، تاکہ ان کے بیٹھے رہنے سے حضور ﷺ کو مزید نہ بیٹھنا پڑے، ایسے ہی ایک مرتبہ یہ سرادران مکہ حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، وہ فقراء باری باری آنے لگے، حضرت عمرؓ ان سے محبت کرتے تھے اور ان کی وجہ سے سرداروں کو پیچھے کرتے گئے ان کو پاس بٹھاتے گئے یہاں تک کہ سارے سردار دروازے پر پہنچ گئے، اتنے میں حارثؓ نے آ کر عمرؓ سے کہا تم جو کر رہے ہو بالکل درست ہے، یہ تقدیم کے ہم تاخیر کے ہی مستحق ہیں، لیکن تو بھی تو اپنی قوم، اپنے

خاندان وخون والوں کے لئے سوچو کہ قیامت کو یہ ان سے آگے نہ ہو سکیں تو کم از کم ان کے برابر تو ہو جاویں، حضرت عمرؓ نے گردن جھکائی، بہت سوچ کر کہا جس کام کے لئے انہوں نے پہل کی تم اس کے لئے جان دیدو، بس آخرت میں حضرت بلالؓ کے برابر ہو جانے کے ارادہ سے اسی گھروں کو مکہ سے لے کر نکلے، جانوروں کی پشتوں کو گھر بنالیا، سخت خطرات میں گھسے، حضرت عکرمہؓ نے آگے کو گھوڑے کو بڑھایا، حضرت خالدؓ نے اس کی باگ کو تھام لیا اور کہا کہ اے عکرمہؓ آگے بڑھ تیری موت سارے عرب پر شاق ہے، حضرت عکرمہؓ نے کہا اے خالدؓ تو نے مجھے دین کی مخالفت میں آگے بڑھنے سے کبھی نہ روکا آج دین پر جان دینے میں آگے بڑھنے سے روک رہا ہے، یہ کہہ کر عکرمہؓ نے ایڑ ماری اور آگے بڑھ گئے اور شہید ہو گئے، حضرت عکرمہؓ کا سر اپنی ران پر رکھا اور اسی حال پر ان کا انتقال ہوا، اس نسل کے افراد اسی طرح مختلف جگہوں میں مدفون ہوتے رہے، کوئی یہاں کوئی وہاں اس پوری نسل میں سے صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہی واپس ہوئے، مدینہ منورہ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ان دونوں کا آپس میں نکاح کر دو تا کہ اس نسل کے بقاء کی کوئی صورت بن جائے، ابی جہل کی نسل کو بھی تو دیکھو، اسلام عکرمہؓ سے قبل ابی جہل کو برا کہا جاتا تھا، ان کے مسلمان ہوتے ہی حضور ﷺ نے فرمادیا کہ ابو جہل کو برا بھلا مت کہا کرو، حالانکہ ابو جہل کی برائی دل کے گوشہ میں تھی، اس زمانہ میں مسلمان ہونے کے معنی قربان ہونے کے تھے، اس وجہ سے اسی میں ترقی ہوا کرتی تھی، اپنی بات کو چھوڑ دینا ہجرت ہے، اللہ والا کام کرنا جہاد ہے، اس سے بنتا ہے اسلام مجاہد مہاجر ہے مسلم کسی کی آنکھ نہ دیکھے، حکام و مال والوں کو نہ دیکھے، صرف اللہ کے حکم کو، حضور ﷺ کے عمل کو دیکھے، ۲۴ گھنٹے کی زندگی میں صرف خدا کا تقاضہ وداعیہ رہے، صرف محمد ﷺ والا طریقہ رہے، اس نہج کے وجود سے امت مسلمہ کا وجود ہوگا، دوسروں پر جتنا مال وجان لگانے کو کہا ہے اتنا دوسروں پر لگاؤ اور اپنے پر صرف بقدر ضرورت لگاؤ، مال وجان تو خدا کی ہے اپنی مت سمجھو جان و مال کو اپنا سمجھتے ہو، خدا کا زرخرید سمجھتے ہو تو ایمان کمزور ہے، "اشتری من المومنین" کے بعد ہے التائبون انسانی مزاج وطبیعت کے اعتبار سے مال وجان کا ایک ذرہ خرچ نہ ہو، العابدون حضرت محمد ﷺ والی ترتیب پر پڑنے والے اس ترتیب میں اصل نماز ہے، نماز ہی کی قبولیت کے لئے مال کے کمانے مال کے خرچ کرنے اور معاشرت کو درست کرنا ہوگا قومیت وعصبیت کی وجہ سے لسان وملک کی وجہ سے کسی کی مدد کریں گے، تو جاہلیت کی موت مرے گا، اس کی کوئی عبادت قبول نہ ہوگی، کمائی، خرچ معاشرت غلط ہے تو نماز وعبادت قبول نہ ہوگی، غیبت سے ساری عبادت دوسرے کو مل جائے گی، صرف قوم کی حمایت ہے کہ میں تو قوم کے ساتھ ہوں حق ناحق میں تو بھی عبادت قبول نہ ہوگی، الحامدون توبہ وعبادت کے بعد مال چیزوں میں زیادتی بھی ہو سکتی ہے اور اس کے برعکس کمی

بھی ہو سکتی ہے، پہلے موٹر تھی، اب گدھے پر سوار ہو رہے ہیں، یعنی ہر حال میں خدا کا شکر کریں کہ حرام طریقہ تو ختم ہوا، چاہے کار چلی گئی، گدھے پر سوار ہونا پڑا" السائحون (**سیاحة امتی الجهاد فی سبیل الله**) توبہ عبادت وحمد والی زندگی سارے عالم میں پھیلاؤ، "الراکعون الساجدون" جس وقت کچھ جھکنے کو کہیں اس وقت کچھ جھک جاؤ، جس وقت سارا جھکنے کو کہیں اس وقت سارے جھک جاؤ ایسے ہی جب بعض مال وجان کا مطالبہ ہو تو بعض مال وجان لگادو، جب سارے مال وجان کا مطالبہ ہو تو اسے بھی پورا کردو، "الامرون بالمعروف والناهون عن المنكر" معروف حضور ﷺ والا دین ہے تو منکر بے دینی سے روکو، دین کی کہو پھر ہے، "الحافظون لحدود الله" اس حفاظت میں کبھی قتال بھی آجاوے گا اس ساری ترتیب پر ہی آوے گا، جو مال وجان خدا کا سمجھے، جوامت قربانی والی ہوگی اسے ہی انصاف ورحم وعدل وغربا پروری کی توفیق ملے گی حضور ﷺ نے ہر اعتبار سے امت کو قربانی پر ڈالا، بیوی، بچوں، صحت، نیند، کمائی کے اعتبار سے نہ چلو، بلکہ دین کی محنت کو سامنے رکھوں، مسجد والا ماحول چلے گا تو عبادت واخلاق والے پاکیزہ طریقے چل سکیں گے، یہ مسجد نبوی ہے اس میں مختلف قوموں، وطنوں کے لوگ جمع ہوئے سب نے وہ محنت کی جس سے ملکی، علاقائی، طبقاتی تفریق ختم ہوئی، اجتماعی زندگی قربانیوں سے زندہ کرائی گئی بھوک سے چہرہ زرد ہے تو بھی یہاں کے حلقہ، علم میں آکر بیٹھو، حضور ﷺ مسجد میں آئے تو حلقہ میں دیکھا کہ بھوک سے چہرے زرد ہیں اور کپڑوں کی کمی کی وجہ سے ایک دوسرے سے چھپا رکھا تھا علم لینے کی ایسی طلب پیدا کی کہ حضور ﷺ حج کے سفر میں تھے ایک بدو اپنی سواری پر آگے ہو ہو کر مسائل پوچھ رہے تھے کے سواری بدکی، زمین پر گرے اور مر گئے حضور ﷺ نے کہا اس کا پیٹ دیکھو، دیکھا تو پیٹ بھوک کی وجہ سے کمر سے لگا ہوا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا اس وجہ سے حوریں مرتے ہی اس کا کھانا لے کر آگئی تھیں، یعنی بھوک کی شدت کے باوجود بھی علم لینے کے لئے آیا اور بھوک دور کرنے کا انتظام کرنے نہ گیا، مسجد کا ماحول بنانے کو اصل کام بناؤ کمائی کا بالکل نہ چھوڑو البتہ اس میں اشتغال کم کرو، ہر ایک سے یہ قربانی دلوائی، سارے سال کھیتی دکان میں لگنے والوں کی ترتیب دوسری بنادی، کہ چار ماہ تو باہر ہی لگادو، آٹھ ماہ میں سے آدھا وقت مسجد میں اعمال ومجالس ایمان میں لگادو، ایمانیات مغیبات میں، غیب کا یقین اسی غیب کی کثرت ذکر سے ملتا ہے، امریکہ کا یقین بار بار سننے سے مجھ میں بن گیا ہے ورنہ میں نے امریکہ دیکھا نہیں ہے، ایمانیات ومغیبات کے خوب تذکرے کرو گے، تب ان کا یقین نصیب ہوگا، مسجد کا ماحول سب کے جان لگانے سے بنے گا، مقام کی بھی ترتیب بدلی گئی دن رات میں سے آدھا وقت اپنی مسجد میں لگا دو، اس میں ہر شخص کو اپنی دکان وکھیتی والی (زندگی) قربان کرنی پڑی، اس اجتماعی مجاہدہ سے ان کا دل جوڑ دیا، اعمال

کا رخ پڑ گیا، صحابہ کا خرچ چار طرح سے بڑھا دیا گیا، اپنے نکلنے کا خرچ نادار ساتھیوں کے نکلنے کا خرچ تہائی کر کے خرچ اور جگہوں میں بھی کرو، کام کرنے والے ایسے تیار رکھ کہ کمائی کم، پبلکی زندگی پر خرچ زیادہ ہو، مال کم ہو تو زندگی خود بخود سادی ہوگی، کام چلنا ہے پکے مکان کے پیسے کہاں سے نکلیں گے، کچا ہی بنالو، بیاہ نکاح سادہ کر لیا خرچ نہ بڑھ کر کمائی نے کم ہو کر صحابہؓ کی حاجتوں کو سادہ کر دیا، حضرت عائشہ نے کہا کہ اس پانچ درہم والے کرتے کو یہ لونڈیا پہننا پسند نہیں کرتی ہے، حالانکہ اسی کرتے میں کئی دلہنوں نے شب زفاف منائی ہے قومیں اسباب سے ہی ترقی کرتی ہیں اور اسباب سے ہی گرتی ہیں، نہ نقل و حرکت ہے نہ دوسروں پر لگانا ہے، نہ علم کا حلقہ ہے نہ ذکر کی فضا ہے، حضور ﷺ والی ترتیب ہم کھو بیٹھے ہیں، یہود و نصاری کے ہاتھوں میں پھنس چکے ہیں جہاں ان کی نظریں ٹیڑھی ہوتی ہیں ہمارے خون کی ندیاں بہنے لگتی ہیں، بیوی مشورہ اس کا نہ دے گی، بچے اسے نہ مانیں گے کمائی اس کی اجازت نہ دے گی، اس لئے تم خود کو حضرت ابراہیمؑ کی طرح قربانی پر اٹھاؤ، جو مذہب قربانیوں سے تیزی سے چلا تھا، آج قربانیوں کے نہ ہونے کی وجہ سے تیزی سے گر رہا ہے، یہ چمکے گا تو قربانی دینے والوں کو چمکا کر چمکے گا اور اگر گرے گا تو قربانی نہ دینے والوں کو مٹا کر گرے گا، ایک بار چار ماہ لگا دو اور اللہ سے مانگو، اے خدا ہمیں ہمارے خاندانوں کو اسی قربانی کے لئے قبول کر جس کے لئے حضرت محمد ﷺ، آل محمد ﷺ، اصحاب محمد کو تو نے قبول کیا، تم میں سے پہلے ۲۲ جماعتیں روانہ ہو چکی ہیں، اب تم میں سے مزید ۴ جماعتیں ترکی، حبشہ، افغانستان، انڈونیشیا کے لئے بنیں، خدا تو جب چاہیں کسی کو مقدمہ یا بیماری یا ٹیکس میں ڈال کر قربانی میں ڈال دیں اور قربانی لے لیں، مزہ تو جب ہے جب کہ خدا کو قربانی پیش کی جائے۔

ٹیلی ویژن کے نقصانات

عمومی بیان

منگل بعد نماز فجر ۲/ جون ۱۹۶۴ء مطابق ۲۲/محرم ۱۳۸۴ھ حرم مدنی

میرے بھائیو اور دوستو!

جتنے بھی انسانی مسائل ہیں ایک صورت کے اعتبار سے مال کا راستہ ہے مال میں مسائل کے حل کی صورت نظر آتی ہے حکومتوں کو اپنے مسائل کا حل مال میں دکھائی دیتا ہے لیکن حقیقت میں مال میں مسائل کا حل نہیں ہے اور یہی مال غربت والوں کو نظر آتا ہے مال کا راستہ اگر چلتا ہے تو بہت سے بہت موت تک چلتا ہے موت کے بعد یہاں والا سانپ بن کر کاٹتا ہے یا اسی سے داغ لگائے جاتے ہیں سونے کی تختیاں بنا کر دوزخ میں گرم کر کے داغنے کا ذریعہ بنے گا، وہ زمین جو یہاں کسی کی دبائی تھی اور اس میں کامیابی محسوس کر رہے تھے تو آخر تک ساتوں زمین میں سے لے کر اس کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا زمین ہی کو زمین والے کیلئے عذاب کر دیا گیا ہم نے بھینس بکری گائے بڑھانے ہی میں کامیابی سمجھی جانور بڑھالئے، مال والے راستے سے پھر بھی جانور عذاب بن جاویں گے، حشر کے میدان میں ہزاروں بھینسوں بکریوں اونٹوں والا پڑا ہوا ہوگا اور سارے جانور اس پر سے گزر کر جاویں گے دائرہ کی شکل میں ان مالوں یا جانوروں کی زکوتیں حکم خدا کے مطابق ادا نہ کی گئیں جانور انتہائی موٹے تازے کھر ان کے تیز ہوں گے اوپر سے ان جانوروں کے چلنے کی تکلیف ۵۰ ہزار سال برداشت کرے گا بھوک پیاس مسلط جن بیگمات کے ساتھ ہم مال والے راستہ پر چل رہے یہی کل کو خاوندوں کو جوتے ماریں گی اولاد بھی ایسے ہی کرے گی، مسائل کے حل کا دوسرا راستہ دعا کا ہے مال والے راستہ کی ہر چیز موت کے بعد عذاب بن جاتی ہے، دعا والے راستہ میں تکلیف اگر ہے تو صرف موت تک موت آج بھی آسکتی ہے کھانے یا بات میں مشغول تھے موت آگئی جدہ جاتے

ہوئے مرگئے موت پر تکلیف ختم اور کامیابی شروع ہوگئی بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا موت سے پہلے ہی مال والے کو پریشان کردیتے ہیں مصائب مقدموں و بیماریوں سے زندگی اجیرن کردیتے ہیں بسا اوقات دعا والے کو دنیا ہی میں چین عطا فرما دیتے ہیں دعا والے کی اور اس کی نسلوں کی زندگی دونوں جہان میں بنا دیتے ہیں دیکھنے میں مال والا راستہ آسان ہے لیکن حقیقت میں دعا والا آسان ہے مال مین خارجی ذرائع کی ضرورت ہے مال کے راستہ میں پیسے، مکان ،لباس، عورت، وزیروں کی خوشامد کی ضرورت ہے۔ مال کے راستہ میں داخلی اسباب نہیں ہیں، ایمان دل میں ہو یا شرک دکان سے پیسے مل جاویں گے۔

اخلاص ہو یا بد نیتی زمین سے غلہ مل جاوے گا، زمین ہو، ہل ہو، بیج و پانی ہو، انسانی محنت ساتھ ہو یہ زمین سے غلہ لینے کی شرطیں ہیں جو سب خارجی ہیں ذکر کرتے ہوئے ہل چلائے یا گالیاں دیتے ہوئے شرط نہیں ہے اللہ چاہیں تو اس زمین سے آندھی سیلاب ٹڈی کی وجہ سے غلہ نہ ملے۔ اگر غلہ ملے تو چاہے زندگی بنائیں یا بگاڑیں دکان کی محنت نہیں ضرورت ہے کہ جو بیچنا ہے وہ مہیا ہو حکومت موجودہ کا لائسنس ہو باہر سے مال منگانے پر ٹیکس ادا کرو یہ ظاہری شرطیں ہیں باطنی شرطیں ایمان توحید ذکر اخلاص کی شرطیں نہیں ہیں اب اس دکان سے یا تو ملے گا نہیں ملے گا تو آگ سے جل گیا ڈاکو لے گیا یا اسی مال سے چیزیں ملنے دیں یا نہ چیزیں ملیں تو حالات بنا دیں یا نہ حرام سے بچو یا نہ مال ملے گا دکان سے لینے کیلئے صرف خارجی شرائط میں خدا ان راستوں میں سب کچھ دیدیتے ہیں لیکن کامیابی نہیں دیتے ہیں کامیابی داخلی چیز ہیں کوٹھی سے راحت ملے بچوں سے فرحت ملے۔ بیوی سے روحانی مسرت میسر ہو، یہ سب باطنی کیفیات باطنی شرائط سے ہی ملیں گی۔ آپ نے مال والے راستہ کی ساری بیرونی شرائط پوری کردیں، ریڈیو دکان باغ مکان ٹیلی ویژن دکانوں پر دکانیں کارخانوں پر کارخانے بنائے، اب دل کو سکون حاصل ہو دوستوں اور ہم میں محبت ہو حکومت سے آسانی ملے یہ باطنی کیفیات باطنی شرائط نہ ہونے کی وجہ سے مل نہ سکیں گی بلڈنگ پر بلڈنگ بنادی ہر بیٹا اپنی بیوی کے ساتھ لگ کر اسے چھوڑ کر جارہا ہے بڑھاپے میں اکیلا غمگین ہے کامیابی اس صورت کا نام نہیں ہے بلکہ اندرونی حالت کا نام ہے آپ نے ڈاکٹروں کے مشورہ سے دوائیں لیں۔ ٹیلی ویژن پر ناچ دیکھا، ناچنے والی میں دل پھنسا تو ساتھ والی بیوی میں دل ہی نہ لگا، نہ معلوم ٹیلی ویژن کی وجہ سے کتنی جانیں ختم ہوں گی، کتنی خودکشیاں ہوں گی مال والے راستہ میں امانت، عدل، سچائی کسی باطنی شرط کی ضرورت نہیں ہے کسی طرح مال کماؤ مال سے چیزیں بناؤ چیزیں گھر میں جمع کرلیں، بنگلہ کا کمرہ دوائیوں سے بھرلیا، اپنا مستقل ڈاکٹر رکھ لیا

سر کے درد کو ان دواؤں میں سے کوئی دوا دور نہ کر سکے تو ناکامی ہے، نہ پیٹ کا درد ختم ہو رہا ہے یہ ناکامی، اگر چہ دوائیاں خوب گھر میں ہیں ناکامی وکامیابی اندر کے حالات ہیں خوف اندر کی (ناکامی) کا نام ہے۔ بمبار جہاز ہوائی جہاز بم راکٹ جمع تھے کسی نے اطلاع دی کہ دشمن فوجیں حملہ شروع کر چکی ہیں اب ساری رات خوف میں پیشاب پاخانہ خطا ہونے کے ساتھ گزر رہی ہے حضرت محمد ﷺ بوریئے جھونپڑے اندھیرے میں ہیں چراغ نہیں جل رہا ہے پیٹ پر تین دن کے فاقہ کی پٹی ہے لباس پھٹے ہوئے دن کو جس ٹاٹ سے دروازہ کا پردہ بندھتا ہے رات کو اسے ہی بستر بناتے ہیں بے چھنے جو کی روٹی زیتون سے کھائی جارہی ہے لیکن اس نقشہ میں خدا نے عزت دی کہ آج تک کوٹھیوں والے ہزاروں کھانے والے ہاتھ جوڑے کھڑے ہیں آدمی کے اندر جو حالت اچھی یا بری آوے گی یہی کامیابی ناکامی ہے۔

۲۵ لاکھ کی کوٹھی، ۷ لاکھ کا فرنیچر، ۳ لاکھ کا کھانا، ۲ لاکھ کا دواخانہ ہے لیکن اندر میں مہلک بیماری ہے خوشامد کرنے کے بعد کوئی کام نہیں کرتا ہے تو یہ ذلت کی حالت ہے اور اگر جھونپڑے میں ہے اس کے اشارہ پر لوگ کام کریں بلکہ کام کرنا اپنی عزت سمجھیں تو یہ عزت ہے اسی لئے خدا نے کامیابی کیلئے اندر کے شرائط لگائے ہیں کمانے، دکان چلانے دوا کھانے میں طریقے دعا والے حضرت محمد ﷺ سے اختیار کرو، حضرت محمد ﷺ نے جس کام کا جو طریقہ بتایا ہے اس کام کو اس طریقہ پر کرنے سے دعا قبول ہوگی کامیابی یہ ہے تو حالات اندر کے اچھے ہوں، شیر یا وزراء کا گروہ قاتلوں کے ہمراہ موجود ہے لیکن اندر اطمینان ہے تو یہ کامیابی ہے سنگین پہروں کے اندر بھی ڈر ہے تو یہ خوف ہے بارش کی وجہ سے سب کے کپڑے بھیگے لہٰذا صحابہ نے دھوپ کے اعتبار سے دور دور پڑاؤ ڈالا، حضور اکرم ﷺ کپڑے اور تلوار درخت پر ٹانگ کر نیچے لیٹ گئے اس علاقہ کے ایک بہادر نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا پہاڑ سے نیچے اترا درخت پہاڑ کی جڑ میں تھا اتر کر اس نے تلوار سونت لی سب ساتھی دور قتل ہونے سے پہلے کوئی مدد کو نہ پہنچ سکے گا بظاہر تلوار سونتنے والا کامیابی میں ہے لیکن حضور ﷺ نہایت اطمینان سے فرماتے ہیں کہ اللہ بچائیں گے اور کپکپی کی وجہ سے تلوار گر جاتی ہے اب تلوار لے کر فرمایا تجھے کون بچائے گا جو لفظ اللہ سن کر تلوار کے ہاتھ میں ہوتے ہوئے کپکپا گیا اس کی تو ستی گم ہوگئی، جب تلوار اللہ والے کے ہاتھ میں ہوگی۔

نقشہ کا نام کامیابی نہیں ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہتھیار بہت ہوں تو کامیابی، ضروری نہیں ہے، ہوسکتا ہے کہ دوسرا مارنے لگ جائے ہم ہتھیار اپنی موت کے ڈر سے نہ استعمال کریں، ہمت نہیں ہے لاٹھی ہی پاس ہے لیکن موقعہ پر

اسے چلانے کی ہمت ہے تو کامیابی ہے، ترک مار کھا رہے ہیں اگر چہ کتنی بڑی فوج ان کے پاس ہے کامیابی ناکامی اندر کی کیفیات کا نام ہے دعا والے راستہ میں کامیابی یقینی ہے دعا والا راستہ داخلی ہے خارجی نہیں کہ کچھ پاس نہیں ہے نہ حکومت نہ جانور نہ نقدی نہ کھانا ہے تو بھی دعا والا بن سکتا ہے سب کچھ پاس ہے تو بھی دعا والا بن سکتا ہے سلیمانؑ حکومت کے نقشہ میں حضرت عیسیٰؑ زہد کے نقشہ میں دعا والے تھے عیسیٰؑ ساری دنیا کو لات مار کر چلے صرف تکیہ اور پیالہ ساتھ لیا ایک جگہ دیکھا کہ ایک شخص چلو سے پانی پی رہا ہے دوسرا کہنی کو تکیہ بنا کر سو رہا ہے تو پیالہ اور تکیہ دونوں کو پھینک دیا یہ بھی دعا والے ہیں حضرت سلیمانؑ کے ہاں سارے کروفر جنات حیوانات اور انسانوں پر حکومت ہے ہوا بھی مسخر، سب ساتھ چلتے ہیں لیکن دعا والے ہیں آدمی ہر حال میں دعا والا بن سکتا ہے، بس اندر کی کچھ شرائط پوری کردے بعض صحابیؓ بارہ آنے کے کپڑے میں زندگی گزار گئے جیسے (حضرات) علیؓ و عمرؓ و سلمانؓ بعض ہزار کے جوڑے پہننے والے ہیں جیسے حضرت ابن عباسؓ اور سب دعا والے ہیں، جو داخلی شرائط پر پورا اترے گا وہی کامیاب اور دعا والا، ایک آدمی چلا ہر ایک اسے عزت سے دیکھ رہے ہیں یہ کامیابی والی حالت ہے اسی وجہ سے کالوں، گوروں کمزوروں طاقتوروں، غریبوں، امیروں سب کو نداء لگتی ہے اللہ اکبر، صرف اللہ بڑے ہیں باقی سب چھوٹے، پھر **اشھدا لاالہ الااللہ** ترکیب وتدبیر میں سے اسلحہ واطعمہ سے افواج وعساکر سے کامیابی وحفاظت وعزت وصحت نہیں ہے اللہ کے دینے سے یہ کامیابی ملے گی وہ بغیر دوا کے صحت دیتے ہیں اللہ سے کامیابی لینے کا ضابطہ **اشھدان محمدارسول اللہ** ہے حضرت محمد ﷺ بتائیں گے **حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح** حضرت محمد ﷺ نے خدا کی طرف سے کامیابی کے حقائق کا ملنا نماز پر بتایا ہے خارجی حصہ نماز کا تو یہودی نصرانی ملحد و ہندو سکھ اختیار کرسکتے ہیں سی آئی ڈی کو ہر مذہب کے اسلام کی نماز اور قرات اور مسائل سے واقفیت لینی پڑتی ہے انہیں تہجد و تسبیح کی آنکھ سے روزے کی مشق بھی کرنی پڑتی ہے جیسے یورپ میں مصنوعی رونا سکھایا جاتا ہے وغیرہ، مسلم نماز کے جتنے اعمال کرسکتا ہے اتنے اعمال میں کامیابی نہیں ہے بس نماز کے جتنے اعمال غیر مسلم نہیں کرسکتا ہے ان میں ہی اصل کامیابی ہے ایمان واخلاص اللہ کے دھیان حضور ﷺ کے بتائے ہوئے امور کے لینے کی امید اور غلط اعمال کی سزاؤں کے خوف کے ساتھ نماز ادا نہیں کرسکتا ہے کامیابی کی جڑیں وہ ہیں جو غیر مسلم نہیں لے سکتا ہے، کامیابی کی حقیقت نماز سے ملے گی، دلوں میں تمہاری محبت وعزت بیٹھے تمہارے پڑوسیوں میں تمہاری معاونت کا جذبہ پیدا ہوگا نماز کا وہ حصہ اختیار کرلو جسے نصرانی بت پرست، یہودی اختیار نہیں کرسکتے ہیں یہ تو نماز کی صورت پر آسکتے ہیں سی

آئی ڈی والے مسلمانوں کے حالات معلوم کرنے کیلئے حج بھی کریں گے تم سے پہلے آوے گا تم سے اچھی تسبیح ہوگی شاید تم سے زیادہ کنکریاں ۹/۱۰ جمرہ کو مار دے عبادت کے اندر کا نور نہیں بنا سکتا ہے اگر وہ اندر کی چیز حاصل کرلے تو غیر مسلم نہیں ہے اگر اندر کی چیز نہیں ہے تو یہ سی آئی ڈی دغاباز ہے نمازی نہیں ہے دعا والے راستہ سے سارے مسائل حل ہوتے ہیں، خدا نے اور تمام مراکز انبیاء دعا والے ختم کردیئے صرف مکہ اور حضرت محمد ﷺ کا شہر مرکز باقی ہے، بیت اللہ پر بھی دعا حضرت محمد ﷺ والے طریقہ سے ہی قبول ہوگی ہر ہر عمل شادی، ملاقات کرنا، کھانا، پینا، مکان بنانا حضرت محمد ﷺ والے طریقہ پر ہو، اب جو اس طریقہ پر آ گیا وہ دعا والا بن گیا، طریقہ میں ایک صورت ہے ایک سیرت، اصل کامیابی سیرت کے طریقہ سے ملتی ہے صورت کے طریقہ تاثر رہبت ورغبت خشوع وخضوع استحضار قلب کو غیر مسلم حاصل نہیں کرسکتا ہے ان کیفیات کے ساتھ نماز ادا کرو غیر مسلم قرآن وحدیث کے اندر کی باتوں کو جان سکتا ہے لیکن اس میں علم محمدی ﷺ کا تاثر نہ ہوگا، قرآن وحدیث کو عجم مسلم اتنا نہیں جانتے ہیں جتنا حضرت محمد ﷺ کے زمانہ میں ابوجہل وابولہب ومشرکین مکہ جانتے تھے علم کا تاثر آ گیا تو غیر مسلم نہ رہے گا حضور ﷺ نے قرآن پڑھا ابوبکرؓ وعمرؓ ومہاجرینؓ وانصارؓ نے بھی اور مشرکین مکہ نے بھی سنا، سب نے اسے سمجھا لیکن مسلم صحابہؓ متاثر ہو رہے ہیں کفار پر ذرا تاثر نہیں ہے حضرت ابوبکرؓ کی کمر ایک آیت کے سننے سے ٹوٹنے لگی تھی لیکن ہم ترجمہ کے ساتھ قرآن پڑھ لیں تو بھی کوئی تاثر ہم میں نہیں پیدا ہوتا نقشہ کوئی سا بھی ہو اس کی فکر نہ کرو، تم نماز کی سیرت اور صورت اختیار کرو خدا کی وہ آواز جو فرشتہ دے کر گیا ہے ہر جگہ لگ رہی ہے اور ہر ایک کو مخاطب بنایا جا رہا ہے کہ کامیابی لینی ہے تو نماز کی حقیقت تیار کرکے خود کو نماز والے نہج پر ڈالو نماز میں پہلے نماز کی تیاری ہے پھر نماز ہے پھر دعا ہے نماز کی تیاری ظاہری بھی ہے اور باطنی بھی، وضو کیا پاک کپڑے پہنے، گھر چھوڑا، مسجد میں آ کر قبلہ رو ہو کر کھڑے ہوگئے باطنی تیاری ہے کہ جن چیزوں سے نکل کر آئے ہو ان کے یقین وطلب کو خود میں سے نکال لو۔ چیزوں میں سے خود نکل کر آ جانا تو سہل ہے لیکن ان کو دل سے نکال دینا مشکل ہے،

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار ☆ جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

- چیزوں سے نکلنا پہلا قدم ہے اور صورت ہے چیزوں کی طلب ویقین کو دل سے نکال دینا دوسرا قدم ہے اور سیرت ہے حضور ﷺ نبوت کے بعد تجارت زراعت ملازمت مزدوری میں نہیں لگے ہم ان کاموں سے نکلیں جو حضور ﷺ کے ہاں نہ تھے ان اعمال کی طرف جو ان کے ہاں تھے یقین بنایا جاوے کہ جن چیزوں میں حضرت محمد ﷺ نہ

تھے ان میں کامیابی نہیں ہے بلکہ ان اعمال سے کامیابی ہے جو حضرت محمد ﷺ کے پاس تھے ایک تاثر سے دوسرے تاثر کی طرف ایک یقین سے دوسرے یقین کی طرف نکلیں، ایسی نماز کے بعد کی دعاؤں سے مسلط ہونے والی ظالم حکومت ختم ہوگی، ظالم پڑوسی بھی یا جاوے گا یا سیدھا ہو جاوے گا، انہیں دعاؤں سے بیوی کے دل و آنکھ کی ٹھنڈک بنے گی، چیزوں کے یقین و تاثر سے اعمال کے یقین و تاثر کی طرف آنا ہے، پانی سے باہر کے اعضاء کو پاک کرو تو یقین سے اندر کو پاک کرو، بغیر بسم اللہ کے وضو سے صرف اعضاء وضو ہی پاک ہوتے ہیں اور اگر یقین وطلب و دھیان سے بسم اللہ کہہ کر اعضاء وضو دھوئے تو سارے اعضاء پاک ہو جاویں گے اس کیلئے ان مساجد کیلئے وہ اعمال تجویز کئے گئے جن سے اندر کی مایہ تیار ہو، انہیں اعمال کے نہ رہنے کی وجہ سے اندر کی یہ مایہ پیدا ہونی بند ہوگئی ہے، نبوت کے چودھویں سال میں مسجد بنی ہے ان چودہ برسوں میں جو سکھایا ہے اسی کیلئے مسجد بنی ہے کلمہ بولو، کلمہ سنو، کلمہ سمجھو، کلمہ سمجھاؤ اب مسلمانوں نے کلمہ کے مطابق بولنا شروع کیا دنیا کی مختلف چیزوں سے ہونے کے بول چل رہے تھے حضرت محمد ﷺ نے آواز لگائی لا الہ الا اللہ اللہ کے بغیر تمہاری کسی چیز سے کچھ نہ ہوگا اور اللہ سے چیزوں کے بغیر سب کچھ ہو جاوے گا حضرت اسماعیلؑ کو کھیتی باغ اور غلہ کے بغیر ریتیلے میدان میں خدا نے پال دیا، دوسری طرف بہت سے لوگوں کو خدا نے کھیتوں باغوں میں ختم کر دیا نار، بطن حوت کنویں میں حفاظت کریں، جیل سے وزارت پر لے جائیں، سارا ملک عرب قتل محمد ﷺ کا خواہاں تھا لیکن وہ مارنے والے عاشق زار بنے یا مار دیئے گئے، ابو جہل دشمنی پر مرا، ابو جہل کے بیٹے وغیرہ دوست بن گئے، ابولہب ویسے ہی مر گیا، تو اس کے بیٹی بیٹے دوستی پر مرے، درہؓ بنت ابی لہب ہجرت کر کے حبشہ سے آئیں تو کسی نے کہہ دیا تیری ہجرت سے کیا ہوتا ہے؟ اور تبت یدا ابی لھب وتب سورۃ پڑھ دی، حضور ﷺ سے آکر درہؓ نے کہہ دیا تو حضور ﷺ نے سب کو جمع کر کے کہا میری شفاعت تو دور تک کے رشتہ داروں تک پہنچے گی تو کیا اس قربت کے رشتہ دار کی تم رعایت نہیں کرتے ہو، اسے نہ کہو، امریکہ سے روس تک راکٹوں سے ڈنڈوں تک سے صرف وہی ہوگا جو خدا چاہیں گے، اللہ سے ان کے بغیر سب کچھ ہو جاوے گا دوسری آواز تھی محمد رسول اللہ ﷺ اللہ غیروں، جہازوں، مکانوں، ڈاکٹر انجکشن دوا کے بغیر خدا کامیاب کریں گے لیکن حضرت محمد ﷺ کی اطاعت ومحبت کے بغیر کامیابی نہ دیں گے۔ اولیاء جنگلوں میں جا پہنچے، ذکر، عبادت و اخلاق محمدی ﷺ کی مشق کر لی۔ انہوں نے کچھ نہ بنایا تھا لوگ ہر طرف سے ان کی طرف آئے تو انہوں نے ان کی خانقاہیں بنا دی تھیں حضرت محمد ﷺ نے ایسی مسجد نہ بنائی تھی صرف زمین خریدنے کا خرچہ اس

مسجد میں تھا اور دری روشنی پانی تک کا انتظام نہ تھا بیر جاء سے بعض دوسرے کنوؤں سے وضو کر لیتے تھے اس مسجد کیلئے ایک کنواں تک نہ تھا مسجد کے اندر سردی گرمی و برسات گھس جاتی تھی گرمی کی شدت کی وجہ سے بعض دفعہ صحابہؓ تپتی ہوئی کنکریوں پر سجدہ نہ کر سکتے تھے ابن عمرؓ کا کہنا ہے کہ ہم اس مسجد میں لیٹتے تو الکلاب تقبل و تدبر و تبول کا فر تک اس مسجد میں رہتے تھے کہ اسلام کا پھیلانا مقصود تھا باہر سے ایک شخص آئے یہاں مسجد میں دعوتِ تعلیم، حلقہ علم وذکر ونماز سے فراغت کے بعد عشاء پڑھ کر سب بیٹھے رہتے، حضور ﷺ کسی بیوی کے گھر سے آتے تو مقامی و بیرونی صحابہؓ جمع ہو جاتے اور باہر والے صحابہؓ مقامی لوگوں پر تقسیم کر دیئے جاتے حضرت سعدؓ بن عبادہ روزانہ ۸۰ مہمان لے جاتے سب سے بچ جاتے تو آپ انہیں اپنا مہمان بنا لیتے جہجاہؓ غفاری کا قصہ ہے کہ صحابہؓ نے مجھے بہت موٹا لمبا تڑنگا دیکھا تو سب نے مجھے چھوڑ دیا کہ اکیلا بہت سوں کا حصہ کھا جاوے گا میں مشرک تھا حضرت محمد ﷺ مجھے مسجد سے لے گئے سب سے پہلے اسے ہی دیا ساتوں بکریوں کا سارا دودھ پی گیا پھر کھانے کی چیز بھی ساری کھا گیا سارے گھر والوں کے حصہ کا کھا گیا حضرت ام سلمہؓ کی زبان سے نکل گیا اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے جس نے آل رسول کو بھوکا رکھا، حضور ﷺ نے جھڑکا کہ یہ تو تھا ہی اس کی قسمت کا اس نے کھانا تھا اب اگلے دن جہجاہؓ اور اس کے ساتھی آپس میں باتیں کرانے لگے کہ ہم نے اتنا کھایا میں نے اتنا کھایا اگلے دن جہجاہؓ پھر حضور ﷺ کے حصہ میں آیا کسی صحابیؓ نے انہیں نہ لیا اس جہجاہؓ کو لے کر حضور ﷺ گھر پہنچے تو سارے گھر والے گھبرا گئے کہ کل کو بھی یہ سارا کھا گیا تھا آج یہ کھائے گا تو پھر دو دن کی بھوک ہو جائے گی خیر حضور ﷺ نے دودھ لا کر رکھا تو اس نے صرف ایک بکری کا دودھ پیا اور بقیہ چیزوں میں سے بھی کم کھایا گھر والوں نے کہا آج کیا دوسرا آدمی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں مومن ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات میں مسجد میں وہ اعمال تو ہیں نہیں جو اس زمانہ میں چلائے گئے تھے صرف چیزیں رہ گئی ہیں آج کے قیصر و کسریٰ ہم مسلمانوں کو نچا رہے ہیں لیکن صحابہؓ نے کسریٰ و قیصر کو نچایا تھا ، چیزوں کے بغیر اعمال محمد ﷺ سے کامیابی مل سکتی ہے لیکن اعمال کے بغیر چیزوں سے کامیابی مل نہیں سکتی ہے حضرت عمارؓ کو انگاروں پر ڈالا گیا، سینہ پر سلی رکھ دی گئی، حضرت عثمانؓ کو ان کے چچا نے مشک میں لپیٹ کر آگ کی دھونی دی اس طرح کے مصائب کے برداشت کرنے سے یہ کلمہ دل میں اتارا گیا، ایک ایک کو جا کر پکڑنا اسے بھی کلمہ سمجھانا جو کلمہ پڑھ رہا ہے وہ اسی کام میں لگ رہا ہے اگر کسی جگہ کی پبلک لگے کام میں، مصائب آنے لگیں تو مثالیں دی جاویں گی کہ امریکہ والوں نے ایسی ایسی تکالیف برداشت کیں تو آزادی لے ہی لی، اب کلمہ کا کام کرنے والوں جمانے

کیلئے گزشتہ رسولوں کے قصے قرآن میں خوب لائے گئے اسلام کے خلاف زنا، سود، قومیت ولسانیت نے بار بار قدم اٹھائے لیکن قدرت خدا انہیں ختم کرتی رہی، کلمہ کا لفظ زبان کا بول نہ رہے۔ دل کا یقین بن جاوے ہر ایک کے انتقال کے وقت اسی دعوت میں لگا رہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نزاع کے وقت بھی الصلوٰۃ کی ترغیب دیتے رہے حضرت علیؓ نے انتقال کے بعد سینہ پر کان رکھ کر سنا تو بھی الصلوٰۃ کا لفظ محسوس ہوا، حضرت ابو بکرؓ نے مسلمان ہوتے ہی چھ اکابر صحابہؓ کو مسلم کیا تھا تو انتقال کے وقت تک یہی فکر ہے کہ ہمارے بعد بھی یہ امت ٹھیک چلتی رہے صرف میرا کیا ہوگا؟ اس کا فکر حضرت ابو بکرؓ کو نہیں ہے جیسے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی امت کی فکر میں ہی جان دیتے ہیں حضرت ابو بکرؓ کا مکان اسی مسجد کے اندر آچکا ہے حضرت ابو بکرؓ نزاع کے وقت بھی امت کے بارے میں مشورے کر رہے ہیں حضرت ابو بکرؓ نے کہا عمرؓ کیسا ہے؟ کسی نے کہا عمرؓ اس سے زیادہ اچھا ہے جتنا تم سمجھتے ہو ایک نے دعا مانگی اے خدا جو امت کیلئے خیر ہے اسے ہی مقرر کر بے ہوشی کی حالت میں لکھواتے رہے حضرت عمرؓ کو بلا کر نصیحتیں کیں قرآن وحدیث پر چلنا، میرے عمل کو پکڑنا کہ میرا ہر عمل ضرور کسی نہ کسی حدیث کی بنیاد پر ہوگا، چاہے تمہیں وہ حدیث معلوم نہ ہو حضرت عمرؓ گئے تو دعا دیتے رہے پھر کہا اے خدا جو سب سے اچھا تھا اسے امیر بنا کر جا رہا ہوں، آگے تو اسے درست رکھے تو تیری مرضی کسی نے کہا عمرؓ تو سخت آدمی ہے جان کی عالم میں کہا مجھے نہ بتاؤ پھر کہا اللہ سے مجھ کو ڈراتے ہو حالانکہ اللہ کو تم سے زیادہ جانتا ہوں سب سے اچھے کو مقرر کر کے جا رہا ہوں سخت نرم کو نہیں جانتا ہوں بیوی حاملہ تھیں حضرت عائشہ سے کہا کہ اس پیٹ والے کا میراث میں خیال رکھنا حضرت ابو بکرؓ آخری وقت تک امت کی طرف متوجہ رہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حضرت عمرؓ میں اور ان میں یہاں تھوڑا سا فرق ہے حضرت عمرؓ نے پہلے فکر اپنی کی کہ میرے لئے عائشہ سے حجرہ میں دفن ہونے کی اجازت مانگو کیونکہ حضرت عائشہؓ نے وہ جگہ اپنے لئے لے رکھی تھی حضرت عائشہؓ نے ترجیح دی عمرؓ کو خود پر، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے امت کی فکر فرمائی کہ چھ آدمی مشورہ کرنے کیلئے مقرر کئے ظاہر ہے کہ حضرت ابو بکرؓ پہلے تھے تو حضرت عمرؓ ۲۱ ویں تھے یہ کام چلے گا کلمہ کی دعوت کے ساتھ ساتھ تعلیم قرآن سے مکہ کے ۱۳ سال سے قرآن میں تو آگے کے وعدے ہیں یا گزشتہ کے قدرتی قصے تھے، سب کو اس تعلیم میں لگایا، دعوت کی کیا کیا شرائط ہیں، داعی کیسے مدعو سے، انتفاع سے بے نیاز ہو؟ ایمان ویقین سے متعلقہ تعلیم ایمان کی تعلیم سے افتتاح ہوا پھر جو عمل آتا رہا اس کی تعلیم چلتی رہی ساتھ کے ساتھ کثرت سے ذکر خدا ہونے لگا فاقوں میں بیوی کی خوشامد کرنے میں بچوں کو مچلنے میں بھی خدا کا دھیان باندھا جانے لگا ایک دوسرے کی زندگی بنانے میں

لگو، تعاون باہمی یہ اعمال نماز سے بھی پہلے آئے چھٹی چیز اخلاص ہے، ان تمام اوصاف والا نماز میں لگا تو نماز کی حقیقت کو جا پہنچا، ان اعمال سے نماز کا باطن تیار ہوگا ایسا ماحول بنے جس سے سو فیصد نمازی باطنی صفات سے مزین ہوں اب یہ خدا کا ہاتھ پر پڑ رہا ہے کہ بہت بڑے مایہ موجود ہے اس سے منہ پھیر کر تم ایران توران گوہ کھانے جاتے ہو، ذرا تو محنت کر کے اندرونی طاقت حاصل کر لے، کافر کی زندگی سے خود کو ممتاز کر لے، اس کیلئے مسجد کے اندر اعمال والا ماحول بناؤ، آج محنت نہ ہونے کی وجہ سے نماز ہی رہ گئی ہے لیکن اندر سے خالی ہے حقیقت وسیرت نکل گئی، اب ساری زندگی نماز کے ٹھیک ہونے پر رکی ہوئی ہے نماز ٹھیک ہوگئی عمل سے زندگی بننے کا یقین آ گیا تو پھر سارے اعمال سہل ہو جاویں گے، ایسی نماز بناؤ جس کے بعد دعا قبول ہو، اگر ایک آدمی ہزاروں کو محنت کر کے اچھے ماحول میں لا کھڑا کرے تو ان ہزاروں کا ثواب حاصل کرے گا وقت مال وجان کی ایک ترتیب قائم کرے کہ یہی ہمارے بس میں ہے اس سے آگے صحیح ماحول خدا ہی پیدا کریں گے۔

ان گزشتہ اعمال کو جہاں کرلو گے وہاں ہی ماحول دین آور بن جاوے گا حضور ﷺ نے اس ماحول کو زندہ کرنے پر سب کو ایک خاص ترتیب پر ڈالا تھا پھر وہ ان اعمال کو کرتے ہوئے اور انہی اعمال کو اپنی مسجدوں میں چلاؤ دفود اپنے ہاں لے کر آؤ آدھا وقت مسجد کا آدھا گھر دکان کو بارہ گھنٹے کھانے کمانے کے بارہ گھنٹے مسجد کے اندر لگیں، یہاں تک پہنچنے کی نیت کر کے سال میں چالیس یوم، ماہ میں تین دن، لگاؤ مسجدوں میں تعلیم ایک دو گھنٹہ کی رکھو، جتنا ماحول مساعد ہوتا جاوے تنا ہی اسے بڑھاتے جاویں، اب بھی لوگ چیزوں کی حفاظت کے واسطے ۲۵/۳۰ ریال پر اس مسجد میں پڑے ہوئے ہیں جیسے اپنی کوٹھی کی حفاظت کرواتے ہیں ایسے ہی مسجد کو کوٹھی بنالیا تو اس کی حفاظت کی ضرورت ہے لیکن جو مال دے رہا ہے وہ جان لگا کر مسجد کا ماحول نہیں بنا رہا ہے التحیات وسورتیں قل ھو اللہ وغیرہ سیکھنا سکھانا چھوٹا عمل سمجھتے ہیں کتاب پڑھنے میں شامل ہے تو اسے بڑا سمجھتے ہیں حضرت محمد ﷺ نے اسی مسجد کے منبر پر سب کو التحیات سکھائی حضور ﷺ نے منبر کے پہلے دن میں منبر پر ہی نماز سکھائی، رکوع تک منبر پر ادا کیا سجدہ زمین پر اتر کر کیا، کیونکہ منبر پر سجدہ نہ ہو سکتا تھا حضور ﷺ خود صفوں کو سیدھا کرتے پھر رہے ہیں لکڑی ہاتھ میں ہوتی تھی اب چونکہ نماز سے کامیابی نہیں سمجھی جاتی ہے اس وجہ سے اس کی طرف توجہ نہیں ہے ایک صحابہ کا پیٹ سب سے آگے نکل رہا تھا حضور ﷺ نے سختی سے ڈانٹا کہ صفیں ٹیڑھی کیں تو دل سخت ہوں گے، حضرت عمرؓ آدمی بھیجتے جو صفیں آخر تک سیدھی کر کے آتا پھر نماز شروع کرتے دور خلافت الہیہ میں ایسا ہی ہوتا رہا کیونکہ سب کے سامنے تھا کہ صرف نماز ہی

سے دونوں جہاں کی ہر چیز لے سکتے ہیں اصل کام نماز ہے نماز میں چاہے جتنا وقت لگ جائے کبھی نماز اذان ہوتے ہی پڑھا دیتے کبھی دو چار گھنٹے تاخیر کر لیتے "حتی ذهب عامة الليل" بعض دفعہ آدھی رات کو عشاء پڑھی اذان سے نماز تک اعمال مساجد ہی ہوتے رہتے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ صبح صادق سے طلوع شمس کے قریب تک میں چار پونے چار سپارے پڑھتے، حضرت ابوبکرؓ نے فجر کا سلام پھیرا تو حضرت عمرؓ چھت پر چڑھ گئے حضرت ابوبکرؓ نے کہا کیا دیکھتے ہو؟ حضرت عمرؓ نے کہا سورج کو حضرت ابوبکرؓ "لو طلعت لم تجدنا غافلين" حضرت عمرؓ اس طرح سے پڑھتے تو آخری صف تک والے چیخوں سے روتے اب کسی نے اول وقت لے لیا غلس میں ہی نماز ختم کر دی، کسی نے آخری وقت اسفار کا لے لیا، غلس سے اسفار تک کی نماز نہ رہی، نہ گھٹنوں میں جان رہی نہ آنکھوں میں آنسو کہیں تو خود نماز میں گھنٹے لگتے ہیں، کہیں نماز کے انتظار ہی میں گھنٹے لگ رہے ہیں اس طرح سے نماز کا ماحول بنا تھا بس آج جزئیات پر لڑ جھگڑ رہے ہیں کہ تجھ میں ایمان نہیں ہے تو مشرک ہے حالانکہ جس یقین پر حضرت محمد ﷺ نے اٹھایا تھا وہ کسی کے پاس نہیں ہے نہ ان کے والے اعمال ہیں تو اب بولو، ہمت کرو، مسجد نبوی میں ہمت نہ کرو گے تو کہاں کرو گے؟

سارے نبیوں کی محنت کا نور دعوت میں ہے۔

عمومی بیان

بروز جمعرات ۱۲/ جولائی ۱۹۶۲ء ۸/ صفر ۱۳۸۲ھ

میرے بھائیو اور دوستو!

محنت کی دو قسمیں ہیں اور ہر قسم میں محنت کے دو درجے ہیں ہر قسم کے ساتھ حق تعالیٰ شانہٗ کے معاملات جداگانہ ہیں، ایک قسم تو وہ ہے جو کہ دنیا میں رائج ہے، پہلے درجہ میں مال پر محنت کر کے مال تک پہنچا، مال ہی پر یقین کرنا، مال سے چیزیں حاصل کرنا، چیزوں کو ترتیب دے کر چیزوں کے نقشوں سے پلنا، یقین بھی انسان کا مال کا ہی ہے، ترتیب استعمال بھی مال ہی کے اعتبار سے ہے، عمل کا معیار بھی مال ہی کے اعتبار سے ہے، یہ راستہ انتہائی سفلی انتہائی ذلیل گھٹیا، انتہائی مبغوض خدا کے ہاں ہے اس راستہ میں دھوکہ لگتا ہے ہم کامیاب بن رہے ہیں، انسان چیزیں دیکھتا رہتا ہے، خوش ہوتا رہتا ہے اور رات دن اسی کی ترتیب کو اس پر چلاتا رہتا ہے جان لگا کر مال بڑھانا، مال بڑھا کر نقشہ بنانا، جب انسان غلو کے درجہ میں پہنچتا ہے تو تمام اعمال کا معیار غلط ہو جاتا ہے، یقین کی تمام حدود بگڑ جاتی ہیں، پہلے حق تعالیٰ شانہ، عذاب مسلط کرتے ہیں کامیابی کے حقائق سے محروم کر دیتے ہیں، عزت کی شکلوں میں اٹکتا ہے اور ذلت میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اگر حالات کے بگاڑ سے آنکھ نہ کھلے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کی چیزوں کا بگاڑ۔ تے ہیں، اللہ اور اللہ کے رسول اور سارے دانا انسان پہلے درجہ کو ناکامی کہتے ہیں لیکن یہ شکلوں کی وجہ سے نہیں سمجھتا تو اب دوسرا رخ لاتے ہیں، زمین ڈوب گئی، بچے مرنے لگے، مگر اب بھی سمجھ میں نہ آئی، ہم سہارنپور سے موٹر کار میں بیٹھے ہوئے آ رہے تھے، بارش ہوگئی، پانی بہت ڈرائیور نے گاڑی تیز کر دی موڑ کی طرف بھینس آگئی، گاڑی سلپ ہوگئی، ڈرام پر سے گزر کر نیچے اتر گئی، سامنے درخت، گڑھے میں اٹک گئی، ڈرائیور کوشش کرلے کہ اب گاڑی نکل جائے، گاڑی نکلنے میں خطرہ تھا لیکن وہ کوشش کرتا ہی رہا پہلے اسی طرح گاڑی چلاتا رہا، یہ نہ سوچا کہ اب روکنا بہتر ہے، تو

اسی طرح موت آجائے گی، ایک دم زندگی ٹوٹے گی، قبر میں چیخ مارتا ہے تو مشرق سے مغرب تک سب جانور سنتے ہیں، حشر کا اور سخت منظر ہے، کیونکہ مسلمان ایک طرف تو قائل ہے ساری باتوں کا اور ایک طرف اسی راستے پر چل رہا ہے، نتیجہ کیا نکلا، آخرت میں مصیبتوں سے نمٹ کر جنت دیدیں گے اور اس دنیا میں مصیبتیں ڈالتے رہیں گے، اصالتاً یہ راستہ غیر مسلموں کا ہے دوسرا راستہ بالکل الگ مقابلہ کا ہے، کہیں جوڑ نہیں اس راستہ کے ساتھ، پہلے محنت کر کے ہدایت حاصل کی جائے، اتنی محنت کی جائے کہ ہدایت مل جائے، ہدایت مال کے مقابلہ میں ایک مایہ ہے اس مایہ کے لنے کے لئے مال کی محنت کے مقابلہ میں ہدایت کی محنت ہے ہدایت کے ملنے کے بعد پھر محنت کی جائے گی جیسے مال ملنے کے بعد محنت کی جاتی ہے گھر والے بھی محنت کرتے ہیں، کپڑے مل رہے ہیں، بسترے بن رہے ہیں، گوشت بھن رہے ہیں وہ باہر سے چیزیں لالا کر ڈالتا ہے، ہدایت ملنے کے بعد ۲۴ گھنٹے اپنے عمل ٹھیک بنانے پڑتے ہیں مسجدوں کے، کمائی کے، عدالتی، معاشرتی، خلوت کے عمل ٹھیک کرنے پڑتے ہیں، جب یہ عملی محنت پوری ہو جائے اور انسان کے سر سے لے کر پیر تک عمل کا معیار قائم ہو جائے تو اللہ پاک کامیاب کر کے دکھاتے ہیں، حق تعالیٰ شانہٗ ان کو عمدے مال بھی دیں گے، پہلا مقابلہ کیا ہے پہلا مقابلہ یہی ہے کہ ہدایت لینے کے لئے محنت کی جائے اور مال کی محنت سے اپنے آپ کو نکالا جائے، ہدایت کا نام ہے، جو کچھ مال میں چیزیں دکھائی دیتی ہیں وہ ساری کی ساری اعمال میں دکھائی دینے لگیں، ہمیں اپنی محنت میں مال دکھائی دیتا ہے، ہدایت کیا ہوگی، جب ہم ہدایت والی محنت کریں گے تو اللہ مال دیں گے، اللہ اسی محنت پر چیز دیں گے اللہ اسی محنت پر کامیابی دیں گے وہ عمل ہیں جب ہم ان پر محنت کریں گے تو اللہ ہمیں ہدایت دیں گے، سارا قرآن پڑھ جاؤ قرآن ہدایت ہے یہ ہے ہدایت کی کتاب، اس کے اندر جو بتلایا ہے اگر وہ تمہارے دل میں آ گیا تو ہدایت مل گئی اور اگر نہیں آیا تو نہیں ملی ہدایت، قرآن پاک میں اول تو اقوال کے ذریعہ سب کچھ اعمال میں بتلا ہے، اقوال کے ذریعہ یہ بتلایا کہ مال سے چیزیں نہیں ملتیں، چیزوں سے حفاظت نہیں ہوتی چیزوں سے عزت نہیں ملتی، خداوند قدوس اپنے سے زندگی بناتے ہیں وہی بگاڑتے ہیں، حفاظت وہی کرتے، مطمئن وہی کرتے ہیں، اللہ نے اقوال مبارکہ کے اندر پوری کی پوری کامیابیاں جو چیزوں میں نظر آتی ہیں وہ عمل میں بتلا رکھی ہیں پورے قرآن کے اندر اول سے آخر تک خدا کا اعمال پر زندگیوں کا بنانا، اعمال کی خرابی پر زندگیوں کا بگاڑنا، اس کی خوشخبریاں دھمکیاں ہیں، تاریخ ایسی سنائی، اکثریت تھی عمل خراب تھے زندگی بگاڑ دی، صنعت والوں کے عمل خراب تھے، صنعت والوں کو ختم کر دیا، ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں کے عمل اچھے تھے ہم نے ان کی زندگی کو کامیاب بنا دیا، نمرود کی حکومت کی زندگی کو کس طرح بگاڑا عمل خراب

ہیں اس لیئے ہم نے ان کی زندگی کو بگاڑ دیا، ناکام کر دیا، اللہ نے حضورﷺ کی تشریف آوری تک ساری تاریخ بیان کی ہے قرآن میں کہ عمل سے کامیابی ہوگی چیزوں سے کامیابی نہ ہوگی، جب وہ عمل ہوں گے جس سے ناکامی آتی ہے، ملک و مال کے چاہے کتنے بڑے نقشے بن جائیں ناکامی ہوگی، ہدایت حاصل کرنے کے لئے محنت کرنی پڑے گی، ایک محنت مال کی، ایک محنت ہدایت کی جہاں دو کا مقابلہ پڑ جائے ہدایت والی محنت کر لے مال والی محنت کو چھوڑ دے، جو بات قرآن میں ہے وہ ہمارے دل میں آرہی، جیسے دوا انجکشن میں ہے تو کیسے تندرست ہو جائے گا، طاقت انجکشن میں ہے تو کیسے طاقتور ہو جائے گا، تو تو طاقتور جب ہوگا جب انجکشن کی تکلیف اٹھائے گا، چارپائی پر پڑا پڑا کہہ رہا ہزار انجکشن ہیں میرے پاس، قرآن میں ہدایت ہے تو ہماری زندگی کیسے بن جائے، ہماری زندگی جب بنے گی جب ہدایت ہمارے اندر آجائے، انجکشن سے تکلیف ہو، ہٹ جائے تو دوائی اندر نہ جائے گی اسی طرح ہدایت کی محنت میں تکلیف ہو بھاگ جائے تو ہدایت نہ ملے گی، زمین دار کہتا ہے مولوی صاحب کھیتی کرلوں، مال ہاتھ میں ہوگا جب ہی تو مسائل حل ہوں گے، تبلیغ بھی جب ہی ہوگی، یہ آدمی میں ضلالت بھری ہوئی ہے اس کے دل میں، محنت کروں گا تو ہدایت ملے گی، ہدایت ملے گی تو عمل ٹھیک ہوں گے، عمل ٹھیک ہوگے تو کامیاب ہو جاؤں گا، ہدایت روشنی ہے، روشنی میں ہر چیز صاف صاف دکھائی دے گی، نماز سے سچ سے، ذکر سے یوں کامیابی مل جائے گی، انصاف سے دعا مانگنے سے یوں ہو جائے گا، یہ دکھائی دے گا کہ پیسے سے کچھ نہیں ہوتا وہ توکل پر تقوی پر، حق کی حمایت کرنے پر یہ ہوگا، ذکر پر یہ ہوگا، وزارت سے کچھ نہیں ہوتا وہ دکھائی دے جو قرآن دکھارہا ہے، قرآن کی روشنی آپ کے دل میں ہو، آپ کو صاف دکھائی دیتا ہو، ان چیزوں سے کچھ نہیں ہوتا اب اس آدمی کا دل ہدایت سے بھر گیا، سارے برے عمل چھوڑیں گے اچھے عمل کریں گے، اگلی محنتیں بہت جلدی جلدی ہوتی ہیں، ۱۰۰ روپے حاصل کرنے میں بہت دیر لگی، سامان جلدی جلدی لاکر ڈال دیا، بیگم صاحبہ نے کہا بازار سے سودا لادو، یہ محنت آدھ آدھ گھنٹہ پندرہ پندرہ منٹ ہوتی ہے، ہدایت ملنے کے بعد جو محنتیں ہیں وہ آسان ہیں، ہدایت ملنے کے بعد معاشرتی محنت میں بہت جلدی تبدیلی پیدا ہو جائے گی، یہ ہیں ہدایت پانے والے وہ جو اتنی محنت کر جائیں کہ آزمائشوں میں سے نکل جائیں، مال کی نوعیت پر زرد پڑے گی، تو تو پرانا آدمی ہے، تین چلے دیئے ہیں اب چل جلسہ ہے، ہاں بھائی چلہ میں بھیج دیں گے، ہدایت والی محنت مسلسل محنت ہے اسی طرح جیسے مال والی محنت مسلسل محنت ہے، پہلے ہزار کا نقشہ والا تھا، اب دس ہزار کے نقشہ والا بن گیا، اسی طرح ہدایت کے اعلی معیار پر پہنچنے کے لئے مسلسل محنت ہدایت لینے کی ہے روز ہدایت کی محنت کی جائے گی، اسی صفت کے ساتھ کہ جب مال کی محنت اور ہدایت کی محنت کا مقابلہ

پڑے تو مال کی محنت کو چھوڑ دو، مال کی محنت کا مقابلہ ختم ہو جائے تو مال کی محنت بھی کرو، مال کی حیثیت کیا ہے، تیرا درجہ یہی ہے کہ ہدایت کی محنت نہ ہو رہی ہو تو مال کی محنت بھی کریں گے، ہدایت کی محنت کیا ہے پہلی محنت ہے ہدایت لینے کی، مسجدیں بنوائیں سارے انبیاء والی برکات انوارات مدد یں ان عملوں پر ہے جو ہدایت کے لئے دیئے گئے، جتنے ہمارے طبقات ہیں مزدوری، ملازمت حکومت کے ان سب کے لئے پہلی محنت ہے، ساری لائنوں میں چلنے کی چھٹی ہے، لیکن یہ چھٹی نہیں کہ مال والی محنت کو مقدم کر دے اور ہدایت والی محنت کو مؤخر کر دے، وہ عمل جن کی محنت کرنے سے اللہ پاک آنکھ کی روشنی عطا فرمائیں گے اور آنکھ جو چیزوں میں دیکھتی ہے عملوں میں دیکھے گی، سارے نبیوں کی محنت کا نور دعوت میں ہے، یہ سارے نبیوں کی مشترکہ محنت ہے سب سے پہلے اللہ نے دعوت دی ''فاخلع نعليك'' اللہ نے دعوت دی حضرت موسیٰ کو یہی دعوت حضرت موسیٰ نے فرعون کو جا کر دی، اللہ نے بتایا وہی فرعون کو جا کر بتایا تمہارے ہاتھ میں کیا ہے، لکڑی ہے وہ کام کر دو، یہ لکڑی بھی قدرت سے ہے اژدہا اور اژدہے سے لکڑی بنا کر دکھادیں، اسی لکڑی سے پتھر سے ۱۲ چشمے نکال دیئے، سمندر سے بارہ راستے بنا دیئے۔

اے ملک پرستو دیکھ تو لو کہ صحیح عمل کرنے سے کیا نہیں ملتا

عمومی بیان

جمعرات بعد نماز عصر ۱۲/ جولائی ۱۹۶۲ء ۸/ صفر ۱۳۸۲ھ

میرے بھائیو اور دوستو!

سب سے زیادہ سرمایہ انسان کے پاس عمل کا ہے، یعنی عمل کی مقدار چوبیس گھنٹے میں جتنی انسان کی تیار ہوتی ہے اتنی کوئی چیز تیار نہیں ہوتی، دیکھنے، بولنے سننے اعضاء جوارح کے عمل، ان اعمال کے اعتبار سے یقین بھی تیار ہوتا ہے، زندگیوں کا تعلق حقیقت کے اعتبار سے انسان کے عمل سے ہو اور یہ عمل کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری چیزوں کو سامنے رکھ کر ان کے اعتبار سے چلتا رہے تو عمل کا سرمایہ بگڑ جاتا ہے اس کے اعمال کی خرابی رنگ لاتی ہے، زندگیوں مین بگاڑ پیدا ہوتا ہے گھر کا سرمایہ ہاتھ سے جاتا رہے، ڈاکہ پڑ جائے، فاقہ آجائے کبھی یہ شکل ہوتی ہے سب کا سب ہاتھ میں ہے، نہ بیوی کے ساتھ مزہ آتا ہے نہ بچوں کے ساتھ مزہ آتا ہے، اعمال کے بگڑ جانے پر زندگیوں میں بگاڑ آتا ہے اگر عمل کی طرف سے توجہ بالکل ہٹالی جائے تو زندگی کسی نہ کسی وقت بگڑ کر رہتی ہے، اگر اللہ توفیق دیدیں، یہ بات سمجھ میں آجائے اور آدمی اپنا موضوع یہ بنالے کہ جو میرا ذاتی جوہر ہے اسے بنانا ہے، جو خارجی نقشے ہیں ان کو ثانوی درجہ دیدے عمل کو سرمایہ حیات، سرمایہ عزت سمجھے عمل کو اصل قرار دے، عمل انسان کی ذات میں اثرات ڈالتا ہے ذات میں عمل آرہا ہے تو اس کے اندرون میں خوشبودار نور پیدا ہوتا ہے، جب انسان کا عمل ٹھیک نہ ہو تو اس کے اندرون میں بدبو اور ظلمت پیدا ہوتی ہے، چیزوں کے بنانے میں کتنی محنت کرے اتنی چیزیں نہیں بنا سکتا ہے، اگر عمل بنانے پر آجائے تو چیزیں اتنی نہیں بنا سکتا، چیزیں منتقل نہیں ہوتیں، عمل منتقل ہوسکتا ہے، آنکھ پر کبھی کسٹم نہیں لگا، چیزوں میں بہت سا حصہ وہ ہے جو آپ لے جا نہیں سکتے ۷۵ روپئے لے جاسکتے ہو، باقی نہیں لے جاسکتے،

آپ اپنے عملوں کو اگر لے جانا چاہیں تو پورے کے پورے بلا کسٹم لے جائیں گے ہر ملک کے اندر اپنا انصاف، اپنی غربا پروری، عمل کے ذریعہ کامیاب بنا سیکھ جائے تو انسان جہاں جائے مزے کی زندگی گزارے گا، شہروں میں ہوگا، کامیاب ہوگا، قبر میں برزخ میں، حشر میں جتنا بنا سکتا ہے اتنا کسی اور چیز کو نہیں بنا سکتا اور عمل کو لے کر جتنا پھر سکتا ہے، اتنا کسی اور چیز کو لے کر نہیں پھر سکتا، انبیاء کی جولائن ہے، وہ ساری اسی کے لئے ہے، خدا زندگی بناتا اور بگاڑتا ہے عملوں پر بناتا اور بگاڑتا ہے، حضرت نوحؑ کے زمانہ میں اکثریت ڈوب کر ختم ہوئی، کیا سبب ایک بتایا قرآن میں ان کے عمل خراب تھے، اکثریت کے پاس کشتیاں تھیں، ان کے پاس صرف ایک کشتی تھی جن کشتیوں میں خراب عمل والے تھے وہ ڈوب گئیں، اکثریت کے پاس لاکھوں باغات تھے، وہ ڈبو کر ختم کر دیئے گئے، حضرت نوحؑ کے پاس ایک چھوٹی پود تھی جو آج تک چل رہی ہے، ہمارے پاس کوئی جائیداد نہ رہے ناکامی کی دلیل نہیں اگر جائیداد ہاتھ میں آجائے تو کامیابی کی دلیل نہیں، عمل خراب ہوں گے، ناکام ہوں گے، عمل صحیح ہوں گے کامیابی ملے گی، قوم ثمود کے عمل خراب تھے، قوم صنعت میں ناکام ہو گئے، قوم عاد کے عمل خراب تھے قومی قوت میں ناکام ہو گئے ساری تفصیل کا خلاصہ ہے چیز تقریب ہے عمل کی، عمل بنیاد ہے کامیابی یا ناکامی کی، عمل ہونے میں چیز کا ہونا نہ ہونا برابر ہے، ہمارے پاس اگر روٹی نہیں ہے تو عمل کریں گے، صبر کریں گے، اللہ سے پائیں گے، جلدی کمانے کے لئے قدم اٹھائیں گے، روٹی سے تو کھا کر باقی رکھ دیں گے یا تقسیم کر دیں گے چیز کا ہونا بھی تقریب عمل ہے اور چیز کا نہ ہونا بھی تقریب عمل ہے، عمل بن گیا تو کامیابی مل جائے گی، کائنات چیزوں کی مشین ہے اس کا موضوع چیزوں کا بنتا ہے، دیکھنے میں یہ نظر آتا کہ چھوٹی مشین بڑی مشین کی تابع ہے، حقیقت میں اس چھوٹی مشین کی تابع ہے بڑی مشین اگر چھوٹی مشین کے عمل بہتر ہو جائیں گے، تو عالم کے اندر چیزوں کا وجود بھی بڑی مشین حفاظت، طاقت، صحت، تقسیم بھی بڑھے گی، جس کو پیٹ بھرنے کے لئے بنایا ہے اس میں بھرنا پڑے گا، اگر عمل خراب ہو جائیں تو چیزیں گھٹنی شروع ہو جائیں گی، زلزلہ آیا، سیلاب آیا، حفاظت والی چیزوں میں سے حفاظت نکال لی جاتی ہے، صحت والی چیزوں میں سے صحت کم کر دی جاتی ہے، عمل بالکل خراب ہو جائیں تو صحت کی چیزوں میں صحت بالکل ختم کر دی جاتی ہے پہلے انبیاء تشریف لائے عمل پر یہ ہوتا ہے، عمل کی خرابی پر زندگی یوں بگڑتی ہے، عمل کی صحت پر زندگی یوں بنتی ہے، اس مشین سے جو کچھ بن کر تیار ہوئیں چیزیں وہ ہاتھ میں ہیں اور انسانی مشین سے جو چیزیں تیار ہوئیں وہ خراب، اب زندگی بگاڑ کر دکھلائی ان نمونوں کے اندر اور ایک طرف کائناتی مشین کے نقشے ہاتھ میں ہیں اور انسان مشین کی چیز عمل اچھے

ہیں ان کو کامیاب کر کے دکھایا، اسی بنیاد کو ساری دنیا میں چلانے کے لئے بیک وقت حضرت محمد ﷺ کو تمام زبانوں، تمام کچے اور پکے مکانوں قوی اور کمزور کے لئے، نبی بنا کر بھیج دیا، اگر اس دنیا میں کامیابی انصاف، رحم، اخوت، محبت کی حقیقت، خون کی حفاظت کے مبارک دن کو دیکھنا چاہے ہو، سیلاب نہ آئیں، لہلہاتے باغات کو دیکھنا چاہتے ہو، پیداوار ہزاروں گنی بڑھ جائے تو عمل پر محنت کا میدان قائم کرو، انبیاء نے کبھی چیز پر محنت نہیں کی، عمل پر چیز دلوا کر دکھلائی حضرت سلیمانؑ نے عمل سے ملک لے کر دکھلایا، چھوٹی سی حکومت میں لمبا چوڑا خرچہ کر کے عجب قسم کے گھوڑے منگوائے، دیکھنے میں مست ہوئے نماز کا خیال نہ رہا، چیز کا مشاہدہ کیسا ہے، متنبہ ہوئے دیکھا تو نماز قضاء، حضرت سلیمانؑ خلوت میں جا کر تڑپ کر روتے، مالک کی منشاء کے خلاف ہو جائے تو تڑپ کر روئے، سلیمانؑ کا قصور معاف کر دیا، مانگو کیا مانگتے ہو، اے خدا ایسا ملک مانگتا ہوں جو مجھ سے پہلے نہ بعد میں کسی کو ملے، اے ملک کے دیوانو! دیکھ لو آ کر، عمل کر کے ملک مانگے تو ملک یوں ملتا ہے، حضرت سلیمانؑ کا تخت جا رہا ہے، پرندوں نے سایہ کر رکھا ہے نیچے جانور مشایعت کر رہے ہیں، ایک آدمی کی زبان سے نکل گیا، اللہ اکبر کیسا ملک دیا ہے، ہوا نے جاسوسی کی، میرا تخت اتارو، اس آدمی کو پکڑ لاؤ، کیوں جی تم نے ہمارے بارے میں کیا کیا؟ حضور میں نے تو کچھ نہ کہا، میں نے تو صرف یہ کہا، جھلا کر یوں فرمایا تو اس کہنے کو کیا سمجھتا ہے، خدائے پاک کی قسم ایک دفعہ اللہ کہنے میں جو مزہ آتا ہے وہ اس ساری دنیا کی حکومت میں نہیں ہے، حضرت ایوبؑ نے دکھایا عمل پر گھریلو زندگی یوں بنتی ہے، عمل والا انسان جس نے اپنے عمل کا معیار اتنا قائم کر لیا ہو کہ ہر مشقت کرتا ہو، لیکن عمل کو بگڑنے نہیں دیتا، نکلے کیڑوں کو خود ڈالتے تھے میرے خدا نے بھیجے ہیں، ایک دن رو دیئے، چیز پر کبھی نہ روئے، جان کی تکلیف پر نہ روئے، اس دن روئے جس دن کھٹکا ہوا کہ شیطان ہمارے یقین اور عمل پر ڈاکہ ڈالنے کھڑا ہو گیا، ایک روایت میں یہ ہے، ان کی بیوی مزدوری کر کے لایا کرتی تھیں، شیطان نے سب کے گھروں میں جا کر کہہ دیا بیماری نہ پھیل جائے، کہیں مزدوری نہ ملے، طبیعت بیقرار ہو گئی، سر کے تہائی بال مونڈے اس کی روٹی لا کر کھلائی، حضرت ایوبؑ نے دوسرے دن پوچھا اے بیوی کہاں سے لائیں اور کس صورت سے لائیں، بیوی رونے لگیں، اپنا دوپٹہ ہٹایا دو حصے بال غائب حضرت ایوبؑ رونے لگے، ایک روایت میں یہ ہے کہ شیطان نے پچھلا سارا نقشہ دکھلایا کہ یہ بلا اس وجہ سے آئی کہ ایوبؑ نے مجھے نہ مانا میں یوں نہ کہوں کہ مجھے اللہ کی طرح مانیں میں یوں کہوں کہ تھوڑا سا مجھے بھی اس عالم کے نظام میں شریک کر لیں، تھوڑا سا عمل میرے لئے بھی کر لیں، مرغی کا بچہ ذبح کر دیں خوش ہو کر آئیں، آج پاپ کٹ جائے گا، خدا جس

دن مجھے تندرست کر دے گا میں سو کوڑے ماروں گا، "رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین" رو کر کہا، جب کہ آدمی نقشوں کی جان کی مال کی آل کی پرواہ نکال دے نقشے کے مقابلہ میں زندگی بناتا ہے، ایوبؑ ہم بہت دن سے انتظار میں تھے کسی دن مانگو اور ہم دیں، چاہو تو وہی بچے دیدیں چاہو تو اور دیں، پہلا سارا نقشہ واپس کر دیا، باقاعدہ سونا برسا ہے، ٹڈیوں کی شکل میں برستا تھا، ایوبؑ جمع کرنے لگے، کہا ایوب حرص کرتے ہو، کہا آپ کی نعمت کی قدر کرتا ہوں، عمل پر زندگی بنتی ہے بغیر چیزوں کے، عمل کی خرابی سے زندگی بگڑتی ہے چیزوں کے اندر، قارون کو دھنسا کر دکھلا رہے ہیں، حضور ﷺ کی تشریف آوری ہوئی دنیائے انسانیت کی محنت کو موڑنے کے لئے آپ تشریف لائے، ساری دنیا کے انسانوں کو عمل کی طرف موڑنے کے لئے تشریف لائے، اسی کے لئے مسجدیں بنائی گئیں، جن کے درخت سوکھ گئے یہ مسجدیں اسی عمل کی محنت کے لئے بنی تھیں، جتنے قسم کے آدمی دنیا میں بستے ہوں سب کے لئے ایک آواز تھی، اللہ اکبر جو کچھ تم دیکھ رہے ہو یہ سب چھوٹا ہے اس سے کسی درجہ میں بھی کچھ نہیں ہوتا، جو بڑا ہے اس سے سب کچھ ہوتا ہے اور وہ فقط اپنی ذات سے کرتا ہے، پانی سے نہیں ہوتا، اس خدا کی قدرت سے ہوتا ہے جس قدرت سے پانی بنا ہے جہاں تم دیکھتے ہو ہونا، ہونا وہاں سے تعلق نہیں رکھتا قدرت سے تعلق رکھتا ہے، صفات کا صفات سے تعلق ہے پیدا کرنا صفت ہے اللہ کی قدرت سے تعلق ہے پیدا کرنے کا، پیدا کرنے کی صفت چیز سے نہیں ہے، پیدا کرنے کی صفت قدرت سے ہے، چھوٹے سے کچھ نہیں ہوتا بڑا کرتا ہے، وہ اپنی قدرت کی صفت سے بیمار کرتا ہے، وہ اپنی قدرت کی صفت سے صحت تجارتیں، مل، وزارتیں، ایٹم، راکٹ بہت چھوٹے ہیں، اللہ بہت بڑے ہیں، جو چھوٹا ہے اس سے ہوتا نہیں جو بڑا ہے اس سے ہوگا، اللہ الصمد اور تو سب اس کے محتاج ہیں اس کو کسی کی ضرورت نہیں ہے، پھر اس کی تحقیق کرو جو بڑا ہے اور کرتا ہے اس کے ضابطے بتلانے کے واسطے حضرت محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، وزیر کے ساتھ کس پر کیا کریں گے تاجر کو کونسے عمل پر کامیاب کریں گے، جونسے عمل پر نا کام کریں گے، اس کے بتانے کے لئے اللہ نے محمد ﷺ کو بھیجا ہے ان کا موضوع یہ نہیں ہوتا کہ سونا بتلائیں کہ سونے میں کیا ہے وہ کہیں گے کہ سونے میں کچھ نہیں ہے، تجھے جو غیروں میں نظر آ رہا ہے یہ تیرے دیکھنے کا نقص ہے، اس نقص کا بدرقہ کرنے کے لئے محمد ﷺ کو بھیجا، اس زمانہ میں شور و شغب زیادہ ہو گیا تو اللہ نے لاؤڈ اسپیکر لگوا دیئے، کان میں آواز پہنچوا دی، عمل ٹھیک کرنے کے لئے نقشوں کو چھوڑ کر آ جایئے، یہ آواز ہے عمل ٹھیک کیسے ہوں گے، وہ عمل مسجد میں نہیں ہے جو بہت دیندار شمار ہوں ان کی دینداری پر ہے کہ وہ نماز پڑھیں، نماز خود دوسرے عملوں پر

موقوف ہے اگر دوسرے عملوں کو کئے بغیر نماز پڑھی جائے گی تو نماز کا تصور قائم ہوگا حقیقت نہ آئے گی آپ ساری تاریخ سے آنکھ بند کر کے یوں کہیں گے کہ خالی نماز سے کیا ہوتا ہے میں بھی یہ کہتا ہوں کہ بغیر ایمان سیکھے خالی نماز سے کیا ہوگا، محمد ﷺ نے نماز سے پہلے جو عمل بتلائے ہیں وہ عمل کر، اس کے علاوہ اور کچھ چاہیے، لوگ کہتے ہیں وزیر کا تعلق چاہیے وزیر کے تعلق اور نماز کا کیا جوڑ، پاخانہ اور پھول ملا دیا، پھول کی حیثیت ختم ہوگئی جہاں وزیر سے جوڑ بٹھایا نماز کی جان نکل گئی، جب پیسہ اور نماز ملا دی تو نماز کی جان نکل گئی، اس کے لئے تین مشقیں ہیں پہلے اور تین مشقیں ہیں بعد میں، پہلی تین مشقیں کیا ہیں، یقین بدلنے کی مشق کرو، ایک یقین دیکھ کر پیدا ہوتا ہے ایک یقین سن کر پیدا ہوتا ہے، دیکھ کر کیا یقین بنے گا، بشر سے یہ ہوگا، ایک یقین واقعات انبیاء واقعات اولیاء تو اب عذاب سن کر جنت دوزخ سن کر، فرشتے سن کر بنتا ہے، اتنا مسجد میں بیٹھ کر سنو کہ جب کوئی چیز دیکھو تو سننے والا یقین سامنے آجائے، وزیر جا رہا ہے، وزیر کو دیکھو، تم نے سب نے کہا تھا کہ حکومت سے کچھ نہیں ہوتا، ایسا سننے کا یقین غالب آگیا کہ کہا کہ اس سے کچھ نہیں ہوتا، اب سننا بڑھا و دیکھنے سے، خوب غور سے سن اللہ کے سامنے پیشی اور عذاب کو، فرعونی حکومت کے ڈوبنے کو، نیت کر کے سن، غور سے سن، تیرے اندر کا یقین کی محنت کرنی پڑتی ہے مشاہدہ کے مقابلہ میں، ابو جہل کہہ رہا تم کہتے ہو لات وعزی کچھ نہیں کرتا، ہم لات وعزی کے ماننے والے ہیں سب کچھ کر دیں گے، مار رہے پیٹ رہے، وہ کہہ رہے ہیں اللہ امتحان کر رہے ہیں ایک دم میں پلٹ دیں گے، جب کرنے پر آجائیں گے، ایک علم سن کر آتا ہے ایک علم دیکھ کر آتا ہے مسجد میں بیٹھو، قرآن حدیث سن کر جو علم آتا ہے وہ حاصل کرو، دیکھ کر علم آتا ہے سونے سے گھی سے دودھ سے یوں کام چلے گا، مسجد میں بیٹھ کر یہ علم حاصل کرو کہ عمل سے کیا ہوتا ہے، یقین کے مقابلہ میں یقین کی مشق، دیکھنے والے علم کے مقابلہ میں سننے والے علم کی مشق، ایک دھیان دیکھ کر بنتا ہے ایک دھیان مشق سے بنتا ہے کوٹھی دیکھ لی، اب اس کا دھیان آیا، ایک دھیان بنتا ہے مشق سے، اتنا ذکر کرو اللہ کا کہ تمہارے دل کی بوتل اس کے دھیان سے اتنی بھر جائے کہ دیکھ رہے ہو عورت دھیان آرہا ہے اللہ کا، دیکھ رہے ہو فوج دھیان آرہا ہے اللہ کا، دوسرا درجہ ہے دھیان اگر آگیا لاحول اور لا الہ پڑھا، دھیان ٹھیک کرلو، اب نماز پڑھو، یہ یقین ہو کہ نماز کے رکوع، قعدے سجدے سے اللہ راضی ہوں گے، جو مانگوں گا قدرت سے دیں گے، ایک ایک جزو کے ساتھ علم کی شکل پر لے آؤ، اللہ کا دھیان آجائے اب یہ نماز تمہیں کامیابیاں دلوائے گی، نماز کے بعد کی مشق کیا ہے جب تم ان مشقوں پر آرہے ہو، اب ہمارا ذہن یہ بنے گا ایمان کی مشق کروں گا، میرا اللہ میرے لئے رزق کے

دروازے کھولے گا علم کی دھیان کی مشق کررہے ہو، آواز لگی تھی نماز کو آجاؤ کامیابی کو آجاؤ، اب یہ یقین بنا کہ کمائی بہت چھوٹی ہے اللہ بڑے ہیں، نماز سے ملنا شروع ہوجائے گا، نماز سے لیتے رہنا اور بڑھتے رہنا، اس کے بعد بھی محنتیں کرنی ہیں، کمائی کے عمل، گھریلو زندگی کے عمل اور معاشرت کے عمل ٹھیک کرو، کمائی کو ایسا بناؤ جیسی کمائی والے کی نماز اللہ تعالیٰ قبول کرتے ہیں۔

اب ان تینوں چیزں کو کمائی کے اندر لے جاؤ، علم کا پابند بن کر کماؤں گا تو اللہ دے گا، ایمان کے ساتھ کماؤں گا تو اللہ دے گا، جب پیسہ ہاتھ میں آجائے تو ایمان کو، علم کو خدا کے دھیان کو لے جاؤ گھر پر، کتنا پیسہ خدا گھر پر خرچ کرنے کو کہتے ہیں، کتنا اپنے پر خرچ کرنے کو کہتے ہیں، قومیت سے اپنی معاشرت کو ہٹاؤ، پارٹی بندی سے معاشرت ہٹاؤ تم پارٹی کے اندھے بن کر ساتھی نہ بنو، اگر مسلمان مظلوم ہے تو ساتھی مسلمان کے، اگر مسلمان ظالم ہے تو ساتھی غیر مسلم کے، جس کے چار تھپڑ لگے ہیں ظلماً چاہے کمیونسٹ ہو اس کے ساتھ ہوگے، مسلمان کے چار تھپڑ لگواؤ گے پانچ نہیں لگنے دوگے ہر زبان ہر قوم، ہر مذہب سے ہمدردی رکھنے والے بنو، اس نماز پر جو مانگو گے وہ ملے گا، یہ نہ کہو کہ خالی نماز سے کیا ہوگا، میں یوں کہتا ہوں کہ جیسی نماز خالی تم پڑھتے ہو اس نماز سے کیا ہوگا۔

اچھے برے عمل کے اعتبار سے اللہ کی چاہ کا فیصلہ ہوگا

عمومی بیان

جمعہ بعد نماز فجر ۱۳/ جولائی ۱۹۶۲ء مطابق ۹/ صفر ۱۳۸۲ء

میرے بھائیو اور دوستو!

یہ زمین و آسمان اور اس کے اندر کے نقشے ان سب میں اللہ کی مشیت اور ارادے سرایت کئے ہوئے ہیں جس طرح روح جسم کے ایک ایک حصہ میں سرایت کئے ہوئے ہے اور جو کچھ ہوگا وہ روح کے تعلق سے ہوگا اگر سیاہ بال بن رہا ہے تو روح کے تعلق سے، اگر کھال میں کوئی بات ہے تو وہ بھی روح سے انسان کا بڑھنا اس کا نشو و نما جس طرح روح سے تعلق رکھتا ہے اسی طرح ساتوں زمین و آسمان میں جتنے نقشے ہیں چاہے وہ سیاسی ہوں یا حکومتی ان میں اللہ کی مشیت اور ارادے پھیلے ہوئے ہیں ان سے وہ ہوگا جو اللہ چاہیں گے جن کی زندگی کو بنانا چاہیں گے بناویں گے اور جس کا بگاڑنا چاہیں گے اس سے بگاڑ دیں گے جو وہ چاہیں گے وہ ہوگا اور اگر یہ سب نہ ہو تب بھی جو اللہ چاہیں گے وہ ہوگا اگر ایک شخص کے پاس عزت حفاظت کی کوئی شکل نہیں صرف شکل انسانی ہے اس پر بھی اللہ کی مشیت پھیلی ہوئی ہے چاہیں گے عزت دیں گے چاہیں گے محبوب بناویں گے اس ایک شکل پر جو اللہ چاہیں گے وہ ہوگا مسئلوں کے حل کا ایک دھوکہ تو لگتا ہے کہ یہ مسئلہ حل ہو گیا سارا ملک بھی ہاتھ میں دے کر دھوکا ہے یہ کامیاب نہیں، ناکامیاب حکومت کی شکلیں ہاتھ میں نہیں، مگر اللہ نے صحت و عافیت عزت سے نواز دیا، تو یوں کہا جائے گا کہ یہ کامیاب ہیں مگر کامیابی خالی ملک و مال کی شکلیں حاصل کرنے سے نہیں ہوتی اور نہ ان کے جاتے رہنے سے، بلکہ کامیابی اللہ رب العزت کے ہاتھوں میں ہے یہی حق تعالیٰ شانہ نے ہمیں دکھلایا کہ حضرت آدمؑ کے پاس کوئی شکل نہیں خالی اپنا وجود اللہ نے چاہا تو حضرت حوا کو بنا دیا، جنت کو بنا دیا اور جب حق تعالیٰ شانہ نے چاہا تو دونوں کا بگاڑ دیا جب آدمی اپنی عقل پر آوے تو وہیں یہ مار کھائے، اگر جس طرح اللہ چاہیں ویسا ہی کرے تو ٹھیک دونوں جنت کے مزے کر رہے تھے ابھی عارضی داخلہ تھا ایک درخت کو روک دیا کہ اسے مت کھاؤ شیطان پھر رہا تھا کہ مجھے تو خلیفہ بنایا نہیں حالانکہ میں عبادت گزار تھا کسی فرشتے سے سجدہ کو نہ کہا مگر یہ آدم مٹی سے بنے اور بغیر عبادت کئے ہوئے ان کو سجدہ کرایا، اس

کے دل میں حسد کی آگ لگ گئی کہ میں تو ڈوبا اب انہیں بھی ڈباؤں کسی صورت سے حوا کے پاس چلا گیا اور کہا کہ اللہ نے کیوں اس درخت کو کھانے سے روک دیا تو حوا نے کہا کہ مجھے تو پتہ نہیں تو اس نے کہا کہ مجھے پتہ ہے کہ کیوں روک دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ تمہیں جنت سے کسی دن نکالنا ہے اگر کھالو گی تو مستقل رہو گی اب حضرت حوا آدم کے پیچھے پڑ گئیں اور شیطان چل دیا حوا نے کہا کچھ دانے کھالو تو ہم مستقل جنتی بن جائیں گے انہوں نے کہا نہیں بہت غلط بات ہے، اللہ نے کرم کیا جنت عطا فرمائی ہم ایسا نہ کریں گے بس حضرت حوا نے عورتوں والے جتنے حربے ہوتے ہیں وہ استعمال کئے حضرت آدم نے منانا چاہا مگر وہ راضی نہ ہوئیں، چنانچہ انہوں نے چند دانے کھالئے مگر اللہ تعالیٰ نے طے کر رکھا تھا کہ جب تک یہ ہمارا کہنا مانیں گے اور اسے نہ کھائیں گے جب تک جنت میں رکھیں گے ورنہ نکال دیں گے، بس شیطان الٹی ہی پڑھادے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کا بہت تذکرہ کیا ہے کہ ہم تو تمہارے پالنے والے ہیں مگر یہ ہمیشہ الٹی پلٹی پڑھائے گا اس لئے دیکھ لو تمہارے ابا جی کے ساتھ ایسا کیا جس طرح حضرت آدمؑ وحوا کی زندگی حکم توڑنے سے بگڑی اسی طرح جب اللہ کا حکم توڑے گا تو پھر اس پر مصیبتیں آتی ہیں جیسے جدامجد آدمؑ کے اوپر آئیں اب جنت کے کپڑے اتار کر ایک کو ننگا مشرق میں ڈالا اور ایک کو مغرب میں اور کہا کہ جاؤ جنت سے محروم دنیا میں ڈال دیا گیا چالیس سال دونوں میاں بیوی کو گزرے سالوں کا چلہ ایک حکم کے توڑنے پر روتے گزرا سوائے اس کے کہ چوبیس گھنٹے حضرت آدمؑ اور حوا رویا کرتے تھے نہ ان کے بدن پر کپڑے نہ کھانا کچھ نہیں رات دن روتے پھرتے کہ اللہ کا حکم ٹوٹ گیا چالیس سال تک روتے رہے تو اللہ کو رحم آیا اور ان کا رخ بیت اللہ کی طرف کر دیا جہاں لوگ حج کو جاتے ہیں بال خوب بڑھے ہوئے کسی نے کسی کو نہ پہچانا دونوں ایک حرکت دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ دونوں عرفات کے میدان میں داخل ہو گئے قریب ہوئے تو ایک طرف سے بیساختہ آدم اور دوسری طرف سے حوا نکلیں دونوں ایک دوسرے کو لپٹ کر روئے دونوں نے ہاتھ اٹھا کر "قالا ربنا ظلمنا انفسنا" میدان عرفات میں دعا کی کہ اگر آپ نے مغفرت نہ فرمائی، راضی نہ ہوئے تو ہم ٹوٹے والوں میں ہوں گے، اللہ نے کہا جاؤ مگر اب ہمارا حکم نہ توڑیو، چاہے تمہارا کھانا جائے زمین جائے مگر میرا حکم تمہارے ہاتھ سے نہ جائے، سب کے لئے قیامت تک کا یہی ارادہ اور ضابطہ ہے دونوں جہان کے مزے اور کامیابیاں میرا حکم سامنے رکھ کر چلو، یہ شیطان تمہارے پیچھے پڑا رہے گا اور قیامت تک ہی سمجھائے گا کہ یہ نقشہ بگڑ جائے گا، اگر ایسا کرو گے "الشیطان یعدکم الفقر" جب انسان شکلوں کو سامنے رکھ کر چلتا ہے تو حکم پورا نہیں کرتا، تو کھیتی نہیں بچہ نہیں اللہ کو کیا دکھانا ہے، شکل سے ہوتا نہیں حکومت کی شکل بنانے کے درپے ہے تو حکومت بننے دیں گے

ہندوستانیوں نے ۵۰ سال آزادی کی جدوجہد کی، خون قیمتی ہو جائے گا خون کی حفاظت ہو جائے گی امن ہو، عافیت ہو، کرائے سستے ہوں، موٹریں سستی ہوں، کسٹم ٹیکس بھی نہیں ہوگا اتنا ٹیکس لیتے ہیں تمہارا ہی ملک ہوگا جہاں چاہے کودتے پھرو اللہ نے کہا انہیں یہ دکھا دو کہ شکل سے نہیں ہوتا انہیں ہندوستان مل گیا انہیں پاکستان مل گیا اب دکھلاؤ ریلوں کے کرائے کتنے سستے ہوئے ٹیکسوں میں کتنی کمی ہوئی، اب معاملہ پہلے سے بھی دس ہاتھ آگے ہم تو تمہارے بھائی ہیں پیسہ تمہارا نہیں ہمارا ہے باہر نہیں لے جاسکتے سیٹھ صاحب ۷۵ روپے لئے ہوئے ہے جیسے ۷۵ کروڑ ہوں بے چارہ یوں تلاشی کرے ایک روپیہ کی جگہ پر ۲ آنے کی جگہ مل جائے کوئی فی سبیل اللہ فنڈ سے انتظام ہو جائے بہت حالات ہو گئے نمونے کے طور پر دو ایک باتیں کہہ دیں یہ خدا کے حقائق سے جہالت ہے شکلوں میں کامیابیاں سمجھتے ہیں، شکلیں دے کر بھی خدا چاہیں تو ناکام کر دیں، کوٹھی کی باغ کی شکل بھی دیدی شکلیں نہ ہوں تو وہ جو چاہیں وہ ہو جائے گا شکلیں دوسروں کے پاس ہوں تو وہ جو اس کے لئے چاہے گا اور جو تمہارے لئے چاہے گا وہ ہو جائے گا شکلیں چاہے ہوں یا نہ ہوں دوست کے پاس ہوں یا دشمن کے پاس ہوں ان شکلوں سے وہ ہوگا جو اللہ کی چاہ ہوگی، چاہے پکے مکان کی شکل ہو جائے، شکل سے نہ عزت ہوگی نہ ذلت ہوگی، اللہ کے چاہنے سے حفاظت ہوگی، اللہ کے چاہنے سے خون بہے گا شکلوں کی اہمیت ختم ہوگئی اب اس بات پر غور کرنا پڑے گا کہ اللہ رب العزت کیا چاہتے ہیں وزارت کی شکلیں چاہے اوروں کے پاس چلی جائیں کوئی پرواہ کی بات نہیں جس طرح پورے ملک میں جو چاہا وہ نہیں ہوا اسی طرح اپنے اندر کی شکل میں جو چاہیں گے ایک دن وہ نہ ہوگا اور خون کے آنسو رونے پڑیں گے گورنر کو اپنی گورنری میں تاجر کو تجارت میں جن لوگوں کو خدا توفیق دیدیں اللہ کے چاہنے کے ضابطے کیا ہیں، خدا ذلت کسی کیلئے کب چاہتے ہیں خدا عزت کسی کیلئے کب چاہتے ہیں، چاہے شکلیں جیسی ہوں شکلوں کے اندر زندگیوں کی جو کامیابیاں ناکامیاں آئیں گی وہ اللہ کی چاہ پر آئیں گی اور اس شکل کے اندر آدمی کے عملوں پر اللہ کی چاہ کا فیصلہ ہوگا کروڑوں کے مکان کے اندر راتوں کو تڑپے گا روئے گا اور وہ جھونپڑے کے اندر مزے سے خوشی سے سوئے گا اس کی بیوی ساری رات جوتے لئے کھڑی رہی اور اس کی بیوی بدن دباتی قدم چاٹتی رہی، باہر سے فیصلے دئے جارہے ہیں اور اندر سے زندگی گزر رہی ہے اگر یہ بات ہوتی کہ قلعہ والی شکل ہوگی تو اللہ حفاظت چاہیں گے، شکلوں پر چاہ ہوتی تو چیزوں کی محنت بالکل ٹھیک ہوتی اللہ کی مشیت شکلوں پر نہیں ہوتی بلکہ شکلوں کے اندر رہنے والے انسانوں کے عملوں پر ہوتی ہے شکلوں کا وجود و عدم برابر اب تو یہ ہو گیا کہ کون سے عمل پر خدا کامیابی چاہیں گے اور کون سے عمل پر خدا ناکامی چاہیں گے نمرود کی پوری حکومت کی شکل کے اندر اللہ نے چاہا جو وہ ہوا، جو یہ کرنا چاہ رہا ہے وہ نہ ہوا جس کی

کامیابی چاہی آگ کی شکل میں کامیاب ہوا جس کی ناکامی چاہی وہ حکومت کی شکل میں ناکام ہوا انسان کے ارادوں سے شکلوں سے حالات نہیں بنیں گے انسان کی چاہ انسان کا ارادہ طلب وجود ہے اللہ کا چاہنا وجود ہے اللہ چاہیں ہمیں عزت ملے تو یہ عزت کا وجود ہو گیا، ہم چاہیں عزت ملے تو یہ طلب وجود ہے اللہ جو شکلوں سے چاہیں گے وہ ہو جائے گا۔

تمہارا عمل سچائی کا ہوگا میں تمہاری کامیابی چاہوں گا
تمہارا عمل جھوٹ کا ہوگا میں تمہاری ناکامی چاہوں گا
تمہارا عمل انصاف کا ہوگا میں تمہاری کامیابی چاہوں گا
تمہارا عمل ظلم کا ہوگا میں تمہاری ناکامی چاہوں گا
تمہارا عمل ذکر کا ہوگا میں تمہاری کامیابی چاہوں گا
تمہارا عمل غفلت کا ہوگا میں تمہاری ناکامی چاہوں گا
تمہارا عمل سخاوت کا ہوگا میں تمہاری کامیابی چاہوں گا
تمہارا عمل بخل کا ہوگا میں تمہاری ناکامی چاہوں گا
تمہارا عمل قناعت کا ہوگا میں تمہاری کامیابی چاہوں گا
تمہارا عمل اسراف کا ہوگا میں تمہاری ناکامی چاہوں گا

سارے قرآن پاک میں اپنی چاہ کے ضابطے بتائے ہیں وجود تو وہ ہوگا جو اللہ چاہیں گے، اگر تمہارے اندر دھوکے کے عمل آ گئے ناکامی چاہوں گا اگر تمہارے اندر محمد کے اصولوں سے ہٹ کر عمل آ گئے ناکامی چاہوں گا خوب تفصیل سے ایک ایک جزو پر بتایا گیا ہے حاکم محکوم مال والے غریب بڑے باغوں والے چھوٹے کاشت والے ساری شکلیں برابر ہیں شکلوں میں رہنے والے جتنے انسان ہیں بالکل ایک صف کے اندر کھڑے ہوئے ہیں شکلوں سے یا ان کی اپنی چاہ سے کامیابیاں نہیں ہوں گی جب زلزلہ آتا ہے تو ہر شکل میں گھستا ہے ٹھنڈی ہو آتی ہے تو ہر شکل میں گھستی ہے اللہ کی طرف سے کامیابیاں ناکامیاں جو آئیں گی وہ ہر شکل میں گھس جائیں گی تجارت کرتے ہو اللہ رب العزت نے یہ عمل دیئے ہیں ان عمل کے پابند بنو گے اللہ کامیابی چاہیں گے ان کو توڑ کر چلو گے اللہ تمہاری ناکامی چاہیں گے اللہ نے عمل کی شکل کی پابندی کر دی تم کسی بھی شکل کی طرف چلو اس شکل میں اس بنیاد پر چلو کہ میرے عمل وہ ہوں کہ اللہ میری موافقت پر آ جائیں، مسجدیں عملوں کی مشق کیلئے بنائی گئی ہیں،

ان سجدوں میں آؤ، دیکھو، تمہیں جو دکھائی دے رہا ہے وہ دھوکہ ہے، حقیقت کو معلوم کرنا چاہتے ہو تو اطمینان سے بیٹھو خدا کو پہچانو، عملوں کو معلوم کرو، قدرت کی مشیت کو خزانوں کو قواعد وضوابط کو پہچانو، عملوں کو معلوم کرو وہ عمل کونسے ہیں جن پر تمہارے خون بہنے کو چاہیں گے اور وہ عمل کونسے ہیں جن پر تمہارے خون کی حفاظت چاہیں گے، جتنی چاہے شکلوں والے انسان ہوں سب کے کانوں میں آواز پہنچائی گئی کہ کامیابی کا تعلق اس کے عمل سے ہے جتنی شکلوں والے ہیں سب کو مسجد میں لایا شیخ وقت ہے لاکھوں کروڑوں مرید ہیں کامیاب بننا چاہتے ہو مسجد میں آؤ، سب بندے ہیں بندہ کو ہمیشہ بندگی کی لائن دی جاتی ہے، جو بندہ ہے بندگی میں جتنا بڑھے گا اس کیلئے بندگی کے ضوابط اور سخت ہوتے چلے جائیں گے بندگی کے مقام میں سب سے آگے حضرت محمد ﷺ "وانذر عشیرتك الاقربین" حکم آیا آپ نے سوچا کہ آپ کے سارے رشتہ دار سردار تھے سردار دبتے نہیں اول تو آئیں گے نہیں اور آ گئے تو سنیں گے نہیں سارے مکہ کے بیچ میں ان کو جمع کروا اپنے کی بات دوسروں کے سامنے نہیں کاٹی جاتی اس نکتہ پر آپ نے اس آیت کی تعمیل کی سارے قریش کو پکارا یا آل کعب! کہا سارا مکہ آ گیا چاروں طرف سے سب دوڑ کر آئے تم نے آل کعب کو پکارا تھا وہ آ گئے پوتے کی اولاد کو پکارا باقی تین کی اولاد پرے رہ گئی ایک کی اولاد آگے آ گئی پھر اس کے بیٹوں میں سے اس کی آل کو پکارا جس کی اولاد میں آپ تھے پھر آپ نے ایسا ہی کیا پھر آل ہاشم کو بلایا وہ آگے آ گئے، پھر آپ نے توحید ورسالت کو پیش کیا ابولہب نے کہا ارے فقط اتنی سی بات پر سارے مکہ کو جمع کیا؟ آپ نے سوچا تھا دوسروں کی وجہ سے اپنے بھی سن لیں گے رنجیدہ واپس آئے اے محمد! اللہ نے یہ فرمایا جو بات جس طرح ہم کہیں اس طرح نہ کرو گے تو تم کو عذاب دیا جائے گا بہت بوجھ پڑا، غلامی میں بڑھتا ہے تو اتنی اتنی بات پکڑ ہو جاتی ہے کہ وہاں بٹھا کر بات کیوں نہیں کی وہاں کھڑے ہو کر کیوں نہیں کی، پکڑ بھی بڑھتی ہے اور دہشت بھی بڑھ جاتی ہے سارے انبیاء سے آگے حضور ﷺ ہیں جو بات اللہ نے فرما دی بالکل اسی طرح کیا، کوئی رورعایت نہیں کی اسی پر ملی ہے سارے نبیوں کی سرداری حدیبیہ کے موقع پر تشریف لے گئے مکہ والے اڑ گئے کہ عمرہ نہیں کرنے دیں گے سارے صحابہؓ اس پر مصر کہ اللہ کی مددوں کے ساتھ لڑیں گے دیکھیں کون جیتے اچھا صلح کر لو واپس چلے جاؤ عمرہ نہیں کرنے دیں گے اس وقت واپس چلے جاؤ تاکہ ہماری بات عرب میں اونچی رہے لاؤ لکھنا شروع کر دیا جو کوئی مسلمان ہو کر تمہارے پاس پہنچے وہ واپس کرنا پڑے گا ایک ابوبکرؓ کے علاوہ کوئی صحابیؓ نہ چاہے کسی کی سمجھ میں نہ آئی کہ کیوں صلح کر رہے ہیں کیا آپ اللہ کے رسول ﷺ نہیں؟ دب کر صلح کیوں کریں میں سیاسی نکتہ پر دیکھ ہی نہیں رہا تو اللہ کا بندہ اللہ کا رسول ہوں جو وہ کہتا ہے وہ کروں گا آپ تو کہا کرتے تھے کہ مکہ فتح ہوگا؟ ہاں یہ تو نہیں کہا تھا کہ

اسی سال فتح ہوگا پھر ابوبکرؓ کے پاس آئے وہی سوال ارے تجھے کیا ہو گیا وہ اللہ کے بندے اللہ کے رسول ﷺ ہیں حضرت عمرؓ کے اندر یہ ہو رہی ہے کہ یہ ہو کیا رہا ہے صلح نامہ لکھا گیا آپ نے املاء کیا ہے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ٹھہرو جی، یہ تو آپ کا اصطلاحی لفظ ہے ہم تو باپ دادا سے بسمك اللهم لکھتے ہیں مسلمانوں نے پھر جمنا چاہا، انہوں نے کہا صلح نہیں ہوگی "هذا ما عاهد عليه من محمد رسول الله" ٹھہرو جی اگر رسول اللہ مان لیں تو جھگڑا کیا ہے آپ نے خود اسے مٹایا، سہیل کے بیٹے ابو جندلؓ آگئے وہ جو دفعہ طے ہوئی ہے جو پہلے شخص واپس جائے گا وہ میرا بیٹا ہوگا آپ نے فرمایا ابھی یہ دفعہ لکھی نہیں گئی اس نے کہا طے تو ہو گئی، چانٹے مارتا لے گیا، سب مسلمانوں کے بیچ میں اکیلا کھڑا ہوا ہے۔ اس نے پٹائی شروع کردی، مسلمانوں تمہارے بیچ میں بھی پٹ رہا ہوں، جوش آیا ہے اس جوش کو دبایا ہے۔ اس کا نام ہے اطاعت، حضرت عمرؓ نے ایک طرف تلوار لٹکائی اور ابو جندلؓ کے پاس گئے اور سمجھانا شروع کیا، جب چلنے لگے، 'انا فتحنا' نازل ہوئی، کھلی فتح ہوگئی، حضور ﷺ نے بہت خوش ہو کر بلایا آؤ عمرؓ، اگر حضور ﷺ بہ نفس نفیس آپ نے یہ بات اپنی زبان سے نہ کہی ہوتی تو میں کبھی نہ مانتا، حضرت ابوبکرؓ فرمانے لگے جتنی بڑی فتح اسلام میں حدیبیہ ہے ویسی کوئی ہے ہی نہیں، وہی سہیلؓ آپ کے تھوک کو اپنے منہ پر ملتے ہیں آنکھوں سے آپ کے بالوں کو لپٹاتے ہیں، جوتے مارنے والا سر پر جوتے رکھنے والا بن جائے، انھوں نے ہمارے کہنے پر کیا تو ہم نے بھی طے کر دیا کہ آج جو یہ سارے خونخوار بن رہے ہیں یہی ان کی جوتیاں سیدھی کریں گے، یہی سہیلؓ بوڑھے میدان جنگ کے اندر چوکی پر رہا کرتے تھے محمد ﷺ نے یہ فرمایا تھا جو سرحدوں پر زندگی گزارے اسے اللہ یہ دیں گے، ابوجہل کے بھائی حارث، ابوجہل کے بیٹے عکرمہؓ، حضرت خالدؓ نے زمانہ اسلام میں حضرت عکرمہؓ سے کہا، عکرمہؓ خطرہ ہے آگے مت جاؤ، میں محمدؐ کے مقابلہ پر جب آیا جب کبھی نہ کہا کہ خطرہ ہے، آج جب ان کے راستے پر مر رہا ہوں تو کہتا ہے خطرہ ہے، جھلا کر کہا ہٹو آگے سے، جب آدمی بندگی پر آتا ہے تو تھوڑی تھوڑی بات پر پکڑ ہوتی ہے یہ معیار کامیابی کا ہے کہ کون آدمی بندگی پر آتا ہے آپ کی بندگی کے کمال نے قیامت تک اس امت کا بقا طے کرا دیا، آخرت کے اندر یہ پوری کی پوری امت جنت میں جائے گی، اگر دائرہ اسلام میں ہوں، ۱۲۰ صفوں میں سے ۸۰ صفیں آپ کی امت کی ہوں گی، ۴۰ صفیں باقی امتوں کی ہوں گی، ۵ مرتبہ مشق رکھی گئی اس بات کی کہ شکلوں کو چھوڑنا اور عملوں پر قدم بڑھانا آ جائے، یہ مشق کے لئے ہے ورنہ عمل کا معیار ۲۴ گھنٹے کی زندگی میں پھیلا ہوا ہے، اپنی جانوں پر تکلیفوں کے اٹھانے کے احکامات ہمارے ذمے، عدل وانصاف کی دنیا میں قائم کرنے کے احکامات ہمارے ذمے ہر ننگے کو کپڑے پہنانے کے احکامات ہمارے ذمے، ہزاروں گنے احکامات ہیں جو ہمارے ذمے ہیں

،عصر کی اذان کی آواز پہنچی، ساری شکلیں جن میں تم ہو، چھوڑ کر حکم پر آجاؤ جب دعوت کے احکامات کی آواز آجائے تو اس طرح شکلیں چھوڑ کر چلے آؤ جیسے فجر کے لئے شکلیں چھوڑ کر آگئے تھے، دین کے مٹنے کی طرف متوجہ کیا جائے ،لوگ محتاج ہیں، سیلاب وطوفان آیا، کمانے کے احکامات سب سے چھوٹے ہیں، آخر میں آتے ہیں یہ افراد سے تعلق رکھتے ہیں، دعوت کے، تعلیم وتربیت کے، غرباء پروری کے اخلاق کے احکامات مجموعہ سے تعلق رکھتے ہیں، ان احکامات کی تکمیل ہوگی تو اللہ سب کے لئے عزت اور غنی کو چاہیں گے اور یہ حکم ٹوٹے تو سب کے لئے ذلت وفقر کو چاہیں گے، جب احکامات بڑے ہیں تو ان احکامات کے لئے شکلوں کو چھوڑو، حکم پر راحت کی، عزت کی، کھانے پینے کی شکلوں کو چھوڑو، اللہ تمہارے لئے کامیابیاں چاہ لیں گے، آج کھیتی میں سارے سال دکھائی دیتے ہیں، جب حکموں پر زندگی آجائے گی تو آپ شکلوں میں بہت کم دکھائی دیں گے، جب آپ احکامات کے اوپر آئیں گے تو شکلوں میں بہت کم نظر آئیں گے، جب آپ جواں مردی کا ثبوت دیں گے، ہم گرمی سردی سے نہیں گھبراتے، فقر وغنا کو برابر سمجھتے ہیں کھیتی ہوجائے، الحمدللہ کھیتی نہ ہوا الحمد لله علی کل حال، اب چاہے تم قلعہ کے بجائے جھونپڑے میں آجاؤ، کاروبار میں چھوٹے پیمانہ پر آجاؤ، پھر اللہ تمہارے لئے کامیابی چاہیں گے اور چھوٹی چھوٹی شکلوں میں کامیاب کر کے دکھائیں گے اور دوسروں کو بڑے بڑے راکٹوں کی ایٹم کی شکلوں میں ناکام کریں گے، اب ہم شکلوں سے نکلنے کی مشق نہیں کرتے، ۷ امنٹ تو پاخانہ ہی میں لگ جائیں، کونسی شکل بگڑ جائے گی یہ سوچ کر جاتے ہیں ان کے سامنے یہ ہے اتنے منٹ میں شکل پر کوئی فرق نہیں آئے گا، شکلوں سے زندگی بننے کا ذہن ہے اور اسی میں سے یوں کہیں کہ اتنی دیر میں شکل کا کیا بگڑ جائے گا، اس کو شکل کا چھوڑنا نہیں کہتے، یہ ایسے ہے جیسے بیٹھے بیٹھے تھک گئے اور تھکن اتارنے کے لئے اٹھ گئے، پہلے شکلوں کو چھوڑنا تھا، فلاں نماز کے بعد تعلیم، فلاں نماز کے بعد تسبیح، فلاں نماز کے بعد دعوت، دعوت یہاں تھی، دین کے لئے محنت یہاں تھی، تعلیم کے لئے جانا بھی پڑتا تھا، فلاں علاقہ والوں پر فاقے پڑ رہے ہیں، یہ لو اور ان کو جا کر یہ دے کر آؤ، جتنا حکموں کے پورا کرنے میں تم شکلوں کو توڑو گے، اتنا اللہ رب العزت تمہاری چاہ کو پورا کریں گے، نماز کے بعد آپ سے مجھے کام ہے، بہت اچھی بات ہے، وہاں مجھے کام میں نہ لگایا گیا تو آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں، وہ بھی اسی لائن کا آدمی ہے یہ تو ہے اور کاموں کے اعتبار سے، اذان وقت کی خبر دینے کے لئے ہے یا نماز کی اطلاع کے لئے ہے نماز کھڑی ہوگئی، حضور ﷺ کے تعامل دونوں طرح کے تھے وقت ہوتے ہی اذان ہوگئی، نماز ہورہی ڈیڑھ دو گھنٹہ کے بعد، رات دن کے آدمیوں سے ہر علاقہ کی بات معلوم کرلی جاتی تھی، اخبارات نہیں تھے، حالات معلوم کرلیا کرتے تھے، محمد ﷺ تک بات پہنچا

کر فیصلے کرالیا کرتے تھے ان کی شوریٰ امام کے پاس کام کرنے والے سارے پہلی صف میں، حضرت عمرؓ تک رہیں ،یہ بات ایک آدمی کہیں کہ میں نماز کے لئے پہنچا وہ لوگ مشورہ میں مشغول تھے، میں پہلی صف میں جا کر بیٹھ گیا، نماز کھڑی ہوئی تو کسی نے پکڑ کر مجھے پیچھے کر دیا اور خود آگے بڑھ گیا، مجھے بہت غصہ آیا، نماز کے بعد وہ صاحب آئے اور کہا کہ میں ابی ابن کعبؓ ہوں، حضور ﷺ کا حکم ہے کہ سمجھ بوجھ والے ہمارے پاس رہا کریں جتنی تکلیفیں اس ذیل میں تم پر گزریں گی وہ اللہ کی مشیت تمہارے موافق کرادیں گی جو نقشے بنانے میں عمل توڑ رہے ہیں، ان سب کے لئے اللہ ان کے مغلوب ہونے کو چاہ لیں گے، جب وہ چاہ لیں گے تو تم جھونپڑے میں بلند ہو جاؤ گے اور جب وہ چاہ لیں گے تو قلعہ میں پست ہو جاؤ گے، مسجد کا مقابلہ بازار کی شکلوں سے ہے، ہر آدمی کے گھر سے ہر آدمی کی دکان سے مسجد کا مقابلہ ہے، کبھی چار ماہ کا کبھی چھ ماہ کا مقابلہ ہے، ہر آدمی کی اپنی شکلوں سے مسجد کا مقابلہ ہے، اپنی کمائی کی اور اپنی گھریلو شکلوں کی جو شکست دیدے اللہ اس کی کامیابی چاہ لیں گے، جو آدمی اپنے مسجد والے عملوں کو شکست دیدے گا باہر کی شکلوں کو فتح دیدے گا، اللہ اس کے خلاف چاہ لیں گے، اصل میرا وجود نہیں اصل اللہ کا وجود ہے ،میری بات ٹوٹے ٹوٹ جائے، اللہ کی بات نہ ٹوٹے، میری خواہش ٹوٹے ٹوٹ جائے، جو اس طرح مسجد کو غلبہ دیدے اللہ جل شانہ اس کی موافقت چاہ لیں گے، اگر کوئی آدمی یہ چاہے کہ دنیا آخرت کے سارے مسائل میں اللہ کی مشیت میرے موافق ہو تو اللہ کے حکم پر ہر شکل کو چھوڑ کر دکھلائے، غنی چھوڑ کر فقر کو اختیار کر کے دکھلائے، اللہ کی مشیت، موافق ہو جائے گی، اللہ نیچے لائیں گے، حکم پورا کیا، ایک بالشت شکل نیچے رہ گئی، چہرہ دیکھتے رہے نیچے لاتے رہے، کسی کی لے جاتے اس کی شکل کو جڑ تک نکال کر پھینک دیا پھر جو زندگی اٹھائی ہے آسمانوں پر پہنچا دیا، مولوی صاحب بات تو سمجھ میں آ گئی، بس وہ ایک شکل ہو رہی میں تو ہر وقت تبلیغ میں پھروں ہوں، منشی جی بھی کہہ دیں کہ ماں جی اب وہ شکل بنے کیسے شکل رہے لیکن شکل کے واسطے تو اپنے آپ کو مت سمجھ "لا رهبانية في الاسلام" نہ شکل ختم کرو نہ شکل پرست بنو ایسا بنانا چاہتے ہیں جب ایسا آدمی بن جائے تو اپنی قدرت ظاہر فرماتے ہیں دشمنوں کو بھی بدل دیتے ہیں یا ہلاک کرتے ہیں یا ہدایت دیتے ہیں بڑی بڑی نامساعد شکلوں پر اللہ کامیاب کر دیتے ہیں نصاب تو مشق کا ہے مشق ہو جائے تو پھر کوئی نصاب نہیں مطالبہ کیا ہے جس وقت اللہ کا حکم کان میں پڑ جائے شکلوں کو چھوڑ کر حکم میں لگ جاؤ اگر حکم سونے سے تعلق رکھتا ہے سو شکلوں کو توڑ کر سونے چلے جاؤ جس رات میں مدینے پر حملے کی اطلاع آ چکی تھی اس رات کو ابو بکرؓ نے سب کو مدینے سے نکال دیا کتے اور درندے بھیڑیئے ہماری لاشوں کو پکڑ کر لے جائیں کوئی دبانے والا نہ ہو پھر نے سے باز نہ آئیں گے اللہ نے چاہ لیا کہ سارے عرب میں ان کی ہی چلے، آٹھ دس ہزار سے زیادہ

آدمی نہ ہوں گے جو حملے کیلئے آرہے تھے وہ پانچ لاکھ سے کم نہ تھے حضورﷺ فرمارہے ہیں ایمان کیلئے پھرو، ارتداد پھیل رہا ہے بیٹھنا کہاں سے نکال سکتے ہو ابو بکرؓ کا زمانہ ہے آج مسلمانوں میں زبردست ارتداد اعتقادی ہے جس عمل کے بارے میں جو بتلایا تھا اس کا یقین نکلنا شروع ہوتا ہے جہاں عمل چھوڑتا ہے اس کے حصہ کا یقین بھی چھوڑتا ہے چلتے چلتے سارے عمل سارا یقین نکل جاتا ہے بس اب زبان سے کہہ لے میں عیسائی ہوں جو ارتداد اعتقادی ارتداد عملی ہوا اس کا نتیجہ ہے ارتداد لسانی آج مسلمانوں کی زندگی میں ارتداد چل رہا ہے چاہے کوئی اس کی کوشش کرے نہ کرے خود ارتداد چل رہا ہے۔

حضرت عمرؓ آئے اور کہا اس وقت خطرے کی حالت ہے ہر بات پر لڑائی کی دھمکی دینی ٹھیک نہیں ہے اس وقت تین ارتداد تھے (۱) بالکل مرتد مسیلمہ کے ماننے والے (۲) زکوٰۃ نہیں دیں گے (۳) زکوۃ دیں گے لیکن مدینہ نہیں بھیجیں گے خدا کی قسم اگر رسی کا بھی انکار کرے گا تو قتال کروں گا اگر ایسی صورت کی جائے کہ نماز نماز پر جوڑ کرلو، پھر ہمارے آدمی زیادہ ہو جائیں گے جاہلیت کے زمانہ میں خونخوار تھا اب بزدلی دکھاتا ہے تو تو جادو کی باتوں میں بھی آجائے گا۔ محمد ﷺ انتقال فرما چکے، وحی پوری ہوگئی جو آج مٹ گئی وہ قیامت تک کیلئے مٹ گئی۔ مسلمانو! خدائے پاک کی قسم بالکل ابو بکرؓ کے زمانہ کی طرح آج ارتداد چل رہا ہے ہم میں سے کوئی اس سے خالی نہیں۔

اللہ کی بڑائی دل میں بٹھاتے بٹھاتے مرجاؤ

عمومی بیان

پیر بعد نماز فجر ۱۶/ جولائی ۱۹۶۲ء مطابق ۱۲/ صفر ۱۳۸۲ھ

میرے بھائیو اور دوستو!

حق تعالیٰ شانہ جل جلالہ، جب کسی گروہ یا طبقہ یا قوم کو یا ملک کو یا اشخاص وافراد کو کامیابیوں سے نوازنا چاہتے ہیں تو ان کیلئے احکامات کے سلسلے قائم فرماتے ہیں تمہاری جتنی قسم کی کامیابیاں ہیں وہ ساری ان حکموں کی تعمیل پردیں گے، راحت وچین، عیش وسکون کا معاملہ سارے اعتبارات سے کامیابیوں کا وعدہ فرماتے ہیں اور وہ کامیابیاں دے کر دکھاتے ہیں جب کہ آدمی حکموں کی تعمیل پر لگ جائیں اس یقین کے ساتھ کہ ہر بات اس حکم کے پورا کرنے سے ہوگی پیسہ بھی اسی حکم کے پورا کرنے سے ملے گا۔ چیزیں اسی حکم کے پورا کرنے سے ملیں گی، پرورش اسی حکم کے پورا کرنے سے ہوگی، جب ایک حکم پر عمل کرنے والا بنے اور اس ایک حکم پر یقین لے آئے، تو اللہ دوسرا حکم دیدیں پھر تیسرا، پھر چوتھا حکم دیدیں جتنا نوازنا چاہتے ہیں احکامات کو بڑھاتے ہیں اور جوں جوں حکم بڑھتے جائیں گے کامیابی کا معیار بڑھتا چلا جائے گا کامیابیاں محدود نہیں مسئلہ اگر وہ ہوتا جو اس ملک کے ہندوؤں نے بنا رکھا ہے تو کوئی مشکل بات نہیں پھر یہیں واپس ہو جائیں، بندر بن کر آ گئے، چوہا، کھنکھجورا بن کر آ گئے، واقع میں انسان ہیں یا بچھو ہیں ایک گورکھ بندر بن کر آ گئے چوہا، کھنکھجورا بن کر آ گئے، واقع میں انسان ہیں یا بچھو ہیں ایک گورکھ دھندا ہے چاہے محل بنالیں جب مریں گے تو پتہ چل جائے گا کہ کہاں جا کر پٹتے ہیں انصاف کی معاہدات کی پابندی کی کوئی صورت نہیں عمل کا معیار قائم ہونے کے کوئی معنی نہیں عیسائیوں میں بھی عمل کی کوئی ضرورت نہیں انہوں نے عیسیٰؑ کو بیٹا بنا دیا، باپ بیٹے کا پابند ہے، رہ گئے ہم مسلمان، نہ کسی کو اللہ کا بیٹا، نہ بیوی، نہ بھائی نہ باپ، مائیں وہ تن تنہا ہے ہمارے ایک ایک عمل کو دیکھے گا، اچھے عمل پر جنت دے گا، برے عمل پر دوزخ میں ڈالے گا ظلم

کریں گے کسی کا پیسہ دبائیں گے بے حیائی کی زمین دبائی خون چوسا تو مصیبتیں آئیں گی، زندگی کے بننے بگڑنے کا سارا مسئلہ ہو گیا ان کا تو کوئی کام ہی نہیں خوب مکان بنائیں یہ کہیں کہ کل کو جانور بن کر آئیں گے، خدا آج ہی جانور کہیں "اولئک کالانعام، یاکلون کماتا کلون الانعام" اللہ جل شانہٗ نے احکامات کا سلسلہ قائم فرمایا ہے حکم پر جو انعامات ملتے ہیں وہ ہمیشہ کیلئے ہوتے ہیں چیز ہے جو زندگی بنتی ہے وہ فانی ہوتی ہے کھانا پینا پیٹ بھرنے کا مسئلہ آدھے دن کا حل ہوا کوٹھیوں اور مالیات سے جو مسئلہ حل ہوتا ہے اتنی ہی مقدار کے اندر حل ہوتا ہے جتنا روٹی سے پیٹ بھرنے کا حل ہوا، خداوند قدوس ایک دفعہ پیٹ بھر دیں حکم پر پھر کبھی بھوک نہیں آئے گی ایک دفعہ سیراب کر دیں حکم پر، پھر کبھی پیاس نہیں آئے گی مال پر، جو چیز ملی وقت مقرر کیلئے ملی ہے "انا خلقنه شئی بقدر". وقت مقرر کے بعد یا کامیابیاں نکل جائیں گی یا چیزیں نکل جائیں گی ہر چیز اپنی ترتیب سے لی جائے ترتیب پر جو پہلے آتا ہے اگر اسے نہ کرو تو آخر تک ساری ترتیب بگڑ گئی سب سے پہلا حکم ہماری کامیابی کیلئے دیا ہے وہ ہے اللہ کی بڑائی بیان کرو "یاایھاالمدثر، قم فانذر، وربك فکبر، وثیابك فطھر" خدا کی بڑائی بیان کرو اور اپنے عمل پاک کرو ایک حدیث میں ہے کہ آدمی جس لباس میں مرے گا اس لباس میں اٹھایا جائے گا جس صحابیؓ نے یہ حدیث بیان کی انہوں نے انتقال کے وقت اچھے کپڑے منگا کر پہنے باقی سب محققین کہتے ہیں سارے انبیاء صدیقین شہداء ننگے اٹھائے جائیں گے، سب سے پہلا جوڑا حضرت موسیٰؑ کو پہنایا جائے گا کپڑوں سے اعمال مراد ہیں جھوٹ پر مرا تو جھوٹ پر اٹھایا جائے گا سود پر دھوکہ پر حرام کرتا ہوا مرا، حج کرتا ہوا مرا تو حج پر اٹھایا جائے گا۔ "وربك فکبر" یہ ایک حکم دے دیا اللہ کی بڑائی بیان کرو اللہ سے فائدہ حاصل کرنے کیلئے عمل پاکیزہ کرو حضور ﷺ نے یہ حکم کی تعمیل شروع کر دی اللہ کی بڑائی کرنے کے واسطے دوسرے کی چھوٹائی بیان کرنی پڑے گیا اللہ کی بڑائی قائم نہیں ہوگی جب تک ماسوا کی بڑائی نہ ٹوٹے حکومتوں کی باغات کی کارخانوں کی بزدلی دل سے نکالو، ایک اللہ ہی بڑے ہیں، سارے انسان مل کر اللہ کی ذات کے مقابلہ میں بہت چھوٹے چیونٹی شیر سے بہت چھوٹی، پتھر کوہ ہمالیہ سے بہت چھوٹا اگر اس طرح لیتے چلے جاؤ بڑائیاں چھوٹائیاں قائم کرو تو یہاں پہنچو گے کہ جبرئیل بہت بڑے ایک قد پورا کرنے میں ۱۴ ہزار سال کی جسامت ہے ساتوں زمین سے لے کر عرش الٰہی تک ہر خلاء کی ہر ملاء کی مسافت پانچ سو برس اللہ کے مقابلہ میں جبرئیل بہت چھوٹے جب اللہ کی عظمت اور بڑائی کا جبرئیل کو خیال آوے ہے تو سکڑتے سکڑتے چھوٹی چڑیوں کی طرح رہ جاوے ہیں، اللہ کے سامنے اتنے سے اتنے سے بھی نہیں، تمہارے سمجھانے کو ہے بات اللہ بہت بڑے ہیں اسرافیل بہت چھوٹے ہیں وہ ملک الموت جو جبرئیل کی بھی جان نکالے گا اسرافیل کی بھی

نکالے گا میکائیل کی بھی نکالے گا، اب کون رہ گیا تو بھی مر جاوہ بھی مر گئے، ساتوں زمین و آسمان میں سب سے بڑی شکل بنتی ہے وہ ان فرشتوں کی بنتی ہے مسلمانوں کو پہلا حکم یہی دیا گیا کہ اللہ کی بڑائی بیان کرو جتنا اللہ کی بڑائی بیان کرو گے اتنا تم کو مکان ملیں گے دودھ شراب کی نہریں ملیں گی خوف وہراس اتنا دور ہو گا جتنا تمہارا وقت اللہ کی بڑائی بیان کرنے میں لگ جائے گا، روٹی کیسے ملے گی، دشمن پاؤں کب چومیں گے، زمین کیسے ملے گی، اللہ کی بڑائی بیان کرو دکان بہت چھوٹی ہے میں بہت چھوٹا ہوں میری محنت سے کیا ہو گا میں اللہ کی بڑائی بیان کروں گا اللہ مجھے دے گا یہ نٹ وٹ آتے ہیں یہ جہاں جائیں وہاں والوں کے بڑوں کی بڑائی بیان کریں جو چھوٹے ہیں جب یہ بڑا کہنے پر دیدیتے ہیں تو جو واقعی میں بڑا ہے اس کو جب بڑا کہا جائے گا تو کتنا ملے گا خلاف واقعہ ہے چھوٹے کو بڑا کہنا اس پر بھی مل جاتا ہے ساتوں زمین و آسمان سے بڑی جنت ملی تو نے اللہ کو بڑا کہا صحابہ کرامؓ نے مکہ میں کھڑے ہو کر اللہ کی بڑائی بیان کرنا شروع کی جتنا اللہ کی بڑائی بیان کریں گے اللہ پالیں گے، کھانے کو دیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ عثمانؓ، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، سعید بن زیدؓ سب اللہ کی بڑائی بیان کرنے پر لگ گئے حضرت عمرؓ تو ۲۱ ویں میں آئیں گے اب مکہ کے اندر سب کی بڑائی کی دھجیاں بکھر رہی ہیں لات وعزیٰ بہت چھوٹے ہیں جتنی بڑائیاں قائم تھیں، شہر میں ان سب کے مقابلہ میں اللہ کی بڑائی قائم کی جارہی ہے اب یقین بن رہا ہے کہ اللہ کی بڑائی بیان کرنے سے زندگی بنے گی اللہ اکبر ذکر کے طور پر کہو تو انعامات ملیں گے اور دعوت کے طور پر کہو تو انعامات ملیں گے احکامات آنے شروع ہوئے حکموں پر محنت کرو اللہ کی بڑائی کے گیت گاؤ، چپہ چپہ پر پہنچ کر کہو اللہ اکبر، بات کہو تو دعوت کے طور پر کہو اللہ اکبر چپکے رہو تو ذکر کے طور پر کہو اللہ اکبر، پارلیمنٹ میں جاؤ وہ کہیں سیاستداں بہت بڑے، ملک بہت بڑا تم کہو ملک بہت چھوٹا تم بہت چھوٹے منی کے قطرے سے بنے ہو، اللہ بہت بڑے، اللہ رب العزت قصور معاف کرنے میں، قہار ہونے میں جبار ہونے میں، ستار ہونے میں بہت ہے اللہ کے علاوہ ہر بات میں بہت چھوٹا ایک عورت میں رحم ہے اپنے بچہ کے بقدر اللہ کا سب پر رحم ہے اللہ بہت بڑے ہیں رحم میں کرم میں سخاوت میں سب جگہ اللہ کی بڑائی کرو کوئی بڑائی اللہ کی بیان کرتا ہو ہم سنیں یا خود اللہ کی بڑائی بیان کریں ذکر کے طور پر یا دعوت کے طور پر جب اللہ کی بڑائی سے دل تمہارا ابھر جائے تو بڑے بڑے بہادروں کے دل لرز جائیں گے شیر اور اژدھا اور ہتھیاروں والے لرز جائیں گے ہر ایک چھوٹا نظر آئے ساتوں آسمان چھوٹے نظر آئیں اس کی بڑائی کے آگے انبیاء چھوٹے نظر آئیں ہمارے آگے بڑے ہیں اللہ کے آگے بہت چھوٹے ہیں وہ نبیوں میں بڑے ہیں حضور علیہ ﷺ جتنی باتوں کے اعتبار سے ہمارے بڑے ہیں اللہ رب العزت جتنا ہمارے بڑے ہیں اتنے ہی اعتبارات سے محمد کے بڑے ہیں

چیونٹی، مچھر، مکوڑا، شیر، پہاڑ، آسمان ایک دوسرے سے بڑے چھوٹے ہیں۔ انبیاء کی بڑائی مخلوقات سے بڑے ہیں لیکن خدا کی ذات کے مقابلہ میں ان کی کوئی حیثیت نہیں دم مارنے کی طاقت نہیں، نبیوں کی بڑائی اس طرح کی نہیں کہ خدا کے محاذات میں کہیں آویں، جیسے خدا کے مقابلہ میں ہم چھوٹے ہیں سارے نبی اسی طرح اللہ کے مقابلہ میں چھوٹے ہیں، باپ کسی بیٹے کی بات کو بہت سنتا ہے، بہت سے بچے ہیں، خدا کے ساتھ میں ویسی چھوٹا کا تعلق ہے، ایسے چھوٹے ہیں کہ جو اللہ سے مانگتے ہیں وہ دے دیتے ہیں وہ بڑے ہیں اسی لئے کہ انہوں نے اپنے آپ کو چھوٹا مان لیا، جیسے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں عیسائیوں نے کہا کہ یہ اتنے بڑے ہیں کہ خدا کی جنس سے ہو گئے، نہیں بھائی اللہ قادر ہیں، اللہ خالق ہیں یہ مخلوق ہے ایک آدمی اپنی لکڑی آگ میں ڈال دے کہوگے بڑا ظالم ہے؟ نہیں بھائی اللہ اگر چاہیں تو سارے نبیوں کو آگ میں ڈال دیں، یہ سب خدا کی ملک ہے پہلی بات جو ہمیں دی گئی اپنی پرورش حفاظت کے واسطے اللہ کی بڑائی کو لے کر در در پھرو، صحابہؓ نے کام اسی کو بنالیا اللہ بہت بڑے ہیں اللہ کے کہنے کے مطابق چلوگے تو بہت بڑے منافع سے نوازیں گے اور اللہ کا کہنا نہ مانا تو بہت بڑے نقصانات بھگتنے پڑیں گے، بڑے کے کہنے کے مطابق اپنی زندگیوں کو موڑا تو بڑا تم کو خسارہ سے بچائے گا اگر تم نے چھوٹے کو بڑا مانا تو ایسے ایسے عذاب آئیں گے کہ کوئی حساب نہیں ایسے ایسے اژدھے ہزاروں لپٹے ہوئے ہوں گے جتنا بڑا اژدھا زہر میں اتنا ہی بڑا، ایک سانس اگر ایک اژدھا لے لے تو چالیس سال تک سبزی کا پتہ نہ اگے، ایران عراق میں قحط پڑا روس سے امریکہ سے مانگ لیا تو قحط ختم ہوگیا دوزخ میں ایک ایک پر کئی کئی ہزار اژدھے ہوں گے دوزخیوں کو گنو تو سہی کتنے ہیں ہر ایک کے ہزار ہزار اژدھے لگاؤ دوزخ خدا کا خزانہ نہیں ہے خزانہ سے مخلوق ہے دوزخ خدا کے خزانوں پر مخلوق کا لفظ نہیں آتا دوزخ کو زہر کا اتنا بڑا مادہ خزانوں کے مقابلہ میں مچھر کے پر کے برابر نہیں جنت کی خوشبو کا ذرہ ڈال دیں تو اس کی شدت سے سب کی جان نکل جائے، ایک ایک جنتی کو منوں خوشبوئیں سارے جنتیوں کی خوشبو خدا کے خزانے کی خوشبوؤں کے مقابلہ ذرہ کے برابر نہیں سارے دنیا کے انسانوں کی بھوک دوزخ کے ایک فرد کی بھوک کے مقابلہ میں ذرہ کے برابر نہیں اور دوزخیوں کی مجموعی بھوک اللہ کے خزانوں کے مقابلہ میں ذرہ کے برابر نہیں جو کچھ بھوک مصیبت زہر اللہ کے خزانوں میں ہے اللہ ان سب سے بچاویں گے جب یہ خدا کی بڑائی بیان کرے گا اور سارے انعامات کے دروازے کھل جاویں گے جب یہ اللہ کی بڑائی بیان کرے گا فوج پولیس، حکومت، صدارت، وزارت بہت چھوٹی آپس کی بڑائی چھوٹائی کو اس طرح سمجھنے لگے کہ اللہ کی بڑائی پر گرد پڑنے لگی یہ بہت بڑے ہیں آپس میں ان کی بڑائی مخلوق والی ہے مخلوق میں تغیر و تبدل آئے گا اکثریت کے ساتھ اللہ جو کریں گے وہ ہوگا وزیر کے

ساتھ جو اللہ کریں گے وہ ہوگا انسان چھوٹا ہے جنس وہ ہے جو چھوٹی ہے منی کے قطرے سے بنی ہے یہ ہماری یونیورسٹی کے بہت بڑے آدمی ہیں بٹنوں کے کارخانے کے بہت بڑے آدمی ہیں بڑے کہتے کہتے لاکھوں کرنے والے قرار دیدیئے گئے کرنے والا ان میں سے ایک بھی نہیں ان سے یہ ہوجانے گا، ڈپٹی کمشنر صاحب یہ کردیں گے ان سے ہونے کا ذہن کیوں بنا ان کی بڑائی کا ذہن بن گیا چھوٹا ہونا مرادف اس کے ہے کہ اس سے کچھ ہوگا نہیں جب لڑائی ہوتو کیا کہیں، تو ہے کیا تو چھوٹا ہے میں بڑا ہوں، کئی بیٹے ہیں یہ بڑے بیٹے ہیں اب باپ سے بھی یہ کہے کہ ابا جی میں بڑا ہوں میں یوں کردوں گا میں یوں کردوں گا تیری جنس ہی وہ ہے جو چھوٹی ہے تو بیٹا ہے میں بڑا ہوں زیادہ بڑا بنے پھرے ہے، نکل جا میرے گھر سے، قانونی طور پر سب کچھ باپ کے نام ہے بیٹوں کے نام کچھ نہیں ہے جب بڑائی مقابلہ پر آجاتی ہے مخلوق کے اندر جو بڑائی کے بول ایک دوسرے کے تعارض پر بولے گئے تھے یہ ساری مخلوق چھوٹی ہے مالک کے سامنے جب یوں ہوگیا کہ ان سے ہوجاوے تو اللہ کی بڑائی مقابلہ پر آگئی اب کھیتی والے کو کھیتی میں نچار کھا ہے ملک والے کو ملک میں نچار کھا ہے امریکہ نہیں میں اتنا بڑا اللہ نے نچار کھا ہے ہزار اور کروڑ کا فرق بتانے کو تھا کروڑ بڑے ہیں کروڑ ہزار سارے مل کر، جنس تو چھوٹی ہے مخلوق، امریکہ مخلوق، روس مخلوق، انڈین یونین مخلوق، پہاڑ مخلوق، مچھر مخلوق، مخلوق جنس ہی وہ ہے جو چھوٹی ہے یہ بہت بڑا مچھر ہے پوری دہلی کو ختم کردے گا جو مچھر کو جانتے ہوں گے وہ کہیں گے پاگل خانے بھیجو ساری دنیا میں جب لفظ مخلوق ہی ہوا انسان مخلوق، یہ بہت بڑا آدمی ہے یہ ملک میں یوں کردے گا خدا کے یہاں مخلوق اس حقیر وجود کا نام ہے جس سے کچھ ہوتا نہیں دل میں سے بڑائی نکالو مخلوق کی، میری ایک بچارے کی کیا بساط سارے انسان مل کر بہت چھوٹے ہیں اللہ بڑے ہیں تمام اولین وآخرین ایک میدان میں جمع ہوں خدا کا سننا اتنا بڑا ہے کہ سب کے برابر ایک سا سن لیں گے۔ (الحدیث)

(☆) علماء کا اشکال سوئی پر کی نمی سے سمندر میں کمی آتی ہے اتنی کمی واقع ہوجائے گی؟ اب بتاؤ خدا کتنے بڑے ہیں خداوند قدوس سے لینے کی صورت ہی یہ ہے کہ ان کی بڑائی کے بیان کرنے والے بن جاؤ یہی تمہارا کام ہے، ارے زمین دار مت بن، مکبر بن، زمین چھوٹی ہے اس پر محنت کرے گا تھوڑا پائے گا اللہ بڑے ہیں اللہ کی بڑائی پھیلنے پر محنت کرے گا، ایک اکیلا ہے بڑا ہے ایک سب کو استعمال کرتا ہے خزانے اس کے سب سے بڑے ہیں خدا کے حکموں کو توڑنے لگے دوسروں کے حکموں پر خدا کے طریقوں کو چھوڑنے لگے دوسروں کے طریقوں پر اب رات دن بلاویں کہ اللہ کی بڑائی پھیلانے کو نکلو صاحب زمین دار بگڑ جائے گا تاجر تجارت سے نکلنے کو تیار نہیں اللہ کو بڑا سمجھتے اور ان کو چھوٹا سمجھتے ہوتے تو ایک آواز پر چھوڑ کر چلے آتے اللہ رب العزت کی بڑائی آج ایسی رہ گئی آواسی

کیلئے محنت کریں دنیا میں کہ سب ایک اللہ کو بڑا مانیں اور باقی سب کو چھوٹا مانیں بات تو ٹھیک ہے مگر چلوں گا کیسے زمیندار ۴۰ بیگھے کا اتنا بڑا ہو گیا کہ اللہ کے واسطے چھوڑنے کو تیار نہیں، پہلا زمانہ بھی ایک تھا اللہ اکبر کی آواز سے قلعوں کی دیواریں گری ہیں یہود ونصاریٰ کے اوپر اختلاج کی کیفیتیں آئی ہیں عدالت میں گئے اللہ اکبر کہا جس کی بڑائی نکالنی ہے اس کو چھوڑ تیرا گھر تیرا کاروبار چھوٹا ہے اس کو بڑے کیلئے چھوڑ اب تو بڑے کی بڑائی کے گیت گاتا پھر، بڑا تو تھا ایک ہم نے بنالئے بہت سارے ساری دنیا کے وزیروں کو جمع کرو تو ایک چھوٹا سا ملک بھر جائے گا۔

(☆) لے مراد یہ ہے کہ اللہ کی اتنی عطا پر بھی تم اپنی سمجھ کے اعتبار سے مثال دے سکتے ہو تو وہ سمندر کے مقابلہ میں سوئی کی نمی تری کیا کم کرلے گی اللہ کے وہاں تو اتنی بھی کمی نہیں ہوتی ہے۔ (عبدالسلام پونوی)

اللہ کی بڑائی کا بول رہ گیا اللہ بہت بڑے اللہ کی بڑائی پر آنسو نہیں ٹپکتے اللہ کی بڑائی پر سود نہیں چھوڑا جاتا، عدالتوں میں ظالموں کی خوشامد چاپلوسی نہیں چھوڑی جاتی، ہمارے اللہ اکبر میں جان پڑ جائے تو بڑے کی بڑائی ساتھ ہو جائے کوئی سمجھے کہ التحیات سکھانے کیلئے بلا رہے ہیں ہم نے سیکھ لی، چار مہینے کو چل دیئے ہر ایک کی کمائی اس کا پاجامہ ہے ہارون الرشید کا ایک بیٹا تھا سارے ممالک عربیہ اس کے ہاتھ میں ایران، سندھ وغیرہ اس کے ہاتھ میں افریقہ، اسپین، ترکی کا بادشاہ ہے ہارون الرشید زبردست بادشاہ ہے عروج ودبدبہ کا دور تھا ابا جان اس شان وشوکت پر صاحب زادہ بالکل زاہد ہو گیا سیدھا سادہ موٹا جھوٹا لباس ٹوٹے چپل پھٹی سی ٹوپی ایک کرتہ ایک پاجامہ وہ بھی معمولی آخرت کا بادشاہ بننے کی زبردست تیاری کر رہا (ہارون الرشید نے کہا) تو نے میری عزت کو خاک میں ملا دیا، ابا جان تم نے میرے اوپر بٹہ لگا دیا جب لوگ کہتے ہیں کہ اس کا باپ ہارون ہے تو مجھے شرم آتی ہے میرا باپ ہو کر دنیا میں اتنا منہمک اس نے پہچانا تھا اللہ اکبر میں جا رہا ہوں، اب تم کو منہ نہ دکھاؤں گا، اللہ کیلئے لگنے کو ذلت سمجھتے ہو، قرآن تسبیح لے کر وہاں سے نکلا، ماں نے ایک موتی باندھ دیا مزدوری کروں گا ایک دن، مزدوری لوں گا آٹھ دن کی۔ (یہ مکمل واقعہ کا اختصار ہے جو فضائل صدقات میں موجود ہے) اس نے مجھے وصیت کی مصلیٰ اور تعویذ وقرآن ہارون الرشید کو پہنچا دو اور میرا اسلام کہدو، یہ میری چیزیں بیچ کر میرا کفن کر دیجیو، نہیں کچھ پتہ نہیں ہارون الرشید کا کیا جوڑ ہے ایک بیٹا یوں لات مار کر گیا، تو چھوٹا ہے، اللہ بڑے ہیں، تو کہتا ہے تیرے پر بٹہ لگتا ہے، میں کہتا ہوں مجھے بٹہ لگتا ہے میرا باپ یوں دنیا کا کتا بنا پھرے، ایک بھائی مجذوب ننگے دھڑنگے پھرتے تھے، پاجامہ پہن لو، پاجامہ پہننے سے سارا کھڑاک سر پر آوے تو میں پاجامہ کیوں پہنوں، ہر ایک کی کمائی اس کا پاجامہ ہے، جس کی کمائی بڑی

ہے اب وہ سپاہی جو آپ کو کمائی سے پکڑ کرلے جائے گا تو وہ سپاہی کتنا بڑا ہوگا اور پھر وہ عدالت جو ڈھائی سال کی قید کا فیصلہ دیدے، خواہ ناحق ہو وہ عدالت کتنی بڑی ہوگی، امریکہ اور روس سے کیا ہوگا، تم ایک بڑے ہو تم سے یہ ہوجائے گا تمہارے مقابلہ پر ۳۶ کروڑ سے کیا ہوگا، اب اگر تم اپنی کمائی کا پاجامہ نکال دو، اپنی اور اس کی بڑائی نکال دو تو آخر تک یقین نکل جائے گا، ساری دنیا ایک بال بیکا نہیں کرسکتی، اللہ جتنے بڑے ہیں وہ پکڑیں گے تو اتنی پکڑ آئے گی جتنے وہ بڑے ہیں، اللہ جیسے بڑے ہیں وہ دیں گے تو اتنی ہی دہش آئے گی، جتنے وہ بڑے ہیں، اتنے دن دیدو کہ اللہ کی بڑائی ایسی آجائے دل میں کہ ہر جگہ جب آواز لگ جائے تو اللہ کیلئے ہر چیز کو چھوڑ کر نکل جاؤ، دو دن میں یہ بڑائی دل میں آجائے تو دو دن دیدو۔

ایک طرف اس کی بڑائی کی آواز لگائی جارہی ہے، بڑائی کا علم حاصل کیا جارہا ہے بڑائی کا دھیان جمایا جارہا ہے اس کی بڑائی اپنی چھوٹائی کی مشق نماز میں کی جارہی ہے، اللہ اکبر کہہ کر اٹھنا، اللہ اکبر کہہ کر بیٹھا، اللہ کی بڑائی دل میں آجائے، ایسے بن جاؤ کہ جب اللہ کی آواز لگ جائے تو یوں نہ کہو کہ میری بیوی بیمار ہے، مرنے کو ہورہی ہے جہاں جاؤ اللہ کی بڑائی سامنے آئے، جب بیمار اپنے آپ کو ہسپتال میں داخل کرے تو کب نکلے، جب ڈاکٹر یہ کہ دے کہ ہاں اچھا ہوگیا، بس اس طرح نکل جاؤ کہ جب ہم کہ دیں کہ ہاں اللہ کی بڑائی آگئی یا بڑائی اللہ کی ہے، اب چاہے مہینہ بھر میں بن جاؤ ایسے ہم دیکھیں گے، امتحان لیں گے، پولیس والوں میں بھیجیں گے، وزیروں میں بھیجیں گے، فوجیوں میں بھیجیں گے۔

یقین کی علامت بولنا نہیں ہے

عمومی بیان

منگل بعد نماز فجر ۱۷/ جولائی ۱۹۶۲ء مطابق ۱۳/ صفر ۱۳۸۲ھ

میرے بھائیو اور دوستو!

سب سے بڑی مایہ یہ جس کے حاصل کئے بغیر انسان کی زندگی خطرات میں گھری ہوئی ہے، وہ ہے ایمان کا سیکھنا، اپنے یقینوں کو موڑنا، اول تو ایمان کے بغیر عمل قبول نہیں ہوں گے اور دوسرے ایمان کے بغیر عمل پر استقامت حاصل نہیں ہوتی، اس کا ثمرہ بھی مرتب نہیں ہوگا یا بہت سے بہت اگر جمع بھی رہا تو اس کا ثمرہ مرتب نہیں ہوگا، یہی وجہ ہے کہ لوگ اپنے ایمانوں کی طرف متوجہ نہیں، تبلیغ میں لگیں کم اور جمیں کم اور جب کرنی آجائے تو گھروں پر جا کر بیٹھ جائیں، یقین نہیں سیکھا عمل سیکھ لیا، سب سے پہلے حضور ﷺ نے ایمان سکھایا، ایمان سکھا کر عمل کا سلسلہ قائم کیا گیا، یہاں لوگ ایمان نہیں سیکھتے عمل سیکھ لیتے ہیں، اچھے سے اچھے عمل موجود لیکن دنیا میں جوتیاں کھا رہے ہیں، چاہے دنیا ترقی میں کہیں پہنچ گئی ہے، رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے عمل ان سب نقشوں کو گرانے کی طاقت رکھتے ہیں، ہم نے ایمان نہ سیکھا، نہ اس کا داعیہ، نہ کوئی فکر، تبلیغ میں دو قسم کے آدمی نکلے، ایک تو کمائی والے کمائی میں سے نہ نکلیں گے، اپنی کمائی کے اردگرد چکر کاٹتے رہیں گے، دس دن کو دیکھا کمائی سے فرصت کا موقعہ ہے تو دس دن کو آ گیا، یقین ایک خاص شکل کے ساتھ ہے اس یقین کو باقی رکھتے ہوئے نماز پڑھنے کو، روزہ رکھنے کو، حج کرنے کو، تبلیغ، ذکر کو تیار ہیں، ایمان سیکھنے کو تیار نہیں ایمان کے بغیر کرنٹ کے بجلی کا تار، آج شیطان عمل سے زیادہ نہیں روکتا، عمل اگر اس نے کر ہی لیا تو کیا خوش فہمی پیدا ہوگی، اگر عمل کر لیا تو میری قسم تیار ہوگی، ایسے بنیں گے جو راندۂ درگاہ ہوں، عمل سے آدمی کو بگاڑنے کی کوشش کرتا ہے آدمی کے پاس ایمان کی قوت نہ ہو تو عمل سے بگڑے ہے، عمل کیا بڑائی پیدا ہوگی، شہرت کا جذبہ آ گیا، یہ عمل منہ پر کھینچ کر مارا جائے گا، حضور ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے آخرت میں تین آدمی پیش ہوں گے،

ایک پڑھا ہوا، صدقہ اور خیرات کرنے والا اور شہید، ہم نے تجھے قرآن دیا تھا تو نے کیا کیا تھا؟ آپ نے جو قرآن دیا تھا میں نے خوب عمل کیا، رات کو نماز میں پڑھتا تھا دن ویسے پڑھتا تھا، جھوٹ بولتا ہے، تو نے بڑا بھاری بزرگ بننے کے واسطے کیا، نیت ٹھیک نہیں تھی، نیت غیر کی تھی، اگر یقین ٹھیک ہوتا تو نیت بھی ٹھیک ہوتی، حدیثوں میں آیا ہے عمل صرف اللہ کی رضا کے لئے ہو تو قبول ہوتا ہے یقین کمزور ہے تو نیت غیر اللہ کی بن جاوے گی، اس کے پاؤں پکڑ کر اٹھایا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا، یہ ہیں پڑھے لکھے عمل کرنے والے جنھوں نے اللہ کے غیر کے لئے عمل کیا، (دوسرا کہے گا) اے اللہ میں نے خوب مدرسوں میں، خانقاہوں میں پیسہ لٹایا، (جواب دیا جائے گا) لوگوں نے تجھے سخی کہہ لیا، میرے پاس تیرے لئے کچھ نہیں ہے، تیسرے نمبر پر وہ (ہوگا) جو خود خدا کے راستہ میں نکلتا تھا، کبھی جان کی بھی پرواہ نہیں کی، یہ تین آدمی، جن سے دوزخ کو سب سے پہلے بھرا جائے گا، جنھوں نے (کمزور ایمان کے ساتھ) عمل کیے ان کا یہ حشر بنے گا اور جنھوں نے (ایمان) حاصل نہیں کیا اور عمل بھی نہیں کیے تو ان کو تو بغیر پوچھے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، خدا کی باتوں پر یقین آجائے گا تو اس کے اوپر سب کچھ ملے گا، علم آگیا، عمل آیا تو دوزخ، علم نہ آیا عمل نہ آیا تو دوزخ اور اگر علم آگیا اور عمل بھی کرلیا (لیکن یقین نہ آیا تو دوزخ، اول تو جنت (صرف) ایمان پر ملے گی، شرک والوں کے مقابلہ میں ایمان سے چمکایا جائے گا عمل سے نہیں، اصل چیز سیکھنے کی ہے ایمان اور یہ ایمان سیکھنے کو تیار نہیں، ایک تو کمانے والے ہیں جن کا پورا یقین اپنی کمائی پر ہے دوسرا طبقہ وہ ہے جو کماتا نہیں، زبان سے کہیں کہ اللہ دیویں، کسی نہ کسی پر یقین رکھیں کہ فلاں کردے گا، تبلیغ تو خوب ہو رہی، اندر سے ٹٹولو تو اس کے دل کے اندر گوبر بھرا ہوا ہوگا، ایمان کے لئے علم، ایمان ہی کے لئے ہے نماز روزہ، حج، زکوۃ، آخر میں یہ ہے کہ جو آدمی ایمان پر مرے تو ایمان پر جنت میں، آخر کی دعا بھی یہ ہے کہ جیسے زندہ رکھے عملوں پر زندہ رکھ اور مارے تو ایمان پر مار، (یہ دعا) مرنے والے کے لئے نہیں مانگتے اپنے لئے مانگتے ہیں، مرنے والا تو مر گیا، اس کی دعا تو یہ ہے "اللھم اغفر لحینا ومیتنا" مرنے والا ایمان پر مرا یا شرک پر مرا یہ تو اللہ ہی جانے قبر میں جاتے ہی یہ سوال ہوگا کہ تیرا پالنے والا کون ہے؟ آدمی اپنے ذہن میں جس سے پلا ہوا اس کی ہر وقت رعایت کرے، زمیندار کے ذہن میں یہ بیٹھا ہوا ہے کہ میں زمیندارے سے پلوں گا چاہے کتنا ہی سمجھالو، بارش ہوگئی بغیر کھیتی کے پلتے نہیں، کھیتی بغیر بیل کے نہیں، بیل بغیر پیسہ کے نہیں، سود پر قرضہ لیا، بیل خرید لیا، زمینداروں کی اکثریت آج ایسی ہی ملے گی، کھیتی سے نہیں پلتا اللہ پالتے ہیں، جس کا یقین ہوگا اللہ سے پلنے کا قرضہ نہ ملا تو وہ بیل خریدنے کا ارادہ نکال دے گا، بٹائی پر دیدے گا یا وہ کام کرے گا جس سے بیل کے بغیر کام چل جائے (جھلی، ٹوکرا) جھلی بھی ڈھو سکتا ہے، جس کا یقین

یہ ہے کہ زمیندار ہے سے چل رہا ہوں وہ سود بھی لے لیئے ہے، رشوت بھی دے ہے جھوٹے بیان بھی دے ہے مرا یہ آدمی، مرتے ہی پہلا سوال (ہوگا کہ تیرا پالنے والا کون ہے؟ کمانے والے یا نہ کمانے والے بھی کوئی ضرورت آکر پڑے گی (یوں کہیں گے) پیر صاحب یوں کردیں گے، منشی جی یوں کردیں گے مرتے ہی پوری زندگی کا خلاصہ پوچھ لیا کہ بتا تیرا پالنے والا کون ہے؟ اگر یہ یقین لے کر گیا کہ خدا پالتا ہے، نہ کمائی سے نہ کسی شکل وصورت سے پلنے کا تعلق ہے اگر ساری دنیا میں کوئی نہ ہو تو بھی اللہ مجھے پالیں گے، تو جھٹ کہ دے گا کہ میرے پالنے والے اللہ ہیں، اگر دل میں نہیں تو زبان سے کیسے نکلے گا، مشق کر کے دل میں یہ بات لے گیا کہ بالکل کہیں سے نہیں پلتا، نہ دکان سے نہ کھیتیوں سے، اس کے لئے تیاریاں بھی کیں، کمائی کی پرواہ نہ کی، آدمیوں پر نگاہ نہ ڈالی، جان پر تکلیفیں اٹھائیں اور محنت کرتے کرتے وقت گزار دیا، ہر حکم کو پورا کیا، کمایا تو جھوٹ نہیں بولا، سود نہیں لیا ، رشوتیں نہیں دیں، آبروریزی نہ کی، اللہ کا حکم پورا کروں گا اللہ پالیں گے، کٹائی کے وقت آواز لگادی تو اسی وقت دوڑ گیا، کوئی صورت نہیں بنی پلنے کی، جہاں گیا سب نے جھنڈی دکھادی، مولوی نے، پیر نے، منشی جی نے جھنڈی دکھادی، اللہ پالنے والے ہیں، سب کو چھوڑ کر چل دیا، اللہ زمین پھاڑ کر دیدے گا، جس کا اپنے پلنے کے بارے میں غیر اللہ سے یقین ٹوٹ جائے خدا سے یقین جڑ جائے تو یہ ایمان والا بنے گا، جب یہ تیاری کر کے جائے گا تو کہہ دے گا کہ اللہ ہی پالنے والے، حضور ﷺ اچھی طرح بتا گئے صاف صاف، جاتے ہی پوچھیں گے تیرا رب کون ہے؟ دیکھ لے رٹنے سے جواب نہیں دے سکے گا، دل میں رکھنے سے جواب دے سکے گا، جب کہہ دیا کہ اللہ پالنے والے ہیں، اچھا یہ بتلاؤ جب اللہ پالنے والے تھے تو تم نے اللہ سے پلنے کے واسطے کیا طریقہ اختیار کیا؟ برادری کا طریقہ اختیار کیا تھا، انڈین یونین کے طریقہ پر پلا کرتا تھا، امریکہ روس نے جو بتایا تھا یوں چلتا تھا یہ تو کہہ نہ سکے گا کیونکہ اس کی پٹائی ہورہی ہے، ہاہا کرے گا (پھر پوچھا جائے گا) بتاؤ ان آدمی کو کیا کہو؟ پیسے آگئے تو ایسی کوٹھی بنائیں گے جیسی فلاں نے بنائی، جن کی زبان پر جان ومال خرچ کرنے میں غیر چڑھے ہوئے تھے وہ نہ کہہ سکے گا کون ہیں؟ جس کی زبان پر حضور ﷺ چڑھے ہوئے تھے وہ کہہ سکے گا کہ یہ ہمارے نبی پاک ہیں، علم پر زبان نہیں بولے گی، ایمان وعمل پر بولے گی، خشوع کی تقریر ہورہی ہے، خشوع کا پتہ نہیں، خدمت خلق کی تقریر ہورہی ہے خدمت خلق پتہ نہیں، بے ایمان کی ایمان پر تقریر ہو، ایک یہودی، مشرک، بت پرست، ملحد خدا پر تقریر کرسکتا ہے، نصرانی وزراء ہندو پنڈت، اللہ اور اللہ کے رسول پر اسلام پر خوب بول جاویں ہیں حضور ﷺ کے مانے بغیر بھی حضور ﷺ پر تقریر ہوسکتی ہے، یقین کی علامت بولنا نہیں ہے، آج غیر مسلم بھی بول رہے ہیں ان کا بولنا ان کے منہ پر ماردیا جائے گا ایک کوڑی ایک ذرہ نہیں ملے گا،

ساری بات ایمان سیکھنا ہے، یقین موڑنے میں وہ یقین پیدا کرنا ہے جو محمد ﷺ لے کر آئے، اللہ اکبر اللہ بہت ہی بڑے ہیں، ساتوں زمین وآسمان ان کے ایک حکم کے مقابلہ میں مچھر کے برابر نہیں عرش، فرش کرسی ٹوٹ کر گر جائیں، ایک حکم سے اس سب سے زیادہ بنا کر دکھلا دیں، ان کا سوا ان کے مقابلہ میں ایک ذرہ کی حیثیت نہیں رکھتا، اللہ عزت دینے میں، ذلت دینے میں اللہ پیدا کرنے میں بہت بڑے ہیں، اللہ معطی، اللہ اکبر، اللہ اکبر رنج میں بہت بڑے ہیں غم لانے میں بہت بڑے ہیں، پٹائی لائیں تو ایسی پٹائی لائیں کہ تم تصور نہ کر سکو کیا چھین سکتے ہیں، جھکانے پر آئیں تو تمہارے سامنے جھانے میں بہت بڑے، مسلط کرنے پر آئیں تو چیونٹی کو اس طرح مسلط کر دیں کہ یہ ایٹم والے کچھ نہ کر سکیں، بڑے بہت ہیں، ''لا الٰہ الا اللہ'' جو کچھ کرنے میں بڑے ہیں اس میں ان کو غیر کی ضرورت نہیں ان سب کے بغیر جو چاہیں گے کر دیں گے، یہ چیز کے پہلے کو قدرت سے بغیر اس کی اصل جنس کے بنایا تھا، ساتوں زمین وآسمان کے بغیر جو چاہیں بنا دیں، چیزوں کے بغیر چیزیں بنا دیں، چیزوں کے بغیر عزت بنا دیں پہلے یوں کہا، اللہ بہت بڑے، بڑائیوں کو اگر ایک دوسرے کی ملانے چلے جاؤ چیونٹی اپنے بچوں سے بڑی ہے، چلتے چلتے اسرافیل تک لے جاؤ طاقت کے اعتبار سے شکل کے اعتبار سے جبرئیل کا قد ساتوں زمین وآسمان جتنا بڑا ہے، نیچے سے لے کر چھوٹے سے بڑے ہوتے چلے گئے، مقابلہ میں بڑائی چھوٹائی غیروں کے اعتبار سے بولی جاتی ہے خدا کے اعتبار سے نہیں بولی جاتی، حقیقت کے اعتبار سے ایک اللہ بڑے ہیں اور سارے چھوٹے ہیں، یہ جو کچھ تمہارے سامنے ہے یہ سب کچھ بڑے سے ہوا چھوٹے سے نہیں ہوا، انبیاء جتنے ہوئے یہ اس بڑے سے ہوئے اور کسی سے نہیں ہوئے، بڑے نے اسرافیل کو ایسی طاقت والا بنایا سب کے بغیر محض اپنی قدرت سے، یہ حالات جو تم دنیا میں دیکھ رہے ہو یہ حالات اسی بڑے نے بنائے ہیں آخر میں کیا کہیں اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ'' ایک دن وہ بڑا اپنی بڑائی کو تولے پر لائیں گے کوئی بھی نہ رہے گا وہ اکیلا رہ جائے گا، یہ یقین بنانا ہے، سب کی بڑائی دل سے نکل جائے میرا تو بہت بڑا زمیندارہ ہے میں کیسے جاؤں، شیطان کہیں کہ تو اس زمیندارہ کو بڑا کہہ رہا ہے، ساتوں زمین وآسمان بھی بڑے نہیں تو اس صدر، وزیر کو بڑا کہہ رہا ہے، یہاں تو وہ ملک الموت بھی بڑا نہیں جو ان سب کی جان ایک وقت میں نکال لے لوگوں کو بڑا کہہ رہا ہے، یہاں تو اسرافیل بھی بڑا نہیں، اپنے جتنے مسئلے ہیں، (ان کے) چاروں طرف سلسلے جا رہے ہیں، جب (ایک) سلسلہ کو دیکھنا شروع کرو گے بڑا لمبا چوڑا دکھائی دے گا نوکروں میں آقاؤں میں جاؤ خارجہ میں داخلہ میں جاؤ بڑا سلسلہ ہے۔ زمین وآسمان خود ہی چھوٹے ہیں، (اسی طرح) ان کے اندر کے سارے سلسلے چھوٹے ہیں اپنی محنت سے یقین موڑنا ہے۔ ساتوں زمین وآسمان

سے یقین موڑنا ہے۔ اللہ کی بڑائی دل میں بٹھلاؤ، ہمیں اللہ اکبر، لا اله الا الله، سبحان الله، الحمد لله آ جائے۔ (بس) ایک کی بڑائی دل میں بیٹھ جائے (باقی) اور (سب) چھوٹے، اللہ کے علاوہ سے ہوتا نہیں اللہ اکبر جب آیا جب جو چیز سامنے آئی، بہت بڑی کوٹھی (دیکھی) تو کہہ زمین و آسمان بھی بڑا نہیں کوٹھی سے کیا ہوگا، سبحان اللہ میرا خدا عاجز ہونے سے پاک ہے ضعف سے ہر نامناسب سے پاک ہے اللہ پاک ہے اس سے کہ پیسے کا، مکان کا پابند ہو، جو کچھ تو نے نبی میں دیکھا (اس کی تعریف کی) اس کی تعریف خدا کی طرف لوٹے گی، نبی میں جو کچھ نظر آتا ہے خدا نے رکھا ہے، حفاظت تیرے مکان سے نہیں ہوئی، اس کی تعریف اللہ کی طرف جائے گی، سارے قرآن کا خلاصہ ہے کلمہ سوم، اللہ کی بڑائی کا بیان ہے قرآن میں، نبی بہت چھوٹے ہیں، اللہ بہت بڑے ہیں محمد ﷺ میں جو تم ہدایت دیکھتے ہو وہ ہدایت محمد ﷺ نے نہیں دی ہے، خدا نے رکھی ہے برزخ میں دیکھنا کیا کیا کرے گا، حشر میں دیکھنا کیا کیا کرے گا، جنت میں دوزخ میں دیکھنا کیا کیا کرے گا، ابھی کیا دیکھا ہے، (اندھیرے) بھونرے میں ہو، خدا کی قدرت کے تماشے اور شکلیں دیکھنا آگے کیا کیا آئیں گی، اب یقین دیکھنا یقین کے بنانے کے واسطے عمل دیئے گئے ہیں، عملوں میں مقابلہ چیز کا رکھ دیا گیا، مقابلہ کے درجات رکھ دیئے گئے، نماز مقابلہ ہے کمائیوں سے، گھریلو کاموں سے، معاشرت کے کاموں سے روزہ حج بھی، مقابلہ ہے خدا کے راستہ کی نقل و حرکت، ایمان کی، دین کی محنت بھی مقابلہ ہے، دنیا کے جو رائج نظام میں نقشے ہیں یہ پانچوں چیزیں مقابلہ ہیں ان سے نکل کر، جتنا انسان ان پانچ کے لئے نقشوں سے نکلے گا اتنا ایمان آئے گا، جس درجہ کا مقابلہ کرو گے اتنا ایمان تمہارا قوی ہوگا، ایک آدمی نماز کے واسطے پندرہ منٹ لگائے، مقابلہ کیا پندرہ منٹ، روزہ رکھ کر سارے کام کرتا رہا، یہ مقابلہ بہت چھوٹے درجہ میں ہے، ہوائی جہاز سے ۱۵/دن میں حج کر کے آگیا، پندہ دن کا مقابلہ رہا، زکوٰۃ کے لئے ۲۵۰/روپئے دے گے کہیں لگا دینا، تھوڑی مقدار میں مقابلہ ہوا، ایمان تھوڑا سا آئے گا ایک مقابلہ ہوگا مالہ ماعلیہ، سیکھنے کے واسطے پورا وقت دیا، حج کی معلومات کیں، غیبت چھوڑ، جھوٹ چھوڑ، گالی بکنا ختم کر، ایثار کی عادت ڈال، نماز کی تعلیم کی، ذکر کی مشق کر، جنت کا تصور باندھنے کی مشق کر، حج کا علم حاصل کرنے کی مشق کر، دو چار ماہ پہلے سے تیاری میں وقت لگایا، چار ماہ حج میں لگائے، اب مقابلہ بن گیا، صرف حج کرنے سے مقابلہ نہ بنا، ساری چیزیں معلوم کرنے میں اور پھر ان پر عمل کرنے میں وقت لگے گا، قصور معاف کرائے غیبت معاف کرائی، نماز پر وقت لگایا، نفع نقصانات سیکھے، سود چھوڑے گا، غیبت چھوڑے گا تو نماز قبول ہوگی، کسی نماز کو دو گھنٹے کسی نماز کو ڈھائی گھنٹے دیدے جتنا نماز کی محنت پر آتا چلا گیا، ایمان پڑھتا چلا گیا، خدا کی بڑائی دل میں بیٹھے گی نماز کی محنت میں وقت زیادہ لگے گا،

نماز کے بارے میں بیٹھ کر سننا اور یقین کو اس کے مطابق بنا، سب سے بڑا مقابلہ تبلیغ سے بنتا ہے، حج کا وقت مقرر، رمضان کا وقت مقرر ہے، نماز کا وقت مقرر پہلے سے انتظام کرے گا، اچانک مقابلہ آ کر پڑے گا، جس کی پہلے سے کچھ خبر نہیں وہ ہے تبلیغ والا مقابلہ، حج کے اعتبار سے ترتیب لگالے گا، اصل مقابلہ جو آ کر پڑے گا (کہا جائے گا کہ) تبلیغ میں چل اصل میں اللہ ہمیں پالنے والے ہیں، سارے انتظام جس میں ٹوٹیں گے، ادھر بچہ بیمار ہو رہا ہے، چھت میں سوراخ ہو رہا ہے، دیوار ٹوٹ رہی ہے، جماعت بن گئی ہے اس کا سنبھالنے والا کوئی نہیں، تو چلا جا، یہ اس طرح کہے گا، تبلیغ تو ہو جائے ایمان نہ آئے، اس طرح کہہ دے کہ کل کو چلا جاؤں گا تو کعبؓ جیسا حال بن جائے گا، وہ تو بدر جیسا حال بنا دیں گے، اچانک لا کر بات ڈالیں گے۔

منشی جی میرا تو بیونت نہیں، میری تو طبیعت خراب ہو رہی ہے، اب ایمان نہ پیدا ہوگا، اگر کمانے والا ہے تو تو اور اگر کمانے والا نہیں ہے تو تیری ساخت پر زد پڑے گی، مقابلہ آئے گا، جب اللہ کی بات کان میں پڑ جائے تو کوئی چیز دیکھنے کی ہے نہیں، وہی کرنے والا ہے، میری ترکیب و تدبیر سے نہیں ہوتا، اللہ ہی پالتے ہیں، سواری نہیں تھی بغیر سواری کے چل دیئے، بے شک یہ بڑا اعتماد والا ہے، چیزوں پر زد پڑی، اللہ خوش ہوں گے، کائنات کے نقشے کے مقابلہ سے آئے گا ایمان یہ ہیں خارجی مقابلے خارجی مقابلہ کرنا آ جائے تو داخلی مقابلہ پڑے گا، اس کمائی میں سود نہ ہو، اس وقت سود پر ۵رہزار لیں تو پچاس ہزار بن جائیں گے، بغیر سود کے پانچ سو بنیں تو وہ لینے ہیں، پانچ ہزار پر لات مارنی ہے، مقابلہ پڑے گا، تھوڑی سی رشوت دیدوں تو دس بیگھ سے پچاس بیگھ بن جائیں، مجھے تو رشوت نہیں دینی اس واسطے کہ اللہ ناراض ہو جائیں گے، پیسے ہاتھ میں آ گئے تو پھر مقابلہ ہوگا کوٹھیاں یوں کہیں گی تو بھی ایسی ہی بنا، مجھے یہ سارے نقشے نہیں بنانے، مجھے حضرت محمد ﷺ کے اصولوں پر جان و مال کو خرچ کرنا ہے، چپہ چپہ پر مقابلہ ہے، پھر ایمان میں بھی کمال، اعمال میں بھی کمال رہتی دنیا تک عزت قائم رہی گی جب اللہ عزت دیں گے تو اللہ بہت بڑے ہیں، جب اللہ شہرت دیں گے تو اللہ بہت بڑے ہیں، حضرت محمد ﷺ کی عزت آج تک چل رہی ہے آخرت میں باقی رہنے والا نقشہ ہوگا اگر یہ راستہ سیکھنا ہے تو مقابلہ کے واسطے تیار ہو جاؤ، اپنی زندگی کے اندر اپنے ایمان سیکھنے کے لئے اپنے نقشے کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

سوئٹزر لینڈ کے دو سیاحوں سے گفتگو

عمومی بیان

منگل بعد نماز عصر ۱۷/ جولائی ۱۹۶۲ء مطابق ۱۳/ صفر ۱۳۸۲ھ

اس زمانہ میں چیزوں پر بہت زبردست محنت ہو رہی ہے اور باوجود انتہائی طرح کی چیزیں بن جانے کے انسانی حالات بدتر ہیں بہتر نہیں ہیں اور حالات کی بدتری یہ ہے کہ انسان جتنے قسم کے طبقات ہیں بڑے اور چھوٹے حکومت کے مالداری کے سب اپنے اپنے نقشوں میں اپنے کو پریشان پا رہے ہیں اپنے کو الجھا ہوا دیکھ رہے ہیں اور جو کچھ وہ کرنا چاہ رہے ہیں ناکام دیکھ رہے ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ انسان کا اس وقت دنیا میں محنت کا جو رخ ہے وہ چیزوں کے بنانے کی طرف ہے اور یہی وہ اپنا مقصد سمجھتا ہے کہ میرے سے دنیا میں کچھ چیزیں بن جائیں انسان اپنا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں سمجھتا کہ اس کی دنیا کی محنت سے دنیا میں کچھ چیزوں کا اضافہ ہو جائے انسان کے اسی نکتہ نے باوجود انتہائی چیزوں کی کثرت کے اس کو پریشانی کے اندر مبتلا کر دیا ہے، چیزوں کیلئے حق تعالیٰ شانہ نے انسان کو نہیں بنایا بلکہ چیزوں کے بننے کیلئے آسمان و زمین کی مشین تیار کی ہے، جتنی چیزیں بنتی ہیں اسی مشین سے بنتی ہیں انسان کو عمل کی مشین بنایا ہے انسانوں کو حق تعالیٰ شانہ نے جو مقصد تجویز کیا ہے وہ اپنے عمل کو ٹھیک کرنے کی محنت ہے اور اس کو یہ بتلایا کہ دنیا میں مشغول کرتے ہیں انسان کے اندر اللہ پاک نے جانور والا حصہ بھی رکھا ہے اور انسان کے اندر باقی جانوروں کے علاوہ باعتبار انسان ہونے کے عمل کے کچھ دوسرے پہلو بھی رکھتے ہیں، اگر انسان اپنے عمل کے دوسرے پہلو کو نہ پہچانے اور دوسرے جانوروں کی طرح اپنے آپ کو استعمال کرے تو یہ انسانی مقام سے گرتا ہے اور پریشانیوں میں مبتلا ہوتا ہے اب اگر وہ چیزیں غور کی جائیں جو انسان کرتا ہے اور جانوروں میں پائی جا رہی ہیں تو بہت سی نکلیں گی سارے جانور روز غذا مہیا ہونے کیلئے محنت کرتے ہیں مہیا ہونے کے بعد کھاتے ہیں، بہت سے جانور

اپنے بچوں کو اور مادہ کو لا کر کھلاتے ہیں، بہت سے جانور درختوں کے اندر یا ہوادار جگہوں کے اندر ہوادار مکان بناتے ہیں، بہت سے جانور زمینوں کے اندر مکانات بھی بناتے ہیں، بہت سے جانور اپنے بدن کی اور اپنے لباس کی صفائی بھی کرتے ہیں، جانور اپنی ماداؤں کے ساتھ صحبت کرتے ہیں، اپنے بچوں کے ساتھ کھیلتے اور سیاحت وتفریح بھی کرتے ہیں، سوتے بھی ہیں، اڑتے بھی ہیں، پانی میں بھی چلتے ہیں بعض جانور بعض جانوروں پر بڑا بننے کیلئے ہاتھ پیر مارتے ہیں، آپ نے دیکھا ہوگا کہ اگر ایک گھر کے اندر دس مرغی اور ایک مرغا رہتے ہوں اور ایک اور مرغا لاکر چھوڑ دیا جائے تو جولڑائی ہوگی، ایک غالب ہو جاتا ہے ایک مغلوب ہو جاتا ہے اگر انسانی زندگی کا محور اتنا ہی ہو جتنا سارے جانوروں کا، میں نے بتایا تو پھر خدا کے ہاں اس کا شمار انسانوں کا نہیں بلکہ جانوروں کی طرح ہے ایسے انسانوں کو حق تعالیٰ شانہ اپنی کتاب پاک میں جانوروں ہی کی طرح قرار دیتے ہیں بلکہ بدتر قرار دیتے ہیں ایسے ہی انسان اپنی تاریخ میں یہ تلاش کرتے ہیں کہ ہم پہلے جانور تھے انسان بنتے بنتے بن گئے، اپنی بدعملی کی وجہ سے جانور ہی خدا کے ہاں قرار پا گئے، دوسرا رخ جس کیلئے انسان کو بنایا گیا ہے انسان اپنی جان و مال سے دوسرے انسانوں کے تقاضے پورا کرنے والا بنے اپنی جان میں سے اپنے مال میں سے دوسرے انسانوں کی زندگی بنانے کیلئے حصے نکالے اپنے کھانے میں سے نکالے بے کھانے والوں کو کھلائے اپنی بیوی کے خرچوں میں سے نکالے اور دوسری حاجتمند اور ضرورتمند پریشان حال عورتوں پر خرچ کرے، اپنے بچوں کی ضرورتوں میں سے پیسے بچائے اور دوسرے نادان پریشان حال بچوں کو تلاش کر کے ان پر پیسہ خرچ کرے، اپنے مکان ولباس کی دلچسپیوں میں سے پیسہ بچائے اور دوسرے انسانوں کی زندگی کے اندر ہاتھ بٹانے کے طور پر پیسہ خرچ کرے، جان و مال کا جتنا حصہ خدا نے دے دیا اس کو خالی اپنا نہ سمجھے بلکہ جتنا اپنے اوپر خرچ کرنے کو بتلایا اتنا اپنے پر اور جتنا دوسروں پر خرچ کرنے کو بتلایا اتنا دوسروں پر خرچ کرے، جب انسانوں میں سے ہر ہر انسان اپنی جان و مال کو اپنے پر خرچ کرتا ہے اور دوسرے کی جان و مال میں سے اپنے لئے نفع کھینچتا ہے تو تفرقہ قائم ہوتا ہے زبانوں مذاہب ملکوں کے اعتبار سے لڑتے ہیں جو کچھ ہاتھ میں آجائے وہ لڑائیوں پر خرچ ہوتا ہے مصیبتیں اٹھاتے ہیں محبت کے مناظر ان کے سامنے نہیں آتے اور کوئی ان کو پیار کرنے والا نہیں ہوتا اس زندگی میں جب کوئی وزیر مرتا ہے تو ممبر خوشیاں مناتے ہیں کہ اب وزارت ملے گی، ممبروں میں سے کوئی مرے تو نیچے والے خوشیاں مناتے ہیں، مالدار مرتے ہیں تو ان کے نیچے والے خوشیاں مناتے ہیں کہ مالدار مر گیا، اب مال ہمارے ہاتھ میں آئے گا، رسم پرستی کے سوگ مناتے ہیں اور مجلسوں میں خوشیاں

منائی جاتی ہے (لوگ) نقلی رونا روتے ہیں اور (اندر سے) ان کے دل ہنستے ہیں، دوسری وہ زندگی ہے جس میں انسان اپنے مقام کو حاصل کرے، دوسروں کی زندگیاں بنانے پر، جان کو بھی مال کو بھی خرچ کرے تو اس سے انسانی زندگیوں کے اندر محبتیں قائم ہوتی ہیں، ایسا انسان جو اپنے جان ومال سے انسانی زندگی میں کام آتا ہو ایسے انسان کے مرنے کو لوگ پسند نہیں کرتے دل سے روتے ہیں اور اس کیلئے جان ومال خرچ کرنے کو تیار ہوتے ہیں، اسی عملی بنیاد پر انصاف رحم، سخاوت زندہ ہوتی ہے، سارے کمالات انسانی اسی سے نکلتے ہیں، جب انسان اس زندگی کے طریقوں کو حاصل کرتا ہے محنت کرکے تو خوش ہو کر اللہ رب العزت بھی حالات انسانیہ کو بہتر بناتے ہیں برکت، راحت، وسعت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پریشانیاں، بلائیں روک دی جاتی ہیں وہ جو عام جانوروں کی زندگی ہے اس پر چلنے کیلئے انسان کو کچھ نہیں کرنا پڑتا، آنکھوں سے نقشے دکھائی دیتے ہیں اور اندر نقشوں کے جذبات بھرے ہوئے ہیں، دوسری زندگی کیلئے ریاضت ومجاہدہ کرنا پڑتا ہے، اپنے اندر کے تخریبی وتعمیری مادوں کو پہچاننے کی محنت کرنی پڑتی ہے اور تخریبی مادوں کو دبانے کی اور تعمیری مادوں کو ابھارنے کی محنت کرنی پڑتی ہے، اب آپ ہماری اس بات کو اچھی طرح غور کرلیں گے اور اس بات کو بھی جو ہم نے پہلے عرض کی تھی تو ہم انشاء اللہ آئندہ مجلس میں یہ بتائیں گے کہ تخریبی مادوں کو دبانے کیلئے اور تعمیر مادوں کو ابھارنے کیلئے کس طرح اور کس محنت کی ضرورت ہے۔

معاشرت: تم کسی قوم کے، کسی ملک کے، کسی وطن کے، کسی برادری کے بن کر زندگی مت گزارو تم ساری دنیا والوں کیلئے اللہ کے بن کر زندگی گزارو، تم نہ باپ کے ہو نہ ماں کے تم نہ بھائی کے ہو نہ بہن کے، اللہ جس کے پیر پکڑنے کو کہیں ان کے پیر پکڑ کر دکھاؤ، ہر مظلوم کی مدد کرو، اگر باپ نے کسی کو (ناحق) دو تھپڑ مارے تو مظلوم کا ساتھ دو، معاشرت بندگی پر آجائے، عصبیت اور نفسانیت سے ہٹ جائے۔

خدا کی قدرت اور اس کی عطا کے ضابطے بدلتے نہیں ہیں

عمومی بیان

جمعرات بعد نماز عشاء ۱۹/ جولائی ۱۹۶۲ء مطابق ۱۶/ صفر ۱۳۸۲ھ

جتنے بھی دنیا میں انسان ہیں سو فیصد کو اللہ نے جان دے رکھی ہے، بہت سوں کو مال بھی دے رکھا ہے، زیادہ یا کم، اللہ نے اس بات پر موقوف کر دیا کہ جو جان و مال کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ پر خرچ کر دے اللہ کی جانوں میں محبت ڈال دیں گے، جو جان و مال لگائے گا، اس کی بھی کامیابی اور جن پر لگایا جائے گا ان کی کامیابی، اس دنیا کی بھی کامیابی اور آخرت کی بھی کامیابی جان و مال کو صحیح طور پر خرچ کرنے کے راستے سے انسان بڑا بنے گا، لوگوں کے قلوب اس کی طرف کھنچے گے اور اگر وہاں نہ خرچ کرے جہاں اللہ نے بتایا ہے تو جانوں میں عداوتیں آئیں گی اور اقتصادیات کی تنگی آ جائے گی برکت جاتی رہے گی، جانور مر گئے، پڑوسی نے دعویٰ کر دیا، دکان میں آگ لگ گئی، آج بہت کماتے ہیں اور روتے ہیں کہ ہمارے پاس کچھ نہیں، روپے میں چودہ آنے حکومت کھینچ لیتی ہے صحابہ کرامؓ نے اپنے آپ کو اس پر ڈال دیا کہ جان جہاں خرچ کرنے کو بتلائی وہاں وہاں جان خرچ کی، خواہش کے خلاف کیا، اسی طرح مال میں بھی کر کے دکھایا، آج تک ان کی محبتیں باقی ہیں، دنیا کا اکثر حصہ ان سے محبت کرتا ہے اگر چہ یہود و نصاریٰ کی بہت کوشش ہے کہ ان پر اعتراضات کھڑے ہو جائیں، ان کو چودھویں صدی تک کے آدمی چاہ رہے ہیں، ہم کو ہمارے زمانے کے نہیں چاہ رہے، ہم نے بھی خدا کو مانا نبی کو مانا انہوں نے مانتے ہی جان و مال کے خرچ کی ترتیب بدل دی، خواہش کا محور بہت چھوٹا ہے، مال گھر پر خرچ ہو، کپڑے، سواری، بیگم، بچے ایسے ہوں، خواہش کا دائرہ بہت چھوٹا ہے، ایک دکان ایک گھر جان و مال کے خرچ کا دائرہ یہی ہے، دوسرا دائرہ وہ ہے جو لمبا چوڑا قرآن مجید نے قائم کیا ہے، ایمانیات کے سننے میں اپنی جان خرچ کرو، عبادات میں خدمت خلق میں جان لگاؤ، کمائی میں بھی جان لگاؤ، اپنے گھر کے کام میں بھی جان لگاؤ، خدا کے راستے کی نقل و حرکت میں حوصلہ سے پیسہ خرچ کرو، جہاں

دین سکھانے جاؤ خود کھاؤ، جو آئیں ان کو کھلاؤ، حاجتمندوں، ضرورت مندوں کو بیواؤں، مسکینوں کو تلاش کرو، اپنے گھر پر بھی اپنے کاروبار میں بھی لگاؤ، پیسے کی اس طرح تقسیم کریں گے تو ایسے مکان نہ بنائیں گے ایسے کھانے نہ کھائیں گے، ہماری زندگی سو سے پچیس پر آجائے (اور ہماری محنت اور قربانیوں سے) ملک کی زندگی صفر سے پچیس پر آجائے (تو ان میں ہماری محبت اس طرح آجائے گی کہ) ہم کو (ذراسی) چوٹ لگے گی اور (وہ فوراً ہماری) مدد کو دوڑیں گے، تم کو دیکھ لیا، تم دوسروں کی زندگی بنانے کو اپنا کام نہیں سمجھتے تو پھر خدا اوروں سے لے کر تم کو کیوں دیں پہلوں کو اس لئے دیتے تھے کہ وہ دوسروں پر لگاتے تھے اور تم اپنے پر لگاتے ہو، ایک ایک موقع پر ایک ایک آدمی نے ۱۰/۱۰ ہزار آدمیوں کا خرچ اٹھایا ہے جیسے حضرت عثمانؓ ایک ایک موقع پر ایک ایک آدمی نے چھ چھ سو من کھجوریں دی ہیں، کسی نے پورا پورا اور کسی نے آدھا آدھا مال دیا ہے کوئی دن ایسا نہیں تھا کہ مدینہ میں سو پچاس آدمی آتے ہوں، روزانہ سعد بن عبادہؓ اسی آدمیوں کو مہمان لے جایا کرتے تھے، دعوت میں خرچ تعلیم کیلئے آنے والوں کو کھلانا جاتے ہوئے ہدئے دینا، اگر چھڑی بھی لے لی تو آپ نے فرمایا کہ تو نے دوزخ کی آگ لی ہے۔ احناف کیمتقدمین کا مذہب یہ ہے کہ دین سکھانے پر پیسہ لینا حرام ہے امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن جنبلؒ کے نزدیک جائز ہے متاخرین نے فتویٰ دیا کہ علم دین کے بقا کی صورت یہ ہے کہ ان کے سکھانے والوں کو پیسہ دیا جائے، جو ایسا (صحابہؓ جیسا) گروہ تیار ہو جائے تو حق ہے کہ خدا سب دنیا سے مال سمیٹ کر ان کے پیروں میں ڈال دے، خدا کی قدرت اور خدا کی دہش کے ضابطے بدلے نہیں ہیں، تجربہ کر کے دیکھ لو، اس وقت یہ بیان چل رہا ہے کہ صحابہ کرامؓ میں نقدی تقسیم کرنے کا کتنا رواج تھا، یہ تو طے کر لیا تھا کہ مکان جیسا حضور ﷺ کا تھا، (اپنا بھی) ویسا ہی رکھنا ہے، جیسا حضور ﷺ کا لباس تھا ویسا ہی (اپنا) لباس رکھنا ہے جیسے آپ نے کھایا ویسے ہی کھائیں گے اب خرچ کہاں کریں؟ قرآن اور حدیث سے پوچھ رہے ہیں جہاں کرنے کو بتایا جا رہا ہے وہاں خرچ کر رہے ہیں حضرت عمرؓ کے یہاں روزانہ بیت المال کو صاف کر کے جھاڑو دے دی جاتی تھی، گورنر بھی ایسے تھے پبلک بھی ایسی تھی، یہ تو سب کو اچھا لگے ہے کہ ہم ہوتے تو ہم کو بھی ملتا، یہ نہیں سوچتے کہ ہم کو حوصلہ ملے تو ہم بھی خرچ کرنے والے بنیں، ابو عبیدہؓ معاذ بن جبلؓ کے قصے چل رہے ہیں۔

جماعت میں یورپ کے ملکوں میں جاؤ

عمومی بیان

سنیچر بعد نماز فجر ۲۱/جولائی ۱۹۶۲ء مطابق ۱۷/صفر ۱۳۸۲ھ

دوسرا راستہ وہ ہے کہ اس میں کامیابیاں دکھائی بالکل نہیں دیتیں، لیکن اس راستہ میں انسان اگر اپنے آپ کو محنت پر ڈال دے تو تھوڑی سی پریشانیوں کے بعد آدمی کامیاب ہوتا چلا جاتا ہے اور مرے تو جنت میں پہنچا دیا جاتا ہے ان دوراستوں کو ہر رکعت میں دعا کے طور پر کہلواتے ہیں، اے اللہ انعام کے راستے کی ہدایت نصیب فرما، اس راستہ کو ہمارے دل میں نہ ڈال جن پر غضب ہوا اور جو بھٹک گئے، جن پر تو نے انعامات کئے، ان کے راستہ پر ڈال، یہ ایک دعا ہے قرآن وحدیث کے اندر سینکڑوں، ہزاروں دعائیں ہیں، تمہارے ذمہ ایک بھی متعین طور پر فرض یا واجب نہیں ہے یہ دعا ائمہ ثلاثہ کے نزدیک فرض ہے، احناف کے نزدیک واجب ہے لیکن لفظوں کو پہچاننے کے واسطے کچھ نیتوں کو بھی دخل ہوتا ہے کچھ محنت بھی کرنی پڑتی ہے، ہر آدمی روزانہ چالیس پچاس دفعہ پڑھتا ہے کبھی سمجھ میں نہیں آیا، ہدایت وضلالت دو کیفیتیں ہیں، جو انسانوں کے دلوں میں ڈالی جاتی ہیں اندھیرا اور چاندنا دنیا میں ڈالا جاتا ہے، اندھیرے میں سیڑھی یا کنواں دکھائی نہیں دیتا، پھول آرہا ہے یا پتھر آرہا ہے اندھیرے میں نہیں دکھائی دیتا، ضلالت، یوں سمجھ دل کا وہ اندھیرا ہے جس میں آدمی کو کچھ نہ دکھائی دے، لکڑی پر ڈالا ہاتھ، سانپ پر پڑا، اس نے کاٹ لیا، تریاق؟ زہر اٹھا کر کھالیا، ضلالت دلوں کے اندھیر کا ایک نام ہے، اس میں نفع نقصان دکھائی نہیں دیتا، نفع تجویز کرتے ہیں، نقصان میں مبتلا ہوتے ہیں اگر توفیق خدا دیں دلوں کا نور حاصل ہو جائے تو پتہ چلتا ہے، قاتل دکھائی دیتا اس سے بچتا ہے دوست دکھائی دیتا ہے اس کی طرف بڑھتا ہے، محنت اندھیرے میں زیادہ کرنی پڑتی ہے، ہدایت اور ضلالت من جانب اللہ خدا کی طرف سے ڈالی جاتی ہے، اللہ نے دو محنتیں رکھی ہیں، ضلالت والی محنت، ہدایت والی محنت، ضلالت والی محنت ہوگی، خدا دلوں کو اندھیر سے بھر دیں گے، دو محنتیں ہیں، ایک محنت اللہ نے

بتلا دی، دوسری کو اس سے سمجھ جاؤ، پہلے اللہ نے حقیقت بیان کی، دعا بعد میں منگوائی الحمدالله رب العالمين، تربیت کرنے والے اللہ ہیں، اندھیر کیا ہے ہمارے مسئلے مال سے متعلق ہیں یا ملک سے متعلق ہیں، اللہ رب العزت بیمار کرنے والے، تندرست کرنے والے، خوفزدہ کرنے والے، مطمئن کرنے والے جو کچھ تمہیں زمینوں، زمینداروں، غلوں، فوج، ڈاکٹر، قزاق، قاتل میں جہاں کہیں سے ہوتا دکھائی دے رہا ہے، وہ سارا سلسلہ اللہ سے چل رہا ہے، اللہ کر رہے ہیں، ضلالت آپ کو وہ بات جو اللہ سے ہے وہ وزیر سے دکھائے گی، فوج یوں کر دے گی، کھیتی یوں کر دے گی، غیر اللہ میں اگر اپنے مسئلے دکھائی دے رہے ہیں تو یہ گویا علامت ہے اس کی کہ دل میں اندھیر ہے، اگر یہ دکھائی دے رہا ہے کہ مسئلہ اللہ سے ہوگا، یہ دل کا وجدان ہے تو یہ دل کا نور ہے، غیر اللہ کا وجدان ہوا ہے تو ضلالت ہے اور اللہ کا وجدان ہوا ہے تو حمایت ہے، ایک ضلالت و ہدایت اور ہے جو دینداروں کو لگے ہے، ہاں سب کرتے بالکل اللہ ہی ہیں، سبب بھی تو ہو، کچھ کرنا بھی تو پڑے گا، پیسے پر، عہدوں پر، زمین و آسمان پر کرنا دکھائی دے، اب راستہ کی قسم کی ضلالت ہے اگر دل میں یہ آوے کہ ہم اللہ کا کہا مانیں گے، اللہ سے مانگیں گے، "اياك نعبد واياك نستعين" اللہ سے بلندی، اللہ سے عروج، صحت، عزت لینے کا طریقہ، جو تو کہے گا وہ کریں گے، جو ہمارا مسئلہ ہوگا وہ دعا میں تیرے سامنے رکھیں گے، نہ عہدے نہ چیزیں، نہ مکان، راستہ ہے حکموں پر زندگی ڈال دو ہاتھ پھیلا کر اس سے مانگ لو، "ان الله لا يغيروا" اگر دل میں یہ بیٹھ گئی کہ ہم نے عمل صحیح کر لئے تو اللہ سے مانگیں گے اللہ دیں گے خدا سے مانگتے رہیں گے کہ اے اللہ ہم تو محنت میں لگ گئے تو دل کا نور دیدے، محنت مخلوق ہے، مخلوق سے وجود نہیں ہوتا، ہدایت وہ دیں گے، تم دعا مانگو گے، انسانی مسئلے ایک اجتماعی ہیں ایک انفرادی، ہدایت ایک اجتماعی ہے ایک انفرادی، محنت ایک اجتماعی ہے ایک انفرادی، وہ محنت کرو گے جو ایک فرد سے تعلق رکھتی ہے تو ہدایت ملے تو ہمیں وہ محنت کرنی پڑے گی جس پر ساری دنیا کو ہدایت ملے، ہم محنت فرد والی کر رہے ہیں اور سارے ہندوستان کی ہدایت کے لئے دعا مانگ رہے ہیں، فرق کیا ہوگا، ایک کو ہدایت مل گئی، زندگی کے عمل درست کر لئے، لیکن باقی کو ہدایت نہ ملی، اب ان پر جو کچھ آئے گا یہ فرد محفوظ رہے گا اس لئے آدمی کے اپنے مسائل کا حل بھی یہ ہے مجمع میں ہدایت آجائے، نہ فوج سے نہ ملک سے، نہ حکومت سے، نہ مال سے ہوگا، اللہ کے کرنے سے ہوگا اللہ میرے عمل کے صحیح ہونے پر سب کچھ دے رہا ہے، آپ کو یہ سارا عملوں میں دکھائی دے امر بالمعروف کرنے سے یہ فائدہ ہوگا، نہی عن المنکر کرنے سے یہ فائدہ ہوگا، زمین ڈوب گئی اس لئے کہ ہمارے ہاں شادیوں میں زیادتیاں ہوئیں، آفت آئی ہے اس لئے کہ زنا ہوا تھا، سائنس کی بھی تردید ٹھیک جواب دیدیئے تو کہا اگر صحیح جواب نہ دیتا تو میں

تیری دونوں آنکھیں نکال کر پھینک دیتا، ایمان کی دھجیاں بکھر جاتیں اگر حضرت علیؓ قدم روک دیتے، ہدایت نام کس کا ہے؟ جو کچھ دنیا چیز میں دیکھتی ہے وہ تم عمل میں دیکھو، فلاں عمل کروں گا، اللہ دشمن سے حفاظت کرے گا، ملک سے مال سے اپنا ذہن ہٹانا پڑے گا، عملوں کا ذہن بن کر نہیں دے گا، عمل کرتے ہوئے خدا سے رو رو کر مانگو، اے اللہ میں نے تو تو محنت کر لی، اب تو ہدایت دیدے پہلے چیزیں چھڑائیں، وضو کرایا، کعبہ کی طرف منہ کرایا، احکام میں لگایا، اب دعا مانگنے کو کہا، ایک عمل دیدیا اللہ نے اپنے سارے مسئلوں کے لئے، اس عمل پر یقین جماؤ، نماز سے ہوگا پریشانیوں سے بچا، روٹی کپڑے کا ملنا، حفاظت کا ملنا، گھریلو زندگی کا بننا، سیلاب کی روک تھام نماز سے ہوگی، قرض کی ادائیگی نماز سے ہوگی، ملک، وزارت، حکومت نماز سے ملے گی، تمام مسئلے نماز سے ہوں گے، نماز سے جب ہوں گے، جب تو نماز سے پہلے والی محنت بھی کرے، دروازہ کھل کر بند ہو جائے گا، اگر نماز کے بعد والی محنت نہ کی، اگر اس محنت کو اپنی ذات سے کروگے تو شخصی ہدایت آئے گی اور شخصی مسائل کا حل ہوگا، اجتماعی محنت کروگے، اجتماعی ہدایت آئے گی، اجتماعی مسائل کا حل ہوگا، محنت وہی ہوگی (یعنی) اجتماعی نوعیت کے لئے مجمع میں گھس کر محنت کرنی ہوگی، سب سے پہلے یقین بدلنے کی محنت، دنیا میں ایک یقین دیکھ کر پیدا ہوتا ہے، کھیتیاں جانور، سونا، چاندی، مکانات پولیس، فوج، عدالت، پارلیمنٹ، گورنر، حکام، عورتیں دیکھو گے اس دیکھنے سے یقین بنے گا، وہ یقین شرک ہے، ہدایت آجانے کے بعد دیکھو گے، جب نہیں، چیونٹی دیکھی، اس سے کیا ہو سکے، شیر دیکھا تو یقین ہوگا کہ پھاڑ ڈالے گا، مٹی دیکھو گے اس سے کیا ہوگا، سونا دیکھو گے اس سے سب کچھ ہوگا، ایک یقین سننے سے بنتا ہے اللہ کی ذات، صفات، بڑائی کو سنو، اللہ بڑے ہیں، اتنے بڑے کہ ان کی بڑائی کی حد نہیں، خدا نے کس طرح اس زمین و آسمان کو پیدا کیا، کیسے فرشتے پھیلا رکھے ہیں، کیسے اس کو توڑ کر پھینک دیں گے، قرآن، احادیث اور صحابہ کرامؓ کی صحیح تاریخ سنو گے، بیٹھ کر تو آئے گا یہ یقین، آج اس کا کوئی انتظام نہیں، پڑھے لکھوں کے لئے کوئی بھی انتظام نہیں، صرف ونحو، منطق وفلسفہ پڑھتے رہے، سات سال پڑھا، خدا کی قسم ایک چیز ایسی نہیں جس سے ایمان تیار ہو، آٹھویں سال میں دیکھیں تو فصاحت وبلاغت کو تلاش کرتے رہیں، مدرسہ میں مشکوٰۃ شریف واپس کر دی، کتاب الایمان کو پھر اٹھا کر نہ دیکھا، نویں سال کچھ ایمان پر مختلف فرق کی حدیثیں دیکھیں، اب نکل گئے، سات سال والی پڑھائی میں پڑھانے لگ گئے، اب روٹی کا کیسے انتظام ہو، کوئی شکل لے کر بیٹھ گئے، دیکھ کر جو یقین بنتا ہے وہ تیز ہوگیا، سن کر جو یقین آتا ہے وہ غائب ہوگیا، میں تو ہوائی جہاز کو دیکھ آیا، اس میں جو بدعملیاں کی جاتی ہیں، دیکھ کر خیال کرتا ہوں کہ اے اللہ اسے گرنا ہو تو پرے کو گرے، ہمارے ساتھی نیچے سے اوپر آتے رہے اور ہم اوپر سے نیچے جاتے رہے ہمارے

ساتھیوں نے فرسٹ کلاس کا ٹکٹ دلایا مجھے ساری رات نیند نہ آئی کہ اللہ ناراض ہو کر اس جہاز کو ڈبو دیں، وہاں ناچ گانا ہو رہا تھا اب بتاؤ، سن کر جو یقین بنتا تھا وہ غائب ہو رہا ہے جہاز تو چلے ہی یوں ہے اونٹ کی چال اس کے بعد سے جب تک جہاز پانی میں رہا، مجھے نیند نہ آئی، نیچے آ کر لیٹا تو نیند آئی، جنت، دوزخ، حشر، قبر کو اتنا سنو کہ سنتے سنتے دل میں اتر جائیں، یہ سب سے پہلی محنت ہے اگر ہدایت لینی ہے اور اعمال سے کامیابیوں پر پہنچنا ہے تو جنت کے اندر کے باغ و بہار اور دوزخ کے اندر کی تکلیفیں بیٹھ کر سنو، خلق عالم کو، تقدیر کو بیٹھ کر سنو، اتنا کہ سننے کا یقین تمہارے اندر آ جائے، اس یقین کو لینے کے لئے روز سننا پڑے گا، ان چیزوں کا یقین تیار ہو، دیکھنا گورنر کو جب ملے تھے، تو (اس کا) یقین آیا، ہمارا یقین ٹوٹا، یقین بنانے کے واسطے پھر بیٹھو، وضو جسم کی پاکی ہے، یقین دل کی پاکی ہے، ''ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں''، سو فیصد روزانہ یہ عمل مسجد میں بیٹھ کر کرتے تھے، دیکھنے والے یقین کے مقابلہ میں سننے والا یقین پیدا کرو سن سن کر، امریکہ کا یقین سننے سے بنا ہے، ساری دنیا کا یقین کچھ دیکھ کر بنا اور بہت سا یقین سن کر بنا، سن کر یقین بہت بڑی مقدار میں بنتا ہے، دیکھنے کی مقدار بہت چھوٹی ہے، دیکھ کر بھی وہی یقین بن رہا ہے اور سن کر بھی وہی یقین بن رہا ہے۔ وہ سنو جو اللہ، اللہ کے رسول ﷺ نے بتایا ہے، اس کو اتنا سنو کہ سنتے سنتے تمہارے دل کا یقین بدل جائے، دوسری محنت ہے کہ علم حاصل کرو، ایک علم سن کر ملتا ہے ایک علم دیکھ کر ملتا ہے، چیزوں کو آپ دیکھ کر جانیں گے، عملوں کو آپ سن کر جانیں گے چیزوں کا علم دیکھنے سے آتا ہے، مسجد میں بیٹھ کر دیکھنے والے علم کے مقابلہ کا علم حاصل کرو، جنت دوزخ کے تذکرے کریں گے کیا ہوگا، انصاف کرنے سے کیا کامیابیاں ملیں گی، کتابوں کو فضائل کو بیٹھ کر سنو، ساتھ کے ساتھ عمل کو بیٹھ کر سیکھو، نماز سے عزت حفاظت ملے گی، وہ علم لوگے جو سننے والا علم ہے تو تمہیں سب کچھ نماز میں دکھائی دے گا، آنکھ کا عمل ٹھیک ہو، سجدہ میں پیر صحیح طریقہ پر ہوں، قعدہ میں، قیام میں یوں ہاتھ رکھنے چاہئیں، اب ان سب کی اہمیت پیدا ہو جاوے گی، کیونکہ آپ کی نماز پر یوں ہوگا، اب علم پر محنت کرلو، جو کچھ آج تم نادانی، جہالت سے چیزوں میں جانتے ہو وہ عملوں میں جاننے لگو کتابوں میں سے سنتے سنتے اصل عمل نماز ہی ہے، چاہے کتنے ہی عمل کرلو، سب کا بندھن نماز ہی ہے، سارا دھیان قلعہ کی طرف ہو گیا ہے، گورنر ہاؤس کو دیکھ رہے ہو، نظام الدین گیا تھا، لال قلعہ دیکھا تھا، سب کا دھیان آ گیا، اس کا نام غفلت ہے جو دیکھ کر دھیان بنتا ہے، دیکھے تو دھیان اسی وقت ہو اور بعد میں جب سنے تو اس کا دھیان آ جائے، ایک دھیان آتا ہے مشق سے اللہ کا ذکر اتنا کرو، جو تم کو دیکھے تو خدا کا دھیان آئے، ذکر کو قلعہ کہا، جب کوئی حملہ کرے تو اس سے حفاظت، ارے یہ تو سارے حملہ کریں، حاکم کا وجود اس بات کا متقاضی ہے کہ اس کا دھیان آئے، تمہارے اندر

اللہ کا ذکر اس کا دھیان آنے سے روکے گا، کلکٹر سے بات ہو رہی ہے اس کو کلکٹر کا دھیان نہیں ذکر سے حفاظت ہو رہی ہے، صاف صاف کہے گا، اب نماز پڑھو اس طرح کہ اس کا ایک ایک جز صحیح ہو، یقین ہو، ساتوں زمین و آسمان سے میری نماز بڑھیا ہے، ساتوں زمین و آسمان سے کچھ نہیں ہوتا، نماز پڑھ کر دعا مانگنے سے سب کچھ ہوتا ہے، اگر تم قرضہ کی ادائیگی مانگو گے قرضہ ادا ہوگا، مقدمہ میں کامیابی مانگو گے، کامیابی ملے گی، خالی نماز کی مشق سے نماز نہیں آئی، ان تین سے مشق اٹھاؤ تو نماز کی شکل جاندار بنے گی، مسجد میں بیٹھ کر ایمان کی مجلس میں بیٹھنے والے علم کے حلقوں میں بیٹھنے والے، ذکر کرنے والے بن جاؤ، اب دس پانچ منٹ کا قصہ ختم، اب گھنٹوں کی نماز ہوگئی، جب میری تسبیح ختم ہو جائے گی، تو آؤں گا، آج والی نماز نہ رہے گی، جس میں کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے، اب مشق ہوگی، خوب ایمان کی باتیں سنتے ہو، خوب تعلیم میں بیٹھتے ہو، خوب ذکر کرتے ہو، خوب نمازیں پڑھ کر رو رو کر مانگتے ہو، اے اللہ مجھے ہدایت دیدے حق تعالیٰ شانہٗ کسی بھی وقت تمہارے دلوں میں ایک دم روشنی پیدا کر دیں گے جب آدمی نے وضو شروع کر دیا، سارا نماز کا حساب بن گیا، مسجد میں نماز کے لئے جانے سے نماز کا حساب شروع ہو جاتا ہے جب کوئی مسئلہ آئے گا حضور ﷺ کی طرح مسجد میں جاؤ گے، لیڈروں کے آگے ہاتھ جوڑنا ختم، افسروں کی خوشامد کرنا ختم، رشوتیں کھلانا ختم اور سچی بات کہوں کہ بزرگوں کے پاس جا کر ان کو خدا کی طرح بنا کر پیر پکڑنا ختم، اب خدا نے تم کو ولایت کے راستہ پر ڈال دیا، وہ اسی راستہ سے بنے ہیں، ولایت کے راستہ پر چلتے ہوئے ان کا تمہارا تعلق سمندر والا ہے، عمل سے ملتا ہے، کمانے سے نہیں ملتا، اللہ دیتا ہے، زمین سے نہیں ملتا، اب زمین جو دبائی ہوئی تھی واپس کر رہا ہوں، ایمان سے، علم کی روشنی واپس کر رہا ہوں، جھوٹ بولتا ہے، جھوٹ ختم کر دے، دھوکہ ختم کر دے، زمین دیکھ کر مت چل، خدا کو دیکھ کر چل جونسی بھی کمائی ہو خدا کے یقین کے ساتھ چلاؤ اگر کمائی کو ایمان پر، علم خدا پر لے آیا تو خدا مجھے کمائی پر بھی دیں گے، ابھی تو میں کما نہیں رہا، کھو رہا ہوں پھر یہ کمائی مجھے آفتوں سے نکلوا دے گی۔

کمائی پر محنت کر کے بالکل یقین پر لائیے، اب اس کمائی کے اندر کے عمل ٹھیک ہوں، کمائی نماز کی شاخ بن گئی، جس طرح نماز پر ملے گا، کمائی کو نماز کی شکل پر لاؤ گے کمائی پر بھی ملے گا، اب ان چیزوں کو گھر میں لاؤ، اب پیسہ کو یقین پر، علم پر دھیان پر خرچ کرو، جو بیگم صاحبہ نے کہا، بیوی بچہ نے کہا، اپنے نفس نے کہا ویسے خرچ کرو، اگر میں نے خدا کے مطابق خرچ کیا تو لاکھوں ملیں گے، اللہ نے رسول ﷺ نے کہاں کہاں خرچ کرنا بتلایا ہے، بھوکوں، بیواؤں محتاجوں، ننگوں پر لگا، اپنے پر اور رشتہ داروں پر لگا، رشتہ داروں نے جھگڑا کر رکھا ہے پڑوسی نے لڑائی باندھ رکھی ہے، ڈھائی ہزار لگ گئے ڈھائی سو لگا دیتا وہ ڈھائی ہزار نہ خرچ کرنے پڑتے رشتہ داروں کے بارے میں

احکامات توڑے وہ دشمن ہو گئے، پڑوسی دشمن ہو گئے، اب تو دنیا میں کسی خاندان، قوم، قصبے، پارٹی کا بن کر مت چل، تجھے ایمان پر، خدا کے یقین پر اپنے کو استعمال کرنا ہے، دیکھ لے، ظالم کون ہے، مظلوم کون ہے اگر تیرا گاؤں غلطی کر رہا ہے تو دوسرے گاؤں والوں کی مدد کر، مسلم غیر مسلم کا مسئلہ ہے اگر مسلمان نے زمین دبائی غیر مسلم کی تمہیں جا کر عدالت میں کہنا فرض ہے کہ مسلمان ظالم ہے، غیر مسلم مظلوم ہے اندھے بن کر کسی کے ساتھ نہیں ہونا، میرا بیٹا، میری بیوی، میری ماں کوئی بات نہیں، مظلوم کی حمایت کرو اور ظالم سے جس وقت تک بدلہ نہ لے لو، اس وقت تک چین نہ آئے، اگر یہودی مظلوم ہے تو اس کا ساتھ دیں گے ہم تو خدا کے ہیں کیا پتہ اگر ہم نے پلٹنے والوں کا ساتھ دیدیا سارا گھر بگڑ جائے، ان ساری چیزوں کو اس طرح چلاؤ جس طرح بتایا، سارا مسئلہ نماز کے ساتھ ہے، علم کے اوپر، حق وصداقت پر معاشرت لاؤ، ان ساری چیزوں پر اپنے آپ کو لاؤ، جو تم پر ہاتھ ڈالے گا خدا اس کی زندگی بگاڑ کر دکھائیں گے اگر دل میں بیٹھ گئی تو ہدایت ہے، نہیں بیٹھی تو اندھیر ہے، اب چیزوں کے دنیا میں پھیلنے کے لئے تم دنیا میں پھیل گئے، کبھی اس علاقہ میں گئے کبھی اس علاقہ میں گئے، تو خدا کے ہاں تم ب قرار دیئے جاؤ گے؛ تین چلے تو دیدو پہلے تین چیزوں کی مشق کیجئے، پھر تین چلے دینا، دوسری تین چیزوں کو سیکھنے کے لئے پھر تین چلے دینا ملکوں کے اعتبار سے ترتیب سوچنے کے لئے پھر تین چلے دے دو ملکوں میں جانے کے لئے پہلے تین چلے تو ابھی دے سکتے ہو، پیدل چلو، پتے کھاؤ، اصلوں سے گزار لو تو پار نکل جاؤ اور دوسرا ابھی لگا لو تو اور پار اور تیسرا ابھی لگا لو تو اور پار نکل جاؤ، دوسری مرتبہ یوں کہیں کہ مدینہ جاؤ کیا پیدل چلے جائیں؟ نہیں سواری سے جاؤ، اب نماز پڑھ پڑھ کر مانگ رہے ہیں، اللہ نے پیسے دے دیئے چلے گئے، تیسری مرتبہ ممالک عربیہ میں جاؤ، چوتھی مرتبہ باہر یورپ کے ملکوں میں جاؤ، ان کی چیزوں پر تھوکنا، کاروں پر پیشاب کرنا اور کوٹھیوں پر پاخانہ کرنا آجائے تو یورپ تمہارے ہاتھوں پلٹا کھا جائے

پریشانیوں کی وجہ جان و مال کی تقسیم کی ترتیب کا بگڑ جانا ہے

عمومی بیان

سنیچر بعد نماز عشاء ۲۱ر جولائی ۱۹۶۲ء مطابق ۱۷ر صفر ۱۳۸۲ھ

(بعد عشاء حیاۃ الصحابہؓ کی تعلیم کے موقع پر)

ہر شخص کو خدا نے بنایا ہے ہر شخص کو مال خدا نے دیا ہے ہر شخص کیلئے چاہے بادشاہ، وزراء، حکام، سرمایہ دار، زمیندار، کاشتکار، مشائخ، مریدین ہوں خدا نے جان دی ہے، ہر شخص کو مال دیا ہے، فضل ہے خدا کا، اب آگے وہ فضل ہی رہے گا یا خدا کی پکڑ بنے گی، اگر جان کو صحیح خرچ کیا اور مال کو صحیح خرچ کیا تو تمام جانوں کے اندر اس کی محبت ڈال دیں گے اور مال میں برکت عطا کردیں گے۔ اور اگر خدا کی تقسیم جان و مال کے بارے میں چھوڑ دی، تو اللہ ناراض ہو کر جانوں میں سے اس کی محبتیں نکال دیں گے، اور مال چھین لیں گے جو شخص جہاں مال خرچ کر رہا ہے اللہ ہر شخص کو دیکھ رہے ہیں، اسی کے اعتبار سے حق تعالیٰ شانہ ہر شخص کے ساتھ معاملہ فرما رہے ہیں اور آئندہ بھی فرمائیں گے۔ جتنی اقتصادیات کی خرابی ہے اور جتنی زندگیوں کی پریشانی ہے اس کی وجہ جان و مال کے اوپر، بیوی بچوں کے اوپر خرچ کر دیا جائے یہ خواہش کا دائرہ ہے یہ ختم نہیں ہوتا جہاں پہنچتا ہے اس سے آگے بڑھتا ہے خواہش کبھی مکان کے اور غذا کے بارے میں نہیں رکے گی، خواہش جتنا پیسہ ہوگا اس سب کو انسان کی طرف کھینچے گی۔ مال کا مقصد صرف کمانا ہی رہ جائے تو پہلے مال داروں سے غریبوں سے مالداروں کی زندگی ٹوٹتی ہے پہلے اللہ دونوں فریقوں کو بگاڑتے ہیں اور آخرت میں دونوں کو جہنم میں ڈالیں گے۔ دوسرا راستہ وہ ہے جان کی تقسیم کرو، جو خدا کے ہاں بڑا کام ہے اس پر جان زیادہ لگاؤ، جو خدا کے ہاں چھوٹا کام ہے اس پر جان کم لگاؤ، ایمان کی دعوت پر تعلیم پر، ذکر پر، نماز پر جان لگاؤ، جن گھروں میں سودا سلف کی دقت ہے ایسے گھروں کو اپنے ذمہ لے لو، لانے والے تو ہیں لیکن پیسے نہیں، وہاں پیسے خرچ کرو، مکانوں میں قناعت اختیار کرو، جب تم نقل و حرکت کرو اور لوگوں کے پاس جاؤ تو وہاں

بھوکوں کو بھی کھلاؤ۔ حوصلہ کی بات یہ ہے کہ جب کھانا تم تیار کرو تو دس کی بجائے بیس کا پکاؤ اور بھوکوں کو کھلاؤ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سو اونٹ کھانے کے، سو اونٹ پر ساتھی اور سو اونٹ خالی راہ گیروں کیلئے اس طرح مال خرچ ہوگا۔ ایک روپئے والے سے زندگی چار آنے والے کی بنتی ہے حاکم محکوموں کی زندگی بناتے ہیں محکوم حاکم کی زندگی بناتے ہیں، ایک دوسرے کی زندگی بگاڑتے نہیں، ایک دوسرے کی زندگی بنا دیتے ہیں۔

پھر حق تعالیٰ شانہ دروازے کھول دیتے ہیں اس طرح اقتصادیات ٹھیک ہوتی ہے، مال کمانا اور جو آجائے اس سب کو اپنی حاجات پر لگا دینا اس سے اقتصادیات اور زیادہ بگڑتی ہیں، ہندوستان کا مسلمان رات دن کہتا ہے میرے پاس کچھ نہیں رہا، خدائے پاک کی قسم ہندوستان کے مسلمان کے پاس صحابہ کرامؓ سے کروڑوں گنا زیادہ ہے اپنی بدکرداری اور بدعملی کی وجہ سے رات دن کا رونا ہے اپنی رائیوں کو قربان کیا اپنی جانوں کو موڑا، اللہ پاک نے قیصر وکسریٰ کے خزانوں کو موڑ دیا، مسلمانوں کی طرف، جب مسلمان نے اپنی زندگی کا رخ موڑا تو پھر خدا نے ملک لینے شروع کئے، پھر افراد لینے شروع کئے، پھر حجاز و عراق و مصر کو سب کو غیروں کے ہاتھ میں دے دیا۔ آج کا نظام مسلمان کیلئے خدا کا عذاب ہے اب اس عذاب سے نکلنے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ اپنی جان و مال کی ترتیب کو بدلا جائے۔ یہ وہ زندگی ہے جس پر کسریٰ و قیصر کے خزانے ادھر سے ادھر منتقل ہوئے تھے آج کسریٰ و قیصر والی زندگی ہم گزار رہے ہیں۔

انصاف سیکھو، قوم کے ساتھ اندھے بن کر مت لگو

عمومی بیان

اتوار بعد نماز فجر ۲۲ رجولائی ۱۹۶۲ء مطابق ۱۸ رصفر ۱۳۸۲ھ

جتنے بھی لفظ ہیں وہ جز اور کل دونوں پر بولے جاتے ہیں۔ زمین، ایک بیگھ کو بھی کہیں گے اور سارے ملک کی زمین کو بھی زمین کہیں گے اور ساری دنیا کی زمین بھی زمین ہی ہوگی، ایک ذرہ بھی سونا، ایک اینٹ بھی سونا اور ساری دنیا میں جتنا سونا ہے وہ بھی سونا کہا جائے گا، اگر لفظ بولا جارہا ہے ایک بیگھہ پر تو نفع بھی ایک بیگھہ کے برابر ہوگا اور اگر لفظ بولا گیا ملک کے اعتبار سے یا دنیا کے اعتبار سے تو ان کے اعتبار سے فائدہ ہوگا۔ سونا بولا گیا ذرہ کیلئے تو اس کے اعتبار سے فائدہ ہوگا اور باعتبار پورے ملک کے سونا بولا گیا ہے تو اس کے اعتبار سے فائدہ ہوگا قرآن اور احادیث کی لائن میں دین کے راستے پر بھی جو الفاظ ہیں وہ جز وکل دونوں پر بولے جاتے ہیں۔ سارے لفظوں میں یہی بات چلے گی، جتنے بھی لفظ ہیں وہ حقیقتیں رکھتے ہیں جز کا فائدہ یہ ہوگا کبھی نہ کبھی مر مرا کر جنت مل جائے گی۔ فلانا بڑا دین دار ہے (یعنی) سارے بے نمازی تھے (اور یہ صرف) ایک دو ہی وقت کی نمازیں پڑھتا ہے سود، غصب، یہ کچھ اس میں ہے اور ایک آدمی کی ۲۴ گھنٹے کی ساری زندگی دین والی ہے اس کو بھی کہیں گے دین دار، اسے یہاں بھی اس کا دین مصیبتوں سے بچوائے گا اور وہاں کی مصیبتوں سے بھی بچوائے گا اور اگر جزوی دینداری ہوئی تو (جیسی پہلے والے آدمی کی ہے) یہاں مصیبتوں سے بچوائے گی نہ حشر میں (بس اتنا ہوگا کہ سب کچھ بھگتنے کے بعد) ایک دن جنت میں پہنچادے گی، تقویٰ جزء کے اعتبار سے بھی بولا جائے اور کل کے اعتبار سے بھی بولا جائے گا ہارون الرشید کو رات کو ایک آیت یاد آئی "وامامن خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوىٰ" اس کی نیند اڑ گئی علماء کو بلانا شروع کیا بات تو یہی ہے بادشاہ ڈرتا چلا گیا امام شافعیؒ کو بلایا بادشاہ یہ تو بتاؤ کبھی تم نے خوف کیا ہے؟ ہاں! کبھی اللہ کے ڈر سے خواہش چھوڑی ہے؟ ہاں! تم جنت میں جاؤ گے فکر نہ کرو، اللہ رب العزت نے بہت سارے احکامات

دیئے ہیں جس حکم کو پورا کر رہا ہے اس کے اعتبار سے کامیابی ملے گی اور جو احکامات چھوڑے گا اس کے اعتبار سے ناکامی، حکم چھوڑنے پر مصیبتیں آئیں گی، ہر حکم کے درجے ہیں جس درجہ تعمیل کرے گا (اسی درجہ) انعام ملے گا دنیا میں دین کہیں باقی ہے وہ جزء کے طور پر ہے کل کے طور پر نہیں ہے جزء کے طور پر تو دنیا میں نہیں ملتا آخرت میں ملتا ہے دین چھوڑنے کی سزائیں پہلے دیں گے (آج جتنے احکامات زندگی سے نکلے) آج جتنے احکامات زندگی میں سے نکلے ہوتے ہیں اللہ کے ہاں یہ پورے دیندار نہیں ہیں، اب دو راستے ہیں بجائے جزوی کے کلی محنت کرنے والے بنو، جتنے احکامات ہیں اور جتنے درجات ہیں ہم ان سب کو پورا کریں گے تو ہمارے مسائل کا حل ہوگا دنیا میں چین، عزت، سربلندی، قوت کیلئے ہے اور آخرت میں اعلیٰ درجات دلانے کیلئے ہے جو یہاں بھی چمکوائے گا اور وہاں بھی چمکوائے گا وہ پورے دین پر ہے "یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ" باوجود امریکہ روس کی ایجادات وایٹمی کے جو دین پر پورا آجائے گا اس کے سامنے تو کوئی نقشہ نہیں ٹھہر سکتا جو پورے دین والے نہ بنیں گے تو جو پاس ہے یہ بھی نہ رہے گا، آہستہ آہستہ سارے ملک کی زمینیں قومیائی جائیں گی، ساری دکانیں قومیائی جائیں گی تو صرف مزدور رہے گا، آج ہمارے پاس دین بہت تھوڑا ہے عالم کے پاس حاجی کے پاس بھی تھوڑا ہے اس وجہ سے ہماری مصیبتوں کا خاتمہ نہیں ہو رہا، کسی کے پاس اینٹ کے برابر کسی کے پاس پتھر کے برابر یا تو محنت کر کے پورے دین والے بنیں تو دنیا کے بھی سارے مسئلے حل ہوں گے اور آخرت کے بھی سارے مسئلے حل ہوں گے دنیا کی زندگی ان طریقوں سے بنائیں جو راستے آج چل رہے ہیں جتنا ہم دوسرے راستوں پر چلیں گے اور مسئلوں کا حل کرنا چاہا تو جتنا آج دین ہے اتنا سو دن کے بعد نہیں رہے گا۔ جتنا چار سو دن کے بعد ہے اتنا ہزاروں کے بعد نہیں رہے گا جس دن یہ مرے گا اس دن بالکل بے دین اور بے ایمان ہوگا جتنی بے دینی تھی اس پر اتنی ہی آفت آئی سود لیتا تھا غصب کرتا تھا جھگڑے کرتا تھا مصیبتیں آئیں مقدمہ میں پھنسا جھوٹے بیانات دیئے جھوٹے گواہ تیار کئے ظالم جابر حکام کے پاؤں پکڑے بے دینی اور بڑھ گئی جھوٹے بیان کے حصہ کی آفت آئے گی اور مصیبت بڑھے گی، بے دینی اور بڑھا دی اور چیزیں بڑھائے گا اور بے دینی بڑھے گی اور آفت آئے گی یہاں تک کہ دین کم ہوتا رہے گا اور آخر کار کافر ہو کر مر جائے گا، چاہے روٹی کپڑا نہ ملے مجھے دینداری آجائے، اگر مجھے پوری شریعت پر چلنا آگیا تو خدا میری دنیا بھی بنائیں گے اور آخرت بھی بنائیں گے، اس دنیا کے اندر دین کے راستہ سے زندگی بنائیں گے اور جب یہ مر جائے گا تو آخرت میں بھی پورے پورے انعامات پائے گا، دعوت کا، دین کی محنت کا

حق بھی پورا ہو، ذکر و دعا کے بھی احکامات پورے ہوں، جان کے خرچ کرنے کے اور مال کے خرچ کرنے کے جتنے احکامات ہیں ہر حکم اعلیٰ درجہ کے ساتھ پورا کرنا آجائے حق تعالیٰ شانہ ایک طرف دنیا کے نظام کو بدلیں گے جس نظام کے اندر ہم پریشان حال ہیں، ہمیں اس نظام میں خوشحال بنادیں گے، اگر ہم نے اپنے کو پورے دین پر ڈال دیا، اس زمانہ کے اندر ہمارا رواج دین سے پلنے کا نہیں ہے یہ بیماری دینداروں پڑھے لکھے لوگوں میں گھسی ہوئی ہے سمجھتے ہیں محنت سے پیسہ، پیسے سے چیزیں، چیزوں سے پلنا، زندگی تو پیسوں سے بنے گی اور پیسے اپنے ذریعوں سے ملیں گے ، یہاں سے بات بگڑی ہے ساری بات کا بگاڑ یہاں سے ہے پرورش کا ہونا، چیزوں سے، چیزوں کا ملنا پیسہ سے، اور پیسے کا ملنا متعارف طریقوں سے جب تک پیسہ نہ ملے گا چیزیں نہ ہوں گی تو حالات ٹھیک نہ ہوں گے ان ہی تخیلات باطلہ نے ہمارے دین کو برباد کر دیا دین تو وہ مخصوص طریقہ ہے جو اللہ سے فائدے حاصل کرنے کیلئے دیا گیا ہے حکومت پیسے، زمین و آسمان کے مقابلہ میں اللہ کی قدرت سے فائدے لینے کیلئے اللہ کو قدرت ہے، بغیر محنت کے مال دیدیں، دین وہ طریقہ ہے جس پر محنت کے بغیر پیسے ملیں اللہ کو قدرت ہے پیسے کے بغیر چیزیں دیدیں کھانے کے بغیر پیٹ بھر دیں پانی کے بغیر سیراب کر دیں اللہ کی قدرت پابند نہیں ہے نقشوں کی اور اللہ کی قدرت آزاد ہے نقشے پابند ہیں اللہ دن رات قدرت دکھا رہے ہیں بنے ہوئے کو توڑتے ہیں اور بے بنے کو بنا رہے ہیں انسان دونوں طرف دیکھے ادھر بنتا دیکھے ادھر ٹوٹتا دیکھے ادھر نقشوں کے اندر بنی ہوئی زندگی بگاڑ کر دکھا رہے ہیں کوئی یوں رو رہا ہے بچے بہت ہیں کھاویں کہاں سے کوئی یوں رو رہا ہے کہ چیزیں بہت ہیں بچہ کوئی بھی نہیں یہ سب اللہ اپنی قدرت کے مظاہرے کر رہے ہیں یہاں قدرت دکھائی ہے بتدریج، قیامت کے دن ایک دم اپنی قدرت دکھائیں گے یہاں دس بیس ہزار سال میں جتنے انسان بنے ہیں ایک حکم سے ان سارے انسانوں کو بنا کر کھڑا کر دیں گے ایک حکم سے سارے جانوروں کو کھڑا کر دیں گے دین کی بنیاد قدرت سے استفادہ ہے کائنات سے استفادہ نہیں ہے یقین یہ ہو نیت یہ ہو یہ بھی کر و یقین کرو اللہ رب العزت اس پر خوش ہو کر اپنی قدرت سے انتہائی خوبی سے پالیں گے پیسہ مکان ملک سامنے نہ رکھو جو تحت القدرت ہیں جس خدا کے بنانے سے زندگی بنتی ہے اس کو سامنے رکھو اس سے پلنے کا یقین کرو چیزوں کے ملنے کا مال کا محنت کے متعارف طریقوں سے یقین نہ کرو قدرت سے یقین کرو، جب کسی کی جڑ نہ رہے تو درخت کہاں سے آئے دین کی جو بنیاد ہے وہ یہ ہے، کھیتی سے نہ ملے گا، پیسہ سے چیز ملے گی، چیز سے زندگی بنے گی، خدا کی قدرت کو مقید کر دیا تو خدا کی حکمت کا تقاضہ ہے کہ دکھلائیں کہ میری قدرت مقید نہیں ہے

جس پیسہ سے سمجھتا تھا کہ چیزیں ملیں گی اس پیسے سے دکھائیں گے کہ چیزیں نہ ملیں گی۔ کل جس پیسے سے چیزیں مل جاتی تھیں آج اتنے پیسے میں چیزیں نہ ملیں گی کمائی بگاڑ دیں گے کمائی چلتی رہے پیسے کی بچت نہ ہو کر دے، چیزیں ہیں خوفزدہ بیمار ذلیل پریشان حال اللہ رب العزت ساری لائنوں میں جہاں جہاں اس نے خدا کی قدرت کو مقید قرار دیا چیزوں میں پرورش بگاڑ کر دکھلائیں گے اس نے اللہ رب العزت کے بارے میں وہ بول بولا جس سے خدا پاک ہیں اس سے کہ ان کا کوئی فعل کسی پر موقوف ہو، نبی تک پر ہدایت موقوف نہیں حضرت ابراہیمؑ کو ہدایت کیسے ملی بغیر نبی کے واسطے سے حضرت موسیٰؑ کو براہ راست آواز لگائی اللہ کا فعل ہدایت دینے کا جبرئیلؑ پر بھی موقوف نہیں "یفعل مایشاء ویحکم مایرید اذا راد الله شئی" آج جسے دیکھو پریشان ہے کہیں سکون میسر نہیں خدا کو یہ سکھانا ہے میں خدا ہوں، آزاد ہوں، میری قدرت سے یہ ہوتا ہے چیزوں سے نہیں ہوتا اگر سمجھ میں آجائے راستہ موڑ لیں، تو چمکا دوں پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ ہیں پالنے والے چیزوں سے نہیں پلتے قدرت سے پالتے ہیں اللہ حفیظ ہیں لال قلعہ سے حفاظت نہیں کرتے اپنی قدرت سے حفاظت کرتے ہیں انسانوں میں انسانوں کو اپنی قدرت سے پیدا کرتے ہیں اگر چاہیں ماؤں کے پیٹ اور باپ کی صحبت کے بغیر پیدا کر کے دکھادیں اللہ رب العزت کی صفات کا خلق کی صفات سے جوڑ نہیں ہے خدا کی صفات خدا کی صفات پر ہی لگیں گی مخلوقات پر نہیں لگیں گی خدا حفاظت کرتے ہیں لال قلعہ سے حفاظت کریں گے! پہلے پتھر تھا کسی کام کا نہ تھا ہم نے اس کے اندر شکل بنا کر مندر میں لے جا کر رکھ دیا، اب یہ خدا ہو گیا اب یہ بچہ بھی دیتا ہے جب شکل تھی نہیں جب تو اللہ کچھ نہ کرتے اب آپ نے ماشاء اللہ شکل بنائی، گھر میں پیسہ لے کر آئے، چیزیں سجا دیں، اللہ اب پالیں گے تو جو قدم اٹھاتا ہے خدا اٹھائیں گے تو اٹھے گا نہیں تو نہیں اٹھے گا ایک آدمی جا رہا ہے بھینس لینے جا رہا ہوں انشاء اللہ تو کہہ دے انشاء اللہ کی کیا بات، پیسے میرے پاس ہیں بھینس وہاں ہے اب واپس آرہا ہے جب پیسہ رہے جیب میں، تو پیسہ سے ہو گا جب پیسہ نہ رہے تو اللہ ہی سے ہو گا اب بھی ذہن میں بگاڑ ہے، ذہن کے اندر یہ ہے کہ اب میں وکیل کے پاس جاؤں گا وہی کو برکھاؤں گا اگر اللہ کو مجھ سے کوئی کام کرانا ہے تو مسئلہ میرا بنا دے، اللہ کہیں کہ مجھے تو کوئی کام نہیں کرانا انبیاء یقین لائے ہیں لا الہ الا اللہ جو شکل تمہارے پاس ہے ان سے نہیں ہوتا شکلوں کی طرف مت دوڑو، شکلیں بنانے کے چکر میں مت رہو اللہ سے فائدے حاصل کرنے کیلئے حضرت محمد ﷺ کے طریقوں پر عامل بن کر دکھلاؤ تمہاری کامیابی اتنی ہے جتنے تمہارے اندر حضرت محمد ﷺ کے عمل موجود ہیں اگر جزوی ہیں تو دنیا میں مصیبتوں میں رہو، مال آئے گا، بارش کی

طرح، دنیا کی قومیں نیچے آئیں گی شکلوں والی قومیں زمین کی طرح اور خدا کی رحمتیں آئیں گی ہواؤں کی طرح، پہلا کام ہے یقین بدلنے کی محنت کا یقین بدل دو، کھیتوں سے دکانوں سے ملازمتوں مزدوریوں سے کچھ نہیں ملتا، اللہ کے دینے سے ملتا ہے ایمان کے صحیح ہونے کی یقین کے درست ہونے کی محنت کروں گا جتنا یقین ٹھیک ہوگا اتنی بلندی ہوگی، اگر میرے ۲۴ گھنٹے کے عمل ٹھیک ہوگئے تو اللہ میرے لئے غیب سے دروازے کھولیں گے۔ جو تقوی والا بن جائے گا اللہ رب العزت ایسی جگہ سے مصائب کی خلاصی کریں گے جو وہم وگمان میں نہ ہو، دو یقین بدلے جائیں گے اللہ کے علاوہ سے کچھ نہیں ہوتا سب کچھ براہ راست اللہ سے ہوتا ہے، حضور ﷺ نے کیا فرمایا دیکھنا جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اللہ ہی سے مانگو اللہ سے مانگ کر یقین کرلو کہ اللہ وہاں ہی پہنچا دیں گے۔ بڑی بڑی حکومتوں سے لے کر چھوٹے چھوٹے جوتی کے تسموں تک سارے مسئلے اللہ سے متعلق ہیں ایک اللہ کا یقین لے لو اور سب کا نکال دو، پیٹ میں لقمہ اللہ کے ارادہ سے اترے گا اللہ ہنسا دیں گے، اللہ رلا دیں گے۔ "هو اضحك وابكى" اگر ہم نے حضرت محمد ﷺ والے عمل اختیار کیے تو اللہ ہمارے موافق کریں گے اور ان کے عملوں کو زندگی میں توڑا تو اللہ مخالف کریں گے، اس یقین کو پیدا کرنے کیلئے اللہ کی بڑائی کو بیٹھ کر سنو، زمینداروں نے بیس تیس سال سے یہ سنا ہے کہ کھیتی سے بیل سے یوں ہوتا ہے، آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کھیتی سے زندگی کو بنتے ہوئے اس کی بڑائی دل میں بیٹھ گئی، خدا کی بڑائی بیٹھی نہیں، کارخانوں کو بہت بڑا سنا، سارے غیر، زمین وآسمان مل کر اللہ کی بڑائی کے سامنے ذرے کی حیثیت نہیں بنتی، بچپن سے کان سن رہے ہیں یہ بہت بڑے وہ بہت بڑے پورے صوبہ کا گورنر، ڈپٹی صاحب، کلکٹر صاحب، تھانیدار صاحب سے بھی بڑا ہے، بڑا کہتے کہتے مالک بھی کہہ دیا، متصرف بھی کہہ دیا، بچپن سے ساری لائنوں میں بڑائیاں سنتے چلے آئے ہیں، زمین سے، گائے سے، بیل سے، بھینس سے سننا شروع کیا، مرغی بڑی قیمتی ہے، بیل بڑا قیمتی ہے، بڑے کا لفظ ایسا بولا گیا کہ چھوڑ کر نہ دیا، بڑا بڑا سنتے سنتے یہ ذہن میں بیٹھ گیا کہ بہت سے بڑے ہیں اور بڑے کے معنی یہ ہیں کہ اس سے کام بنے گا، اب یہ مولوی اس گورکھ دھندے سے نکلے، انہوں نے صرف ونحو سے شروع کیا ہزاروں لاکھوں کی بڑائیاں یہ بیٹھے بیٹھے سنتے رہے، آج کون آرہے ہیں؟ بہت بڑے وزیر اعظم آرہے ہیں یہ بڑائی تعارف کے طور پر تھی چھوٹوں کے مقابلہ بڑا بیٹا ہے صاحب اب تو میں بڑا ہوگیا ابا جی سے دو بدو بولنے لگے تو حماقت ہوگئی، (کیونکہ) باپ جنس بڑی ہے بیٹا جنس چھوٹی ہے، مخلوق جو جنس ہے وہ بہت چھوٹی ہے اب یہ جو کہا گیا کہ اللہ بڑے ہیں تو وہ ایسے بڑے ہیں کہ تمام فرشتے، ساتوں زمین وآسمان اس کی بڑائی کے مقابلہ

ہیں بہت چھوٹے ہیں سب کچھ وہی کرتا ہے اور کوئی کچھ نہیں کرتا وزراء نہیں کرتے، خدا کرتا ہے۔ ساری دنیا بھر کے وزراء چیونٹی کی سی یا پاخانے کی سی حیثیت نہیں رکھتے سب سے پہلے جو مشق رکھی گئی اللہ اکبر کی رکھی گئی دوسری مشق لاالہ الااللہ کی اور تیسری مشق محمد رسول اللہ کی، لوگوں کو خدا کی بڑائی کا پتہ نہیں ہے وزیر اعظم بہت بڑے ہیں میرے پاس لوہا ہوتو میں یوں کردوں، یا یوں سمجھے کہ خدا کے پاس بھی ایسی چیزیں ہوں گی تو پالیں گے۔ ارے وزیر تو، لوہا تو کچھ نہیں کرسکتا اور خدا ہر چیز کے بغیر سب کچھ کردیں گے۔ خدا سے ملنے کیلئے پہلا یقین اگر آدمی کے دل میں اللہ کے بڑائی ہے تو وہ اللہ کی بڑائی کو جانتا نہیں فلاں بہت بڑے تھے بڑائی کیا ان کی؟ وہ خدا کی بڑائی کو سمجھ گئے تھے سارے نبیوں کے جملے پڑھئے میرے خدا کا فضل مجھے جنت میں لے کر جائے گا۔ میرا عمل مجھے جنت میں نہ پہنچائے گا خدا کی رحمت مجھے پہنچائے گی ان کی بڑائی یہ ہے کہ کرنے والے کو پہچان کر اپنا نہ کرنا پہنچان لیا، اس واسطے خدا نے ان کی بڑائی ہمارے دلوں میں بٹھادی، اللہ سارے قرآن میں اس کو بتارہے ہیں اللہ کا غیر جنس چھوٹی ہے اللہ بڑے ہیں اپنی حقیقت کے اعتبار سے اللہ کا غیر چھوٹا ہے اپنے وجود اور حیثیت کے اعتبار سے لاالہ الااللہ، محنت سے نہیں ہوتا غلہ، مال سے نہیں ملتا چیزیں اور چیزوں سے نہیں پلتے، اس چولہے میں آگ نہیں ہے تو آگ کیلئے کیوں مر رہا ہے جہاں آدمی کو خود نہیں دکھائی دیا کرتا وہاں دیکھنے والے کی مانا کرتا ہے، حضرت محمد ﷺ نے اللہ کو دیکھا ہے دیکھنے والے کی مانو، محمد رسول اللہ ﷺ، دل بالکل ان ساری چیزوں سے موڑ لو بالکلیہ، اب دروبست اپنے دل ودماغ میں یہ بات بٹھالو، حضرت محمد ﷺ جس طرح کہیں گے بالکل اسی طرح چلیں گے، جتنے سائنسداں ہیں، اندھی بہری حکومتیں، اللہ سے فائدہ حاصل کرنے کے طریقے بالکل نہیں دکھائی دیتے، اپنے سے کائنات سے دکھائی دیتے ہیں تمہاری بنیاد ہوئی نہ تم میں کچھ نہ غیروں میں کچھ حضرت محمد ﷺ نے دیکھا ہے، وہی خدا کی ذات سے فائدے حاصل کرنے کے طریقے جانتے ہیں "حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح" سر سے لے کر پیر تک اپنے عملوں پر محنت کرو، دل پر محنت کرو باعتبار یقین کے، دھیان کے، اخلاص کے، سر سے لے کر پیر تک سارے اعضاء کا استعمال حضرت محمد ﷺ کے طریقہ پر آجائے، جہاں جہاں دنیا میں کھڑے ہوتے ہو، ہر عضو حضرت محمد ﷺ کے طریقہ پر آجائے، جہاں جھکتے ہو یا دیکھتے ہو یا بولتے ہو یا سنتے ہو یا ہاتھ اٹھاتے ہو، وہ بالکل حضرت محمد ﷺ کے طریقہ پر آجائے، اس میں تمہاری کامیابی، جہاں تمہارا کھڑا ہونا ہو اس کو حضرت محمد ﷺ کا عمل بناؤ، کمائی میں بھی عمل بنانے ہیں، گھریلو زندگی میں بھی عمل بنانے ہیں عدالتوں میں عمل بنانے ہیں یقین بناؤ اور عمل بناؤ تمہاری کامیابیاں اسی میں

ہیں، ۲۴ گھنٹے کی زندگی میں اٹھنے بیٹھنے کے، بولنے کے، لیٹنے کے جتنے بھی عمل تم کر رہے ہو سب جگہ عمل بناؤ، ہر عضو سے حضرت محمد ﷺ والا یقین بناؤ، اللہ والا "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" یہی تمہاری کامیابی کا ضابطہ ہے سمندروں میں ہو تو کامیاب، جہاز ٹوٹ جائے تو کامیاب، اگر کسی جزیرہ میں جا کر اتر جاؤ تو کامیاب، پیسہ کے اعتبار سے تمہارا عمل نہ رہے، کسی اور کی محبت کے اعتبار سے عمل نہ رہے، نہ بیوی کے ساتھ کی محبت بگاڑ لا سکتی ہو، اسی کے اعتبار سے تمہاری کامیابی ہے، سو فیصد عمل آگئے سو فیصد یقین بن گیا، دنیا میں بھی کامیاب وہاں بھی کامیاب ہونے کیلئے خود دین ہے خود اعمال ہیں، پیسہ نہیں ہے آج پوری زندگی پیسہ پر آگئی پیسہ انسانی ترکیب وتدبیت پر آگیا، دین بھی پیسہ پر آگیا، پیسہ ہوگا تو اللہ پر یقین کرے گا۔ ایسا زبردست بگاڑ پیدا ہوگیا جہاں علاج کو سوچے وہیں بگاڑ پیدا ہو، اللہ کی بڑائی بولوں گا، اللہ کی بڑائی سنوں گا توحید بیان کروں گا اللہ کا علم حاصل کروں گا، دوسروں کو علم پہنچاؤں گا، اللہ کا ذکر کروں گا، نماز پڑھوں گا، تو اللہ پاک مجھے دیں گے، کمائی سے نہیں ملتا، پہلا قدم یہی ہے پیسہ سے تعلیم نہیں، تعلیم سے پیسہ ہے، ایمان سے پیسہ بھی ہے، ایمان سے چیزیں بھی ہیں، تعلیم سے پرورش بھی ہے، ذکر سے پیسہ بھی ہے، ذکر سے چیزیں بھی ہیں، ذکر سے پرورش بھی ہے، میں ایمان کی باتیں سناؤں گا، علم حاصل کروں گا، ذکر کروں گا بندگان خدا پر محنت کروں گا، میرا اللہ مجھے پیسے بھی دے گا، حضور ﷺ نے جو ترتیب سے بتایا اسی سب کو سننے سے اللہ کی بڑائی کا دھیان پیدا ہوگا، مسجد میں خدا سے ہونے اور غیر خدا سے نہ ہونے کے تذکرے چل رہے ہوں۔ خدا کی بڑائی، خدا کی ربوبیت، خدا سے ہونا، دل میں اترے، تعلیم عملوں کی ہوئی، جتنا اللہ والے یقین پر ہمارا وقت گزرے گا، اللہ کے علم میں لگیں گے، اللہ پیسے دیں گے یہ تو سارے چھوٹے ہیں یہ سارے فقیر ہیں کہیں فقیر بھی دیا کرتا ہے اللہ غنی ہے عمل کا بھی اللہ کی پہچان کا علم، علموں کو سنو، سب سے پہلے نماز کے ہی عمل کو سنو، مسجد والے عملوں کی ہے پہلی تعلیم مسجد ذکر کی جگہ ہے خدا کے ذکر سے کیا کیا ہوگا نماز سے کیا کیا ہوگا، تبلیغ کی جگہ ہے فضائل تبلیغ بیٹھ کر سنو، ابھی اپنے دماغ کو ادھر ادھر نہ لے جاؤ، ادھر قرآن کے فضائل ہوں ادھر قرآن سیکھا جائے، ادھر نماز کا یقین بنایا جائے نماز سے کیا کیا ہوگا اسے معلوم کیا جائے اگر یہ عمل آگئے تو خدا انہی عملوں پر دیدیں گے ان عملوں سے دنیا و آخرت کے سارے مسئلوں کے حل کا یقین آجائے، پیسہ تو وہاں سے ملے، کھیتی کر کے اچھی بات ہے تعلیم میں لگنا، جب ان عملوں سے ملنے کا یقین نہ ہوگا بلکہ ملازمت سے ہوگا تو آدمی کو جن سے ملنے کا یقین ہے ان کے اعتبار سے استعمال ہوتا ہے، جب آپ کھیتی کے اعتبار سے استعمال ہوں گے تو دین ٹوٹے گا اور جب ذکر نماز علم کے اعتبار

سے استعمال ہوں گے تو دین بنے گا، یہ ذرائع ہیں ہمارے پلنے کے اور اعداء اللہ کے مقہور ہونے کے ذرائع یہ ہیں، اگر میں نے ایمان کے ساتھ کمایا، مسجد کے علم کے مطابق کمائی ہوئی، خدا کے دھیان کے ساتھ کمایا، تو اس کمانے پر عمل کا ثواب ملے گا فساق وفجار کی خوشامد چھوڑ دی، جھوٹ، ظلم چھوڑ دیا آپ کی کمائی شاخ بن گئی مسجد کی تعلیم کی، آپ کی کمائی ذکر کی شاخ بنے گی، مسجد مرکز بنے گی، مسجد تعلیم کا مرکز ہوگی اور کمائی آپ کی شاخ ہوگی، اس تعلیم کی مسجد مرکز بنے گی ایمان کا، اور کمائی شاخ ہوگی ایمان کی، کمائی پر نہیں ملتا، کمائی میں جس علم پر کمایا ہے اس علم پر اللہ دیں گے، قیامت کے دن انبیاء، شہداء، صدیقین کے ساتھ اٹھایا جائے گا اگر تو تاجر ہے، جب تم کمائیوں کی رعایت نہ کروگے اور اللہ کے راستہ میں پھرنے والے بنوگے، فلاں علاقے میں زندگی اگر ایمان، علم، ذکر پر نہ آئی تو اللہ کا وبال آجائے گا، اب کبھی تم پھر رہے ہو اور تمہارے بھائی کمائی پر ہیں، کبھی تمہارے بھائی پھر رہے ہیں تم کمائی پر ہو اگر اس پیسہ کو اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کیا تو اللہ کی طرف سے دنیا اور آخرت میں انعامات ملیں گے، ذکر ایمان گھر میں گھس جائے اس گھر کے اندر جو کچھ تمہارا خرچہ ہو رہا ہے اور جہاں جہاں خرچ کر رہے ہو، اب معاشرت کو ایمان پر لاؤ، علم پر اللہ کے دھیان، نماز پر لاؤ، تمام دنیا بھر کے انسانوں کو گلے سے لگاؤ اعمال کے اعتبار سے درجے ہوں گے، قوموں کے اعتبار سے درجے نہ ہوں گے، یہ جو پیسہ ہے اس کو ضرورت کے اعتبار سے خرچ کرو، قوم کے اعتبار سے نہیں، وطن کے اعتبار سے نہیں، تم جو ساتھ دوگے، ایک دوسرے کی مدد کروگے، ایک دوسرے کے خلاف آؤ گے، یہ حمایت علم کے اعتبار سے ہو، جو حق پر ہو، اس کی حمایت کرو، جو حق کے خلاف ہو اس کے خلاف حمایت کرو، مسلم کی حمایت، اطاعت، حکم توڑنے والے کے واسطے انصاف کا حکم ہے مسلمان مظلوم ہے اس کا ساتھ دو، غیر مسلم مظلوم ہے اس کا ساتھ دو، زمین مسلمان نے دبالی، سمجھا بجھا کر واپس کردو، خدا ظلم پر فوری پکڑ کرتے ہیں، انصاف سیکھو، قوم کے ساتھ اندھے بن کر مت لگو، آپس داری میں ساتھ دینا ہی پڑتے ہیں، کل کو خدا اس کو دوزخ میں ڈالیں گے تو تم کو ساتھ ہی ڈالیں گے تم سب مصیبتوں کے شکار ہوگے، شریر بدمعاش اس کے ساتھ کیوں ہوا، میرے ساتھ کیوں نہ ہوا، یہ ساری چیزیں ٹھیک ہو جائیں تو کہا جائے گا کہ یہ پورا دین دار ہے اس سے دنیا وآخرت میں انعامات کے دروازے کھلیں گے، حکم پورا کرو، کمانے کا حکم ہو تو کماؤ، پلنے کا ذریعہ ہے، خدا کی بڑائی بیان کرنا، اور کمبل کو اوڑھ کر لیٹنے والے کھڑا ہو اور ڈرا، خدا کی بڑائی بیان کر، جتنے مولوی ہوں گے ان کے ذہن میں ہدایت کی بات تکبیر افتتاح آجائے گی، یہ دعوت والی بڑائی ہے اب یہ پورا دین زندگیوں میں رہا نہیں اس لئے دین

سے پرورش ذہنوں میں نہیں آتی، جتنا کمائی کو بڑھاؤ گے دین کھوؤ گے اور دین کھو کر مصیبتیں بڑھاؤ گے یہ چیزیں ہیں مسجد کی جو میں نے بیان کی ہیں ان پر خدا پالیں گے، ابھی تو یہ ہے یقین، کمانے سے پیسہ ملے ہے تبلیغ بھی پیسے ہی سے چلے، یہ نہیں کہ ہم ان کاموں کو کریں گے تو اللہ کرے گا، اگر دیندار بننا ہے تو چھوٹی آنکھ کو بند کر کے اندر کی آنکھ کھول کر بے دھڑک، آدمی ۴ ماہ کیلئے نکل جائے جو کچھ ہو جائے، ہو جائے، کچھ پرواہ نہ کرو، تکلیف اٹھالو، آج تک غلط کرتا رہا، آج صحیح پر پڑ رہا ہوں زمینداری میں بھی تکلیف اٹھاتے ہو، متعین طور پر نہ زمیندار پر زمیندارہ فرض ہے نہ تاجر پر تجارت فرض ہے، آپ کے ذمہ اگر کمانا فرض ہے تو کوئی شکل متعین طور پر فرض نہیں، جھوٹ سے بچنا متعین طور پر فرض ہے، سود سے بچنا متعین طور پر فرض ہے، مسجد میں بیٹھا رو رہا ہے، ہچکیوں سے دوزخ پر رو رہا ہے وہ یوں کہتے ہیں کہ تیرے عملوں کا بگاڑ ہے کمائی حرام ہے تیرا رونا قبول نہیں چار مہینے پورے ہونے کو آرہے ہیں تو وہ خوش ہو رہے ہیں کہ ہم نے دے دیئے، ایک روایت چھ ماہ کی بھی ہے اور یوں بھی سوچ سکتے ہو کہ اس ذہن سے چار ماہ تو ہم نے دیئے نہیں کہ ان عملوں سے پلیں گے، اب اس ذہن سے دیتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری تقریر معاشرت پر تھی۔

مال میں احتیاط بہت ضروری ہے

عمومی بیان

اتوار بعد نماز عشاء ۲۲ر جولائی ۱۹۶۲ء مطابق ۱۸ر صفر ۱۳۸۲ء

(بعد عشاء حیاۃ الصحابہؓ کی تعلیم کے موقع پر)

یہ مال فتنہ ہے، یعنی انسان کو خدا سے ہٹاتا ہے، پھسلاتا ہے جنت سے نکلواتا ہے، دوزخ کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے۔ شخصی ہو، چاہے اجتماعی ہو، بیت المال اوقاف کا، مساجد کا، مدارس کا جو انسان اس کو فتنہ سمجھے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم پر خرچ کرے گا، شخصی ہو یا اجتماعی ہو، مال سب اللہ کا ہے، اس زمانہ میں تمام زندگی میں مال کے بارے میں بدعنوانیاں چلی ہوئی ہیں، نہ شخصی مالوں میں احتیاط ہے، نہ اجتماعی مالوں میں احتیاط ہے، شخصی مال نفس وخواہش پر بہت زیادہ خرچ ہو رہا ہے اللہ کے راستہ کی نقل وحرکت پر تعلیم وتربیت کے ذیل میں آنے والے مہمانوں پر، محتاجوں، ضرورت مندوں پر خرچ کرنا زیادہ بتایا ہے، جو مال اشخاص متفرقہ سے آیا ہو یا اجتماعی ہو ادارہ کا ہو، نزاکت حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہے، لوگ ذاتی سمجھ کر خرچ کرتے ہیں، فتنوں کے دروازے کھلتے ہیں، مسجد کی چیز مدرسے کی چیز، تبلیغ کی چیز اپنے پر، اپنے رشتہ داروں پر نہ لگائے، اکابر صحابہؓ تو بہت زبردست مقام کے ہیں

اسلام یہ ہے کہ اپنی زندگی قربان کر کے دوسروں کی بناؤ

عمومی بیان

پیر بعد نماز فجر ۲۳ر جولائی ۱۹۶۲ء مطابق ۱۹ر صفر ۱۳۸۲

میرے بھائیو اور دوستو! جو انسان اپنی زندگیوں کو سامنے رکھ کر چلتے ہیں وہ دوسروں کو قربان کرتے ہیں اور جو دوسروں کی زندگیوں کو سامنے رکھ کر چلتے ہیں وہ آپنے کو قربان کرتے ہیں، بہر حال ہر وقت زندگیوں کی قربانی چلتی رہتی ہے، غلط طریقہ کی قربانی یہ ہے کہ انسان دوسروں کی آزادی قربان کر کے اپنی آزادی حاصل کرے، دوسروں کا عیش بگاڑ کر اپنا عیش حاصل کرے، ایسے مال دار، ایسے غریب، ایسے حاکم بھی بلاؤں میں مبتلا ہوتے ہیں جو دوسروں کی زندگی قربان کرتے ہیں، انبیائے کرام، صحابہ کرامؓ، اولیاء اللہ، وہ محبوب جسم ہیں جنھوں نے اپنے کو قربان کر کے دوسروں کی زندگی بنائی، مسلمان کو اس پر اٹھایا کہ جیسا مکان، کھانا دانہ چاہتا ہے اس کو قربان کرے، یہ قربانی عدل وانصاف، تقوی وپرہیزگاری کو لاتی ہے جب یہ اپنی زندگیوں کو دوسروں پر قربان کریں گے تو پہلے جو ان کے پاس تھوڑا سا سرمایہ ہے اس سے دوسروں کی بنے گی، پھر حق تعالی شانہ، ان سے خوش ہو کر سب کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیں گے، جنھوں نے اپنی زندگی کو قربان کر کے دوسروں کی زندگی بنائی ان کو ہزاروں برس تک کامیاب کرتے ہیں، حضرت موسی علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ، حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے تذکرے آج تک ہوتے ہیں، حق تعالی شانہ ان کی ہمیشہ تعریف کیا کریں گے جو اپنی زندگی قربان کرتے ہیں وسروں کی زندگی بنانے کے لئے، اور جنھوں نے دوسروں کی زندگی قربان کر کے اپنی زندگی کو بلند کیا ان کے تذکرے برائی کے ساتھ قرآن میں ہیں، جنت میں آٹھویں دن اللہ کے ہاں دعوت ہوگی اپنی اپنی جنت میں بڑے بڑے مزے، نہ نماز، روزہ، جہاد، تعلیم ذمے سارے کام اپنے آپ اللہ کی قدرت سے ہو رہے ہیں، اڑنے والے گھوڑوں پر بیٹھ کر ایک دوسرے پر جاتے ہیں، اپنے کھانے پینے قربان کئے تھے خداوندوس نے کھانے پینے کے

دروازے کھول دیئے، عزت کو قربان کیا تھا، عزت کے دروازے کھل گئے سوائے کھانے پینے کے کچھ بھی نہیں، دنیا کیلئے قربان کیا تھا وہ ختم، دین زندہ ہو اس کیلئے قربانی پیش کرو، خلق خدا کی حاجتیں پوری ہونے کیلئے قربانی پیش کرو، اپنا پیٹ کاٹ کر دوسروں کو کھلاؤ، وہاں پیٹ کاٹنے کو منع کر دیا، جہنمیوں پر جنت کے کھانے حرام ہیں ہدیئے آپس میں ضرور دیں گے دوسرے انسانوں کی زندگی کے بننے کیلئے اپنے مسلوں کو قربان کیا، اپنی بڑائی اپنے اختیارات قربان کیئے، جو قربان کیا تھا وہی کام بنایا گیا، صحبت کرتے رہو اب یہی کام ہے، کل زندگی صحبت کرنے کی چالیس برس ہے۔ دس بیس دن مسلسل کرے تو صحت خراب بیوی کے تقاضے دبائے، اللہ کے راستے میں نکلا، اس کے بدلے میں یوں مل گیا، جب جنتی جنت میں دولہا بن کر پہنچے گا، دولہے کا بہت کچھ اعزاز اکرام کیا جاوے ہے، فرش بچھائے جاویں، خوبصورت بچے نظر آئے تو خوش ہو رہا کہ بہت اچھی عورت ملے گی، ابھی بیاہ نہ ہونے کے ہزار احتمال ہیں گھر کھاتا پیتا زوردار ہے، سوچ رہا ہے جہیز بھی بہت آوے گا، بچے وہ لفظ بول رہے ہیں جن پر خوشی بڑھ رہی ہے ایک دم کیا مل گیا اسی میل تک نظر آ رہا ہوگا ساری چیزیں دیکھ رہا ہوگا دیکھنے کے مزے میں غرق ہو گیا استعمال کر کے بھی دیکھ کیسے مزے ہیں دوسروں کی زندگی بنانے کیلئے اپنی صحبت قربان کی تھی ایک حور لا کر دیں گے، اب ذرا ان ہماری حوروں کو تو دیکھو ان میں کیسا مزا ہے ایک ایک عورت سے چالیس چالیس سال صحبت ہوگی، اگر کسی کی عورتیں ستر ہی ہیں تو (۷۰x۴۰=۲۸۰۰) کتنا زمانہ ہو گیا اور اگر ۲۵ لاکھ حوریں ہیں تو ۲۵۰۰۰۰۰x۴۰= ۱۰۰۰۰۰۰۰۰، برس چکھا رہے ہیں اب چھٹی جو جی چاہے کر، یہ نہیں کہ بھوک لگ آئی، صحبت چھوڑ کر کھانا کھاؤ، خوب صحبت کی خوب کھانا کھایا، پیٹ میں گنجائش ہے اور نعمتیں کھلی ہوئی ہیں، پیٹ جواب نہیں دے گا، نعمت ختم نہ ہوگی، جتنا چاہے کھا جب تک چاہے کھا، پھلوں کی کوئی کمی نہیں، جانور اڑتے پھر رہے ہیں جی چاہا کہ ان کے کباب بن کر آ جائیں، تو نے اپنی کھیتیاں قربان کی تھیں میراں یوں جی چاہے یہاں کھیتی ہو، فوراً کھیتی بنی، خود کٹی، سامنے آ گئی، سیکنڈ سیکنڈ میں بن رہی ہے کٹ رہی ہے باغ قرباں کئے تھے یہ باغ ہیں مکان قربان کئے تھے یہ سونے چاندی کے کھوکھلے موتیوں کے مکان ہیں جو نسا تیرا نقشہ بنانے کو جی چاہے، تیرا جی چاہا مکان ویسا بن گیا، زیب و زینت اپنی قربان کی تھی، بکھرے بالوں والا گرد آلود خدا کے راستہ میں مارا مارا پھرتا تھا یہاں چاہے جتنا بناؤ سنگھار کرے اس کی صورت نہیں بدلتی، ویسی رہے تو نے دنیا میں اپنی زیب و زینت کو قربان کیا تھا ایک بازار ہوگا تصویر کا، اس میں "ھوالمصور" کے مظاہرے ہوں گے ہر آٹھویں دن اس بازار میں جایا کریں گے وہاں

تصویریں خریدی نہیں جائیں گی، میں تو ایسا ہوتا بس ویسا بن کر آ گیا بازار سے اب بیگم صاحبہ کہہ رہی ہیں آج تو بہت بڑھیا ہو، تمہارے کیا کہنے تم بھی بہت بڑھیا ہو، اللہ نے ان کی جنت پر بھی نور و مال کی بارش کر دی، وہ آٹھویں دن کنواری بن بن کر آئیں گی، مادہ وہی رہے گا، لیکن صورت بدلتی رہے گی، ہر آٹھویں دن ایسی ہو جائے گی کہ چھوڑ کر نہ دے، یہ ان انسانوں کیلئے تو ہے جو اپنی زندگی کے مسئلوں کو قربان کریں دوسروں کی زندگی بنانے کیلئے، کھلانا پلانا، لوگوں کی خیر خبر لینا، ان کو ایمان کی دعوت دینا جنت رکھی ہے اور اسی میں جنت کے درجے ہیں کہ کون انسانی زندگی کے بننے کیلئے کتنے مسئلے قربان کرتا ہے، ۲۵ لاکھ حوروں والی جنت انبیاء صدیقین وشہداء کے لئے ہوگی ہر نبی کو، ہر صدیق کو، ہر شہید کو وہ جنت ملے گی جو ۲۵ لاکھ حوروں والی جنت ہے، یہ تینوں مل کر وہ قسم بن گئی جو انسانی زندگی کو صحیح طریقہ پر کھینچنے کیلئے محنت کرتے ہیں، انسان اپنی زندگی کو بنانے کے واسطے دوسرے کے مسئلے قربان کر رہے ہیں، ایک آدمی اپنی زمیندارہ کو بڑھانے کے واسطے دوسرے کی زمین دباتا ہے اس پر مقدمے چلتے ہیں ایک کے پاس بچے زیادہ ہیں اس کے پاس مکان چھوٹا ہے دوسرے کے بچے تھوڑے ہیں مکان زیادہ بڑا ہے زمین بڑی ہے اب وہ تنگ آمد بجنگ آمد، جتنے مقدمے چل رہے ہیں اپنی بڑھانے کیلئے دوسرے کی گراتا ہے جس کی گرتی ہے وہ لڑتا ہے اور اپنی قوت سے قابو پانا چاہتا ہے اس پر لڑائی ہوتی ہے، ہر حاکم کے سامنے دوسرے ملکوں والوں کی زندگیاں ہیں اس کیلئے ٹیکس لگاتے ہیں، پہلے موٹریں کاریں ہوں، اب جہازوں کی ضرورت پیش آئی اور بڑھیا جہاز چاہئے، ایئر کنڈیشنڈ چاہئیں، موجودہ عیش ہیں، خرچہ ان کے پاس اس کے برابر نہیں اور اگلا نقشہ اس کے سامنے ہے اس لئے رات دن ٹیکس لگا رہے ہیں دوسری طرف پارٹیاں بن رہی ہیں کہ یہ حاکم تو جنت میں پہنچ جاویں ان کو ہٹاؤ ہم پہنچیں، ہر نیچے والے کی نگاہ اوپر والے نقشہ پر پڑ رہی ہے اس کا پیسہ اس کیلئے کافی نہیں، اس لئے وہ گرد و پیش پر ہاتھ ڈالتا ہے حاکم بننے کے معنی یہی ہیں کہ وہ تمہارے کام کرنے کے واسطے بنا ہے، اب کام کیلئے جاؤ تو کہتا ہے دلواؤ کیا دلواتے ہو، ادھر سے ادھر کے حقوق پر حملے، ادھر سے ادھر حملے، یہ مسئلہ کیسے حل ہوگا ان سے حل ہوگا جو حاکم اور مالدار بننا نہ چاہیں گے اپنی زندگیوں کو اور نیچے گرائیں گے، یہ زندگی کا معاشرہ بنا نہیں ہے، یہ زندگی پرانی ہے، انسان بطور خود بغیر رہبری کے اسی نقشہ پر چلتا ہے، جو آج چل رہا ہے سب سے پہلی لڑائی انسان کی اسی بات پر ہوئی ہابیل قابیل کا قصہ، ایک بچہ صبح کو ایک بچہ شام کو، شادی کس پر ہو، حضرت آدم وحوا کی (اولاد) کی شادی ہے ایک دن کا لڑکا لیا جائے ایک دن کی لڑکی، ایک دن ہابیل اور اس کی بہن تھی، قابیل کے ساتھ جو پیدا ہوئی وہ اچھی صورت کی

تھی، ہابیل کے ساتھ جو پیدا ہوئی وہ اچھی صورت کی نہ تھی، میں تو اپنے ساتھ والی سے بیاہ کروں گا، دیکھ یہ غلط ہے حضرت آدمؑ نے کہا اس پر قتل کیا، عورت اور مال پر لڑائی ہے دوسروں کی زندگی بننے کیلئے اپنے مسلئے قربان کرنے یہ ہے پسند، ہر شخص اپنا مال، اپنی راحت اپنی زمین اپنے غلبہ عزت بڑائی کی قربانی پیش کرے گا پھر اعتدال سمجھ پیدا ہوگی، جب سب قربان کریں گے، تو نظم و نسق کیسے ہو، پھر لوگ سمجھ داروں کو لائیں گے پھر سمجھدار کون ہوں گے جو سب سے زیادہ قربانی دیں، ملک لینے کے واسطے اپنا قربان کر دینا اس کا نام قربانی نہیں انسانی زندگی بننے کیلئے اپنی چیزوں کو قربان کر دینا ان کی تاریخ میں یہ قصے نہ ملیں گے کہ بھوکوں کے پاس انہوں نے پیٹ کاٹ کر بھیجا ہو، انہوں نے ملک چھیننے میں قربانی پیش کی، ملک لینے کے واسطے کیونکہ زندگی کے بننے کیلئے قربانی نہ دی اس لئے ملک ہاتھ میں آتے ہی عیش کرنے بیٹھ گیا، صحابہ کرامؓ کی قربانی تفصیل تھی ان کی قربانی اجمالی وہ ایک طرف اللہ کی راہ کی نقل و حرکت میں قربانی دیتے تھے اور دوسری طرف لوگوں کی زندگی بنانے کیلئے قربانی کر گئے، لوگوں کے مال میں کچھ نہ لیا، اپنے مال دے کر زندگی کے طریقوں کو بدل کر غریب کو سینکڑوں برس تک کیلئے دنیا میں چمکا گئے ہمارے گھر میں جو چاہے گزر جائے ہم اپنے کمائی کے نقشے قربان کر کے دوسروں کی زندگی بناویں، اگر ہم کسی کی زمین کا ایک ٹکڑا نہ دبائیں، چار پیسے نہ دبائیں جب بھی ہم قربان دوسروں کو اپنے پر اگر ہم دوسروں کی زندگی بنانے میں خرچ نہیں کر رہے، دبایا بھی نہیں لگایا بھی نہیں، لگایا نہیں تو قربان دوسروں کی زندگی کی جن کے گھر میں مدد کرنی تھی اس نے نہ کی تو اس نے دوسروں کی زندگی کو قربان کیا اپنے لئے دوسروں کی زندگی بنانے والا وہ ہے جو اپنی بیاہ شادی سادہ کرے کھانا پینا سادہ کرے اس زندگی کے دنیا میں رائج ہونے کیلئے اپنی کمائی کو قربان کرے اور مارا مارا پھرے یہ قسم انبیاء اور صدیقین کی ہوگی جیسے کپڑے، مکان سواری چاہتا ہے ویسے نہ بنائے پیسے کی بچت کر کر کے چاروں طرف سے دوسرے انسانوں کی زندگی کے بننے کے اندر اپنی قربانی پیش کرے، ایک آدمی نے اپنی زندگی قربان کر کے دوسروں کی زندگی بنانے میں محنت کی قربانی کا غلط رخ جو قائم ہو گیا اس کو صحیح کرنے کیلئے دنیا میں مارا مارا پھرنا انسان اس لئے ہے کہ تم اس کی خدمت کرو گے خدا تمہارے لئے خادموں کا انتظام کریں گے تم نے اس بھوکے کو نہ کھلایا خدا تمہارا کھانا بند کر دیں گے اللہ کی ذات سے لینے کے اعتبار سے زندگی اختیار کی جائے اللہ کی ذات سے لینے کے واسطے نماز سیکھی جاوے گی ایسی قرأت قرآن، ایسا دھیان ہو، اس نماز پر ہاتھ پھیلا کر مانگو گے تو ملے گا نماز سے اللہ کے ہاں سے لینے کیلئے دروازہ جو کھلے گا تو ان اخلاق پر کھلے گا اخلاق دیئے گئے ایک غلط زندگی کا نقشہ بن گیا

غلط تو غلط ہے لوگوں نے جھوٹ کہہ دیا قابل عمل نہیں ہے وہ خوب قابل عمل ہے اسلام اسی پر ہے کہ اپنی زندگی قربان کر کے دوسروں کی بناؤ رواج یہ ہے کہ اپنی بنانے کیلئے دوسروں کی قربان کرو، بنیاد بدل گئی، بنیاد صحیح ہو جائے انسانی زندگی بنائی ہے تو اسلام سے بہتر کوئی طریقہ نہ ملے گا، اب شور تو انسانی مسائل کے حل ہونے کا کر لیا اور پیسہ سارا اپنی زندگی بنانے پر خرچ کریں تو واقعی اسلام سے مشکل کوئی چیز نہیں نا قابل عمل ہے اور واقعی اگر یہ نعرے صحیح ہوں کہ ہر آدمی کو روٹی ملے ہر آدمی کو مکان ملے تو اسلام سے بہتر راستہ نہیں ہے دنیا کہہ کچھ رہی ہے کر کچھ رہی ہے کہہ رہی ہے انسانی زندگی بنے اور بن رہی ہے ایک مخصوص زندگی، جو ہر ایک سے چھیننے پر ہوں ان سے ہر ایک کو کپڑا نہیں ملتا ہر ایک کو مکان بھی نہیں ملتا جو ہر ایک کو دینے والے ہوں ان سے ہر ایک کو ملتا ہے، حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو اس کی مشق کرائی تھی ہر ایک کو دینے والا بنایا تھا ۲۳ سال مشق کے بعد پھر دور عمری ہاتھ آیا جس میں پورے عرب میں ایک بچہ ایسا نہ تھا جس کو روٹی نہ ملی ہو، حضور ﷺ نے ہر ایک کو زمین پر سونا سکھایا، سود حرام کیا، جھوٹ دھوکہ حرام کیا، شخصی زندگی بنے گی، پبلک کی زندگی کا نقصان ہوگا، زکوۃ فرض کر دیا، چالیسواں حصہ مال کا دوسروں پر لگانا فرض کیا، فقراء کو دینے سے ادا ہوگا، مساکین، غریب، بیوہ، یتیم ہوں، پبلک زندگی پر لگانا فرض کر دیا ان سے کھینچنا حرام کر دیا ایسے آدمی تیار کئے جن کو لوگوں کی بھوک سے کڑھن ہو، ننگے کو دیکھ کر ان کی آنکھ میں آنسو آجائیں، بھوکے کو دیکھ کر تلملا اٹھیں، ان سے سب کو روٹی ملی، فلاں علاقہ میں بھوکے ہیں میں لے جاؤں گا تو مجھے کتنا ملے گا ۱۲۵۰۔ ادھر سے لئے ادھر سے تہائی لے لئے اپنے آدمیوں کو وہاں لے جائے گا اور ان ہی میں تقسیم کر دے گا تہائی میں (حقداروں) نہ پہنچا آج جو آدمی بنائے جا رہے ہیں وہ لینے والے ہیں دینے والے نہیں ہیں۔ جتنے یہ اوپر سے مسئلے اٹھا دیں یہ ایسی زمین ہے کہ پانی وہیں پی جائے نالی میں چل کر دیتا ہی نہیں پورا معاشرہ غلط ہے جب تک معاشرہ بدلے گا نہیں اس وقت تک عالم کے مسائل حل نہ ہوں گے جو اپنے بیوی بچوں کے مسئلوں میں سے کاٹ کر دوسروں کو دینے والا نہیں بنتا جب اس کو دیا جائے گا وہ دوسروں کو نہیں دے گا اپنا بنائے گا، آدمی بنائے جائیں گے، مسئلہ یہاں سے چلے گا، اگر آدمی کی زندگی نہ بدلی تو انسانی زندگی دوزخ میں جائے گی اپنی جان لی اپنا مال لیا اللہ زندگی بناتے ہیں عملوں پر بناتے ہیں موجودہ زندگیوں کے بدلنے کیلئے جان و مال لگاؤ یقین و عمل بدلیں تعلیم میں لگا دوسروں کو تعلیم میں لگایا نماز بنائی دوسروں کو نمازی بنانے کیلئے محنت کی اخلاق کی محنت کی اپنی جان و مال خرچ کر کے اخلاقی زندگی بننے کیلئے محنت شروع کی اخلاق کی بنیاد بن گئی یہاں سے چلا اور اسی پر دوسرے کو اٹھاتا چلا گیا یقین کی تبدیلی اللہ کا علم اللہ کے

بندوں کے ساتھ اخلاق کی مشق کرنے اور کرانے پر اٹھیں گے تو ہماری زندگی بھی بنے گی اور ان کی بھی بنے گی اس پر اٹھے اور اٹھانا سکھایا، بھوکا دیکھا ترغیب دی اور کھانا خود کھلا دیا، اپنا کاٹ کاٹ کر دوسروں پر لگانے والے بنو گے، تو حق تعالیٰ شانہ تمہارے لئے دروازے کھولیں گے، ان ڈاکوؤں کے مقابلہ میں جو اپنی بنانے کیلئے دوسروں کی بگاڑ رہے ہیں پہلے تم کو شخصی طور پر دیں گے کاروبار میں برکت دیدی ہدیہ دلوادیا، تم نہ بہے اور تمہارے ساتھی جو تم تیار کئے وہ بھی نہ بہے اب محبت قائم ہو جائے گی حکومت والوں کیلئے اب یا وہ بدلیں گے یا خدا عذاب دے کر ان کو ختم کر دیں گے۔ یہ نبیوں والا راستہ ہے اس میں اپنی زندگی کے مسئلوں کو قربان کیا ایک نمونہ اٹھایا چلتے چلتے اللہ نے باطل کو کایا پلٹ دیا یا عذاب بھیج کر یا لڑا کر ختم کر دیا۔ جو انسان ایک گھر کے بن کر چل رہے ہیں ان سے انسانی زندگی کے مسائل بالکل حل نہ ہوں گے اگر وہ وزیر بن کر آگئے تو بھی اپنے گھر کے آدمی ہیں اور اگر ایک انسان وہ ہے جو انسانی زندگی کو سامنے رکھ کر چلے ان کے پاس عہدے مال نہیں ہیں تب بھی وہ انسانی زندگی کے بننے کی قسم کے انسان ہیں آدمی بننا پڑے گا حضرت عمرؓ تشریف لے جا رہے ہیں راستہ میں اینٹ پر سر رکھ کر لیٹ گئے او آدمی (دیہات کی ایک عورت آئی) امیر المومنین نے محمد بن مسلمہ کو مال تقسیم کرنے کیلئے بھیجا وہ اوروں کو دے کر چلے گئے مجھے کچھ نہ دیا۔ غلام سے کہا محمد بن مسلمہ کو بلا کر لاؤ، وہ عورت کہنے لگی کہ جی بڑے آدمی یوں بلانے سے تھوڑا ہی آتے ہیں امیر المومنین کے بھیجے ہوئے آدمی ہیں امیر المومنین کو پہچانا نہیں اتنے میں محمد بن مسلمہ آگئے اے محمد بن مسلمہ بتلا کل کو اس عورت کا حق خدا کے ہاں کون دے گا میں تم پر اعتماد کرتا ہوں، ادھر حضرت محمد بن مسلمہ کے آنسو ٹپکے ادھر حضرت عمرؓ رونے شروع ہو گئے خوف خدا پیدا ہو جائے جوابدہی کا فکر پیدا ہو جائے فرمایا ابھی لاؤ، اس کے واسطے ایک اونٹ منگوایا غلہ لادا نقدی دی، کپڑا دیا، اب تو بہن یہی لے جاؤ اس وقت ہمارے پاس کچھ ہے نہیں خیبر میں آنا وہاں بھی دوں گا، میں نے محمد بن مسلمہ سے کہہ دیا ہے وہ چھٹے مہینے تم کو اتنا دیدیں گے تم کو کبھی تکلیف نہ ہوگی، ایسے آدمی بنیں گے آج ملک پھر مصیبت میں ہے مسلمانوں سے زیادہ غیر مسلم مصیبت میں ہے ٹیکس آتا ہے ہارٹ فیل غیر مسلم کے ہوں مسلمانوں کے سامنے تو آخرت کی زندگی ہے مر کے جنت مل جائے گی، کہیں تو ہے دین میں کچھ نہیں کتنی مصیبت دین کی وجہ سے ہی برداشت ہو گئی، جتنی پٹائی مسلمانوں کی ہو گئی اگر تین دفعہ بھی ملک کے حصوں میں غیر مسلم کی پٹائی ہو جاتی تو ایک نظر نہ آیا بل پاس ہوا سیٹھ صاحب کا ہارٹ فیل ہو گیا مسلمان میں تو سہارا پیدا ہو گئی بالکل بے صبرا تو غیر مسلم بن رہا ہے تم میں جتنے غریبوں پر خرچ کرنے والے ہیں اتنے غیر مسلموں میں نہیں ہیں دوسروں کو گرا کر اپنے

کو بڑھایا گیا ہے یہ غیر مسلموں کی زندگی ہے حضرت عمرؓ اچھے قسم کے کھانے سے چڑتے تھے ایک مرتبہ دستر خوان پر اچھا کھانا آ گیا، چھوٹتے ہی فرمایا ہمیں یہ مل رہا ہے تو غریبوں کو کیا مل رہا ہوگا ایک صاحب کی زبان سے نکل گیا انہیں جنت مل جائے گی فرمایا پھر تو تقسیم میں ہمارا بڑا خسارہ ہے اس تقسیم کیلئے ہم راضی نہیں ہم ایسے کھانے کھا جائیں غریبوں کو ان کی تکلیف پہ جنت مل جائے اب ایک زندگی آئے گی دنیا میں قربانی کی مشق کرنے سے یہی نبیوں کا شعار تھا قربانی پیش کرو، حضرت موسیٰ دس سال کی کمائی جنگل میں چھوڑ کر چل دیئے، حضرت ابراہیمؑ نے اپنے گھر کے سارے مسئلوں کو قربان کیا تو امت مسلمہ کی داغ بیل پڑی، حضرت محمد ﷺ نے ابراہیمؑ کے قدم پر قدم اٹھایا "ملة ابیکم ابراهیم واتبع ملة ابراهیم حنیفا" "قد کان لکم فیه اسوة حسنة" حضرت ابراہیمؑ نے امت کے دنیا میں وجود میں آنے کیلئے قربانی دی، حضرت محمد ﷺ نے بھی قربانی دی، مہاجر انصار کو قربانی پر ڈالا تعلیم دینے والے ہزاروں، مفت سمجھانے والے ہزاروں مفت، سارا کام مفت ہو رہا ہے دنیا سے کچھ نہیں لیا جا رہا، انبیاء صدیقین، شہداء اپنے مسئلے قربان کر کے دنیا کو انسانی زندگی بتانے کی طرف موڑنا اللہ کے بندوں میں دینے پر آ جائیں اور اللہ سے لینے پر آ جائیں بندوں کو دینے کا نام ہے اخلاق اور خالق سے لینے کا نام ہے عبادت کمائی کے اخلاق ہوں گے ایسی چیز نہ بیچو جس سے لوگوں کے اخلاق خراب ہوں، سب سے زیادہ کمائی شراب کی دکان پر ہے، چوری کر کے بیوی کا زیور دے کر بھی شراب پئے گا سب سے زیادہ پکی عادت شراب کی ہے، شراب والا اپنی بگاڑے گا دوسروں کی بھی بگاڑے گا، شراب بیچنا حرام ہے کوئی قرضہ لینے آیا میں مجبور ہو گیا ہوں قرضہ لینے پر اگر فاقے پڑ رہے ہیں ہمیں کیا دو گے، سود والے اتنے خبیث ہیں ضمیر ان کا مسخ ہو گیا، ان سے پوچھو تو سہی اخلاق کیا ہوں، کیا اسلام سکھاتا ہے اس کو قرضہ نہ دو، اس کی مدد کر دو، ادنیٰ اخلاق یہ ہوئے کہ قرضہ دیدو، اور یہ ہے بد اخلاقی کہ ادھر سے مصیبت پڑ رہی تھی ادھر سے مرتے کو مار رہے ہیں باوجود سود کے جو قرضہ لے رہا ہے اس کا ثبوت ہے کہ وہ انتہائی غیر مستطیع انسان ہے اس سے سود لینا انتہائی رذالت اور کمینگی ہے دنیا بدترین بد اخلاقی کا شکار ہو چکی، اب رکاوٹیں نظر آئی ہیں انسانی زندگی کا گلا ذبح کرنے میں خون چوسنے میں ترقی کو تجارتی ترقی کا نام دیدیا، وہ زندگی کب کو آوے گی اپنی زندگی کو قربان کرو، اسی زندگی سے جو دنیا میں زندگی آ رہی ہے مسلمان غیر مسلمان بہیمیت و درندگی کے ساتھ جن طریقوں پر چل رہے ہیں ان کو بدلنے میں بھوکا مر جانا بہتر ہے بغیر دوسروں کی جان و مال لینے کے اپنی زندگی قربان کرنے والے بن جاؤ گے، بے تاج کے بادشاہ ہو گے بوریوں میں محبوب ہو گے، فاقوں میں سردار

وزارتیں قدموں میں لوٹیں گی، آخرت میں اللہ پاک پچیس لاکھ حوروں والی جنت دیدیں گے، صحیح زندگی سمجھاتے ہوئے سیکھتے سکھاتے ہوئے دنیا میں محنت کرتے پھر رہے ہیں اللہ سے لینے کے طریقے آجائیں، علم ذکر اخلاق ان میں آئیں دوسروں کی زندگی پر اپنے مسلوں کو قربان کرنا، کڑھنا ان کے اندر آئے یہ نبیوں والی لائن ہے نبی نے دوسروں کی زندگی کو قربان نہیں کیا، اپنی زندگی کو قربان کیا ہے، آج کے جو اوپر والے زندگی بنانے کو سوچیں تو ٹیکس لگائیں، اب بیچ والے غریبوں سے اینٹھیں اور غریب ڈاکو نہ بنیں تو کیا ہو اور کمیونسٹ نہ بنیں تو کیا ہو، قربانی کی مشق کے واسطے چار مہینے دے دو، پھر تین قسمیں بنیں گی، اعلیٰ قسم کیا ہے اسی قربانی کو رواج دینے کیلئے دنیا میں پھرنا کام بنالو، تین چلے دے کر آئے، دس پندرہ دن بعد پھر تین چلے کیلئے آگئے دوسری قسم ہے ہر سال میں تین چلے دے آؤ اور تیسری قسم یہ ہے ہر سال چلہ دے دو، جب قربان ہونا ہی ہے ایک راستہ پر مرنا ہی ہے تو مرنے والے کو تندرستی کی کیا ضرورت مرنے والے کو کھانے کی کیا ضرورت ہے یہ طے کرلو، ہمیں زندہ رہنا ہے یا مرنا ہے یا اپنی زندگی بنانی ہے یا دوسروں کی بنانے کیلئے اپنی زندگی بگاڑنی ہے بات تو سمجھ میں آگئی، انتظام کر کے آئیں گے حقیقت میں بات ہی سمجھ میں نہ آئی، انتظام کر کے آئیں گے انتظام کو پیچھے ڈال تکلیفوں کو تیار ہو کر آگے آ، جب فاقے برداشت کر کے صحیح زندگی کے آنے کیلئے محنت میں اترو گے تو ایک منٹ کیلئے اپنی بھوک کسی کو نہ بتاؤ اس بھوک پر دنیا ہلا دی جائے گی، آخرت میں کیا ہوگا؟۔ "سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبیٰ الدار" (القرآن)

مال کو رد بھی کیا جا سکتا ہے

عمومی بیان

پیر بعد نماز عشاء ۲۳ / جولائی ۱۹۶۲ء مطابق ۱۹ / صفر ۱۳۸۲ھ

(بعد عشاء حیاۃ الصحابہؓ کی تعلیم کے موقع پر)

اس وقت ہماری زندگیوں میں جان و مال کا خرچ بگڑ گیا، مال کا یقین، مال کی طلب، مال کی محبت ہمارے دلوں میں بیٹھ گئی، جان کا موضوع بن گیا، مال کمانا اور مال کا موضوع بن گیا اپنی جان پر لگانا، جان میں آپ ﷺ کی ترتیب ہو، جہاں جہاں جان لگانے کو بتایا آپ کے طریقہ پر وہاں لگائی جائے، حضور ﷺ نے دین کی دعوت پر، نقل وحکمت پر، تعلیم و تربیت پر جان لگائی، دوسرے علاقوں میں جنازے نہلائے بھی پیسوں پر جارہے ہیں، دفنائے بھی پیسوں پر جارہے ہیں، قبریں بھی پیسوں پر کھدوائی جارہی ہیں، اپنے بیٹے کو دوسرے کو دیدیا، پیسے دے کے اسکو دباؤ حضور ﷺ نے یہاں تک کہا کہ دوسروں کے گھروں کے کام کرو، ولی آئے تو شہر والوں سے محلہ والوں سے پوچھ آئے کہ کوئی سودا منگوانا ہو تو لیتا آؤں گا، اس کو اپنی جان کا کام سمجھتے تھے، جیسے نماز اپنی جان کا کام ہے اب لوگ اپنے نوکر رکھتے ہیں، گھر کی خدمت بھی چھوڑ دی، دوسروں کی بھی چھوڑ دی، آواز دی بہن بازار جارہا ہوں، سودا منگوانا ہو تو بتادو، کل سے فاقہ ہے اب پیسہ لگانے کا محل نکل آیا، اب ہم (خود کو) اپنے گھر کا ذمہ دار سمجھتے ہیں اوروں کے گھر کا ذمہ دار نہیں سمجھتے، مال کی محبت پیدا ہوگئی، مال کے قصے چل رہے ہیں، حضور ﷺ مالیات کو کس طرح خرچ کرتے تھے، آج کا عنوان یہ ہے مال کو رد کرنا، ہم نے لوگوں سے پیسے نہ لئے، رد کر دیئے کہ تم نے تبلیغ میں وقت نہیں دیا تو

میرے اوپر اعتراض کیا گیا اس وجہ سے میں نے صحابہؓ کی زندگی سے باب باندھا ابورافع جب کیا ہوگا، جب میرے بعد تیری بینائی جاتی رہے گی، فقیر ہو جائے گا تو پھر کیا ہوگا صبر کروں گا، ہاں ضرورت سے زیادہ نہ لیجو، ہے کوئی آدمی جو اس شخص پر صدقہ کرے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی کہ فقیر ہو جائے گا، کسی نے دو درہم دیدیئے، ایک واپس کر دیا، لینے کی صورت میں یہ اطمینان ہو کہ تمہاری معاشرت نہ بگڑے گی اور ضرورتمندوں پر خرچ کر دو گے تو لے لو، اگر حاجت ہو تو بقدر حاجت لے لو، اطمینان نہ ہو، حاجت نہ ہو تو واپس کر دو، اب تو کوئی دے، نوٹ دکھائی دیئے تو کہا، ہاں میں بھی سوچ رہا تھا کہ اللہ کہیں سے بھیجیں، رد کا مادہ ہی نہ رہا، اس واسطے کہ سارا یقین مال پر آ گیا، ابوبکرؓ و عمرؓ سے بغیر پیسے کے خلافت چلوائی، اور حضرت عثمانؓ کو پیسہ دیکر خلافت چلوائی، لیکن اونچائی فقر والی خلافت میں بنی ہے، جو قرب چاہے اسے قرب بخشتے ہیں، لیکن قرب کے آداب ہیں، قرب کے آداب میں سے یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی سے ظاہر نہ کرے۔

آفت مسلمان ہونے کی وجہ سے نہیں نافرمان ہونے کی وجہ سے آرہی ہے

عمومی بیان

منگل بعد نماز عشاء ۲۴ر جولائی ۱۹۶۲ء مطابق ۲۰ر صفر ۱۳۸۲ھ

(بعد عشاء حیاۃ الصحابہ کی تعلیم کے موقع پر)

اس زمانہ میں مال کا یقین، مال کی محبت، مال کی طلب اتنی دلوں میں گڑ گئی کہ کوئی حد وحساب نہیں، جس شخص کے پاس جتنا مال آجائے وہ نقدی بھی رکھنا چاہتا ہے، سواریاں مکان، کپڑے بھی بنانا چاہتا ہے، اپنے بیوی بچہ پر ہی لگانا چاہتا ہے، ٹھکرانے کا تو سوال ہی نہیں خدا کی نعمت ہے ٹھکرایا نہیں کرتے، میرے بھائی خدا کی نعمت ہونے کی وجہ سے سینے سے نہیں لگا رہا مال کی محبت ہونے کی وجہ سے سینے سے لگا رہا ہے کچھ آدمی چند عمل کرتے ہیں اسلام کے باقی اصلی اسلامی زندگی جس نے قیصر و کسریٰ کو پاش پاش کیا تھا وہ ہمارے ہاتھ سے نکل گئی۔

اب جان بھی مال کے کمانے میں لگ گئی، مال کے چکر میں آکر جان کے سارے عمل گئے، نہ دعوت، تعلیم و تعلم، ذکر و دعا رہی، نہ روزے رہے، تبلیغ و دین کی مساعی، خدمت خلق کے سارے مسائل ختم، جان کے سارے عمل ختم ہوگئے، صاحبزادے مال کما رہے ہیں، آگے چل کر مال کے سارے عمل ختم، خدا کے راستہ میں دعوت کے لئے مال لگانا، تعلیم و تربیت میں مال لگانا، پبلک کے مفاد پر لگانا، جو وہاں میں آجائیں ان پر لگانا یہ سب ختم، مال کی محبت ہے، مال کو صرف اپنے پر خرچ کرنا چاہتا ہے اور کسی پر خرچ کرنا نہیں چاہتا، صبح سے شام تک بیٹھے بیٹھے گزار دی، نماز نہیں پڑھتے میاں اندھے ہو رہے ہو قعدہ نماز میں نہیں ہے، جب کہو دین کا فلاں کام نہیں کرتے دیکھتے نہیں کمانے میں لگا ہوا ہوں، صاحبزادے جس طرح مشرکین و نصاریٰ کما رہے ہیں تو بھی کما رہا ہے صبح سے شام تک بیٹھے رہنا نماز نہیں ہے، صرف قعدہ کا نام نماز نہیں ہے، محدود وقت میں چاروں چیزوں کے کرنے کا نام نماز

ہے، اسلامی زندگی ہم میں ٹوٹی ہوئی ہے اگر ہمارا کمانا کھانا اللہ کے ہاں اسلام قرار دیدیا گیا ہوتا تو مجال نہیں تھی کہ ہمارے کھیتوں میں کوئی آگ لگا جائے، سیلاب آجائے ہمارے گھروں میں کوئی آگ لگادے، اسلامی زندگی کے ساتھ خدا کی حمایت ہے خدا کی حمایت پر کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا، اصل اسلامی زندگی ہاتھ سے نکل گئی، جو باقی ہے وہ خواہش بن گئی ہے، جو تیرے پر آفت آرہی ہے مسلمان ہونے کی وجہ سے نہیں آرہی، صاحبزادے یہ آفت تیرے نافرمان ہونے کی وجہ سے آرہی ہے، یوں کہہ میں نافرمان ہوں، یہ دعا منگوالو آج کہ خدا مجھے توفیق دے کہ نافرمانی چھوڑ دوں، جب اسلامی زندگی بن جائے پھر خدا مصیبتیں کافروں کے ہاتھ سے نہیں پہنچواتے، خود مصیبتوں میں چاہے مبتلاء کردیں درجات دینے کو، تیس ہزار طاعون میں مبتلاء ہوکر مرے، آفت آئی، اللہ کی طرف سے آئی، مسلمان ہونے کی وجہ سے کوئی مصیبت نہیں ہے لکھ کرٹانگ دو، نافرمان ہونے کی وجہ سے مصیبتیں ہیں، مسلم کے معنی فرماں بردار کے ہیں، کمائیوں میں نافرمان، گھریلو زندگی میں، شادیوں میں، مکان بنانے میں نافرمان، ۲۴ گھنٹے کی زندگی میں نافرمانی سے مصیبتیں آرہی ہیں، یوں کہہ نافرمان ہوں صاحب، خود بھی دھوکہ میں پڑے، دوسروں کو بھی دھوکہ میں ڈالے، منشی جی بھی آویں کہ بڑا اچھا آدمی ہے پرلے درجہ کا شیطان آدمی ہے، مبلغ آدمی ہے سرکاری ٹٹو، اپنے آپ کبھی تبلیغ میں نکل کر نہیں آیا، جب جماعت پڑگئی، جلسہ ہوگیا کوئی آفت آگئی، وقت لگا کر بیٹھ گیا، اسلامی زندگی حاصل کرنے کا داعیہ ہی نہیں، شادی میں ڈھائی ہزار لگادے، مقدمات میں جھوٹے بیانات دے، کافروں کی خوشامد کرے، خوب پتہ ہے کیسا تبلیغی آدمی ہے، شادی کرے تو سو کی بارات لے کر جائے، خدا کے راستے میں آوے تو بیس روپئے لے کر آئے، قرض لے کر آیا ہوں، تبلیغ کرتا خود بھی مصیبتوں میں پڑتا ہے دوسروں کو بھی مصیبتوں میں مبتلا کراتا ہے، بچہ بیمار ہوگیا تو تبلیغ ختم، گھر میں اقتصادیات کا نقشہ خراب ہوگیا تو تبلیغ ختم، اپنی جان و مال جھوک دو، دوسروں کے مال پر ٹھوکر ماردو، ایک ہاتھ لٹک رہا ہے صحابی کا جنگ میں رکاوٹ بن رہا ہے، اس کو پیر کے نیچے رکھ کر الگ کردیا اور جنگ میں لگ گئے۔

جب عمل والی محنت مکمل ہو جائے گی
تو مال والے عمل والوں کے پیروں میں پڑ جائیں گے

عمومی بیان

سنیچر بعد نماز فجر ۱۴؍ جولائی ۱۹۶۲ء مطابق ۱۰؍ صفر ۱۳۸۲ھ

میرے بھائیو اور دوستو دو راستے ہیں محنت کے، ایک راستہ میں دکھائی بہت کچھ دیتا ہے لیکن انسان ناکامی کا شکار ہوتا ہے ایک راستہ میں دکھائی کچھ نہیں دیتا لیکن انسان کامیابیوں کو پہنچتا ہے، محنت کر کے مال حاصل مال سے چیزیں اور چیزوں سے اپنی زندگی کے مسئلوں کو بنانا، یہ راستہ قدم قدم پر دکھائی دیتا ہے آگے چل کر بڑھے گا تو گھر میں دکھائی دے گا، مکان کپڑے، چیزیں دکھائی دیتی رہیں گی، ان سے پرورش دکھائی دیتی رہے اس راستہ کی مصیبتیں چھپی رہیں گی راحتیں دکھائی دیتی رہیں گی، کسی بھی دن خدا کا غضب متوجہ ہوگا، دل پھاڑ کر بیوی بچوں کے یا آگ لگا کر گھر یا دکان کے نقشہ کو ختم کر دیا یہ راستہ بہت گھٹیا ہے، خدا کو پسند نہیں ہے، چیزیں گھر میں ہوں، چیزیں ہی آنکھوں کے سامنے ہوں، اسی پر یقین، اسی کی محبت، اصالتاً یہ راستہ اپنے نہ ماننے والوں ہے، اس راستہ سے اول بناتے ہیں اور آخر بگاڑتے ہیں، آخر لامحدود ہے اور اول بہت تھوڑا سا ہے، دوسرا بالکل اس کے مقابل ہے وہ یہ کہ محنت کر کے ہدایت حاصل کی جاوے، ہدایت حاصل کر کے کامیابیاں لی جاوے اس راستہ میں قدم قدم پر ناکامیاں دکھائی دیں گی، چیزوں کی، مال کی کمی دکھائی دے گی، اس کے اندر اعمال کئے جائیں گے، اس کی کامیابیاں، راحتیں، حفاظت، عزت چھپی ہوئی ہوگی، ناکامیاں کھلی ہوئی ہوں گی، لوگ دیں گے یہی ہیں اللہ والے، کسی بھی دن حق تعالیٰ ان کے لئے ایک دم دروازہ کھولیں گے اور بگڑی ہوئی دیں گے، مال کا راستہ اور ایک اعمال کا راستہ، یہ دو راستے مقابلہ کے ہیں ایک تیسرا راستہ اور بنا لیا، مال پر کریں ت اور اعمال کا کریں اقرار، اس زمانہ کے مسلمانوں نے یہ راستہ بنا لیا، تذکرے عمل کے کریں، اقرار عمل کا کریں

زندگی مال سے بنائیں، اللہ رب العزت نے تیسرے راستہ والوں کے واسطے تیسری قسم رکھی ہے ایک نرم اعمال والی، ایک نری مال والی اور ایک خلط ملط، زندگی کی ساری محنت مال پر، تھوڑا سا وقت اعمال پر، رواج کے یا کہنے سننے یا دیکھنے کے اعتبار سے کچھ عمل کر لئے، تینوں کے ساتھ معاملہ خدا کا جداگانہ ہے۔ جن کا محور یہ ہے کہ محنت سے مال، مال سے چیز، چیز سے زندگی، حق تعالیٰ شانہٗ ان کی پہلی بنائیں گے اور بعد کی بگاڑیں گے دوسرے یہ کہ محنت کر کے ہدایت، ہدایت سے عمل ہو جائے گی، تو غیب سے ایسی صورت ظاہر فرمائیں گے کہ مال والے عمل والوں کے پیروں میں پڑ جائیں گے ملک کے زراعتی، کاروباری نظام بھی منتقل کر دیں گے، عمل والے عمل کے راستہ سے جب تک لینے پر نہ آجائیں، تیسرا راستہ جو عمل خراب کئے ہیں دنیا میں اس کی تلقیں اٹھائیں گے، آسمان سے بھی آفتیں، زمین والوں سے بھی آفتیں ان کی سزا ہوگی جو عمل چھوڑے ہیں اور جو عمل کئے ہیں ان کی جنت مل جائے گی، جب تک عمل کا معیار قائم ہو دنیا میں مصیبت میں رہیں گے اور جب عمل کا معیار قائم ہو جائے گا تو آخرت بھی دیں گے مال کا راستہ چالو ہے، عمل کے راستہ سے کامیابیاں لینے کا راستہ ختم ہو رہا ہے، مال کا راستہ اور عمل کا راستہ بالکل مقابلہ میں ہے، محنت کی دو قسمیں ہیں، ہر قسم میں دو شقیں، تیسری کو الگ رکھو، مال کی محنت میں پہلی محنت مال ہاتھ میں آئے۔